سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

پیر 14، منگل 15، بدھ 16، جمعرات 17۔نومبر 2005
(یوم الاثنین 11، یوم الثلاثہ 12، یوم الاربعاء 13، یوم الخمیس، 14۔ شوال المکرم 1426ھ)

چودھویں اسمبلی: تئیسواں اجلاس

جلد 23: شمارہ جات 1 تا 4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تئیسواں اجلاس

پیر، 14۔نومبر 2005

جلد 23: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدیداران	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	13
5۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	14

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر		
6۔	قرآن مجید کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کے نتیجے میں مسیحی املاک کا نقصان	-----------	14
	سوالات (محکمہ مال و کالونیز)		
7۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----------	18
	پوائنٹ آف آرڈر		
8۔	اسمبلی ہال کا ساؤنڈ سسٹم مرمت کروانے کی ضرورت	-----------	20
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (۔۔۔جاری)	-----------	23
10۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	42
11۔	**توجہ دلاؤ نوٹس**		
12۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)	-----------	70
	تحاریک استحقاق		
13۔	(اس مرحلہ پر کوئی تحریک استحقاق پیش نہ ہوئی)	-----------	71
	پوائنٹ آف آرڈر		
14۔	ایم۔پی۔ایز کے استحقاق کا تعین	-----------	73
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)		
15۔	محکمہ آبپاشی کے افسران کی ایم۔پی۔اے کے ساتھ بدتمیزی	-----------	92
	تحاریک التوائے کار		
16۔	قصور پورہ (لاہور) گندہ پانی پینے کی وجہ سے متعدد افراد پیٹ کی مختلف بیماریوں میں مبتلا اور ہلاک (۔۔۔جاری)	-----------	98

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
17-	لاہور میں ناقص گوشت کی فروخت ------------	99
	سرکاری کارروائی	
18-	پنجاب کے تمام طبی اور صحت کے اداروں کی کارکردگی کی رپورٹ بابت سال 04-2003 پر عام بحث ------------	108
	منگل، 15-نومبر 2005	
	جلد 23: شمارہ 2	
19-	ایجنڈا ------------	143
20-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	145
	سوالات (محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
21-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	146
22-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	187
	پوائنٹ آف آرڈر	
23-	اراکین اسمبلی کو جسٹس آف پیس بنانے کا مطالبہ ------------	207
24-	سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل راولپنڈی کا مقید سابق سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی سے اراکین اسمبلی کی ملاقات کرانے سے انکار ------------	208
	تحاریک استحقاق	
25-	ڈی ایس پی انوسٹی گیشن گوجرانوالہ سٹی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (---جاری) ------------	211
26-	اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا (---جاری) ------------	213

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27۔	ڈی۔ایس۔پی انوسٹی گیشن صدر (اوکاڑہ) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ -----------	215
28۔	ڈی۔پی۔او خوشاب کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ -----------	216
	پوائنٹ آف آرڈر	
29۔	سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے unclaimed declare کیا گیا 30۔ارب روپیہ اپنے اکاؤنٹس میں منتقل کرنے کا خدشہ -----------	219
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)	
30۔	خاتون ڈی۔ایس۔پی ٹریفک (ملتان) کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ -----------	220
	تحاریک التوائے کار	
31۔	راولپنڈی کچہری میں مسلح افراد کی اندھا دھند فائرنگ (۔۔۔جاری) -----------	227
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو پیش ہو چکا ہے)	
32۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی بارانی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004 (۔۔۔جاری) -----------	232
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
33۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005 -----------	235
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
34۔	مسلم فیملی لاز کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ترمیم -----------	242

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
35۔	وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد ٹیکس کا خاتمہ	245
36۔	فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کو رقوم کی واپسی	252
37۔	ڈیرہ غازی خان میں یونیورسٹی کا قیام	253
	بدھ، 16۔نومبر 2005	
	جلد23: شمارہ3	
38۔	ایجنڈا	255
39۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	257
	تعزیت	
40۔	کراچی میں بم دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت	258
	سوالات (محکمہ تعلیم)	
41۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	260
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	293
43۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	319
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
44۔	مسودہ قانون یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب لاہور مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	323

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں(توسیع)	
45-	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	324
46-	مسودہ قانون دی پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن، ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 2004 اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹری، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	325
47-	حکومت پنجاب کے حسابات بابت سال 01-2000 اور اس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	326
48-	مسودہ قانون پنجاب پراونشل ڈومیسٹک وائلنس مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	327
	تحاریک استحقاق	
49-	رجسٹرار کوآپریٹوز سوسائٹی پنجاب کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ ------------	329
	پوائنٹ آف آرڈر	
50-	ایوان میں نصب ساؤنڈ سسٹم میں خرابی کی نشاندہی ------------	330
	تحاریک التوائے کار	
51-	لاہور میں قائم سنٹرل ماڈل سکول کو بغیر کسی وجہ،	

	خلاف قاعدہ وقانون فروخت کرنا(۔۔۔جاری) ------------	335
	پوائنٹ آف آرڈر	
52۔	میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے انٹری ٹیسٹ کو ختم کرنے کا مطالبہ ------------	338
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
53۔	گڑھی شاہو پل کی تعمیر کے آٹھ سال بعد شکستہ حالت ------------	346
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
54۔	مسودہ قانون پنجاب ایمرجنسی سروسز مصدرہ 2005 ------------	347
	عام بحث	
55۔	صحت پر عام بحث ------------	347
56۔	کورم کی نشاندہی ------------	355

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات،17۔نومبر2005	
	جلد23: شمارہ4	
57۔	ایجنڈا ------------	357
58۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	359
	پوائنٹ آف آرڈر	

59۔ زلزلہ زدگان کی صورتحال پر بحث کے لئے ایوان میں وقت کا مقرر کیا جانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 360

60۔ مجلس قائمہ برائے تعلیم کا مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب 2005 کو اراکین کی میٹنگ میں شامل کئے بغیر منظور کر کے ہاؤس میں پیش کرنے کی سفارش ------------ 360

سوالات (محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ اور اوقاف)

61۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 374

62۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 391

63۔ غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب ------------ 414

رپورٹ (توسیع)

64۔ مسودہ قانون پنجاب ربڑ و پلاسٹک کینز میں اشیائے خورد و نوش رکھنے پر پابندی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 416

پوائنٹ آف آرڈر

65۔ مجالس قائمہ کی کارکردگی پر اعتراض ------------ 417

رپورٹ (توسیع)

66۔ مسودہ قانون پرائیویٹ قرض دہی پر پابندی مصدرہ 2003 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع (جو زیر التواء ہوئی) ------------ 420

نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر

توجہ دلاؤ نوٹس

67۔ ٹاؤن شپ لاہور میں پولیس ملازمین کے ہاتھوں خاتون

کے اغوا اور اجتماعی زیادتی پر حکومتی کارروائی کی تفصیل ------------ 426
68۔ سیالکوٹ میں چودہ سالہ لڑکے کے قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل ------------ 430
تحاریک التوائے کار
69۔ فیصل آباد کے علاقہ رضا آباد میں گندے نالے کی وجہ سے
رہائشیوں کو مشکلات کا سامنا ------------ 437
70۔ ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے فنڈز اور سٹاف
کی عدم دستیابی ------------ 441
71۔ کورم کی نشاندہی ------------ 443
سرکاری کارروائی
مسودات قانون (جو ایوان میں متعارف کروائے گئے)
72۔ مسودہ قانون پنجاب (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع
ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) مصدرہ 2005 ------------ 443
73۔ مسودہ قانون پنجاب ملازمین کارکردگی، نظم و ضبط اور احتساب مصدرہ 2005------------
444
74۔ مسودہ قانون (ترمیم) انجمن ہائے امداد باہمی مصدرہ 2005 ------------ 444
75۔ انڈکس

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(106)/2005/768.Dated 14th November 2005. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly to meet on November 14, 2005 at 3:00 P.M. in the Assembly Chambers, Lahore."

Dated **LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL**
2-11-2005 **GOVERNOR OF THE PUNJAB**

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔نومبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

پنجاب کے تمام طبی اور صحت کے اداروں کی کارکردگی کی رپورٹ بابت سال 2003-04 پر عام بحث

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیداران

1۔	جناب سپیکر	:	چودھری محمد افضل ساہی
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
3۔	وزیراعلیٰ	:	چودھری پرویزالٰہی
4۔	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	رائے اعجاز احمد	:	پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	:	پی پی۔192
3۔	جناب محمد عظیم گھمن	:	پی پی۔131
4۔	ملک اصغر علی قیصر	:	پی پی۔69

6

3۔ کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹو
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی و معدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	سردار نعیم اللہ خان شاہانی	:	وزیر سپورٹس
(10)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری و محصولات
(11)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات و تعمیرات
(12)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(13)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر ترقی خواتین و انسانی حقوق
(14)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(15)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک
(16)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت و امور نوجوانان
(17)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی اضافی چارج قانون و پارلیمانی امور*
(18)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم

(19)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2003 مورخہ 16۔اکتوبر 2003،وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے اضافی چارج برائے اجلاس (16۔جون تا 30۔جون 2004) تفویض کئے گئے۔

7

(20)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر محنت و افرادی قوت
(21)	جناب ارمغان سبحانی	:	وزیر قوت برقی
(22)	سید سعید الحسن	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
(23)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر صحت
(24)	جناب عبد العلیم خان	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(25)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(26)	سردار حسن اختر موکل	:	وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی
(27)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(28)	رانا محمد قاسم نون	:	وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(29)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم
(30)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت
(31)	جناب غلام محی الدین چشتی	:	وزیر/چیف وھپ
(32)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(33)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(34)	میاں خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
(35)	جام محمد ہاشم گلیجہ	:	وزیر ماہی پروری
(36)	جناب محمد اعجاز شفیع	:	وزیر بیت المال

(37)	مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر تحفظ ماحولیات
(38)	محترمہ نسیم لودھی	:	وزیر بہبود آبادی
(39)	محترمہ قدسیہ لودھی	:	وزیر خصوصی تعلیم
(40)	مسز جوئس روفین جولیس	:	وزیر اقلیتی امور

8

4- پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	:	مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	:	مقامی حکومت ودیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی
(4)	جناب تنویر اسلم ملک	:	خدمات وانتظام عمومی
(5)	کرنل(ر) سلطان سرخرو اعوان*		
(6)	سید محمد تقلید رضا*		
(7)	چودھری نذر حسین گوندل	:	تعلیم
(8)	ملک شعیب اعوان	:	اطلاعات
(9)	ملک محمد آصف بھا	:	بیت المال
(10)	جناب محمد وارث کلو	:	کالونیز
(11)	ملک رضا شاہد وسیر	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
(12)	چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ)	:	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(13)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا	:	
(14)	بریگیڈئر(ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	:	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(15)	حاجی مدثر قیوم نہرا	:	ماہی پروری
(16)	چودھری خالد اصغر گھرال	:	سپورٹس
(17)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	:	قانون
(18)	مس حمیدہ وحید الدین	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
(19)	لیفٹیننٹ کرنل(ر) محمد عباس	:	مواصلات وتعمیرات
(20)	بیگم ریحانہ جمیل*		

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7-اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

(21)	جناب محمد شعیب صدیقی*		
(22)	جناب اعجاز احمد سیہول	:	آبکاری و محصولات
(23)	جناب جاوید منظور گل	:	کانکنی و معدنیات
(24)	آغا علی حیدر	:	ثقافت و امور نوجوانان
(25)	ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	:	اشتمال
(26)	ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)	:	پارلیمانی امور
(27)	دیوان اخلاق احمد	:	آبپاشی
(28)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	:	محنت و افرادی قوت
(29)	جناب طاہر حسین خان ملیزئی	:	خصوصی تعلیم
(30)	ملک محمد اجمل جوئیہ	:	پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن
(31)	جناب ظہور احمد خان ڈاہا	:	خزانہ
(32)	جناب ولایت شاہ کھگہ	:	زراعت
(33)	جناب آفتاب احمد خان	:	ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(34)	چودھری وحید اصغر ڈوگر	:	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(35)	جناب جاوید اقبال خان کھچی	:	جنگلات
(36)	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(37)	جناب طارق احمد گورمانی	:	جنگلی حیات
(38)	میاں امتیاز علیم قریشی	:	زکوٰۃ و عشر
(39)	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	سی۔ایم۔آئی۔ٹی، آئی اینڈ سی

(40) جناب اللہ وسایا عرف چنو خان لغاری : سیاحت و قیام

(41) سید محمد قائم علی شاہ : مذہبی امور و اوقاف

(42) ملک اللہ بخش سمیتہ : ٹرانسپورٹ

(43) مہر فضل حسین سُمرا : جیل خانہ جات

---

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7-اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

10

(44) جناب احمد نواز : ریلیف

(45) سید نذر محمود شاہ* :

(46) جناب محمود احمد : خوراک

(47) سردار محمد درعیہ خان فیاض : امداد باہمی

(48) بیگم زینت خان : ترقی خواتین

(49) ڈاکٹر فرزانہ نذیر : صحت

(50) محترمہ لبنٰی طارق : سیاحت

(51) سیدہ بشرٰی نواز گردیزی : امور داخلہ

(52) محترمہ شہلا راٹھور : سماجی بہبود

(53) محترمہ سعدیہ ہمایوں : تحفظ ماحولیات

(54) محترمہ روبینہ نذر سلہری (ایڈووکیٹ) : ٹیوٹا (TEVTA)

(55) محترمہ ظل ہما عثمان : منصوبہ بندی و ترقیات

(56) محترمہ زاہدہ سرفراز : بہبود آبادی

(57) مس نگہت سلیم خان : ہائر ایجوکیشن

(58) مس شگفتہ انور : انٹی کرپشن

(59) مسز نیئر مرتضٰی لون : قوت برقی

(60) جناب پیٹرک جیکب گل : اقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب محمد آفتاب اقبال چودھری

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	:	جناب سعید احمد
(2)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنائت اللہ لک
(3)	ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی)	:	جناب مقصود احمد ملک

13

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیئیسواں اجلاس

پیر، 14-نومبر 2005

(یوم الاثنین، 11-شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 6 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا ٱكۡتَسَبَتۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرٗا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَo

سورۃ بقرہ آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برُے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرماo

وماعلینا الا البلاغo

چیئر مینوں کا پینل

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئر مین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئر مین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	رائے اعجاز احمد	پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	پی پی۔192
3۔	جناب محمد عظیم گھمن	پی پی۔131
4۔	ملک اصغر علی قیصر	پی پی۔69

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ مال اور کالونیز کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر
قرآن مجید کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کے نتیجے میں
مسیحی املاک کا نقصان

جناب کامران مائیکل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب کامران مائیکل: جناب سپیکر! پرسوں ہونے والے ایک نہایت ہی دردناک سانحہ کی طرف میں اس ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ سانگلہ ہل میں پرسوں پانچ گرجا گھر نذر آتش کر دیئے گئے اس کے علاوہ ایک پرائمری سکول نذر آتش کیا گیا، دو کرسچئن مشن سکولوں کو نذر آتش کیا گیا، پادری کے گھر کو نذر آتش کیا گیا۔ میں یہاں پر کہنا چاہوں گا کہ کوئی بھی مسیحی نعوذ باللہ توہین رسالت یا قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں کر سکتا

لیکن ایک دن پہلے یہ بات منظر عام پر آئی کہ ایک مسیحی نے قرآن محل میں سے ایک نسخے کو جلایا تو اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ شر پسند عناصر نے ایک mob کی صورت اختیار کی اور اس mob میں جس طریقے سے تمام مسیحی املاک کو نقصان پہنچایا یہ واقعہ ماضی کی یاد دہراتا ہے اور شانتی نگر کے واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔ یہاں پر تقریباً وہی کیمیکل استعمال کیا گیا جو اس گرجا گھر کی بلڈنگ کو، اس سکول اور چرچ کی بلڈنگ کو مسمار اور جلانے کے لئے استعمال کیا گیا۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب کامران مائیکل: جناب والا! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے۔ شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

جناب کامران مائیکل: جناب سپیکر! میں اس ایوان کو ان واقعات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو وہاں پر رونما ہوئے ہیں۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو بھی لوگ اس واقعہ میں ملوث ہیں ان کے خلاف اقدامات کرتے ہوئے، قانونی کارروائی کرتے ہوئے یہ تمام تر تحقیقات عدالتی کمیشن کے سپرد کی جائیں۔ عدالتی کمیشن مقرر کیا جائے اور وزیراعلیٰ صاحب خود جا کر وہاں پر لوگوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں، ان کو تسلی دیں اور یہ بات باور کرائیں کہ جو لوگ اس معاملہ میں ملوث ہیں ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جائے گی اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہماری جو سسٹرز تھیں، اس سکول اور اس ہوسٹل کی بچیوں نے چھپ کر اپنی جانیں بچائی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ دنیا میں سسٹرز اور مدرز کی یہ قدر کی جاتی ہے کہ انہیں نوبل پرائز سے نوازا جاتا ہے اور ان کی قدر ماں کی حیثیت سے کی جاتی ہے لیکن یہاں پر انہیں مارنے کی کوشش کی گئی، ان پر کیمیکل پھینک کر ان کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ اس تمام تر واقعہ کو میڈیا کے حوالے سے دبانے کی کوشش کی گئی لیکن میرے معزز صحافی بھائی جو یہاں پر تشریف فرما ہیں میں ان سے یہ کہوں گا کہ آپ اپنا کردار ایک مثبت انداز میں پیش کریں اور اس معاملہ کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ، جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ہم مسلمان ہونے کے ناتے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ آج سے دو دن پہلے وہاں پر

قرآن گھر میں قرآن پاک کے کچھ نسخے تھے، کچھ قرآنی آیات کونذر آتش کرنے کی کوشش کی گئی، میں سمجھتا ہوں کہ صرف کوشش نہیں کی گئی بلکہ ان کونذر آتش کیا گیااور یہ سب کچھ ایک مسیحی بھائی نے کیا جس کانام یوسف مسیح ہے۔ پولیس نے اس کو گرفتار کرلیااس کے خلاف مقدمہ بھی درج ہوالیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک لامحالہ انسانی فطرت ہےاور مذہبی طور پر ہمارے جو مسلمان بھائی تھےان کے جذبات مشتعل ہوئے، نتیجے میں یہ سارے افسوسناک واقعات جن کا ذکر میرے بھائی نے کیا ہے یہ رونما ہوئے لیکن یہ کہنا کہ اس کوhighlightنہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے معاملات جوکہ مذہبی طور پر کسی بھی فرقے سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کے جذبات کو مجروح کرتے ہوں ان کوhighlightنہ کیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے تو حکومت نے فوری طور پر اس واقعہ کانوٹس لیااور میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جنہوں نے مظاہرہ کیا یاان کے چرچوں کو نقصان پہنچایا یا کسی اور غیر قانونی کارروائی میں ملوث ہوئے، ان میں سے 80 لوگ گرفتار کئے جا چکے ہیں اور باقاعدہ ان کے خلاف مقدمات بھی درج ہوئے ہیں اور میں معزز رکن کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر وزیر مواصلات و تعمیرات وہاں پر تشریف لے گئے، وزیر اقلیتی امور وہاں پر تشریف لے کر گئیں، وفاقی وزیر جن کا تعلق اس علاقے سے ہے وہ وہاں پر تشریف لے گئے، ہماری مسیحی برادری کے ساتھ انہوں نے باقاعدہ رابطہ رکھا ہوا ہے۔ جن لوگوں کے مکانات کو نقصان پہنچا ہے اس کی بھی ہمassessmentکروا رہے ہیں۔ ان کے پادری کے گھر کو نقصان پہنچا ہے اس کا بھی ہم جائزہ لے رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم ان کوcompensateکریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ دونوں اطراف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے جذبات بھی مجروح ہوئے اور مسیحی برادری کے جذبات بھی مجروح ہوئے۔ دونوں لحاظ سے یہ واقعہ انتہائی قابل افسوس ہے اور حکومت اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ آئندہ کے لئے ایسے واقعات کا تدارک کیا جائے تاکہ یہ واقعات دوبارہ رونما نہ ہوں۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ذی شعور جان بوجھ کر اس قسم کے واقعہ میں ملوث نہیں ہو سکتا اگر کوئی کوتاہ اندیش اس قسم کی حرکت کرتا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ قانون سب کے لئے یکساں ہے مسلمان بھائی جو ہیں ان کے خلاف بھی مقدمات درج ہوئے ہیں ، مسیحیوں کے خلاف بھی مقدمات درج ہوئے ہیں اور قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ جو بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے گااس کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ میں اپنے بھائی سے یہ استدعا کروں گا کہ اس معاملے کو بجائے اس کے کہ ہم بردباری کے ساتھ، تحمل کے ساتھ اور ایک مذہبی رواداری کے ساتھ حل

کرنے کی کوشش کریں نہ کہ اس معاملے کو کسی اور انداز سے اٹھانے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں راجہ بشارت صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہے۔ ابھی 8/7 تاریخ کا واقعہ ہے کہ ہمارے فاضل رکن رشید بھٹی صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا اور اس میں چھ ایلیٹ فورس کے لوگ زخمی ہیں، ان کو بھی گولی لگی ہے، ہم ان کے پاس ان کی تیمار داری کے لئے گئے تو انہوں نے بھی بات گول کر دی۔ اس ہاؤس کو پتا ہونا چاہئے کہ فاضل ارکان اسمبلی پر حملہ ہوتا ہے اور گرفتار بھی خود ہی ان کے بندے ہوتے ہیں، میں چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب اس ایوان کو اس واقعہ سے آگاہ کریں کہ گھر بیٹھے ان پر حملہ ہوا ہے اس میں ان کو گولی لگی ہے اور گرفتار بھی انہی کو کر لیا گیا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ رشید بھٹی صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ بتا دیں یا پھر لاء منسٹر صاحب بتا دیں۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب move کریں گے تو پھر بتا دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب ہمیں بتائیں۔ بھٹی صاحب move نہ کریں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے بارے میں پوچھنا بطور رکن میرا حق ہے۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے نشاندہی کر دی لیکن بھٹی صاحب move کریں گے تو پھر جواب آ جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اجلاس کے شروع ہونے کا وقت تین بجے ڈیکلئیر کیا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے لیکن تسلسل کے ساتھ یہی پریکٹس ہے کہ ہمیشہ اجلاس لیٹ شروع ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب کا یہ معزز ترین ایوان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آہستہ آہستہ اس پریکٹس میں لانا چاہئے کہ

وقت پر اجلاس شروع ہو سکے۔

جناب والا! میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مظفر آباد کے اندر مجبور و مقہور لوگوں پر لاٹھی چارج ہوا ہے، لاٹھی چارج اور بد نظمی بھی سٹیٹ کے اداروں کی کوآرڈینیشن نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہے اور دوسرے نمبر پر دو تین روز پہلے جماعت اسلامی کے الخدمت کے کیمپ پر پنجاب پولیس کے جوانوں نے لاٹھی چارج کیا اور یہ کراچی کی دہشت گرد تنظیم ایم کیو ایم کی وجہ سے ہوا ہے کہ جس کا لاشوں پر سیاست کرنے، غنڈہ گردی اور بھتہ خوری کا روائتی طریق کار ہے اور انہوں نے یہ سلسلہ مظفر آباد میں بھی آکر شروع کر دیا ہے اور وہاں پر الخدمت کے کیمپ پر فائرنگ کی اور الٹا لاٹھی چارج بھی جماعت اسلامی کے کارکنوں پر ہوا جس میں خواتین بھی شدید زخمی ہو گئیں جس پر میں شدید احتجاج کرتے ہوئے لاء منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ ایسے واقعات کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! جہاں تک اجلاس لیٹ ہونے کا تعلق ہے تو ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ طے ہوا تھا کہ چار بجے اجلاس شروع کریں گے اور دوسرا یہ کہ تین بجے حاضری بھی نہ ہونے کے برابر تھی بلکہ ساڑھے تین بجے تک بھی بہت ہی کم معزز اراکین اسمبلی اس ایوان میں موجود تھے اور یہ وجوہات اجلاس لیٹ ہونے کی تھیں۔

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات (محکمہ مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں کیونکہ یہ question hour ہے اور سوال آپ ہی کی طرف سے کئے گئے ہیں لہٰذا اجلاس چلنے دیں۔ یہ سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2414 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن اور سٹاف کی تفصیل

*2414: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) محکمہ مال کا تمام ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ کے اعلان پر کتنا عمل درآمد ہوا ہے ؟

(ب) کیا کمپیوٹر پروگرامنگ ہو چکی ہے ؟ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کتنا عملہ بھرتی کیا گیا ہے۔ بھرتی کے لئے کیا تعلیمی معیار رکھا گیا ہے اور اگر بھرتی ہی نہیں کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

(ج) ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہونے کے بعد عملاً پٹواری، قانونگو اور دیگر عملہ کا کیا مصرف ہو گا؟ محکمہ مال کے اہلکاران کی لوٹ مار سے عوام کو بچانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ؟

وزیر مال:

(الف) لینڈ ریونیو ریکارڈ (پٹوار ریکارڈ) کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے سلسلے میں ضلع لاہور کی تحصیل سٹی میں پائلٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے، سافٹ ویئر (پروگرام) تیار کیا جا چکا ہے اور اس کی ٹیسٹنگ ہو چکی ہے۔ ابتدائی طور پر 22 موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر کے سافٹ ویئر کو چیک کیا گیا ہے۔ ہارڈ ویئر اور ڈیٹا انٹری کے لئے رقم درکار ہے، جس کے لئے PC-1 تیار کر لیا گیا ہے۔

(ب) لینڈ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے پروگرامنگ مکمل ہو چکی ہے اور اس کام کے لئے تاحال کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے جو کہ سکیم کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر کر لی جائے گی۔

(ج) پراجیکٹ پر عمل درآمد کے بعد پٹواری، قانونگو اور دیگر عملہ اسی طرح کام کرتا رہے گا۔ بہر حال اس نظام کے نفاذ سے مانیٹرنگ کا عمل شفاف ہو جائے گا اور عوام کو سہولت حاصل ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے ؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے بارے میں تھا اور تین سال ہو گئے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب نے آرڈر کیا ہوا ہے جس میں پبلک کا مفاد ہوتا ہے تو اس معاملے کو آگے نہیں بڑھایا جاتا۔ یہ پٹواری مافیا کسی صورت ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ نہیں کروانا چاہتا تو میں وزیر ریونیو سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنا عرصہ لگے گا کیونکہ جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تین سال میں صرف 22 دیہات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے اور اگر تین سال میں 22 دیہات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہوا ہے تو پورے صوبے کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہوتے ہوئے تو تقریباً ایک صدی چاہئے ہو گی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پورے صوبے

کاریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کتنے عرصے میں کروائیں گے اور اسی کے ساتھ ضمنی سوال یہ ہے کہ تیار کیا جانے والا PC-1 کتنی مالیت کا ہے اور اس پر کب سے عملدرآمد شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ریونیو!

وزیر مال: جناب سپیکر! صدیوں پرانے طریقے کو چھوڑ کر نئے طریقے میں آنے کے لئے پہلے تو بنیادی ریکارڈ کو up to date کیا گیا اور تیار کئے گئے نمونے کی پریکٹس کر کے اس کی جانچ پڑتال کر کے ہی پورے پنجاب میں لاگو کیا جائے گا۔ اس کام کے لئے احتیاط بڑی لازم ہے کیونکہ پہلے پٹواری ہی سب کچھ کرتا تھا اور اب کمپیوٹر کے ذریعے ہونا ہے اور اس ملک پاکستان میں کمپیوٹر کا اتنا ماہر تو کوئی نہیں ہے۔ بہر حال اس چیز کو ایک طریقے سے لیا گیا ہے اور اس کا ٹیسٹ کر رہے ہیں اور کچھ دیہاتوں کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو گیا ہے اور کچھ باقی ہے۔ اس کے لئے ہمیں پیسے چاہئیں اور PC-1 ہم نے تیار کر کے بھیجا ہے اور جونہی پیسے ریلیز ہو جائیں گے تو کام بالکل تیار ہو جائے گا اور میرا خیال ہے کہ پانچ چھ ماہ میں تیار ہو جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہی ہے کہ نئے طریقے کے مطابق اندازاً کتنا وقت لگے گا؟

وزیر مال: جناب سپیکر! تقریباً چھ ماہ سے ایک سال کے اندر مکمل ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا اور اسے ہم باقی اضلاع میں بھی لاگو کر دیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی ہال کا ساؤنڈ سسٹم مرمت کروانے کی ضرورت

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بارہا آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروا چکا ہوں کہ اسمبلی ہال کا ساؤنڈ سسٹم ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے ابھی کیا فرمایا اور مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا یا تو میں اپنے کان جا کر چیک کرواؤں یا باقی ممبران سے بھی پوچھ لیں کہ بارہا یہ کہنے کے باوجود آخر کون سی ایسی وجوہات ہیں کہ جناب! ہمیشہ لا علمی ہی بدگمانیاں پیدا کرتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ نے point raise کیا ہے تو میری گزارش سنیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ لاعلمی ہمیشہ بدگمانیاں پیدا کرتی ہے اور جب تک ہمیں پوری چیز کا علم ہی نہیں ہوگا تو ہم صحیح بات ہی نہیں کر سکیں گے۔ میری اس بات کی طرف توجہ دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آج سے سال ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے کہ ساؤنڈ سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے ٹینڈر call کئے گئے اور فلپس کمپنی کو غالباً ٹینڈر الاٹ بھی ہو گیا جو کہ ایک کروڑ 25 یا 30 لاکھ روپے تھا اور پھر اسمبلی اور کمپنی کا آپس میں کچھ dispute ہو گیا اور اس کے بعد ہاؤس کی ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جس نے کمپنی سے negotiation بھی کی۔ بہر حال قصہ مختصر یہ ہے کہ ابھی اسمبلی کی نئی بلڈنگ پر کام شروع ہو چکا ہے اور ہم نے سوچا کہ دوبارہ ساؤنڈ سسٹم پر کوئی دو کروڑ روپے لگائیں گے اور انجینئرز وغیرہ کہہ رہے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر نیا اسمبلی ہال تعمیر ہو جائے گا تو وہ ساؤنڈ سسٹم جو ابھی تک صحیح طور پر کام نہیں کر رہا تو ہم نے سوچا کہ وہ دو کروڑ روپے ضائع کرنے والی بات ہے۔

دوسری گزارش میں معزز اراکین اسمبلی سے کروں گا کہ چونکہ ابھی انہوں نے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے اور میرا خیال ہے کہ میری آواز تمام معزز اراکین تک پہنچ رہی ہے اور جب ہاؤس میں شور ہوتا ہے یا موبائل وغیرہ on ہوتے ہیں تو اس وجہ سے بھی ساؤنڈ سسٹم disturb ہوتا ہے تو میری معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جب ایوان کے اندر وہ تشریف فرما ہوں تو please اپنے موبائل فون بند رکھا کریں کیونکہ زیادہ معزز اراکین اسمبلی نہ صرف موبائل فون on رکھتے ہیں بلکہ ہاؤس کے اندر بیٹھ کر بات بھی کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے میں بھی سمجھتا ہوں کہ پورے ایوان کے اندر معزز اراکین اسمبلی یہ سمجھتے ہیں کہ ساؤنڈ سسٹم جیسے ہونا چاہئے وہ proper طریقے سے کام نہیں کر رہا لیکن یہ سمجھتے ہوئے کہ دو کروڑ روپیہ چند ماہ کے لئے لگانا اور پھر ادھر سے ادھر منتقل کرنا، ادھر نیا ساؤنڈ سسٹم لگائیں گے اور انشاء اللہ وہ بہتر کام کرے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے آج بات نہیں کی بلکہ تقریباً سال ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور لاء منسٹر صاحب نے بھی اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ ہم فنڈز دینے کے لئے تیار ہیں اور آپ کا فرمانا کہ ایک سال بعد، یہاں اس ملک میں ہوتا تو یہی ہے کہ جو پراجیکٹ ایک سال میں مکمل ہونا ہوتا ہے وہ تین یا چار سال میں ہوتا ہے اور اب پتا نہیں کہ ہمارے مقدر میں نئی اسمبلی میں جانا ہے بھی یا نہیں مگر اس وقت تک یہ اسمبلی سال چلتی ہے یا چھ ماہ یا جو بھی مدت ہے تو اس وقت تک ہم اس بات سے محروم رہیں یا پھر یہی ہے کہ

حاضری لگا کر گھر چلے جائیں۔ اس طرح میں کیسے participate کر سکتا ہوں کہ جب تک I don't understand میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ لاعلمی ہمیشہ بدگمانیاں پیدا کرتی ہے۔ جناب والا! یہ بات دو سال سے میں بارہا کہہ رہا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بھی ہر قسم کے فنڈز دینے کے لئے تیار ہیں تو اس میں ایک یا دو کروڑ روپے کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک سال کے اندر جو بھی بزنس ہو گا اس کا کون ذمہ دار ہو گا کہ اگر وہ صحیح طریقے سے نہ چل سکے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات تو سب کو سمجھ آ رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں کہ جب وہ فنڈز دینے کے لئے تیار ہیں تو پھر اس میں ایسا کون سا امر مانع ہے؟ جہاں اور بھی بہت سارے خرچے ہوتے ہیں تو اس چیز پر بھی آپ خرچ کریں اور میں بارہا یہی بات کہہ چکا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! خرچے تو بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن ہم کوشش کرتے ہیں کہ انہیں minimize کیا جائے اور جن کے بغیر گزارہ نہیں ہے وہی خرچ کیا جائے کیونکہ ہمارا ملک جن حالات سے گزر رہا ہے وہ اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ ہم فضول ہی پیسے لگاتے جائیں۔ اس لحاظ سے ہم نے تھوڑا سا save کیا ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں اور ہاؤس چاہتا ہے تو ہم اس پر دو چار کروڑ روپے لگا دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں اس پر بات کر لیں گے۔ جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی یہی ہے۔ جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں، میں بھی تھا اور جناب سمیع اللہ خان بھی تھے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ارشد محمود بگو صاحب کی ذرا بات سنیں، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کمیٹی میں، میں اور سمیع اللہ خان صاحب اور سیکرٹری صاحب تھے ہم نے فلپس کمپنی والوں سے میٹنگ کی تھی۔ ہم نے فلپس کمپنی سے یہ request کی تھی کہ آپ کا اتنا بڑا dispute ہم نے حل کر دیا ہے آپ کم از کم جو یہ ساؤنڈ سسٹم کی عارضی طور پر خرابی ہے اس

کو ٹھیک کر دیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں ہمارے ساتھ یہ agree کیا تھا کہ ٹھیک ہے ہم وقتی طور پر جو آپ کے سسٹم میں خرابی ہے اس کو دور کر دیتے ہیں۔ ان سے اگر اس سلسلے میں دوبارہ pursue کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی پہلے ہی بنی ہوئی ہے اور اس کمیٹی میں آپ بھی ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کمیٹی میں تو ہم بھی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تو اس کو دوبارہ pursue کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ کہا جائے کہ وہ فلپس والوں سے ایک دفعہ پھر رابطہ کر لیں تو جتنی دیر یہاں پر اسمبلی موجود ہے اور سسٹم میں جو خرابی ہے اس کو ٹھیک کر دیا جائے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے بڑی specific دو باتیں پوچھی تھیں ایک تو یہ کہ پورے صوبے کے اندر یہ کتنے عرصے میں مکمل کر دیں گے، اب انہوں نے چھ ماہ اور ایک سال بتایا ہے۔ کیا پورے صوبے میں چھ ماہ ایک سال کے اندر سارا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: وہی کہہ رہے ہیں کہ چھ ماہ، سال کے اندر پورا کر دیں گے۔ ان کا جواب آ گیا ہے اب بار بار سوال کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے ان سے عرض کیا ہے کہ پہلے اس کو مکمل کر کے آگے اضلاع لیں گے آٹھ دس اضلاع لیں گے ان میں مکمل کریں گے اور پھر باقی اضلاع میں step by step جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ چھ ماہ یا سال میں ایک ضلع کریں گے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! جو چیز ہم آگے لاگو کریں گے اس کی جانچ پڑتال کر کے پھر آگے لاگو کریں گے جو اضلاع بعد میں آئیں گے اس میں ہم سارا ریکارڈ تیار کروانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اتنے عرصہ تک یہ سارا ریکارڈ تیار ہو جائے جو جمع بندیاں اور جو ریونیو ریکارڈ ہوتا ہے وہ پہلے مکمل ہوتا ہے اور وہی feed ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔چھ ماہ یا سال آپ نے ایک ضلع کے لئے کہے ہیں؟

وزیر مال: جناب سپیکر! پہلا step مکمل ہوگا اور اس کو پھر step by step اضلاع میں ہم کریں گے۔

جناب سپیکر: ایک ضلع میں مکمل ہوگا یا پورے پنجاب میں؟

وزیر مال: نہیں۔جناب! پہلے دس اضلاع میں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ چھ ماہ سال پہلے دس اضلاع میں لگیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو پائلٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے یہ اب وزیر موصوف چھ ماہ یا ایک سال کا فرما رہے ہیں کہ یہ دس اضلاع میں ہوگا۔ جو جواب آیا ہے ذرا ملاحظہ فرمالیں یہ جواب 18-9-2003 کو آیا ہے، یہ جواب ٹھیک آج سے دو سال پہلے آیا ہے کہ اس پر کام شروع کیا گیا ہے latest position کیا ہے اگر دو سال میں صرف سٹی لاہور جو لاہور کا ¼ ہے، اگر یہ دو سال میں وہ مکمل نہیں کر سکے تو ہم کیسے یقین کر لیں کہ جو کام یہ دو سال میں نہیں کر سکے وہ چھ ماہ میں، دس اضلاع میں کیسے کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! اس کے لئے جب پہلے کام شروع کیا گیا تھا اس میں وہ واقعی اس عرصے کے اندر مکمل نہیں ہو سکا اس کے لئے ہم نے ایک فرم کو ٹھیکہ دے دیا ہے تاکہ وہ اپنی expertise لگا کر جلدی مکمل کریں۔ اس لئے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے جو لاہور سٹی کا کام شروع کیا ہے وہ چھ ماہ یا سال کے اندر مکمل ہو جائے گا پھر ہم نے آگے دس اضلاع مقرر کئے ہیں اس میں شروع کریں گے اور اسی طریقے سے آگے پورا پنجاب cover ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ یہ جواب دو سال پہلے کا آیا ہے اب یہ بتا دیں کہ سٹی لاہور کی latest position کیا ہے؟ منسٹر صاحب تیاری کر کے نہیں آتے اور انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ یہ دو

سال پہلے کا جواب ہے کہ تحصیل سٹی لاہور ہے اس میں پراجیکٹ شروع کیا گیا آج بھی یہ on the floor of the House وہی بات کہہ رہے ہیں جو دو سال پہلے جواب آیا تو اب پوزیشن کیا ہے، یہ اس کا جواب فرمادیں کہ آج کی latest position کیا ہے ؟ اصولاً وہ پراجیکٹ مکمل ہو جانا چاہئے تھا ان کی یہاں یہ سٹیٹمنٹ ہونی چاہئے تھی۔ جو پراجیکٹ دو سال پہلے شروع ہوا تھا آج بھی وہ وہیں کھڑا ہے جو دو سال پہلے جواب آیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ پہلے ضلع قصور میں شروع کیا گیا تھا جو مکمل نہیں ہو سکا پھر ہم نے لاہور میں مکمل کرنے کے لئے ان کو دیا، اب ایک فرم کو contract دے دیا گیا ہے تاکہ وہ جلدی اس کو مکمل کرے اور مکمل کر کے پھر ہم آگے اس کو لاگو کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ بیان فرمادیں کہ سوفٹ وئیر کس زبان میں جاری ہوا اور نئے نظام میں فرد زمین جاری کرنے کا کیا طریقہ ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: ذرا سوال دوبارہ دھرائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب! میرا سوال یہ ہے کہ نیا سوفٹ وئیر جو کمپیوٹرائز ریکارڈ بنانے کے لئے بنایا گیا ہے وہ کس زبان میں ہے نمبر ایک۔ دوسرا، فرد زمین جاری کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال: یہ طریق کار جب تیار ہو جائے گا تو آپ دیکھ لیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب! ایہہ پنجاب دے زمینداراں دے نال بڑی زیادتی اے۔ ایہہ تحصیل توں تری تری میل دور بیٹھے نیں، فرد زمین ای نئی پتا کہ کتھوں جاری ہونا۔ جناب بڑا اوڈا افراڈ تے اے زمیناں دا ہو ریا اے سب بندے ایہدے نال رُل جان گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے ایک فرم کو ٹھیکہ دیا ہے میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ فرم کون سی ہے، اس کا نام کیا ہے اور اس فرم کے ساتھ لازمی طور پر یہ ایگریمنٹ بھی ہوا ہو گا کہ کتنی دیر میں یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر کے دینا ہے مگر ایگریمنٹ تو ان کے پاس ہے ہمارے پاس تو نہیں ہے تو یہ بتا دیں کہ جس فرم کو انہوں نے ٹھیکہ دیا ہے وہ کتنی دیر میں اس کو کمپیوٹرائز کرنے کی پابند ہے اور جو ایگریمنٹ انہوں نے ان کے ساتھ کیا ہے اس کی مالیت کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ سافٹ ویئر اور ڈیٹا انٹری کے لئے AOS ایک فرم ہے اس کو یہ کام دیا گیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ وہ انہوں نے ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا ہے، یہ AOS کس بلا کا نام ہے یہ ذرا بتا دیں کہ یہ کون سی فرم ہے انہوں نے abbreviation بتائی ہے یہ فرم کا نام بتائیں اور ساتھ یہ بتائیں کہ وہ کتنی دیر میں اس کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے پابند ہیں اور ان کو کتنے پیسے دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! ہمارا آئی۔ٹی۔ڈیپارٹمنٹ ہے یہ کام وہ کرا رہا ہے۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے تو صرف ڈیٹا اور مواد دینا ہے اس لحاظ سے انہوں نے کتنے میں contract کیا ہے اور کتنے عرصے میں بنے گا یہ ان کو پتا ہو گا یا یہ fresh question دے دیں میں آپ کو جواب دے دوں گا۔

جناب افضل سلطان ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب افضل سلطان ڈوگر!

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! آج چونکہ ریونیو کے سوالات کا دن ہے ریونیو منسٹر موجود ہیں میں بہت اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کراؤں گا کہ شیخوپورہ میں پاکستان بننے کے بعد سے اب تک ایک جگہ ہے جہاں پر سٹی شیخوپورہ بی ڈویژن کا پولیس سٹیشن ہے۔ چند روز قبل پٹواری نے کسی کے نام الاٹ کر دیا اور اس کی فرد جاری کر دی گئی، پولیس والوں نے عدالت سے اس کے خلاف stay لیا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے پچھلے پانچ چھ سالوں سے کچھ پٹواری صاحبان جن کو محترم پٹواری صاحبان کہنا چاہئے وہ اس تھانے کو الاٹ کرتے

ہیں اور غنڈہ گردی کی یہ حالت دیکھ لیں کہ پولیس کے محکمے کی جو بورڈ آف ریونیو کی دی ہوئی جگہ ہے اور پولیس کے قبضے میں ہے وہ بھی نہیں چھوڑتے تو میں وزیر مال اور وزیر قانون سے بھی کہوں گا کہ یہ کل کو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بنے گی، یہ ایک serious واقعہ ہے، اس کے متعلق پوچھیں۔ اگر آپ رپورٹ لے لیں تو آج یا کل اس کو ایوان میں پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر میری یہ رائے تھی کہ حکومت کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ اس سے ہماری economy میں اور agricultural economy میں بہت مثبت اثرات ہوں گے۔ یہ چیزیں verify ہو کر جب فرد ملکیت لوگوں کو کمپیوٹرائزڈ ملیں گی تو بنکوں سے ہمارے کاشتکاروں کو قرضہ لینے میں آسانی ہوگی۔ ہمارے زمیندار کا اثاثہ زمین ہوتی ہے۔ اس کی recognition ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں اور اس پر صوبے میں کتنی دیر تک عملدرآمد ہوگا؟ اس سے ہمارے صوبے کو ایک لیڈرشپ پورے ملک کے اندر ملے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: اس وقت تو میں فنڈز کا نہیں بتا سکتا۔

جناب سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صاحب ذرا PC-I کی وضاحت کر دیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: میں کبھی کلرک نہیں رہا لیکن یہ بتا سکتا ہوں کہ ایک فارم ہوتا ہے اس میں پورا پروگرام ہوتا ہے، اس میں project cost ہوتی ہے، اس کو PC-I کہتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: اگر یہ کلرک نے ہی جواب دینا ہے تو ان کی جگہ کلرک کو بٹھا دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 2625اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

بورڈ آف ریونیو میں آفیسرز کی خالی اسامیوں اور بھرتی کی تفصیلات

*2625: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) بورڈ آف ریونیو میں1998، 1999 اور2000 میں کتنی اسامیاں گریڈ17 اور اس سے اوپر گریڈ کی خالی ہوئیں؟

(ب) محکمہ مال نے جز(الف) میں بیان کردہ کتنی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئےrequisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی اور کب؟اگرrequisition نہ بھیجی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا محکمہ کے رائج الوقت قوانین کے مطابق ان اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کرنے کی پابندی ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ نے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی؟ تفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیر مال:

(الف) 1998 میں ایک اسامی کمپیوٹر پروگرامر(BS-17)کی اور2000 میں ایک اسامی سٹیٹسٹیکل آفیسر(R&G)سکیل(BS-17)کی خالی ہوئی۔

(ب) چونکہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے نئی بھرتی پر پابندی عائد تھی لہٰذا اس سلسلے میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کوئی ریکوزیشن نہ بھجوائی گئی۔

(ج) جی،ہاں۔

(د) چونکہ محکمہ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں گریڈ17 یا اس سے اوپر کی کسی بھی اسامی پر 1998، 1999 اور2000 میں کوئی بھی بھرتی عمل میں نہ آئی، لہذا قواعد وضوابط کی خلاف ورزی نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ 1998 میں ایک اسامی کمپیوٹر پروگرامر کی اور 2000 میں ایک اسامی سٹیٹسٹیکل آفیسر 17 سکیل کی خالی ہوئی تھیں۔ کیا یہ دونوں اسامیاں تاحال خالی ہیں، کیا ان اسامیوں کو fill کرنے کے لئے چیف منسٹر سے ban relax کروایا گیا ہے۔ اگر یہ اسامیاں تاحال خالی ہیں تو پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کب تک اس بارے میں لکھ دیں گے کہ ان اسامیوں پر تقرری کر کے ان کو افراد مہیا کئے جائیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! پابندی ہے، جب پابندی ہٹے گی تو پھر ہم پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیں گے۔

جناب سپیکر: ابھی تک ریکروٹمنٹ نہیں ہوئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ان دو اہم اسامیوں کے بارے میں انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ 1998 سے اب 2005 آ گیا ہے اور بہت سارے محکموں میں ban relax کروا کر تقرریاں ہو رہی ہیں۔ جس طرح یہ کمپیوٹرائز کر رہے ہیں تو اس کے لئے ان کو ایک صدی چاہئے۔ اگر اس طرح یہ اہم پوسٹیں کمپیوٹر پروگرامر کی ہیں، جس نے کمپیوٹرائز کرنا ہے۔ اگر اس کے لئے یہ ban relax کرانے کی کوشش نہیں کریں گے تو یہ نظام مکمل فیل ہو جائے گا۔ اس لئے یہ مہربانی کریں اور اس بارے میں کوئی یقین دہانی کرائیں۔ چیف منسٹر کو کہیں اور ان سے request کریں تو وہ ان پر ban relax کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4117

بہاولپور۔ پاکستان ریلوے کو لیز پر دی گئی محکمہ مال کی اراضی کی تفصیل

*4117: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ مال نے محکمہ ریلوے کو ضلع بہاولپور میں کتنی اراضی کس کس موضع اور قصبہ میں لیز/ پٹہ پر دے رکھی ہے؟

(ب) یہ اراضی محکمہ مال نے کن شرائط پر محکمہ ریلوے کو دی تھی؟ان کی نقل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ اراضی محکمہ ریلوے کسی دیگر پرائیویٹ فرموں/اداروں/لوگوں کو لیز/پٹہ پر دے سکتا ہے۔اگر ہاں تو کن شرائط پر دے سکتا ہے۔ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق محکمہ ریلوے نے محکمہ مال سے حاصل کردہ کتنی اراضی کن کن افراد کو پٹہ /لیز پر دے رکھی ہے۔ان افراد کے نام اور موضع مع رقبہ کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) کیا محکمہ مال، محکمہ ریلوے سے ایسی اراضی جو محکمہ ریلوے نے آگے لوگوں کو لیز/پٹہ پر دے رکھی ہے،واپس لینے کو تیار ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) محکمہ مال نے محکمہ ریلوے کو ضلع بہاول پور میں کسی قسم کی سرکاری اراضی لیز/پٹہ پر نہ دی ہے۔ تاہم یہ اراضیات حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں اور محکمہ ریلوے کے زیر تصرف ہیں۔

(ب) تمام اراضیات حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں اور محکمہ ریلوے کو صرف ریلوے مقاصد کے لئے بازاری قیمت جمع 10 فیصد سر چارج پر دی جاتی ہیں۔تاہم محکمہ مال نے محکمہ ریلوے کو کسی قسم کی اراضی لیز/پٹہ پر نہ دے رکھی ہے۔صرف محکمہ ریلوے کا صوبائی حکومت کی زمین پر قبضہ ہے۔

(ج) چونکہ یہ اراضیات حکومت پنجاب کی ملکیت ہیں، للہذا محکمہ ریلوے ان کو کسی پرائیویٹ/ادارہ یا کسی شخص کو حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری کے بغیر پٹہ پر دینے کا مجاز نہ ہے۔

(د) اس کا جواب جز(الف) میں درج ہے۔

(ہ) محکمہ ریلوے حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی پٹہ پر دینے کا مجاز نہ ہے۔جونہی ایسی زمین کی نشاندہی کی جاتی ہے محکمہ مال فوراً رقبہ ضبط کر لیتا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: اس سے قبل کہ میں کوئی ضمنی سوال کروں۔میں نے ایک سوال 2867 کیا تھا جو 29-3-2005 کو اس ہاؤس میں take up ہوا تھا۔وزیر صاحب نے arguments کے لئے date لی تھی۔وہ

سوال آج تک دوبارہ اس ہاؤس میں take up نہیں کیا گیا۔
یہ سوال بھی ناجائز قابضین کے بارے میں ہے اور وہ سوال بھی ناجائز قابضین کے بارے میں تھا۔
یہ سوال ناجائز قابضین ریلوے کے بارے میں ہے اور وہ سوال مال کے بارے میں تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب سے ٹائم لے لیں اور arguments کے لئے date لے لیں تا کہ ہم اس پر مکمل بحث کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! ان کا سوال نمبر 4117 ہے۔ یہ اس پر ضمنی سوال کریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال نہیں کیا تھا۔ میں نے عرض یہ کی تھی کہ میرا ایک سوال 2867 تھا جو 2005-3-29 کو اس ایوان میں پیش ہوا تھا اور رانجھا صاحب نے اس یقین دہانی سے date لی تھی کہ میں نے ریکارڈ مکمل کرنا ہے اور اس کے بعد اس پر arguments ہوں گے تو آج تک دوبارہ اس سوال کی باری نہیں آئی ہے۔ میرا یہ سوال 4117 بھی ناجائز قابضین کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا پہلا سوال بھی ناجائز قابضین کے بارے میں تھا جس پر ایوان کے اندر متعلقہ وزیر نے یقین دہانی کرائی تھی۔ آج بھی ناجائز قابضین کے بارے میں یہ سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: ان کا آج کا سوال اور ہے اور پہلا سوال جو pending ہے وہ اور ہے۔ میں آج کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں اس میں ان کا جو بھی ضمنی سوال ہے وہ کریں میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، چنڑ صاحب! متعلقہ سوال پر ضمنی سوال کریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: انہوں نے جز (الف) میں جو جواب دیا ہے اس کے بارے میں ضمنی سوال ہے کہ محکمہ مال نے ریلوے کو کتنی زمین دی ہے اور کس contract کے حساب سے لیز پر دی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: اس میں جواب یہ ہے کہ محکمہ مال نے محکمہ ریلوے کو کوئی زمین پٹہ پر اور نہ لیز پر دی ہے۔ اس وقت محکمہ ریلوے کے قبضے میں جو زمین ہے وہ partition سے بھی پہلے کی چلی آ رہی ہے۔ اب صوبہ پنجاب نے مرکز کے ساتھ take up کیا ہوا ہے کہ اس کی جو بازاری قیمت ہے وہ اور مزید 10 فیصد دے کر مرکز اس کو خرید لے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ محکمہ مال نے کوئی زمین ریلوے کو لیز پر نہیں دی جبکہ اسی سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ زمین لگاتار ریلوے کے استعمال میں ہے۔

جناب سپیکر: وہ ناجائز قابض ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: یہ ناجائز قابضین سے کب اس کو واگزار کرائیں گے ؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ انہی کو دینا چاہ رہے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: یہ کب تک ان سے پیسے لے لیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! اس میں صورتحال یہ ہے کہ محکمہ ریلوے کا status ناجائز قابضین کا بھی نہیں ہے۔ جس طرح ہم سب کو علم ہے کہ ریلوے کی جو layout ہوئی ہے یہ partition سے پہلے ہوئی ہے۔ صوبہ پنجاب نے محکمہ ریلوے کو پہلے یہ رقبہ free of cost دیا تھا۔ اب صوبہ پنجاب نے مرکز کے ساتھ take up کیا ہے کہ اس رقبہ کو آپ بازاری قیمت plus 10 percent دے کر ہم سے خرید لیں۔ یہ case مرکز میں چلا گیا ہے۔ اب یہ Common Interest Council میں ہے جب وہاں سے فیصلہ ہو جائے گا تو ہم ان سے اس کی قیمت وصول کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ملک محمد اقبال صاحب نے جو ابھی point raise کیا ہے اس پر آج ہی بات ہونی چاہئے کیونکہ آج محکمہ مال اور کالونیز کا دن ہے۔ سات آٹھ مہینے پہلے جب محکمہ مال اور کالونیز کا دن آیا تھا تو یہ سوال نمبر 2867 اُس دن take up ہوا تھا۔ میں نے بھی اس پر بات کی تھی۔ یہ بڑا اہم سوال ہے۔ بہاولپور میں بہت ساری سرکاری زمین پر ناجائز قابضین ہیں۔ یہاں بات ہوئی اور وزیر صاحب نے کہا کہ اس سوال پر باضابطہ بحث رکھ لیتے ہیں لیکن ہم پہلے ریکارڈ دیکھا کر لیں۔ اگر ہم اس سوال کو کسی اور دن raise کریں گے تو پھر یہ کہا جائے گا کہ آج اس محکمہ کا دن نہیں ہے، جب محکمہ کا دن آئے گا تو تب بات ہو گی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ سوال pending ہے۔ آٹھ نو مہینے کے بعد اب دوبارہ محکمہ مال اور کالونیز کا آج دن آیا ہے۔ لہذا یہ بالکل right time ہے کہ سوال نمبر 2867 پر بات کی

جائے۔ اس وقت وزیر صاحب تو موجود نہیں ہیں لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔ وہ کوئی وقت بتا دیں تاکہ اس سوال پر بحث ہو سکے۔ یہ سوال بحث کے لئے pending ہوا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: گو کہ اس وقت وہ سوال میرے سامنے ہے اور نہ ہی میں اس کی تیاری کر کے آیا ہوں لیکن چونکہ میرے بھائی فرما رہے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ناجائز قابضین کے بارے میں میرے محکمہ کی ایک uniform policy بنی ہوئی ہے۔ اس میں جو لوگ شہر کے اندر قابض ہیں اور صرف پلاٹ نہیں بلکہ ان پر construction بھی ہو چکی ہے اور وہ پچھلے دس سال سے قابض چلے آ رہے ہیں تو ان کے لئے اب محکمہ کالونیز یہ کر رہا ہے کہ جو District Price Control Committees ہیں وہ اس کی قیمت assess کریں گی۔ ان لوگوں کو option دی گئی ہے، وہ لوگ بتائیں کہ وہ اس زمین کو بازاری قیمت پر خریدنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ ان کی جب offer آتی ہے تو اس کے بعد District Price Control Committee اس کو assess کر کے صوبہ میں بھیجتی ہے اور پھر اگر اس کی sanction ہو جاتی ہے تو اس صورت میں وہ رقبہ ان کو دے دیا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب کی یہ پالیسی ہے۔ اب ان کا جو particular question ہے اس میں بھی وہی پالیسی enforce ہونی ہے جو حکومت پنجاب نے بنائی ہوئی ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ پالیسی تو پہلے سے موجود ہے۔ یہاں جو سوال ناجائز قابضین کے حوالے سے raise کیا گیا اس پر وزیر صاحب نے یہاں ہاؤس میں commit کیا تھا کہ اس سوال پر بحث رکھی جائے گی لیکن ہمیں وقت دے دیں تاکہ ہم سارا ریکارڈ دیکھ کر لیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس پر بحث کے لئے کوئی دن اور وقت مقرر کریں تاکہ اس سوال پر بحث ہو سکے، پہلے ہی آٹھ نو مہینے گزر چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: میں عرض کروں گا کہ یہ محترم رکن میرے یا منسٹر صاحب کے دفتر میں تشریف لے آئیں۔ ہم وہاں ان کی تسلی کروا دیں گے، جو جو ان کی reservations ہیں وہ ہم ان کو بتا دیں گے اور یہ open discussion والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ جو فرد ہوتی ہے اس میں خانہ ملکیت میں حکومت پنجاب ہے اور خانہ قبضہ میں محکمہ ریلوے ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے

کہ یہ زمین نہ لیز پر ہے اور نہ ہی پٹے پر ہے تو پھر یہ کس بنیاد پر ریلوے کے پاس ہے؟ اگر زمین دی جاتی ہے تو لکھنا پڑتا ہے۔ دوسرا جب وہاں پر لوگوں کا قبضہ ہوا ہے تو حکومت پنجاب نے اپنی جگہ پر قبضہ کو واگزار کروانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں، کیا ان متعلقہ افسران کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے یا نہیں اور ریلوے نے یہ زمین کس بنیاد پر لوگوں کو آگے دے دی ہے؟ یہ اس کی وضاحت فرمادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: میرے محترم رکن تھوڑا سا confuse کر رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بتایا ہے کہ صوبہ پنجاب نے محکمہ ریلوے کو as a gesture of goodwill یہ زمین دی تھی۔ انہوں نے جب ریلوے کا پورا layout system کیا تو اس وقت صوبہ پنجاب نے اپنے اس رقبے کا ان کو possession دیا کہ آپ یہاں اپنا layout system کر لیں۔ اس وقت صوبہ پنجاب نے مرکز سے lease amount لی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی cost لی، یہ زمین as a gesture of goodwill کے طور پر دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ وہ زمین ناجائز قابضین سے واگزار کیوں نہیں کروائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب! وہ زمین صوبہ پنجاب نے محکمہ ریلوے کو دی ہے۔ یہ اب محکمہ ریلوے کا کام تھا کہ وہ اس رقبہ پر کسی کو قابض نہ ہونے دیتے۔ ہم نے تو اب ان سے بازاری قیمت plus 10 percent کی demand کی ہے۔ اس کے مطابق ہم نے مرکز سے amount لینی ہے۔ اب محکمہ ریلوے کا کام ہے کہ وہ یہ زمین واگزار کرواتا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ بات میرے علم میں بھی ہے کہ جب ملک اقبال چنڑ صاحب کا سوال آیا تھا تو وزیر کالونیز نے ان سے کہا تھا کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر ہاؤس میں بحث ہونی چاہئے۔ ایک تو وہ قابضین ہیں جو کہ legally بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ بھی قابض ہی ہوتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے جو بازاری قیمت plus 10 percent کی پالیسی بنائی ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ ایک قابضین ناجائز قابضین ہوتے ہیں جن کا کوئی استحقاق نہیں ہوتا اور وہ زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ کلو صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے زمین محکمہ ریلوے کو دی تھی۔ زمین تو ان کی ہے، گھر ان کا ہے لہذا نکالنا بھی انہوں نے ہے۔ محکمہ کالونیز نے ان ناجائز قابضین کو نکالنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں ان کی وضاحت فرمادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب والا! میرا جواب بڑا واضح ہے کہ وہ رقبہ ہم نے محکمہ ریلوے کو دیا تھا، ہم نے محکمہ ریلوے کو possession transfer کیا تھا۔ اب محکمہ ریلوے کے اس رقبے میں اگر کوئی ناجائز قابض ہوا ہے تو ان کو اٹھانا محکمہ ریلوے کا کام ہے۔ ہم نے ابھی ان سے رقم demand کر لی ہے۔ ہمارا کیس مرکز میں گیا ہوا ہے جو نہی وہاں سے رقم ملتی ہے ہم وہ لیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4181۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال ضلع بہاولپور میں ہونے والی بھرتیوں کی تمام تر تفصیلات

*4181: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع بہاولپور محکمہ مال میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(و) کتنے افراد کو وزیر مال اور وزیر اعلیٰ کے احکامات پر بھرتی کیا گیا؟

وزیر مال:

(الف) یکم جنوری 2002 تا 31-03-2004 تین افراد کو بھرتی کیا گیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ عبدالوحید ولد عبدالخالق، عہدہ نائب قاصد، گریڈ1، تعلیمی قابلیت، ہشتم، ڈومیسائل بہاولپور، پتا محلہ عارف والا، خانقاہ شریف، بہاولپور

2۔ آفتاب احمد ولد اللہ رکھا، عہدہ نائب قاصد، گریڈ1، تعلیمی قابلیت میٹرک، ڈومیسائل بہاولپور، پتا کوارٹر نمبر 300 II-ون یونٹ کالونی بہاولپور

3۔ نوازش علی انصاری ولد محمد شوکت علی انصاری، عہدہ دفتری، گریڈ2، تعلیمی قابلیت میٹرک، ڈومیسائل بہاولپور، پتا محلہ مخدوم پورہ، ملتانی گیٹ بہاولپور

(ب) شمارہ 1 تا 2 کے والد دوران ملازمت معذور اور شمارہ نمبر 3 کے والد دوران ملازمت فوت ہو گئے تھے۔ بروئے نوٹیفکیشن (پی) 2-42/92 تھرڈ ایس او آر، مورخہ 98-09-22 ان کو بھرتی کیا گیا۔

(ج) بروئے نوٹیفکیشن مورخہ 98-09-22 شمارہ نمبر 1 تا 2 بغیر کمیٹی بھرتی کئے گئے شمارہ نمبر 3 کو کمیٹی نے بھرتی کیا۔

ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ تعیناتی درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	گریڈ	عہدہ	موجودہ تعیناتی
1۔	عبدالغفور بھٹی	BS-19	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاولپور (چیئرمین)	سیکرٹری (کالونیز) بورڈ آف ریونیو پنجاب
2۔	ڈاکٹر محمد اسلم	BS-19	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایف اینڈ پی) بہاولپور ممبر	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایف اینڈ پی) ملتان
3۔	وسیم شمشاد علی	BS-18	ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاولپور، ممبر/سیکرٹری	ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاولپور
4۔	میاں محمد اکرم	BS-18	ڈائریکٹر ریلیف، ریلیف ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور	ڈائریکٹر ریلیف، ریلیف ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور
5۔	سلطان محمود قیوم	BS-18	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاول پور ممبر	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاول پور
6۔	مقبول احمد مجوکا	BS-18	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) ممبر	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر کمالیہ

(د) بغیر اشتہار دیئے بھرتی کئے گئے کیونکہ زیر قاعدہ A-17 بروئے پنجاب سول ملازمین (قواعد وضوابط برائے بھرتی) قواعد 1974 دوران ملازمت فوت ہو جانے والے یا طبی بنیاد پر

ریٹائر ہو جانے والے سرکاری ملازمین کے بچوں کی سکیل 1 تا5 بھرتی کی بابت اخبار اشتہار درکار نہیں۔

(ہ) رولز میں کوئی نرمی نہیں کی گئی۔

(و) کسی فرد کو وزیر مال اور وزیر اعلیٰ کی سفارش پر بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میں under protest ضمنی سوال نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے جواب ہی غلط دیا ہے۔ انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ تین سالوں میں صرف تین نائب قاصد بھرتی کئے گئے ہیں۔ یہ جواب بالکل غلط ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، وزیر صاحب جواب دیں گے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! انہوں نے صرف تین آدمی بھرتی نہیں کئے۔ انہوں نے پٹواری اور کلرک بھی بھرتی کئے ہیں جبکہ جواب میں صرف تین نائب قاصدوں کا ذکر کیا ہے۔ ان کا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ جز (الف) کی بات کر رہے ہیں؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جی، ہاں۔ میں جز (الف) کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب تو حاضر ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ کوئی اور بھرتی کی ہے۔ اگر ہم نے بھرتی کی ہوتی تو اس کا جواب دیتے۔ اگر ان کے پاس کوئی ریکارڈ ہے تو دکھا دیں۔

جناب سپیکر: چنڑ صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی ریکارڈ ہے تو منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں دکھا دیں۔

وزیر مال: جناب والا! اگر سوال کا جواب غلط ہے تو ان کو حق حاصل ہے اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے اور اسے چیلنج کر سکتے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میں مکمل ریکارڈ ایوان میں پیش کر دوں گا کہ انہوں نے تین سالوں میں کتنی بھرتیاں کی ہیں۔

وزیر مال: جناب والا! یہ point out کر دیں تو میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چنڑ صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے تو point out کر دیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس ریکارڈ نہیں ہے اس لئے مجھے کوئی تاریخ دے دیں اس پر منسٹر صاحب کے پاس چلا جاؤں گا یا ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کے ساتھ ٹائم طے کر کے چیمبر میں ان سے مل لیں۔ آپ جب چاہیں منسٹر صاحب کے پاس جا سکتے ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! معزز رکن میرے پاس آئیں اور point out کریں تو میں action لوں گا۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں اپنے بل کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ Prohibition of Private Money Lending Bill جسے کمیٹی کے پاس ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ پچھلے دو اجلاسوں میں اس کی extension بھی لی گئی تھی اور میرے خیال میں اب تک نو دس extensions ہو گئی ہیں۔ اس پر بہت میٹنگز ہو چکی ہیں۔ پچھلے دو ماہ سے دو extensions کے باوجود اس پر کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ جناب سے میری گزارش ہے کہ اگر Revenue Department is not interested;if the Minister is not interested; if the Chairman Committee is not interested; if the members are not interested in the Bill تو پھر اسے واپس اس ہاؤس میں لے آئیں I don't need recommendations میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتی ہوں۔ میں پہلے بھی repeatedly کھڑی ہوئی ہوں اور اس پر بات کی ہے لیکن کوئی action نہیں ہوا۔ Dispose of my Bill and bring it to the Assembly اگر قانون سازی ایک مذاق ہے تو پھر اس مذاق کو ختم کیا جائے۔ ڈیبیٹ ہے یا نہیں لیکن اس طرح کی ذلت کا کیا مطلب ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے۔ کیا ہمیں اس چیز کے پیسے دیئے جاتے ہیں کہ ہم یہاں آئیں ٹی۔اے، ڈی۔اے جیبوں میں ڈالیں اور گھر چلے جائیں۔ یہ بہت زیادتی ہے۔ پلیز! آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: بی بی! extension کس نے مانگی تھی؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی نے۔

جناب سپیکر: چیئرمین نے extension مانگی اور ہاؤس نے اس کی extension دی۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! جب میٹنگ نہیں ہوتی، جب اس پر بحث نہیں ہوتی، جب اس پر فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر اس extension کا کیا فائدہ؟ It's a valid issue. It's a human issue میں ذاتی مفاد کے لئے تو یہ بل نہیں لائی۔

جناب سپیکر: چیئرمین کون ہیں؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جی، میاں ماجد نواز صاحب ہیں اور ایوان میں ہی بیٹھے ہیں۔ آپ منسٹر صاحب سے پوچھیں وہ کتنی بار میٹنگز میں آئے ہیں؟ انہوں نے کتنی interest لی ہے یا کتنی contribution کی ہے؟ اس اسمبلی میں قانون سازی تو ایک مذاق بن گیا ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! میں منسٹر صاحب اور چیئرمین صاحب سے بھی بات کرتا ہوں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: اس پر رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چیئرمین صاحب اور منسٹر صاحب سے بات کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! آپ اس کا کوئی time frame مقرر کر دیں۔ اسے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں اسی اجلاس میں بات کرتا ہوں۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! میں نے بگو صاحب کو floor دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! محترمہ نے بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان کا بل بڑا اہم تھا جو

کمیٹی کے سپرد ہوا تھا اور آج سے پہلے بھی انہوں نے point out کیا تھا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری یہ submission ہے کہ اور بھی ایسے بل ہیں جو کمیٹیوں کے پاس pending پڑے ہیں لیکن وہ ہاؤس میں نہیں آتے۔ لہذا اس بل میں منسٹر صاحب کو پابند کیا جائے کہ وہ کم از کم پندرہ دن یا ایک مہینے میں کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں۔ اگر منسٹر صاحب نہیں بلاتے تو پارلیمانی سیکرٹری کو کہا جائے کہ وہ بلائیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! کمیٹی کا چیئرمین ہی میٹنگ call کر سکتا ہے۔ میں نے تو اس میٹنگ میں شامل ہونا ہے۔ لہذا آپ چیئرمین صاحب سے بات کریں کہ وہ میٹنگ call کریں اور اس پر فیصلہ دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں بات کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں چیئرمین سے بات کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہمیشہ یہ بات ہوتی ہے کہ قانون سازی نہیں ہو رہی، ممبران interested نہیں ہیں۔ I fully endorse her views کہ آپ ایک time frame دے دیں تا کہ کمیٹی کی سفارشات اس میں آ جائیں، چاہے وہ غلط ہیں یا ٹھیک۔ اگر وہ قانون سازی کرنا چاہتے ہیں اور جیسے ہم سب کو legislators کہتے ہیں تو The minister should be serious and the members of the Committe should be serious تاکہ یہ صرف ٹی۔اے، ڈی۔اے کا مسئلہ نہ بنے کہ آپ نے 25 میٹنگز کر لی ہیں اور 20/20 ہزار روپیہ میٹنگ کا مل جائے لہذا اس کی justification بھی ہونی چاہئے۔ واقعی آپ اس پر رولنگ دیں کہ اس کی مکمل رپورٹ کتنے ٹائم میں ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میں چیئرمین سے بات کرتا ہوں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! کمیٹی کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اگر بل کمیٹی کو پیش کر دیا گیا ہے تو کمیٹی کا یہ حق ہے کہ اس پر بحث کرے اور جب تک مناسب سمجھے اسے hold رکھے تاوقتیکہ اس کی پوری reading کر لیں۔ یہ prerogative of the Committee ہے لہذا اس کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: چیئرمین کو یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کو تھوڑا سا expedite کر دیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: ہاں! یہ تو ہو سکتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ کوئی بات نہیں ہے کہ آپ ایک بل پر 26 میٹنگز کریں۔
This is a sacred money of the Government paid in form of taxes.

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔ اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! PAC میں سب سے زیادہ آڈٹ پیرے محکمہ خوراک کے ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ اسمبلی اجلاس کے دوران سوالات و جوابات کے لئے ایام کے تعین کا جو شیڈول دیا گیا ہے اس میں محکمہ خوراک شامل نہیں ہے۔ P.A.C. میں پورے پنجاب کے تمام محکمہ جات میں سب سے زیادہ آڈٹ پیرے محکمہ خوراک کے pending ہیں تو آج تک P.A.C نے ان کا کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب کے exchequer پر گندم کا release نہ کرنے کا سب سے بڑا بوجھ ہے۔ پنجاب کی تاریخ میں ستمبر، اکتوبر میں ہمیشہ محکمہ خوراک گندم جاری کرتا ہے لیکن اب چند سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے آج تک گندم جاری نہیں کی گئی اور آئندہ اسی وجہ سے پنجاب میں crisis آئے گا اس لئے اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جانی چاہئے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے

وزیر مال: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

رحیم یار خان میں 2001تا2004 کے دوران تعینات پٹواریوں، گرداوروں اور نائب تحصیل داروں کے نام اور گریڈ کی تفصیلات

*5491: **انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں:** کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سال 2001 تا سال 2004 جو پٹواری، گرداور اور نائب تحصیل دار تعینات رہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) اس وقت تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی جگہ تعینات رہنے والے اہلکاروں کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں، نیز ان اہلکاروں کی ٹرانسفر نہ کرنے کی وجہ بیان فرمائیں۔

(ج) کیا حکومت ایسے اہلکاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سال 2001 تا سال 2004، 542 پٹواری 185 گرداور، 12 نائب تحصیلدار تعینات رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت ضلع رحیم یار خان میں تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی جگہ تعینات رہنے والے اہلکاران میں 76 پٹواری 4 گرداور ہیں جب کہ کوئی بھی نائب تحصیلدار تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی جگہ تعینات نہ رہا ہے۔ ان کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر

رکھ دی گئی ہے، ان اہلکاران کو حکومت پنجاب کی طرف سے ٹرانسفر پر پابندی ہونے، مفاد عامہ کے پیش نظر اور شکایت نہ ہونے کی بناء پر ٹرانسفر نہ کیا گیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب ایس اینڈ جی اے ڈی نے بذریعہ چٹھی نمبر SI-16-14/95 بتاریخ 30۔جون 2003 تبادلہ جات پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جونہی حکومت کی جانب سے پابندی اٹھائی گئی تین سال سے زائد ایک ہی حلقہ میں تعینات اہلکاران کے تبادلہ جات کر دیئے جائینگے۔

تحصیل رحیم یار خان میں سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ

*5512: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل رحیم یار خان میں 2003 میں محکمہ کی کتنی سرکاری اراضی کس کس جگہ کتنی کتنی تھی اور اب کتنی ہے؟ تفصیل بیان فرمائیں۔

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی سرکاری اراضی الاٹ کی گئی ہے؟ الاٹی کے نام، پتا جات مع تفصیل اراضی بیان فرمائیں۔

(ج) یہ اراضی کن کن سکیموں کے تحت الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ اراضی الاٹ کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) اس وقت اس تحصیل میں اراضی کی الاٹمنٹ کے لئے کتنی درخواستیں کس کس کے پاس کب سے کن بناء پر pending ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) سال 2003 میں تحصیل رحیم یار خان کے 78 چکوک / موضعات میں 12228 ایکڑ، 6 کنال اور 15 مرلہ بقایا سرکاری اراضی تھی اور اب 8028 ایکڑ بقایا ہے چک وار تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس عرصہ میں 4199۔ایکڑ اراضی مستحقین کو وزیر اعلیٰ سکیم کے تحت تجویز ہوئی ہے۔تاحال کسی کو دخل قبضہ جاری نہ ہوا ہے۔ تجویز شدہ الاٹیان کے نام پتا جات جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ اراضی وزیر اعلیٰ سکیم کے تحت مستحقین کے لئے تجویز کی گئی ہے۔

(د) اراضی مذکورہ تجویز کرنے میں پانچ کس ممبران سکروٹنی شامل تھے جب کہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو بطور کنوینئر شامل تھے جو اتھارٹی ہیں، نام عبدالحمید عمرانی اور عاطف الرحمن گریڈ 17 کے ہیں۔

(ہ) اس وقت 344 درخواستیں دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، رحیم یار خان میں بوجہ تکمیل سندات دو ماہ سے pending ہیں۔

فیصل آباد میں سرکاری اراضی، ٹھیکہ جات اور ناجائز قابضین کی تفصیلات

*5517: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2001 میں فیصل آباد میں محکمہ کی کتنی سرکاری اراضی کس کس جگہ کتنی کتنی تھی، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) اس وقت اس تحصیل میں کتنی سرکاری اراضی غیر آباد اور کتنی آباد ہے؟

(ج) کتنی اراضی کن کن افراد کو ٹھیکہ / لیز/پٹہ پر کس شرح سے دی گئی ہے؟ سال 2002 سے آج تک کی تفصیل درکار ہے۔

(د) اس اراضی سے سالانہ حکومت کو کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ہ) کتنی اراضی پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ ناجائز قابضین کے نام، پتا جات اور اراضی کی تفصیل نیز یہ کب سے اس اراضی پر ناجائز قابض ہیں؟

(و) حکومت ناجائز قابضین سے یہ اراضی کب تک واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) سال 2001 میں کل رقبہ سرکار 40508۔ایکڑ تھا جس کی تفصیل چک وار جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت تحصیل صدر میں 16148۔ایکڑ رقبہ قابل کاشت ہے اور 24360۔ایکڑ رقبہ ناقابل

کاشت ہے۔

(ج) چٹھی بورڈ آف ریونیو نمبری 3040-2003/2062 CLI-مورخہ 03-09-22 کے تحت مورخہ 1999-10-09 سے نیلامی / الاٹمنٹ زیر سکیم عارضی کاشت پر پابندی ہے، اس لئے کوئی الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے۔

(د) چونکہ جز (ج) کے تحت کسی رقبہ کی الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے، اس لئے سالانہ کوئی آمدنی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) کل 624۔ایکڑ رقبہ جو زیر ناجائز کاشت ہے اور جس کو 236 اشخاص نے بذریعہ ناجائز کاشت ناجائز قبضہ کر رکھا ہے تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ناجائز قابضین / ناجائز کاشت کنندگان کے خلاف امثلہ جات تاوان ناجائز کاشت تیار ہو کر کارروائی ہو رہی ہے اور رقبہ خالی کروانے کی کارروائی ناجائز قابضین کے خلاف حسب ضابطہ جاری ہے۔

سرگودھا روڈ فیصل آباد میں پٹرول پمپ کے لئے الاٹ کردہ سرکاری رقبہ سے متعلقہ تمام تر تفصیلات

*5535: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 120 J.B / سرگودھا روڈ فیصل آباد مربع نمبر 24 خسرہ نمبر 2/11 کھیوٹ نمبر 2088، کھتونی نمبر 3498 سرکاری رقبہ تعدادی 4 کنال 4 مرلے پٹرول پمپ لگانے کے لئے 96/1995 میں لیز پر الاٹ کیا گیا تھا؟

(ب) یہ رقبہ کن افراد کو کن شرائط پر لیز پر الاٹ کیا گیا تھا اور وہ کتنے عرصہ تک اس پر پٹرول پمپ لگانے کے پابند تھے؟

(ج) یہ رقبہ الاٹ / لیز پر دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) آج تک الاٹی / لیز پر لینے والے لوگوں سے جو رقم حکومت نے وصول کی ہے۔ اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) کیا مذکورہ رقبہ پر پٹرول پمپ قائم کر لیا گیا ہے؟

(و) اگر ابھی تک اس رقبہ پر پٹرول پمپ نہ لگایا گیا ہے تو کیا حکومت اس رقبہ کی لیز کینسل کر کے اس کو کسی عوامی مفاد کے پراجیکٹ کے لئے مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا

ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ مذکورہ بالا رقبہ واقع چک نمبر 120۔ج۔ب تحصیل سٹی ضلع فیصل آباد پٹرول پمپ لگانے کی غرض سے محمد جمیل ولد سردار محمد کو چٹھی نمبری CL II-2353/95-1815 مورخہ 95-7-6 کو بارہ سال کے لئے دوہزار روپے فی ایکڑ سالانہ لیز پر دیا گیا تھا اور جس کا کرایہ مبلغ 33,600 روپے خزانہ سرکار میں جمع ہو چکا ہے۔ مختلف آئل کمپنیوں کی طرف سے عدم تعاون کی وجہ سے پٹہ دار عرصہ مذکورہ میں پٹرول پمپ تعمیر نہیں کر سکا اور اب اس نے اراضی مذکورہ بالا پر پٹرول پمپ لگانے کی بجائے ہوٹل تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی ہے اور اس کی درخواست بورڈ آف ریونیو میں زیر غور ہے اور سائل اب یہ رقبہ خریدنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس رقبہ کی قیمت BOR نے 1,50,000 روپیہ فی مرلہ لگائی ہے اور جیسے ہی یہ قیمت منظور کی جائے گی، سائل سے تمام بقایا جات اور رقم وصول کر کے رقبہ اسے فروخت کر دیا جائے گا۔

(ب) تفصیلی جواب ضمن (الف) میں دے دیا گیا ہے۔ پٹہ دار چھ ماہ کے اندر پٹرول پمپ لگانے کا پابند تھا لیکن آئل کمپنیوں کی جانب سے عدم تعاون کی وجہ سے پٹرول پمپ قائم نہ کر سکا۔

(ج) ممبر کالونی مجاز اتھارٹی ہے اور اس دور کے ممبر رضا علی نے رقبہ الاٹ کیا تھا اور وہ گریڈ اکیس کے مجاز افسر تھے۔

(د) تفصیلی جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔ پٹہ دار سے 33,600 روپے وصول کر لئے گئے ہیں۔

(ہ) تفصیلی جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(و) پٹہ دار مختلف آئل کمپنیوں کی طرف سے عدم تعاون کی وجہ سے پٹرول پمپ نہ لگا سکا اور اب وہ اس رقبہ پر ہوٹل لگانا چاہتا ہے اور رقبہ خریدنے کا بھی ارادہ رکھتا ہے، اس کی یہ درخواست زیر غور ہے اور اس رقبہ کی قیمت 1,50,000 روپے فی مرلہ تجویز کی گئی ہے جو کہ ابھی تک بورڈ آف ریونیو میں برائے منظوری آ چکی ہے اور زیر غور ہے۔ قیمت کی منظوری کے بعد تمام واجبات مع کرایہ پٹہ

دار سے وصول کر لئے جائیں گے۔

ضلع لاہور میں سرکاری اراضی، پٹہ داران کے نام اور دیگر تفصیلات

*5697:رانا تجمل حسین: کیاوزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنی سرکاری اراضی ہے؟اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) اگر اراضی پٹہ پر دی گئی ہے تو پٹہ داران کے نام اور پتے فراہم کئے جائیں نیز ان کو کتنے عرصہ اور کس مالیت پر دی گئی ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع لاہور میں 39712 کنال 14 مرلہ 156 سکوائر فٹ سرکاری اراضی ہے۔

(ب) تمام تفصیل علیحدہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اراضی کے باہمی تبادلہ کی انتقال فیس میں بے جا اضافہ اور حکومتی اقدامات

*5751: مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیاوزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عام طور پر چھوٹے کاشتکار / زمیندار اپنی زمینوں کو اکٹھا کرنے کے لئے باہمی تبادلہ کا طریقہ استعمال کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی وجہ سے اس کے انتقال کی فیس معمولی رکھی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جون 2004 تک مذکورہ انتقال کی فیس ایک روپیہ فی ہزار تھی جسے یکم جولائی 2004 سے تین ہزار گنا اضافہ کر کے 3 روپے فی سینکڑہ کر دی گئی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے ازالہ کے لئے مذکورہ اضافہ واپس لینے کو کب تک تیار ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ موجودہ نوٹیفکیشن سے پہلے بعض لوگ بیع کی جگہ آپس میں تبادلہ کا طریقہ استعمال کرتے تھے اور فیس بچانے کی خاطر ایسا کرتے تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بیع کے مقابلہ میں تبادلہ کی فیس کم رکھی گئی تھی۔ جواب بذریعہ نوٹیفکیشن

I-1414-LR-I/2004-1897 مورخہ 29-06-2004 بیع کے برابر کر دی گئی ہے تاکہ بیع کی بجائے فرضی تبادلہ نہ کیا جا سکے۔

(ج) یہ درست ہے کہ حکومت نے تبادلہ کئے جانے کی صورت میں رعایت دے رکھی تھی لیکن عملی طور پر بیع کی بجائے بعض لوگ اپنے مفاد کی خاطر تبادلہ کر لیتے تھے۔ جس سے حکومت کے خزانے کو نقصان پہنچتا تھا۔ اب حکومت کے مفاد میں بیع و تبادلہ جات کی صورت میں یکسانیت پیدا کر کے فیس عائد کر دی گئی ہے چونکہ نوٹیفکیشن ہذا عوام اور حکومت کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے لہذا اس کی ترمیم کے بارے میں کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

گوجرانوالہ میں تعینات تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*5764: لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں اس وقت تعینات تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا جات اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں۔

(ب) ان میں کون کون سے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اسی تحصیل میں حکومت کی پالیسی کے برعکس تعینات ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ اور عوامی شکایات پر انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(د) کتنے ملازمین کے خلاف رشوت لینے کی انکوائریاں اور مقدمات چل رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس شہر میں تعینات تین سال سے زائد اسی شہر کے رہائشی ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) گوجرانوالہ میں تعینات تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کے نام مع عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتاجات اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام	مع عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	عرصہ تعیناتی	مستقل پتا
1۔	محمود احمد بھٹی تحصیلدار (سٹی)	16	بی اے	6ماہ	گجرات

2۔	رانا محمد جمیل تحصیلدار (صدر)	16	بی اے	2سال 4ماہ	اقبال نگر ضلع حافظ آباد
3۔	میاں محمد نذیر نائب تحصیلدار (صدر)	14	بی اے	6سال	حمزہ غوث پسرور روڈ سیالکوٹ
4۔	ہمایوں شریف نائب تحصیلدار (صدر)	14	ایف اے	1سال 4ماہ	بھوج پور، تحصیل شکر گڑھ، نارووال
5۔	شرجیل پرویز فاروقی نائب تحصیلدار (سٹی)	14	ایف اے	1سال 2ماہ	مکان نمبر 3 پاپولر کالونی نرسری گوجرانوالہ

(ب) گوجرانوالہ ضلع سے آمدہ رپورٹ کے مطابق میاں محمد نذیر (سیریل نمبر 3) کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے۔

(ج) کسی ملازم کے خلاف کوئی انکوائری نہ ہے۔

(د) کسی ملازم کے خلاف کوئی انکوائری یا مقدمہ نہ ہے۔

(ہ) پنجاب ریونیو ڈیپارٹمنٹ (ریونیو ایڈمنسٹریشن پوسٹ) رولز 1990 ترمیم شدہ مارچ 2002 کے تحت نائب تحصیلدار کی اسامی ضلع کیڈر کی اسامی ہے۔ مروجہ پنجاب لوکل گورنمنٹ رولز آف بزنس 2001 کے تحت ضلع کی سطح پر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کا مجاز ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں تعینات قانونگو حضرات اور پٹواریوں کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*5765: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کتنے پٹوار اور قانونگو حلقہ جات ہیں۔ اس وقت ان حلقوں میں تعینات پٹواریوں اور قانونگو حضرات کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتاجات اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) جو قانونگو اور پٹواری عرصہ تین سال سے زائد گوجرانوالہ شہر میں حکومت کی پالیسی کے برعکس ایک جگہ پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بیان کی جائے؟

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ اور عوامی شکایات پر انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(د) کتنے ملازمین کے خلاف رشوت لینے کی انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اسی شہر میں تعینات عرصہ تین سال سے زائد ملازمین کو کسی دیگر تحصیل میں ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل 2 قانونگو حلقہ جات اور 11 پٹوار سرکل ہیں۔ اس وقت ان حلقوں میں تعینات پٹواریوں اور قانونگو حضرات کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا جات اور عرصہ تعیناتی جاننے کے لئے ملاظہ فرمائیں جھنڈی (الف) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ شہر میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات قانونگو اور پٹواریوں کے نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

1۔ محمد منشاء چیمہ، گرداور کے خلاف ایک محکمانہ انکوائری اور ایک فوجداری مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

2۔ ملک ارشد محمود پٹواری (معطل شدہ) کے خلاف ایک محکمانہ انکوائری چل رہی ہے۔

(د) ملازمین کے خلاف کوئی انکوائری نہ چل رہی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب ایس اینڈ جی اے ڈی نے بذریعہ چٹھی نمبر SI-16-14/95 بتاریخ 30۔جون 2003 تبادلہ جات پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جونہی حکومت کی جانب سے پابندی اٹھائی گئی تین سال سے زائد ایک ہی حلقہ میں تعینات اہلکاران کے تبادلہ جات کر دیئے جائینگے۔

سال 1984 میں ڈی جی خان اور راجن پور میں عارضی پٹواریوں کی بھرتی کی تفصیلات

*5831: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قواعد ملازمت پٹواریاں کی رو سے یہ لازم ہے کہ جس تحصیل میں پٹواری کی اسامی ہو اسی تحصیل کے سکونتی امیدوار کو تعینات کرنے میں ترجیح دی جائے گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 1984 میں ڈی جی خان اور راجن پور کے اضلاع میں بندوبست کی

تکمیل کے لئے گورنمنٹ نے مخصوص مدت کے لئے عارضی بنیادوں پر مذکورہ اضلاع کی سکونت نہ رکھنے والے کچھ پٹواریوں کی تعیناتی کی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بندوبست ختم ہونے پر کچھ پٹواریوں کو فارغ کر دیا گیا جو اپنے سکونتی اضلاع میں چلے گئے۔ مگر کچھ کو فارغ نہ کیا گیا اور نہ ہی ان کو ان کے سکونتی اضلاع میں بھیجا گیا۔ اگر ہاں تو ان کے نام کیا ہیں اور وہ اس وقت کہاں کہاں تعینات ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اضلاع کی سکونت نہ رکھنے والے پٹواریوں کو ترقی دے کر قانونگو بنا دیا گیا ہے۔ اگر ہاں تو ان کے نام اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پٹواریوں کو جن کی سکونت مذکورہ اضلاع میں نہ ہے، ان کو ان کے سکونتی اضلاع میں بھیجنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ بندوبست کے اختتام پر کافی تعداد میں پٹواریوں کو فارغ کر کے ان کی سکونتی تحصیل / ضلع بھجوایا گیا تھا۔ جن پٹواریوں کو فارغ نہ کیا گیا، ان کے نام بذمرہ امیدوار پٹواریاں مذکورہ اضلاع میں کئے گئے ہیں اس بناء پر ان کی تعیناتی ہوئی۔ ان کے نام اور جگہ تعیناتی کی فہرست ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے۔ مذکورہ اضلاع کی سکونت نہ رکھنے والے پٹواریوں کو ترقی دے کر قانونگو بنا دیا گیا ہے، ان کے نام اور موجودہ تعیناتی بھی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) چونکہ پٹواری حضرات طویل عرصہ سے مذکورہ اضلاع میں کار سرکار سرانجام دے رہے ہیں لہذا کسی مناسب موقع پر ان کو ان کے سکونتی اضلاع میں بھیجنے پر غور کیا جا سکتا ہے۔

پاکپتن اور عارف والہ میں سرکاری زمین، قابضین اور آمدن کی تفصیلات

*5856:چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
ضلع پاکپتن کے شہروں پاکپتن اور عارفوالہ میں کتنی سرکاری زمین ہے اور اس پر کون کون کب سے قابض ہے۔ کتنی سرکاری زمین محکمہ مسلم اوقاف، غیر مسلم اوقاف، صوبائی حکومت اور ریلوے کی ہے۔اس پر کون کون قابض ہے۔اس سے کتنی آمدن ہو رہی ہے۔ ناجائز قبضہ جات کو ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر کالونیز:

نام محکمہ	رقبہ تحصیل پاکپتن	رقبہ تحصیل عارف والا
صوبائی حکومت	6106 کنال 03 مرلے	535 کنال 01 مرلہ
مسلم اوقاف	1448 کنال 13 مرلے	35 کنال 11 مرلے
غیر مسلم اوقاف	45698 کنال	7585 کنال 02 مرلے
ریلوے	5555 کنال 04 مرلے	2713 کنال 19 مرلے

جہاں تک قبضہ کا تعلق ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صوبائی حکومت:

تحصیل پاکپتن میں 3980 کنال 11 مرلے رقبہ موقع پر خالی ہے اور 2039 کنال 12 مرلے پر ناجائز قبضہ ہے۔ جس کی تفصیل علیحدہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تحصیل عارف والا میں 354 کنال 02 مرلے رقبہ موقع پر خالی ہے اور 180 کنال 19 مرلے پر ناجائز قبضہ ہے۔ جس کی تفصیل علیحدہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مسلم اوقاف:

تحصیل پاکپتن میں 1448 کنال 13 مرلے رقبہ ہے جو محکمہ نے پٹہ پر دے رکھا ہے۔اسی طرح تحصیل عارف والا میں 35 کنال 11 مرے رقبہ ہے جس پر آبادی قائم ہے۔

غیر مسلم اوقاف:

تحصیل پاکپتن میں 45698 کنال رقبہ ہے جو تمام محکمہ نے پٹہ پر دیا ہوا ہے۔اسی طرح عارف والا میں 7585 کنال 02 مرلے رقبہ ہے جو محکمہ نے پٹہ پر دیا ہوا ہے۔

محکمہ ریلوے:

تحصیل پاکپتن میں 5555 کنال 04 مرے رقبہ ہے۔ جس میں سے 4140 کنال 13 مرلے محکمہ کے استعمال میں ہے۔ یعنی اس پر ریلوے لائن اور ریلوے سٹیشن وغیرہ قائم ہیں۔ باقی 1414 کنال 11 مرلے رقبہ محکمہ نے پٹہ پر دیا ہوا ہے۔ اسی طرح تحصیل عارف والا میں 2713 کنال 19 مرلے رقبہ ہے۔ جس میں سے 2565 کنال 19 مرلے پر ریلوے لائن وریلوے سٹیشن وغیرہ قائم ہیں اور باقی 148 کنال رقبہ محکمہ نے پٹہ پر دیا ہوا ہے۔

جہاں تک رقبہ کی آمدن کا تعلق ہے وہ متعلقہ محکمہ بتا سکتا ہے۔

لاہور میں 2003 اور 2004 کے دوران آفت زدہ قرار دیئے گئے دیہات اور زرعی قرضہ کی معافی سے متعلقہ تفصیل

*5867: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

2003 اور 2004 کے دوران لاہور کے کتنے سرحدی دیہاتوں کو آفت زدہ قرار دیکر وزیراعظم پیکج کے تحت، زرعی قرضوں کی معافی کا اعلان کیا گیا۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے کہ آفت زدہ سرحدی دیہاتوں کے زرعی قرضے معاف کئے گئے یا نہیں؟

وزیر مال:

سال 2003 اور 2004 کے دوران لاہور کے کسی سرحدی دیہات کو آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا تاہم سال 2002 کے دوران ضلع لاہور کے 75 سرحدی دیہات جو کہ سرحدوں پر کشیدہ صورتحال کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوئے تھے۔ بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 14-03-2002 آفت زدہ قرار دیئے گئے اور ان علاقوں کے ترقیاتی محاصل، مالیہ، آبیانہ اور زرعی انکم ٹیکس بابت ربیع فصل 02-2001 مکمل طور پر معاف کئے گئے۔ زرعی ترقیاتی بنک لمیٹڈ کی پالیسی مورخہ 22-05-2002 کے مطابق صوبائی حکومت کی طرف سے مورخہ 30-06-2002 تک آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں مورخہ 31-03-2002 تک یا اس

سے پہلے لئے گئے 25,000روپے تک کے زرعی قرضے مع مارک اپ مکمل طور پر معاف کئے گئے جبکہ 25,001روپے سے ایک لاکھ روپے تک کے زرعی قرضہ جات کا مارک اپ مکمل طور پر معاف کیا گیا۔

لاہور اور شیخوپورہ میں تعینات تحصیل داروں، نائب تحصیل داروں اور رجسٹری محرروں کا عرصہ تعیناتی اور کوائف

*5907:رانا تجمل حسین: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع لاہور اور ضلع شیخوپورہ میں کتنے تحصیل دار اور نائب تحصیلدار اپنے اپنے ضلع کے رہائشی تعینات ہیں؟ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا مروجہ پالیسی کے پیش نظر ان ملازمین کا تبادلہ کیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

(ج) اس وقت ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں کتنے رجسٹری محرر ہیں ان کی موجودہ جگہ پر عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع لاہور اور ضلع شیخوپورہ میں تعینات اپنے اپنے ضلع کے رہائشی تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کے ناموں کی فہرست مع پتاجات جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں۔تاہم فی الوقت پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے تحصیلداروں کے تبادلوں پر پابندی عائد ہے جبکہ نائب تحصیلدار کی اسامی پنجاب ریونیو ڈیپارٹمنٹ (ریونیو ایڈمنسٹریشن پوسٹ) رولز 1990 ترمیم شدہ مارچ 2002 کے تحت ضلع کیڈر کی اسامی ہے لہذا ضلع کے باہر تبادلہ نہ ہو سکتا ہے۔

(ج) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں تعینات رجسٹری محرروں کے ناموں کی ضلع وار فہرست مع عرصہ تعیناتی جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چرچ مشنری ٹرسٹ ایسوسی ایشن کے نام اراضی و پراپرٹی کی تفصیل

*5922:جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بھر میں ریونیو ریکارڈ کے مطابق Church Missionary Trust

Association کے نام کون کون سی زمین / پراپرٹی ہے یا کبھی بھی ان کو الاٹ کی گئی ہو تو ان کی ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) اگر ہے تو ان کی درج ذیل تفصیل ضلع وار بتائی جائے۔ زمین کا کھیوٹ نمبر / کھتونی نمبر اور خسرہ نمبر کیا ہے۔ زمین / پراپرٹی کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) جو زمین چرچ مشنری ٹرسٹ ایسوسی ایشن کے نام الاٹ کی گئی ہے اس کی مکمل تفصیل بتائی جائے کہ یہ کس کس کے نام اور کب منتقل ہوئی ہے۔ اگر تنظیم نے فروخت کی ہے تو کس کس کے نام اور کب فروخت کی ہے۔ تفصیل ضلع وار بتائی جائے؟

(د) آج تک ان زمینوں کی جمع بندی کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) پنجاب بھر کے تمام اضلاع سے رپورٹیں طلب کی گئیں جن کے مطابق کسی بھی ضلع میں چرچ مشنری ٹرسٹ ایسوسی ایشن کے نام کوئی رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا۔

(ب) زمین کسی کو الاٹ نہیں ہوئی، اس لئے اس کی تفصیل نہیں ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ان کی کوئی جمعبندی نہیں ہے۔

چرچ آف انگلینڈ زنانہ مشنری سوسائٹی کے نام اراضی و پراپرٹی کی تفصیلات

*5923: جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بھر میں ریونیو ریکارڈ کے مطابق Church of England Zenana Missionary Society کے نام کون کون سی زمینیں / پراپرٹی کبھی بھی الاٹ کی گئی ہیں تو ان کی ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) اگر ہے تو ان کی ضلع وار تفصیل بتائی جائے اور فرد "Extract" بھی فراہم کئے جائیں؟

(i) زمین کا کھیوٹ نمبر، کھتونی نمبر اور خسرہ نمبر کیا ہے؟

(ii) زمین / پراپرٹی کا رقبہ کتنا ہے؟

(iii) جو زمین / پراپرٹی چرچ آف انگلینڈز نانہ مشنری سوسائٹی کے نام تھی اس کی آج تک کی مکمل تفصیل بتائی جائے کہ یہ کس کس کے نام اور کب منتقل ہوئی ہے؟

(iv) ان زمینوں / پراپرٹی کی ضلع وار جمع بندی کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) پنجاب بھر کے تمام اضلاع سے رپورٹیں طلب کی گئیں جن کے مطابق کسی بھی ضلع میں چرچ آف انگلینڈز نانہ مشنری سوسائٹی کے نام کوئی رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا۔

(ب) چونکہ زمین کی الاٹمنٹ کسی بھی ضلع میں نہیں ہوئی، اس لئے ان کی فرد جاری نہیں ہو سکتی۔

پی پی۔137 لاہور میں کچی آبادیوں سے متعلقہ تفصیلات

*5941: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

میرے حلقہ پی پی۔137 لاہور میں کل کتنی کچی آبادیاں ہیں۔ کن آبادیوں کو مالکانہ حقوق مل چکے ہیں اور کون سی آبادیوں کو نہیں ملے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر کالونیز:

حلقہ پی پی۔137 لاہور میں بمطابق ریکارڈ کل 11 کچی آبادیاں ہیں، ان میں سے 6 آبادیاں منظور شدہ ہیں اور پانچ غیر منظور شدہ ہیں۔ منظور شدہ کچی آبادیوں میں مالکانہ حقوق کی عطائیگی کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور غیر منظور شدہ کچی آبادیوں کی زمین حاصل کرنے کے لئے متعلقہ محکمہ جات سے این۔او۔سی حاصل کرنے کے لئے کارروائی ڈائریکٹوریٹ جنرل کچی آبادیز پنجاب میں زیر عمل ہے، کچی آبادیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام کچی آبادی	نوعیت
1۔	حاجی کوٹ	منظور شدہ
2۔	طارق آباد بھٹو نگر	ایضاً
3۔	مل ایریا شاہدرہ	ایضاً
4۔	اسلام پورہ	ایضاً
5۔	فرح آباد	ایضاً

6-	غریب آباد	ایضاً
7-	عباس نگر شمالی	غیر منظور شدہ
8-	عباس نگر جنوبی	ایضاً
9-	مسلم کالونی	ایضاً
10-	بلال کالونی	ایضاً
11-	مقبرہ موڑ	ایضاً

D.G.Khan میں پولیٹیکل اسسٹنٹ سے ریونیو کے اختیارات کی E.D.O(R) کو منتقلی کا مسئلہ

*5968: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیٹیکل اسسٹنٹ ڈیرہ غازی خان کو ریونیو اور پولیس کے اختیارات حاصل ہیں؟

(ب) کیا حکومت ریونیو اختیارات E.D.O(R) کو منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اختیارات E.D.O(R) کو منتقل کئے جائیں گے؟

وزیر مال:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) پولیٹیکل اسسٹنٹ ڈیرہ غازی خان کو ڈی ڈی او(آر) کے تمام اختیارات حاصل ہیں اور ای ڈی او(آر) تمام ڈی ڈی او(آر) کی اپیلٹ اتھارٹی ہے، ان حالات میں کسی ڈی ڈی او(آر) کے اختیارات ای ڈی او(آر) کو منتقل نہ کئے جا سکتے ہیں۔

(ج) جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

سال 2002 تا 2004۔ زرعی ٹیکس کی وصولی کے ہدف اور وصولی کی تفصیلات

*6063: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال 2002، 2003 اور 2004 میں زرعی ٹیکس کی وصولی کا ہدف کیا تھا؟

(ب) اب تک کتنے فی صد زرعی ٹیکس کی وصولی ہو چکی ہے؟

(ج) کیا حکومت زرعی ٹیکس کی وصولی زیادہ کرنے والوں کو کوئی مراعات دینے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز سیلاب زدہ زمینداروں کو کیا مراعات دی جا رہی ہیں؟ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر مال:

(الف) I۔ سال 2002-2001 میں زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کا ہدف 1250 ملین تھا۔

II۔ سال 2003-2002 میں زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کا ہدف 1250 ملین تھا۔

III۔ سال 2004-2003 میں زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کا ہدف 1037 ملین قائم کیا گیا ہے۔

(ب) اب تک زرعی انکم ٹیکس کی مد میں وصولی علی الترتیب سال 02-2001 میں 40 فیصد 2002-03 میں 52 فیصد اور 04-2003 میں 65 فیصد ہو چکی ہے، تاہم چونکہ وصولی کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے اس لئے زرعی انکم ٹیکس میں وصولی اس وقت بھی ہو رہی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب زرعی انکم ٹیکس کی وصولی زیادہ کرنے والوں کو فی الحال کوئی مراعات نہ دے رہی ہے لیکن سیلاب سے متاثرہ زمینداروں کو ٹیکس کی معافی کی صورت میں مراعات اور معافی دی جاتی ہے۔

ضلع وہاڑی۔2003 تا 2005، زرعی ٹیکس سے متعلقہ تفصیل

*6449: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 2003 سے جنوری 2005 تک ضلع وہاڑی میں حکومت نے کتنا زرعی ٹیکس اکٹھا کیا۔ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال:

جنوری 2003 سے لے کر جنوری 2005 تک ضلع وہاڑی میں زرعی ٹیکس کی مد میں مبلغ 93721953 روپے وصول ہو کر گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کرائے گئے ہیں۔ تفصیل درج

ذیل ہے:۔

RECOVERY POSITION OF AGRICULTURAL INCOME TAX PERTAINING TO DISTRICT VEHARI FOR THE PERIOD JANUARY, 2003 TO JANUARY, 2005.

Year wise recovery position in respect of district is as under:-

Sr. No	YEAR	COLLECTION
1.	January, 2003 to December, 2003	Rs. 4,58,28,261/-
2.	January, 2004 to December, 2004	Rs. 4,37,03,178/-
3.	January,2005	Rs. 41,90,514/-
	Total	Rs. 9,37,21,953/-

ضلع وہاڑی میں محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کی صورتحال

*6465: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ مال کا کتنا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اور کتنا باقی ہے۔ صورتحال سے تفصیلاً ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال:

ضلع وہاڑی میں محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا پراجیکٹ تاحال شروع نہیں کیا گیا۔ حکومت پنجاب صوبہ بھر میں محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاہم اس وقت چار اضلاع لاہور، گجرات، رحیم یار خان اور قصور میں تجرباتی طور پر ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ ان اضلاع سے حاصل ہونے والے نتائج کی بنیاد پر پنجاب کے باقی اضلاع میں بھی محکمہ مال کا ریکارڈ کمپیوٹرائز کیا جائے گا۔

سنگھ پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر قبضہ اور حکومتی اقدامات

*6644: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ چوک سنگھ پورہ لاہور میں نصب واسا ٹیوب ویل سے ملحقہ (مغرب جانب) سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے اور مقبوضہ اراضی پر محبوب آٹوز کے نام سے ورکشاپ تعمیر ہو چکی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مقبوضہ اراضی کو واگزار کرانے اور قابض کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک؟ نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ درست ہے کہ مسمی لال دین ولد محمد ایوب ساکن پراپرٹی نمبر R-167/NE شاپ بیگم پورہ لاہور نے سرکاری اراضی تعدادی 6 مرلہ 110 مربع فٹ واقع خسرہ نمبر 246/736 موضع بیگم پورہ ملکیتی محکمہ نزول پر ناجائز طور پر قبضہ کر کے اس جگہ پر ورکشاپ باسمہ محبوب آٹوز قائم کر رکھی ہے، جہاں پر گاڑیوں وغیرہ کی مرمت کی جاتی ہے۔

ملاحظہ ریکارڈ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بحوالہ چٹھی نمبری 1360-1 CS-2402/98 مورخہ 24-10-1998 خسرہ نمبر 246/736 موضع بیگم پورہ کا کل رقبہ تعدادی ایک کنال پانچ مرلہ 183 مربع فٹ (جس کے جزوی حصہ پر محبوب آٹوز ورکشاپ قائم کی گئی ہے (محکمہ واسا/ایل ڈی اے کو برائے تعمیر دفتر و ٹیوب ویل بالعوض مبلغ 200000 روپے فی مرلہ +10 فیصد سرچارج کے حساب تابع شرائط فروخت کی گئی تھی۔

اس رقبہ پر لال دین ولد محمد ایوب ناجائز قابض کو قبضہ واسا/ایل ڈی اے نے کروایا ہوا ہے۔

(ب) مسمی لال دین ولد محمد ایوب سرکاری اراضی رقبہ تعدادی 6 مرلہ 110 مربع فٹ ملکیتی نزول ناجائز طور پر قابض ہے، جس کی درخواست بمطابق پالیسی ناجائز قابضین 10-11-2003 کے تحت زیر غور ہے۔ جس کی رپورٹ بورڈ آف ریونیو کی چٹھی مورخہ 16-7-2005 ڈسٹرکٹ اتھارٹی سے طلب کی گئی ہے، جو کہ تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔ رپورٹ موصول ہونے کے بعد معاملہ زیر غور لایا جائے گا، جس کا بمطابق پالیسی فیصلہ کیا جائے گا۔

تحصیل دیپالپور، بارشوں سے متاثرہ دیہات کے لئے حکومتی امداد کا مسئلہ

*6730: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ مارچ میں ضلع اوکاڑہ میں بارش اور ژالہ باری ہوئی۔ مورخہ 22-03-2005 کو تحصیل دیپالپور کے گاؤں D/43، لالے والا، بھجن گڑھ، ڈولہ سلطان، بھون مضطبہ اور چک کمبوہ وغیرہ میں شدید ترین ژالہ باری ہوئی۔ فصلیں تباہ ہو گئیں، مویشی ہلاک ہوئے، مکان گر گئے اور تقریباً ایک ہزار ایکڑ فصل تباہ ہوئی جس سے سینکڑوں زمیندار متاثر ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لوگوں نے حکام بالا کو امداد کے لئے بہت ساری درخواستیں دیں کہ حکومت علاقہ کو آفت زدہ قرار دے۔ زمینداروں کا زرعی قرضہ اور زرعی ٹیکس وغیرہ معاف کرے اور لوگوں کو گھر تعمیر کرنے کے لئے امداد دی جائے؟

(ج) اگر حکومت متاثرہ افراد کی مدد کرنا چاہتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مال:

(الف) درست ہے کہ مارچ میں ضلع اوکاڑہ میں بھی شدید بارش/ژالہ باری ہوئی اور متاثرہ دیہات کا ضلعی حکام نے سروے کیا۔ یہ سروے محکمہ مال و محکمہ انہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1873 کے تحت مشترکہ طور پر کرتے ہیں۔

(ب) لینڈ ایڈمنسٹریشن مینوئل کے مطابق کسی موضع/ریونیو اسٹیٹ میں اگر کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت اسے آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔

(ج) ضلعی حکومت اوکاڑہ کی سفارش پر 9 دیہات کو آفت زدہ قرار دے دیا گیا ہے، ان دیہات کا زرعی ٹیکس، لوکل ریٹ ترقیاتی ٹیکس اور آبیانہ معاف کر دیا گیا ہے۔

آفت زدہ دیہات کے کسانوں کے زرعی قرضے مؤخر کرنے کے لئے اور مزید قرضہ جات کی فراہمی کے لئے متعلقہ بنکوں کو کہا گیا ہے تاکہ کسان اگلی فصل کی بوائی کر سکیں۔ تاہم پنجاب نیشنل کلیمٹیز (پروینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت فصل کے نقصان پر کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا۔

لاہور/فیصل آباد کی پیمائش اراضی کے معیار میں تفاوت اور حکومتی اقدامات

*6736: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں ایک کنال رقبہ 4500 فٹ اور فیصل آباد میں 5400 فٹ بنتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ معیار کب اور کس اتھارٹی نے مقرر کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس disparity کو ٹھیک کرنے کے لئے تیار ہے تو کب تک اسے درست کیا جائے گا؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور میں ایک کنال رقبہ کی پیمائش 4500 مربع فٹ اور فیصل آباد میں 5445 مربع فٹ ہے۔(5400 نہیں)

(ب) معیار متذکرہ بالا بوقت پیمائش اراضی دوران بندوبست لاہور میں سال 1856 اور فیصل آباد میں سال 99-1897 میں مقرر کیا گیا۔

(ج) یہ کوئی disparity نہ ہے۔ مختلف اضلاع یا ایک ہی ضلع میں مختلف علاقوں میں پیمانہ پیمائش ہائے مختلف ہو سکتے ہیں۔

شیخوپورہ میں حقداران کی بجائے فرضی سکیموں کے تحت اراضی کی الاٹمنٹ پر حکومتی اقدامات

*6748: رائے اعجاز احمد: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں محکمہ مال کی قیمتی اراضی جس پر لوگ عرصہ 50 سال سے زائد کاشتکاری کر رہے ہیں، محکمہ جنگلات اور دیگر محکمہ جات کو الاٹ کی جا رہی ہے، خاص کر ضلع شیخوپورہ کی تحصیل صفدر آباد اور شیخوپورہ کی قیمتی اراضی مختلف افراد کو فرضی سکیموں کے تحت الاٹ کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت یہ اراضی انہی قابضین کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، جو ان پر 50 سال سے قابض ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ تحصیل سطح پر اس وقت کسی بھی سکیم کے تحت کوئی الاٹمنٹ نہ ہو رہی ہے۔

(ب) ناجائز قابضین کو کسی بھی صورت میں الاٹمنٹ نہیں کی جا سکتی بلکہ بورڈ آف ریونیو پنجاب وقتاً فوقتاً ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کے احکامات جاری کرتا رہتا ہے اور ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروائی جا رہی ہے۔

ناجائز قابضین کو سرکاری اراضی دینے کے متعلق ابھی تک کوئی سکیم جاری نہیں کی گئی۔

پی پی۔75 جھنگ پٹوار سرکلز میں تعینات پٹواریوں اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*6782: جناب محمد ثقلین انور: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔75 جھنگ میں کل کتنے پٹوار سرکلز ہیں؟

(ب) ان میں کن کن پٹوار سرکل میں کون کون پٹواری تعینات ہیں، ان کی تاریخ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے مروجہ قانون کے مطابق کوئی بھی پٹواری تین سال سے زائد عرصہ ایک ہی حلقہ میں نہیں رہ سکتا؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی والے پٹواریوں کے متعلق حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال:

(الف) حلقہ پی پی۔75 میں کل 33 پٹوار سرکلز ہیں۔

(ب) اس وقت ان پٹوار سرکلز میں 31 پٹواری تعینات ہیں۔ ان کے نام، پٹوار سرکل، تاریخ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بطور جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔75 جھنگ پٹوار سرکلز میں صرف 9 پٹواری عرصہ زائد از تین سال سے تعینات ہیں۔ حکومت پنجاب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن پنجاب کی طرف سے تبادلہ جات پر پابندی ختم ہوتے ہی ان پٹواریوں کو ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔

تحصیل پتوکی وچونیاں، محکمہ مال میں تعینات ملازمین، اسامیوں اور درج شکایات سے متعلقہ تفصیلات

*6799: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل پتوکی اور چونیاں میں تعینات محکمہ مال کے افسران / اہلکاران کے نام، عہدہ جات اور عرصہ تعیناتی و تعلیمی قابلیت نیز پتاجات بیان فرمائیں؟

(ب) جنوری 2002 سے آج تک کتنے اہلکاران کے خلاف شکایات کی گئیں، ان کی نوعیت اور برآمد شدہ نتائج سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) متذکرہ تحصیلوں میں محکمہ مال میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب تک ان پر تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر مال:

(الف) تحصیل پتوکی اور چونیاں میں افسران / اہلکاران کے نام، عہدہ جات، عرصہ تعیناتی اور تعلیمی قابلیت مع پتاجات کی فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل پتوکی اور چونیاں کے اہلکاران کے خلاف شکایات اور ان کی نوعیت مع نتائج کی فہرست جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل پتوکی اور چونیاں میں بالترتیب 9/8 اسامیاں خالی ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بھرتی پر پابندی عائد ہے۔ پابندی کے خاتمہ پر قانون وضوابط کے مطابق بھرتی کی جائے گی۔

ضلع قصور، سرکاری اراضی اور اس پر ناجائز قابضین کی تعداد و تفصیل

*6800: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں صوبائی حکومت کا کتنا رقبہ کس کس جگہ واقع ہے، ان پر قابض افراد کے نام کیا ہیں اور یہ کب سے قابضین چلے آرہے ہیں؟

(ب) متذکرہ صوبائی اراضی پٹہ پر دینے کی کیا شرائط ہیں اور کیسے الاٹ کی جاتی ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع قصور میں 3678-ایکڑ 2 کنال 9 مرلے رقبہ صوبائی حکومت کی ملکیت ہے۔ جس کی تحصیل وائز تفصیل درج ذیل ہے:-

	M	K
تحصیل قصور	10	15210
تحصیل پتوکی	14	7387
تحصیل چونیاں	5	6828

ناجائز قابضین کے ناموں کی فہرست تحصیل وائز جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے اراضی پٹہ پر دینے پر مورخہ 99-10-9 سے پابندی عائد کر رکھی ہے جو کہ ابھی تک برقرار ہے۔

پی پی۔81 جھنگ، پٹوار سرکلز میں تعینات پٹواریوں اور عرصہ تعیناتی سے متعلقہ تفصیل

*6814: سردار غلام احمد خان گاڈی: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔81 تحصیل جھنگ میں کل کتنے پٹوار سرکلز ہیں؟

(ب) ان میں کن کن پٹوار سرکلز میں کون کون پٹواری تعینات ہیں؟ ان کی تاریخ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے مروجہ قانون کے مطابق کوئی بھی پٹواری تین سال سے زائد عرصہ ایک ہی حلقہ میں نہیں رہ سکتا؟

(د) اگر جزو "ج" کا جواب اثبات میں ہے تو تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی والے پٹواریوں کے متعلق حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال:

(الف) حلقہ پی پی۔81 میں کل 61 پٹوار سرکلز ہیں۔

(ب) اس وقت ان پٹوار سرکلز میں 53 پٹواری تعینات ہیں۔ نام پٹواری مع حلقہ، تاریخ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تعیناتی کا معمول کا عرصہ تین سال ہے مگر انتظامی وجوہات کی بنیاد پر یہ عرصہ تین سال سے کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔81 جھنگ میں اس وقت پانچ پٹواری عرصہ زائد از تین سال سے تعینات ہیں۔ ان پٹواریوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ مظہر عباس شاہ حلقہ نیڈی ہاتوانہ کلاں

2۔ ذوالفقار علی حلقہ ساہجہ کلاس

3- محمد شریف وجھلانہ حلقہ رتہ مترہ شمالی

4- محمد اکبر گگڑانہ حلقہ دھوری والا

5- عمر حیات حلقہ نیڈی سیدن

صوبہ میں تعینات تحصیلداروں / نائب تحصیلداروں کو ادائیگی تنخواہ کا مسئلہ اور حکومتی اقدامات

*6906: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعینات نائب تحصیلداروں و تحصیلداروں کو پچھلے 18 ماہ سے تنخواہ کی ادائیگی نہ کی گئی ہے، تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں تعینات نائب تحصیلداروں و تحصیل داروں کو بھی کئی ماہ سے تنخواہ نہیں دی گئی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرہ ملازمین کو جلد از جلد تنخواہ کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال:

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع سے آمدہ رپورٹس کے مطابق تمام نائب تحصیلداروں / تحصیلداروں کو تنخواہ کی ادائیگی باقاعدگی سے ہو رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ضلع بہاول نگر میں تعینات تمام نائب تحصیلداروں و تحصیلداروں کو باقاعدگی سے تنخواہ موصول ہو رہی ہے۔

(ج) جواب کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع بہاولنگر میں نائب تحصیلداروں کو تنخواہ کی ادائیگی کا مسئلہ

*6953: جناب محمد یار مونکا: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں نائب تحصیلداروں کی 18 اسامیاں ہیں اور ان پر تعینات افراد کو 16-اگست 2001 سے آج تک کوئی تنخواہ نہ ملی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں تعینات نائب تحصیلداروں کی اسامیوں کی صوبائی حکومت

نے منظوری نہ دی ہے جبکہ سابقہ نظام کے تحت مذکورہ اسامیاں منظور شدہ تھیں؟

(ج) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ مال نے مذکورہ اسامیوں کی منظوری کے بارے محکمہ خزانہ سے رابطہ کیا ہے اگر ہاں تو کب اور کیا اسامیاں منظور کرواکر متعلقہ نائب تحصیلداروں کو تنخواہ کی ادائیگی کروانے کے لئے تیار ہے؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں نائب تحصیلداروں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 18 ہے اور یہ درست نہ ہے کہ ان پر تعینات افراد کو 16۔اگست 2001 سے تنخواہ نہ ملی ہے بلکہ ضلع ہذا میں تعینات تمام نائب تحصیلدار تنخواہ وصول کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع بہاول نگر میں تعینات شدہ تمام نائب تحصیلدار تابع چٹھی محکمہ فنانس ضلع بہاولنگر نمبری 657 مورخہ 2005-04-15 تنخواہ وصول کر رہے ہیں تاہم صوبائی حکومت نے منظوری نہ دی ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بروئے چٹھی نمبری 111 (1585-2002/239-E(F مورخہ 2002-05-08 انڈر سیکرٹری ریونیو حکومت پنجاب ریونیو ڈیپارٹمنٹ لاہور اسامیوں کی منظوری کے لئے تحریر کیا جا چکا ہے۔

اسٹامپ فروش کے لائسنس کے اجراء کا معیار اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7001: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ میں اسٹامپ فروش کے لائسنس کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے؟

(ب) سال 2004 میں جن افراد کو اسٹامپ فروشی کے لائسنس جاری کئے گئے، ان کی تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں 2003 اور 2004 میں کتنے افراد نے اسٹامپ فروش لائسنس کے حصول کے لئے درخواستیں جمع کروائیں، کتنے افراد کو مذکورہ لائسنس جاری کئے گئے اور ان کا معیار کیا تھا اور جن درخواست گزاروں کو لائسنس جاری نہیں کئے گئے، وجہ بیان کیجئے؟

وزیر مال:

(الف) اسٹمپ ایکٹ 1899 کے تحت جاری کردہ پنجاب اسٹمپ رولز 1934 کے رول 25/26 کے مطابق اشٹام فروشی کا لائسنس ان افراد کو جاری کیا جاتا ہے جو اچھے کردار کے مالک، تعلیم یافتہ اور خوشخط لکھ سکتے ہوں۔ لائسنس ضلع و تحصیل کی سطح پر مقرر کردہ کوٹا کی بناء پر جاری کئے جاتے ہیں۔ ضلع کلکٹر ایسے لائسنس اپنی صوابدید کے مطابق جاری کرنے کا مجاز ہے البتہ ضلع و تحصیل ہیڈ کوارٹر کے لئے مقرر کردہ تعداد سے زائد کسی شخص کو جاری کرنا مقصود ہو تو ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) سے تعداد میں اضافہ کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔

(ب) سال 2004 میں ضلع لاہور میں کسی شخص کو لائسنس نہیں جاری کیا گیا۔ کیونکہ عدالت عالیہ میں ایک رٹ نمبر 14539/94 روبرو جناب جسٹس خلیل الرحمن رمدے صاحب جج عدالت عالیہ لاہور پیش ہوئی تھی۔ جس کی بناء پر سابقہ ڈپٹی کمشنر / کلکٹر لاہور نے اپنے حکم مورخہ 16-08-1995 کے تحت نئے لائسنس کے اجراء پر پابندی عائد کی یہ پابندی ابھی تک قائم ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے اضلاع میں جاری کئے گئے لائسنسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ضلع	تعداد	ضلع	تعداد
راولپنڈی	117	اٹک	3
جہلم	11	چکوال	12
گجرات	9	منڈی بہاؤالدین	5
حافظ آباد	12	گوجرانوالہ	26
سیالکوٹ	28	نارووال	14
شیخوپورہ	23	فیصل آباد	31
ٹوبہ ٹیک سنگھ	20	جھنگ	18
سرگودھا	23	خوشاب	30
میانوالی	5	بھکر	12
لیہ	7	قصور	20
اوکاڑہ	17	ساہیوال	12
پاکپتن	26	وہاڑی	16
خانیوال	12	ملتان	3

لودھراں	8	بہاولپور	9
بہاولنگر	7	رحیم یار خان	15
مظفر گڑھ	20	راجن پور	4
ڈیرہ غازی خان	7		

(ج) سال 04-2003 میں 96 افراد نے حصول لائسنس اشٹامپ فروشی کے لئے درخواستیں دیں جو متعلقہ محکمہ جات کو بغرض رپورٹ ارسال کی گئیں۔ رپورٹ موصول ہونے کے بعد قائم کردہ کمیٹی نے درخواست ہائے مع رپورٹس ملاحظہ کیں اور امیدواران کو بذریعہ نوٹس برائے انٹرویو طلب کیا۔ حاضر آئے امیدواروں کو فرداً فرداً انٹرویو کے لئے بلایا اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کو اشٹامپ فروشی کی 26 خالی اسامیوں (جو کہ اشٹامپ فروش کے فوت ہو جانے یا کام نہ کرنے کی وجہ سے خالی تھیں) پر لائسنس اشٹامپ فروشی جاری کئے گئے، جبکہ دیگر امیدواروں کی درخواستیں اشٹامپ فروش کی مزید اسامیاں خالی نہ ہونے کی وجہ سے داخل دفتر کر دی گئیں۔

ڈی جی خان میں سرکاری اراضی کے پٹہ داران کے مالکانہ حقوق سے متعلقہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*7105 **محترمہ شہناز سلیم ملک**: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں 1908 میں گورنمنٹ گرانٹ ایکٹس 1895 کے تحت احسن کارکردگی کی بناء پر جو غیر آباد اراضی پٹہ داری گورنمنٹ ملازمین کو دی گئی تھی اسے The punjab Amendent Act VII of 1952 کے تحت ان پٹہ داران کو مالک بنایا جانا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جناب گورنر صاحب پنجاب کے نوٹیفکیشن CLV 1849/93-3393 مورخہ 1995-05-28 کے پیرا نمبر 2 کی رو سے جدید شرائط نوٹیفکیشن مذکورہ کے تحت بھی انہیں Exception دیتے ہوئے پرانی شرائط کی بنیاد پر مالکانہ حقوق دیئے جانے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے باوجود DO(R) ڈیرہ غازی خان نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت

بذریعہ چٹھی نمبری389-2004/2526CSII مورخہ31-7-2004 کے تحت گورنمنٹ ملازمین کی کالونی بنانے کی غرض سے ان آباد زمینوں کو Available Land تصور کرتے ہوئے محکمہ کالونیز پنجاب کو بذریعہ انتقال نمبر3413 مورخہ 25-09-2004 منتقل کردیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے گورنمنٹ ملازمین کے لئے کالونی بنانے کے اپنے احکام بذریعہ چٹھی نمبری275-2004-3785CSII مورخہ23-11-2004 کو واپس لے لئے ہیں لیکن محکمہ کالونیز پنجاب نے ان اراضیات کا انتقال ابھی تک منسوخ نہیں کیا اور سابقہ پٹہ داران کے نام ابھی تک مالکانہ حقوق منتقل نہیں کئے گئے۔ جن کا ابھی تک قبضہ زمین پر برقرار ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں1908 میں گورنمنٹ گرانٹس ایکٹس1895 کے تحت جو غیر آباد اراضی پٹہ داری گورنمنٹ ملازمین کو دی گئی تھی وہ محض لیز پر دی گئی تھی جو کہ بلا وعدہ حقوق دخیل کاری تامیعاد بندوبست کی شرائط پر دی گئی تھی۔

(ب) رقبہ متذکرہ لیز پر دیا گیا تھا جو بلا وعدہ حقوق دخیل کاری تامیعاد بندوبست کی شرائط پر دیا گیا تھا۔ شق نمبر 2 زیر دفعہ نوٹیفکیشن1995 ان پر لاگو نہ ہوتی ہے۔

(ج) یہ صحیح ہے کہ یہ رقبہ گورنمنٹ ملازمین کی کالونی بنانے کے لئے مختص کیا گیا ہے اور انتقال نمبر3413 مورخہ 29-09-2004 منظور ہوا۔

(د) یہ درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے گورنمنٹ ملازمین کے لئے کالونی بنانے کے احکامات واپس لے لئے ہیں اور بذریعہ چٹھی نمبری 275-2004/3318-CSII مورخہ-21-07-05 کو منسوخی کے احکامات پر عملدر آمد کے لئے DO(R) کو لکھ دیا گیا ہے، زمین کا قبضہ اب بھی پراونشل گورنمنٹ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹے کے لئے ہاؤس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفہ نماز کے بعد جناب چیئر مین ملک نذر فرید کھوکھر 5 بج کر 51 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔)

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئر مین! پچھلے دنوں زلزلوں کی خوفناک تباہی پاکستان پر نازل ہوئی اس کو ہم عذاب الٰہی کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں مذہبی انتہا پسندوں کو شاید اس سے بھی کوئی سبق حاصل نہیں ہوااور انہوں نے اپنی منفی سرگرمیاں جاری رکھیں جو آج سے تین روز پہلے سانگلہ ہل کے علاقے میں ایک عظیم سانحہ رونما ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئر مین! اس موضوع پر پہلے بات ہو چکی ہے اور حکومت کی طرف سے میں اپنی سٹیٹمنٹ بھی دے چکا ہوں اور پھر دوبارہ اس سلسلے کو اٹھایا جا رہا ہے اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ محترمہ سے یہ فرمائیں کہ وہ اس مسئلے کو دوبارہ نہ اٹھائیں۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئر مین! راجہ صاحب میرے لئے انتہائی محترم ہیں۔ انہوں نے اس واقعہ کے حوالے سے جو ریمارکس دیئے کہ معزز رکن اسمبلی اس واقعہ کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ مجھے انتہائی دکھ بھی ہوا ہے اور بہت افسوس بھی ہے کہ یہ ایک ایسا سانحہ ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ خود جا کر تمام واقعات کے متعلق چھان بین کر کے تحقیقات کرواتے انہوں نے یہاں بیٹھ کر ایک ایسے فورم پر یہ کہا ہے کہ اس کو اس طرح سے highlight نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس ایوان سے یہ گزارش کروں گی اور ان سے پوچھوں گی کہ کس فورم پر جا کر ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں یا ہمیں یہ کوئی حق حاصل نہیں ہے؟ ہماری کمیونٹی، ہماری مذہبی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے اور انہوں نے اس واقعہ کو جو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا ذکر کیا ہے میں ان سے گزارش کروں گی کہ یہ بذات خود جا کر اس واقعہ کو دیکھیں اور اس واقعہ کی تحقیقات کریں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب چیئر مین: معزز ممبر سے یہ درخواست کہ چونکہ یہی معاملہ آج زیر بحث آ چکا ہے اور آپ نے بھی بات

کر لی ہے، اس میں آپ تحریک التوائے کار لے آئیں یا کوئی قرار داد لے آئیں، آپ اس کو اسمبلی میں کسی مناسب طریقے سے لے آئیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ اس کو زیر بحث نہیں لا سکتیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔۔۔ اگلا نوٹس ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

(اس مرحلہ پر کوئی تحریک استحقاق پیش نہ ہوئی)

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 39 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس کا جواب میرے فولڈر میں موجود نہیں ہے اگر آپ اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 43 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! گزشتہ اجلاس میں جب یہ پیش ہوئی تھی تو طے یہ ہوا تھا کہ وزیر اوقاف اس کا جواب دیں گے اس لئے اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے اور وزیر اوقاف نے اس کا جواب دینا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے وہ سانگلہ ہل تشریف لے کر گئے ہیں اگر اس کو کل تک کے لئے pending فرما لیں اور اگر وہ کل بھی نہ آئے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! چونکہ تحاریک استحقاق چل رہی ہیں۔ پچھلے اجلاس میں ایک معزز ممبر نے یہاں پر یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ استحقاق کمیٹی صحیح طرح کام نہیں کر رہی۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں

کہ استحقاق کمیٹی مکمل طور پر صحیح کام کر رہی ہے اور جن ممبران کی تحاریک اس کمیٹی کے پاس آتی ہیں ان تمام ممبران کو مطمئن کیا جاتا ہے اور افسران کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ پچھلی میٹنگز میں ہم نے دو انسپکٹرز اور ایک ڈی۔ایس۔پی کو معطل کیا۔ کمیٹی پوری کوشش کرتی ہے کہ ممبران کا استحقاق مجروح نہ ہو اور اگر ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی ہوئی ہو تو استحقاق کمیٹی اللہ کے فضل و کرم سے اس کا پورا پورا ازالہ کرتی ہے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! عرض یہ ہے کہ کسی بھی کمیٹی کے بارے میں یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں ہو سکتی۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ جب کسی کمیٹی کا کوئی فیصلہ یا کمیٹی کی کارروائی آپ کے سامنے رپورٹ کے طور پر پیش کی جاتی ہے تو اس وقت آپ اس پر بول سکتے ہیں ویسے پوائنٹ آف آرڈر پر کمیٹی کے کسی معاملے پر بات نہیں کی جا سکتی۔

رانا آفتاب احمد خان: point of clarification پر راجہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ ایک فاضل رکن یہاں پر بات کر کے چلے گئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ working of the Committee کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ آپ اس کے چیئر مین ہیں یا کوئی بھی ہے تو وہ Rules of Procedure کے تحت form ہوئی اور اس ہاؤس نے form کی ہے تو اس کی بات کرنی ہے۔ جہاں تک اس کا decision ہے اور Committees کا کام ہے اس پر بات آتی ہے تو Privilege Committee جو ہے، میرا پوائنٹ یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے تحریک استحقاق move کی ہے اور آپ نے سنی ہے اور اگر اس نے unconditional apology tender کر لی ہے اور آپ نے accept کر لی ہے and there is no law in the world which stands between the parties who have compromised آپ نے compromise کر لیا ہے مگر یہ ہے کہ ہمیں بھی بطور ممبران سوچنا چاہئے کہ جو بات یہاں پر کرنی ہو اس میں کوئی وزن ہو اور دلیل ہو اور یہ کہہ دینا کہ فلاں کمیٹی کام نہیں کر رہی ہے، پی اے سی نہیں کر رہی تو اس پر We should be very careful in future

جناب چیئر مین: آپ کی بات بالکل درست ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو : جناب چیئر مین !ابھی آپ نے احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق کی ہے تو اس بارے میں میرا یہ کہنا ہے کہ اگر وزیر اوقاف نے کل آنا ہے تو پھر اسے کل کے لئے pending کر لیں اور اگر انہوں نے کل نہیں آنا تو پھر یہ کل کسی اور تاریخ کو جائے گی لہذا گورنمنٹ سے یہ پوچھ لیں کہ اگر وزیر اوقاف یہاں پر نہیں ہوں گے تو ان کی جگہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گے ؟

جناب چیئر مین: اگر کل وزیر نہیں ہوں گے تو پھر اس کو مزید pending کر دیا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ چانس لیا جائے کہ اگر وہ کل آ جائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! یہ پہلے ہی پچھلے سیشن سے pending آ رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب اس تحریک کو آج آنا تھا تو منسٹر کی بجائے پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر موجود ہوتے تو میری آپ سے یہ request ہے کہ یہ ensure کروائیں۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! لاء منسٹر صاحب نے یہ وضاحت کی ہے کہ اگر کل متعلقہ منسٹر نہیں ہوں گے تو وہ اس کا جواب دیں گے یا پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر
ایم۔پی۔ایز کے استحقاق کا تعین

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: مہربانی جی۔ جناب چیئر مین! آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور آپ سے ایک رولنگ لینا چاہتا ہوں اور رولنگ یہ ہے کہ ہمارا بطور ایم۔پی۔اے سٹیٹس کیا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: کچھ بھی نہیں۔ (قہقہے)

جناب نجف عباس سیال: میں جناب چیئر مین سے پوچھ رہا ہوں۔ دیکھیں کہ ہم ڈیرے پر بیٹھتے ہیں اور ماشاء اللہ آپ بھی زمیندار ہیں اور پہلے آپ کے بھائی عباس کھوکھر صاحب تین چار دفعہ ممبر بنے ہیں اور آپ ماشاء اللہ ایڈووکیٹ بھی ہیں اور استحقاق کمیٹی کے چیئر مین بھی ہیں تو اس ناتے سے میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں

کہ جب ہم ڈی ایس پی کو فون کرتے ہیں تو حوالدار اٹھا کر پوچھتا ہے کہ کون بول رہے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ جی فلاں ایم۔پی۔اے بول رہا ہوں جس پر وہ کہتا ہے کہ ایم۔پی۔اے کو لائن پر لے آئیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ پارلیمنٹیرین ایم۔این۔اے،ایم۔پی۔اے اور اب یہاں اسمبلی کے باہر آتے ہیں تو آپ بھی تشریف لاتے ہیں اور اگر گاڑی ایم۔پی۔اے خود چلا رہا ہے تو تین سال اسمبلیوں کو آئے ہوگئے ہیں اور سب پہچانتے بھی ہیں کہ یہ فلاں ایم۔پی۔اے ہیں لیکن وہ گاڑی کے نیچے گھس جاتے ہیں کہ جیسے ہم دہشت گرد ہیں؟

جناب والا! میں logic کی بات کروں گا اور حقائق پر مبنی بات کروں گا اور میرا کام خوشامد نہیں ہے۔ مجھے تین چار لاکھ بندوں نے منتخب کرکے خوشامد کے لئے نہیں بھیجا ہوا بلکہ میں اپنے حلقے میں جوابدہ بھی ہوں۔ میں عزت کرتا ہوں اور کروانا جانتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر ایک فاتر العقل گریڈ 22 کا سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو بٹھا دیا گیا ہے۔ خدا شاہد ہے کہ میں اس floor پر کہتا ہوں کہ اس کو ریونیو کی ABC بھی نہیں آتی۔ میں تحصیلدار رہا ہوں، [***********] انگریز دور سے تحصیلدار ہمیشہ خاندانی ہوا کرتے تھے۔ میں تحصیلدار بھرتی ہوا اور اس کے بعد مجسٹریٹ ہوا اور میں نے اور آصف نکئی دونوں نے استعفی دے دیا اور الحمد للہ وہ بھی فیڈرل منسٹر ہیں اور میں بھی حلقے میں گیا تو جیت کر آیا اور اس وقت بھی اپنی تحصیل میں 95 فیصد سیٹیں جیتی ہیں اور بلا مقابلہ اپنا تحصیل ناظم کیا ہے جو میرے مقابلے میں الیکشن لڑا تھا۔ ٹھیک ہے لیکن یہاں خوشامد کا کام نہیں ہے۔ میں آج آپ سے رولنگ لوں گا کہ اگر ہم صوبائی سیکرٹری کو فون کریں گے تو کیا ہمیں لائن پر پہلے آنا چاہئے یا اس کو؟ ہر فاتر العقل جو S.M.B.R ہے میں اس بارے میں اس وقت خاموش ہوں، میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کیونکہ میں گورنمنٹ کی سیٹ سے بول رہا ہوں۔ راجہ صاحب کو میرے سارے کیس کا پتا ہے کہ جو اس نے میرے ساتھ ظلم کیا ہے۔ اگر میرے ساتھ یہ ہوا ہے کہ منسٹر صاحب کے پاس گیا ہوں تو وہ بے بس۔ انہوں نے کہا کہ ہیں جی سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو! او ناں بابا، توبہ توبہ توبہ---(قہقہے)

تو کیا یہ حکومت ہے؟ ایک تو یہ رولنگ دیں کہ ہمارا سٹیٹس کیا ہے؟ پہلے میں یہ رولنگ لوں گا اور اگر نہیں دیں گے تو جتنے دن اجلاس ہے میں کالی پٹی لگا کر آؤں گا اور پیچھے بیٹھوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے رولنگ دیں کہ پارلیمنٹیرین کی عزت کیا ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: فارورڈ بلاک!

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! میں لعنت بھیجتا ہوں فارورڈ بلاک پر جو بنا ہے۔ میں بلیک میلر نہیں ہوں اور میں آج بھی پرویز الٰہی کے ساتھ ہوں اور جس وقت آپ بھی شاید نہ ہوں گے تو میں اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں حق کی بات کہوں گا کیونکہ میں خوشامدی نہیں ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں حقائق پر مبنی بات کروں گا۔ آپ آج رولنگ دیں کہ ہمارا اسٹیٹس کیا ہے؟ میں جہاں سے چلا واپس آگیا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! تشریف رکھیں! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں بھی وہی بات کرنا چاہتا ہوں جو پہلے آنریبل ممبر کر رہے ہیں اور یہ کوئی علیحدہ سے چیز نہیں ہے You allowed him to discuss upon یہ concerned matter ہے۔

جناب چیئرمین: جی، ملک صاحب! آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کے خلاف ایم پی اے صاحب اپنی grievance دکھا رہے ہیں اور اگر یہ اپنے اس right کو استعمال کریں Privilege Committee کے کہ یہ اس کمیٹی کو اپنی ایک privilege motion ہاؤس کے ذریعے move کروائیں [*************]۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ [******]

جناب چیئرمین: سیال صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! میں نے اپنا احتجاج راجہ بشارت صاحب کو ریکارڈ کروایا ہے اور [********]

جناب چیئر مین: سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ جتنے غیر پارلیمانی الفاظ یا ممبر کے خلاف غلط الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ میں تمام کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: سیال صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ اپنی بات کر چکے ہیں لہذا تشریف رکھیں اور میں رولنگ دیتا ہوں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئر مین! آپ رولنگ دیں ورنہ میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: سیال صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے پہلے سوال کیا ہے تو اس کے بعد ہی جواب ہوتا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئر مین! آپ رولنگ دیں کہ ہمارا سٹیٹس کیا ہے؟ ہم جاتے ہیں تو گریڈ 19 کا ایڈیشنل سیکرٹری دو انگلیاں آگے کر کے ہاتھ ملاتا ہے۔ جیسے وہ اپنے باپ کی جاگیر پر بیٹھا ہے this is wrong sir ہم ووٹ لے کر آئے ہیں اور منتخب لوگ ہیں۔ آج آپ رولنگ دیں گے

---

* بحکم جناب چیئر مین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہمارا سٹیٹس کیا ہے؟

جناب چیئر مین: سیال صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر جناب نجف عباس سیال ایوان سے واک آؤٹ کر کے جانے لگے
تو پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور ملک محمد احمد خان نے انہیں زبردستی بٹھایا)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ issue جو ہے جیسے نجف سیال نے کہا ہے کہ جتنے یہاں پر فاضل ارکان اسمبلی ہیں یہ ممبر منتخب ہونے کے بعد reciprocal respect ہے، ہمیں پتا ہے کہ ہماری duties کیا ہیں اور rights کیا ہیں۔ انہوں نے بڑا valid کہا ہے کہ under the rules بھی ہے کہ Your status is according to the.. جیسے آپ کہتے ہیں کہ گریڈ 22 ہے جو بھی ہے VIPs ہیں so called جو گریڈ

22 کالز کا کہا گیا ہے he is not a VIP بلیو بک میں وی آئی پیز کا جو کہا گیا ہے اس کے کوڈ میں یہ نہیں آتا۔ یہ بات کرنا کہ میرا ٹیلیفون نہیں سنتا That is something different مگر The issue must be resolved کہ گورنمنٹ دے کہ اس کے نمبر، پہلے تو آپ دیکھیں گے کہ کسی سیکرٹری کا عام بندے کے پاس cell phone نہیں ہو گا وہ دیں گے نہیں اگر کسی وزیر کا، ہمارے پاس وزراء کے نمبر ہوں گے مگر آپ کہیں ناں کہ ایڈیشنل سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری یا صرف ڈی۔ایس۔پی ویسے تو سپاہی کے پاس بھی موبائل فون ہے مگر to have a better communication یہ طریقہ ہمیں adopt کرنا چاہئے کہ اگر ہمیں کسی سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری یا ڈی۔ایس۔پی یا ایس۔پی سے بات کرنی ہو، یہ حسن مرتضیٰ صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے صبح سے ڈی۔پی۔او فیصل آباد کے ساتھ بات کرنی ہے، ان کو پوچھ لیں کہ 21 کالوں کے بعد بھی ان کی بات ہو سکی ہے؟ یہ کہتے ہیں ناں privilege motion احمد خان نے بھی کہا ہے Privilege Committee کا اختیار ہے اور وہ آپ کو استعمال کرنا چاہئے۔ حکومت ان کی بات نہیں مانتی اور نہ سیکرٹری مانتے ہیں یہ بڑا alarming sign ہے for the present system افسر ان کی بات نہیں مانتے اور یہ آگے سے اپنے کولیگ ہیں ان کو نہیں مانتے۔ We should think very seriously کہ We are heading towards a disaster ہم بڑی غلط طرف جا رہے ہیں۔ یہاں پر میں نے ایک issue raise کیا تھا کہ رشید بھٹی پر حملہ ہوا ہے، ایلیٹ فورس استعمال ہوئی ہے، چھ بندے زخمی ہوئے ہیں۔ رشید بھٹی کا حشر کر دیا ہے۔ مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے تو ایک رکن کی بات کی ہے اس پر آپ نے کہا ہے کہ اس issue کو نہ اٹھائیں۔ مجھے فرق نہیں پڑتا مگر آپ جتنے ممبرز جو across the floor بیٹھے ہیں They are one family ان کو respect دلوانا ان کے rights بتانا This is the duty of the Chief Executive اگر چیف ایگزیکٹو ایک directive دے کہ ممبرز کا یہ decorum ہے تو آپ ضرور کریں گے۔ ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ اگر آپ گاڑی پر جا رہے ہیں ایم۔پی۔اے کی پلیٹ نہیں ہے تو آپ کی ماڈل ٹاؤن میں تین جگہ ناکے پر تلاشی لیتے ہیں اگر آپ کی گاڑی پر نیلی بتی لگی ہے اور صرف لکھا ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب تو آپ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اس وقت جو اختیار ہے That is with the civil bureaucracy پولیس اسٹیٹ ہے، پولیس آرڈر 2002 آنے کے بعد یہ کسی کے اختیار میں نہیں رہی ہے، یہ بالکل آزاد ہے، اگر آپ devolution میں چلے جائیں تو آپ نے 83 amendments کر دی ہیں اب power exist کہاں کر رہی ہے یہ آپ نے determine کرنا ہے۔ آج ہم نجف سیال کو دیکھ رہے ہیں یہ خود کہہ رہے تھے کہ میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں یہی ہاتھ باندھے

گئے ہیں، یہ ہتھکڑی کی نشانی ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ ان کی اس بات پر کل کو ان کو ہتھکڑی لگوا دیں۔ I am very concerned یہ بات بڑی جرأت کی ہے جو انہوں نے کی ہے انہوں نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے بات ہو گئی ہے کئی لوگ اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے بات نہیں کرتے اس لئے میں ان کو بہت خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے اگر یہ اسی طرح کی جرأت کرتے رہے تو انشاء اللہ یہ اپوزیشن میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ بہت مہربانی۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ بھی بات کر لیں، جی، فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! پہلے میری بات پر رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین: ابھی رولنگ دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب چیئرمین! میں اپنے بھائی کی بات مانتے ہوئے صرف ایک بات کہتی ہوں اگر عدلیہ آزاد ہو گی تو آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے نہیں ہوں گے۔ آپ اپنی بات صحیح جگہ پر کر سکتے ہیں اور اگر عملدرآمد نہیں ہو گا تو آپ کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مہربانی تشریف رکھیں۔ اب آپ کا پوائنٹ سن لیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ بھی بات کر لیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ نے مجھے floor دیا ہے۔ نجف عباس سیال صاحب نے ایم پی ایز کے سٹیٹس کی بات کی ہے میں آپ سے گزارش کروں گی کہ ہمارے ایم پی ایز کی تنخواہیں بھی اس سٹیٹس کے مطابق نہیں ہیں۔ آپ نے بجٹ اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب کو قرارداد پیش کی تھی کہ ایم پی ایز کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ (شور وغل)

جناب چیئرمین: پلیز خاموشی اختیار کریں۔ معزز ممبران سے درخواست ہے کہ ہاؤس کو in order رکھیں، پلیز خاموش ہو جائیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ زاہدہ سر فراز: شکریہ۔ جناب چیئرمین! نجف عباس سیال صاحب نے ایم پی ایز کے سٹیٹس کی بات کی ہے تو اس اسمبلی کے فاضل ممبران کی تنخواہیں بھی سٹیٹس کے مطابق نہیں ہیں۔ ہماری پرواکوئی کیوں کرے گا ہم سے تو عام آدمی بھی تنخواہیں زیادہ لے رہا ہے۔ بجٹ اجلاس میں آپ نے ہی قرارداد پیش کی تھی کہ ایم پی ایز کی تنخواہیں بڑھائی جائیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ اس پر ضرور غور کیا جائے گا۔ آج آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اس پر implement کیوں نہیں ہوا آپ ایم پی ایز کی تنخواہوں کے بارے میں اس وقت رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین: جی، تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب! آپ فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! نجف عباس سیال کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ [***] میرے خیال میں یہ الفاظ حذف کئے جائیں کیونکہ استحقاق کمیٹی، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اپنا کام بہتر طریقے سے سر انجام دے رہی ہے۔ آپ اس کے چیئرمین بھی ہیں اور آج چیئرمین کی کرسی پر بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ استحقاق کمیٹی کے بارے میں انہوں نے جو ریمارکس دیئے ہیں وہ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: میں کمیٹی کے بارے میں پہلے وضاحت کر چکا ہوں اس لئے وہ تمام باتیں میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین! استحقاق کمیٹی نے 27 ایم پی ایز کے بارے میں کیا کیا ہے؟

جناب چیئرمین: کس کے بارے میں؟

چودھری اعجاز احمد سماں: اپوزیشن کے 27 ایم پی ایز جن میں، میں بھی شامل تھا ہم لوگ آٹھ دن گرفتار رہے اس کا فیصلہ آج تک کیا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: اس کے بارے میں ویسے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ چونکہ آپ کی اپوزیشن کے چھ ممبرز ہیں اور چھ گورنمنٹ پارٹی کے ہیں یہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ ہوتا یہ ہے کہ جتنا تناسب ایک پارٹی کا، اپوزیشن کا یا گورنمنٹ کے ممبرز کا ہوتا ہے اسی تناسب سے ممبرز رکھے جاتے ہیں یا اپوزیشن کے ممبرز کم ہوتے ہیں اور

گورنمنٹ کے ممبرز زیادہ ہوتے ہیں لیکن استحقاق کمیٹی میں یہ پہلی دفعہ آپ کو برابر کی نمائندگی دی گئی ہے اور اپوزیشن اب اس پوزیشن میں ہے بلکہ صورتحال یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی میں جو سرکاری آدمی ہوتے ہیں ان کا interest نہیں ہوتا وہ کمیٹی میں آتے نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کی اکثریت ہوتی ہے، فیصلے آپ لوگوں نے کرنے ہوتے ہیں اور اس میں کوئی hindrance نہیں ہوتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ تشریف رکھیں میں نجف عباس سیال صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: آپ چار چار دن ایک ایک ایجنڈے پر کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، آپ اسمبلی میں ہمیشہ ریکارڈ کے خلاف بات کرتے ہیں۔ ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں وضاحت کرتا ہوں۔ میں آپ کو جواب دیتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، گجر صاحب! آپ بتائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ یہ آخری مقرر ہیں اس کے بعد میں اپنی finding دوں گا۔ جی، رانا آفتاب صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr. Chairman! You are yourself the Chairman of that Committee and I think that it is not logical.

کہ آپ اس پر کوئی فیصلہ دیں کیونکہ

You will be a party to that decision and your decision will be biased. May not be biased but it may not be according to the spirit of law.

کوئی دوسرا شخص چیئر پر بیٹھ جائے اور فیصلہ دے that will be more appropriate.

چودھری اصغر علی گجر: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ مجھے اس چیز پر بڑا افسوس ہے کہ آج استحقاق کمیٹی پر احمد خان صاحب نے بڑی سخت تنقید کی حالانکہ وہ خود استحقاق کمیٹی کے ممبر ہیں اور انہوں نے

جب بھی کبھی کمیٹی کے اندر دلیل دی ہے تو اس کو بڑا وزن ملا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ملک احمد خان صاحب کی اپنی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے وہ کمیٹی میں حاضر نہیں ہوتے اور جب بھی وہ آتے ہیں تو ان کی رائے کو وزن ملا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس وقت ایوان کے اندر کوئی بہترین کمیٹی کام کرنے والی ہے تو ان میں سے ایک استحقاق کمیٹی ہے جس نے زبردست ایکشن لئے ہیں، جس نے سزائیں دی ہیں اور جس نے سب کچھ کیا ہے۔

دوسری بات جو میرے بھائی نجف صاحب نے کی ہے یہ میرے پڑوسی بھی ہیں اور ہمارا حلقہ بھی آپس میں ملتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تکلیف ایوان کے اندر حل ہونے والی نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں تین لاکھ کا منتخب ممبر ہوں۔ میں انہیں تسلی دیتا ہوں کہ انہیں یہ صبر کرنا پڑے گا اور انہیں یہ بات سہنی پڑے گی اور اس وقت تک سہنی پڑے گی جب تک اس ملک کے اندر کوئی منتخب حکومت نہیں آ جاتی۔ جب منتخب حکومت نہیں ہے تو اس وقت تک کیسے منتخب آدمیوں کی عزت کی جا سکے گی۔ جب منتخب حکومت آئے گی تو آپ کے اشاروں پر کام ہو گا۔ آپ بھی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم بھی کوشش کرتے ہیں۔ انشاء اللہ آنے والے وقت میں کوئی منتخب حکومت آ جائے گی تو انشاء اللہ آپ کی بھی قدر ہو گی اور ہماری بھی قدر ہو گی اور سب سکون سے بیٹھیں گے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ تین چار مرتبہ بات کر چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ہاؤس میں بہت دفعہ ہو چکی ہے۔ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ آپ اس وقت یہ پوائنٹ اٹھائیں جب یہاں پر کوئی اور صاحب تشریف رکھتے ہوں۔ میں اس بات کا جج نہیں ہوں۔ میں آپ کی بات کا صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں اور مناسب وقت پر جب سپیکر صاحب ہوں گے تو بات کیجئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: میں نے جو مدعا بیان کیا ہے اس کو اس طرح نہیں لیا جا رہا۔ میری صرف دو گزارشات ہیں۔ استحقاق کمیٹی بڑی اچھی کمیٹی ہو گی but as a Member I lost interest اس لئے 7 تاریخ کو میٹنگ، 8 تاریخ کو میٹنگ، 9 تاریخ کو میٹنگ، ایجنڈے پر صرف ایک ایک دن کا کام What is the reason for that آپ ایک دن کے اندر چار ایجنڈے رکھ کر کمیٹی میں کیوں نہیں بھگتاتے؟ آپ کس چیز کے نوٹس دیتے ہیں، Have you ever caused summary

Have you read the working papers of جیسے کیٹیاں کرتی ہیں۔ trial to anybody? other Committees in the Parliament in other countries? جہاں پر پارلیمانی سسٹم ہیں۔ اگر ہمارے ممبرز کا آج استحقاق کم ہو رہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی کمیٹی is not producing anything

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، ارشد بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کیونکہ اس وقت جو پوائنٹ زیر بحث ہے وہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اس پر بحث تو نہیں ہے اور یہ ایجنڈے کا حصہ بھی نہیں ہے۔ اس وقت "چیئر" آپ ہیں اور آپ ہی استحقاق کمیٹی کے چیئر مین ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں ملک احمد خان صاحب اور نجف سیال صاحب سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ "چیئر" کو اس طرح اور اس انداز میں کہنا صحیح نہیں ہے۔ میں چودھری ظہیر صاحب کی طرف دیکھ رہا تھا تو یہ ہنس رہے تھے۔ جس طرح آپ کے ساتھ ہو رہا تھا تو پتا نہیں کہ یہ خوش ہو رہے تھے یا دکھ سے ہنس رہے تھے؟ یہ رویہ اچھا نہیں ہے۔ اس وقت آپ چیئر پر بیٹھے ہیں اور اس وقت ہم نے چیئر کا regard کرنا ہے، عزت کرنی ہے۔ اگر ہم چیئر کی عزت نہیں کریں گے تو اس ہاؤس کی تذلیل ہوگی۔ اس issue کو آپ کی موجودگی میں discuss نہ کیا جائے۔ اگر کل سپیکر صاحب آ جاتے ہیں تو پھر اس پر discuss کیا جائے۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔ اب اس کو wind up کرتے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: آپ نے فیصلہ مانگا ہے۔ اب آپ فیصلہ سن لیں۔ اگر آپ نے بات کرنی ہے تو آپ سے پہلے ریاض شاہد صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، گل صاحب!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب چیئر مین! ملک صاحب اس دن بھی بات کر کے ایوان سے باہر چلے گئے تھے۔ ان سے پوچھیں کہ میرے پاس کون سی ایسی خاص بات ہے جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو یہ face نہیں کر

سکتے؟

جناب چیئر مین: جی، ریاض شاہد صاحب!

جناب ریاض شاہد: جناب چیئر مین! آج دوسری دفعہ ملک صاحب نے استحقاق کمیٹی کے بارے میں کہا ہے کہ اس کو کوئی اختیار ہی نہیں ہے اور اس کمیٹی میں ممبران کا استحقاق مجروح ہوتا ہے، یہ اس کا مداوا نہیں کرتے۔ مجھے اتنے پڑھے لکھے آدمی پر افسوس ہے۔ اگر یہ کمیٹی کو اچھا نہیں سمجھتے یا کمیٹی نے کچھ نہیں کیا ہے تو کمیٹی کی کارکردگی سب کے سامنے ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو پھانسی پر چڑھا دو۔ ایہہ کُھڑبہہ کے داڑھی پُٹن والے لوک نیں۔ جناب! آپ تے ایہہ کیہڑی حکومت وچ بیٹھے آ تے گل کر دے آ کہ سانوں اختیار نہیں، ساڈی عزت نہیں کیتی جاندی۔ جس نظام وچ تسی بیٹھے او تے اوہنی کو عزت تہاڈی ہونی اے۔

جناب چیئر مین: جی، نجف سیال صاحب !

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب چیئر مین! بات یہ ہے کہ میں نے استحقاق کی بات نہیں کی ہے۔ یہ آپ کے ممبران کا آپس کا مسئلہ ہے۔ میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ معزز ممبر احمد خان صاحب بھی استحقاق کمیٹی کے ممبر ہیں اور جناب چیئر مین ہیں۔ We are lawmaking authority میرا پوائنٹ یہ ہے کہ میں نے پوائنٹ اٹھایا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ میں کسی ایک کے استحقاق کی بات نہیں کر رہا، میں پورے ایوان کی بات کر رہا ہوں جس میں جناب بھی شامل ہیں۔ میرے دوست گجر صاحب نے فرمایا کہ جمہوری نظام نہیں ہے۔ نہیں، بالکل جمہوری نظام ہے۔ پہلے کسی ایم پی اے نے یہ سوال اٹھایا نہیں ہے۔ ابھی پچھلے دنوں بلدیاتی انتخابات ہوئے ہیں۔ میرا اور گجر صاحب کا حلقہ ساتھ ساتھ ہے۔ یہ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور میں نے ان کے بندوں کو جتوایا ہے۔ آگے سندیں جعلی نکلی ہیں تو میرا قصور نہیں ہے۔ میں نے ان کی عزت کی ہے کہ ایک پارلیمنٹیرین چاہے وہ ایم ایم اے کا ہے لیکن مجھ سے بہت سینئر ہے۔ میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ان کی عزت کرتا ہوں۔ یہ میرے گھر، میرے ڈیرے پر تشریف لے آئے۔ انہوں نے بولا کہ یہ یہ چٹھیاں چاہیئں، میں نے دیں، میری پارٹی مجھ سے لڑی لیکن میں نے کہا کہ میں گجر صاحب کو انکار نہیں کر سکتا۔ الحمد للہ ان کے بندے جیتے۔

جناب چیئر مین: آپ ایسی بات نہ کریں۔ اسمبلی سے متعلقہ بات کریں۔

جناب نجف عباس سیال: آپ میری بات سنیں۔ انہوں نے سوال کیا ہے کہ یہ نظام صحیح نہیں ہے تو اس نظام

میں یہ ووٹ کیوں مانگتے ہیں؟ یہ نظام صحیح ہے۔ میں جناب کی اس پر رولنگ لوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ بیٹھیں گے تو آپ جواب سنیں گے۔

جناب نجف عباس سیال: مہربانی۔ پوری اسمبلی اس میں اپوزیشن بھی شامل ہے اور اس میں ہمارے بنچز بھی شامل ہیں۔ میں اس floor پر خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ بات کرتا ہوں کہ اگر آج کے بعد میں کل کسی افسر کے پاس گیا تو اس نے دو انگلیاں آگے کیں تو راجہ صاحب! میری bail آپ خود کروائیں گے۔ میں درخواست پیش نہیں کروں گا۔ میں اس کی خدمت وہیں پر کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ محترم فاضل ممبر should be vaccinated اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جتنی بھی انہوں نے ہاؤس میں گفتگو فرمائی ہے بہتر ہوتا کہ وہ یہ ساری باتیں پارلیمانی میٹنگ میں کرتے۔ جناب! ان کے ہاتھ بندھے ہوئے نہیں ہیں بہت کھلے ہوئے ہیں، منہ بھی بہت کھلا ہوا ہے۔ شکریہ

جناب نجف عباس سیال: ان کو شرم آنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: سیال صاحب! آپ بہت بات کر چکے ہیں، پلیز تشریف رکھیں۔ اب آپ جواب بھی سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! قاسم نون صاحب نے کہا ہے کہ سیال صاحب کے ہاتھ کھلے ہیں اور ان کا منہ بھی بہت کھلا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟

رولنگ آف دی چیئر

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ ممبر صاحبان توجہ فرمائیں۔ سیال صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اور کہا کہ میں اس پر آپ کا decision چاہتا ہوں کہ ہمارا status کیا ہے؟ اس کے علاوہ جو باتیں انہوں نے کسی شخص یا کسی کی ذات سے متعلق کی ہیں وہ مناسب نہیں ہیں۔ ماسوائے تحریک استحقاق کے آپ ذاتی باتیں اسمبلی میں discuss نہیں کر سکتے۔

میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ ہمارے، ایم پی اے کا جو status ہے وہ Privileges

Act میں define ہے۔اس کے مطابق آپ VIP ہیں۔ میرے خیال میں تمام ممبران جانتے ہیں کہ جب کسی ممبر کو گرفتار کیا جائے گا تو اس کی اطلاع دی جائے گی، جب اس کو release کیا جائے گا تو اس کی بھی اطلاع دی جائے گی۔ آپ ممبران ہسپتال visit کر سکتے ہیں، جیل visit کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنے ایک شہری کے بنیادی حقوق ہیں ایم پی اے کو بھی وہ تمام حقوق میسر ہیں۔ آپ آئین پڑھ لیں آپ کو تقریر کا حق حاصل ہے۔ آپ کا defined status ہے۔ اگر آپ اس سے کچھ زیادہ چاہتے ہیں تو پھر اس کے لئے آپ کو پرائیوٹ ممبرز ڈے پر کوئی بل لانا چاہئے۔ آپ اس بل میں تجویز کریں کہ آپ موجودہ privileges سے satisfied نہیں ہیں۔ اگر آپ کا وہ بل ممبران کی favour میں ہوگا تو اس پر یقیناً سب آپ کو support کریں گے۔ اس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر ہم آپ کے status کو نہیں بڑھا سکتے ہیں۔ آپ کا وہی status رہے گا جو آئین نے آپ کو دیا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 128 کے تحت آپ کو وہ تمام privileges حاصل ہیں جو کہ ایک ایم۔ این۔ اے یا سینیٹر کو حاصل ہیں۔

جہاں تک استحقاق کمیٹی کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو میرے خیال میں یہ پہلی اسمبلی ہے کہ جس کی استحقاق کمیٹی نے کچھ ایسے فیصلے بھی کئے ہیں جو پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ جب میں نے بحیثیت چیئرمین استحقاق کمیٹی اپنا عہدہ سنبھالا تو مجھے بتایا گیا کہ ہمارے پاس کسی کو سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔ یقیناً ہم نے کسی کو سزا نہیں دینی، ہم نے صرف recommend کرنا ہے، سفارش کرنی ہے۔ استحقاق کمیٹی نے اب تک 54 تحاریک استحقاق میں سے 45 کا فیصلہ کیا ہے جبکہ 10 تحاریک pending ہیں۔ اس میں ہم نے ایک ڈی ایس پی کی services terminate کیں۔ اس سے پہلے آج تک اسمبلی کی کسی کمیٹی نے کسی کی services terminate نہیں کی۔ رانا ثناء اللہ صاحب کی تحریک استحقاق پر ہم نے ایک پولیس آفیسر کو revert کیا۔

نمائندگان خواہ ایم پی اے، ایم این اے یا سینیٹر ہوں They are representatives of the people اور جو آفیسرز ہیں They are servants of the people تو اس لحاظ سے آپ کے status کا بڑا واضح تعین ہے۔ آپ اپنے status کو سمجھیں۔ آپ آئین کو پڑھیں، Privileges Act میں پڑھیں۔ اگر اس میں مزید اضافہ چاہتے ہیں تو اس بابت proper legislation کے لئے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر کوئی بل لے آئیں۔

اپوزیشن کی تحریک کے علاوہ 54 تحاریک استحقاق تھیں جن میں سے 45 کا فیصلہ ہو چکا ہے جبکہ 10 تحاریک جو کہ latest ہیں pending ہیں اور ان میں بھی آفیسرز suspend ہو چکے ہیں۔ جب کسی

ایم پی اے صاحب کی grievance redress ہو جاتی ہے، جب کوئی معزز رکن اپنی تحریک استحقاق کو press نہیں کرتا تو پھر اس کے سوا کوئی قانون نہیں کہ اس کو dispose of کیا جائے۔ سیال صاحب! اب مزید اس پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! یہ تو آپ نے استحقاق کمیٹی کی کارکردگی بیان کی ہے۔ میرا پوائنٹ یہ ہے، آپ نے پھر پڑھنا شروع کر دیا ہے، میری طرف توجہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: جی، جی ارشاد!

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! میں دست بستہ عرض کر رہا ہوں۔ میں نے Privileges Act پڑھا ہوا ہے۔ میں اسی استحقاق کی بات کر رہا ہوں کہ جس کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ گریڈ 22 کا افسر ایک پارلیمنٹیرین کو دو انگلی سے ملتا ہے۔ اگر آپ فون کرتے ہیں تو صوبائی سیکرٹری available نہیں ہوتے۔

جناب چیئرمین: آپ proper motion لے آئیں۔

جناب نجف عباس سیال: ہم Privileges Act پڑھے ہوئے ہیں، کیا یہ افسر اس کو نہیں پڑھ سکتے؟ ایک ایک کاپی ان کو بھی مہیا کی جائے۔

جناب چیئرمین: سیال صاحب! آپ کافی بات کر چکے ہیں اب تشریف رکھیں۔ ہاؤس کی کارروائی چلنے دیں۔

جناب نجف عباس سیال: میں یہ چاہوں گا کہ اگر ہم عوامی نمائندے ہیں تو ہمیں مذاق نہ بنایا جائے۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔ جب چیئر کی طرف سے رولنگ آئے گی کہ ہمارا status کیا ہے تو پھر میں ایوان میں واپس آؤں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن جناب نجف عباس سیال ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے استحقاق کمیٹی کی working سے متعلق کافی وضاحت سے بات کی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ point on the floor of the

Houseرکھنا چاہتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی کوئی punishing bodyنہیں ہے، وہ کسی کو سزا نہیں دے سکتی۔ وہ ایک recommendatory bodyہے۔ تحریک استحقاق کے اوپر جو بھی اس کی assessmentہوگی، جو بھی اس کی investigationہوگی وہ کمیٹی نے ہاؤس کو recommendکرنی ہوتی ہے۔ یہ ہاؤس با اختیار ہے کہ وہ ان recommentdationsکے اوپر کسی کو سزا دے یا نہ دے۔ استحقاق کمیٹی نہ تو کسی کو سزا دینے کا اختیار رکھتی ہے نہ ہی وہ کوئی penalizing bodyہے۔ ہاں اپنی investigationمیں، اپنی انکوائری میں وہ عارضی طور پر کوئی penal actionلے سکتی ہے اور جیسے آپ نے فرمایا کمیٹی وہ actionلے رہی ہے۔ نجف سیال صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ نہ تو کسی تحریک استحقاق کے متعلق ہے اور نہ ہی مجلس استحقاقات کے متعلق ہے بلکہ وہ یہ بات کر رہے ہیں کہ government officialsاس ایوان کے معزز ممبران کی respectنہیں کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب اور to the pointاس کا جواب Chairکی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ لا منسٹر صاحب کی ذمہ داری ہے جو یہاں پر گورنمنٹ کو representکرتے ہیں۔ لہذا آپ ان کو زحمت دیں کہ وہ اس بات کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: جی، لا منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج پہلی بار نہیں بلکہ میں نے ہمیشہ یہاں پر یہ گزارش کی ہے کہ ہمیں پوائنٹ آف آرڈر کے معاملے میں تھوڑی سی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ میں اس موجودہ اسمبلی کی بات کرتا ہوں کہ یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر ایک ایسی وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے کہ جس کے جی میں جب اور جو آئے وہ بات کرلے اور اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں پچھلے ایک گھنٹے سے بیٹھا خاموشی سے سن رہا ہوں۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس بات کی معافی چاہتا ہوں کہ ہاؤس کا ڈیکورم قائم رکھنا Chairکی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ایک معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتا ہے تو in orderیا out of orderقرار دینا Chairکی ذمہ داری ہے۔ اس ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلانا Chairکی ذمہ داری ہے لیکن یہاں گھنٹوں پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہوتی ہے۔ بات کہاں سے شروع ہوئی اور کہاں پر پہنچی اور پھر استحقاق کا مسئلہ شروع ہو گیا۔ میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ پورا معزز ایوان اس بات کا گواہ ہے اور میں آپ سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے بھی ہم زیادہ پیچھے کی بات نہیں کرتے بلکہ

1985 سے لے لیں کہ 1985 سے لے کر آج تک جتنی بھی صوبائی اسمبلیاں آئی ہیں آپ تمام کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں میرے خیال میں استحقاق کے معاملے میں گورنمنٹ کی طرف سے جتنا lenient view اس اسمبلی نے لیا ہے شاید آج تک کسی اور اسمبلی نے نہیں لیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میرے معزز دوست اصغر علی گجر صاحب، رانا آفتاب صاحب، ڈاکٹر صاحب، رانا ثناء اللہ صاحب، راجہ ریاض صاحب اور کتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں جن کا اپوزیشن سے تعلق ہے اسی طرح حکومتی بنچز سے ارشد خان لودھی صاحب ہمارے most senior parlimentarian ہیں روکھڑی صاحب ہیں، اور دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں کبھی اس اسمبلی کی تاریخ میں یہ ہوا تھا کہ جواب آئے بغیر تحریک استحقاق کو admit کر لیا جائے اور اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے لیکن معزز اراکین کے احترام اور استحقاق کی خاطر ہم نے یہ بھی کیا اور یہاں پر یہ ہوا ہے۔ گزشتہ اجلاس کی بات ہے کہ تحاریک استحقاق کا ٹائم بھی نہیں تھا۔ حکومت کی طرف سے اس کا جواب بھی نہیں آیا تھا۔ اس وقت کوئی اور کارروائی چل رہی تھی لیکن میرے بھائی نوانی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری تحریک out of turn لی جائے۔ جیسے آپ کو پتا ہے کہ اس کے لئے ٹائم مقرر ہوتا ہے لیکن میں نے concede کیا۔ میں نے کہا کہ ہمارے بھائی کا استحقاق مجروح ہوا ہے آپ اسے out of turn لیں اور بغیر جواب کے ہم نے اسے مجلس استحاقات کے پاس بھیج دیا۔

جناب والا! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے سارے معزز بھائی یہاں بیٹھے ہیں یہ اس بات کے شاہد ہیں کہ آج بھی میرا ایک بھائی میرے ساتھ بات کر رہا تھا کہ انہوں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے پاس جواب نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ فلاں افسر نے میرے ساتھ یہ بات کی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے بھائی آپ اس بات کو چھوڑ دیں اس افسر کو معطل کرنا میرا کام ہے کیونکہ اس نے آپ کے ساتھ بدتمیزی کی ہے لہذا میں اس معاملے کو استحقاق کمیٹی میں لائے بغیر اسے معطل کروں گا۔ آپ حکومت کی intention دیکھیں۔ پھر چیف منسٹر کے متعلق یہ کہنا کہ Chief Exective of the Province کی ذمہ داری ہے کہ ممبران کی عزت و احترام میں کس طرح اضافہ کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی معزز ایوان میں میرے جو بزرگ بھائی دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہاں پر یہ کہا گیا کہ Chief Executive of the Province کی ذمہ داری ہے کہ معزز ممبران کا احترام کس طرح کیا جاتا ہے اور ان کے استحقاق کو کس طرح قائم رکھتے ہیں۔ یہاں پر میرے تمام سینئر دوست بیٹھے ہیں یہ اس بات کے شاہد ہیں کہ ممبران کو Chief Executive of the Province کو ملنے کی جتنی آزادی آج ہے شاید اس سے پہلے کسی اسمبلی کی تاریخ میں نہیں ہے۔ ہمارے پرانے ساتھی جانتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ سے ملنے کے لئے تین تین، چار چار دن اور ایک ایک ہفتہ انتظار کرنا پڑتا تھا لیکن آج ہر ممبر کو اس بات کی آزادی حاصل ہے کہ وہ جب چاہے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کر سکتا ہے۔ یہاں پر جتنی گفتگو ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی کے استحقاق کے حوالے سے نہیں ہوئی۔ میرے بھائی باہر تشریف لے جا چکے ہیں۔ میں خود ان کو راضی کرنے کے لئے جاؤں گا اور انہیں واپس ایوان میں لائیں گے۔ میں ان سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آج جس S.M.B.R یا گورنمنٹ کے کسی گریڈ 22 کا آفیسر کیوں نہ ہو جس کے متعلق وہ بات کر رہے ہیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اس کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آتے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اس کے خلاف تحریک استحقاق، استحقاقات کمیٹی میں جاتی اور وہ سارا دن آپ کی کمیٹی کے باہر بیٹھتا اور اس کو سمجھ آ جاتی کہ ممبر کی عزت کس طرح کی جاتی ہے لیکن اس میں تو ہم تحریک التوائے کار لے کر آ گئے ہیں۔ جو ایک واقعہ ہوا ہے اس پر تحریک التوائے کار آ گئی لیکن ہم تحریک استحقاق لے کر نہیں آئے اور ہم کہتے ہیں کہ ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ کیا ہمارے حکومتی بنچز سے جو باقی ممبران تحاریک استحقاق دیتے ہیں ان کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ان کو کس نے روکا ہے کہ وہ تحریک استحقاق مت دیں؟

جناب چیئرمین! حکومتی بنچز پر جو دوست بیٹھے ہیں ان سے اور اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوئے دوستوں سے بھی استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم استحقاق کے معاملے میں اپنے استحقاق کا واویلا کرتے ہوئے ایک حد سے آگے گزر جاتے ہیں تو یقین کیجئے کہ اس وقت ہماری بے عزتی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت ہماری بے عزتی ہوتی ہے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کانسٹیبل ہماری بات نہیں سنتا۔ میں کہتا ہوں کہ کانسٹیبل کی نہ سننے کی بات اس ایوان میں کر کے ہم اپنی بے عزتی خود کرواتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایم پی اے کو ایم پی اے رہنے کا حق نہیں بلکہ الیکشن لڑنے کا بھی حق نہیں ہے جس کی عزت کانسٹیبل نہ کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم کیوں اپنی بے عزتی کرواتے ہیں؟ ہم تحریک استحقاق لے کر آ جاتے ہیں کہ ایس۔ڈی۔او واپڈا نے ہماری بات نہیں سنی۔ خدا کی قسم جس ایم پی اے کی ایس ڈی او واپڈا بات نہیں سنتا وہ استعفیٰ دے کر گھر بیٹھ جائے اسمبلی میں مت آئے۔ ہمیں خود اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ نجف سیال صاحب نے ایک بات صحیح کی کہ جو افسر بات نہیں سنتا بے عزتی کرتا ہے تو بے شک آپ اس کا کمیٹی تک انتظار مت کریں۔ ہم اپنی بے عزتی کیوں برداشت کریں لیکن خدا کے لئے ہم استحقاق کے معاملے میں اس حد تک نہ چلے جائیں کہ جہاں استحقاق کا ستیاناس نہیں بلکہ ہماری عزت کا ستیاناس بھی ہو جائے۔ اس لئے میری آپ سے یہ استدعا ہے بلکہ سارے ممبران سے میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے اگر میری عزت ہے تو آپ کی وجہ سے ہے، آپ کی عزت ہے تو ہماری وجہ سے ہے۔ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے بھائیوں کی عزت میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں ان کی عزت کرنا ہمارا کام ہے۔ ہم ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ہماری عزت کرنا ان کا کام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم ایک دوسرے کی عزت نہیں کریں گے تیسرا ہماری عزت کوئی نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس لئے میں گورنمنٹ کی طرف سے کھلے بندوں اپنے تمام بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ یہ عزت اپوزیشن یا حکومتی بنچوں کی اس میں تفریق نہیں ہے۔ ہم سب کی عزت ایک ہے ہم نے اس عزت میں اضافہ کرنا ہے اور ہم نے اپنا استحقاق اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ استحقاق کتابوں میں نہیں ہے، عزت کتابوں میں لکھی نہیں ہوتی، عزت ہم نے خود اپنے کردار سے پیدا کرنی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور گورنمنٹ کی طرف سے میں اپنے تمام بھائیوں کو اس بات کا اعتماد دلاتا ہوں کہ کسی بھی ممبر کا کسی بھی وقت کہیں بھی کسی حوالے سے اگر استحقاق مجروح ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومتی یا اپوزیشن کے حوالے سے کوئی تفریق نہیں ہوگی۔ میں نے پہلے بھی یہ روش اختیار کی ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مزید میں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ میں تحریک استحقاق کو oppose نہیں کروں گا لیکن خدا کے لئے ہم بھی اس میں تھوڑی سی realistic approach لے آئیں۔ میں ہمیشہ اپنے بھائیوں سے یہ کہتا ہوں کہ چلیں آج ایک بات طے کر لیں۔ خدا کے لئے یہ جو اے۔ایس۔آئی کے خلاف، ایس۔ایچ۔او کے خلاف ایس۔ڈی۔او کے خلاف اوور سیئر کے خلاف استحقاق کی تحریکیں لے کر آتے ہیں۔ تحریک استحقاق لانے سے پہلے میرے ساتھ بات کر لیں۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے تمام معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس معاملے کو settle کر دوں گا۔ اس معزز ایوان کا جو اصل احترام ہے اس کی جو عزت ہے اس کا جو وقار ہے اس میں اضافہ کریں۔ اس کو اے ایس آئی یا کانسٹیبل کے level تک مت لے کر جائیں۔ جب میرے بھائی نے ٹیلی فون کی

بات کی کہ وہ پہلے ان کو لائن پر لے آئے۔لائن پر پہلے لے کر آنے سے یا بعد میں لے کر آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ مجھے کوئی آفیسر ٹیلی فون کرتا ہے، موبائل پر کرتا ہے، میں خود آگے سے اٹھاتا ہوں وہ پہلے کہتا ہے کہ آپ نے خود فون اٹھا لیا۔اگر میں نے خود فون اٹھا لیا ہے تو میرے crown اتر گئے ہیں؟اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔لائن پر پہلے آنے سے میرا احترام نہیں ہے؟لائن میں بعد میں آنے سے میرا احترام نہیں ہے؟ میرا احترام اس بات میں ہے کہ ہم نے اپنے کردار سے اپنے conduct سے اس اسمبلی میں یہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارا کردار کیا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس معاملے کو اب ختم کریں۔اس معزز ایوان کے تمام ممبران کی عزت وقار میں اضافہ اس کو قائم رکھنا، ان کی عزت کرنا اور تمام اہلکاران گریڈ ایک سے لے کر 22 تک ہوں یا 24 تک ہوں سب سے عزت اور احترام کروانا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گی۔بہت بہت شکریہ

جناب چیئر مین: آج بڑی وضاحت کے ساتھ ساری باتیں ہو چکی ہیں اور راجہ صاحب نے اس کا بڑا مثبت جواب بھی دے دیا ہے۔ میرے خیال میں اس موضوع پر مزید بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: میرے خیال میں اس موضوع پر اگر آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کافی بات ہو چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہاں جو آج باتیں ہوئی ہیں اس میں ہماری سینئر بیوروکریسی کے بارے میں یہ بھی کہا گیا یعنی [*****] کے الفاظ استعمال کئے گئے اور میرا خیال ہے کہ یہ زیادتی ہے۔

جناب چیئر مین: نہیں وہ الفاظ حذف کروا دیئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: دوسرا جناب! یہ وہی بیوروکریسی ہے جن کی بڑی خدمات بھی ہیں یہ رات کو تین تین بجے تک بھی کام کرتے ہیں case to case vary کرتا ہے۔ ہمیں اپنے کردار کو بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم بطور ایم پی اے لوگوں کو کیا دے رہے ہیں اور ہم بطور ایم پی اے اگر کوئی ناجائز بات جا کر کہتے ہیں اور پھر یہ بھی expect کرتے ہیں کہ وہ ہمارا out of the way ساتھ دیں ورنہ معاملے کو استحقاق کمیٹی میں لے جائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: اس طرح سے تو پھر یہ معاملہ چل پڑے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ وہ لوگ بھی تو کوئی عزت رکھتے ہیں۔
(قطع کلامیاں)

آخر بیوروکریسی عزت نہیں رکھتی؟ان کو یہ کہنا کہ وہ[*****] ہیں۔

جناب چیئرمین: سب لوگ پاکستان کے باعزت شہری ہیں اور ہم سب کو ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے یہ reciprocal ہوتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر ان کے خلاف کوئی بات ہے تو ان کو بلا کر ان کو بھی سنیں ایسے ہی نہ بات کر دیں۔(قطع کلامیاں)

تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: اب میں جناب محمد آجاسم شریف صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق نمبر 53 پیش کریں۔

جناب محمد آجاسم شریف: بڑی مہربانی۔جناب چیئرمین۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: معزز ممبران سے درخواست ہے کہ ہاؤس کو in order کریں۔خاموشی اختیار کریں۔

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محکمہ آبپاشی کے افسران کی ایم۔پی۔اے کے ساتھ بدتمیزی

جناب محمد آجاسم شریف: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی میں فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔اکتوبر 2005 کو ایک کام کے سلسلہ میں، میں نے ایڈیشنل سیکرٹری آبپاشی سے رابطہ کیا۔انہوں نے مجھے چیف انجینئر آبپاشی سے رابطہ کرنے کے لئے کہا۔میں نے متعلقہ چیف انجینئر سے رابطہ کیا انہوں نے مجھے ایس۔ای زبیر کے پاس بھیج دیا۔انہوں نے میرے ساتھ ترش لہجہ اپنایا اور کافی دیر تک میری بات نہ سنی اور کافی دیر کے بعد انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اپنا کام لے کر خالد جاوید مرزا ایکس۔

ای۔ این اور عابد خان ایس ڈی او سے رابطہ کریں اور ٹرخا دیا۔ میں نے اپنے کام کے سلسلے میں ان دونوں افسروں سے رابطہ کیا۔ یہ دونوں افسر اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کافی دیر انتظار کے بعد انہوں نے مجھے ملاقات کا ٹائم دیا۔ میں نے ان کو اپنا مسئلہ بتایا تو دونوں ملازمین نے میرے ساتھ بدتمیزی کی اور ترش لہجہ سے پیش آئے اور یہ کہا کہ میں آپ کو ایم پی اے ہی نہیں مانتا ہم نے بڑے ایم پی ایز دیکھے ہیں وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے آپ کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اس طرح ان افسران نے میرا استحقاق مجروح کیا لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شارٹ سٹیٹمنٹ۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا! میں شارٹ سٹیٹمنٹ اس لئے بھی دوں گا کہ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ایس ایچ او اور ایس ڈی او وغیرہ کے خلاف ہم لوگ کوئی تحریک نہ لے کر آئیں اور ان سے خود نمٹیں۔ راجہ صاحب جس کرسی پر بیٹھے ہیں یہ خود تو نمٹ سکتے ہیں اپوزیشن کی کرسی پر بیٹھ کر نمٹ کر دکھائیں تو پھر میں انہیں مانتا ہوں۔ ایک گھنٹہ تک یہ مسکرا کر ساری محفل کو دیکھتے رہے، ایک گھنٹے کے بعد جب ان کا مسکرانا ختم ہوا تو اس کے بعد انہوں نے اٹھ کر اس کے اوپر یہ جواب دے دیا۔ کسی کے اوپر انگلی اٹھانا بڑا آسان کام ہے اس کو نبھانا بڑا مشکل ہے۔ ہمارے بھائی دس منٹ کے لئے اجلاس میں آتے ہیں اور ایک گھنٹے کے لئے شور شرابا پیدا کر کے واپس جا کر باہر بیٹھ جاتے ہیں۔ جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا کہ میں نے out of the way جا کر ان کی تحریک کو لے لیا۔ کبھی راجہ صاحب نے out of the way جا کر ہمارے اپوزیشن کے کسی ممبر کی تحریک استحقاق لی ہے، مجھے بتائیں آج تک out of the way کسی اپوزیشن ممبر کی تحریک استحقاق منظور کی ہے؟ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ زیادتی ہے اور یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! وزیر قانون غلط بات کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: محترمہ! خاموش ہو جائیں۔ہاؤس کو in order کریں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! پہلے محترمہ تو بیٹھ جائیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

مہربانی فرمائیں بیٹھ جائیں اور ہاؤس کو چلنے دیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: آپ ہماری بات تو سن لیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! خاموش ہو جائیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی جب میں بات کر رہا تھا تو میں نے یہی کہا تھا کہ یہ چھوٹے چھوٹے معاملات ہیں اگر یہ پہلے میرے نوٹس میں لے آئیں تو ان کا کوئی حل نکال سکتے ہیں۔ میں نے یہ بات باقاعدہ طے کر کے کہی تھی کہ چھوٹے افسران کے متعلق جب ہم بات کرتے ہیں تو معاملہ ویسے ہی اچھا نہیں لگتا لیکن معزز رکن میرا عزیز ہے اور یہ چند ان لوگوں میں شامل ہیں جس نے استحقاق ہتھیلی پر رکھا ہوا ہے اور جو ہر وقت مجروح ہوتا رہتا ہے۔یہ میرے عزیز کی آج کوئی پہلی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ان کی پہلے بھی تحریک استحقاق آئی اور میں نے اس کو oppose نہیں کیا لیکن میرا عزیز یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو oppose کیا ہے۔ میں آج پھر ان کی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے پاس جائے لیکن پھر میں یہ استدعا ہاتھ باندھ کر کروں گا کہ خدا کے لئے اپنے استحقاق کو سنبھال کر رکھیں اور اس کو ہر کسی سے مجروح نہ کروائیں۔

جناب چیئر مین: یہ معاملہ کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئر مین! میں نے دو باتوں کی نشاندہی کرنی ہے۔پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے فاضل ممبر نجف سیال صاحب بائیکاٹ کر کے باہر گئے ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ انہیں ہاؤس میں واپس لایا

جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں خود باہر گیا تھا، وہ لابی میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں privilege کے حوالے سے رانا ثناء اللہ صاحب اور رانا آفتاب صاحب نے بھی بات کی ہے اور میں agree کرتا ہوں کہ راجہ بشارت صاحب نے بھی بڑے اچھے طریقے سے اس کو sum up کیا ہے لیکن میں نے یہاں بیٹھ کر ساری بحث کو observe کیا ہے تو یہ ہاؤس چاہتا ہے کہ Privilege Committee کی کارکردگی بہتر ہے لیکن اس کو مزید بہتر کیا جائے۔ جیسے آپ نے اپنی بات میں کہا کہ اگر آپ کوئی بہتر تجویز دینا چاہتے ہیں تو Privilege Act میں کوئی پرائیویٹ بل لے کر آئیں۔ یہاں آپ نے گنوایا کہ ایم۔پی۔اے سکولز کو visit کر سکتا ہے، ایم۔پی۔اے ڈسپنسری اور ہسپتال کو visit کر سکتا ہے، ایم۔پی۔اے جیل کو visit کر سکتا ہے۔ آپ کے knowledge میں ہو گا کہ میں نے دو سال پہلے اس سلسلے میں یہاں پرائیویٹ ممبر کے طور پر ایک Bill move کیا کہ ایک ایم۔پی۔اے اگر ایک تعلیمی ادارے کو visit کر سکتا ہے، اگر ہسپتال کو visit کر سکتا ہے تو اس ملک میں تھانہ کون سی ایسی چیز ہے کہ جس کے اندر جا کر ایم۔پی۔اے اسے visit نہیں کر سکتا۔ ہم استاد کو تو چیک کر سکتے ہیں، ہم ڈاکٹر کی شکل میں مسیحا کو تو چیک کر سکتے ہیں لیکن تھانے میں بیٹھے ہوئے حوالدار سے ایس ایچ او تک کو ہم visit نہیں کر سکتے۔ میں نے یہاں یہ بل آج سے دو سال پہلے پیش کیا اور مجھے خوشی ہوئی کہ اس اسمبلی نے اتفاق رائے سے کمیٹی کو refer کیا اور میں کہوں گا کہ پھر وہ بل بیوروکریسی اور سیاستدانوں کی چپقلش کی نذر ہوا۔ وہ بل اس ہاؤس نے متفقہ طور پر کمیٹی کو refer کیا کہ ایک ایم پی اے کو یہ privilege بھی ہونا چاہئے کہ وہ سکول کو بھی visit کرے، وہ ہسپتال کو بھی visit کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے علاقے کے تھانے کو بھی visit کرے لیکن آج دو سال گزرنے کے باوجود وہ بل پتا نہیں کہاں کن فائلوں میں گم ہے؟ آج اس ساری بحث کے نتیجے میں اور آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے کہ ایسے بل لے کر آئیں، جناب! یہاں ایم پی ایز کے privilege کو بڑھانے کے لئے کوئی بل آئے گا تو بیوروکریسی اس کا وہی حشر کرے گی جو میرے بل کے ساتھ دو سال سے کر رہی ہے کہ وہ بل کہیں فائلوں میں گم ہے اس لئے ہم کیسے کوئی پرائیویٹ بل لے کر آئیں، کیسے یہاں پر کوشش کریں جس سے ہم اپنے privilege کو بڑھا بھی سکیں اور اس کا تحفظ بھی کر سکیں؟ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: ممبر کا کام بس بل لے کر آنا ہے اس کے بعد اس کا ایک طریق کار ہے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب چیئرمین! میں نے ایم پی ایز کی تنخواہیں بڑھانے کے لئے point of order raise کیا ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! محترمہ کی چوتھی پانچویں چٹ آ چکی ہے۔ یہ فرما رہی ہیں کہ تنخواہوں کے سلسلہ میں، جو بات ہوئی تھی اس کے بارے میں ہمیں کچھ بتایا جائے۔ وہ کہتی ہیں کہ بجٹ سیشن میں سی ایم صاحب نے کہا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں چیک کر کے محترمہ کو بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! راجہ صاحب کہتے ہیں کہ میں چیک کر کے انہیں بتا دوں گا۔ آپ راجہ صاحب سے مل کر ان سے پوچھ لیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ چیئرمین ہیں، آپ اس بل کے بارے میں کوئی direction دیں۔ یہ تو نہیں ہے کہ آپ کا کام بل لانا ہے اس کے بعد اللہ پر چھوڑ دیں یعنی اگر چیئر کی طرف سے یہ comments آئیں گے۔۔۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ میں نے کہا ہے آپ بل لائیں انشاء اللہ اس پر according to rules and procedure عمل ہوگا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ کون سے رولز کے تحت ہے کہ وہ بل دو سال سے فائلوں میں پڑا ہوا ہے اور ہمیں تو یہ پتا نہیں ہے کہ وہ بل کس کمیٹی میں گیا ہے؟ تو اس پر آپ کوئی ruling دیں اور لاء منسٹر سے کہیں کہ وہ اس پر اپنا کوئی موقف دیں کہ دو سال سے وہ کس کمیٹی کے پاس ہے اور وہ بل کہاں گم ہو چکا ہے؟

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: خان صاحب! ایوب سلدیرا صاحب کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ ان کی بات سن کر پھر راجہ صاحب سے آپ کی بات پوچھتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! پہلے بھی اتنا ٹائم ضائع ہو گیا ہے آپ ہر شخص کو point of order پر ٹائم دیئے جا رہے ہیں، آپ مہربانی کر کے کارروائی کو آگے چلائیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ایوب صاحب! آپ بات مختصر کر لیں۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں بہت مختصر بات کروں گا۔ میں point of order پر ہی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ point of order کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ میں تو ان کے مقابلے میں چراغ تلے اندھیرے والی بات ہے یا سمجھیں کہ ہمیں سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ جو point of order کی بات ہے تو اس کا استعمال rules کے مطابق تو کبھی بھی نہیں ہوا۔ اس پر پہلے بھی اس ہاؤس میں بحث ہوئی تھی اور دونوں اطراف سے یہ بات طے ہوئی تھی کہ اس ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ باتوں کا جواب دینے کے لئے یہی rule استعمال کیا جاتا ہے اور اسی پر بولا جاتا ہے اور میں بڑی معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اس کو خود راجہ صاحب بھی استعمال فرماتے رہے ہیں، اپوزیشن کے لیڈر صاحبان بھی استعمال فرماتے رہے ہیں۔ اگر ہم point of order کو rules کے مطابق استعمال کریں تو یہ تمام باتیں ختم ہو جاتی ہیں اور جس طرح آج ہمارے ایک بھائی کی دل آزاری ضرور ہوئی ہے لیکن وہ rules کے مطابق ہاؤس میں نہیں ہے۔ اگر وہ rules کے مطابق ہاؤس میں آتے تو ضرور ان کی دادرسی ہوتی۔ راجہ صاحب نے جیسے فرمایا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم یہاں رسوا ہوں، پورا میڈیا ہمارے سامنے ہو اور ہم کانسٹیبل اور اے۔ ایس۔ آئی کے بارے میں اپنی تحریک لائیں یہ ہماری بے عزتی ہے، ہم اس کا خیال رکھیں، ان کی یہ بات درست ہے۔ ہمیں اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے لیکن راجہ صاحب! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ آپ بھی ایک field worker کی حیثیت سے اس سیاست تک پہنچے ہیں۔ جب آپ اپنے کسی سائل کے مقدمے کے اندراج کے لئے کہتے ہیں تو تھانے میں آپ کو ہیڈ کانسٹیبل ہی deal کرتا ہے اور اگر وہ ایک ممبر کے ساتھ اچھا رویہ اختیار نہیں کرتا، بدتمیزی کرتا ہے تو پھر ظاہر ہے اس کے خلاف ہی تحریک استحقاق آئے گی اور دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ اگر میں تعریف کروں تو یہ خوشامد ہو گی کہ ہماری اس کمیٹی کی کارروائی اچھی رہی ہے، اچھی بات ہے ہونی چاہئے لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ ایک تجویز دینا پسند کروں گا اور اگر وہ قابل عمل ہو تو اس پر ضرور عمل ہونا چاہئے کہ ایک ڈی۔ پی۔ او اپنے کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل اور اے۔ ایس۔ آئی کو post کرتا ہے اور سب سے پہلی بات جو اخلاقی اقدار ہیں جو ایک عام شہری کے ساتھ بھی

ہونی چاہییں اس کو مدنظر رکھ کر نہیں کرتا تو یہاں اگر تحریک استحقاق پیش ہو تو اس پر ڈی۔پی۔او کے بارے میں بھی ایکشن لیا جانا چاہئے کہ ایک وی آئی پی شخصیت کے ساتھ اس کے ماتحت کا یہ سلوک ہے تو اس سے بھی پوچھ گچھ ہو۔(قطع کلامیاں)

میں قانون کی بات نہیں کر رہا، میں اخلاق کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ درست فرما رہے ہیں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ privilege motion نہ دیں۔ راجہ صاحب کہتے ہیں کہ اگر ایسی بات کو پہلے ان کے علم میں لایا جائے وہ بھی اس میں کچھ sort out کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ آپ کی صوابدید ہے اگر آپ privilege motion کو prefer کرتے ہیں تو وہ تو oppose ہی نہیں کرتے۔ان کا کہنا ہے کہ یہ پہلی اسمبلی ہے جس میں رپورٹ آئے بغیر اس تحریک کو تسلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے refer کیا جائے تو اس لحاظ سے اب اس بات کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: جناب چیئرمین! ان کی یہ بات قابل داد ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ ملک اصغر علی قیصر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور ہاؤسنگ منسٹر نے اس کا جواب دینا تھا۔ راجہ صاحب! وزیر ہاؤسنگ اس وقت موجود نہیں ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! یہ تقریباً چار دفعہ pending ہو چکی ہے۔اس کا جواب دینا اور جواب آنا گوارا نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: یہ 441 ملک اصغر علی قیصر، چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

قصور پورہ (لاہور) میں گندہ پانی پینے کی وجہ سے متعدد افراد پیٹ
کی مختلف بیماریوں میں مبتلا اور ہلاک

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس میں محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس کی کاپی

میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔ میں لکھا ہوا جواب پڑھ دیتا ہوں اس پر میں مزید کوئیcomments نہیں دے سکوں گا اس لئے مناسب یہ ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب کا انتظار کر لیا جائے۔ کل ان کے سوالات آ رہے ہیں۔ وہ کل موجود ہوں گے تو اس کوtake up کر لیں گے۔ ویسے اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب چیئرمین: یہ کل تکpending کی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ بہت سارے پارلیمانی سیکرٹریز ہیں اور ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ جب وزیر موجود نہ ہوں تو انہوں نے جواب دینا ہوتا ہے اور اپنے محکمے کوdefend کرنا ہوتا ہے۔ میری راجہ بشارت صاحب سے گزارش ہے کہ اتنے سارے پارلیمانی سیکرٹری ہیں اگر وزیر موجود نہیں ہیں تو کم از کم پارلیمانی سیکرٹری کو کہا جاتا کہ وہ آ کر اس کا جواب دیتے۔ یہ جو پارلیمانی سیکرٹریوں کی ایک فوج بھرتی کی ہوئی ہے اس کا کام کیا ہے؟ ہمیں یہ بتایا جائے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن وزیر قانون صاحب بھی جواب دینے کو تیار ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! راجہ صاحب کا پوائنٹ بڑاvalid ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی حاضر نہ ہو تو اس کی تحریک کو آپ فوراًdispose of کر دیتے ہیں۔ مگر آپ دیکھیں کہ چار پانچ دفعہ اس کا جواب نہیں آیا۔ آپ اس پر کم از کم تھوڑے سے الفاظ ہی کہہ دیں، یہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے، یہ ایک طریق کار کے مطابقadmit ہوئی ہے۔ اب یہ بتا دیں کہ کس دن جواب آ جائے گا؟

جناب چیئرمین: وزیر قانون نے بتایا ہے کہ کل ہاؤسنگ کے سوالات ہیں۔ وزیر ہاؤسنگ بھی موجود ہوں گے اور پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود ہوں گے اس کو کل تکpending کیا جاتا ہے۔ کل اس کا جواب آ جائے گا۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریوں کی ایک فوج ہے۔ ان کے کام پر آپ رولنگ دے دیں کہ ان کا ہاؤس میں یا ہاؤس کے باہر کام کیا ہے؟

جناب چیئرمین: اس میں رولنگ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ رولز میں موجود ہے کہ وزیر کی غیر حاضری میں پارلیمانی سیکرٹری جواب دے گا۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! ایک فرزانہ نذیر صاحبہ کے علاوہ کوئی پارلیمانی سیکرٹری کام نہیں کر رہا۔ اگر کوئی محکمے کو defend کرتا ہے تو وہ فرزانہ نذیر صاحبہ ہیں۔

جناب چیئرمین: اب محترمہ فرزانہ راجہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 593 ہے۔ محترمہ موجود نہیں ہیں لیکن یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ اوقاف سے متعلقہ ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب اور محترمہ خود بھی نہیں ہیں، اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ جناب محمد وقاص صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: وہ تھوڑی دیر کے بعد آ جائیں گے۔

لاہور میں ناقص گوشت کی فروخت

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب جناب سمیع اللہ خان اور محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک التوائے کار نمبر 596 ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی پیش ہو چکی ہے۔ اس کا بھی جواب آنا ہے۔ اس کا جواب کس محکمے نے دینا ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: میرے خیال میں لوکل باڈیز نے جواب دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جانور کے ذبح ہونے سے مارکیٹ میں گوشت بکنے تک دو محکمے اس سلسلے میں کارروائی کرتے ہیں۔ ایک محکمہ لائیو سٹاک ہے اور دوسرا ہمارا لوکل گورنمنٹ کا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ ہر مذبح خانہ میں ویٹرنری ڈاکٹرز تعینات ہیں جو زندہ جانوروں کو چیک کرتے ہیں اور ذبح کرنے کے عمل کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس طرح یہ عمل حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ ذبح ہونے کے بعد ہر جانور پر مناسب جگہ پر مہر ثبت کی جاتی ہے اور گوشت کے صحت مند ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔ ذبح ہونے کے بعد گوشت بکنے کے لئے مارکیٹ میں لایا جاتا ہے۔ یہاں Pure Food Act 2001 کے تحت محکمہ صحت لوکل گورنمنٹ کا عملہ ڈی سی او کی زیر نگرانی اور ضلعی ناظم اور ای ڈی او ہیلتھ کی زیر سرپرستی گوشت کی کوالٹی کو حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق چیک کرتا ہے۔ گوشت بکنے کی جگہ گندی یا نامناسب ہو، جالی نہ لگی ہو یا گوشت کی کوالٹی خراب ہو جیسا کہ گوشت میں پانی کی ملاوٹ کی شکایت کی گئی ہے۔ ایسی صورت میں یا شکایت موصول ہونے

پر متعلقہ عملہ ضروری کارروائی کرتا ہے جو کہ وارننگ سے لے کر چالان کی صورت میں کی جاتی ہے اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جب متعلقہ محکمے سے ہم نے جواب لیا تو یہ تحریری جواب آیا لیکن اس کے علاوہ ہمیں جو بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پانی ملانے کے معاملے میں اسی صورت وہ کارروائی کرتے ہیں جب انہیں شکایت موصول ہو لیکن جو دوسرا طریق کار انہوں نے بتایا ہے کہ مذبح خانے میں جب جانور ذبح ہوتا ہے، ڈاکٹر اس کو چیک کرتا ہے اور مہر لگائی جاتی ہے لیکن اس کے علاوہ جو گوشت بازار میں ڈاکٹر کی مہر کے بغیر بکتا ہے۔ اس کے خلاف بھی کارروائی کی جاتی ہے۔ میرے پاس اس بات کی تفصیل موجود ہے جو اس سلسلے میں محکمہ صحت نے اس وقت تک کارروائی کی ہے لیکن میں یہاں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں جتنی بھی کارروائی کی جائے اور جتنے مؤثر طریقے سے کی جائے وہ کم ہے۔ ہمیں مزید بہتری کی طرف جانا چاہئے اور محکمے کو اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ زیادہ مؤثر طریقے سے چیکنگ کرے اور حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کارروائی کرے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، سمیع صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! اس میں لاہور کے جو شہری ہیں وہ جس طرح کا گوشت استعمال کر رہے ہیں میری نشاندہی یہی تھی کہ وہ پانی ملا گوشت ہے اور ایک رپورٹ بھی آئی ہے کہ لاہور میں تقریباً 60 سے 70 فیصد گوشت میں پانی ملا ہوتا ہے۔ یقینی بات ہے کہ انہوں نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے behalf پر جواب دینا ہے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس معاملے میں شکایت پر کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی اس بات کی شکایت کرے گا تو کارروائی ہوگی باقی معاملات میں انہوں نے ہدایات دی ہوئی ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اسی طرف آ رہا ہوں کہ جب 60 سے 70 فیصد گوشت پانی ملا بیچا جاتا ہے۔ اب عام شہری جو گوشت خریدنے جاتا ہے، اس کو فوری طور پر پتا نہیں چلے گا۔ آپ بھی گوشت خریدنے چلے جائیں تو آپ کو بھی بالکل پتا نہیں ہوگا۔ یہ تو کسی ویٹرنری ڈاکٹر یا اس شعبہ سے متعلقہ کوئی آدمی کر سکتا ہے۔ یعنی عام شہری بہت کم ہوں گے جو اس کو پہچان سکیں اور اس کی نشاندہی کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کی جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے اس کی ترجیحات کچھ اور ہیں یعنی لاہور شہر میں یہ بھی ملاوٹ کی ایک جدید شکل جو گوشت میں ملاوٹ ہو گئی ہے۔ پہلے سوچا یا سمجھا جاتا تھا کہ گوشت میں ملاوٹ نہیں ہو سکتی۔ اب

ملاوٹ کرنے والا جو مافیاہ وہ اتنا ایڈوانس ہو گیاہے کہ اس نے گوشت میں بھی پانی ملا کر بیچنا شروع کر دیا ہے لیکن لاہور کی ضلعی حکومت کی ترجیحات میں لاہور کے شہریوں کی صحت کا خیال رکھنا نہیں ہے۔ میں اس تحریک التوائے کار کے حوالے سے اس طرف نشاندہی کروا رہا ہوں کہ ان کا عملہ بھی کم ہے اور یقین مانیے بعض قصاب ایسے ہیں کہ جن کے پاس اپنی مہریں ہیں، وہاں کوئی ویٹرنری ڈاکٹر نہیں جاتا۔ وہ خود اس پر مہریں لگاتے ہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ضلعی حکومت کو موثر بنانے کے لئے یہاں ہاؤس اس کے لئے کوئی کمیٹی بنائے جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے پوچھ سکے۔ چونکہ لاء منسٹر نے تو بالکل جو جواب آیا ہے اس کے حوالے سے یقین دہانی کرا دی ہے لیکن لاہور کے ساٹھ فیصد شہری پانی ملا گوشت استعمال کر رہے ہیں۔ میں کہوں گا کہ چاہے اسمبلی کے ڈاکٹر پر مشتمل کوئی کمیٹی بنائیں۔ چونکہ آپ نے کہا ہے کہ عام شہری کی طرف سے کوئی شکایت آئے گی تو ایکشن لیں گے۔ وہ تو ممکن نہیں ہے کہ میں یا کوئی اور بندہ گوشت خریدنے جائے تو وہ پہچان سکے کہ اس میں پانی ملا ہوا ہے یا نہیں؟ اس میں اگر کوئی ایسا انتظام ہو جائے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس میں مزید کوئی بہتر کام کر سکے تو وہ مناسب ہو گا۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں زیادہ موثر طریقے سے کارروائی کی جائے۔ معزز رکن نے یہ فرمایا کہ کوئی ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے۔ ہمیں خوشی ہو گی کہ اگر ہاؤس کا کوئی ممبر گوشت کی دکانوں کو چیک کرنا چاہتا ہے تو We are there to assist him محکمہ بھی ان کو assist کرے گا اور جو بھی تعاون ہم سے چاہیں گے ہم کریں گے لیکن ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ اپنے آپ کو volunteer کر رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے، محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے we will assist her اور جو بھی وہ کارروائی کرنا چاہیں گی ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے احکامات کی تعمیل کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن اپنی تحریک التوائے کار کو مزید press نہ کریں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! فرزانہ نذیر صاحبہ کے ساتھ mover کو بھی شامل کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! دونوں کو شامل کر لیں۔

جناب چیئرمین: فرزانہ نذیر صاحبہ اور سمیع اللہ خان صاحب ہوں گے۔ خان صاحب! آپ اس کو مزید

pressنہیں کرتے؟

جناب سمیع اللہ خان: نہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ کی بڑی ہمت ہے کہ انہوں نے اس کو accept کر لیا ہے۔ یہ کام تو ویٹرنری ڈاکٹر کا ہے تو براہ مہربانی آپ ان سے یہ کام نہ لیں۔

جناب چیئرمین: چونکہ اسمبلی میں ویٹرنری ڈاکٹر کوئی نہیں ہے۔اس لئے گزارا کرنا پڑے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ڈاکٹر چونکہ dissection کرتا ہے اس لئے اسے پتا ہوتا ہے کہ گوشت کے white fiber کیا ہیں اور red fiber کیا ہیں؟ یہ ویٹرنری ڈاکٹر کا کام نہیں ہے، یہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر کا کام ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اس کو چونکہ پریس نہیں کر رہا لیکن میری گزارش ہے کہ گوشت گھروں میں پکایا جاتا ہے اور خواتین کا زیادہ concern ہے تو ڈاکٹر فرزانہ کے ساتھ اگر اپوزیشن سے عابدہ بیگم یا اور خاتون ہو تو بہتر ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: انشاء اللہ یہ کمیٹی بھی ویسے ہی کام کرے گی جس طرح استحقاق کمیٹی کر رہی ہے۔ ٹی اے/ڈی اے بنیں گے، آگے بات نہیں چلے گی۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ جو اس طرح کی کمیٹی بنائی جائے گی اس کا کوئی ٹی اے، ڈی اے نہیں ہوتا۔ جس طرح آپ کا ٹی اے، ڈی اے نہیں ہے اس طرح ان کا بھی نہیں ہے۔اگلی تحریک محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے، تشریف نہیں رکھتیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے عوام کو اچھی خوراک مہیا کریں جو ملاوٹ سے بالکل پاک ہو اور انشاء اللہ پوری قوم کے لئے یہ بڑی خوشخبری ہو گی جو راجہ صاحب نے مجھے ذمہ داری دی

ہے۔آج تک انشاء اللہ ساری ذمہ داریاں نبھائی ہیں اور یہ بھی نبھاؤں گی یا تو قصائی رہے گا یا گوشت صحیح رہے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ملک احمد خان صاحب کو یہ استحقاق کمیٹی کا فوبیا ہو گیا ہے اور میں پورے ہاؤس کے سامنے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جہانزیب امتیاز گل ہمارے ایم پی اے ہیں۔ انہوں نے آئی جی جیل خانہ جات اور سپرنٹنڈنٹ کے خلاف تحریک استحقاق دی تھی اور یہ ملک صاحب اس کمیٹی کے ممبر تھے انہوں نے ان کی سفارش کی اور یہ ہم تمام ممبروں کے پاس آئے تھے کہ ان کو معاف کر دیں، ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ ملک احمد خان نے سپرنٹنڈنٹ جیل اور آئی جی کی کمیٹی میں سفارش کی تھی۔

جناب چیئرمین: اب تحریک التوائے کار نمبر 604 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: میں on the floor of the House کہتا ہوں۔ مجھے بولنے کا موقع دیں۔ This is not something کہ جس کو ہم ایسے kill کر کے آگے چلے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: اسمبلی میں اس قسم کی گفتگو نہیں ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جب میرا نام لے کر بات ہو گی۔ Under the rules I can ask آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں کہ مجھے اجازت دیں۔ اگر میرا نام لے کر بات نہ کرتے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اب مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔ اب اگر 9 یا 10 مہینے ایک ایک پوائنٹ کو لے کر چلیں گے، صرف ٹی اے، ڈی اے کی خاطر کمیٹی میں کام کریں گے تو ہم ان کی سفارش کیوں نہ کریں، کیوں نہ کریں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! مہربانی فرمائیں۔ جب گل صاحب تشریف رکھتے ہوں۔ گل صاحب نے پہلے بھی کہا تھا کہ ملک صاحب بات کر کے باہر چلے جاتے ہیں، انہیں بلائیں میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب

وہ آتے ہیں تب آپ یہ بات کریں۔ان کی موجودگی میں بات کریں وہ آپ کو جواب دیں گے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب چیئرمین! میں بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ ملک صاحب نے admit کر لیا ہے کہ انہوں نے سفارش کی تھی کیونکہ 9 مہینے تک یہ کام ایسے چل رہا تھا۔ اب ان سے پوچھیں کہ کیا یہ سفارش اس وقت بنے کہ جب اس پولیس آفیسر کو ان کی رینج میں ڈی آئی جی لگایا گیا کیونکہ یہ بہت حوصلے والے ہیں۔ یہ stick کے ساتھ آئے تھے ویسے سفارش کرنے نہیں آئے تھے، ان کو بھیجا گیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے مجھے خود کہا تھا، یہ کھڑے ہو کر on oath کہیں، انہوں نے کہا کہ ہماری مجبوری ہے، ملک جو سپرنٹنڈنٹ جیل ہے وہ میرا اعزیز بھی ہے، اس کو رگڑتے ہیں لیکن ڈی آئی جی کو چھوڑ دو کیونکہ ہمیں وہاں کام پڑتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ ملک صاحب! آپ کے والد صاحب نے آپ کو ایچی سن میں پڑھا کر پیسے ضائع کئے ہیں کیونکہ آپ میں صرف اور صرف اس طرح کی ڈرامہ بازی آئی ہے، کوئی حوصلہ نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ یہ کہاں کی بہادری ہے کہ "تگڑیاں نوں چھڈ دیو تے ماڑیاں نوں پھڑ لو"

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ایک سیکنڈ دیجئے گا پلیز۔

جناب چیئرمین: کیا یہ جنرل ڈسکشن ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ تو مجھے بات ہی نہیں کرنے دیتے۔ کیا آپ کی مجھ سے کوئی ذاتی عداوت ہے؟

جناب چیئرمین: جی، بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: میں جب بھی کھڑا ہوتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ بیٹھ جائیں۔ آپ مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں اور مہربانی فرمائیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں، کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! پہلی بات یہ کہ یہ on record ہے، سارا ریکارڈ

لاکر ہاؤس کے اندر پیش کیا جا سکتا ہے۔At that time, IG Prisons Mr. Hanifان کا کیا نام تھا مجھے ابھی یاد بھی نہیں ہے، شاید پرویز حنیف راجپوت He was IG Prisons. He was transferred as DIGاور چار دن مسلسل آپ کی کمیٹی میٹنگز کے اندر He was called upon for no reasonیہ جہانزیب امتیاز گل صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کام کرنے کے لئے کسی سے بات کریں۔We hold the courage and we can ourselves do itجس سے ہم نے اپنی بات کرنی ہو، کر سکتے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے کسی کزن کی سفارش تو نہیں کی، میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اس آدمی کو چھوڑ دو جس نے آپ کے ساتھ کوئی بدتمیزی کی یا آپ کو جیل میں داخل نہیں ہونے دیا۔ وہ میرا قریبی عزیز تھا But still I sayکہ جو آفیسرز کام کرنے والے ہیں They should go and sit in their officesوہاں پر پبلک بھی ذلیل ہو رہی ہے، بندے بھی ذلیل ہو رہے ہیں اور اب پانچ پانچ دن کمیٹی میں لا کر ان کو بٹھائے رکھتے ہیں جن کا وہاں پر کوئیfunctionنہیں ہے۔ آپ کی کمیٹی کا جو مقصد ہوتا ہے اس کے لئے ہمیں تو کوئی معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں میں بھی سفارش کرتا ہوں اور میں نے کی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ اس کوpardonکر دیں، کسی کے لئے معافی کروانا اگر کوئی بری بات ہے تو ٹھیک ہو گی۔ اگر استحقاق کمیٹی کا آپ نےtrack rightکرنا ہے تو I am talking just on those filesکہ میں کیا. If Jehanzeb Imtiaz Gill wants to be personal and say کہنا چاہتا ہوں اور یہ کیا کہنا چاہتے ہیںThat is another issueبات یہ ہے کہ استحقاق کمیٹی مہینے میں چھ دفعہmeetکرتی ہے۔ اگر آپ نے تین سال میں 44 تحاریک نمٹا بھی دی ہیں تو کونسا احسان کیا ہے؟ آپ کو تو ایک ایک دن میں پانچ پانچ ایجنڈے رکھنے چاہئیں۔ جب آفیسر آپ کے سامنے آکر بیٹھے He should knowکہ بات کرتے وقت چیئرمین کو اس نے بات کیا کہنی ہے؟ میں ایک اور چیز آپ کے نوٹس میں لے آؤں۔۔۔

جناب چیئرمین: اگر آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کریں۔ انہوں نے آپ سے بات کی ہے کہ آپ نے اپنے بھائی کی سفارش کی اور کہا کہ اسے رگڑ دو۔ بہر حال یہ بری بات ہے اس بارے میں، میں کچھ نہیں کہتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: میں نے جو بات کی ہے، میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے بات کی

ہے۔ حکومت کا وقت تو نہ ضائع کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! یہاں پر دو issues ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ استحقاق کمیٹی بہت زیادہ meet کرتی ہے They meet under the Rules of Procedure آپ جیسے meet کرتے ہیں 7,8,9,10 جو دن ملے That is within their domain جو وہ کر سکتے ہیں۔ This is not challengeable. دوسرا یہ ٹائم دیا جاتا ہے کہ آپ اس کا جواب ایک ماہ میں دے دیں۔ آپ نہیں دیتے، وہ ہاؤس میں آتا ہے آپ اس کی توسیع مانگتے ہیں تو ہاؤس اس کی توسیع دے دیتا ہے۔ اگر ہاؤس توسیع دے دیتا ہے تو that becomes legal دوسرا issue جو انہوں نے اٹھایا ہے کہ جہانزیب گل صاحب کی جو تحریک استحقاق تھی That was a constitutional privilege motion اور being a student of law مجھے آج پتا چلا I feel very sorry کہ ملک احمد خان نے جس آفیسر کے خلاف تحریک آئی تھی اس کو support کیا ہے۔ اب اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ نو مہینے سے چل رہی تھی۔ I think he is an Ex-Officio member of that Committee and he should have put his steps down کہ آپ اس کا فیصلہ تیس دن کے اندر اندر کریں کیونکہ یہ ضروری ہے۔ اگر تو ان کے مطابق Privilege Committee نے غلط meet کیا ہے تو پھر ان کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے، اگر انہوں نے اس کا فیصلہ واپس نہیں بھیجا پھر بھی ٹھیک ہے لیکن اگر ہاؤس اس کی توسیع کرتا ہے اور Privilege Committee کو چیلنج کرنا I must appreciate your gesture and patience میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس حوصلے کے ساتھ آپ نے ان کی بات سنی ہے۔

I think you deserve more respect than he sholud not have spoken with the attitude which he has spoken in the House when you are in the Chair.

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈی آئی جی عہدہ کے ایک افسر کو بلا جواز بلایا جاتا رہا۔ اس میں بات یہ ہے کہ جب بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کے آدمی کے خلاف کوئی تحریک استحقاق آتی ہے تو ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کو ایکسپرٹ کی حیثیت سے بلایا جاتا ہے۔ میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا کیونکہ آپ اس پر بہت زیادہ بول چکے ہیں اب تھوڑا سا سرکاری کام رہ گیا ہے۔ آپ نے ہر روز بات کرنی ہے۔ اگر کوئی بات کرنی ہے تو کل کر لیجئے گا یا جب میں چیئر پر نہیں ہوں گا تو آپ جتنی مرضی بات کر لیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی کو take up کرتے ہیں۔

جناب حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: آپ کارروائی کو چلنے دیں۔ بحث کے دوران جتنی مرضی بات کر لیجئے گا۔

جناب حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کے بارے میں ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جھنگ میں لائیو سٹاک میں کچھ بھرتیاں کی گئی ہیں جو کہ بوگس تھیں جس پر حکومت پنجاب نے، وزیر اعلیٰ صاحب نے اور وزیر لائیو سٹاک نے ان بھرتیوں کو روک دیا اور احکامات جاری کئے اور دو ماہ تک کوئی لسٹ تیار نہیں کی گئی اور دو ماہ کے بعد ایسے لوگوں کی لسٹیں تیار کی گئیں جو انٹرویوز میں شامل ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور قومی اخباروں میں کافی دنوں سے اس پر شور مچایا جا رہا ہے۔ اس میں DLO صاحب نے اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا ہے کہ مجھ سے گن پوائنٹ پر ان لسٹوں پر دستخط کروائے گئے ہیں اور اب ڈی سی او اور ناظم ضلع جھنگ نے سیکرٹری لائیو سٹاک کو ایک چٹھی بھجوائی ہے کہ ان کو valid کیا جائے اور یہ بھرتیاں کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: ابھی وزیر لائیو سٹاک یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ تمام پنجاب میں جتنی بھی بھرتیاں ہو رہی تھیں وزیر اعلیٰ کے حکم سے یہ روک دی گئی تھیں اور اب دوبارہ درخواستیں مانگی گئی ہیں لہٰذا اب نئے سرے سے دوبارہ درخواستیں دی جائیں گی۔

جناب حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! پرانی لسٹوں پر ہی بھرتیاں کی جا رہی ہیں اور وزیر لائیو سٹاک نے تو کچھ بھی نہیں کرنا انہوں نے تو وقت ہی ضائع کرنا ہے۔ اس کا جواب تو راجہ صاحب ہی نے دینا ہے اور وہ موجود ہیں۔

جناب چیئر مین: آپ کو راجہ صاحب کل تک اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! راجہ صاحب صرف اتنی assurance دے دیں کہ یہ جو بھرتیاں ہیں یہ غیر قانونی ہیں He will talk to the concerned person لائیو سٹاک کے وزیر نے بھی تو یہی سٹیٹمنٹ دینی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میرے علم میں یہ بات نہیں ہے یہاں پر ابھی یہ بات میرے نوٹس میں آئی ہے لہٰذا میں اسے چیک کر کے ان کو جواب دے سکتا ہوں اس لئے میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ یہ اخباری تراشے مجھے دے دیں اور دیکھ لیتے ہیں کہ اگر قواعد وضوابط کی کوئی خلاف ورزی کی گئی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نوٹس لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ بھرتیاں منسوخ کر دی گئی تھیں اور دوبارہ درخواستیں مانگی گئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ درست فرما رہے ہیں۔

سرکاری کارروائی

پنجاب کے طبی اور صحت کے اداروں کی کارکردگی کی رپورٹ

بابت سال 04-2003 پر عام بحث

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ کل تک اس بات کو کلیئر کر لیں۔ Now general discussion on the Report of Annual Performance of Medical and Health Institutions in the Punjab for the years 2003 and 2004 شروع کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز وزیر صحت کی تقریر سے ہوگا تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔ جناب وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ Punjab Medical Health Institutions Act 2003 جب اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا تو اس میں ایک تجویز اپوزیشن کی طرف سے آئی تھی کہ ہمارے انسٹی ٹیوشنز اور جو ٹیچنگ ہسپتال ہیں ان کی performance کی جو مانیٹرنگ ہے کیونکہ بورڈ آف مینجمنٹ ان انسٹی ٹیوشنز کو چلا رہے ہیں تو ان کی performance کی مانیٹرنگ کا حق اسمبلی اور ارکان اسمبلی کو ملنا چاہئے تو ہم نے ان کی تجویز کو قبول کیا اور پھر یہ بل کا حصہ بنی اور Acts کا حصہ بنی۔ اس لحاظ سے ہمارے

پاس جو رپورٹیں ایوان میں پیش کی گئی ہیں ان کی تعداد 12 ہے اور ان کے ساتھ اگر affiliated ہسپتال ملائیں تو تقریباً 17 بڑے ٹیچنگ ہسپتالوں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جا رہی ہے۔ میں چند گزارشات عرض کروں گا ایک یہ کہ ہمارے یہ جو تمام انسٹیٹیوشنز ہیں یہ غریبوں کے انسٹی ٹیوشنز ہیں۔ یہ وہ ہسپتال ہیں جہاں پر پنجاب کا ہر شہری بلکہ بعض اوقات پنجاب سے باہر دوسرے صوبوں کے شہری آکر اپنا علاج کرواتے ہیں۔ پچھلے دواڑھائی سال میں ہم نے جو کام کئے ہیں ہمارا focus ایمر جنسی رومز میں تھا۔ اس میں وزیر اعلیٰ کا سب سے بڑا پراجیکٹ SEMS کہتے ہیں جس پر ہم نے تقریباً سوا ارب روپے خرچ کئے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے راولپنڈی سے رحیم یار خان تک ان 17 بڑے ہسپتالوں میں پنجاب کے ہر بیمار شہری کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور خواہ وہ اسپرین کی گولی ہو یا Streptokinase کا چھ ہزار روپے کا انجکشن ہو، مفت دیئے جاتے ہیں۔ 24 گھنٹے سے 48 گھنٹے تک ان سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی، کوئی دوا یا ڈرپ کا خرچ نہیں لیا جاتا۔ میں صرف یہ بتاؤں گا کہ لاہور جنرل ہسپتال ہمارا ایک کمزور ہسپتال تھا۔ پچھلے چالیس پچاس سال سے اس کے ایمر جنسی وزٹ پنجاب کے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں سب سے کم تھے۔ جب ہماری حکومت بنی تو ایمر جنسی میں اڑھائی سو سے تین سو مریض آتا تھا۔ ابھی زلزلہ سے متاثرہ افراد کو دیکھنے کے لئے چار روز پہلے میں اس ہسپتال گیا تو وہاں کے ایم ایس اور پرنسپل نے مجھے جو ڈیٹا دکھایا کہ ہمارا جو سب سے کمزور ہسپتال تھا یہ ہسپتال سب سے غریب آبادی کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ وہاں پر زیادہ سے زیادہ دو سو ایمر جنسی مریض آتے تھے اور 2003 سے پہلے لوگ اس کی سروسز سے unsatisfied تھے اب اللہ کے فضل وکرم سے چھ سو کے قریب یعنی کہ تین گنا زیادہ مریض آتے ہیں اور satisfaction کا معیار یہ ہے کہ ان مریضوں کو سوالنامے دیئے جاتے ہیں کہ آپ بتائیں کہ کیا آپ ہماری سروسز سے مطمئن ہیں؟ لوگ اس کی سروسز کی تعریف کرتے ہیں کہ ہمیں یقین نہیں آتا کہ آپ نے ایمر جنسی کے حوالے سے کم از کم فوری طور پر جو تبدیلیاں کی ہیں ان سے ریلیف ملا ہے جس سے غریبوں کی جانیں بچی ہیں اس کی شاید مثال نہیں ملتی۔ یہ صرف ایک ذاتی تجربہ میں بتا رہا ہوں اور اسی طرح میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، بہاولپور کے ہسپتال، نشتر میڈیکل ہسپتال میں بھی حالات اللہ کے فضل وکرم سے بہت بہتر ہو گئے ہیں اور ہم بڑے transparent and good governance کے principle کے تحت اپنی حکومت چلاتے ہیں اور ہم اسی transparency کے principle کے تحت یہ تمام رپورٹیں ایوان میں open discussion کے لئے پیش کرتے ہیں تاکہ مزید تجاویز آئیں اور ہم اپنے ایکشن میں مزید بہتری کر سکیں۔ شکریہ

جناب چیئر مین: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب! جن کی تحریک پر یہ رپورٹ پیش کی گئی ہے۔ وہ اس پر بات کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئر مین! بہت بہت شکریہ۔ ہسپتالوں کی رپورٹس بہت ہی تفصیل سے یہاں پیش کی گئی ہیں اور ان سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ہیلتھ کیئر کی سروسز مہیا کرنے والے سب سے اہم اداروں میں بہت سارے مسائل ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک بھی ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کو اس بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ حکومت کی سب سے اہم ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ اس ملک کے اندر رہنے والوں کی صحت کے حوالے سے ان کی مدد اور تعاون کرے۔ اگر آپ نے یہ اندازہ لگانا ہو کہ اس ملک میں سوشل سروسز کی کیا کیفیت ہے تو اس ملک کے ہسپتالوں کو دیکھ لیں یا اس ملک کے تعلیمی اداروں کو دیکھ لیں۔ صوبہ پنجاب کے سینئر اور اہم ترین ہسپتالوں کی رپورٹس ہمارے پاس پیش ہونے سے اندازہ ہوتا ہے اور ان رپورٹس سے یہ پتا چلتا ہے تو اس بارے میں دو تین گزارشات پیش کرتا ہوں کہ ان اداروں کی رپورٹس میں یہ کہا گیا ہے کہ تقریباً ہر ادارے میں سٹاف کی شدید کمی ہے مثلاً قائد اعظم میڈیکل کالج اور وکٹوریہ ہسپتال کے متعلقہ رپورٹ میں موجود ہے کہ ایک ہزار چھ سو چھیانوے ٹیکنیکل سٹاف کی پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور بیس پروفیسروں کی پوسٹیں خالی ہیں، اکتیس ایسوسی ایٹ پروفیسروں کی خالی پڑی ہیں، پچاس اسسٹنٹ پروفیسروں کی پوسٹیں خالی ہیں، Demonstrators کی چھتیس پوسٹیں خالی پڑی ہیں۔ اسی طرح دو سو پچیس پوسٹیں سروسز ہسپتال میں ابھی بھی خالی ہیں۔ شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان کے متعلق رپورٹ میں موجود ہے کہ تینتیس گزیٹڈ پوسٹوں میں سے بارہ فل پروفیسروں کی ہیں جن میں سے نو خالی پڑی ہیں اور صرف تین fill up ہوئی ہیں اور دو پروفیسر چھٹی پر گئے ہوئے ہیں۔

جناب والا! اگر کسی ہسپتال کے اندر مریضوں کو دیکھنے کے لئے ڈاکٹر ہی موجود نہیں ہوں گے اور وہاں پر sanctioned posts ہی موجود نہیں ہوں گی تو ایسے میں اس ہسپتال کی حالت بیان کرنے کے لئے کسی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت سارے ہسپتال بہت ہی پرانے بنے ہوئے ہیں مثلاً فیصل آباد کا DHQ ہسپتال 1956 میں قائم ہوا اور یہ ہسپتال بہت سارے علاقے کو cover کرتا ہے لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک اس ہسپتال میں Burn Unit موجود نہیں ہے۔ بیشتر ہسپتالوں میں جدید مشینری موجود نہیں ہے اور جہاں یہ موجود ہے وہاں پر اس میں سے بہت ساری مشینری خراب ہے اور اس رپورٹ

میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ خراب مشینری کو ٹھیک کروانے کے لئے technical approval کے لئے اتنے مشکل مراحل درپیش ہوتے ہیں کہ بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔الائیڈ ہسپتال راولپنڈی کی رپورٹ میں صفحہ نمبر 3 پر یہ کہا گیا ہے کہ technical sanctions ہی ہمیں نہیں ملتیں اور میں نہیں سمجھتا کہ بعض دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ کچھ سینئر ڈاکٹروں نے اپنی مشینری install کی ہوتی ہے اور وہ جان بوجھ کر خراب مشینری کو ٹھیک نہیں کرواتے کیونکہ وہ گورنمنٹ کی جانب سے غریب مریضوں کو ملنے والی سہولت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اپنی مشینری سے کمرشل مشینری استعمال میں لاتے ہیں تاکہ ان کی آمدن کا ذریعہ چلتا رہے۔

جناب چیئرمین! بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بارے میں بھی رپورٹ میں ذکر ملتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بھی ہسپتالوں میں نہیں ہیں تو کیونکہ گنگارام ہسپتال والوں نے کہا ہے کہ یہاں پر پانی کی شدید قلت رہتی ہے اور سیوریج کی خرابی بار بار کہنے کے باوجود اس کی اصلاح نہیں کی گئی۔ میں نے رپورٹس سے یہ بھی اندازہ لگایا ہے کہ یہاں ماڈرن میڈیکل ریسرچ کی کسی رپورٹ میں کوئی indication نہیں ملتی کہ وہاں جدید ترین ماڈرن میڈیکل ریسرچ ہو رہی ہے اس کو پوری دنیا سے اکٹھا کر کے ان ہسپتالوں میں implement کرنے کے لئے یا گائیڈ کرنے کے لئے یا ڈاکٹروں کی ٹریننگ کے لئے کیا انتظامات ہیں؟ میں نے یہ پوری رپورٹس دیکھی ہیں training of doctors کے حوالے سے کوئی اس طرح کی روشنی نہیں پڑتی۔اس وقت جدید ریسرچ پوری دنیا میں مختلف اداروں میں ہو رہی ہے، اس کو observe کرنے کے کیا انتظامات کئے گئے ہیں؟ الائیڈ ہسپتال کی رپورٹ میں یہ بھی شکایت کی گئی ہے کہ زکوٰۃ فنڈ ہمیں بروقت نہیں ملتا۔ہسپتال کو جب زکوٰۃ فنڈ ہی نہیں ملے گا تو بہت سارے غریب اور مستحق مریض مشکلات کا شکار ہوتے ہیں اور ان کے لئے علاج کروانا مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب والا! نشتر میڈیکل کالج اور ہسپتال ہمارا بہت قیمتی ہسپتال اور قیمتی ادارہ ہے اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے بعد یہ اہم ترین ہمارا میڈیکل کالج ہے جس کی بہت اچھی reputation ہے لیکن اس کی بلڈنگ بہت پرانی ہو چکی ہے اور اس رپورٹ میں بھی اس کا ذکر ہے اور شاید یہ 1950 یا 1956 میں کالج بنا تھا جس کی بلڈنگ کی جگہ جگہ سے حالت خستہ ہو چکی ہے اور ہسپتال بھی بڑا ہی خستہ ہو چکا ہے لہٰذا اس کی renovation کے لئے حکومت مناسب فنڈز فراہم کرے۔

جناب چیئرمین! ان رپورٹس کو میں نے تفصیل سے دیکھا تو کسی رپورٹ کے اندر یہ اندازہ نہیں

ہوا کہ آڈٹ رپورٹس پر کیا کیا اعتراضات کئے گئے ہیں۔ آڈٹ رپورٹس کی تفصیل اس کے اندر موجود نہیں ہے اور اگر آڈٹ میں کوئی اہم اعتراضات کئے گئے تو ان کا انہوں نے کیا جواب دیا اور کس طرح اس اعتراض کو رفع کیا اور اس کی اصلاح کے لئے کیا کوششیں کی گئیں؟

جناب چیئرمین! میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ بھی بدقسمتی ہے کہ ہمارے ان ہسپتالوں اور کالجوں میں نوجوان ڈاکٹروں کی حوصلہ افزائی کا کوئی انتظام نہیں ہے اور ہاؤس جاب کے لئے آنے والوں سے بیگار لی جاتی ہے اور انہیں کوئی پیسے نہیں دیئے جاتے اور بہت ساری پوسٹیں ہیں مثال کے طور پر سروسز ہسپتال کے اندر اگر 25 پوسٹیں honorarium کے ساتھ sanctioned ہیں تو وہاں پر ڈیڑھ ڈیڑھ سو یا دو، دو سو ڈاکٹر کام کر رہے ہوتے ہیں جو کہ بے چارے ساری ساری رات ڈیوٹیاں دیتے ہیں کیونکہ سینئر ڈاکٹرز اپنے گھروں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں اور ہاؤس جاب پر آئے ہوئے ڈاکٹر خدمت میں مصروف ہوتے ہیں لیکن انہیں کوئی اعزازیہ نہیں دیا جاتا۔ میں وزیر صحت جو کہ خود بھی ایک اچھے اور competent ڈاکٹر ہیں سے یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے نوجوان ڈاکٹروں کی حوصلہ افزائی کے لئے جہاں پر بھی ہاؤس جاب پر نوجوان ڈاکٹروں کو تعینات کیا جاتا ہے انہیں honorarium ضرور ملنا چاہئے تاکہ وہ دل لگا کر خدمت کر سکیں۔

جناب والا! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ان نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کی ٹریننگ کے لئے بہتر سہولیات مہیا کریں گے۔ ہمارے سینئر پروفیسروں اور ریٹائرڈ بزرگ ڈاکٹروں کا knowledge معاف کریں وہ بہت outdated ہو چکا ہے۔ نئے ڈاکٹروں اور نئے نوجوانوں کو آپ تربیت دیجئے، ان کی مدد کیجئے اور ان کی ٹریننگ کا انتظام کیجئے انشاء اللہ ان کا knowledge مریضوں اور عوام کے لئے فائدہ مند ہوگا۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناح ہسپتال اور علامہ اقبال میڈیکل کالج میں، میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ فیل ہونے والے طلباء کا تناسب گزشتہ سال 2003 میں 43 فیصد تھا جو کہ بہت بڑی ratio ہے کہ 43 فیصد بچوں کا امتحان میں فیل ہو جانا اور اس سے پہلے 2002 میں فیل ہونے والوں کا تناسب 41 فیصد تھا یہ تناسب بجائے کم ہونے کے مزید بڑھ گیا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بہت سارے والدین اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے بچوں کو تعلیم و تربیت کی سہولتیں فراہم کر رہے ہوتے ہیں اس میں بچوں کی بھی غلطی ہو سکتی ہے، ان کی نالائقی ہو سکتی ہے لیکن اس میں indiscipline بھی show کرتا ہے

اگر وہاں پر پڑھائی کا معیار سخت ہو گا اور سختی سے پڑھائی کا سسٹم قائم رکھا جائے گا تو یہ صورتحال نہیں ہو گی۔اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس طرف بھی توجہ دی جائے کہ وہاں پر اتنی بڑی تعداد میں بچے فیل ہوتے ہیں اس کو دیکھا جائے اور ان کی پڑھائی کے معیار کو بہتر بنایا جائے۔

جناب چیئرمین!میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں میری اہلیہ شوکت خانم ہسپتال میں داخل ہوئی تو میں نے وہاں پر ایک بڑی اچھی چیز یہ دیکھی،اس سے کوئی بڑی آمدنی نہیں ہوتی میں نے یہ اچھی چیز دیکھی کہ وہاں پر گاڑیوں کا ٹوکن نہیں لیتے باقی ہسپتالوں میں یہ ہوتا ہے کہ آدمی مریض کے لئے دوائی لینے کے لئے جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ دس روپے دو،پھر واپس آتا ہے پھر دس روپے دو،لوگوں کے دس دس پھیرے لگتے ہیں۔اس کے علاوہ ہسپتالوں کے اندر اس چیز کا انتظام ہونا چاہئے کہ مریض کے لواحقین کو جو بھی دوائی کی ضرورت ہو وہ اندر سے فراہم کی جائے آپ جو بھی چارج کرنا چاہتے ہیں تو آپ ان سے پیسے چارج کریں لیکن ہر دومنٹ کے بعد ایک چیز لے کر آتا ہے تو جو نرس صاحبہ نے لکھ کر تیار کی ہوتی ہے کہ جاؤ یہ بھاگ کر لے کر آؤ اور جتنی دفعہ بھی وہ جاتا ہے اتنی دفعہ ہی دس دس روپے دینے ہوتے ہیں اور اس پر بھی تماشا یہ ہے کہ اصل میں وہ نیلامی پانچ روپے ٹوکن کی ہوئی ہوتی ہے سارے کا سارا عملہ مل کر دگنا پیسے وصول کرتا ہے اور گول مول سا لکھ کر لگایا ہوتا ہے لہٰذا اس کا اہتمام کیا جائے عام آدمی کی عزت نفس اس سے مجروح ہوتی ہے،ہر دس منٹ کے بعد کبھی وہ ٹیکہ لینے جاتا ہے کبھی وہ گولی لینے جاتا ہے اس لئے اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ ہسپتال کے اندر سے سو فیصد ادویات خود حکومت فراہم کرے اور جو paying patients ہیں آپ ان سے پیسے وصول کر لیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں آخر میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس رپورٹ میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں مثلاً میں دیانتداری سے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے ہسپتالوں میں ایمرجنسی کی صورتحال پہلے سے بہتر ہوئی ہے اور اس کو مزید بہتر بنانے کی گنجائش ابھی موجود ہے،مزید بہتر بنانا چاہئے اور اس کو مزید facilitate کرنا چاہئے لیکن جو پہلے صورتحال تھی اس میں بہتری ہے اور اس بہتری کو صرف برقرار ہی نہیں رکھنا چاہئے بلکہ اس کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹی ہیلتھ کو ساری کی ساری رپورٹس دی جائیں سٹینڈنگ کمیٹی ان رپورٹس کو پڑھے اور اپنی تجاویز تیار کر کے وہ بھی حکومت کو پیش کرے۔بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ،ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج کا جو ہماری discussion کا topic ہے وہ اپنے مطلب میں عمیق تر ہے اور اس کی اہمیت انتہائی serious ہے یہ ایک ایسے ہی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کرنے والی بات نہیں ہے۔ آج جو یہ رپورٹیں میڈیکل کالجوں سے ہمیں وصول ہوئی ہیں ان رپورٹوں کو میں اگر highly unsatisfactory کہوں تو یہ غلط نہ ہوگا اس کی وجہ صرف ایک تھی اور وہ یہ تھی کہ ان رپورٹوں کو تیار کرتے وقت یا ڈیمانڈ کرتے وقت یوں لگتا ہے کہ کوئی indicators جو ہیں وہ لیبل کئے ہی نہیں ہیں۔ راولپنڈی میڈیکل کالج کی رپورٹ ان تین صفحوں پر مشتمل ہے جبکہ رحیم یار خان کی ایک بہت ہی خوبصورت اور کمپیوٹرائزڈ complicated اس قدر تفصیل سے ہے کہ اس کو سمجھنے کے لئے بھی پوری ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ یہ چیز جو ہے اس حقیقت سے پردہ بہت زیادہ رہ گیا ہے۔ میں اس چیز کو بڑا severely criticize کروں گی اور یہ مشورہ دوں گی کہ اگلی مرتبہ یا جب بھی یہ ملیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو یا اس کا طریقہ یہ ہو کہ definite indicators جو سمجھ آنے والے indicators ہوں وہ لکھے جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس میڈیکل کالج نے کوئی سا کام اچھا کیا ہے اسی کو indicator بنا کر اپنی تعریفیں لکھ کر اس کو اپنی کامیابی کا سہرا بنا لیا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اس سے پبلک کو، ایجوکیشن کو، ہیلتھ سروسز کو اور ہیلتھ ایجوکیشن کو کیا فائدہ ہوگا؟ لہٰذا میں یہ سفارش کروں گی کہ آئندہ کے لئے یہ لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ definite indicators ہوں۔ جس سے آپ کے patients کی تعداد بڑھے۔ کہیں bed occupancy ہے اور وہاں پر admissions کیا کیا ہیں؟ اس کے بعد میڈیکل کالجوں کا آپس میں موازنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج یا نشتر میڈیکل کالج چھوٹا ہے یا بڑا ہے اس سے ایک کالج امیر ہو گیا ایک غریب ہو گیا اسی لئے یہ disparity ہے اور آج اس وقت ہم compare کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، یہ comparative study or comparative indicators انتہائی اہم تھے جس کے بغیر اس پوری بات کو سمجھنا ممکن ہی نہ تھا اس لئے میں یہ سفارش کروں گی کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کا کام نہیں ہے بلکہ کوئی سپیشل ٹیکنیکل کمیٹی ہو جس میں ممبران بیلنس رکھے جائیں اور آئندہ اس قسم کی جو اہم رپورٹیں ہیں جن میں ہیلتھ کا تمام پیسا جا رہا ہے آپ یہ دیکھیں کہ یہی وہ بارہ، چودہ یا سولہ جتنے بھی میڈیکل کالج ہیں یا institutes جن کا یہاں نام لیا گیا یہ ہیلتھ کے سفید ہاتھی ہیں، یہ وہ ہیں جن پر 60 فیصد بجٹ اس ملک کا خرچ ہوتا ہے لیکن ان کی جو patient deliverance rate ہے وہ صرف 5 فیصد ہے۔ یہ اتنا بڑا المیہ ہے جس پر غور کرنے کے لئے یا اس کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے یہ

طریقہ نہیں ہے کہ ایک کالج تین صفحوں میں رپورٹ بھیجے اور ایک کالج اتنی complicated report بھیجے کہ وہ سمجھ سے ہی باہر ہو للٰذا میں یہ سفارش کروں گی کہ ایک سپیشل کمیٹی قائم کی جائے جو اس کو کسی readable یا sensible طریقے سے لکھے اور اس کے اوپر discussion کر کے آئندہ لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ میں دوسری بات جو کرنا چاہوں گی کہ میں میو ہسپتال میں ایک positive بات pick کر سکی ہوں وہ یہ تھی کہ انہوں نے ایک claim کیا ہے کہ ہم نے electrical medical equipment کی repair ورکشاپ بنائی ہے اور اس سے ہمیں بہت زیادہ فائدہ ہوا ہے انہوں نے claim کیا ہے کہ انہوں نے 38 لاکھ 57 ہزار ایک سو روپے کی بچت کی ہے medical equipment کو repair کرنے کی جو ورکشاپ ہے اس کے متعلق مجھے کہیں پر بھی کچھ نہیں ملا کہ اس کو قائم کرنے پر آخر کتنے پیسے خرچ ہوئے تھے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ میری بات کو positively لیں تو میں چاہوں گی کہ یہ ایک feasible چیز تھی کہ اس کے input اور output میں اتنی بڑی saving ہوئی ہے تو اس کو example بنا کر تمام ڈسٹرکٹس میں ایسی medical equipment کی repair ورکشاپس قائم کی جائیں تاکہ اگر کسی ڈسٹرکٹ میں medical equipment بے کار پڑا رہتا ہے وہ کام میں آسکے۔ میں آپ کو ایک المیہ سناتی ہوں کہ ایک defibrilator جس سے ہارٹ ویٹ کو کم کیا جاتا ہے اس کی ایک cord ہوتی ہے ایک بجلی میں لگانے کے لئے مشین ہوتی ہے اس مشین کی cord خراب تھی اور ایک انسان کی جان چلی گئی وہ انسان میرے بھائیوں جیسا تھا اور ہم صرف اس لئے اس کی جان نہیں بچا سکے کہ اس medical equipment کا سپیئر کوارڈ نہیں تھا یا بجلی کا سوئچ ٹھیک نہیں تھا جس کے اندر وہ switching ہو جائے لہٰذا اگر نئے ہسپتال کے اس ماڈل کو سامنے رکھا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ یہ feasible ہے کہ اس کو قائم کرنے پر جتنے پیسے خرچ ہوئے اور جتنی بچت یہ لوگ claim کر رہے ہیں اگر واقعی حقیقتاً یہ ایسے ہے تو اس بنیاد پر میں وزیر صحت سے یہ سفارش کروں گی کہ ہر ڈسٹرکٹ میں اس قسم کی medical equipment کی repair ورکشاپس قائم کریں کیونکہ پورے ضلع میں بہت ساری ایسی جگہیں ہیں جہاں پر equipment صرف درست ہونے کے لئے ایک تار کے لئے، ایک پیچ کے لئے پڑا ہے اور اس سے انسانی جان چلی جاتی ہے۔ تیسرا پوائنٹ Board of Management پر ہے یہ بہت ہی نیک نیتی سے قائم کئے گئے وہ اس لئے قائم کئے گئے یہ ان سے تمام انسٹیٹیوٹس کی کارکردگی۔۔۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ! آپ جاری رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین! جو Boards of Management قائم کئے گئے تھے ان کا main function یہ تھا اور اس لئے قائم کئے گئے تھے کہ یہ Board of Management, running of the institutions میں بہت کام دیں گے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! وزیر صاحب سے بھی پوچھ لیں کہ بورڈ آف مینجمنٹ کی رپورٹ آئی ہے یا نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، میں یہی کرنا چاہتی ہوں۔ اگر وہ Board of Management قائم ہو گئے ہیں تو ان رپورٹوں میں کہیں واضح نہیں ہوا کہ ان کے آنے سے پہلے کیا حالات تھے، ان کے آنے پر کیا حالات ہوئے ہیں کیونکہ ان Board of Management کو قائم کرنے کا جو خرچ تھا وہ بھی لا محالہ مریض کی جیب یا پبلک کی جیب سے آیا للہٰذا اس رپورٹ کو انتہائی incomplete اس لئے بھی کہوں گی کہ اگر Boards of Management کو وہاں بٹھایا گیا تھا تو ان کی ذمہ داریاں بھی اتنی ہی زیادہ تھیں للہٰذا اس کے لئے بھی آپ ازراہ کرم ایک comparative study, کریں کہ پہلے حالات کس طرح کے تھے اور اب کس طرح ہیں، اس کو دیکھا جائے۔ آخری بات جو میں کروں گی وہ بات ایسی ہے جس سے میں نے آغاز کیا تھا کہ 60 فیصد بجٹ ان بڑے ہسپتالوں پر خرچ کیا جاتا ہے اور 5 فیصد صرف patient کو deliver ہوتا ہے یا اس کو اس سے فائدہ ہوتا ہے جبکہ رورل ایریا میں جو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں جن کو آپ جنرل پریکٹشنرز کہتے ہیں میں ان کی بات کرنا چاہتی ہوں، جنرل پریکٹشنرز اس قوم کا سرمایہ ہیں، اس لئے کہ ہر ڈاکٹر کو بنانے پر 20 لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر آپ P.M.D.C کے figures اٹھائیں تو آپ دیکھیں گے کہ ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب رجسٹرڈ پریکٹشنرز موجود ہیں جن میں سے صرف 16 ہزار سپیشلسٹس ہیں۔ اب 96,509 ڈاکٹروں کے لئے بجٹ نہیں ہے اور 16 ہزار ڈاکٹرز جو ہیں وہ تمام پنجاب کے ہیلتھ بجٹ کو مانیٹر کرتے ہیں یا handle کرتے ہیں اور یہی جنرل پریکٹشنرز کا وہ segment ہے کہ جو رورل ہیلتھ کیئر کا ذمہ دار ہے۔ یہ وہ سیکٹر ہے جو کہ ignored sector ہے۔ پچھلے سال ستمبر میں اس اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد سے پنجاب کالج آف فیملی فزیشنز کا ایک ٹیلی میڈیکل کالج sanction کیا تھا اور پورے سال کی محنت کے بعد ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے اس کا بل بھی تیار کیا تھا مگر حمیرا اویس کی طرح مجھے بھی شکایت ہے کہ یہ ایک اتنا اہم backbone آپ ایک ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر کو ایم۔بی۔بی۔ایس کروا کر ساری زندگی کے لئے ایک رورل ایریا میں shunt کر دیتے ہیں، اس کی continued medical education کا کوئی انتظام نہیں۔ اس کا دوبارہ check and

balanceکا کوئی انتظام نہیں،اس کے لائسنس کا کوئی انتظام نہیں۔ازراہ کرم آپ کی وساطت سے اس وقت میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس پراجیکٹ کو جو اس augustاسمبلی نے اس وقت میں شاید میڈیکل سائنسز کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کو priorityدیں اور اس کے لئے ایک time limitمقرر کریں۔آپ کہتے ہیں کہ حمیرا اویس نے شاید تین مہینے مانگے ہیں، میں کہتی ہوں کہ یہ کام تین دن میں کرنے والا ہے۔ میں آپ سے پرزور گزارش کرتی ہوں کہ اس وقت پنجاب کالج آف فیملی فزیشنز کو prioritizeکریں،اس لئے کہ اس کے بغیر رورل ایریا کے نہ تو ہیلتھ سروسز کبھی بھی درست ہو سکتے ہیں، نہ ہی ہم کبھی deliverکر سکتے ہیں اور نہ ہی کبھی بھی رورل ہیلتھ، پبلک ہیلتھ کے یہ جو international levelsہیں یہ درست کر سکتے ہیں۔ ایک جنرل پریکٹشنر اگر کسی کا گھٹنا nobسے سی دے تو اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے لیکن یہ وہ چیز ہے جس کو پوری دنیا نے ایک incoming family medicineکا جو سبجیکٹ ہے اس کو کیا۔ میں آپ سے عرض کر دوں کہ انہی میڈیکل کالجوں میں، اسی کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پی۔ایس۔پی جو ہے انہوں نے فیملی میڈیسن کا سبجیکٹ پہلے دن سے شروع کیا مگر آج پچاس سالوں میں افسوس کی بات ہے کہ 96 ہزار جنرل پریکٹشنرز میں سے صرف اور صرف 6 ہزار یا اس سے بھی کم جنرل پریکٹشنرز ہیں جن کو فیملی میڈیسن میں پوسٹ گریجویشن کروایا گیا۔ یہ ایک منہ بولتا ثبوت ہے کہ جنرل پریکٹشنرز کے لئے یہ میڈیکل کالجز جو ہیں They have failed. You have not taken up the education of the rural health. آپ کوالٹی کیئر کیا دیں گے؟ اسی لئے ہم نے اس اسمبلی میں اس چیز کی اپیل کی کہ اگر آپ نے اپنے ہیلتھ سسٹم کو بہتر کرنا ہے، international levelپر آنا ہے، پبلک کو deliverکرنا ہے تو یہ 12 سفید ہاتھی جو سارا پیسا کھا جاتے ہیں اس سے ذرا نظر کو ہٹائیے اور آئیں جہاں پر actual rural health servicesاور ڈاکٹر جہاں پر servicesدے رہے ہیں اس میڈیکل کالج کو جس کو اس august Assemblyنے پاس کیا، چیف منسٹر نے مجھے دو سال پہلے کہا تھا کہ ڈاکٹر سامیہ! رائیل کالج آف انگلینڈ جنرل پریکٹشنرز جیسا یا امریکن اکیڈمی آف فیملی فزیشنز جیسا ایک میڈیکل کالج ہم یہاں بناتے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، اس اسمبلی اور اس حکومت نے اس چیز کو manageableبنایا اور اس کے فیملی فزیشنز کے ایگزامینیشنز کو بھی affiliateکیا، دیر صرف procedureکی ہے۔ میں بیوروکریٹک چینل کو بہت اپیل کروں یا کیا کروں مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ آخر اس دیر کی وجہ کیا ہے؟ جب چیف منسٹر willingہے، جب اپوزیشن اور گورنمنٹ بنچز نے ایک ریزولیوشن ایک سال پہلے پاس کیا تو اس کے جواب میں

التواء کیوں ہے؟ آپ نے ہیلتھ ورکر پر تو بہت سارا خرچ کر دیا، آپ نے نرسوں پر بہت سارا خرچ کر دیا، آپ نے ڈسپنسروں پر خرچ کر یا لیکن ایک ہیلتھ ورکر جو آٹھویں جماعت پاس سے لے کر بارہویں جماعت پاس تک ہے اس کو آپ نے یہ چارج دے دیا کہ وہ پبلک کی صحت کا خیال کرے اور جو آپ کا authentic جس پر آپ نے 20 لاکھ روپیہ خرچ کیا ہوا ہے اس کو آپ نے کوئی importance نہ دی۔ للہذا آج میرے صبر کی انتہا ختم ہے اور میں یہ پرزور اپیل کرتی ہوں کہ آپ ان لوگوں سے ووٹ لے لیں، آپ ان سے دوبارہ پوچھ لیں، آپ ہر جگہ پر چلے جائیں، آپ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ پر چلے جائیں، ان کو کیا reservation ہے؟ مجھے تو ان سے یہ پوچھنا ہے کہ جو چیز ساری دنیا نے accept کی وہ اس پاکستان کو کیوں نظر نہیں آ رہی؟ ہم سے بہتر تو بنگلہ دیش ہے جنہوں نے کالج آف جنرل پریکٹشنرز بنالیا، سری لنکا ہے جس نے جنرل پریکٹشنرز کا کالج بنالیا لیکن ہم اپنے اس ایک محدود سی پی۔ ایس۔ پی کے ایک آرڈیننس سے جو پاس ہوا، یہاں پر بل لائیے، بل تیار ہے، بل ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے، آخر اس کو آگے move کرنے میں کیا قباحت ہے؟ میں آپ سے پرزور یہی اپیل کروں گی کہ اتنے بڑے انسٹی ٹیوشنز کو بھی درست کرنے کی ضرورت ہے، ان کی reading درست کرنے کی ضرورت ہے لیکن ساتھ ساتھ 96 ہزار ڈاکٹروں کو جن کو یہ حکومت facilitate کرنا چاہتی ہے آپ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو تاکید کریں کہ وہ اس کی time limit مقرر کر کے تین دن میں یہ کالج بنا دیں، یہ ٹیلی ویژن پر ایک دن میں جانے والا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم، عملدرآمد اور رابطہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم، عملدرآمد اور رابطہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ ہماری آج جو ہیلتھ پر بحث ہو رہی ہے یہ ایک بڑا اہم موضوع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اگر سب سے زیادہ کوئی چیز اہم ہے تو وہ یہ موضوع ہے جو ہم بحث کرنے جا رہے ہیں۔ اب ایک تو بات یہ ہے کہ آج مجھے کوئی 00-4 بجے پتا لگا ہے کہ ہیلتھ پر بحث ہو گی۔ دیکھیں اس قسم کی بحث اگر آپ کرنا چاہتے ہیں اور اگر آپ اچھی بحث کرنا چاہتے ہیں تو People should be prepared for the discussion پھر اس کے لئے آپ ٹائم دیں۔ وزیر صحت کو چاہئے تھا کہ وہ آج ایک ہینڈ آؤٹ جاری کرتے، اس کے اوپر آپ تین دن کے بعد

بحث کرتے۔ ہم ہینڈ آؤٹ پڑھتے، ہمیں پتا لگتا کہ پنجاب میں کیا کچھ ہو رہا ہے؟ ہماری اپنی جو تجاویز ہوتیں یا ہمارے جو نظریات ہوتے وہ ہم پیش کرتے لیکن اس قسم کی بحث میں ہمیشہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ آپ تیار نہیں ہوتے ہیں اور اہم بحثیں آ جاتی ہیں اور ہم جیسے لوگ جو کہ اس فیلڈ میں non technical ہیں ہم نہیں بول سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس میں participate کرتے۔

جناب چیئرمین! میری دوسری بات یہ ہے کہ یہ بحث آپ اس وقت کرتے ہیں کہ جب ہاؤس کا stamina بالکل ختم ہو گیا ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہاں پر اس وقت پورے ہاؤس میں کتنے ممبر بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو ممبران کی مرضی ہے ناں۔ دلچسپی نہیں لے رہے۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم، عملدرآمد اور رابطہ: نہیں، دیکھیں! یہ بحث اگر آپ پہلے کرتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یہ دوبارہ ٹائم دینا پسند فرمائیں گے؟ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات سن لی ہے۔ وزیر صاحب سے پوچھتے ہیں۔ جی، وزیر صحت صاحب! آپ کی رائے کیا ہے، آپ اس میں دوبارہ کوئی دن مقرر کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں اس میں ایک تھوڑی سی clarification دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، بات ان کی اچھی ہے، مناسب ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! جتنی مرضی discussion کریں لیکن آج جو discussion ہے It's not on health، یہ discussion ہمارا جو ایکٹ تھا اس پر ہمارے ٹیچنگ ہسپتالوں پر رپورٹ مانگی گئی تھی اور یہ جو پچھلے اجلاس میں lay کیا گیا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، منسٹر صاحب! آپ اس پر کوئی نیا دن دینا چاہتے ہیں یا آج ہی 10.00 بجے تک اجلاس چلانا ہے؟

وزیر صحت: well come آپ جب مرضی ہیلتھ پر discussion کریں لیکن آج کا فوکس جو ہے وہ صرف Annual Reports of Autonomous Medical Institutions ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! آپ یہ بتائیں کہ ایک ہم نے K.E کا بل پاس کیا تھا۔ اس کا نوٹیفکیشن کیوں نہیں ہوا؟ اس کا جواب دیں۔ یہ کب تک اس اسمبلی میں آئے گا؟ یہ آپ اس کا جواب دے دیں۔ K.E کا بل

تھا جو ہم نے پاس کیا ہے۔ وہ اب کدھر رُکا ہوا ہے، کہاں رُکا ہوا ہے، کیوں رُکا ہوا ہے؟ کس نے روکا ہے کیونکہ Assembly is a supreme authority، پھر ہماری اتھارٹی کیوں نہیں کوئی مانتا؟ کس نے روکا ہوا ہے؟ اس کے نوٹیفکیشن کی کاپی کتنے دنوں میں آئے گی؟

(نعرہ ہائے تحسین)

تین دن میں اس کی کاپی آ جائے گی؟ Not more than three days, it is contention by the Chair.

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں اس میں عرض کروں۔ آپ کی بات درست ہے کہ K.E کا بل پاس ہوا تھا بلکہ متفقہ طریقے سے پاس ہوا تھا اور میں نے ہی وہ بل پیش کیا تھا۔ میں خود K.E کا گریجوایٹ ہوں اور آپ نے اس بل کو بڑا support کیا تھا۔ مجھے یاد ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے amendment کو approve نہیں کیا تھا، میں اس کے خلاف تھا لیکن میں نے جس کے حق میں کہا وہ ابھی تک pending پڑا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے کہ کب تک اس نوٹیفکیشن کی کاپی اس اسمبلی میں دے دیں گے؟

وزیر صحت: اس انسٹی ٹیوشن کا جو نوٹیفکیشن as a university تھا اس میں ایک issue 'appointment of Vice-Chancellor' تھا۔ اس میں وفاق سطح پر ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کے ممبر سرتاج عزیز صاحب اور بابر علی صاحب ہیں۔ انہوں نے دو مہینے پہلے اپنی میٹنگ میں کچھ اعتراضات raise کئے تھے جو ہمارے پاس آئے تھے اور ہم نے ان کا جواب دیا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں وائس چانسلر اسے لگا دیں، ہمیں وائس چانسلر سے سروکار نہیں ہے۔ یہ notification آپ کب لائیں گے؟

وزیر صحت: بس یہی اس میں ایک lacuna ہے۔ notification کا میں آرڈر کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: کیا سیکرٹری ہیلتھ بیٹھے ہوئے ہیں؟

وزیر صحت: ایڈیشنل سیکرٹری صحت بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ان سے پوچھ کر بتائیں کہ کب تک یہ notification کر دیں گے، وزیر صحت صاحب بتائیں کہ آپ کب تک notification کی کاپی دے دیں گے؟

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr. Chairman! Why are you asking from the Secretary?

جب منسٹر انچارج موجود ہیں تو وہ اس بابت یقین دہانی کروائیں۔

جناب چیئرمین: میں نے کہا ہے کہ ان سے پرچی لے کر بتادیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پرچی کیوں لینی ہے۔ He is a very competent person.

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب! کیا اسی اجلاس کے دوران اس کا notification ہو جائے گا؟

وزیر صحت: جناب چیئرمین! مجھے بات کرنے کا موقع تو دیا جائے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اس یونیورسٹی کو بنانے میں میرا ایک ذاتی کردار ہے۔

I am a graduate of King Edward Medical College and I am proud of being a graduate of King Edward Medical College

ہیلتھ کمیٹی نے محنت کی، آپ بھی وہاں پر تھے تو آپ کو یاد ہو گا V.C کی selection پر بہت بحث ہوئی تھی۔ یہ ہم نے ایک تاریخی فیصلہ کرنا تھا۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کا وائس چانسلر کوئی بھی بنے، sitting principal بنے یا کوئی اور شخص بنے میری اس میں ایک بڑی خاص رائے تھی۔ میں نے کہا تھا کہ اس یونیورسٹی کا وائس چانسلر وہ شخص ہونا چاہئے جو اس اہل ہو کہ اتنے بڑے اور 160 سال پرانے ادارے کو چلا سکے۔ اب کمیٹی نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں ہم اس کا جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ اس بابت کوئی حتمی تاریخ بتائیں۔ آپ notification جاری کر دیں۔ وائس چانسلر بعد میں appoint ہو جائے گا۔

وزیر صحت: جناب والا! وائس چانسلر کی selection پر جو تحفظات تھے وہ ہم consider کر رہے ہیں۔ I think ان کو consider کرنا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: بہر حال اسی اجلاس کے دوران اس کا notification ہونا چاہئے۔

جناب محمد عظیم گھمن: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اب تک تو اس کا notification ہو جانا چاہئے تھا اتنی دیر سے بل پاس ہو چکا ہے۔ آپ اس بارے میں واضح رولنگ دیں کہ

کب تک یہ notification جاری کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! وزیر صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں کہ میٹنگ میں یہ point raise ہوا تھا کہ وائس چانسلر لازماً international repute کا شخص ہونا چاہئے۔ وفاقی حکومت کی طرف سے یہ اعتراض لگ کر آیا ہے کہ That is against the fundamental rights شاید اب اس کے لئے یہ amendment لائیں گے۔ اس طرح یہ بل دوبارہ یہاں آئے گا، کمیٹی کو refer ہو گا اور وہاں پر اس کو دوبارہ scan کیا جائے گا۔ May be I am right. شاید ایسا ہی ہے اور اس میں ابھی کافی وقت لگے گا۔ میرا خیال ہے کہ جس طرح یہ pending ہوتا چلا آ رہا ہے یہ یونیورسٹی نہیں بنے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! خان زادہ صاحب نے بڑا rightly point out کیا تھا۔ ہماری وزیر قانون سے میٹنگ ہوئی اور وہاں میں نے کہا تھا کہ There is a normal procedure to convey the agenda to the members well in time. آپ دیکھیں کہ جب ہم یہاں پر تین بجے آئے ہیں تو اس وقت ہمیں پتا چلا ہے کہ آج میڈیکل کالجز کی رپورٹ پر عام بحث ہونی ہے۔ ہم نے کہا کہ اس کو کسی مناسب دن پر رکھیں تاکہ یہاں پر تیاری کے ساتھ بات ہو سکے مگر انہوں نے کہا کہ اس کو آج start کر لیں گے۔ اب آپ یہاں کا ماحول دیکھیں۔ آپ دیکھیں کہ Are we serious with the business? Is the Department serious? Is the Government serious? یہاں پر ایک سیکشن افسر آئے گا، وہ points لکھے گا۔ آمدن، نشستن، گفتن، برخاستن I have all support for the honourable minister. یہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہے تو ہم اس پر بات کریں۔ آپ نے اگر کوئی اور تاریخ رکھنی ہے تو پھر اس بارے میں فیصلہ کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت صاحب! کون سا دن مقرر کریں؟

وزیر صحت: جناب چیئرمین! اگر آپ نے صحت پر عام بحث کے لئے کوئی دن مقرر کرنا ہے تو بے شک کر لیں۔ پرسوں رکھ لیں، اسی ہفتے میں رکھ لیں لیکن آج جو ایجنڈا آئٹم ہے وہ Annual Performance Reports of all Medical and Health Institutions ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! بدھ کو صحت پر عام بحث ہو گی اور اس دن آپ notification کا جواب بھی

لائیں گے۔

وزیر صحت: ٹھیک ہے۔آپ صحت پر جتنی مرضی discussion کریں لیکن آج کے ایجنڈے پر جو آئٹم ہے اس کو تو نمٹا لیں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔جی، رانا آفتاب صاحب !

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! یہ ہمیں Annual Performance Reports of all Medical and Health Institutions ملی ہیں۔آپ جتنے بھی ہسپتال بناتے جائیں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ population growth کا ہے۔آبادی جیسے جیسے بڑھ رہی ہے اسی طرح بیماریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ ہسپتالوں میں گنجائش نہیں ہے۔ڈاکٹر طاہر صاحب بہت محنت کر رہے ہیں۔جناب! جب ہسپتالوں میں ڈاکٹرز نہیں ہوں گے تو You cannot deliver the goods آپ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کی vacancy position کو دیکھ لیں۔ آپ نے بچوں کو جس میڈیکل کالج میں پڑھانا ہے اس کے Pharmacology, Anatomy,Physiology,Bio-Chemistry, athology,Community Medicine شعبہ جات میں تقریباً 15 اسسٹنٹ پروفیسروں کی اسامیاں خالی ہیں۔ پانچ ایسوسی ایٹس پروفیسروں کی اسامیاں خالی ہیں اور تین پروفیسروں کی اسامیاں خالی ہیں۔آپ دیکھیں کہ جن اداروں میں آپ qualified لوگوں کی تقرری ہی نہیں کر رہے ہیں تو یہ بچے ان میں کیسے پڑھیں گے؟ آپ دیکھیں کہ جن بچوں کو آپ نے ڈاکٹر بنانا ہے انہیں کالجز میں پڑھانے کے لئے qualified لوگ نہیں ہیں۔ اسی طرح آگے آپ vacancy position on the clinical side دیکھ لیں۔اس میں شعبہ surgery کے لئے تین اسسٹنٹ پروفیسروں کی اسامیاں ہیں جو کہ تینوں خالی ہیں۔ دو ایسوسی ایٹس پروفیسروں کی اسامیاں ہیں وہ بھی خالی ہیں۔

If you calculate, totally there are 5 vacant posts of the Professors, 13 of the Associate Professors and 13 of Assistant Professors. I am not talking about any other thing.

اب آپ consolidated position دیکھیں۔اگر آپ کے پاس وہاں پر ڈاکٹرز نہیں ہیں تو how will you deliver the goods? آپ کسی کا بھی دیکھ لیں۔

Let’s say you start with vacancy position of the Post Graduate Medical

College

اس میں آپ کے پاس 206 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اگر آپ سروسز کو دیکھیں تو 217 اسامیاں خالی ہیں۔ دوسرا آپ نے ابھی Board of Management کی بات کی تھی۔

I give you a piece of advice - never compromise on competency.

اگر آپ کے کوئی دوست ہیں تو آپ ان کو کوئی اور عہدہ دے دیں مگر آپ Board of Management میں نہ بھیجیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر میں ایم پی اے ہوں تو میرا بھائی ضرور Board of Management میں ہو، یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ میں overnight millionaire بن گیا ہوں تو مجھے لازماً CPLC or Safety Commission میں لگایا جائے۔ یہ غلط بات ہے، یہ غلط روایت قائم کی جا رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! BOM کا certain criteria دیا گیا ہے جس میں سینئر ڈاکٹر سے لے کر جونیئر ڈاکٹر کو شامل کیا گیا ہے۔ اس میں ایک نرس بھی شامل ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم نے اٹھا کر اپنے انکل کو لگا دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: چیئرمین صاحب! I think she is not prepared to listen some common sense. جب معزز وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں تو He can answer. In his presence I don't think that she needs to talk. آپ decorum کا خیال رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: اگر آپ ایک غلط بات کریں گے تو میں جواب دوں گی۔

رانا آفتاب احمد خان: میں چوتھی مرتبہ اسمبلی میں آ رہا ہوں۔ یہ کل آ کر مجھے لاء پڑھا رہی ہیں۔ You keep on sitting and let me talk.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ عجیب بات کر رہی ہیں۔ چیئرمین صاحب! I protest againts her attitude. جناب! میں کسی ہسپتال میں ناجائز کوارٹر الاٹ کروا کر نہیں رہ رہا۔ میں آپ سے ایک technical بات کر رہا ہوں۔ آپ بے شک Board of Management کے نام پڑھ لیں۔ میں ڈاکٹر طاہر صاحب کو بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں، پلیز بیٹھیں۔ رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، بہتر ہے۔ جناب! آگے بات پروفیسروں کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب! ان کو کیا معلوم نہیں کہ BOM کیا ہے؟ نہ تو یہ ڈاکٹر ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ایسا تجربہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب آپ پہلے اس بی بی کی تقریر کروالیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب! ان کو تو خواتین سے بات کرنے کے manners نہیں ہیں۔ ان کو پہلے manners سکھائیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! میں elect ہو کر آیا ہوں، select ہو کر نہیں آیا۔ میں 35 ہزار ووٹ لے کر یہاں پہنچا ہوں اور میرے ووٹ کی طاقت سے یہ لوگ آئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں نے بطور مسلم لیگی ورکر کام کیا ہے۔ میں جعلی ووٹ لے کر نہیں آئی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! She is talking for the gallery یہ صبح لکھ دیں گے---

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس وقت آپ چیئر پر نہیں تھے ہم صبح سے اسی بات کا جھگڑا ڈال کر بیٹھے ہیں۔ اب رانا آفتاب صاحب صحیح بات کر رہے ہیں۔ وہ جو بولی ہیں ان کو خود بھی نہیں پتا کہ کیا بول رہی ہیں؟ انہیں یہ بھی نہیں پتا کہ کس بات پر بولی ہیں اور یہی problem ہے اب یہ پھر شروع ہو جائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: آپ کو پتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! Chair کو decorum maintain کرانا چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! محترمہ غلط بات کر رہی ہیں، ان کو روکا جائے۔ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! اسے تمیز سکھائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ بڑھکیں نہ لگائیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی بنچوں سے خواتین اراکین نے کھڑے ہو کر احتجاج کیا)

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! آپ نے مجھے بولنے کا حق دیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ جی، ملک احمد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ وہ تصویر ہے جو ہم صبح سے دیکھ رہے ہیں۔ This is right time to maintain the decorum آپ نے میرا نام لے لیا ہے اس لئے Everybody should sit down آپ کے پاس اختیار ہے۔ آپ نے مجھے بولنے کا حق دیا ہے اور مجھے بولنے کے لئے floor دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: یہ کون ہوتا ہے تنقید کرنے والا؟

جناب چیئرمین: محترمہ! اگر سننے کا حوصلہ نہیں ہے تو باہر تشریف لے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: رانا صاحب! یہی وہ تصویر ہے جو میں صبح سے دکھا رہا تھا۔ اس وقت جہانزیب امتیاز گل بھی بات کر گیا۔ یہ تصویر ہے دیکھ لیں۔ جناب والا! مجھے بات کرنے کا موقع تو دلوائیں۔ This is the embarrassment for the Government گورنمنٹ کے لئے یہ embarrassment کا سبب ہے۔ آپ نے مجھے floor دیا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو Should I speak?

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! اسے sorry کرنا ہو گا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ ہاؤس کا ٹائم کیوں ضائع کر رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: یہ وہ معاملات ہیں کہ جب تک آپ اپنے ضمیر سے نہیں بولیں گے honesty نہیں آئے گی۔ آپ کو Chair کے فیصلے کا احترام نہیں ہے۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: آپ تو انسان کو مارتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب! پہلے یہ sorry کریں۔ آپ کو تو بات کرنے کے manners نہیں ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب! آپ نے floor مجھے دیا ہوا ہے لیکن اسے سنتے جا رہے ہیں۔ جناب نے floor مینوں دتا اے لیکن سنی انہاں نوں جا رہے نیں تے میرا کیہڑا گناہ اے۔ جناب! میں سزا دے طور تے کھڑا آں۔ ایہہ بولی جان گے 24 گھنٹے بول لین گے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: یہ کہاں جاتے ہیں؟

جناب چیئرمین: محترمہ not allowed پلیز تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: سرکار تساں مینوں floor دتا اے تے میں کھڑا آں۔ باقی سارے معاملات بھی ایسے ہی ہیں جیسا یہ ہے۔ آپ نے floor مجھے دیا ہے لیکن بول کوئی اور رہا ہے اور آپ سن بھی رہے ہیں۔ پورے ملک کا نظام اسی طرح ہی ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! میں آپ کو allow نہیں کرتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب آپ Chairman ہیں آپ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ملک احمد خان!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب! بہت مہربانی میں آپ کا احسان مند ہوں کہ [*****]

جناب چیئرمین: میں یہ الفاظ حذف کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جی،آپ حذف کر دیں۔ ٹھیک ہے۔ رانا آفتاب صاحب جو بات کر رہے ہیں،ہیلتھ پر عام بحث ہو رہی تھی اور بنیادی طور پر جس چیز کا ایجنڈا رکھا گیا ہے۔

I fail to understand different things. Please allow me to speak now. Talk to the Chair.

اب گزارش یہ ہے کہ

She is the Parliamentary Secretary and she is responsible for the Government

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ان کے پاس ذمہ داری ہے۔ ان کا یہ کام نہیں ہے کہ کوئی بھی بات ہو رہی ہو تو ویسے ہی کھڑی ہو جائیں۔ general discussion کس چیز پر ہے؟ میرا simple question یہ ہے کہ general discussion on Annual Performance Repors of all Medical…

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ہم نے حکومت کو defend کرنا ہوتا ہے۔ ہم بے ضمیر نہیں ہیں۔ ہم بے ضمیر لوگ نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! یہ حال ہے۔ This is overall آپ جیسے مرضی بولتے جائیں جو مرضی کرتے جائیں They are not going to listen یہ نہیں ہو گا۔ جناب! میری درخواست ہے کہ If she interrupts me I will request the Chair that the decorum of this House should be maintained. This has been happening since morning. جب سے اجلاس شروع ہوا ہے کوئی بات کرنے لگتا ہے

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: کیا یہ limit میں بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: Now, these types of sensible people

are in the Parliament. یہ آپ کی اسمبلی ہے۔ اب اس میں میرا کیا گناہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: یہ بحث ہیلتھ پر ہو رہی ہے قانون پر نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! آپ مسکرا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ! تشریف رکھیں یا باہر تشریف لے جائیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔ میں پھر درخواست کر رہا ہوں کہ تشریف رکھیں یا باہر تشریف لے جائیں۔ آپ کو یہ بولنا allowed نہیں ہے۔ جب آپ کی باری آئے گی تو تقریر کر لینا۔ آپ پندرہ منٹ سے ہاؤس کا وقت ضائع کر رہی ہیں۔ محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ آپ زیادتی کر رہی ہیں۔ ہم آپ کی بات نہیں سنتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ان کو عزت کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: آپ کو عزت کروانی آنی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں کام کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: کام کرتی ہیں تو اس کی تنخواہ لیتی ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ جب تک ان کو بٹھا نہیں دیتے، جب تک ان کو یہ پتا نہ ہو کہ اسمبلی میں بولنے کے لئے سپیکر کی اجازت کتنی ضروری ہے، بولتے ہوئے درمیان میں interrupt کرنا کیا معنی رکھتا ہے اور جب تک ان کو اس چیز کا پتا نہ ہو کہ general discussion کے دوران Once a member is making a speech on a specific issue, Parliamentary Secretary is standing up and .replying that means Govt. is replying.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! ہم نے defend کرنا ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! آپ تماشا دیکھ لیں۔ How can we help it? یہ کچھ بھی بولتی جائیں۔ تے جناب میں وی ایس گل تے واک آؤٹ کر کے چلیا جے۔ پہلے انہاں نوں ول سکھاؤ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: اس نے تو زندگی میں کوئی کام ہی نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں یا باہر چلی جائیں۔ آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ اس ہاؤس پر رحم

کریں۔آپ ہاؤس کا وقت ضائع کر رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین: جی رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ یہ تھا کہ جب میں بات کر رہا ہوں تو میری تقریر کے بعد منسٹر صاحب نے wind up کرنا ہے اگر میں نے کوئی غلط بات کی ہے یا رولز کے خلاف بات کی ہے تو He can point out جیسے ملک صاحب نے کہا کہ during my speech interruption اگر میں نے کوئی بات رولز کے خلاف کی ہے۔ If I have gone out of the ambit of the Report then the minister could point me out لیکن یہاں پر صرف interrupt کرنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ میں نے کہا کہ منسٹر صاحب نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔He has improved it اگر نہ کرتے تو میں باقی بھی کہہ سکتا ہوں I am not his subordinate ہیلتھ پر یہی بحث ہو رہی تھی اور میں نے کہا تھا کہ ڈاکٹروں کی اتنی اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں جب ڈاکٹر نہیں ہوں گے تو How will you see the patients اب میں دوسرے point پر آ رہا تھا کہ normally جتنے سینئر ڈاکٹرز، پروفیسر اور کارڈیالوجسٹ ہیں یہ ہسپتال میں out door میں بہت کم بیٹھتے ہیں۔آپ کے جو under trainees یا FCPS کر رہے ہیں یا FRCS کا first part کر کے آتے ہیں انہیں بٹھا دیتے ہیں۔اگر آپ دیکھیں تو ان کی لسٹ میں نام ہو گا Because they are more concerned with their private practice پرائیویٹ پریکٹس اس طرح ہے کہ اگر آپ دیکھیں کہ ہسپتال کے جتنے پروفیسرز یا ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں میں اپنے شہر کا بتاتا ہوں کہ شام پانچ بجے سے شروع ہو کر رات ڈیڑھ دو بجے تک وہ مریض دیکھتے ہیں۔آپ دیکھیں کہ جو ڈاکٹر رات دو بجے جائے گا How is it possible? کہ وہ صبح آ کر کالج میں لیکچر بھی دے۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: میرا تو ایک بڑا logical point تھا۔اب آپ کہہ رہے ہیں کہ حکومت بہت کچھ کر رہی ہے۔اگر آپ فیصل آباد میں دیکھیں تو وہاں پر انجیو گرافی کی بھی صحیح طرح سے سہولت نہیں تھی۔وہاں پر ایک ڈاکٹر کیپٹن جاوید ہیں انہوں نے وہاں پر لوگوں سے پیسے اکٹھے کر کے وارڈ بھی بنوائے ہیں وہاں پر

انجیو گرافی بھی شروع ہو گئی ہے یعنی سہولیات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے لاہور میں 1122 ریسکیو سروس شروع کی ہے۔ میں یہ توقع کروں گا کہ یہ سروس فیصل آباد میں بھی شروع ہو جائے گی۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ کہتے ہیں کہ مفت دوائیاں مل رہی ہیں۔ کیا وہاں پر وارڈ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں ان کو مفت دوائیاں مل رہی ہوتی ہیں؟ نہیں، جناب سپیکر! آپ کا تعلق بھی ایک دیہاتی علاقہ سے ہے آپ کو پتا ہے کہ کس طرح سے پرچیاں اور چٹیں دوائیوں کے لئے ملتی رہتی ہیں اور ہم انہیں لاکر دیتے رہتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ آپ کی Solid Waste Management کی صورتحال کیا ہے۔ That is very poor. وارڈ میں hygienic condition کیا ہے۔ آپ وہاں پر کنٹین کی حالت دیکھ لیں کہ کیسی ہے۔ ایمر جنسی میں آپ چلے جائیں وہ کھڑے ہوتے ہوئے آپ کو دس ہزار روپے کی دوائیاں دلوا دیتے ہیں۔ جب کوئی ڈاکٹر آنا بھی چاہتا ہے تو میں ڈاکٹر صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کی سول بیوروکریسی اس کو لے کر بیٹھ جاتی ہے۔ It is very difficult for a doctor جو لوگ پڑھتے ہیں ایف ایس سی کر لیتے ہیں اس کے بعد compete کرتے ہیں اور ڈاکٹر بن جاتے ہیں جو بچ جاتے ہیں وہ بی ایس سی کر کے یا ایم اے کر کے سی ایس ایس میں آ جاتے ہیں یا کچھ آرمی میں چلے جاتے ہیں وہاں پر کیپٹن ہوتے ہیں میجر ہوتے ہیں یا کوئی جنرل ہوتا ہے تو وہ پھر ادھر سول میں آ جاتے ہیں اور جو ڈاکٹر بیچارے پرنسپل level کے ہوتے ہیں وہ بھی سیکرٹریٹ میں دھکے کھا رہے ہوتے ہیں۔ اگر کسی ایسوسی ایٹ پروفیسر نے بھی چھٹی لینی ہوتی ہے تو وہ بھی ان کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں اور اگر جیسے آج بات ہو رہی تھی کہ کسی کو جائز بھی کام ہو تو وہ آپ دیکھیں گے کہ اس کو لگانے کے لئے بھی آپ کو مصیبت ہو گی۔ اگر آپ دیکھیں جتنی vacancies ہیں Why don't you formulate a policy? اگر پنجاب پبلک سروس کمشن نے کرنا ہے تو وہ وہاں پر فارغ ہی بیٹھے ہیں ان کو آپ کریں۔ Give them a time کہ یہ آپ انٹرویو کے لئے تاریخ رکھیں اور دو مہینے کے اندر اندر آپ ان اسامیوں کو fill up کر لیں۔ دوسرا ورلڈ ہیلتھ کی بڑی عجیب بات ہے کہ ڈی سی او کو آپ نے انچارج بنا دیا ہے۔ ای ڈی او ہیلتھ گریڈ بیس کا ہے اور وہ جو ہے He is at the mercy of grade 19 officer اس کے اپنے ڈاکٹروں کی posting and transfer پر بھی وہی ہے اور ڈاکٹروں کی اے سی آر بھی ڈی سی او نے لکھنی ہے یعنی گریڈ 19 والا گریڈ 20 والے کی اے سی آر لکھ رہا ہے۔ اس نے چھٹی بھی لینی ہے تو اس سے لے گا۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں ایک qualified person who knows the

محکمہ آب پاشی میں آپ نے جو کام problems of the doctors should be appointed. کیا ہے آپ دیکھیں اس کے کیا repercussions ہیں۔ آپ جنرل ایڈمنسٹریشن میں لگا لیں۔ اس کے علاوہ ایک اور چیز میں عرض کروں گا کہ آپ کے جتنے بھی ڈاکٹر جو پروفیسر ہیں They don't get an opportunity for training. ڈاکٹر صاحب خود امریکہ میں رہے ہیں ان کو پوچھیں کہ ہر مہینے ان کو دو یا تین دن کے لئے further workshop/seminar/symposium میں جانا پڑتا تھا یا نہیں؟ آپ یہاں پر بتا دیں کہ کتنے ڈاکٹر جا رہے ہیں کوئی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے ہسپتالوں میں آپریشن تھیٹر کی جو پوزیشن ہے .You need to improve that ابھی آپ دیکھیں کہ حسن مرتضیٰ صاحب ہسپتال میں داخل تھے، جناح ہسپتال میں ہم گئے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ وہاں پر گند ہے۔ وہاں آپ دیکھیں آپ کے وہاں پر corridor بیٹھ گئے ہیں، فرش بیٹھ گئے ہیں اس کے علاوہ باتھ روم کی حالت دیکھیں ان میں seepage کتنی ہے۔ اب آپ کو چاہئے کہ ڈاکٹروں کی پرائیویٹ پریکٹس بند کروائیں ان سے کہیں کہ جس نے پرائیویٹ پریکٹس کرنی ہے وہ سرکاری ملازم نہیں ہونا چاہئے۔ وہ سرکاری ہسپتالوں کو صرف استعمال کرتے ہیں اور وہاں پر وہ refer کرتے ہیں کہ شام کو ہمارے کلینک پر آ جائیں۔ سرجری کرنی ہے تو وہاں پر آ جائیں۔ میں وزیر صحت ڈاکٹر طاہر صاحب سے گزارش کروں گا کہ He should post some proper person ہمارے فیصل آباد میں نیوروسرجری میں، کارڈیالوجی میں بہت problems ہیں اس کے علاوہ پیرا میڈیکل سٹاف میں بھی بڑی problems آ رہی ہیں۔ پیرا میڈیکل سٹاف کی ڈیوٹی زیادہ ہے سٹاف بھی بہت کم ہے۔ دوسرا آپ یہ بھی دیکھیں کہ میڈیکو لیگل کا جو سیکشن ہے اس کو بھی تھوڑا سا بہتر کریں۔ وہ آدمی جس کو آپ مستقل بنیادوں پر post کرتے ہیں they become a part of that یعنی پرچہ دینے کی کرتے ہیں تو میری ان سے یہی گزارش ہے کہ سب سے پہلے تو تمام سینکڑوں اسامیاں جو ڈاکٹروں اور پروفیسروں کی پڑی ہوئی ہیں ان کو fill up کیا جائے دوسرا یہ کہ جو ڈاکٹر پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں ان کے لئے آپ کوئی condition لگائیں تیسرا جو آپ کی ducation side ہے جیسے اناٹومی، فزیالوجی وغیرہ کی پوسٹیں خالی ہیں وہاں پر کون پڑھا سکتا ہے؟ چوتھا انتہائی اہم بات میں یہ کروں گا کہ Entry کا امتحان رکھا ہوا ہے اس کو بھی ختم کیا جائے۔ اگر آپ کے بورڈ بہتر طور پر کام کر رہے ہیں تو ان کو ensure کریں کہ یہاں پر شفاف طریقے سے secracy سے سب کچھ ہو اور ایک سسٹم کے ساتھ لوگ امتحان دیں اور qualify کریں۔ جیسے اب جنوبی پنجاب میں یہ تاثر ہے کہ ہمارے صرف بیس آدمی میڈیکل کالجوں

میںselectہوئے ہیں۔کل کو خانزادہ صاحب کہیں گے کہ Punjab Upper میں بھی ہمارےareaکوignoreکر دیا گیا ہے۔یہ جو عام تاثر ہے کہ سنٹرل پنجاب ہم پر حکومت کر رہا ہے اس تاثر کو بھی زائل کیا جانا ضروری ہے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب You should streamline the civil bureaucracyاور ان کو یہ کہیں کہThey should give proper respectکیونکہ میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں دیکھتا ہوں چیئر مین صاحب بھی بیٹھے ہیں۔جس طرح سے یہ سینئر ڈاکٹر بیچارے آ کر بیٹھتے ہیںYou feel pity on themکہ جس طرح یہ کر رہے ہیں۔چھوٹے چھوٹے ان پر پیرے بنے ہوتے ہیںmisuse of telephone misuse of car/ اور سول بیوروکریٹس جن کے پاس تین تین گاڑیاں ہوتی ہیں دو بیگم صاحبہ کے پاس ہوتی ہیں،ایک بیٹی کو سیر پر لے کر جا رہی ہوتی ہے اور سب لاہور کے اچھے ہوٹلوں اور کلبوں میں ان کی گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ان کو آپ چیک کریں جو نوجوان ڈاکٹر ہیں ان کو آپincentive دیں۔جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہاؤس جاب کر رہا ہے اور اس سے day and night dutyلے رہے ہیں۔ان کے لئے آپ کوئی بہتری لائیں۔پیرا میڈیکل سٹاف کو جیسے ڈاکٹر سامیہ امجد نے کہا تھا کہ ہیلتھ ورکرز کو آپ تھوڑا سا بہتر کریں۔میں امید کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب میری گزارشات پر عمل تو بے شک نہ کریں ان پر غور ضرور کریں گے۔شکریہ

محمد ایوب خان سلدیرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی،فرمائیں!

محمد ایوب خان سلدیرا: جناب چیئر مین!آپ کی آمد سے پہلے بھی یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ ہم اس ہاؤس کو رولز کے مطابق چلائیں اور پوائنٹ آف آرڈر پر راجہ صاحب یہاں یہ فرما رہے تھے اور ان کی بات صحیح تھی۔آپ جس چیئر پر تشریف فرما ہیں ہاؤس کے ہر ممبر کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ کے احکامات کی پیروی کرے،احترام کرے اور ادب کرے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی کارروائی اچھے طریقے سے چل سکتی ہے۔جب میڈیا یہ لکھتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی مچھلی منڈی کی طرح بنی ہوئی تھی تو وہ بات غلط نہیں ہوتی۔وہ ہم اپنے عمل سے یہاں ثابت کرتے ہیں تو پھر وہ لکھا جاتا ہے۔اس لئے میں آپ کی وساطت سے تمام ہاؤس کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس چیئر کی جو اہمیت ہے جو افادیت ہے جو احترام ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔بولنے کا حق ظاہر ہے کہ آپ ہر کسی کو دیتے ہیں۔اگر وہ اس قابل ہو کہ اس کو سنا جائے اور رولز کے مطابق ہو and

not irrelevantایک چیز تو یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹرز جو ہیں ان کے بارے میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا۔۔۔

جناب چیئر مین: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں، تقریر کے لئے ابھی آپ کا نام نہیں آیا۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ سلدیرا صاحب! خود ہی آپ کہہ رہے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پرallow نہ کریں اب خود ہی آپ اس کی نفی کر رہے ہیں۔ میں آپ کوallow نہیں کرتا۔ پہلے آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اور اچھی بات کی۔ اگر اب آپ نے تقریر کرنی ہے تو آپ پرچی بھیجیں تو آپ کو موقع دیا جائے گا۔ تشریف رکھیں۔ تقریر تو آپ سب نے کر لی ہے اور صحت پر عام بحث کے لئے بدھ کا دن مقرر کر دیا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بدھ کے دن آپ سب تیاری کر کے آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب چیئر مین: ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ باتیں تو آپ نے کر لی ہیں جوابات بھی انہوں نے تیار کئے ہیں۔ خانزادہ صاحب کی بھی تجویز یہ تھی اور ہم نے دوبارہ بدھ کو اس پر بحث کے لئے وقت مقرر کر دیا ہے لیکن میری ذاتی رائے ہے کہ جب تک دیہاتی علاقہ کے داخلہ سسٹم کو ٹھیک نہیں کریں گے اس وقت تک معاملات احسن طریقے سے نہیں چل سکیں گے۔ ملتان ڈویژن ہے سرگودھا ڈویژن کے پسماندہ علاقے ہیں (قطع کلامیاں)

آپ میری بات سنیں۔ اسی طرح نارتھ کا علاقہ ہے۔ لاہور اور پانچ شہر جو دیہاتی علاقوں پرrule کر رہے ہیں۔ یہاں کے ڈاکٹر وہاں پر ڈیوٹی کرنے کے لئے نہیں جاتے۔ میں یہ معذرت سے عرض کروں گا کہ یہ نہیں جاتے۔ ہمارے میڈیکل کالجوں میں جو داخلہ سسٹم ہے، اس کے بعد داخلوں کے لئے میاں شہباز شریف نے نیا سسٹم انٹری ٹیسٹ کا لاگو کر دیا ہے اس میں جو لوگ رہ جاتے ہیں اس کے جواب میں یہ

بیوروکریسی کہتی ہے کہ یہ سپریم کورٹ کا حکم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بدھ کو اس پر بحث کی جائے، اس کے بعد اس پر ایک committee constitute کی جائے جو اس کے تمام معاملات دیکھے۔ گاؤں میں ڈسپنسر نہیں ملتا اور لاہور میں پروفیسرز کی بہتات ہے۔ وزیر صحت صاحب! کیا رات کو 10 بجے سے صبح 6 بجے تک کوئی پروفیسر یا اسسٹنٹ پروفیسر بیٹھتا ہے، میرے خیال میں یہ نہیں ہے۔ میری ذاتی رائے ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے تین سے چار ہزار روپے تنخواہ لینے والے ملازم کو دوائی خرید کر دی جائے۔ تمام غریب عوام کے لئے دوائیں فری ہونی چاہئیں۔ یہ نہ ہو کہ ممبران اسمبلی کے لئے ایل پی کے ذریعے دوائی purchase کر لی جائے اور باقی غریب رہ جائیں۔ بقیہ بحث بدھ کو ہوگی۔ وزیر صاحب wind up کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری ظہیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! یہ annual report کے اوپر ہے۔ یہ general discussion تو نہیں ہے کہ اسے pending کیا جائے۔ اس نے تو آج ہی ختم ہونا ہے۔ آپ اس کو extend کر کے آگے نہیں لے کر جا سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اس پر بدھ کو بحث ہوگی۔ ملک محمد احمد خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس کو kindly ذرا دیکھ تو لیں کہ اس پر لکھا ہوا ہے۔

General Discussion on Annual Performance Reports of all Medical Health Institutions in the Punjab for the Year 2003-04

جناب چیئرمین: بدھ کو سرکاری کارروائی کے بعد یہ بحث شروع ہوگی۔ آپ چار گھنٹے بحث کر لیں ہم allow کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ میری بات تو سن لیں۔ آپ میری چھوٹی سی گزارش سن لیں تاکہ محکمہ ہیلتھ والوں کو پتا ہو کہ کر کیا رہے ہیں۔ اس پر ہم بحث کیوں کریں کہ

یہ agenda item ہی غلط ہے۔

جناب چیئرمین: ان کے علم میں بات آچکی ہے۔ وہ تیاری کر کے آئیں گے آپ بدھ کو اس پر بحث کریں۔

وزیر صحت: جناب چیئرمین! آپ نے King Edward Medical University کا issue raise کیا تھا، سامیہ امجد نے family medicine اور کرنل صاحب نے بھی بات کی تھی۔ آج کے bussiness میں Only discussion was on the Annual Report of Autonomous Medical Institutions 2003-04 میں نے پھر volunteer کیا کہ آپ جس دن چاہیں ہیلتھ پر general discussion کر سکتے ہیں لیکن یہ جو agenda bussiness item today ہے اس کو آج ہمیں ختم کرنے دیں۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! اصولی طور پر جب یہ رپورٹ اس ہاؤس میں پیش ہوئی تھی اور میں ہیلتھ منسٹر کو اس سلسلے میں appreciate کروں گا کہ جب یہ annual report پیش ہوئی تھی تو اس وقت اس کا مطلب یہ تھا کہ اس پر discussion ہونی ہے۔ اس پر ممبرز کو یہ بتانا ضروری نہیں تھا کہ اس پر فلاں تاریخ کو ہوگی۔ رپورٹ ہی اس لئے دی گئی تھی کہ اس پر کسی وقت بھی بحث ہو سکتی ہے لہذا میرا خیال ہے کہ یہ کوئی general discussion نہیں ہے۔ یہ بحث annual report پر ہے، چھوٹے چھوٹے points ہیں۔ جناب والا! تھوڑا سا یہ ہوا ہے کہ جب ملک نذر فرید کھوکھر صاحب as a Chairman conduct کر رہے تھے تو ٹائم متعین ہو گیا تھا۔ آپ ہم پر بہت مہربانی کرتے ہیں، وہ اگر چار یا پانچ منٹ کا ٹائم ہو جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جتنے فاضل ممبر بیٹھے ہیں یہ فارغ بھی ہو جاتے تھے تو ہیلتھ پر بھی general discussion آئے گی۔ جن دوستوں نے یہ رپورٹ دیکھی ہے وہ اس پہ بات کر لیں۔ ہیلتھ پر روز discussion ہوگی، پرسوں اس پر سوالات بھی آنے ہیں اس پر بھی بحث ہونی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کو ختم کر لینے دیں کیونکہ ایک دو دوستوں نے بات کرنی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں ملک صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ ہر اسمبلی میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن سے اسمبلی کا ماحول بڑا خوشگوار رہتا ہے تو ڈاکٹر فرزانہ بھی اسی میں سے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان چھوٹی موٹی باتوں کو اتنا serious نہیں لینا چاہئے۔ ملک صاحب ہمارے دوست ہیں، پڑھے لکھے ہیں آج میں specially انہیں کہیں لے کر جاؤں گا ہم بیٹھیں گے، کھانا کھائیں گے اور ان کا موڈ ٹھیک کریں گے تو مقصد یہ ہے کہ ایسا ہونا

نہیں چاہیئے۔ رانا صاحب ماشاء اللہ ہمارے بڑے سینئر ممبر ہیں تو میں ڈاکٹر فرزانہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور انہیں اشارے کر رہا تھا کہ آپ احتجاجاً باہر بھاگ جائیں، چیئرمین کے خلاف ہی آپ باہر لابی میں چلے جائیں لیکن ڈاکٹر فرزانہ میری طرف دیکھ ہی نہیں رہی تھیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ چھوٹی موٹی باتیں اسمبلی میں رہنی چاہیئں۔ ہم trained لوگ تو نہیں ہیں۔ خواتین بات اس لئے کرتی ہیں کہ وہ اس پر home work کر کے آتی ہیں۔ بات کرنے کا طریقہ تو اپنا اپنا ہے۔ میں کسی اور طرح کرتا ہوں، وہ کسی اور طرح کرتی ہیں۔ ضروری تو نہیں ہے کہ ہر آدمی اپنی بات کو اس طرح convey کرے جس طرح اس کو convey کرنا چاہیئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اگر ایک دو دوست بولنا چاہتے ہیں تو آپ انہیں permission دے دیں، یہ annual report پر بحث کر لیں اور ملک صاحب کو پہلے ٹائم دے دیں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ نے بحث کرنی ہے تو کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ وہ رپورٹ ہے جو پیش کی گئی۔ اس پر بحث کی بات ہوئی، باقی تین چار کتابیں اور بھی پڑی ہوئی ہیں۔ ایجنڈا آئٹم اسمبلی کے اندر پیش کیا گیا ہے، General Discussion on the Medical Institutions in the Punjab اب کچھ پرائیویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوشنز ہیں جہاں پر سٹوڈنٹس 10/10 لاکھ روپے فیس دے چکے ہیں۔ I can quote Lahore Medical College, which is even not recognised for the PMDC. یہ ڈاکٹر صاحب کو پتا ہے وہاں سے سٹوڈنٹ ٹرانسفر ہو کر بقائی یونیورسٹی جاتے ہیں، ان کو پھر وہاں پر 4 لاکھ روپیہ دینا پڑتا ہے، معاشی قتل ہے اور اس کی ہم بات کر رہے ہیں کہ ہم نے بحث کرنی ہے اور بحث کے اندر اتنی dishonesty ہو This is the point which at I want to point out. کہ ہاؤس کے کام کو ہم serious لے ہی نہیں رہے، کیسے serious لیں گے جب کوئی بندہ بات کرنے لگتا ہے اسی وقت کوئی نہ کوئی ماحول ایسا بنا دیا جاتا ہے۔ آپ کے آنے سے پہلے استحقاق کمیٹی کی بات ہو رہی تھی۔ اس میں جہانزیب امتیاز گل بھی بولے، رانا آفتاب بھی بولے، I rightly said اگر وہاں پر میں نے کسی کا compromise کروایا تو, I own it لیکن اس چیز پر میں compromise نہیں کروں گا، جو morality کی بات ہے، ان سٹوڈنٹس کا کیا گناہ ہے جو کہ 6 ہزار کی تعداد سے زیادہ ہیں I am even not aware of there report مجھے نہیں معلوم کہ یہ رپورٹس میں لکھا گیا ہے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ اس میں

ایکblank sheetآئے گی۔blank sheetکس چیز کی آئے گی؟ institutions annualکی رپورٹ پڑھنے کے لئے ہمارے پاسat leastکوئی criterionتو ہو۔ رپورٹ بنا کر جو بندہ دے رہا ہے Minister is responsible for that. I know minister is hardworking man. محکمے کے لئے بہتر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھے کوئی خوشامد کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس کو جیسے کہنا ہو ہم کہہ دیتے ہیں لیکن یہ تو بہت بڑیdishonestyہے کہ اگر آپ پرائیویٹ انسٹی ٹیوٹس کو باہر رکھو گے تو کیسے رکھو گے؟ ان سٹوڈنٹس کا گناہ کیا ہے جنہوں نے 10/10 لاکھ روپے فیسیں دی ہیں، ڈگریاں ہاتھوں میں لے کر پھر رہے ہیں اور ان کیPMDC کے ساتھrecognitionنہیں ہے یا پھرUniversity of Health Sciencesبن گئی۔ آپ تماشا دیکھیں میں آج سن کر حیران ہو گیا۔ اسمبلی نے بل پاس کر دیا۔

Punjab Assembly passed the Bill. Governor assented it. Some Committee up stays and had some objections in that. Are we people sitting fool here?

ہمlegislationکر رہے ہوتے ہیں ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ کس چیز کی کر رہے ہیں؟ Since morning I have been shouting here. کیونکہ ہم سے اب برداشت نہیں ہو رہا۔ اگر آپ نے کام کرنا ہے، Minister Health is my personal friend, I have got no reasons just like to throw mud on him. یہ جو سیکرٹری صاحب آ کر بیٹھتے ہیں یہ ہیلتھ کےspecialistہوتے ہیں۔ ان کو پتا ہے انہوں نے بات کیا کرنی ہے۔ ایک ڈی جی بٹھایا ہوا ہے وہspecialistہے، کوئی ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھا ہے وہ پتا نہیں لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے آکر وہاں بیٹھ گیا ہے۔ ڈاکٹروں کو اس ملک میں ٹکے ٹوکری کر دیا گیا ہے۔ ہم اس پر کیا بحث کریں گے؟ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کونے کونے میں کھلے ہوئے ہیں۔ لوگوں سے فیسیں بٹور رہے ہیں اور ان کیPMDCکے ساتھrecognitionنہیں ہے۔ This is national institutionalised crime, which we have committed and we presented the report here. کہannual reportدے رہے ہیں And we talk of it. (نعرہ ہائے تحسین)
We should have at least moral courage to speak on it.

میں نے استحقاق کمیٹی کا کہا کہ صرف بل بناؤ کمیٹی ہے۔ میں نے چیئرمین کو باہر بھی کہا اور ممبران کو بھی کہتا ہوں۔ اگر آپ اپنا conduct خود نہیں ٹھیک کر سکتے تو باہر سے کیا امید رکھیں گے۔ اس سے بڑی کوئی dishonesty اور کیا ہو گی؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، وزیر صحت! آپ wind up کر لیں۔

جناب محمد عظیم گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب عظیم گھمن صاحب!

جناب محمد عظیم گھمن: جناب چیئرمین! آپ wind up کی بات کر رہے ہیں تو ملک احمد صاحب نے point raise کیا ہے اس پر غور کریں کہ کتنی بڑی بد دیانتی ہو رہی ہے اور یہ سرکاری اداروں کی رپورٹ ہے۔

جناب چیئرمین: مزید منسٹر صاحب جواب دیں گے۔ میں نے بدھ کو بحث کا دن رکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کمیٹی بنا دیں گے جو ہیلتھ کے لئے تمام فیصلے کرے گی۔ جی، وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں تھوڑی سی وضاحت کروں گا پھر میں عرض کروں گا۔ میں نے opening remarks میں کہا تھا کہ جب پنجاب ہیلتھ میڈیکل بل اسمبلی میں پیش کیا گیا تو اپوزیشن کی طرف سے ایک تجویز آئی تھی کہ یہ جو ادارے ہیں جو پنجاب حکومت کے ادارے ہیں۔ خاص طور پر یہ 12 ادارے ہیں جو حکومت کے میڈیکل کالجز ہیں۔ ان کے بورڈ آف مینجمنٹ بنائے جائیں۔ پہلے بورڈ آف گورنرز تھے۔ ان کو تنخواہیں دی جاتی تھیں، مراعات دی جاتی تھیں اور ڈرائیور تک دیئے گئے تھے۔ ہم نے وہ سب ختم کر دیئے ہیں۔ جب بورڈ آف مینجمنٹ بنائے گئے تو متفقہ طور پر بل پاس کیا گیا تھا اور اس میں ایک فیصلہ اپوزیشن کی طرف سے آیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تجویز بہت اچھی تھی۔ میرے خیال میں رانا آفتاب صاحب نے دی تھی کہ ہمارے میڈیکل کالجز کنگ ایڈورڈ، علامہ اقبال، وغیرہ کی کارکردگی اسمبلی میں ہر سال پیش کی جائے۔ اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ رپورٹس بنائی جاتی ہیں اور ان رپورٹس پر آج ایوان میں بحث ہوئی ہے۔ This is a very focused discussion. یہ بحث رورل ہیلتھ سنٹر پر نہیں ہے۔ یہ College of Physicians پر نہیں ہے۔ یہ بحث صرف ان اداروں کی کارکردگی پر ہے۔ جب بات شروع ہوئی تو احسان اللہ وقاص صاحب نے، ڈاکٹر سامیہ امجد اور رانا آفتاب صاحب نے بڑے اچھے نکات اٹھائے۔

میں ان سب کو نوٹ کر رہا ہوں۔ اب میں ان کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک عام بحث کی بات ہے تو میں نے آپ کو کہا تھا کہ میں تیار ہوں لیکن I want to be very clear کہ کنگ ایڈورڈ کے ساتھ جتنی کسی کی ہمدردی ہے اس سے زیادہ میری ہمدردی ہے۔ میں کنگ ایڈورڈ یونیورسٹی دیکھنا چاہتا ہوں اور صحیح طریقے سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ I will not come under any blackmailing from any professor or any person. یہ بالکل clear ہونا چاہئے۔ جب یہ میڈیکل کالج بنا تھا تو یہاں کے گریجوایٹس کو باہر بغیر کسی ٹیسٹ کے سپیشلائزیشن کے لئے FRCS اور Canadian Speciality ویسے دی جاتی تھی۔ ہم محض اس کا نام بدل کر یونیورسٹی upgrade کر دیں تو یہ ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اسمبلی بھی ایسے ہی چاہے گی اور عوام بھی ایسے ہی چاہے گی کہ جب یہ یونیورسٹی بنے تو یہ یونیورسٹی کے قابل ہو اور اس کی جو لیڈر شپ ہو وہ اس یونیورسٹی کو چلانے کے قابل ہو۔ This is very clear and I think کہ اس میں آپ نے ہماری اس وقت بھی مدد کی تھی۔ میں نے جو نکات اٹھائے تھے کہ یونیورسٹی کی definition ہے centre of universal learning جس کے component, colleges ہیں اور VC can be any person who is competent enough وہ خواہ کراچی سے آئے، پشاور سے آئے، لاہور سے آئے۔ The person should be on merit اور وہ بندہ ہونا چاہئے جو وائس چانسلر بننے کے لئے competent ہو۔ ہم اس میں کوئی compromise کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: کیا آپ اسی اجلاس میں کنگ ایڈورڈ کے متعلق ترمیم لے آئیں گے؟

وزیر صحت: جی، بالکل لے کر آئے ہیں۔ جب بحث ہوگی تو I will give you a full explanation کہ اس وقت کیا صورتحال ہے اور پھر جو اسمبلی کہے گی اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ Assembly is a supreme body اور اس کے فیصلے کو respect کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم کر کے دکھائیں گے۔

جناب سپیکر! staff vacant positions کے بارے میں رانا آفتاب صاحب نے بات کی ہے، بالکل صحیح بات کی ہے۔ جہاں پر استاد نہیں ہوں گے وہاں پر تعلیم کا معیار بہتر نہیں ہو سکتا۔ اس کی طرف

پوائنٹ آؤٹ بھی کیا گیا ہے کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج میں 45/40 فیصد رزلٹ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اساتذہ کی کمی اور شاید کچھ طلبہ کی دلچسپی نہ ہونا بھی اس میں شامل ہوں گی۔رانا آفتاب صاحب نے بالکل صحیح نشاندہی کی کہ اصل میں جونیئر ڈاکٹرز ہی کام کرتے ہیں۔رجسٹرار، سینئر رجسٹرار اور اسسٹنٹ پروفیسر لیول کے لوگ وارڈز میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ایمرجنسی رومز میں جونیئر ڈاکٹر deal کرتے ہیں اور 36 گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں۔پورے پاکستان میں چھ ہزار stipend ملتا تھا، پنجاب نے اس کو دس ہزار کر دیا ہے اور یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ 2006 میں اس کو مزید بڑھایا جائے گا۔ہماری جب حکومت آئی تو contract based employment تھی اور ڈاکٹر نوکریاں چھوڑ رہے تھے۔ ہم نے ان اداروں میں خاص طور پر جو دور افتادہ ادارے تھے، شیخ زید ہسپتال ہے، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے وہاں پر ان کو اجازت دی ہے کہ آپ بیس ہزار نہیں، تیس ہزار نہیں ستر اسی ہزار روپے تک تنخواہیں دیں تاکہ لوگ attract ہوں۔اس میں بہتری آ رہی ہے لیکن ہمارے بہت سارے weak points and weak links ہیں جن کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے اور اس اسمبلی کے ممبران کی تجاویز کے مطابق ان کو بہتر کریں گے۔میں regular service structure کا سب سے بڑا proponent ہوں۔میں نے ہمیشہ پریس میں بھی، اسمبلی میں بھی اور جہاں پر بھی بات کی ہے تو میں نے ہمیشہ اس پوائنٹ کو اٹھایا ہے کہ آپ ڈاکٹروں کو کسی دوسری services سے نہیں ملا سکتے۔یہ بہت ہی highly qualified لوگ ہوتے ہیں you cannot compare them to the postal service or CSS cadre آپ ان کو incentives دیں گے کم از کم life long jobs security دیں گے تو یہ attract ہوں گے۔اس پر بھی جو کمیٹی بنائی گئی تھی تو وہ پروفیسرز کی کمیٹی بنائی گئی تھی کسی بیوروکریسی کی کمیٹی نہیں بنائی گئی تھی۔اس میں ہمارے ٹیچنگ ہسپتال کے پانچ پروفیسرز گئے تھے اور انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ جو ٹیچنگ پوسٹ اسسٹنٹ پروفیسر سے لے کر پروفیسر تک ہے وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جائے۔ہم نے چار سو سے زائد اسامیاں پچھلے مہینے پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی ہیں کہ آپ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کو fill کریں۔

اسی طرح رانا آفتاب صاحب نے Continued Medical Education (CME) کی طرف point out کیا ہے۔absolutely اس میں ڈاکٹر سامیہ امجد کی فلاسفی بھی درست ہے کہ rural areas کے لئے College of Family Physicians بننا چاہئے۔ میں ان کی تجویز کو آگے لیتے ہوئے اس floor پر آپ کے سامنے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہ directions دوں گا کہ

آئندہ promotions میں جیسے آپ performance evaluate کرتے ہیں کہ اس شخص کی ACR کیسی ہے۔ اس کی ترقی (CME) professional evaluation کے ذریعے کی جائے۔ اس طریقے سے مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر teaching cadre کے لئے up to date ہونے کی کوشش کریں گے۔ راناآفتاب صاحب نے ایک اور بات کی تھی کہ ہمارے نوجوان ڈاکٹر جو ہاؤس آفیسر ہیں یار جسٹرار ہیں۔ ان کی ٹریننگ متاثر ہوتی ہے کہ جب ان کو مراعات نہیں دی جاتیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے ایک بڑی serious proposal آئی تھی کہ ہاؤس جاب کے بغیر ڈاکٹروں کو ڈگری نہ دی جائے تو میں نے اس کی مخالفت کی تھی اور صرف اس لئے کہ میں محسوس کرتا تھا کہ ہم جب تک ان کو incentive نہیں دیں گے کہ ہاؤس جاب آپ کریں گے تو آپ کو کچھ incentive ملے گا اور بہتر remuneration ملے گی، ایک career structure ملے گا تو اس وقت تک ہم اس طرح کی سختیاں نہیں کریں گے۔ اللہ کے فضل وکرم سے فیڈرل منسٹری نے اس کو accept کیا اور فیصلہ یہی ہوا کہ جونیئر ڈاکٹرز جو ہمارے دیہی علاقوں میں بھی جاتے ہیں اور پروفیسرز نہیں جاتے۔ ہمارے رورل ہیلتھ سنٹرز کو بھی وہی دیکھتے ہیں۔ ان کو ہم سب سے زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ میں نے اپنے محکمے کے سیکرٹری کو جو بھی نیا سیکرٹری آتا ہے تو اس کو میری پہلی بریفنگ ہوتی ہے۔ میں صرف ایک چیز، its on record ہمیشہ کہتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر طاہر علی جاوید کسی اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر کے آنے پر کھڑا ہو سکتا ہے تو I expect you also to stand for the Assistant Professor who walks into your office. I am very Professor or clear about the respect and dignity of these doctors اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ ہمارے ممبران اسمبلی اس چیز میں ہماری سپورٹ کر رہے ہیں۔ میں راناصاحب کو یقین دلاتا ہوں اور time is the best test کہ میں صرف آپ کی باتوں پر غور ہی نہیں کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ عمل کروں گا And you can then judge me based on my actions.

ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے ایک بہت اچھا پوائنٹ اٹھایا کہ assessment کے phenomenon میں uniformity ہونی چاہئے۔ ایک ادارے نے 15 صفحات کی، دوسرے نے تین سو صفحات کی رپورٹ دی ہے۔ I totally agree with you میں suggest کرتا ہوں اور میں ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اور اپوزیشن کی طرف سے بھی ڈاکٹر اسد صاحب دونوں بیٹھ کر assesment tool بنادیں کہ آئندہ جو رپورٹ ہو اس میں objective analysis کیا جائے گا اور باقی

We do not care about it. But وہ رپورٹ دیں کہ ان کی بلڈنگ کتنی خوبصورت ہے statistical objective analysis دیں۔ آپ وہ framework ہمیں بنا کر دے دیں تو اگلے سال اسی frame work کے تحت رپورٹ پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر! I myself and my department are always open to new suggesions. ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم سنجیدہ بحث کریں گے تو شاید کوئی بہتری آئے اور اسمبلی کا وقار بھی بنے اور اس طرح کی suggestions کے لئے My doors are open for 24 hours for both the treasury and opposition benches. Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 15-نومبر 2005، کو صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

143

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 15-نومبر 2005

1- تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2- سوالات (محکمہ ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

3- غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون (جو پیش ہو چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی بارانی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ دوم

4- مسودہ قانون (جو پیش کیا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

حصہ سوم

5- قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

حصہ چہارم

6- عام بحث

145

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

منگل،15۔نومبر2005

(یوم الثلاثہ،12۔شوال1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر 28منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِن صَلۡصَٰلٖ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٖ مِّن نَّارٖ o فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٞ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِي ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَٰمِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوۡرَۃُ الرَّحۡمٰن آیات14تا25

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایاoاور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟oوہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)oتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟oاسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںoدونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟oدونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟oاور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o

وماعلیناالاالبلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سوالات

(محکمہ ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Question No 749 on his behalf ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 749 دریافت کیا)۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آبادی میں واقع ستوکتلہ ڈرین کو کور کرنا

*749: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ستوکتلہ ڈرین ماڈل ایکسٹینشن، کوٹ لکھپت، ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن کی انتہائی گنجان آباد آبادیوں سے گزرتی ہے اور ان تمام آبادیوں کے سیوریج کا پانی اس ڈرین میں ہی ڈالا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیکٹر A-1 اور سیکٹر C-1 ٹاؤن شپ کے قریب بڑے سیوریج پمپنگ سٹیشن اس پر قائم ہیں اور اس ڈرین کے ڈھانپے نہ ہونے کی وجہ سے شدید بدبو نے تمام ملحقہ آبادیوں کی فضا خراب کر رکھی ہے؟

(ج) کیا اس ڈرین کو ڈھانپنے یا کم از کم گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ ایریا میں جہاں جگہ موجود ہے اس کے اردگرد گھنے درخت لگا کر شہریوں کو بدبو سے نجات دلانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ سیکٹر A-1 اور سیکٹر C-1 ٹاؤن شپ کے قریب سیوریج پمپ سٹیشن اس پر قائم ہیں۔ جہاں تک ڈرین کو ڈھانپنے کا تعلق ہے مندرجہ ذیل تکنیکی وجوہات کی بناء پر ایسا کرنا مناسب نہ ہے۔

1۔ ستو کتلہ ڈرین کی اوسط چوڑائی 80 فٹ اور لمبائی 30 کلومیٹر ہے۔ یہ ڈرین کینٹ ایریا (ایئرپورٹ) سے شروع ہو کر والٹن، کوٹ لکھپت، ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن اور رائیونڈ کے دیہی علاقہ جات سے گزر کر ہڈیارہ ڈرین میں گرتی ہے اتنی بڑی ڈرین کو ڈھانپنے کے لئے بہت زیادہ رقم درکار ہو گی۔

2۔ ڈرین کو ڈھانپنے سے صفائی کرنا مشکل ہو گا کیونکہ اس کی صفائی کے لئے مشین استعمال ہو گی۔

3۔ ڈرین کو ڈھانپنے سے ناجائز قبضہ جات کے خدشات بڑھ جائیں گے۔ بدبو کو کم سے کم پھیلنے کے لئے محکمہ اس کے بہاؤ کو درست رکھتا ہے اور باقاعدگی سے صفائی ہوتی رہتی ہے۔

(ج) ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن ایریا میں ڈرین کے دونوں جانب جگہ موجود ہے۔ P.H.A نے پچھلے دو سال میں اس نالے پر 735 پودے لگائے ہیں اور جہاں کہیں جگہ موجود ہے وہاں پر اس موسم میں 850 پودے لگانے کا منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ کہا تھا کہ یہ نالہ ٹاؤن شپ سے گزرتا ہے اور جس طرح pollution، گندگی اور بدبو کا حال اس کی قریبی آبادیوں کے درمیان ہے اور جو آدمی وہاں سے گزرتا ہے یا جو لوگ وہاں پر رہتے ہیں وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہاں پر سونا اور رہنا کتنا مشکل ہے۔ یہ گورنمنٹ کی priority ہونی چاہئے کیونکہ یہ آلودگی کے متعلق ہے اور صفائی کے بھی متعلق ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ اس نالے کو کب تک بہتر طریقے سے ڈھانپ دیں گے، اس کو cover کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ سیکٹر A-1 اور C-1 ٹاؤن شپ کے قریب سیوریج پمپ سٹیشن اس پر قائم ہے اور واسا نے نیسپاک کو

پورے ساؤتھ لاہور کی سیوریج اور ڈرینج کی ماسٹر پلاننگ کے لئے کنسلٹنٹ مقرر کیا ہے اور کنسلٹنٹ نیسپاک نے اس project کی study کا بنیادی کام مکمل کر لیا ہے اور منصوبے کی feasibility report اسی سال دسمبر کے آخر تک متوقع ہے اور اس study میں کنسلٹنٹ اس ڈرین کے ساتھ بڑے قطر کے ٹرنک سیور لگانے کی تجویز دے رہے ہیں اور اس کنارے پر موجودہ ڈسپوزل سٹیشن کو ختم کر کے اسی سیور میں ڈال دیں گے اور ایک بڑا ڈسپوزل سٹیشن موہلنوال کے نزدیک بنا دیا جائے گا جہاں پانی ٹریٹمنٹ کے بعد دریائے راوی میں ڈالنے کی تجویز ہے۔ جب ڈرین میں گندے پانی کا اخراج بند ہو جائے گا تو بدبو کا مسئلہ مستقل حل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ستوکتلہ ڈرین صرف بارشی پانی کے لئے مخصوص ہو گی۔ جہاں تک ڈرین کو ڈھانپنے کا تعلق ہے تو مندرجہ ذیل تکنیکی وجوہات کی بناء پر ایسا کرنا مناسب نہ ہے:۔

1۔ ستوکتلہ ڈرین کی اوسط چوڑائی 80 فٹ اور لمبائی 30 کلو میٹر ہے۔ یہ ڈرین کینٹ ایریا (ایئرپورٹ) سے شروع ہو کر والٹن، کوٹ لکھپت، ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: کیا ضمنی سوال کے جواب کے لئے written جواب پڑھنا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ detail بتا رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہ detail نہیں۔ آپ رولنگ دیں کہ ایک سوال کا تحریری جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ جواب پڑھ رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہ ضمنی سوال کا جواب پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ابھی جو ضمنی سوال ہوا ہے وہ اس کا جواب پڑھ رہے ہیں۔ وہ ڈرین جس کی چوڑائی 80 فٹ ہے اور یہ 30 کلو میٹر لمبائی بتا رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جواب تو تین تین سال نہیں آتے لیکن اس ضمنی سوال کا جواب ویسے ہی پہلے آ گیا ہے اور آپ دیکھیں کہ وہ written پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! ابھی وہ relevant سوال کی طرف آئے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: سپیکر صاحب تسی ایہہ پڑتال کر دیو کہ سوال دا جواب درست دے رے نیں؟

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ کا سوال یہ تھا کہ۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آبادی کے قریب سے جہاں سے نالہ گزرتا ہے۔اسے پورا cover کرنا تو بڑا مشکل ہے، میں بھی اس کو مانتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا آبادی سے گزرنے والے نالے کو cover کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ اس کی چوڑائی 80 فٹ ہے اس لئے اس کو ڈھانپنا مشکل ہے۔ وہی جواب دے رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ جس طرح پڑھ رہے ہیں وہ جواب میں بھی آیا ہوا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ جنھیں کرنا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ وہ صحت عامہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ ٹاؤن شپ کا یہ علاقہ ہے جہاں سے یہ نالہ گزرتا ہے، یہ تھوڑا سا ہے لمبا نہیں ہے۔ وہاں سے جو گزر جاتا ہے وہ بھی محسوس کرتا ہے کہ یہاں پر رہنا کتنا دوبھر اور کتنا مشکل ہے۔ ہم کئی سکیموں پر اتنے پیسے ضائع کرتے ہیں اور اتنے پیسے serve کرتے ہیں تو اگر لوگوں کی صحت کے لئے اور آلودگی کو ختم کرنے کے لئے یہ assurance کروادیں کہ اس پر غور وخوض کریں گے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ! ارشد محمود بگو صاحب نے جو proposal دی ہے یہ اچھی تجویز ہے تو آپ مختصراً یہ بتادیں کہ کیا محکمہ دوبارہ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ چوبرجی میں اسی طرح ڈرین کو ڈھانپا گیا تو وہاں پر پانی کا اتنا بڑا مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ جب پانی زیادہ جائے یا بارش زیادہ ہو جائے تو اس میں وہ رکاوٹ بن جاتی ہے۔ ہم اس میں یہی تجویز کر رہے ہیں کہ بڑے قطر کے ٹرنک سیور ساتھ لگادیں گے وہ صرف بارشی پانی ہوگا اور پھر یہ ہے کہ اس کی صفائی کے لئے اس میں مشین ڈالی جاتی ہے اگر اسے ڈھانپ دیا جائے تو وہ مشین بھی نہیں ڈالی جا سکتی اور اس کے بہاؤ کو

مستقل رکھنے کے لئے اس کی صفائی اور کھدائی بہت ضروری ہے۔یہی problems ہیں کہ اگر اسے ڈھانپ دیا گیا تو یہ دونوں چیزیں نہیں ہو سکیں گی۔

جناب سپیکر:اس کی صفائی کے لئے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:جناب سپیکر!اس کی صفائی کے لئے باقاعدہ مشین ڈالی جاتی ہے۔

جناب سپیکر:ان کا مقصد یہ ہے کہ وہاں آلودگی نہ ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:اس کے بہاؤ کو درست رکھنے کے لئے وہ مستقل رہے تو یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ اس میں مشین ڈالی جائے اور محکمہ باقاعدہ اس کی صفائی کرتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر:جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کبھی وہاں سے گزرے نہیں ہوں گے،میں وہاں سے گزرا ہوں،وہاں بہت زیادہ بدبو ہوتی ہے۔فنی لحاظ سے ان کی بات درست ہو گی لیکن وہاں سے بدبو کو تو ختم کیا جائے۔انسان کا وہاں پر رہنا بہت مشکل ہے لہذا یہ ہمیں بتائیں بدبو کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔اس بارے میں وہ کیا سوچ و بچار کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:جناب والا!میں اسی سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ اگر بارش کا پانی بھی اس میں ہو تو کوئی بات نہیں،جب اس کے ساتھ بڑے سائز کے trunk sewer لگا دیئے جائیں گے تو گندہ پانی اس میں جائے گا ہی نہیں،صرف بارشی پانی جائے گا۔اس لئے بدبو کا مسئلہ ویسے ہی حل ہو جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو:چلیں،جناب سپیکر!یہ ہمیں assurance کرا دیں کہ کب تک یہ منصوبہ مکمل کروا دیں گے۔

جناب سپیکر:محکمہ جو منصوبہ بندی کر رہا ہے اسے کب تک پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:جناب والا!انشاءاللہ تعالیٰ feasibility report مکمل ہو جائے گی،انشاءاللہ تعالیٰ جنوری کے بعد اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو:جناب والا!کب تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر:اندازے سے بتا دیں جنوری میں تو اس پر کام شروع ہو گا پایہ تکمیل تک کب پہنچے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! feasibility report کے بعد PC-1 بھی بنے گا، اس پر تھوڑا وقت تو لگے گا۔

جناب سپیکر: آپ roughly بتادیں کہ اتنا ٹائم اس پر لگ جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: تقریباً چھ مہینے لگ جائیں گے۔

جناب سپیکر: تقریباً چھ مہینے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ اس نالے کو cover کرنے سے اس کی صفائی نہیں ہو سکے گی۔ کیا فیصل آباد میں آپ نے جو نالے cover کروا دیئے ہیں اس سے ان کی صفائی بند ہو جائے گی؟ دوسرے نمبر پر جتنے water channels ہیں آپ کی جو نئی سڑک بنی ہے اس پر بھی انہوں نے cover کیا ہے۔ صفائی تو اس کی بھی ہونا ضروری ہوتی ہے کیونکہ اس میں جتنا بھی مٹی یا گند جاتا ہے ان کے جواب کے مطابق آپ کی دو priorities ہو گئی ہیں کہ آپ کچھ جگہ پر cover کر رہے ہیں اور کچھ جگہوں پر cover نہیں کر رہے۔ یا تو آپ ایک uniform policy بنا دیں کہ کسی بھی گندے نالے کو cover ہی نہیں کرنا۔ کیا فیصل آباد میں ساحل ہسپتال میں cover نہیں کیا گیا۔ کیا نڑ والا روڈ پر گندے نالے کے چینل کو cover نہیں کیا گیا؟ اگر اس کو cover کیا گیا ہے تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا کہنا یہ ہے کہ اس کا سائز کم ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: اس طرح تو پھر پورا علاقہ ہی بدبو سے مر جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس کا انتظام تو وہ کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: اب تو آپ کے دریا بھی 80,80 فٹ ہی رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کا انتظام کر رہے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ستوکتلہ جو ڈرین جو بنیادی طور پر rain water کے لئے یہ ہے۔ اس میں انہوں نے سارے جہاں کا سیوریج ڈال دیا ہے۔ اس کی original planning کے

مطابق یہ rain water drain تھی اس بارے میں انہوں نے کیا سوچا ہے کہ اس کو اس کی original شکل میں بحال کیا جائے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں یہ تھا کہ یہ شاید موجود نہیں تھے۔ میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ نیسپاک کو پورے ساؤتھ لاہور کی feasibility کے لئے consultant مقرر کیا ہوا ہے وہ اس کو examine کر رہے ہیں اور ساتھ ہی trunk sewer کے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب پھر عرض کر رہا ہوں کہ اس کے ساتھ ہم trunk sewer لگا رہے ہیں۔ موہلنوال کے سرے پر سٹیشن ختم کر کے وہاں موہلنوال میں ایک بڑا سٹیشن قائم کر دیا جائے گا اور پھر صرف بارش کا پانی ہی اس میں جائے گا دوسرا پانی انشاء اللہ اس میں نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے،۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب محمد آجاسم شریف صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی جناب محمد آجاسم شریف کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: سوال نمبر 2439 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

LDA ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے طلباء، داخلوں اور آمدن و خرچ کی تفصیلات

*2439 مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) LDA ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں بچوں کی تعداد سیکشن وائز بیان فرمائیں؟

(ب) پچھلے تین سالوں میں داخلوں کی تفصیل مع تاریخ داخلہ کلاس وائز بتائی جائے؟

(ج) سکول ہذا کے پچھلے تین سال کے آمدن اور خرچ کے گوشواروں کی ہیڈ وائز تفصیل بیان کریں۔ کیا ان اکاؤنٹس کا آڈٹ کرایا گیا تو تفصیل بیان کی جائے۔ آڈٹ کرنے والے اہلکاروں

کے نام، عہدہ، گریڈ، موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(د) سکول ہذا میں داخلے کی پالیسی / میرٹ اور ترجیحات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) سکول ہذا میں بچوں کی اس وقت کل تعداد 1109 ہے۔ کلاس اور سیکشن وائز تعداد کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پچھلے تین سالوں میں داخلوں کی تفصیل مع تاریخ داخلہ کلاس وائز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پچھلے تین سال کی آمدن اور خرچ کے گوشواروں کی ہیڈ وائز تفصیل تتمہ (ج) و (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں، جہاں تک اکاؤنٹس کے آڈٹ کا تعلق ہے، اس سلسلے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایل ڈی اے میں گورنمنٹ کے آڈیٹر تعینات ہیں، جن کا انچارج ریذیڈنٹ ڈائریکٹر آڈٹ ہے، انچارج کا نام سید سہیل شوکت ہے، آڈٹ کرنیوالی ٹیم کے اہلکار وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت جو اہلکار اکاؤنٹس کا آڈٹ کرتے ہیں۔ ان کے نام ظفر اقبال آڈٹ آفیسر، آڈیٹر جاوید چوہان اور غلام سرور ہیں اس کے علاوہ گورنمنٹ کی آڈٹ ٹیم ہر سال ایل ڈی اے کے اکاؤنٹس بشمول سکول کے اکاؤنٹس کا آڈٹ کرتی ہے۔ پچھلے تین سالوں میں جس جس ٹیم نے آڈٹ کیا، ان کے انچارج صاحبان کے نام (1) جاوید اقبال آڈٹ آفیسر، (2) اطہر شاہ آڈٹ آفیسر، (3) محمد اظہار آڈٹ آفیسر ہیں۔

(د) سکول ہذا میں داخلہ پریپ کلاس میں میرٹ / ٹیسٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ البتہ ایل ڈی اے ملازمین کے بچوں کو ترجیحی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری کلاسوں میں جہاں جگہ ہوتی ہے، ٹیسٹ لے کر میرٹ کی بنیاد پر داخلہ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا انہوں نے جز (د) میں یہ کہا ہے کہ ایل ڈی اے کے ملازمین کو ترجیحی بنیادوں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے لئے کوئی میرٹ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال repeat کر دیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جواب کے جز (د) میں انہوں نے کہا ہے کہ

سکول ہذا میں داخلہ پریپ کلاس میں میرٹ / ٹیسٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔البتہ ایل ڈی اے ملازمین کے بچوں کو ترجیحی بنیادوں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ دوسری کلاسوں میں جہاں جگہ ہوتی ہے ٹیسٹ لے کر میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا جاتا ہے۔میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ایل ڈی اے کے ملازمین کے لئے وہاں پر کوئی میرٹ نہیں ہوگا، انہیں لازمی داخلہ دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہ سکول ایل ڈی اے کے ملازمین کے بچوں کے لئے ہی بنایا گیا تھا۔اس میں ان کے بھی بچے جب داخلے کے لئے آتے ہیں تو ان کا بھی ایک میرٹ ہے جو ہمارے پاس موجود بھی ہے۔

جناب سپیکر: وہ بھی میرٹ پر ہی آتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی ہاں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! ان کے بچوں کا بھی میرٹ پر داخلہ ہوتا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان کو ترجیحی بنیادوں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر ایل ڈی اے کے ملازم کا بچہ ہوا تو اسے داخل کر لیا جائے گا۔دوسرا بچہ جو وہاں کا ہی رہائشی ہے علامہ اقبال ٹاؤن میں ہی رہتا ہے اس کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں میرا خیال ہے کہ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایل ڈی اے ملازمین کے جو بچے میرٹ پر نہیں آتے۔ان کا اور ایل ڈی اے کے ملازمین کے بچوں کا میرٹ علیحدہ ہے اور دوسرے لوگ اوپن میرٹ پر ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: لیکن کوئی تناسب تو ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کی وضاحت کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! میں بھی یہی عرض کر رہا تھا کہ جو ایل ڈی اے ملازمین کے بچوں کا میرٹ ان کے اپنے اندر بنتا ہے۔جو باہر سے بچے آتے ہیں ان کا علیحدہ کوٹا ہے اس میں ٹیسٹ دے کر وہ بچہ آ سکتا ہے۔دوسری کلاسوں میں بھی اسی طرح جہاں کہیں کوئی جگہ موجود ہو، سیٹ خالی ہو تو اس کا بھی ٹیسٹ لے کر انہیں داخلہ دے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، شکریہ۔

مہر اشتیاق احمد: آپ نے اس کا کوئی تناسب رکھا ہوا ہے؟ فرض کیا جیسا کہ دوسرے کالجوں میں ہوتا ہے کہ اولڈ سٹوڈنٹ ہے اور اس کے 460 نمبر ہیں اور جو نیا آیا ہے اس کے لئے 500 نمبر۔ کیا آپ نے بھی کوئی اس طرح سے میرٹ رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کوئی تناسب رکھا ہوا ہے۔ ایل ڈی اے کا کتنے فیصد کوٹا ہے اور دوسروں کا کتنا کوٹا ہے۔ ویسے تو یہ نیا سوال بنتا ہے اگر تفصیل موجود ہے تو بتا دیں ورنہ۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ایل ڈی اے میں تو کوئی اور کام میرٹ پر نہیں ہوتا، بچوں کو کس طرح میرٹ پر داخلہ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ تشریف رکھیں اور آپ جواب سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! اس میں یہ ہے کہ جو بھی بچہ ہو اس کے لئے چالیس فیصد نمبر لینا ضروری ہوتے ہیں۔ باقی اس میں ایسی تو کوئی بات ہے نہیں وہی صورتحال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ تھا کہ سیٹیں مخصوص ہیں کہ اتنے فیصد ایل ڈی اے کے ملازمین کے بچوں کی ہوں گی اور باقی اوپن میرٹ پر آئیں گے۔ بہر حال یہ نیا سوال بنتا ہے بعد میں آ جائے گا۔ اگلا سوال بھی مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب! میں یہ سوال put نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال آپ نہیں کرنا چاہ رہے؟

مہر اشتیاق احمد: نہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: On his behalf (معزز رکن نے جناب سمیع اللہ خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2600 دریافت کیا)

جناب سپیکر: پہلے نمبر پکاریں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: سوال نمبر 2600 ہے۔ جس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شاہدرہ لاہور میں فراہمی آب کے ٹیوب ویلوں کی تعداد اور دیگر تفاصیل

*2600 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شاہدرہ لاہور میں کتنے ٹیوب ویل واسا اور کتنے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام عوام کو پینے کا پانی مہیا کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ٹیوب ویلوں میں سے اکثر کا پانی مضر صحت ہے؟ اگر یہ درست ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) کیا واسا لاہور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے ٹیوب ویل کو اپنے زیر انتظام لینے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

(د) واسا لاہور، شاہدرہ میں رواں مالی سال کے دوران کتنے نئے ٹیوب ویل نصب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) شاہدرہ میں اس وقت واسا کے 18 ٹیوب ویل رہائشیوں کو پانی فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا ایک دو کیوسک کا ٹیوب ویل جو کہ یو سی 1 اور 8 کے علاقہ فضل پارک میں چل رہا ہے اور یہ ٹیوب ویل علاقے کے نمائندے کمیونٹی سسٹم کے تحت چلا رہے ہیں اور یہ ٹیوب ویل فضل پارک کے ایک علیحدہ واٹر سپلائی نیٹ ورک کو پانی سپلائی کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ ان ٹیوب ویلوں کا پانی مضر صحت ہے۔ جہاں تک پانی کی کوالٹی کا تعلق ہے ان ٹیوب ویلوں کا پانی حفظان صحت کے مطابق ہے۔ واسا ان ٹیوب ویلوں کے سورس سے پانی کے نمونہ جات لیتا ہے، اور ان کو ٹیسٹ کرتا رہتا ہے جو کہ WHO کی گائیڈ لائن کے مطابق ہے۔

(ج) واسا اس ٹیوب ویل کو لینے کے لئے تیار ہے، مگر مقامی نمائندے جن کے زیر انتظام یہ ٹیوب ویل چل رہا ہے واسا کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

(د) واسالاہور نے حال ہی میں تین نئے ٹیوب ویل قیصر ٹاؤن، شاہدرہ ٹاؤن اور عزیز کالونی میں لگائے ہیں جو علاقہ کو پانی فراہم کر رہے ہیں اس کے علاوہ جیا موسیٰ میں بھی ایک ٹیوب ویل کی تنصیب کا کام جاری ہے۔ جہاں تک رواں مالی سال میں نئے ٹیوب ویل لگانے کا تعلق ہے، کیونکہ شاہدرہ کی آبادی اور واسا کی حدود بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے پیش نظر آئندہ سال بیگم کوٹ، کالا خطائی روڈ اور پیڈ پنڈ میں ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت پڑے گی جس کا انحصار فنڈز کی دستیابی پر منحصر ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! جز (ب) کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ واسا ان ٹیوب ویلوں کے source سے پانی کے نمونہ جات لیتا ہے، ان کو ٹیسٹ کرتا رہتا ہے جو کہ WHO کی گائیڈ لائن کے مطابق ہے۔ اس میں ایک تو یہ فرمادیں کہ ٹیسٹ کتنے عرصے کے بعد کرتے ہیں اور کونسی لیبارٹری سے کرواتے ہیں۔ نمبر 2 پنجاب میں جو سب سے بڑی واردات ہے کیونکہ پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے consumers بھی زیادہ ہیں نیسلے اور ان جیسی تمام کمپنیوں کے پانی فیل ہو چکے ہیں اس بارے میں بھی یہ بتادیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! میں سمجھا نہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ آپ جو پانی لیبارٹری سے ٹیسٹ کرواتے ہیں یہ کتنے عرصے کے بعد ٹیسٹ کرواتے ہیں اور کونسی لیبارٹری ہے جہاں سے یہ ٹیسٹ ہوتا ہے، آخری ٹیسٹ جو آپ نے کروایا وہ کب کروایا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! یہ تو پھر ایک علیحدہ سوال ہے۔ واسا اس سلسلے میں موجود ہے۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا simple سوال تھا کہ آپ اس کا سالانہ لیبارٹری سے ٹیسٹ کرواتے ہیں یا چھ مہینے کے بعد کرواتے ہیں اور یہ کب ہوا ہے اور کس لیبارٹری سے ہوا ہے؟ یہ کہہ دیں کہ پی سی ایس آئی آر سے ہوا ہے۔ سال میں ہم نے دو دفعہ کروایا ہے اور آخری جون میں ہوا تھا۔ ابھی ان کے پاس چٹ آ گئی ہے اور وہ یہ بتا بھی دیں گے۔

جناب سپیکر: کتنے عرصے بعد ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! اے ایس اے ہماری لیبارٹری ہے اور اس سے ہم ٹیسٹ کرواتے ہیں اور یہ سالانہ ٹیسٹ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کب ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: سالانہ ہوتا ہے۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! لاہور سے لے کر گجرات تک کسی موضع کا پانی صحیح نہیں رہ گیا۔ موصوف نے یہ جو بیان فرمایا ہے اس ضمن میں میری یہ گزارش تھی کہ بین الاقوامی کمپنیاں سال میں یا ایک مہینے میں ایک ارب روپے کا ہمارا ہی پانی ہمیں بیچ رہے ہیں اور بین الاقوامی معیار کے مطابق Nestley والوں کا پانی صرف ایک یا دو sample پاس ہوا ہے۔ یہ بتادیں کہ کونسی کمپنی کے sample فیل ہو گئے، کونسے پاس ہوئے؟ لاہور سے گجرات تک تمام پٹی کا پانی کہیں بھی صحیح نہیں رہ گیا۔ ابھی یہ جو کہہ رہے ہیں کہ سال میں ٹیسٹ کراتے ہیں۔ سال میں کیا، انہوں نے آج تک وہ ٹیسٹ نہیں کرایا حالانکہ اس میں کہا گیا کہ W.H.O کے اصولوں کے مطابق کروایا گیا ہے۔ یہ سوال اڑھائی سال سے pending ہے اور ہم پانی کے معاملے میں مطمئن نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری سے میں گزارش کروں گا کہ آپ پانی کی testing کے بارے میں ذرا احتیاط برتیں کیونکہ ہیپاٹائٹس وغیرہ کی بیماری اسی وجہ سے پھیل رہی ہے۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ہم بازار سے آج کل جو branded پانی لے رہے ہیں اس کے بارے میں ایوان کو آگاہ کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ پریذیڈنٹ کا بھی پروگرام ہے۔ ان کا بھی اصرار ہے لیکن محکمہ اس کے annual test کرواتا ہے اور ہم ensure کرواتے ہیں کہ باقاعدہ اے۔ ایس۔ اے لیبارٹری سے ٹیسٹ ہوتے ہیں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی کوئی ضرورت ہے تو پھر یہ کرواتے ہیں۔ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کی direction پر بوتل سپلائی کے حوالے سے غور ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، امجد حمید دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! ایک بڑیpainful بات ہے جس کا آپ کے ساتھ، اپوزیشن کے ساتھ اورtreasury benches کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ وزراء کی ایک ریگولر آرمی ہے لیکن انہوں نے معمول بنا رکھا ہے کہ یہ حاضر نہیں ہوتے اور ان کے پارلیمانی سیکرٹری انہیں representکرتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری بیچارے کیا کریں یہ ادھر دیکھتے ہیں کہ جو سیکرٹری آیا بیٹھا ہے وہ چٹ پر کیا لکھ کر بھیجتا ہے اور پھر ان کا طریق کار یہ ہے کہ کسی ممبر کا کام نہیں کرنا۔ میں نے ڈھکو صاحب سے پوچھا کہ تمہارے کہنے سے کوئی تبادلہ ہوتا ہے؟ کہتا ہے کہ یہ بے اختیار ہیں یہ تو چپڑاسی کو بھی تبدیل نہیں کر سکتے۔ اگر یہ چپڑاسی کو تبدیل نہیں کر سکتے تو غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ مستعفیٰ ہو جائیں۔ ان میں سے کچھ وزراء کو احساس ذمہ داری ہے۔ کل وزیر رانجھا صاحب حاضر نہیں ہوئے وہ کسی ہیر کی تلاش میں پھر رہے تھے اور ان کے بجائے کلو صاحب کھڑے ہوگئے۔ آج علی رضا کی جگہ یہ پارلیمانی سیکرٹری کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہ بیچارے یتیموں کی طرح سیکرٹری کی طرف دیکھتے تھے۔

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ جی۔next question لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: یہ پارلیمانی سیکرٹری اپنی تنخواہ حلال کر رہے ہیں، وزراء کو کہیں کہ وہ بھی اپنی تنخواہ حلال کریں۔ اگر ہمیں کام ہو تو ہم کس سے بات کریں؟ ہم ان کے گھروں پر جائیں کہ ہم ان کے بابا کے نوکر ہیں کہ یہاں نہیں آتے اور ممبروں کے کام نہیں کرتے۔ تبادلے کے لئے کہو تو کہتے ہیں کہ ہمارے سیکرٹری کو لکھوا دیں۔ پتا نہیں سیکرٹری پھر انہیں یاد نہیں کراتا یا ان کی نیت خراب ہے؟ You are custodian of the House.ان کو سیدھا کریں۔ آپ انہیں اس طرح سے سیدھا کر سکتے ہیں کہ اگر اپوزیشن کو بے لگام کر دیں تو ان کے ہوش ٹھکانے آ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میں آئندہ امید کرتا ہوں کہ وزراء صاحبانHouse میں حاضر رہا کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! محترم دستی صاحب نے پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے "یتیموں کی طرح" کے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: جناب لالہ شکیل الرحمٰن!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔nextبھی لالہ شکیل الرحمٰن!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں۔nextجناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Question No. 3129 ہے۔

چک نمبر 46-43 شمالی سرگودھا میں ایکوائر کئے گئے

سرکاری وغیر سرکاری رقبہ کے معاوضہ کا مسئلہ

*3129: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب محکمہ ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ نے 6۔جون 1976 کو کتنا رقبہ، موضع چک 46-43 شمالی سرگودھا کا سرکاری یا غیر سرکاری ایکوائر کیا تھا؟

(ب) کیا اس رقبہ کی محکمہ ہاؤسنگ نے محکمہ کالونیز اور تمام پرائیویٹ لوگوں کو جن کی زمین ایکوائر کی گئی تھی معاوضہ ادا کر دیا ہے یا نہیں؟

(ج) کیا ایکوائر شدہ رقبہ کا محکمہ ہاؤسنگ کے نام انتقال اراضی ہو چکا ہے اگر انتقال نہ ہوا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) محکمہ ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ نے 6۔جون 1976 کو چک نمبر 46-43 شمالی سرگودھا کا 212۔ایکڑ 6 کنال 10 مرلہ غیر سرکاری جبکہ 179۔ایکڑ 4 کنال 10 مرلہ سرکاری رقبہ ایکوائر کیا۔

(ب) پرائیویٹ مالکان اراضی ماسوائے جن کے کیس عدالتوں میں چل رہے ہیں کو معاوضہ ادا کر دیا گیا، سرکاری رقبے (179۔ایکڑ 4 کنال 10 مرلہ) کی قیمت ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو ادا کی جا چکی ہے۔

(ج) ایکوائر شدہ رقبہ کا انتقال محکمہ ہاؤسنگ کے نام کروانے کے لئے محکمہ مال سے رجوع کیا جا چکا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پنجاب میں گورنمنٹ کی یہ ایک عادت سی بن گئی ہے کہ جب پرائیویٹ لوگوں سے کوئی زمین acquire کرتے ہیں تو وہ لوگ رُل جاتے ہیں لیکن انہیں زمین کی قیمت نہیں دی جاتی۔ 1976 میں انہوں نے سرگودھا میں ایک زمین acquire کی تھی اور

اس کی حالت یہ ہے کہ ابھی تک انہوں نے ان پرائیویٹ لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا۔اب یہ کہہ رہے ہیں کہ کیس عدالتوں میں ہیں اس لئے اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کتنے لوگوں کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کا سوال کافی پرانا تھا۔ اب fresh position یہ ہے کہ عدالتوں میں جو معاملات تھے وہ طے ہو چکے ہیں۔ محکمہ بالکل تیار ہے جو کوئی بھی property right لینا چاہے وہ apply کر سکتا ہے لیکن وہ دو چیزیں دے دے کہ اگر اس کے کوئی dues ہیں تو وہ clear کر دے اور ساتھ ہی compeletion certificate دے دے تو محکمہ بالکل تیار ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ابھی کوئی کیس زیر سماعت نہ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف یہ تھا کہ یہ floor پر یقین دہانی کرائیں کہ جتنے لوگوں کی زمین acquire کی گئی تھی اور انہیں معاوضہ دینا تھا انہوں نے ان سب کو معاوضہ ادا کر دیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ حکومت کے ذمے جن کا معاوضہ ہے وہ لے سکتے ہیں لیکن ابھی کوئی کیس زیر سماعت نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کبھی یہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے پیسے حکومت کے پاس ہوں اور وہ گھر میں بیٹھ جائے کہ میں پیسے نہ لوں یہ کبھی ہوا ہے، ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ انہوں نے کہا ہے کہ کیس ختم ہو گئے ہیں اور ہم نے پیسے دے دیئے ہیں۔ یہ House میں یہ surity دیں کہ انہوں نے تمام پرائیویٹ لوگوں کو معاوضہ ادا کر دیا ہے۔ اگر نہیں کیا تو یہ مجھے بتا دیں کہ ایک مہینے یا دو مہینے میں انہیں پیسے دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جو بھی رقبہ acquire ہوتا ہے اس کی ایک cost بنتی ہے اور وہ چند لوگ جو litigation میں گئے تھے وہ اس معاوضے سے اتفاق نہیں کرتے تھے۔ وہ پھر عدالت میں چلے گئے اسی لئے ان کا معاوضہ

رکا تھا کہ وہ زیادہ demand کر رہے تھے۔ ویسے صورتحال یہ ہے کہ بہت زیادہ پہلے ہی لے چکے تھے۔ زمین جو بھی acquire ہوئی تھی اس کے حساب سے ہم نے معاوضہ دے دیا ہے اس میں اب کوئی ایسا problem نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ جو litigation میں گئے تھے انہیں محکمہ کی طرف سے کب تک معاوضہ مل جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! مل چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کچھ رہ بھی تو گئے ہوں گے یا 100 فیصد کو مل چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! کچھ نہیں رہا۔ جن کے کیس تھے وہ ابھی کوئی دو مہینے پہلے طے ہوئے ہیں اگر کوئی ایک آدھ رہ گیا ہے تو وہ apply کرے ہم ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ دو طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ ایک کہہ رہے ہیں کہ کیس ختم ہو گئے ہیں اور ہم نے پیسے دے دیئے ہیں۔ پھر جب جناب نے پوچھا کہ آپ نے سب کے پیسے دے دیئے ہیں تو یہ کہتے ہیں جی کہ تقریباً۔ یہ تقریباً اور پورے پیسوں میں فرق ہے یہ یہاں پر کوئی سٹیٹمنٹ دیں یہ بڑی آسان بات ہے کہ ہم نے سب لوگوں کا معاوضہ ادا کر دیا ہے۔ جن کا رہ گیا ہے ان کا ایک مہینے میں یا دو مہینے میں یہ معاوضہ دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: میں on the floor of the House یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ دو مہینے کے اندر جس کا بھی معاوضہ رہتا ہے وہ آئے ہم اسے بالکل دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آنے والا معاملہ بڑا خطرناک ہے کہ وہ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر میرے پیسے گورنمنٹ کی طرف ہیں اور میں نے لینے ہیں تو میں کیسے گھر میں بیٹھ جاؤں گا میں ضرور لوں گا۔ یہ کم از کم خود ان کو اطلاع کریں کہ کیس ختم ہو گئے ہیں لہذا آپ اپنے پیسے لے لیں۔ یہ مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ یہ دو ماہ میں ان کو پیسے واپس دے دیں گے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! ان کا یہ جواب تو ٹھیک ہے کہ پیسے لینے والا آئے گا تو پیسے ملیں گے لیکن ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ دو مہینے کے اندر ان کو اطلاع کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: میں اس کو خود take up کرتا ہوں اور اسے میں خود دیکھ لوں گا کہ ہم انھیں اطلاع کردیں کہ آپ آئیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال جناب ارشد بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر3130

نیو سیٹلائیٹ سکیم سرگودھا۔پلاٹوں کی صورتحال اور اندراج ملکیت کا مسئلہ

*3130: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ کی نیو سیٹلائیٹ سکیم سرگودھا میں اس وقت کتنے گھر بن چکے ہیں اور کتنے پلاٹ خالی پڑے ہیں؟

(ب) کیا ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں ان لوگوں کا ملکیت کے خانہ میں اندراج ہو چکا ہے جنہوں نے خرید کردہ پلاٹوں کی رقم بے باق کردی ہے اگر اندراج نہ کیا گیا ہے تو وجہ بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) محکمہ ہاؤسنگ کی نیو سٹیلائیٹ ٹاؤن سکیم سرگودھا میں4800 گھر بن چکے ہیں جبکہ532 پلاٹ خالی پڑے ہیں۔

(ب) مذکورہ سکیم کے پلاٹوں کی حتمی قیمت کا تعین کر دیا گیا ہے۔ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے محکمہ ہاؤسنگ کے نام زمین کی mutation کے لئے رجوع کیا جا چکا ہے جو نہی اس کا فیصلہ ہوا، الاٹیوں کو sale deeds جاری کر دیئے جائیں گے جس کے بعد پلاٹوں کی ملکیت کی بابت اندراج ریونیو ریکارڈ میں ہو سکے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے محکمہ ہاؤسنگ کے نام زمین mutation کے لئے رجوع کیا جا چکا ہے۔جو نہی اس کا فیصلہ ہوگا الاٹیوں کو sale deed جاری کر دی جائے گی۔میرا سوال یہ ہے کہ یہ سوال کافی عرصے کا ہے، کیا اس وقت محکمہ ہاؤسنگ کے نام mutation ہو چکی ہے اگر ہو چکی ہے تو کیا یہ الاٹیوں کو sale deeds جاری کر دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں حتمی قیمت کا تعین ہو گیا ہے، زمین ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہی دیتا ہے، mutation کے لئے ہم نے انھیں کہہ دیا ہے اس میں

اب کوئی خاص دیر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ mutation ہو چکی ہے یا ابھی نہیں ہوئی، جب آپ نے جواب دیا تھا تو اس وقت آپ نے رجوع کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: mutation ہو چکی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں کہا ہے کہ mutation ہو گی تو ہم ان الاٹیوں کو sale deed جاری کر دیں گے، یہ کب تک ان کو جاری کر دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! sale deed کے لئے جب بھی کوئی الاٹی رجوع کرتا ہے تو اسے sale deed جاری کی جاتی ہے۔ جب کوئی ہم سے رجوع کرتا ہے تو ہم اسے جاری کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ جب کوئی آپ سے رجوع کرے گا تو اس کو sale deed جاری کر دی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ کنول نسیم صاحبہ کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: On her behalf.Question No.3250 (معزز رکن نے محترمہ کنول نسیم کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3250 دریافت کیا)

کلیم شہید پبلک پارک فیصل آباد کی بحالی اور ترقی کا مسئلہ

*3250: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلیم شہید کالونی نڑ والا فیصل آباد سے ملحق کلیم شہید پبلک پارک 52 ایکڑ وسیع رقبہ پر بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پارک عرصہ دس سال سے فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی عدم توجہ کا شکار ہے اور کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والا شہر کا سب سے بڑا تفریحی پارک ویرانے کی شکل اختیار کر گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پارک کی بہتری کے لئے اقدامات اٹھانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے مزید یہ کہ ایف۔ڈی۔اے نے یہ پارک 1988-89 میں 140 لاکھ روپے کی لاگت سے develop کیا۔

(ب) درست نہ ہے۔ ایف۔ڈی۔اے اس دوران اپنے وسائل (own sources) سے ہر مالی سال میں بجٹ میں مختص فنڈز سے پارک کی دیکھ بھال کرتا رہا ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال میں 2 لاکھ روپے بجٹ میں مختص ہیں اور آج کل بھی اس کی مناسب دیکھ بھال جاری ہے تاہم موجودہ تبدیل شدہ صورتحال یعنی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2000 کے بعد ایسی دیکھ بھال کی ذمہ داری متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے فرائض میں شامل ہے جس کے لئے دونوں اداروں میں گفت و شنید جاری ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک پارک جو 52 ایکٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے کی لاگت سے تقریباً پندرہ سال پہلے بنایا گیا تھا۔ اس کے جز (ب) میں سوال کیا گیا ہے کہ یہ پارک عدم توجہ کا شکار ہے اور یہ سب سے بڑا تفریحی پارک ویرانے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس کے جز (ج) کے جواب میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس کی improvement کے لئے صرف دو لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ دو لاکھ روپے سے 52 ایکٹر پر پھیلے ہوئے پارک کی کیا improvement ہو سکتی ہے، اتنے بڑے شہر کے لئے ایک ہی پارک ہے تو اس کو بہتر بنانے کے لئے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس پارک پر 2003-04 میں تین لاکھ پچاس ہزار روپے خرچ کئے تھے۔ 2004-05 میں پانچ لاکھ روپے رکھے تھے اور موجودہ سال 2005-06 میں اس کے لئے ہم نے دس لاکھ روپے رکھے تھے۔ اس کے علاوہ ہارٹیکلچر اور خوبصورتی کے لئے بھی ہم نے پندرہ لاکھ روپے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب! یہ رقم تو کافی مناسب ہے۔ اگلا سوال چودھری عبدالغفور خان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں پر خواتین موجود نہیں ہیں کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے کیونکہ House میں ان کی موجودگی ہمیشہ یقینی رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو لاء منسٹر صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کل آپ کے بعد رائے اعجاز صاحب جب چیئر کر رہے تھے تو ڈاکٹر فرزانہ نے ہمارے کچھ دوستوں کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کیا تھا بلکہ بے چاری بڑی افسردہ بھی تھیں اور پریشان بھی تھیں تو آج شاید اس وجہ سے خواتین نہیں آئیں۔ میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب سے کہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے دریافت کر لیتے ہیں۔ راجہ صاحب! معزز رکن کھوکھر صاحب نے ایک سوال کیا ہے کہ آج حکومتی بنچوں کی خواتین ایم۔پی۔ایز تشریف فرما نہیں ہیں، کوئی ایک بھی نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں ابھی چیک کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 3346 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں کیمیکل ملے پانی کے نکاس سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*3346: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر کا گندہ پانی ایک سیم نالہ کے ذریعے دریائے چناب میں گرایا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سیم نالہ میں فیصل آباد کی سینکڑوں فیکٹریوں کا کیمیکل ملا پانی بھی ہوتا ہے جو کہ مضر صحت ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پانی کی وجہ سے اس سیم نالہ کے ارد گرد ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی بنجر اور سیلاب زدہ ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کیمیکل ملے گندے پانی کی وجہ سے اس دریا میں موجود آبی جانور اور اس میں پانی پینے کے لئے آنے والے جانور مر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ فیصل آباد شہر کا زیادہ تر گندہ پانی بذریعہ ٹریٹمنٹ پلانٹ جو کہ 450۔ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے ایک بڑے ڈسپوزل کے ذریعے جس کا ڈسچارج 100 کیوسک ہے اس میں سے 40 کیوسک تک ٹریٹمنٹ کے بعد سیم نالہ پہاڑ نگ ڈرین میں جاتا ہے جو آگے دریائے چناب میں جا کر ملتا ہے۔

(ب) جو فیکٹریاں از خود اس نالہ میں براہ راست فیکٹریوں کا آمیزش شدہ پانی ڈالتی ہیں ان سے واسا کا کوئی تعلق نہ ہے۔ البتہ جو فیکٹریاں واسا کے سیور نظام کے ساتھ منسلک ہیں ان کا کیمیکل ملا پانی سیم نالہ کے ذریعے دریائے راوی اور چناب میں ڈالا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ فیکٹریوں کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ ایسا آلودہ پانی صاف کر کے واسا کے نظام میں ڈالیں۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ واسا کے اس پانی سے سینکڑوں ایکڑ اراضی جہاں نہری پانی دستیاب نہ ہے کو قابل کاشت لایا گیا ہے اور یہ پانی بذریعہ نیلام فروخت کیا جاتا ہے جس میں زمیندار بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اس سے واسا کو معقول ریونیو بھی حاصل ہوتا ہے اور ملک کو غذائی اجناس میں خود کفیل کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک زرعی انجینئر مسٹر ایم۔اے والہ کی رپورٹ کے مطابق یہ پانی نہایت کارآمد ہے۔

(د) دریائے چناب میں واسا کا زیادہ تر پانی بذریعہ ٹریٹمنٹ پانڈ پہاڑ نگ ڈرین کے ذریعہ جاتا ہے لہذا واسا فیصل آباد کے گندے پانی سے دریائے چناب میں آبی جانوروں کے مرنے کا

کوئی خطرہ نہ ہے۔

(ہ) واسا کے متعلق نہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (ج) میں انھوں نے لکھا ہے کہ اس پانی سے سینکڑوں ایکڑ اراضی جہاں نہری پانی دستیاب نہ ہے کو قابل کاشت لایا گیا ہے اور بذریعہ نیلام پانی فروخت کیا جاتا ہے تو میری گزارش ہے کہ یہ بتادیں کہ اس سے واسا کو کتنا ریونیو اکٹھا ہوتا ہے اور کس کس علاقے کو یہ سیراب کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میرے پاس موجود جو جواب ہے اس میں فیصل آباد میں پانی کی نکاسی کے حوالے سے ہے کہ اس کا پانی دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس کا ایک حصہ مشرق کی جانب ہے جس کا نکاس بذریعہ مدوآنہ ڈرین دریائے راوی میں ہوتا ہے اور دوسرا حصہ مغرب کی جانب ہے جس کا نکاس بذریعہ پہاڑ نگ ڈرین دریائے چناب میں ہوتا ہے۔ مشرق کی جانب پانی کی ٹریٹمنٹ کا کوئی انتظام نہ ہے جبکہ مغربی حصہ کا تقریباً 20 فیصد ٹریٹ کیا جاتا ہے جس میں زیادہ تر نیلام کرکے کاشتکاری کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ مغربی حصہ کا بقیہ 80 فیصد پانی بغیر ٹریٹمنٹ کے دریائے چناب میں چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ یہ جو پانی آپ بیچتے ہیں اس کا ریونیو اندازاً ایک سال میں کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا بنتا ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤسنگ والے کرتے ہیں یا ریونیو والے کرتے ہیں۔ پانی تو آپ نیلام کرتے ہیں ریونیو والے تو نہیں کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! نیلام یقیناً ہمارا محکمہ ہی کرتا ہے لیکن اس کی تقسیم ترسیل اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔

جناب سپیکر: اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ شاہ صاحب! آپ کا یہ سوال تھا کہ کونسے حصے کو یہ پانی سیراب کرتا ہے؟ آپ نے سن لیا ہے کہ فیصل آباد کا ایک مشرقی حصہ ہے اور ایک مغربی حصہ ہے، باقی آپ کا یہ سوال کہ کتنا ریونیو جمع ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ اریگیشن سے متعلقہ ہے۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ آدھا پانی مشرق کو جاتا ہے، آدھا مغرب کو جاتا ہے۔ سیراب کرنے کا نہیں بتایا انہوں نے کہا ہے کہ راوی کے لئے ہم مشرق کی سائیڈ پر لے جاتے ہیں اور چناب میں جو پانی ڈالتے ہیں وہ مغرب کو لے کر جاتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس میں سیراب کون کونسا علاقہ ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: یقیناً ظاہر بات ہے کہ جو مغربی سائیڈ پر پانی جا رہا ہے وہ مغربی حصے کو سیراب کرے گا وہ مشرقی حصے کو تو نہیں کرے گا۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! وہ سارا گندہ پانی آپ کے حلقے سے گزر کر جاتا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ اس نہر پر کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ نہر 20 فٹ گہری ہے وہاں سے کسی رقبے کو پانی نہیں ملتا۔ آپ بھی جانتے ہیں۔ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں اور آپ ان کو shelter دے رہے ہیں۔ انہیں کہیں کہ جواب تو صحیح دیں۔ واسا پانی نیلام کرتا ہے اور ریونیو C.B.R اکٹھا کرتا ہے وہ ذرا clear تو بتا دیں۔ دو سال کے بعد جواب آیا ہے۔ میرے حلقے میں اس پانی سے اتنا تعفن پھیلتا ہے، اتنی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ میرا حلقہ بنجر ہو گیا ہے وہاں پر سیم نکل آئی ہے اور انہوں نے دومنٹ میں اپنے جواب میں کہا ہے کہ 40 فیصد پانی ہم ٹریٹمنٹ کرتے ہیں اور 60 فیصد نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ 20 فیصد کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضٰی: جواب میں 40 فیصد لکھا ہوا ہے اور زبان سے وہ 20 فیصد کہتے ہیں۔ انہیں جواب تو دے لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس حوالے سے جو یہ کہہ رہے ہیں میرے پاس 20 فیصد ہی موجود ہے، ادھر جواب بھی یہی ہے شاید misprint ہو گیا ہے۔

سید حسن مرتضٰی: یہ جواب پڑھ دیں خود بخود پتا چل جائے گا کہ 40 فیصد ہے یا 20 فیصد ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب تفصیل سے پڑھ دیں۔ آرڈر پلیز۔ ذرا سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: یہ درست نہ ہے۔ فیصل آباد شہر کا زیادہ تر گندہ پانی بذریعہ ٹریٹمنٹ پلانٹ جو کہ 450 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے ایک بڑے ڈسپوزل کے ذریعے جس کا ڈسچارج 100 کیوسک ہے اس میں سے 40 کیوسک تک ٹریٹمنٹ کے بعد سیم نالہ پہاڑنگ ڈرین

میں جاتا ہے جو آگے دریائے چناب میں جا کر ملتا ہے۔اس میں یہی ہے کہ اس کی percentage 20 percent ہے،وہ کیوسک کا بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر:آپ پورا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جو فیکٹریاں از خود نالہ میں براہ راست فیکٹریوں کا آمیزش شدہ پانی ڈالتی ہیں ان سے واسا کا کوئی تعلق نہ ہے۔البتہ جو فیکٹریاں واسا کے سیور نظام کے ساتھ منسلک ہیں ان کا کیمیکل ملا پانی سیم نالہ کے ذریعے دریائے راوی اور چناب میں ڈالا جاتا ہے اس سلسلہ میں مذکورہ فیکٹریوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ایسا آلودہ پانی صاف کر کے واسا کے نظام میں ڈالیں۔

جناب سپیکر!ابھی تین مہینے پہلے ہماری میٹنگ میں ڈیپارٹمنٹ نے نوٹس لیا ہے، منسٹر صاحب نے نوٹس لیا ہے اور ایک کمیٹی بن چکی ہے۔ہم اس میں by-laws بھی بنا رہے ہیں۔ڈی۔جی ہاؤسنگ اس کے انچارج ہیں۔بے شمار فیکٹریاں ہیں اور ہر فیکٹری کا کیمیکل یا ان کا waste مختلف ہوتا ہے۔ہم ان کے لئے اس طرح کا کوئی فارمولا طے کر رہے ہیں کہ پہلے ہم laws بنا لیں پھر ہم انشاء اللہ انہیں enforce بھی کریں کہ وہ اپنا پانی واسا کے نظام میں ڈالیں۔

رانا آفتاب احمد خان:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر:جی،رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان:جناب سپیکر!یہاں پر فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ 80 فیصد پانی without treatment جا رہا ہے۔naturally وہ سیم سے آگے دریا میں جا رہا ہے، دریا سے پھر نہروں میں آ رہا ہے۔آپ دیکھیں کہ انہوں نے یہاں خود on the floor of the House کہا ہے کہ دو فیکٹریوں نے بغیر اجازت کے لگایا ہے۔پہلے نمبر پر یہ کہ انہوں نے ان فیکٹریوں کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے؟ دوسرے نمبر پر یہ کہ اس پانی کے لئے یہ کیا حفاظتی تدابیر اختیار کر رہے ہیں کہ without treatment پانی آگے نہ آ سکے اور یہ اس کی وضاحت کر دیں کہ گورنمنٹ کی اس میں کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:جناب سپیکر!اس میں عرض یہ ہے کہ چیف منسٹر پنجاب کی ورلڈ بنک کے ساتھ ایک میٹنگ بھی ہو چکی ہے۔ہم پنجاب کے پانچ بڑے شہروں جن

میں فیصل آباد بھی شامل ہے، چار اور بھی شہر ہیں جن کی ہم ایک feasibility report تیار کروا رہے ہیں لیکن یہ بہت بڑا costly منصوبہ ہے۔ ایک کیوسک پانی کو treat کر کے اس کے after treatment کے اخراجات ایک کروڑ روپے بنتے ہیں اور 100 کیوسک کے لئے تقریباً ایک ارب روپے بنتے ہیں۔ بہت بڑی amount ہونے کے باوجود چیف منسٹر نے ایک step لیا ہے، ورلڈ بنک کے تعاون سے ہم اس کی feasibility report تیار کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ایک کروڑ روپیہ لگتا ہے ان کو یہ نہیں پتا کہ ہیپاٹائٹس سے کتنے لوگ مر رہے ہیں۔ آپ کی فیصل میں واٹر level کیا جا رہا ہے آپ دیکھیں کہ ہیپاٹائٹس کی vaccination غریب آدمی afford نہیں کر سکتا لیکن liver transplant کے لئے ایک ایک کروڑ روپیہ امیر بندہ لگا سکتا ہے۔ آپ نے بڑے آرام سے کہہ دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ Government should take cognizance of it کہ اگر پینے کا پانی مہیا نہیں کر سکتی تو روٹی تو وہ خود کما کر کھائے گا۔ Government should ensure کہ لوگوں کو کم از کم پینے کا پانی اور فصلوں کے لئے پانی ٹھیک مل جائے اس کی وضاحت کر دیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ارب روپے لگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پچاس ارب روپے بھی لگتے ہیں تو That should be the top priority.

جناب سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ پانچ بڑے شہروں میں گورنمنٹ کام کر رہی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا ہے کہ ٹریٹمنٹ پلانٹ جو کہ 450 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے ایک بڑے ڈسپوزل کے ذریعے جس کا ڈسچارج 100 کیوسک ہے۔ یہ بتا دیں کہ ٹریٹمنٹ کے بعد اس کی ٹیسٹ رپورٹ کیا ہے اور آخری دفعہ کب ہوئی؟ اگر انہوں نے غلط جواب دیا تو میں تحریک استحقاق دوں گا۔ میں آج اس کو چیک بھی کراؤں گا۔

جناب سپیکر: وہ جواب اس لئے نہیں دیں گے کہ یہ fresh question بنتا ہے۔ غلط جواب دے کر وہ تحریک استحقاق نہیں دلوانا چاہتے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اگر ایوان کو آگاہ نہیں کریں گے تو یہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ محکمہ فوڈ بھی اسی طرح ظلم وزیادتی کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! یہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ بہت ظلم وزیادتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: وزیر صاحب جیہڑے بڑے سیانے زمیندار سن، فردز مین دا اوہناں سانوں طریقہ نئیں دسیا، جیہڑا گندہ پانی اے اج اوہدا ٹریٹمنٹ دا طریقہ نئیں دسن گے۔ جے ساڈی ایہہ حالت اے تے عام پنجاب دا layman کدھر جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ واسا کے متعلق نہ ہے۔ جتنے بھی جز ہیں سب کا جواب دے کر آخر میں کہہ رہے ہیں کہ واسا کے متعلق نہ ہیں۔ ذرا اس کی وضاحت کر دیں گے کہ یہ کیسے واسا کے متعلق نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ جواب دے رہا ہوں۔ پانی treat کرنے کے حوالے سے جواب دے رہے ہیں۔ یہ clerical mistake ہے، غلطی سے misprint ہو گیا ہے۔ جواب تو ویسے بھی ہم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ clerical mistake ہو گئی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس کی درستی کروا لیں۔

جناب سپیکر: اس کی درستی کروا دیں۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 3356۔

گلی نمبر 2 مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں سیوریج کا مسئلہ

*3356: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 2 (حاجی جمال دین کریانہ سٹور) اور گلی نمبر 3 (مہر لطیف کریانہ سٹور) کی چوڑائی اور زمین کا عمومی لیول ملحقہ گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کے برابر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے گلی نمبر 1 کے علاوہ گلی نمبر 3 میں بھی سیوریج کے پائپ ڈال دیئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے ڈوبن پورہ کے نشیبی علاقے میں واقع گلی جامع مسجد ختم نبوت چوک بسم اللہ کریانہ سٹور اور ملحقہ گلیاں ڈوبن پورہ جن کی زمین کا عمومی لیول گلی نمبر 1 سے 7 فٹ نیچے ہے میں بھی سیوریج کے پائپ ڈال دیئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 2 میں بھی سیوریج کے پائپ ڈال کر اس گلی کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ڈوبن پورہ کے نشیبی علاقے میں واقع گلی مسجد ختم نبوت جو کہ بسم اللہ کریانہ سٹور اور ملحقہ گلیوں میں لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت سیوریج کے پائپ ڈلوائے ہیں۔

(د) واسا، ایل۔ڈی۔اے نے ڈوبن پورہ کی پوری آبادی میں سیوریج سسٹم ڈالنے کے لئے ایک P.C-I تیار کر کے ضلع حکومت کو بھیج دیا ہے، گلی نمبر 2 میں سیوریج پائپ ڈالنا بھی اسی P.C-1 کا حصہ ہے۔ P.C-1 کی منظوری اور ٹینڈر ہونے کے فوراً بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سیوریج سکیم سے متعلقہ یہ سوال تھا اور یہ سوال میں نے 2003-10-27 کو دیا تھا اور اس کا جواب جنوری 2005 میں موصول ہوا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ سیوریج سسٹم ڈالنے کے لئے ایک P.C-1 تیار کر کے ضلعی حکومت کو بھیج دیا ہے اور جب اس کی منظوری ہو جائے گی تو پھر اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ P.C-1 اب تک کس مرحلے میں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کا P.C-1 تیار ہو چکا ہے ہم بالکل اس پر جلد از جلد کام شروع کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اندازاً کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: بہت جلد شروع ہو گا۔

جناب سپیکر: دو ماہ، تین ماہ، چار ماہ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: تین چار ماہ بعد انشاء اللہ یہ مکمل ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ سوال محکمہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ اب جواب آنے میں دو سال لگے ہیں۔ اب جب انہوں نے جواب دیا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ P.C-1 بالکل تیار ہے اور بہت جلد منظوری کے بعد اس پر کام شروع ہو جائے گا تین سال کا عرصہ تو پہلے گزر گیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو انہوں نے تین چار ماہ کا بتا دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کا نوٹس لینا چاہئے یہ تو صرف ایک گلی کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کا سوال ہے کہ P.C-1 تیار ہوئے بھی تقریباً دس ماہ ہو چکے ہیں کیونکہ دس ماہ پہلے یہ جواب آیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ابھی اس کی منظوری ہونی ہے، ٹینڈر ہونے ہیں۔

جناب سپیکر: اب کس process میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کے فنڈز allocate ہو چکے ہیں اور ہم جلد ہی اس کا ٹینڈر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جلدی ٹینڈر ہو جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 3357 بھی رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 3357۔

گلی نمبر 2 مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور آب رسانی کا مسئلہ

*3357: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 2 (حاجی جمال دین کریانہ سٹور) اور گلی نمبر 3 (مہر لطیف کریانہ سٹور) کی چوڑائی اور زمین کا عمومی لیول ملحقہ گلی نمبر 1 (محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کے برابر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ واسا نے گلی نمبر 1 کے علاوہ گلی نمبر 3 میں بھی آب رسانی کے پائپ ڈال دیئے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 2 میں بھی آب رسانی کے پائپ ڈال کر اس گلی کے مکینوں کی مشکلات دور کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ واسا نے گلی نمبر 1 کے علاوہ گلی نمبر 3 میں بھی آب رسائی کے پائپ ڈالے ہیں۔

(ج) واسا نے گلی نمبر 2 میں جزوی طور پر آب رسائی کے لئے پائپ ڈال دیئے ہیں اور لوگ اس سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں جونہی فنڈز کی دستیابی ہو گی باقی ماندہ گلی میں بھی پائپ ڈال دیئے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں بھی وہی معاملہ ہے کہ فنڈز کی دستیابی ہو گی تو باقی ماندہ گلی میں پائپ ڈال دیئے جائیں گے۔ یہ جواب بھی آج سے تقریباً چھ سات ماہ پہلے کا ہے۔ اس کے بعد بجٹ تیار ہوا ہے اور فنڈز بھی allocate ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کی بھی تفصیل بتا دیں کہ فنڈز available ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جس وقت ان کا سوال آیا یقیناً اس میں سستی ہوئی ہے لیکن اب ہم ان کے دونوں مسائل حل کر رہے ہیں۔ میں نے اس کی پوری انکوائری کروائی اور میں on the floor of the House آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دونوں معاملات جلد حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نورالنساء ملک صاحبہ کا ہے۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال نمبر 3594 چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3594

پاکپتن اور عارف والا کے ماسٹر پلان بابت سیورج و پلنتھ لیول کا اجراء

*3594: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن اور عارف والا شہر کا ماسٹر پلان بابت سیورج و پلنتھ لیول بنایا گیا ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں، نہیں تو حکومت کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پاکپتن شریف کی چٹھی نمبر 405 مورخہ 05-11-2004 کے مطابق پاکپتن شریف کے پورے شہر کے لئے سیورج پلان نہ بنایا گیا ہے بلکہ N.E.S.P.A.K سے لی گئی رپورٹ کے مطابق کچھ ایریا کے سیورج پلان تیار کر کے بنچ مارک دیواروں پر نصب کر دیئے ہیں مزید براں پلنتھ لیول کا سیور لیول سے کوئی تعلق نہ ہے جبکہ عارف والا شہر کے لئے کوئی سیورج سکیم کے لئے ماسٹر پلان نہ تیار کیا گیا ہے۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ پاکپتن اور عارف والا کا کوئی ماسٹر پلان تیار نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی comment level نکالا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ہاں پاکستان میں جب بھی شہری سہولتیں مہیا کرنے کے لئے جو پلان بنائے جاتے ہیں وہ brackets and pieces میں بنائے جاتے ہیں۔ انہوں نے بھی یہاں پر فرمایا ہے کہ وہاں پر کچھ کچھ علاقوں کے پلان بنا کر ان پر عملدرآمد ہوا ہے جبکہ باقی علاقوں میں نہ ہے۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ یہ کب تک ارادہ رکھتے ہیں کہ پورے شہروں کے ماسٹر پلان بنا کر ایک ہی دفعہ پلاننگ ہو جائے تاکہ آہستہ آہستہ اس پر عملدرآمد ہوتا رہے اس سلسلے میں ہماری حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیانی صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ اس کا پلان بن چکا ہے جو ٹی۔ایم۔اے نے بنایا تھا جس کی لاگت 16 ملین روپے ہے۔ اس کا disposal station بن چکا ہے۔ 13 ملین کا کام ہو چکا ہے اور باقی کام جاری ہے جو کہ اگلے چار سے چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ میں نے ایک مخصوص علاقہ کا نہیں پوچھا، میں نے اس کے disposal کے بارے میں نہیں پوچھا۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ کیا ہمارے شہر کا ماسٹر پلان بنایا گیا ہے؟ ہمارے ضلع پاکپتن میں دو ہی بڑے شہر پاکپتن اور عارف والا ہیں میں نے ان کا پوچھا ہے کہ ان کے سیوریج پلان کے لئے یا باقی دیگر سہولیات کے لئے کوئی ماسٹر پلان بنایا گیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے pieces میں کچھ علاقوں کا بنایا ہے۔

جناب سپیکر: کیانی صاحب! وہ عارف والا اور پاکپتن دونوں کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں پورے پاکپتن شہر کا کہہ رہا ہوں عارف والا کا ابھی نہیں بنا ہے۔

جناب سپیکر: پورے پاکپتن شہر کا بنا لیا ہے اور عارفوالا کا نہیں بنا۔

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کا disposal station پورے شہر کے لئے نہیں بلکہ ایک مخصوص علاقہ کے لئے ہے۔ ہمارے شہر کے بارے میں یہ جو فرما رہے ہیں کہ 16 ملین کے فنڈز دیئے ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے اور 13 ملین خرچ ہو گئے ہیں ہمارے ہاں تو 100 ملین

سے زیادہ چاہئیں۔ یہ کیسے فرما رہے ہیں کہ ایک پورشن کا بنا کر سارا پلان بن گیا ہے اگر سارا پلان بن گیا ہے تو اس کی کاپی مجھے دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! ایک علاقے کا بنا ہے اور in pieces بنے گا اور باقی علاقے جو ہیں فنڈز آئیں گے تو ضرور بنائیں گے، پہلے ایک تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ پورے پاکپتن کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جی، جناب والا!

جناب سپیکر: وہ on the foor of the House کہہ رہے ہیں کہ پورے پاکپتن کا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہیں۔ جناب سپیکر! پاکپتن کے ایک حصے کا ہے اور باقی پلان پر فنڈز کی دستیابی پر کام شروع ہوگا۔

جناب سپیکر: فنڈز کب تک آنے کی توقع ہے، اسی A.D.P میں رکھ دیں گے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اگر saving ہو گئی تو اس دفعہ رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کوشش کریں کہ آئندہ A.D.P میں یہ شامل ہو جائے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر ایک چھوٹا سا ضمنی سوال plinth level کے سلسلے میں ہے۔ ہمارے ہاں تمام شہروں میں plinth level declare نہ کرنے اور ہمارے گھروں کا اونچا نیچا بنانے سے، کبھی سڑکیں نیچی ہو جاتی ہیں اور کبھی سڑکیں اونچی ہو جاتی ہیں اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا اگر ہم تمام شہروں کا ایک plinth level نکال کر اس پر سختی سے عملدرآمد کروائیں تو اس سے نہ صرف کروڑوں بلکہ اربوں روپے کی بچت ہو گی۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ ہمارے پاکپتن یا عارفوالا کا کوئی plinth level نکالا گیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں اس سلسلہ میں یہ کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں کچھ جگہوں پر benchmarks لگا دیئے گئے ہیں۔ That is calculated keeping in view the sea level کچھ علاقوں کا ہے، باقی کا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ proposal بہت اچھی ہے، آپ اس پر غور کریں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یقیناً یہ proposal بہت اچھی ہے۔ میں نے آج صبح بھی اس پر بات کی ہے، انشاءاللہ. We will do as per your satisfaction

چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کیانی صاحب اس بات پر توجہ دے لیں تو اس سے پورے پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں اربوں، کھربوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے اگر ہم ان چیزوں کو کنٹرول کر لیں اور اس سے نہ صرف شہری educate ہوں گے بلکہ ان کو پتا ہو گا کہ ہمیں کس سطح پر یہ بنانے چاہئیں اور اگر اس سے یہ violate کریں گے تو کیا سزا ملے گی۔ اس سلسلہ میں مجھے امید ہے کہ ہماری حکومت ضرور کوئی initiative لے گی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں clarify کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل دوست کو معلوم ہے کہ ابھی سال ڈیڑھ سال سے ہم نے اس محکمہ کو مکمل طور پر بحال کر دیا ہے اور میں نے اپنے لئے خود کام create کیا ہے کیونکہ ہر آدمی کو اپنی سیٹ کی justification کرنی چاہئے۔ یہ چار پانچ ارب روپے کا بجٹ ہے انشاءاللہ تعالیٰ ہر علاقے کے مسائل ہیں اور پانی کے تو بہت زیادہ مسائل ہیں اور حکومت actively اس پر کام کر رہی ہے مگر اس پر وقت لگے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال رانا تجمل حسین صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک خالد محمود وٹو صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلا سوال رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 3998 ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 3998

فیصل آباد۔ محکمہ مال سے N.E.C کے اجراء کا مسئلہ

*3998: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال فیصل آباد، ایف۔ڈی۔اے (فیصل آباد ترقیاتی ادارہ) اور محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے جاری شدہ sale deeds کی بابت N.E.C (بلا بار سرٹیفکیٹ) جاری نہ کرتا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ N.E.C جاری نہ ہونے سے مالکان پراپرٹی اپنی جائیداد پر تعمیر کے لئے، تزئین و آرائش کے لئے ہاؤس بلڈنگ فنانس اور دوسرے بنکوں سے قرضہ نہ

لے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی گارنٹی دے سکتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ مسائل کے حل کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے ان الاٹیوں کو جن کو فی الحال مالکانہ حقوق sale deeds نہیں دیئے گئے قرض حاصل کرنے کے لئے N.E.C بروقت جاری کر دیئے جاتے ہیں۔جن الاٹیوں کو مالکانہ حقوق sale deeds دے دیئے گئے ہیں ان کو N.E.C نہیں دیئے جاتے کیونکہ مالکانہ حقوق کے بعد پلاٹوں کی منتقلی سب رجسٹرار بن کے ذمہ ہے۔

(ب) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے کہ یہ سوال محکمہ مال سے متعلقہ تھا اور ہاؤسنگ اور ایسے اداروں کا ذکر ان میں آیا ہے کہ ایف۔ڈی۔اے نے جو کالونیاں develop کی ہیں، جیسا کہ پیپلز کالونی، غلام محمد آباد، مدینہ ٹاؤن، سمن آباد ان کا ریکارڈ یا تو ایف۔ڈی۔اے میں ہے یا ہاؤسنگ اینڈ فیزیکل پلاننگ میں ہے۔یہ لوگوں کا بڑا اہم مسئلہ ہے کہ لوگوں کو ہاؤس بلڈنگ فنانس سے قرض لینے کے لئے بنکوں سے قرض لینے کے لئے یا کسی بھی ادارے میں apply کرنے کے لئے N.E.C یا بلا بار سرٹیفکیٹ چاہئے ہوتا ہے یہ سرٹیفکیٹ محکمہ مال جاری کرتا ہے۔جب سب رجسٹرار یا تحصیلدار کے پاس لوگ جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ایف۔ڈی۔اے یا ہاؤسنگ نے یہ ریکارڈ چونکہ ہمارے پاس منتقل نہیں کیا۔ہم صرف رجسٹریشن ایجنسی ہیں کہ جو ہمارے پاس sale deed بننے کے بعد رجسٹریشن کے لئے آتی ہے ہم اس کو رجسٹرڈ کرتے ہیں اور owners کو واپس کر دیتے ہیں اس لئے ہم اس کا Non Encumbrance Certificate (NEC) نہیں دے سکتے۔ میری گزارش ہے کہ یہ بہت بڑا issue ہے فیصل آباد کی پانچ چھ آبادیاں suffer کر رہی ہیں اور میں نے وہاں لوکل سطح پر انتظامیہ سے مل کر یہ بات کی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم یہ میٹنگ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں لیکن اس میں کچھ نہیں ہوا اور صرف lack of coordination ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ دونوں منسٹریوں محکمہ مال اور محکمہ ہاؤسنگ کے ذمہ داروں کے احباب D.C.O کو لکھیں کہ وہ دونوں محکموں کی ایک joint meeting بلا کر as soon as

possibleاس issueکو settleکیا جائے تاکہ لوگوں کا فائدہ ہو سکے۔ جناب! پہلے ہی سوال کا جواب اتنی دیر سے آیا ہے---

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اپنی منسٹری کی طرف سے D.C.O فیصل آباد کو لیٹر لکھ دیں جیسے ملک صاحب فرما رہے ہیں اور ریونیو منسٹر صاحب کو بھی میں کہہ دوں گا کہ وہ لیٹر لکھ دیں۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! on her behalf, Question No 4030 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون رکن نے محترمہ صغیرہ اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4030 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کچی آبادی درس بڑے میاں لاہور۔ رسائی آب کے لئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*4030: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچی آبادی درس بڑے میاں لاہور کے لئے دو بار ٹیوب ویل (واٹر پمپ) منظور ہوئے تھے اور باقاعدہ ٹینڈر بھی ہوئے مگر تا حال ٹیوب ویل نصب نہیں کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے نلکوں میں پانی نہ آنے کی وجہ سے صارفین، پانی کے کنکشنوں پر برقی موٹریں لگا کر پانی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو محکمہ صارفین کے خلاف کارروائی کرتا ہے؟

(ج) اگر جز (الف)، (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ آبادی میں ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز جب تک ٹیوب ویل نصب نہیں کیا جاتا اس وقت تک برقی موٹریں لگانے والوں کے خلاف کارروائی کو موخر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) کچی آبادی درس بڑے میاں کے لئے پہلے ٹیوب ویل منظور نہیں ہوا تھا تاہم محکمہ واسا نے کچی آبادی درس بڑے میاں میں پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے عظیم گراؤنڈ ریلوے

کالونی درس روڈ پر ٹیوب ویل نصب کر دیا ہے۔ جہاں سے کچی آبادی درس بڑے میاں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ نلکوں میں گراؤنڈ فلور پر مناسب مقدار میں پانی میسر ہے۔ اس کے باوجود بعض صارفین بالائی منزل تک پانی پہنچانے کے لئے کنکشن پر ڈائریکٹ برقی موٹریں لگا کر دوسرے صارفین کی حق تلفی کرتے ہیں جس کی وجہ سے محکمہ صارفین کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔

(ج) ٹیوب ویل کی تنصیب ہو چکی ہے۔ صارفین کو پانی ذخیرہ کرنے کے بعد موٹروں کی مدد سے بالائی منزل تک پانی پہنچانے کی تلقین کی گئی ہے۔ ورنہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ محکمہ صارفین کے خلاف کارروائی کرتا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ صارفین کے خلاف کیا کارروائی کرتا ہے اور اب تک کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کر چکا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! کچی آبادی درس بڑے میاں کے لئے پہلے ٹیوب ویل منظور نہیں ہوا تھا تاہم محکمہ واسا نے کچی آبادی درس بڑے میاں میں پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے عظیم گراؤنڈ ریلوے کالونی درس روڈ پر ٹیوب ویل نصب کر دیا ہے جہاں سے کچی آبادی درس بڑے میاں کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔ نلکوں میں گراؤنڈ فلور پر پانی مناسب مقدار میں میسر ہے اس کے باوجود صارفین اوپر والی منزل تک پانی پہنچانے کے لئے کنکشن پر ڈائریکٹ موٹر لگا کر صارفین کی حق تلفی کرتے ہیں جس کی complaint آتی ہے تو کارروائی کی جاتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور کتنے لوگوں کے خلاف ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! فی الحال تو میں اس کے متعلق پوری تفصیل نہیں بتا سکتا۔ محترمہ بعد میں مجھے مل لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہیں چیمبر میں مل لیں یہ مکمل تفصیل سے آپ کو آگاہ کر دیں گے۔ اگلا سوال ملک محمد نواز کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf, Question No 4091 جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے ملک محمد نواز کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4091 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کلیم شہید پارک فیصل آباد۔ تاریخ تکمیل، لاگت، بجٹ اور سٹاف کی تفصیل

*4091: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کلیم شہید پارک فیصل آباد کب اور کتنی لاگت سے قائم کیا گیا ہے۔ موجودہ سالانہ بجٹ کتنا ہے، عملہ کی تعداد کیا ہے، گزشتہ 2 سال میں پارک کو ترقی دینے کے لئے کتنے منصوبے مکمل کئے، زیر غور کتنے ہیں ان کی تفصیل اور لاگت مہیا کی جائے؟

(ب) مذکورہ پارک کی چار دیواری کرنے کی وجہ سے قریبی آبادیوں میں رہائش پذیر لوگوں کے راستے بند کر دیئے گئے انہیں گھروں میں آنے جانے کے لئے طویل راستے اختیار کرنا پڑتے ہیں؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ آبادیوں کو متبادل راستے دینے اور ناجائز راستے بند کرنے والے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) کلیم شہید پارک 89-1988 میں ایف۔ ڈی۔ اے نے 40 لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل کیا۔ 35 بیلدار دیکھ بھال کے لئے متعین ہیں۔ گزشتہ دو سال میں ترقی کے لئے 2.377 ملین روپے اور دیکھ بھال کے لئے 0.597 ملین روپے یعنی کہ کل 2.974 ملین روپے خرچ ہوئے۔ اس میں چار دیواری / خار دار تار لگائی گئی۔ اس کے علاوہ آبپاشی کے لئے ٹیوب ویل / ڈیزل پمپ نصب کئے گئے۔ گارڈن لائٹس اپروچ روڈ کی درستی اور پبلک ٹائیلٹ مہیا کئے گئے۔ عرصہ دراز سے بند فوارہ بھی چالو کیا گیا۔

(ب) چار دیواری / خار دار تار کے بغیر پارک میں آوارہ جانوروں اور غیر متعلقہ اشخاص کی وجہ سے پارک میں مہیا کردہ سہولیات سبزے اور پھولوں کے علاوہ باقی تنصیبات کا نقصان ہو رہا تھا جس کی وجہ سے خار دار تار اور چار دیواری ضروری تھی۔ یہ درست ہے کہ خار دار تار وغیرہ کی عدم موجودگی سے بن جانے والے ناجائز راستے بند کر دیئے ہیں تاکہ پارک کے اندر گرین بیلٹ، پھولوں اور پودوں کا مزید نقصان نہ ہو۔

(ج) یاد رہے کہ پارک شاہراہ عام نہ ہے اور گھروں کو آنے جانے کے لئے یہ راستہ منظور شدہ بھی نہ ہے۔ متبادل راستے اور سڑکات ہی آمدورفت کے لئے استعمال ہونی چاہئیں۔ ناجائز راستے بند کرنا کوئی غلطی نہ ہے اس لئے افسران / اہلکاران کے خلاف ایکشن کا کوئی جواز نہ ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے جواب میں کہا ہے کہ "چار دیواری / خار دار تار کے بغیر آوارہ جانوروں اور غیر متعلقہ اشخاص کی وجہ سے پارک میں مہیا کردہ سہولیات سبزے اور پھولوں کے علاوہ باقی تنصیبات کا نقصان ہو رہا تھا" یہ بتادیں کہ غیر متعلقہ اشخاص سے ان کی کیا مراد ہے؟ پارک میں جانے کے لئے غیر متعلقہ اشخاص کونسے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں یہ تھا کہ جب دیوار گر گئی تھی تو ساتھ والی آبادی کے لوگ اس پارک کو آبادی میں جانے کے لئے بطور راستہ اختیار کرتے تھے اور اس حوالے سے جو لوگ اس راستہ کو اپنے گھروں کو جانے کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان کے لئے یہ باڑ بنائی گئی ہے اس میں غیر متعلقہ اشخاص وہی ہیں۔

جناب سپیکر: لالہ صاحب! ایسے لوگ جن کا اس آبادی سے تعلق ہے اور وہ راستہ استعمال کرتے ہیں وہ غیر متعلقہ اشخاص ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایسے لوگ جن کا اس آبادی سے تعلق نہ ہو وہ کسی پارک میں نہیں جا سکتے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتادیں کہ وہ غیر متعلقہ اشخاص ہوتے ہیں اور کیا وہ کسی پارک میں بھی نہیں جا سکتے؟ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! شاید میں معزز ممبر کو صحیح طرح سے سمجھا نہیں سکا کہ جو لوگ اسے گزر گاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں انہیں غیر متعلقہ اشخاص کہا گیا، یہ نہیں کہا گیا اور وہاں جانے کے لئے کوئی پابندی بھی نہیں ہے اور وہاں جانے پر کیسے پابندی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: میرے سوال کا نمبر 4119 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور۔ وکلاء کے لئے مجوزہ رہائشی کالونی کی تفصیلات

*4119: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے بہاول پور شہر میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی بنانے کی منظوری دی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کے لئے کس جگہ کتنی اراضی حاصل کی گئی ہے اور یہ کالونی کب تک مکمل ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام ڈی سی اوز کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ وکلاء کے لئے رہائشی کالونیوں کے حوالہ سے ضلع ناظمین اور صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کی میٹنگ کروا کر ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کریں۔ اس سلسلہ میں محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ متعلقہ اضلاع سے تجاویز کے انتظار میں ہے، ضلعی افسران کو اس ضمن میں پیشرفت سے آگاہ رکھنے کے لئے ہدایات دے دی گئی ہیں۔ فی الحال حکومت پنجاب نے بہاولپور شہر میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی کی منظوری نہ دی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حالیہ ڈسٹرکٹ نظامت کے الیکشن کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب بہاولپور تشریف لائے تھے اور انہوں نے سرکٹ ہاؤس میں باقاعدہ وکلاء کے لئے موضع ذخیرہ سمہ سٹہ میں ہاؤسنگ سکیم کے لئے زمین کا اعلان کیا جس پر وکلاء نے باقاعدہ ان کا شکریہ بھی ادا کیا لیکن اس سوال کے جز (الف) کے جواب میں تضاد پایا جاتا ہے اور انہوں نے جواب

میں کہا ہے کہ "فی الحال حکومت پنجاب نے بہاولپور شہر میں وکلاء کے لئے رہائشی سکیم کی منظوری نہ دی ہے" تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جواب درست ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب کا وعدہ درست ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں چیف منسٹر صاحب کے حکم کے مطابق محکمہ کام کر رہا ہے لیکن ترجیحی بنیادوں پر لاہور کے بعد راولپنڈی میں ہم شروع کر رہے ہیں اور اس کے بعد بہاولپور کا بھی نمبر ہے چونکہ یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے اور جوں جوں فنڈز آرہے ہیں تو ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی بہاول پور میں بھی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ مجھے time limit دے دیں کہ کب تک بہاولپور میں وکلاء کالونی مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: چنڑ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جب فنڈز مہیا ہوں گے تو کر دیں گے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! فنڈز تو دو سال نہ آئیں یہ تو ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے ڈسٹرکٹ نظامت کی election campaign کے دوران وکلاء سے کہا تھا کہ آپ ڈسٹرکٹ ناظم کو جتوا دیں تو میں آپ کے لئے وکلاء کالونی کا اعلان کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کی بات درست ہے لیکن بغیر فنڈز کے تو کام نہیں ہو سکتا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ مجھے اس ایوان میں اتنی یقین دہانی کروا دیں کہ کب تک ہو گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ! کوشش کریں کہ جلد ہی اس پر عملدرآمد کروایا جائے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس ضمن میں میرا بھی ایک point ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری حکومت نے وکلاء کے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں جتنی توجہ دی ہے ماضی میں شاید نہ دی گئی ہو۔ وکلاء کالونیوں کے ساتھ ساتھ بار ایسوسی ایشنز کو کروڑوں روپے کے فنڈز بھی مہیا کئے گئے ہیں لیکن جس طرح بہاولپور میں وکلاء کالونی نہیں بنی اسی طرح ہمارے پاک پتن میں بھی نہیں بنی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سلسلے میں بھی وعدہ فرمایا ہوا ہے اور directives بھی جاری ہوئے ہیں لیکن ابھی

تک کچھ کام نہ ہوا ہے تو میری درخواست ہے کہ ہمارے بھائی پاکپتن میں بھی وکلاء کے لئے کالونی کے سلسلے میں کوشش کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ نے سن لیا ہے اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب

*818: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور پر ٹریفک کا رش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شملہ پہاڑی کوئین میری کالج روڈ سے گزرنے والی گاڑیاں تاج کراؤن چوک سے گزر کر گڑھی شاہو جاتی ہیں؟

(ج) تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب نہ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کے رش کے باعث بسا اوقات accidents ہوتے رہتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) تاج کراؤن چوک پر ٹریفک سگنلز کی تنصیب ضروری ہے اور اس ضمن میں اگلے مالی سال میں فنڈز کی دستیابی پر ٹیپا، ایل۔ڈی۔اے سگنلز کی تنصیب کر دے گی۔

مغل پورہ تا جلو موڑ نہر کے دونوں اطراف آبادیوں میں سیوریج کی سہولت

*1115: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مغلپورہ تا جلو موڑ نہر کے دونوں اطراف آبادیوں میں سیوریج کی سہولت میسر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے حکومت نے سیوریج سکیم کے لئے گرانٹ منظور کی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار نے پہلے سیور پائپ بعد میں ڈسپوزل پائپ ڈالا جس سے حکومت کا کروڑوں کا نقصان ہوا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ آبادیوں میں سیوریج کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) مغلپورہ سے فتح گڑھ تک نہر کے دونوں اطراف واسا کا سیور موجود ہے جبکہ فتح گڑھ پل سے لے کر جلو موڑ نہر تک واسا کا سیور موجود نہ ہے۔

(ب) حکومت نے ابھی تک مغلپورہ سے جلو موڑ نہر تک سیوریج سکیم کے لئے کوئی گرانٹ منظور نہیں کی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کیونکہ ابھی تک واسا نے جلو موڑ سے لے کر فتح گڑھ تک کوئی سیور نہیں ڈالا اس لئے پہلے سیور پائپ اور بعد میں ڈسپوزل پائپ ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) حکومت متذکرہ آبادیوں میں سیوریج کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور فتح گڑھ سے لے کر ہربنس پورہ پل تک نہر کے دونوں اطراف سیوریج ڈالنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ضروری منظوری اور فنڈ کی دستیابی کے بعد اس منصوبے پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ ہربنس پورہ پل سے لے کر جلو موڑ تک کا علاقہ واسا سروس ایریا سے باہر ہے اور اس علاقہ میں سیوریج ڈالنے کا ابھی کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا۔

پی پی-140 اور 148 لاہور میں فراہمی آب کا مسئلہ

*1563: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔140 اور پی پی۔148 میں مزنگ، سعدی پارک، بیگم روڈ، حمید علی پارک، علی پارک، رسول پارک (ٹیپو سلطان روڈ) وغیرہ میں واسا کی جانب سے ڈالے گئے پانی کے پائپ بہت زیادہ گہرائی میں ڈالے گئے ہیں جس کی وجہ سے علاقہ کے مکینوں کو پینے کا پانی حاصل کرنے میں سخت مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا واسا ان علاقوں میں پانی کے پائپ کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پی پی۔140 اور پی پی۔148 میں مزنگ، سعدی پارک اور بیگم روڈ کے علاقے داتا گنج بخش ٹاؤن میں شامل ہیں ان علاقوں میں پانی کے پائپ بہت زیادہ گہرائی میں نہیں ڈالے گئے ہیں۔ان علاقوں میں پانی کے پائپ کی گہرائی پانچ فٹ سے زیادہ نہیں ہے اور وہاں کے رہائش پذیر افراد کو پینے کے پانی کو حاصل کرنے میں کسی مشکلات کا سامنا نہیں ہے۔

(ب) کیونکہ اوپر بیان کردہ علاقوں میں پانی کے پائپوں کی گہرائی بہت زیادہ نہیں ہے اس لئے ان کو تبدیل کرنے کی بھی ضرورت نہ ہے۔

T.E.P.A لاہور کے ترقیاتی منصوبے

*1564: جناب محمد آ جاسم شریف: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) T.E.P.A لاہور نے 2000 سے دسمبر 2002 تک شہر کی بہتری کے لئے کتنے منصوبے مکمل کئے ہیں ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کی فہرست بیان فرمائیں؟

(ب) آئندہ سالوں کے دوران T.E.P.A لاہور میں کس کس جگہ کون کون سے منصوبے مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) T.E.P.A نے 2000 تا 2002 کے دوران لاہور شہر کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل منصوبے مکمل کئے ہیں۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت (ملین)	مدت تکمیل
1-	تعمیر سڑک جناح چوک سے نیا ہوائی اڈا (علامہ اقبال انٹرنیشنل ائرپورٹ) روٹ نمبر 1	230.62	تین سال
2-	منصوبہ کلمہ چوک برائے بہتری و کشادگی متصلہ چوک برکت مارکیٹ اور سنٹر پوائنٹ	45.36	ایک سال
3-	تعمیر سڑک بائی پاس روڈ روٹ نمبر 1 یو بی ڈی کینال تا کالج روڈ	87.65	ایک سال

(ب) T.E.P.A نے لاہور کے لئے آئندہ سالوں میں مختلف منصوبے تجویز کئے ہیں اور ٹریفک میں اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان منصوبوں پر عمل کیا جائے گا۔ مذکورہ منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور مذکورہ منصوبوں کا تخمینہ لاگت تقریباً 7 ارب روپے ہے۔

ہیڈ مسٹریس L.D.A ماڈل ہائی سکول (گرلز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*2440: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) L.D.A ماڈل ہائی سکول (گرلز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی ہیڈ مسٹریس کا نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ولدیت، ڈومیسائل اور بھرتی کی تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) بھرتی سے آج تک موصوفہ نے کہاں کہاں اور کس کس حیثیت سے فرائض انجام دیئے اس سکول میں کب سے تعینات ہیں؟

(ج) بھرتی سے آج تک موصوفہ نے اثاثہ جات کے جو گوشوارے جمع کروائے ان کی تفصیل فراہم کی جائے، بھرتی کے وقت موصوفہ کی جائیداد کیا تھی اور اب کتنی ہے؟

(د) بھرتی سے آج تک موصوفہ نے کتنی تنخواہ وصول کی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا بھرتی کے وقت موصوفہ کی تعلیمی اسناد کی متعلقہ اداروں سے تصدیق کرائی گئی تھی اگر کروائی گئی تھی تو نقل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہیڈ مسٹریس ایل ٹی اے ماڈل ہائی سکول (گرلز) کا نام عذرا توصیف دختر ایم۔اے حمید ہے، تعلیمی قابلیت ایم ایس سی باٹنی، بی۔ایڈ، بھرتی کی تاریخ 1986-09-01 ہے، ڈومیسائل پنجاب ضلع لاہور ہے۔

(ب) Head Mistress نے 1986-09-01 سے اسی سکول میں بطور سیکنڈری سکول ٹیچر فرائض انجام دیئے، 1986-09-01 سے 1990-06-30 تک فکسڈ تنخواہ پر تعینات رہیں، 1990-07-01 سے ریگولر گریڈ 16 میں 1995 تک کام کیا۔ 1995 میں سلیکشن گریڈ دے کر گریڈ سترہ میں کر دیا گیا۔ 2001-08-13 میں Head Mistress کا چارج دے دیا گیا۔ مئی 2005 میں ریگولر بنیاد پر بطور Head Mistress ترقی دی گئی اور آج کل بطور Head Mistress فرائض انجام دے رہی ہیں ان کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ 2006-05-26 ہے۔

(ج) Head Mistress کے فراہم کردہ اثاثہ جات کے گوشوارے کے مطابق ان کا ایک پلاٹ نمبر U-112 ڈیفنس لاہور ان کے والد صاحب ایم اے حمید کی طرف سے گفٹ کیا گیا تھا جس کو فروخت کر کے موجودہ گھر 86 اتاترک بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور 1996 میں خرید کیا۔ آج بھی وہی گھر ان کی ملکیت ہے۔

(د) Head Mistress نے بھرتی سے آج تک کل مبلغ 11,84,636 روپے بطور تنخواہ وصول کی جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) بھرتی کے وقت Head Mistress کی تعلیمی اسناد کی تصدیق متعلقہ اداروں سے نہ کروائی گئی کیونکہ ان کے پاس اصلی اسناد موجود ہیں جو کہ چیک کر لی گئیں۔ کسی بھی اہلکار یا ملازم کی اسناد کی تصدیق نہیں کروائی جاتی تاوقتیکہ ان اسناد میں کوئی شک و شبہ کا احتمال نہ پایا جائے۔

واسا شاہدرہ میں تعینات عملہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*2599: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واسا شاہدرہ میں تعینات سپروائزر، سب انجینئر اور ایس۔ڈی۔او کے نام مع ان کے شاہدرہ میں تعیناتی کا عرصہ بیان کیا جائے؟

(ب) واسا کے ایک سب ڈویژن میں ایک ملازم زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے اگر کوئی حد مقرر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) شاہدرہ میں تعیناتی عملہ:۔

نام	عہدہ	تعیناتی تاریخ
1۔اعجاز حسین بھٹی	SDO	جنوری2002
2۔محمد رفیق	SE	14دسمبر2000
3۔غلام سرور	WLI	18نومبر2000
4۔کاشف جاوید	SE	7دسمبر2001

(on pay & scale) (J.P.O)

(ب) ٹرانسفر پالیسی کے مطابق عرصہ تین سال بعد کوئی بھی ملازم تبدیل کیا جا سکتا ہے لیکن بعض اوقات ضرورت کے پیش نظر اور عوامی مفاد کی خاطر زیادہ عرصہ تک ایک جگہ تعینات رہ سکتے ہیں۔

گوجرانوالہ میں سیوریج کے تکمیل شدہ منصوبہ جات اور لاگت کی تفصیلات نیز سیوریج سسٹم کی صورتحال

*2917: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک گوجرانوالہ شہر میں سیوریج کی مد میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے ان میں سے کتنے منصوبے حلقہ پی پی۔92 میں کہاں کہاں مکمل کئے گئے ان منصوبوں کی تفصیل مع لاگت و نام، ٹھیکیدار / فرم فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کا سیوریج سسٹم دن بدن ناکام ہوتا جا رہا ہے، اکثر آبادیوں میں گندہ پانی کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے وبائی امراض پیدا ہو رہی ہیں؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گوجرانوالہ کا سیوریج سسٹم ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ واسا (جی۔ڈی۔اے) نے گوجرانوالہ شہر میں سیوریج / نالہ کی مد میں 9 منصوبے خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت مکمل کئے جن پر مبلغ 18.865 ملین روپے ضلعی حکومت کی مد میں سے خرچ ہوئے ان منصوبوں کے نام، تخمینہ و تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان 9 منصوبوں میں نمبر 6 کا تعلق حلقہ پی پی۔92 سے ہے جن کی تفصیل مع لاگت، نام ٹھیکیدار / فرم ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ واسا گوجرانوالہ کے عملہ کی شب و روز محنت سے گوجرانوالہ شہر کا 54 فیصد سیوریج سسٹم بالکل ٹھیک کام کر رہا ہے جبکہ شہر کی 46 فیصد آبادی کے پاس سیوریج کی سہولت نہ ہے مزید یہ کہ شہر کا روزانہ 195 ملین گیلن گندہ پانی ہوتا ہے جبکہ واسا صرف 115 ملین گیلن پانی نکالنے کی استطاعت رکھتا ہے۔لہذا 80 ملین گیلن پانی ان آبادیوں میں مختلف نشیبی جگہوں پر کھڑا ہو جاتا ہے جو تعفن اور بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ واسا نے تین سالہ ماسٹر پلان پانی اور سیوریج کے نظام کی بہتری کے لئے تیار کیا ہے جس کے پہلے فیز کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے دے دی ہے جس کا تخمینہ اور PC-1 تیار کر کے P&D Department میں بھیج دیا گیا ہے جس کی منظوری کے بعد مالی اور انتظامی کارروائیاں مکمل کر کے کام شروع کروایا جائے گا۔

(ج) جز(ب) کا جواب تفصیل سے اوپر درج ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے دورہ گوجرانوالہ کے دوران شہر کے سیوریج اور واٹر سپلائی کی ترقی کے لئے 25 کروڑ کے پیکج کا اعلان کیا تھا جس میں سے 20 کروڑ روپے شہر کے سیوریج کی بہتری و فراہمی پر خرچ کئے جائیں گے۔اس سلسلہ میں اسٹیمیٹ بنا کر حکومت کو بھجوائے جا چکے ہیں جونہی منظوری ہو گی ان پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

پی پی-92 گوجرانوالہ- نصب ٹیوب ویلوں کی تمام تفصیلات
اور پینے کے صاف پانی کا مسئلہ

*2918:لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-92 گوجرانوالہ میں پانی کی سپلائی کے لئے ٹیوب ویل کہاں کہاں اور کتنی لاگت سے لگائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ابوبکر پارک کھیالی، کلر آبادی اور نوشہرہ روڈ کو جو پانی پینے کے لئے سپلائی کیا جارہاہے وہ گندہ اور اس میں کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اسی طرح حلقہ پی پی-91 کے علاقہ پیپلز کالونی کو بھی صاف پانی نہ مل رہاہے؟

(ج) کیا حکومت اس مضر صحت پانی کی سپلائی کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور ان علاقوں کو صاف ستھرا پانی پینے کے لئے فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا گوجرانوالہ نے پی پی-92 میں کوئی ٹیوب ویل نہ لگایا ہے جو ٹیوب ویل لگے ہیں وہ میونسپل کارپوریشن اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے لگائے تھے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ابوبکر پارک کھیالی اور کلر آبادی میں واسا کی واٹر سپلائی نہ ہے۔ جن آبادیوں میں واسا کی واٹر سپلائی ہے ان میں کچھ گلیوں میں لوگوں کی اپنی پائپ لائنیں عرصہ تقریباً 30 سے 35 سال پرانی ہیں جن کی وجہ سے ان کے گھروں میں گندہ پانی ان پائپوں کے ذریعے جاتاہے۔ واسا کی کوئی واٹر سپلائی کسی سیور سے نہ ملی ہوئی ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی شکایت محکمہ کے پاس آتی ہے تو محکمہ فوری طور ان لوگوں کو مدد فراہم کرتا ہے۔ کچھ علاقے وزیر اعلیٰ پنجاب کے پیکج میں شامل کئے گئے ہیں۔ منظوری کے بعد کام شروع کیا جائے گا اس سے مزید بہتری ہو جائے گی۔ واسا گوجرانوالہ ہر سال پانی لیبارٹری سے ٹیسٹ کرواتاہے ان نتائج کی روشنی میں واسا گوجرانوالہ کا پانی مضر صحت نہ ہے۔

L.D.A میں مطلوبہ سٹاف کی دستیابی کے باوجود مستعار الخدمتی اہلکار کا جواز

*3260: چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر نوید انور (D.L.D) ایل۔ڈی۔اے جو کہ پاکستان ریلوے، حکومت پاکستان میں گریڈ 16 کا مستقل ملازم ہے اور ایل۔ڈی۔اے میں مستعار الخدمتی پر کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نوید انور جو کہ اکاؤنٹ گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔اس کو L.D.A میں اکاؤنٹ برانچ میں خدمات سرانجام دینے کے لئے مستعار الخدمتی پر حاصل کیا گیا تھا مگر اب اس کو گریڈ 17 کی بجائے گریڈ 19 کی اسامی پر لگایا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ L.D.A میں اس وقت اس سے کافی سینئر افسران فارغ بیٹھے تنخواہیں حاصل کر رہے ہیں جبکہ گریڈ 16 کے مستعار الخدمتی اہلکار کو گریڈ 19 اور 18 کی دو اسامیوں کا چارج دے رکھا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اہلکار انتہائی بااثر ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ملکوں کی شہریت بھی رکھتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نے ایل۔ڈی۔اے میں اپنی متعلقہ برانچوں میں اپنی مرضی کا سٹاف لگوایا ہوا ہے؟

(و) کیا حکومت مسٹر نوید انور کی خدمات واپس کرنے اور فارغ بیٹھے سینئر سٹاف سے کام لینے کے لئے ان کی پوسٹنگ بطور D.L.D اور دیگر اسامیوں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) بمطابق ایل۔ڈی۔اے ریکارڈ جیسا کہ ایک سوال نمبر 2093 کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر نوید انور اکاؤنٹس گروپ گریڈ 18 کے آفیسر ہیں جو حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر E-1-2-1/2001 مورخہ 18-11-2002 کے تحت ایل۔ڈی۔اے میں مستعار الخدمتی پر تعینات ہوئے۔

(ب) درست نہ ہے۔مذکورہ آفیسر کو اس کے گریڈ کے حساب سے اکاؤنٹ گروپ میں ڈپٹی

ڈائریکٹر ایگزیمنشن اور اکاؤنٹس لگایا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ایل۔ڈی۔اے کا کوئی بھی آفیسر نہ تو فارغ ہے اور نہ ہی اس کی تعیناتی بغیر کسی وجہ سے روکی گئی ہے۔ مذکورہ آفیسر گریڈ18 کا ہے اور جیسا کہ اسمبلی سوال نمبر2093 کے جواب میں تذکرہ ہے کہ اس کو ڈائریکٹر لینڈ ڈویلپمنٹ کی عدم موجودگی میں اس کے کام کی دیکھ بھال کے لئے اضافی چارج دیا گیا تھا جو کہ واپس لے لیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) مذکورہ آفیسر کی خدمات واپس کر دی گئی ہیں۔

واسا میں تعینات انسپکٹر کے ٹرانسفر آرڈرز پر عمل درآمد کی صورتحال

*3295: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسمی محمد سلیم انسپکٹر واسا سب ڈویژن مغل پورہ لاہور میں تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انسپکٹر کا تبادلہ ہوا تھا تو کب اور کس ڈویژن میں اور وجہ کیا تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انسپکٹر کو دوبارہ سب ڈویژن مغل پورہ میں تعینات کیا گیا کب اور کس کی سفارش پر؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازم ایک ہی جگہ پر عرصہ تین سال سے زیادہ تعینات نہیں رہ سکتا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ انسپکٹر کو تبدیل کرنے اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ انسپکٹر مغلپورہ سب ڈویژن میں کام کر رہا تھا جس میں غازی آباد اور تاج پورہ کا علاقہ

بھی شامل تھا۔ جنوری 2002 میں واسا سب ڈویژنوں کو ٹاؤنز میں تبدیل کرتے ہوئے یہ علاقے عزیز بھٹی ٹاؤن میں آنے کی وجہ سے ایک نئی سب ڈویژن تاج پورہ بنائی گئی جس کی وجہ سے محمد سلیم انسپکٹر کو بھی تاجپورہ سب ڈویژن میں لگا دیا گیا۔

(ج) واسا سٹاف کی سب ڈویژن کے حجم کے مطابق مناسب تقسیم کے دوران محمد سلیم انسپکٹر کو مغلپورہ سب ڈویژن میں تعینات کیا گیا اس میں کسی بھی سفارش کا دخل نہ تھا۔

(د) سرکاری ملازم ایک ہی جگہ پر عرصہ تین سال تک تعینات رہ سکتا ہے۔ کسی کوتاہی کی صورت میں وہ تین سال سے پہلے بھی تبدیل ہو سکتا ہے اور اچھی کارکردگی کی صورت میں اس کی تعیناتی تین سال سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

(ہ) واسا مذکورہ انسپکٹر کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اور اس کے خلاف کسی قانونی کارروائی کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مذکورہ انسپکٹر ایک محنتی اور جفاکش ورکر ہے اور اس کی علاقہ میں تعیناتی عوام اور واسا کے مفاد میں ہے۔

تحصیل فیروزوالا کی یو۔ سی 30 اور 31 میں صاف پانی اور سیوریج سسٹم سکیموں کی تمام تر تفصیلات

*3876: رانا تجمل حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (واسا) نے تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ کی یونین کونسل نمبر 30 اور 31 کی کون کونسی آبادیوں میں جون 2001 سے آج تک پینے کے صاف پانی اور سیوریج سسٹم کی کتنی سکیمیں مکمل کیں۔ ان سکیموں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کیا ہے ان سکیموں کے ٹینڈر اگر اخبارات میں دیئے گئے تھے تو ان اخبارات کی کاپیاں، جائزہ رپورٹ، ورک آرڈر اور بل کی آخری ادائیگی کی کاپیاں ایوان میں پیش کی جائیں نیز یہ سکیمیں محکمہ کے کن کن افسران / عملہ کی زیر نگرانی مکمل ہوئیں ان کے نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (واسا) نے تحصیل فیروزوالہ کی یونین کونسل نمبر 30 کی آبادی عظیم پارک اور ایاز پارک کو پینے کا صاف پانی کب فراہم کیا اور اس سے آبادی کے کتنے افراد استفادہ کر رہے ہیں اس سے محکمہ کو آج تک کتنا ریونیو اکٹھا ہوا نیز مذکورہ یونین کونسل کی

آبادی محمود کالونی کو فراہم کئے گئے سیوریج سسٹم کو محکمہ واسا کے سیوریج سسٹم سے منسلک کرنے کے احکامات کب جاری کئے گئے کیا حکومت ایسی مزید آبادیوں کو یہ سہولتیں دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ کی یونین کونسل نمبر 30 اور 31 میں سٹی گورنمنٹ بننے کے بعد رحمت کالونی و بوٹا پارک اور سیف حبیب پارک کے کچھ حصہ میں واسا نے سیور اور واٹر سپلائی پائپ لگایا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) واسا لاہور نے تحصیل فیروز والا کی آبادیوں کے عظیم پارک اور ایاز پارک میں ابھی تک واٹر سپلائی کی کوئی لائن نہیں لگائی ہے۔ البتہ کچھ لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت پائپ لگا کر واسا سے پانی کے کنکشن حاصل کئے ہیں جن کے بل ادا کر دیئے ہیں۔ ایسے کنکشنوں کی تعداد 60 یا 70 ہے، محمود کالونی یا یونین کونسل نمبر 30 اور فیروز والا شیخوپورہ کی کسی اور آبادی میں سیور لگانے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

چک نمبر 615 گ۔ب فیصل آباد میں واٹر سپلائی سکیم کا قیام

*3912: **ملک خالد محمود وٹو:** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 615 گ۔ب فیصل آباد میں واٹر سپلائی کی سہولت نہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت واٹر سپلائی سکیم قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ:

(الف) واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 615 گ۔ب ضلع فیصل آباد سپیشل پروگرام برائے لوکل ڈویلپمنٹ کے تحت سال 96-1995 میں شامل ہوئی جس کی منظوری کمشنر فیصل آباد نے بذریعہ چٹھی نمبری D(Dev)(9)30/1353-62 مورخہ 27-06-1996 کو مبلغ 23.67 لاکھ روپے کی دی۔ مذکورہ سکیم پر کام اکتوبر 1996 میں شروع کیا گیا اور جون 2000 میں سکیم مکمل ہو گئی۔ لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے گاؤں میں کوئی ہاؤس کنکشن نہ ہو سکا۔ اس دوران واپڈا کو بل ادا نہ کرنے پر محکمہ نے ٹرانسفارمر سکیم سے واپس اٹھوا لیا۔

(ب) اب سکیم کی دیکھ بھال و مرمت تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن تاندلیانوالا کے ذمہ ہے۔اس سال O&M کی مد میں 2.60 لاکھ روپے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو ملے ہیں جس سے سکیم کو چالو کر دیا جائے گا۔

چائینہ سکیم گجرپورہ لاہور۔رقبہ، بلاکس، پلاٹس اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3931: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے گجرپورہ میں چائینہ سکیم کے نام سے ایک رہائشی سکیم بنائی تھی، سکیم کتنے رقبہ پر محیط ہے، کب شروع ہوئی اور کب مکمل ہوئی۔ سکیم ہذا میں کل کتنے بلاک ہیں اور ہر بلاک میں پلاٹوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیم چین کے تعاون سے بنائی گئی تھی، متذکرہ سکیم کے لئے چین نے کل کتنی رقم مہیا کی تھی، کتنی خرچ ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیم شروع کرتے وقت اس میں فراہم کردہ بنیادی سہولتوں میں سوئی گیس بھی شامل تھی جو آج تک نہیں دی گئی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکیم میں سوئی گیس کی سہولت فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے گجرپورہ ہاؤسنگ سکیم بنائی ہے مگر گجرپورہ کے اندر چائینہ سکیم کے نام سے کوئی سکیم نہ بنائی گئی ہے۔

گجرپورہ کا کل رقبہ 527۔ایکڑ ہے یہ سکیم 1992 میں مکمل ہوئی اس سکیم کے کل 9 بلاک ہیں، بلاک وائز پلاٹوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

بلاک	تعداد	بلاک	تعداد
A/1	365	C/1	618
A/2	1568	C/2	998
B/1	1234	D/1	1928
B/3	1099		

کل پلاٹوں کی تعداد 10137 ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سکیم چین کے تعاون سے بنائی گئی تھی اور نہ ہی چین نے کوئی رقم مہیا کی تھی اس پر 249.956 ملین روپے خرچ ہوئے تھے، (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور یہ رقم ورلڈ بنک نے loan کے طور پر مہیا کی تھی۔

(ج) یہ درست ہے کہ سوئی گیس بنیادی سہولتوں میں شامل تھی اور اس کے لئے مالکان پلاٹ نے اضافی ترقیاتی فیس ایل ڈی اے کو دینی تھی جو کہ ابھی تک مکمل وصول نہ ہوئی ہے، تاہم ایل۔ڈی۔اے نے عوام کی سہولت کے لئے جون 2003 کو 38.252 ملین روپے برائے فراہمی سوئی گیس اپنی جانب سے محکمہ ایس۔این۔جی۔پی۔ایل کو جمع کروا دیئے ہیں اور چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں ہونے والی میٹنگ مورخہ 04-1-7 کو فیصلہ کیا گیا ہے کہ محکمہ ایس۔این۔جی۔پی۔ایل دسمبر 2005 تک سوئی گیس کی فراہمی کو یقینی بنائے گا۔

(د) جواب بمطابق جز (ج)۔

ضلع قصور۔ سرکاری رہائشی سکیموں اور الاٹمنٹس کی تفصیلات

*3958: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت نے سال 1985 سے آج تک ضلع قصور میں سرکاری سکیم کے تحت کتنی رہائشی سکیمیں تیار کیں اور کتنے پلاٹ غریب / غرباء میں تقسیم کئے ہیں؟

(ب) کیا ان آبادیوں میں بنیادی ضرورتیں اور سہولیات موجود ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم قصور 50۔ایکڑ رقبہ پر 1984-85ء میں مکمل کی گئی۔ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	پلاٹ سائز	کل پلاٹ	آلاٹ شدہ پلاٹ	بقایا پلاٹ
I-	1 کنال	40	33	07
II-	10 مرلہ	117	103	14
III-	7 مرلہ	126	95	31
IV-	5 مرلہ	170	154	16
V-	3-1/2 مرلہ	308	144	164
	کل میزان	761	529	232

(2) یریاڈویلپمنٹ سکیم پتوکی 42۔ایکڑ رقبہ پر87-1986میں مکمل کی گئی، پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	پلاٹ سائز	کل پلاٹ	الاٹ شدہ پلاٹ	بقایا پلاٹ
(i)	1کنال	41	10	31
(ii)	10مرلہ	69	12	57
(iii)	7مرلہ	55	34	21
(iv)	5مرلہ	147	141	06
(v)	1/2-3مرلہ	66	65	01
	کل میزان	378	262	116

(ب) ایریاڈویلپمنٹ سکیم قصور۔

ایریاڈویلپمنٹ سکیم قصور میں واٹر سپلائی، سیوریج، سڑکوں و بجلی کا کام85-1984 میں مکمل ہوا، مذکورہ سہولتیں مورخہ1990-05-31کو میونسپل کمیٹی قصوراور واپڈا کے سپرد کر دی گئی۔

ایریاڈویلپمنٹ سکیم پتوکی

ایریاڈویلپمنٹ سکیم پتوکی میں واٹر سپلائی، سیوریج وسڑکوں کا کام87-1986میں مکمل ہوا تاہم بجلی کا کام مکمل ہونا باقی ہے۔

اسسٹنٹ ڈائریکٹرT.E.P.A، پانی کے بل کا مسئلہ

*4281:راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ): کیاوزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زعیم حیدر، اسسٹنٹ ڈائریکٹرT.E.P.Aمیں دسمبر1993 سے24۔اپریل2000تک اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی رہائش کا پانی کا بل محکمہWASA ہر مہینے اس کی تنخواہ سےdeductکرتا رہا ہے، مگر محکمہ نے دوران ملازمت کا وہ بل بھی دوبارہ جمع کروانے کے لئے بھجوادیا جوکہ پہلے سے جمع شدہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسسٹنٹ ڈائریکٹر مذکورہ کا دوران سروس تنخواہ سےdeductکیا گیا پانی کا بل ختم کر کے2000-02-24کے بعد کے

عرصے کا بل جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاکہ جمع کروایا جا سکے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ ٹیپا نے تنخواہ سے پانی کے بل کی کٹوتی کر کے واسا کو دے دی تھی۔

(ج) پانی کے بل کا مسئلہ پہلے ہی حل ہو چکا ہے۔ مذکورہ آفیسر کا revised بل مبلغ 1237 روپے 94-12-1 سے 2000-4-24 تک کا بل جاری کر دیا گیا تھا جس کی ادائیگی ہو چکی ہے اور اس کے بعد کے عرصے کا بل باقاعدگی سے جاری ہو رہا ہے اور بقایا جات نہ ہیں۔

ایل۔ڈی۔اے لاہور، 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*4302: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ایل۔ڈی۔اے لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2000 سے آج تک ایل ڈی اے میں صرف ایک فرد کو بھرتی کیا گیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام فرحت عباس
ولد محمد حیات گوندل
سکیل BS-5
تعلیم میٹرک
ڈومی سائل سرگودھا

موجودہ پتہ:۔فلیٹ نمبر 4 III-C-I- بلاک ایل ڈی اے فلیٹس علامہ اقبال ٹاؤن

(ب) فرحت عباس ولد محمد حیات گوندل کو سرکاری نوٹیفکیشن نمبر SOR-III-2-42/92 مورخہ 1993-8-28 رولز A-17 کے تحت بھرتی کیا گیا۔

(ج) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کمیٹی میٹنگ نے مورخہ 2003-9-18 کو رولز نمبر A-17 کے مطابق ایل۔ڈی۔اے کے ایک آفیسر محمد حیات گوندل (مرحوم) ڈپٹی ڈائریکٹر جو کہ اپنی سروس کے دوران قتل کر دیئے گئے کا ایک بیٹا بھرتی کیا اور اس رولز کے تحت کسی میرٹ کی ضرورت نہ ہے۔اتھارٹی کے ممبران کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گورنمنٹ نوٹیفکیشن مورخہ 1993-8-28 کے تحت کسی تشہیر وغیرہ کو مدنظر رکھنا ضروری نہ ہے۔

(ہ) ایل۔ڈی۔اے کے ایک آفیسر محمد حیات گوندل (مرحوم) ڈپٹی ڈائریکٹر کو دوران سروس قتل کر دیا گیا تھا لہذا ان کے ایک بیٹے کو ایل۔ڈی۔اے اتھارٹی نے عمر میں رعایت دے کر بھرتی کیا۔

ملتان۔سیور مینوں کی تعداد میں اضافے کا مسئلہ

*4333: ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان شہر میں 362 کلو میٹر لمبی سیوریج کی پائپ لائن کی صفائی کے لئے کل 291 (سیور مین) کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر میں 350 کلو میٹر لمبی سیوریج کی پائپ لائن کی صفائی کے لئے کل 1738 (سیور مین) کام کر رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور میں 350 کلو میٹر لمبی سیوریج پائپ لائن کی صفائی کے لئے 1738 سیور مین جبکہ ملتان میں 362 کلو میٹر لمبی سیوریج

پائپ لائن کی صفائی کے لئے صرف 291 سیور مین کے فرق کو ختم کرتے ہوئے لاہور W.A.S.A کے مطابق سیور مین رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ صفائی کا نظام بہتر ہو سکے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ ملتان شہر میں تقریباً 900 کلومیٹر لمبی لائنوں کی صفائی کے لئے 291 سیور مین کام کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ لاہور شہر میں 3600 کلومیٹر لمبی سیوریج کی پائپ لائن کی صفائی کے لئے 1738 سیور مین کام کر رہے ہیں۔

(ج) واسا ملتان میں ریونیو کی وصولی کم ہونے کی بناء پر زیادہ سیور مین نہیں رکھے جا سکتے جو نہی ریونیو کی وصولی پہلے سے بہتر ہوئی سیور مینوں کی تعداد حکومت پنجاب کی منظوری سے بڑھائی جائے گی۔

حکومت کی زمین گرین بلڈنگ چوبرجی لاہور میں شامل کرنے اور کروانے والے افراد / ملازمین کے خلاف کارروائی

4501: جناب افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد آصف ولد محمد شریف مالک گرین بلڈنگ واقع 31/32 ملتان روڈ چوبرجی لاہور نے L.D.A کی ملی بھگت سے L.D.A کی 12 مرلے سڑک کی زمین اپنی بلڈنگ میں شامل کر لی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد آصف ولد محمد شریف اور L.D.A کے متعلقہ افسران کے خلاف بے شمار اشخاص نے مختلف افسران کو تحریری شکایات درج کروائیں مگر ان شکایات پر کوئی توجہ نہ دی گئی؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اپنی بارہ مرلے زمین جس کی ملکیت تقریباً 2 کروڑ روپے ہے، قبضہ گروپ سے واگزار کرانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) بمطابق منظور شدہ سکیم پلان پلاٹ نمبر 38 اور 39 تبدیل شدہ نمبر (31 اور 32) کا رقبہ بالترتیب 19 مرلے 47 مربع فٹ اور ایک کنال ایک مرلہ اور 129 مربع فٹ ہے، تاہم بعد ازاں Lahore Improvement Trust کی قرارداد کے مطابق پلاٹ نمبر 31 اور 32 سکیم کی حدود سے خارج کر دیئے گئے اور سکیم پلان revised کر دیا گیا۔ دونوں سکیم پلان کی کاپیاں تتمہ (الف)، (ب) اور ٹاؤن پلانر سے جاری شدہ این او سی کی کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے کہ پلاٹ مذکورہ کے متعلق درخواستیں موصول ہوئی تھیں تاہم یہ قابل عمل نہ تھیں چونکہ سکیم پلان کے مطابق پلاٹ مذکورہ سکیم پلان سے باہر تھے۔

(ج) ایضاً۔

جائیکا/واسا واٹر سپلائی پراجیکٹ فیصل آباد کے سروے، طریق کار اور لاگت کی تفصیل

*4506: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ JICA/W.A.S.A water supply project for faisalabad کے لئے ایک socio-economic base line survey کروایا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو socio-economic survey کس consultant یا consultancy company سے کروایا گیا؟

(ج) اس S.E.Survey کو conduct کروانے کے لئے کوئی اخبار میں اشتہار دیا گیا اگر نہیں دیا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) جس company نے یہ survey کیا اس کی history اور consultant کا profile کیا ہے؟

(ہ) socio-eco survey کی sample survey کے questionare میں کیا کیا سوالات تھے، mode of survey, methodology کیا اختیار کیا گیا تھا cost ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(و) Survey کے مطابق J.I.C.A کے Canal Branch Jhang کے under ground water source tap کرنے کے لئے 20 معززین نے consent دی ہے اور اپنا موقف دیا ہے کہ تمام لوگ اس project کے حق میں ہیں ان 20 معززین کے نام، land holding in the area, social status and addresses کے بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ J.I.C.A کے کنسلٹنٹ نے Project for improvement of water supply in Faisalabad کے لئے s.o.c.i.o-economic survey for installation of Tubewell سروے کروایا ہے۔

(ب) جائیکا کے کنسلٹنٹس نے یہ سروے اپنے مکمل اطمینان کے مطابق M/S National Engineering Corporation Karachi کے ذریعہ کروایا۔

(ج) یہ سروے J.I.C.A کے کنسلٹنٹس نے اپنے طریق کار کے مطابق کروایا ہے جو کہ ان کی حکومت جاپان کی طرف سے ہدایات کی روشنی میں اپنی assignment تھی۔ واسا فیصل آباد کا اس سروے کے conduct کروانے میں کوئی عمل دخل نہ ہے۔

(د،ہ) کمپنی کے سروے اور اس کی تاریخ (History) اور کنسلٹنٹس کے profile کا تعین J.I.C.A کی صوابدید پر ہے جو کہ حکومت جاپان کی طرف سے پاکستان میں نمائندہ کے طور پر متعین ہے، علاوہ ازیں سوالات کا تعین بھی حکومت جاپان کی خواہش کے مطابق J.I.C.A اسلام آباد نے اپنے Consultant سے مشورہ کے بعد کیا۔ جہاں تک Methodology or Mode of Survey کا تعلق ہے تو یہ مسلمہ اصولوں کے تحت J.I.C.A اسلام آباد نے نہایت باصلاحیت اور خصوصی طور پر تربیت یافتہ افراد کے ذریعے کروایا جبکہ اس تمام سروے کی اجرت (cost) حکومت جاپان نے J.I.C.A کے ذریعے کی ہے، سروے رپورٹ میں دیئے گئے سوالنامہ کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(و) واسا کو معلوم نہ ہے کیونکہ یہ سروے ایک غیر جانبدار ایجنسی کے ذریعے غیر ملکی ذرائع نے اپنے طور پر کروایا ہے اور واسا اس میں مداخلت کا مجاز نہ ہے اس لئے ان کے نام واسا کے علم

میں نہ ہیں۔ واسا کو سرکاری طور پر اس میں شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی واسا نے کوئی logistic متعلقہ Consultants کو فراہم کی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

اراکین اسمبلی کو جسٹس آف پیس بنانے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اگر ادھر توجہ فرمائیں تو میں عرض کروں کہ پچھلے اجلاس کے دوران میں نے ایک point raise کیا تھا جو کہ procedure of Court میں Justice of Peace کے متعلق تھا کہ ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہو سکتے ہیں اور ریٹائرڈ ججز بھی ہو سکتے ہیں۔ میں نے لاء منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ براہ مہربانی اس میں پہلے ممبر آف پارلیمنٹ تھے اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی جو میں نے یہاں پر بیان بھی کی تھی کہ بعض لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کہ اس کی attestation کر دیں۔ جن لوگوں کے 50,000 روپے سے کم پیسے بنکوں میں ہوتے ہیں اور وہ فوت ہو جاتے ہیں اور ان کے وارثان جب apply کرتے ہیں تو finally بنک کہتا ہے کہ جسٹس آف پیس سے اس کو attest کروا کر لائیں تو یہ پیسے آپ کو دیئے جائیں گے۔ اب اس میں لاء ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب نے جو نوٹیفکیشن کیا ہے تو اس میں اگر یہ ممبر آف پارلیمنٹ کو بھی include کر دیں تو یہ لوگوں کے لئے آسانی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مسئلہ ہے کہ جو ہمیں روز درپیش ہوتا ہے تو لاء منسٹر صاحب نے اسی وقت یہ کہا تھا کہ ٹھیک ہے اور ہم یہ جاری کر دیں گے لیکن میری اطلاع کے مطابق ابھی تک انہوں نے اس بارے میں سوچا بھی نہیں ہے تو میں یہ لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ensure کروا دیں کہ وہ کتنی دیر تک یہ نوٹیفکیشن جو کہ پنجاب حکومت کے لئے ایک معمولی سا کام ہے کروائیں گے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب! اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہم نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو لکھا تھا اور آج ہی جب محترم ارشد بگو صاحب بات کر رہے تھے تو میں نے ایڈیشنل لاء سیکرٹری کو کہا ہے کہ

ہوم ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں کہ اس پر ابھی تک عملدر آمد کیوں نہیں ہوا اگر نہیں ہوا تو اس میں کیا امر مانع ہے، اس سلسلے میں ان کی طرف سے جو بھی جواب آئے گا میں جناب کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بگو صاحب! آپ بے شک لاء منسٹر صاحب سے چیمبر میں مل لیجئے گا۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ لاء منسٹر صاحب نے کیا کہا ہے، آپ مہربانی کر کے ہمیں بتا دیں شکریہ، یہ ان سے بھی پوچھ لیں کسی کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔

راجہ طارق کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کیانی صاحب!

سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل راولپنڈی کا مقید سابق سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی سے اراکین اسمبلی کی ملاقات کرانے سے انکار

راجہ طارق کیانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی حالیہ قومی اسمبلی کے اجلاس کے اندر بھی اس بات پر قاضی حسین احمد اور مخدوم امین فہیم نے بڑی بحث و تمحیص کی اور وہاں کے سپیکر موصوف نے یہ رولنگ دی کیونکہ اس انتہائی matter of interest کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے اس لئے اس پس منظر میں، میں اپنے لاء منسٹر کی توجہ ایک منٹ کے لئے چاہوں گا کیونکہ میری یہ گزارش اس شخص کے بارے میں ہے جو پاکستان کے سب سے مقتدر ادارے قومی اسمبلی پاکستان کا سپیکر رہا اور پاکستان کی سرزمین کا عبوری طور پر صدر مملکت رہا اور اس وقت وہ اڈیالہ جیل کے اندر بند ہے میری مراد یوسف رضا گیلانی صاحب ہے۔ آپ نے بھی پڑھا ہوگا اخبارات کے اندر ملکی و غیر ملکی اخبارات کے اندر اپوزیشن کے تمام اکابرین نے پنجاب گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلوانے کی کوشش کی ہے اور میں بھی لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ اس وقت اڈیالہ جیل میں یوسف رضا گیلانی کے سیل سے کتب کو اٹھا لیا گیا ہے، اس کے ہاتھ سے قلم واپس لے لئے گئے ہیں اور ان کی ملاقات پر پابندی لگا دی گئی ہے اور سپرنٹنڈنٹ صاحب سے جب ہم رابطہ کرتے ہیں تو وہ بڑے معصومانہ استدلال سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ انہیں ملاقات جو دس دن میں یا پندرہ دن میں due ہے وہ تو کروا دی جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب پنجاب حکومت نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو، سپرنٹنڈنٹ جیل کو جیل مینول کے تحت ملاقات

کے discretionary اور صوابدیدی اختیارات دے رکھے ہیں تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ وہ صوابدیدی اختیارات ڈکیتوں، بنارسی ٹھگوں، زانیوں اور وہاں پر بند قاتلوں کے لئے تو بروئے کار آرہے ہیں مگر قومی اسمبلی کے سپیکر اور قائم مقام صدر کے لئے جب ان اختیارات کو بروئے کار لانے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ سپرنٹنڈنٹ معصومانہ انداز میں اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ عظیم جمہوری آئینی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے متعلقہ ہوم ڈیپارٹمنٹ، جیل سپرنٹنڈنٹ، IG Prisons کو یہ ہدایات جاری کریں کہ وہ یوسف رضا گیلانی کے معاملے میں ان کو جو صوابدیدی اختیارات ہیں وہ وقار کے ساتھ ان کو بروئے کار لائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے جو فرمایا ہے وہ میں نے سنا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ چیک کرنے والی بات ہے کہ اصل صورتحال کیا ہے؟ دوسرا میرے بھائی فرمارہے ہیں کہ صوابدیدی اختیارات تو جس شخص کی صوابدید ہوتی ہے وہ اپنی صوابدید پر ہی اس کو استعمال کرتا ہے لیکن میں اتنا ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو ensure کرایا جائے گا کہ قانون اور ضابطے کے مطابق ان کو جو سہولیات حاصل ہیں وہ بھی ملنی چاہئیں اور ان کی ملاقات بھی ہونی چاہئے، انشاء اللہ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب تک اسمبلی کا ساؤنڈ سسٹم ٹھیک نہیں ہوتا سپیشل لاؤڈ سپیکر،۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ ٹھیک کر رہے ہیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سپیشل لاؤڈ سپیکر لاء منسٹر صاحب کے پاس لگوادیا جائے کیونکہ وہ اکثر جواب دیتے رہتے ہیں اور ہم ہر چیز سے محروم رہتے ہیں۔ اس وقت تک ایک سپیشل لاؤڈ سپیکر ان کا لگوا دیں۔

جناب سپیکر: ان کا لگا دیں یا آپ کا لگا دیں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ یوسف رضا گیلانی صاحب کا معاملہ وہ ڈپٹی سپیکر بھی رہے ہیں more over he is from Multan Station and میں بھی اسی مٹی سے ہوں، ہم mates بھی ہیں اس لئے یہ حقیقت ہے یہاں اور دوست بھی بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں ہمیں کچھ سمجھ نہیں آیا اس لئے I am quite serious about it کہ ان کے لئے کوئی سپیشل لاؤڈ سپیکر ایسا لگا دیں تاکہ ہم ان کی بات سمجھ اور سن سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں راجہ بشارت صاحب بھی یہاں پر ہیں "نوائے وقت" ایک بڑا قومی اخبار ہے اس میں آج یہ خبر ہے کیونکہ ان کا حلقہ انتخاب بھی گجرات ہے تو لکھا ہے کہ "گجرات، مقامی ایم۔پی۔اے کے ڈیرے پر چھاپہ، تاوان کے لئے مغوی نوجوان برآمد، سات ملزم بھاری اسلحہ سمیت گرفتار دو اشتہاری پانچ ساتھیوں کے ساتھ فرار" اس سے ہمارے جتنے بھی یہاں فاضل اراکین اسمبلی بیٹھے ہیں یہ لوگوں پر بڑا غلط message جا رہا ہے کہ کیا جتنے ہمارے ڈیرے ہوتے ہیں ان پر کرائم کرنے والے اشتہاری لوگ بیٹھتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ یہ ٹائم لے کر اس کی وضاحت کریں کہ وہ کونسا مقامی ایم۔پی۔اے ہے، اس کا نام نہیں لکھا ہے، اگر وہ خبر ٹھیک ہے تو اس ایم۔پی۔اے کا گھیراؤ کیا جائے اس کو بتلایا جائے کہ تمہارے ڈیرے پر یہ لوگ کیوں آتے ہیں اور اگر نہیں ہے تو ہمیں اخبار والوں کے ساتھ رابطہ کرنا چاہئے کہ یہ کیوں اس قسم کی غلط خبر دیتے ہیں۔ ابھی کل رشید بھٹی صاحب کا معاملہ آیا ہے، پتا نہیں انہیں کیا خاموشی لے کر بیٹھی ہوئی ہے مگر یہ میری بات سن لیں کہ یہ اگر اس طرح خاموش رہے تو ان کے ساتھ بڑا واقعہ ہونے والا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، شکریہ، اب ہم Privilege Motion take up کرتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 39 لالہ شکیل الرحمنٰ (ایڈووکیٹ) کی طرف سے پیش ہو چکی ہے اور pending ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون!

ڈی ایس پی انوسٹی گیشن گوجرانوالہ سٹی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل آپ کی عدم موجودگی میں تحریک استحقاق کے حوالے سے یہاں پر۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: راجہ صاحب! براہ مہربانی ذرا اونچا بولیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں استدعا کروں گا کہ شاہ صاحب کی نشست میرے ساتھ یہاں لگا دیں تاکہ انہیں کم از کم سننے میں دقت نہ ہو۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ لاء منسٹر ہیں انہوں نے hat trick کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ساؤنڈ سسٹم کا کوئی حل کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ماشاء اللہ ان کی آواز بڑی رسیلی ہے، جادو بھری ہے ذرا اونچی آواز میں کہنے سے کیا ہو جائے گا، ہم ذرا سن لیں گے، میں مذاق نہیں کر رہا حقیقتاً ہم آپ کی بات نہیں سمجھ سکتے آپ ذرا اونچی بات کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو مائیک سسٹم کی روزانہ بات ہوتی ہے ماشاء اللہ راجہ صاحب کی height کا بھی اس میں ایک factor ہے۔ میں نے پہلے بھی request کی تھی ان کی height بہت اچھی ہے ان کی مائیک تک نہیں آتی میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک مائیک جو بہت چھوٹا سا ہوتا ہے وہ مل جاتا ہے وہ کالر پر لگ جاتا ہے، کم از کم یہ جو روز کی بات ہے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے اگر صرف راجہ صاحب کے وہ کالر مائیک لگا دیا جائے تو وہ بہت helpful رہے گا، یہ بہت چھوٹی رقم سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کل آپ کی عدم موجودگی میں تحریک استحقاق کے حوالے سے یہاں پر بہت بات ہوئی تھی اور میں نے یہ گزارش کی تھی، میں خود یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ یہاں پر موجود ہر رکن اسمبلی خواہ اس کا تعلق ٹریژری بنچز سے ہے یا اپوزیشن بنچز سے اس کا استحقاق اس پوری اسمبلی کا استحقاق ہے۔ میں نے اس سلسلے میں کل یہ گزارش کی تھی کہ ہمیں اس سلسلے میں تحریک استحقاق داخل کرواتے ہوئے تھوڑی سی احتیاط سے کام لینا چاہئے اور کم از کم ہم جو انتہائی چھوٹے چھوٹے معاملات پر تحریک استحقاق لے کر آ جاتے ہیں اس پر ہمیں تھوڑا سا احتیاط سے کام لیتے ہوئے اگر اس معاملے کو ہم آپس میں بیٹھ کر طے کر لیں، آپ کے نوٹس میں لے آئیں، آپ اس کا نوٹس لے لیں تو شاید ہم اس embarrassment سے بچ جائیں جو ایوان میں ہوتی ہے۔ میں نے کل یہ کہا تھا کہ ممبران کی تحریک استحقاق کو oppose کرتے ہوئے مجھے کوفت محسوس ہوتی ہے کہ اگر میرے کسی بھائی کا استحقاق مجروح ہوا ہو تو میں اس کو oppose کیسے کروں؟ میں اس تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا لیکن آج بھی کوئی چار کے قریب تحاریک استحقاق آئی ہیں تو میرے بھائیوں نے کل اس بات پر توجہ نہیں دی اگر وہ مجھ سے پہلے بات کر لیں۔ آج میرے پاس مہر اشتیاق صاحب تشریف لائے تھے کل انہوں نے ایک تحریک استحقاق دی، آج میں نے اس پولیس آفیسر کو بلایا ہوا ہے، میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کروں گا اگر معاملہ طے نہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی کمیٹی کے پاس چلی جائے گی لیکن میں پھر استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تحریک استحقاق دینے سے پہلے میرے ساتھ بات کر لیں میں تو اپنے بھائیوں کی بات پر اعتماد کروں گا جو یہ کہیں گے وہ ہم کریں گے لیکن کم از کم میرے نوٹس میں پہلے یہ بات لے آئیں تو شاید ہم اس embarrassment سے بچ جائیں جو ایوان میں ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائی کی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا، اس کو کمیٹی کے پاس جانے دیں لیکن ایک دفعہ پھر میں پورے ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق دینے سے پہلے ایک دفعہ میرے نوٹس میں لے آئیں تو شاید میں بہتر طور پر اس پوزیشن میں ہوں گا کہ یہاں پر اپنا point of view دے سکوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں اس motion کو in order قرار دے کر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کی تھی کہ یہ واقعہ 05-8-14 کا ہے۔ (قطع کلامیاں)

میں اس سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں تحریک استحقاق سے جو بات متعلقہ ہے وہ میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اب میں نے یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی ہے۔ ابھی آپ نے اس پر کیا بات کرنی ہے ؟آپ تشریف رکھیں۔ پلیز، تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 43 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ یہ pending تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ایوب خان سلدیرا: شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب نے کل بھی بڑی وضاحت سے تحریک استحقاق کے متعلق یہاں بات کی تھی، ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ یہ واقعی صحیح بات ہے کہ یہاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر تحریک استحقاق نہیں آنی چاہئے لیکن میں ایک بات یہاں point out کرنا چاہوں گا کہ استحقاق کو مجروح کرنے والے افسران کو یہ بات کس نے realize کروانی ہے، ان کو سکھانی ہے کہ یہ ممبران کا استحقاق ہے اور آپ نے اس کا احترام کرنا ہے، اس کو breach نہیں کرنا، اس پر غور فرمایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر قانون!

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ بابت سال 04-2003 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(جاری۔۔۔)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ تحریک پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔ اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ بنیادی طور پر ہمارے مذہبی امور کے وزیر سے متعلقہ تھی لیکن کل میں نے گزارش یہ کی تھی کہ چونکہ وہ تین چار دن سے تشریف نہیں لا رہے تھے تو میں نے کہا تھا کہ اگر وہ تشریف نہیں لائیں گے تو پھر اس کا جواب میں دے دوں گا۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ میں بالکل محترم سید احسان اللہ وقاص صاحب سے یہ اتفاق کرتا ہوں کہ رپورٹ ایوان میں آنی چاہئے لیکن اس میں گزارش یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل اولاً 1962 کے آئین کے تحت معرض وجود میں آئی۔ پھر 1973 کے آئین کے تحت اسے دوبارہ 1974 میں تشکیل دیا گیا اور آئین کے آرٹیکل 22(8) کے

تحت اس کے ممبران کا تقرر صدر پاکستان نے کیا۔آرٹیکل 230 میں اس کونسل کی ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا اور پہلی رپورٹ معرض وجود میں آنے کے سات سال کے اندر پیش کی جانی چاہئے تھی، یہ اس کا آئینی تقاضا ہے کہ اس کے قائم ہونے کے بعد سات سال کے اندر اندر اس کی رپورٹ پیش کرنی پڑتی ہے تو اس کی پہلی رپورٹ سات سال کے اندر پیش کر دی گئی۔ بعدازاں ہر سال عبوری رپورٹ پیش کی جانی ضروری ہوتی ہے جو کہ پیش کی جاتی رہی۔ اس وقت سال 2004 کی رپورٹ بھی آچکی ہے۔ اس میں صرف تھوڑا سا confusion یہ تھا کہ ہمارے اوقاف ڈیپارٹمنٹ کو وہ موصول نہیں ہوئی تھی لیکن چونکہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اس لئے فیڈرل گورنمنٹ نے وہ رپورٹ جاری کر دی تھی۔ ہم نے محکمے کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہاں سے وہ رپورٹ وصول کی جائے اور وصول کرنے کے بعد پھر اسمبلی میں پیش کی جائے۔ میں اپنے معزز رکن سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے اس توجہ دلانے پر محکمے کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ رپورٹ وہاں سے لے کر اسمبلی میں پیش کریں اب چونکہ رپورٹ آچکی ہے صرف confusion یہ تھا کہ اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے جلد پیش کر دیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے فاضل وزیر قانون کی اس بات سے اتفاق ہے کہ رپورٹ یہاں پر آچکی ہے۔ میں نے صرف اس لئے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ یہ constitutional چیزیں ہیں اگر ہمارے اداروں میں ان چیزوں کا احترام نہیں کیا جائے گا جو Constitution میں لکھی ہوئی ہیں تو اب ویسے ہی ملک کے اندر ایک قانون کا احترام ختم ہو رہا ہے اور ہم ان چیزوں کے جو custodian ہیں ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے اگر وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ اگلے سیشن میں یہ پیش کر دی جائے گی تو میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہتے لہذا motion disposed of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔۔۔ان کی طرف سے یہ ایک درخواست آئی ہے کہ ان کی تحریک نمبر 54 اور 56 مورخہ 2005-11-18 تک pending کر دی جائیں لہذا یہ تحریک استحقاق نمبر 54 مورخہ 05-11-18 تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 55 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی طرف سے بھی یہ درخواست ہے کہ یہ مورخہ 05-11-16 تک pending کر دی جائے لہذا یہ بھی مورخہ 05-11-16 تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 56 ہے، یہ بھی سید محمد رفیع

الدین بخاری صاحب کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ اس کو مورخہ 05-11-18 تک pending کر دیا جائے لہذا یہ بھی مورخہ 05-11-18 تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 57 رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب کی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔میں یہاں یہ بات کہنا بہت ضروری اور اہم سمجھتی ہوں کہ پاکستان میں اگر ہم ترقی چاہتے ہیں اور امن عامہ چاہتے ہیں تو اس کے لئے قانون کی بالادستی بہت اہم ہے۔اس کی گرفت سخت ہو اور اس پر عملدرآمد کروایا جائے۔آئین اور قانون کی بھی گرفت سخت ہو کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے مسائل عوام سے تعلق رکھتے ہیں اور جب تک ہم لوگ اس پر عملدرآمد نہیں کروائیں گے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔انصاف سب کے لئے برابر ہو، یہ نہ ہو کہ کسی کے لئے کچھ اور کسی کے لئے کچھ۔اگر ہم اس پر عملدرآمد کروائیں تو میں اپنے رب کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتی ہوں کہ پاکستان کے حالات مہینوں میں نہیں بلکہ دنوں میں بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، رائے صاحب!

ڈی۔ایس۔پی انویسٹی گیشن صدر اوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

رائے فاروق عمر خان کھرل: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کو ایک کام کے سلسلہ میں ڈی۔ایس۔پی صدر، انوسٹی گیشن اوکاڑہ، جناب احسان اللہ باجوہ کو ملنے کے لئے دفتر گیا۔جب میں اس کے کمرے میں داخل ہونے لگا تو مجھے کہا گیا کہ ابھی تھوڑی دیر انتظار کریں، ڈی۔ایس۔پی صاحب مصروف ہیں میں نے تقریباً آدھا گھنٹہ انتظار کیا۔پھر میں اس سے بات کرنے کے لئے کمرے میں گیا تو ڈی۔ایس۔پی مجھے دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ ادھر ہم سرکاری امور میں مصروف ہیں اور ادھر ایم۔پی۔اے وغیرہ منہ اٹھائے چلے آتے ہیں۔اس انتہائی تلخ اور کرخت لہجہ میں میرے

ساتھ بات کی اور میری بات سننے سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔ ڈی۔ایس۔پی کے رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ڈی۔ایس۔پی نے ان کی بات نہیں سنی اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کا استحقاق مجروح ہو گیا، اب اگر بات نہ سننے سے ان کا استحقاق مجروح ہو گیا ہے تو اسے کمیٹی کے پاس جانے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے پاس اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب نہیں آیا مجھے تو یہ ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس کا جواب آنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب! ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کا پہلے جواب آ جائے پھر اس کو کر لیتے ہیں۔ اسے اگلے اجلاس تک pending کر لیں؟

رائے فاروق عمر خان کھرل: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 58 جناب محمد وارث کلو صاحب کی ہے۔

ڈی۔پی۔او خوشاب کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 17-اکتوبر 2005 کو تھانہ مٹھ ٹوانہ پولیس کی معیت میں میرے گاؤں کے کچھ بااثر لوگوں نے میرے ہی گاؤں روڈا تھل خوشاب میں زمین کا قبضہ لینے کے لئے قابض کسانوں پر بوقت تقریباً دس بجے حملہ کر دیا اور قبضہ لینے کی کوشش کی جس پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے تین افراد بشمول ایک پندرہ سالہ لڑکا اور ایک سترہ سالہ نئی نویلی دلہن آسیہ گولیاں لگنے سے موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ فائرنگ میں حملہ آور گروپ کا جواں سال

محمد شریف بھی جاں بحق ہو گیا۔مزید برآں شدید فائرنگ سے گیارہ افراد خون میں نہا گئے۔ جن میں سے تین مزید افراد محمد رستم، محمد ریاض اور سیف اللہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔بقیہ آٹھ افراد موت و زیست کی کشمکش میں تاحال ہسپتال میں ہیں۔انتہائی دکھ و کرب کی بات یہ ہے کہ خون کی یہ ہولی قانون کے رکھوالوں کی ہمراہی میں کھیلی گئی۔میں نے یہ سارا واقعہ D.P.O خوشاب جاوید اسلام کو بتایا اور مظلوم و مقتول افراد کی ایف۔آئی۔آر مرتب کرنے کی استدعا کی اور S.H.O مٹھہ ٹوانہ عبدالرحمٰن پر عدم اعتماد کا اظہار کیا کیونکہ وہ خود اس سارے واقعہ میں بنفس نفیس شامل تھے جس پر D.P.O صاحب نے مجھے کہا کہ مقتولین کی طرف سے درخواست ایف آئی آر S.D.P.O انچارج مٹھہ ٹوانہ حاجی شاہ نواز کو دلوا دیں ایف۔آئی۔آر مرتب ہو جائے گی جس پر درخواست استغاثہ S.D.P.O مذکورہ کو دے دی گئی جس میں پولیس کے اس گھناؤنے کردار کا تفصیلاً ذکر تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ S.D.P.O اور S.H.O مٹھہ ٹوانہ حملہ آور پارٹی کو مدعی بنا کر ایف۔آئی۔آر مرتب کر رہے ہیں۔ میں نے D.P.O صاحب کو صورتحال سے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ پولیس نے پہلے حملہ آوروں کے ساتھ مظلوم کسانوں پر حملہ کیا اور قبضہ کی کوشش کی اور اب الٹا مقتولین و مظلومین کے خلاف ایف۔آئی۔آر مرتب ہو رہی ہے جس پر D.P.O صاحب غصہ میں آ گئے اور کہا کہ ہم اپنے کام کو بخوبی جانتے ہیں۔ ہم کسی قسم کی dictation نہ لیں گے اور کہا کہ جس پارٹی کی ایف۔آئی۔آر کٹ رہی ہے اس کا ایک آدمی بھی جاں بحق ہو گیا ہے۔ میں نے کہا آپ زیادتی کر رہے ہیں،آپ نے پورے واقعہ کو turn arround کر دیا ہے مظلوموں کو ظالم اور ظالموں کو مظلوم بنا رہے ہیں۔یہ بہت بڑی زیادتی ہے جس پر انھوں نے کہا کہ آپ زیادتی سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں۔ دوسرے دن مقتولین کی طرف سے پیش کردہ درخواست دہندہ عالم شیر مضروب جو ہسپتال میں داخل تھا کو اور ان کے غریب لواحقین کو pressurize کیا اور کہا کہ پولیس کا نام تم نے کیوں لکھا ہے؟ ہم تمھارا پرچہ خراب کر دیں گے ورنہ درخواست میں پولیس کا نام خارج کریں۔ بالآخر غریب و مظلوم درخواست دہندہ سے نئی درخواست پر انگوٹھا لگوا لیا گیا۔ میں نے صورتحال سے D.P.O کو آگاہ کیا اور عرض کیا کہ ظلم و زیادتی کی انتہا ہو رہی ہے اور سارا کچھ آپ کے حکم کے مطابق ہو رہا ہے۔ موصوف پھر غصہ میں آ گئے اور مجھے کہا کہ آپ خواہ مخواہ بیجا مداخلت کر رہے ہیں اور دھمکی دی کہ یہ آپ کے لئے اچھا نہ ہو گا۔ میں نے بے بس ہو کر ساری روداد D.I.G سرگودھا کو خود مل کر سنائی مگر شنوائی نہ ہوئی۔ بالآخر میں نے مورخہ 24۔اکتوبر 2005 کے اسمبلی اجلاس میں پوائنٹ آف آرڈر پر اس سارے سانحہ سے اسمبلی کو آگاہ

کیا۔ جس پر راجہ بشارت صاحب وزیر قانون نے فرمایا کہ کل مورخہ 25۔اکتوبر 2005 کو D.P.O اور S.D.P.O,S.H.O مذکور میرے دفتر میں موجود ہوں گے، وارث کلو دس بجے میرے دفتر میں آئیں سارے واقعہ کا پتا چل جائے گا۔ مورخہ 25۔اکتوبر 2005 کو میں راجہ بشارت صاحب کے دفتر گیا تو وہاں مذکورہ بالا افسران نہ آئے بلکہ ان کی جگہ D.S.P Investigation خوشاب عبدالرزاق پہنچے ہوئے تھے۔ D.S.P مذکورہ نے پولیس کی موجودگی سے سراسر انکار کیا مگر جب میں نے راجہ صاحب کو جوڈیشل انکوائری کروانے کی تجویز دی تو اسی اثناء میں راجہ صاحب نے D.P.O خوشاب سے فون پر بات کی تو D.P.O خوشاب نے پولیس کی موجودگی کی تصدیق کی اور کہا کہ ایک A.S.I اور چند سپاہی موجود تھے۔ راجہ بشارت صاحب نے D.S.P مذکورہ کو حکم دیا کہ اس مقدمہ کی مزید تفتیش نہ کی جائے پہلے وارث کلو کے تین سوالوں کا جواب D.P.O سے جا کر دلوائیں۔ اول جائے وقوعہ پر پولیس کی پہلے سے موجودگی کی وجہ بتائیں؟ دوم تین مقتولین کی ایف۔آئی۔آر پہلے کیوں درج نہیں کی گئی؟ سوم مقتولین کی طرف سے پہلی F.I.R درخواست کو دوسرے دن کس نے اور کیوں تبدیل کیا جس میں پولیس کا کردار حذف کیا گیا؟ راجہ صاحب نے سختی سے انتباہ کیا کہ مقدمہ کی مزید کارروائی روک دی جائے۔ میں اس کے بعد اپنے گاؤں روڈا تھل ضلع خوشاب گیا تو مورخہ 25۔اکتوبر 2005 کو پولیس کی بھاری نفری سے بھری ایلیٹ فورس کی تین گاڑیاں میرے گاؤں پہنچ گئیں اور ہراساں کرنے کے لئے گاؤں کے اندر گشت شروع کر دی۔ اگلے دن مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کو صبح آٹھ بجے پھر پولیس کی بھاری نفری مع ایلیٹ فورس پہنچ گئی اور پورے گاؤں کو ہراساں کرنا شروع کر دیا جس پر میں وہاں گاؤں سے سیدھا جناب ضیاء الحسن آئی۔جی پنجاب کے دفتر میں پہنچا اور انھیں سارے حالات سے آگاہ کیا۔ میں مشکور ہوں کہ انھوں نے اسی وقت D.I.G سرگودھا کو کارروائی کرنے کو کہا اور احکامات دیئے کہ تفتیش انچارج رینج کرائم سے کروائیں۔

اس سارے سانحہ اور واقعات میں میری تحریک یہ ہے کہ D.P.O خوشاب جاوید اسلام نے میرے ساتھ غیر اخلاقی اور دھمکی آمیز گفتگو کی، راجہ صاحب وزیر قانون کے اسمبلی میں وعدہ کے باوجود D.P.O مذکورہ S.D.P.O اور S.H.O مورخہ 25۔اکتوبر 2005 کو راجہ صاحب کے دفتر نہ آئے اور راجہ صاحب کے تفتیش بند کرنے کے احکامات پر عملدرآمد نہ کیا اور میرے گاؤں میں میری موجودگی پر پولیس کی بھاری نفری اور ایلیٹ فورس بھیجنے اور مدعیان مقتولین کو ہراساں کرنے کی

کوشش کی۔ان سارے واقعات سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے پاس ابھی اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! ابھی راجہ صاحب کے پاس اس کا جواب نہیں آیا تو کب تک اسے pending کر دیا جائے؟

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری آپ اور راجہ صاحب سے استدعا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کریں میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا، میری انتہائی بے عزتی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے بھائی میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے میں اپنی ذات کی حد تک کہتا ہوں کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ کافی حد تک درست نہیں ہے لیکن پھر بھی میں استدعا کرتا ہوں کہ کم از کم اس تحریک کا جواب آ جانے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ تحریک 18-نومبر تک pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے unclaimed declare کیا گیا 30-ارب روپیہ اپنے اکاؤنٹس میں منتقل کرنے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اخباری اطلاع کے مطابق سٹیٹ بنک آف پاکستان نے 30-ارب روپیہ unclaimed declare کر دیا ہے اور میری اطلاع کے مطابق اس میں بیشتر روپیہ صوبہ پنجاب کا ہے۔اس میں انھوں نے 2-جنوری آخری تاریخ مقرر کی ہے۔یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے، میں وزیر قانون صاحب کی بھی توجہ چاہتا ہوں۔یہ unclaimed روپیہ اب سٹیٹ بنک ان

بنکوں سے لے لے گا۔اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ یہ پیسا بے نامی اکاؤنٹس میں تھااور اس پر اربوں روپے سروس چارجز کے طور پر چارج ہو چکے ہیں۔اس کے باوجود ابھی تک ان اکاؤنٹس میں 30۔ارب روپے ہیں۔میری آپ سے گزارش ہے کہ پنجاب حکومت اس بابت ایوان کی ایک کمیٹی بنائے جو سٹیٹ بنک سے یہ کہے کہ ہمارے پنجاب کا جو روپیہ آپ unclaimed declare کر رہے ہیں وہ ہمیں دیا جائے۔میری اطلاع کے مطابق اس میں تقریباً 26۔ارب روپے پنجاب کے ہیں تو پنجاب وہ اپنا روپیہ حاصل کرے اس وقت earthquake areas اور development کے لئے پیسے کی شدید ضرورت ہے۔تو یہ روپیہ پنجاب حکومت حاصل کرے اگر ہم نے فوری طور پر اس بابت مناسب اقدامات نہ اٹھائے تو یہ روپیہ بنکوں سے سٹیٹ بنک اپنے اکاؤنٹ میں لے جائے گا۔یہ پیسا چونکہ پنجاب کا ہے لہذا اسے لازماً حاصل کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر:آپ وزیر خزانہ اور وزیر قانون صاحب کو مل لیں اور اس بابت کوئی لائحہ عمل طے کر لیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 59، بابو نفیس احمد انصاری صاحب کی طرف سے ہے۔

تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

خاتون ڈی۔ایس۔پی ٹریفک (ملتان) کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

بابو نفیس احمد انصاری:جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 10۔نومبر 2005 کو میں اپنے بیٹے کے ہمراہ جو ہائیکورٹ کے وکیل ہیں عدالت عالیہ لاہور ملتان بنچ میں مقدمات بھگتا کر تقریباً 12 بجے دن اپنے دفتر واقع کچہری چوک آیا کرکٹ ٹیم کی آمد کی وجہ سے پارکنگ پر گاڑی کھڑی کرنا منع کیا ہوا تھا جس پر ہم نے اپنی گاڑی سڑک کے کونے میں اپنے دفتر کے باہر فٹ پاتھ سے بھی اندر گلی میں کھڑی کی اور خود دفتر چلے گئے۔اتنے میں اطلاع آئی کہ ہماری گاڑی کو لفٹر اٹھا کر لے گیا ہے اور اس وقت ٹریفک پولیس کے دفتر میں موجود ہے۔میں ہمراہ بیٹے اور جونیئر وکیل ساجد ایڈووکیٹ ٹریفک پولیس کے دفتر میں گیا وہاں پر D.S.P ٹریفک مسماۃ شاہدہ موجود تھی ہم اندر دفتر جانے لگے تو باہر بیٹھے اردلی نے کہا کہ محترمہ میٹنگ میں مصروف ہیں۔میں نے اپنا تعارف کرایا پھر بھی وہ مصر رہا

جس پر میں اندر چلا گیا تو دیکھا کہ وہ ایک D.S.P کے ساتھ خوش گپیاں کر رہی ہے۔ میں نے اپنا تعارف کرایا ہم نے انہیں اس غیر قانونی حرکت کے متعلق آگاہ کیا اور گاڑی واپس کرنے کا کہا جس پر اس نے کہا کہ آپ کا تعلق چونکہ اپوزیشن سے ہے اور میں نے خود ہی آپ کی گاڑی کو اٹھوایا ہے اس کے باوجود کہ آپ کی گاڑی پر صوبائی اسمبلی کا مونوگرام تھا۔ آپ 200 روپے دے کر گاڑی واپس لیں۔ میں نے اسے سمجھایا کہ آپ اس غیر قانونی حرکت کی مرتکب ہوئی ہیں ایسا نہ کریں لیکن اس نے میرے ساتھ بے ہودگی اور تلخ کلامی کی اور کہا کہ آپ اپوزیشن کے M.P.A ہیں اس لئے مجھے آپ کی پروا نہ ہے۔ حکام بالا کی ہدایت ہے کہ ان کا کوئی کام نہ کرو، جاؤ جو کرنا ہے کر لو جس پر میں نے کہا کہ یہ تو میرا ذاتی کام ہے، میں اگر پبلک کے کام کے لئے آؤں تو پھر کیا سلوک ہوگا؟ آخر میں پبلک کا نمائندہ ہوں جس پر اس نے ناشائستہ زبان استعمال کی اور کہا کہ میرے اعلیٰ پولیس افسران سے ذاتی تعلقات ہیں کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں نے گاڑی کا ڈیش بورڈ چیک کیا تو اس میں سے 12,000 روپے بھی غائب تھے اس واقعہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب والا! میں اس سلسلے میں شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہوں گا کہ کل راجہ صاحب نے بالکل بجا فرمایا لیکن میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے کہ میری گاڑی لے جانے کی وجہ سے ہائی کورٹ میں میرے تین کیس dismiss and default ہو گئے۔ چونکہ میں نے دوبارہ واپس جا کر D. B. attend کرنی تھی اور یہ سارا کچھ اس وجہ سے ہوا بلکہ مذکورہ ڈی ایس پی نے کہا کہ جیسے بھی معاملات ہیں آپ جائیں۔ میں نے بعد میں بھی ان سے contact کیا اور کہا کہ یہ 12 ہزار روپیہ کیسے گیا ہے تو اس نے کہا کہ چونکہ کرکٹ کا میچ ہو رہا تھا۔ میچ کیا ہو رہا تھا پورے ملتان میں کرفیو لگا ہوا تھا اگر حکومت ایک میچ بھی نہیں کرا سکتی تو اور کیا کرے گی؟ جہاں سے گاڑی اٹھائی گئی ہے وہ میری ذاتی گلی ہے۔ کل راجہ صاحب فرما رہے تھے کہ ایک سپاہی نے یہ کہا۔ راجہ صاحب! آپ میں اور ہم میں فرق ہے اور اپوزیشن ممبر میں تو بالکل فرق ہے۔ میں حقیقت بیانی سے کام لیتا ہوں کہ میں 35/36 سال سے وکالت میں ہوں لیکن آج تک کبھی ایسی بات نہیں ہوئی اگر کوئی مرد ڈی۔ ایس۔ پی ہوتا تو میں اس کا گریبان بھی پکڑ لیتا۔ یہ بے ہودگی اور زیادتی قابل افسوس ہے لہذا میں گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہاں پر میں شہادتوں کے ساتھ ثابت کروں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،لامنسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا تو اسے کب تک pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! تین چار دن کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق 18۔تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں جناب کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب آ رہے ہیں، یہ دیکھیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب چیئرمین! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب والا! اگر یہاں تحریک استحقاق پر لامنسٹر صاحب مخالفت کرتے ہیں اور کیا نوٹس دینا اور جواب آنا ضروری ہے یا جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے اس پر ووٹنگ کے ذریعے تحریک کا فیصلہ ہو سکتا ہے؟ یہ کس کا privilege ہے؟ تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کرنے کے حوالے سے ہم کس حد تک لامنسٹر صاحب کے پابند ہیں؟

جناب چیئرمین: حکومت کا مؤقف تو جاننا ہے کہ کیا جواب آیا ہے لیکن سپیکر کی اتھارٹی ہوتی ہے جو مرضی فیصلہ کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: کیا ایوان سے رائے نہیں لی جا سکتی اگر ایوان چاہتا ہے کہ یہ تحریک استحقاقات کمیٹی کے سپرد کی جائے تو پھر اس صورت میں کیا صورتحال ہو گی؟

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہ رول ہے کہ اگر House کی رائے بنتی ہے کہ یہ کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تو یہ کمیٹی کے سپرد کر دی جائے گی۔یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر حکومت مخالفت کرے تو

اسےpendingکر دیا جائے یا ختم کر دیا جائے اگرHouseاس کی اجازت دیتا ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور جیسے کلو صاحب نے کہا ہے کہ متنازعہ معاملہ ہے تو اسے Houseمیںputکر کے اس پر فیصلہ لیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب چیئرمین! ادھر چھ قتل ہو گئے ہیں اور8آدمی مر رہے ہیں لیکن پولیس کا نام کٹوانے کے لئے مجھے ہراساں کیا گیا ہے یہاں پر راجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے ان کے بارے میں کوئی غلط بات کی ہے تو میں یہاں ثابت کرتا ہوں کہ راجہ صاحب نے اس Houseمیں یہ کہا تھا کہ صبح ڈی۔پی۔او، ایس۔ڈی۔پی۔او اور ایس۔ایچ۔او حاضر ہوں گے۔آج میں آپ کے اور ایوان کے روبرو یہ کہتا ہوں کہ راجہ صاحب کے فرمان کے مطابق میں25۔اکتوبر وہاں گیا لیکن وہاں پر نہ ڈی۔پی۔اواور نہ متعلقہ ایس۔ڈی۔پی۔او اور نہ ہی ایس۔ایچ۔او تھا۔ وہاں انوسٹی گیشن کا بندہ آیا ہوا تھا جس کا کوئیconcernنہیں بنتا۔ راجہ صاحب نے خود فون پر پوچھا تو ڈی۔پی۔او نے کہا کہ اس وقت پولیس موجود تھی لہذا راجہ صاحب سے استدعا ہے کہ کوئی غصے والی بات نہیں ہے۔ میں نے خود راجہ صاحب سے درخواست کی ہے کہ حلقے میں میریinsultہوئی ہے۔ میرا اپنا گاؤں ہے وہاں چھ بندے قتل ہو گئے ہیں اور وہاں پر میرا سیاسی بھرکس نکل گیا ہے۔آپ مجھے اتنا سہارا دیں اور اس سے ڈی۔پی۔او کوئی موت کے کٹہرے میں نہیں چلا جائے گا۔ استحقاق کمیٹی میں مل بیٹھ کر باتیں ہوں گی اور اس کے بعد معاملہfinishہو جائے گا لیکن اگر سرکار کے لئے ڈی۔پی۔او کو بچانا اتنا ہی ضروری ہے تو ٹھیک ہے میں اس پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز پارلیمانی سیکرٹری واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔اتنے بندے کھڑے ہو گئے ہیں۔پلیز تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔جناب چیئرمین! اجلاس شروع ہونے سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کتنے ممبران اپنےgrievancesبتا رہے ہیں۔ ایک فاضل رکن کلو صاحب نے پچھلے

اجلاس میں issue اٹھایا تھا۔ راجہ صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ان کا جواب آنا ضروری ہے مگر یہ دیکھیں کہ جب کوئی چیز House میں پیش ہو جاتی ہے that becomes the property of the House سپیکر صاحب کے جو بھی صوابدیدی اختیارات ہیں اگر اس معاملے کی ضرورت نہیں ہے تو پھر یہ اپنے چیمبر میں کر دیا کریں۔ اب یہ معاملہ 18۔تاریخ تک pending کر دیا گیا ہے تو جب 18 کو یہ پیش ہو گا تو آپ House کی رائے بھی لے لیں۔ اب آپ دیکھیں کہ دستی صاحب نے بات کی ہے، بھٹی صاحب، ملک احمد خان صاحب، رائے فاروق کھرل صاحب کا معاملہ ہے۔ آپ نجف سیال صاحب کا دیکھیں، آپ کے لئے اور حکومت کے لئے یہ بڑے alarming signals ہیں اگر میں یہاں پر کہوں کہ آپ کے لوگ میرے ساتھ رابطہ کرتے ہیں تو I think it is not fair, and you must see کہ آپ کے کیا problems ہیں؟ کیا آپ ممبران کو عزت نہیں دے رہے، فنڈز نہیں دے رہے، اختیارات نہیں دے رہے یا ان کی کیا وجوہات ہیں؟ کیونکہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں we believe in the process of election ہم ابھی بھی کہتے ہیں کہ there should be an independent Election Commission. الیکشن fair ہوں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ سپیکر صاحب اسے pending کر گئے ہیں یا ابھی اس پر فیصلہ نہیں دیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! انھوں نے اس کو pending فرمایا ہے۔

جناب چیئرمین: یا تو میں پہلے آ جاتا لیکن اب اسے سپیکر صاحب نے pending فرمایا ہے۔ گردیزی صاحب کلو صاحب کو منا کر لائیں، انشاءاللہ ان کی بات سنیں گے۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! تشریف رکھیں۔

معزز اراکین: ان کی بات تو سنیں۔

جناب چیئرمین: بات یہ نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ اسے سپیکر صاحب pending کر گئے ہیں۔ اس لئے اب اس issue کو نہیں چھیڑنا چاہئے۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: راجہ ریاض صاحب! تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! سنا ہے کہ جو فارورڈ بلاک بن رہا ہے آپ اس کے چیئرمین ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں کسی چیز کا چیئرمین نہیں ہوں۔اب ہم تحاریک التوائے کار کی طرف آتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 441/05 ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے پیش ہو چکی تھی، محکمہ ہاؤسنگ کی طرف سے اس کا جواب آنا ہے۔ جی، راجہ صاحب! کیا اس کے وزیر صاحب نہیں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینا چاہیں تو جواب دے دیں، نہیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ ہی جواب دے دیں۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ ایسے نہیں۔not allowed وہ جواب دینے لگے ہیں۔ جب جواب دے لیں گے پھر آپ بات کر لینا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! کیا راجہ صاحب کو یہ ڈیپارٹمنٹ notify ہوا ہے؟ اگر یہ ڈیپارٹمنٹ ان کو notify ہوا ہے تو on behalf of the concerned minister جواب دے سکتے ہیں۔ otherwise the Parliamentary Secretary is the person responsible راجہ صاحب کو ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ notify نہیں ہوا۔ راجہ صاحب! ماشاء اللہ آپ قانون سمجھتے ہیں۔آپ ہر معاملے میں اپنے آپ کو کیوں involve کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! کل یہ بات طے ہوئی تھی کہ آج ہاؤسنگ کے سوالات کا دن ہے وزیر ہاؤسنگ موجود ہوں گے وہ جواب دیں گے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر وہ جواب نہیں دیں گے تو پھر میں دے دوں گا۔ پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ موجود ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی

ہے کہ اگر آپ تھوڑا سا متعلقہ وزیر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کو پابند کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ میرا کام نہیں ہے کہ ان کو بزنس بتاؤں کہ کام کیا ہے؟ آپ ان کو پابند کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ راجہ بشارت صاحب کے پاس یہ محکمہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری یہاں موجود ہیں انہیں اس کا جواب دینا چاہئے۔ اگر ہم موجود نہ ہوں تو آپ تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیتے ہیں۔ جب اس کا جواب نہیں آتا تو وہ بولتے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے یا ٹائم چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیونکہ آواز کی بھی تھوڑی بہت گڑ بڑ ہوتی ہے۔ آپ اس کو pending کر دیں جونہی اس کا جواب آتا ہے میں اس کا House میں جواب دے دوں گا۔ مجھے ابھی اس کی کاپی ملی ہے۔

ایک معزز رکن: جواب تو راجہ صاحب کے پاس آ گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: مجھے تو ابھی اس کی کاپی ملی ہے، پہلے تو ہمارے پاس تھا ہی نہیں۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔ یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ وزیر صاحب اس کا کل جواب دیں گے اور کل ہر حال میں آئیں گے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کے پاس جواب آیا ہوا ہے۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر allow نہیں کرتا۔ محترمہ فرزانہ راجہ کی طرف سے application آ گئی ہے کہ میری تحریک کو 17۔نومبر تک pending کر دیا جائے۔ جناب محمد وقاص کی تحریک التوائے کار نمبر 594 ہے جو move ہو چکی ہے، جواب کے

لئے میں راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا۔

راولپنڈی کچہری میں مسلح افراد کی اندھا دھند فائرنگ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ مورخہ 2005-09-21 کو عطا محمد سب انسپکٹر دیگر ملازمین کے ہمراہ پولیس چوکی کچہری میں موجود تھا کہ حسب معمول مختار احمد سب انسپکٹر، محمد نذیر ہیڈ کانسٹیبل نمبر 34 ملازمین کے ہمراہ ملزمان حوالاتیوں کو اڈیالہ جیل سے برائے پیشی ہائے عدالت توشہ خانہ کچہری لے آیا۔ تقریباً بوقت 2 بجے دن جبکہ عطا محمد سب انسپکٹر ہمراہ عبادت حسین، سب انسپکٹر محمد رزاق کانسٹیبل و دیگر ملازمین کے چوکی کچہری میں موجود تھا کہ احاطہ کچہری میں اندھا دھند فائرنگ کی آواز سنی تو سب انسپکٹر ہمراہ ملازمین کے دہشت گردی کورٹ کی طرف بھاگا تو دیکھا کہ ملازم شفیق احمد، طارق محمود جن کی حراست میں ملزمان جن کے نام و پتا بعد دریافت پر مختار احمد، شبیر احمد قوم راجپوت سکنہ ڈیرہ بہادر خان تحصیل و ضلع شیخوپورہ گرفتار شدہ مقدمہ نمبر 2004/595 مورخہ 2004-12-1 بجرم 392/411 بعد میں معلوم ہوئے تھانہ صادق آباد راولپنڈی کی طرف سے لائے گئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک ملزم محمد نذیر عرف ٹیڈی ولد محمد خان سکنہ راولپنڈی تنویر عرف تنویر حیدر سکنہ ڈیرہ بہادر خان ضلع شیخوپورہ اور دو نامعلوم افراد تھے، کو لایا گیا، لیکن ان کو فائرنگ کر کے وہاں سے بھگانے کی کوشش کی گئی اس دوران پولیس کی فائرنگ ہوئی اور ملزمان Police custody سے بھاگے۔ ان میں سے تین ملزمان کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے ایک ملزم کو تاحال گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ اس سلسلے میں پولیس اہلکاران مختار احمد سب انسپکٹر، محمد نذیر، طارق محمود، شفیق احمد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے اور ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاری کے بعد ان کی عدالت سے ضمانت ہوئی اور اس سلسلے میں جوڈیشل انکوائری بھی ہو رہی ہے اور جو ملزمان پولیس کی حراست سے بھاگے تھے ان میں چار میں سے ایک فی الحال گرفتار نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین: جناب وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب والا! محترم راجہ صاحب نے اس کا بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں پورے پنجاب یا ملک کی بات نہیں کرتا لیکن راولپنڈی کچہری اور ٹیکسلا کچہری میں پچھلے

ایک سال کے اندر تیسرا چوتھا واقعہ ہے۔کیا وہاں کی اتھارٹی نے اس بات پر نہیں سوچا کہ اس کی کیا وجوہات ہیں، کیا وہاں پر پولیس کا عملہ کم ہے یا ان کے پاس چیکنگ کا سسٹم ٹھیک نہیں ہے؟ جو بھی کچہری کے اندر آتا ہے اسلحہ لے کر آجاتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کو چیک کرنے کا بھی کوئی سسٹم ہونا چاہئے۔اس کی کیا وجوہات ہیں کہ کچہری کے اندر ایک سال میں یہ تیسرا چوتھا واقعہ رونما ہو چکا ہے؟ ملزمان کو فرار کیا گیا اور وہاں پر بے گناہ جانیں بھی ضائع ہوئیں اور فائرنگ بھی ہوئی اور اس کے نتیجے میں آس پاس کے علاقے میں خوف وہراس بھی پایا جاتا ہے۔کیا خطرناک مجرم کو ٹرائل کرنے کے لئے جیل میں ہی کوئی سسٹم نہیں بنایا جا سکتا؟ کہ وہاں پر ہی عدالت ہو اور وہیں پر سماعت ہو،ان خطرناک مجرموں کو اتنی دور لایا ہی نہ جائے تاکہ ان پر حملے کا اور ان کے بھاگنے کا امکان ہی ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ضلع کچہری راولپنڈی کی حدود میں ایک پولیس چوکی قائم کر دی گئی ہے جس سے اس بات کا یقین ہے کہ مستقبل میں ایسے واقعات کا اعادہ نہیں ہوگا اور ایسے واقعات کا انسداد ہو سکے گا۔ دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی کی حدود میں اسلحہ لے کر جانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے، جو لوگ وہاں پر عدالت کی پیشی بھگتنے کے لئے آتے ہیں باقاعدہ اس چیز کو ensure کیا جاتا ہے کہ ان سے ملاقات کرنے والوں کے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ نہ ہو اس کی باقاعدہ تلاشی لی جاتی ہے۔تیسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ محترم میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ جیل ٹرائل کیا جائے۔جیل ٹرائل کے سلسلے میں بھی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو heinous crimes میں ملوث لوگ ہیں جن میں sectarian killings کے بھی واقعات ہیں ان میں اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے باقاعدہ آرڈر جیل ٹرائل کے ہوں تو اسی صورت میں جیل میں ٹرائل کیا جا سکتا ہے لیکن ہر مقدمے کا جیل میں ٹرائل ناممکن ہے۔بہر حال گورنمنٹ اگر کسی stage پر یہ محسوس کرتی ہے کہ کسی مقدمہ کا ٹرائل جیل میں ہونا ضروری ہے اور امن عامہ کا مسئلہ اس حوالے سے بن سکتا ہے تو اس کے آرڈر کر دیئے جاتے ہیں لیکن میں یہ ضرور ensure کروانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے درست خدشات کا اظہار کیا کہ اس قسم کے واقعات راولپنڈی کچہری اور ٹیکسلا کچہری میں ہوئے ہیں لیکن ان کے انسداد کے لئے حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ توقع کی جارہی ہے کہ آئندہ ایسے واقعات

نہیں ہوں گے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: وزیر قانون کی وضاحت کے بعد میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئر مین: محرک اسے پریس نہیں کرتے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 597 محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی ہے ان کی request پر اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 604، جناب ارشد محمود بگو، حاجی محمد اعجاز!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔

جناب چیئر مین: یہ تحریک pending ہے اور محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! وزیر تعلیم صاحب موجود تھے اور جواب بھی انہوں نے ہی دینا تھا لیکن آج بھی یہی حالت ہے۔

جناب چیئر مین: یہ پھر pending کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئر مین: تحریک نمبر 606، جناب سمیع اللہ خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد!

محترمہ فائزہ احمد: جناب والا! اس کا جواب آنا ہے۔

جناب چیئر مین: راجہ بشارت صاحب! آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ وزیر مواصلات و تعمیرات سے متعلقہ ہے مہربانی فرما کر pending فرما دیں۔

جناب چیئر مین: یہ پھر کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! اجلاس بھی کل تک کے لئے pending کر دیتے۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! ٹھیک ہے۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی request ہے ان کی تحریک کو pending کرتے ہیں۔ شیخ اعجاز احمد کی تحریک التوائے کار نمبر 665 ہاؤسنگ اور لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے شیخ اعجاز احمد۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا pending کر دیتے ہیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک التوائے کار نمبر 666، کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ 668 کو بھی pending کیا جاتا ہے، 669

670 کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد 671 رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت تشریف نہیں رکھتے۔ اس لئے میرے خیال میں اس کو بھی pending کر لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے۔ جناب! جس طرح آپ کی مرضی۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! اس کو pending کر دیتے ہیں۔ اس کے آگے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے یہ بھی pending ہوتی ہے کیونکہ وزیر صحت نہیں ہیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ہاؤسنگ اینڈ لوکل گورنمنٹ! سمیع اللہ خان، زاہد پرویز کی تحریک التوائے کار نمبر 677 بھی pending ہوتی ہے، ہاؤسنگ سے متعلقہ وزیر نہیں ہیں۔ تحریک نمبر 679 حاجی محمد اعجاز، وزیر ٹرانسپورٹ نہیں ہیں لہذا pending ہوتی ہے۔ وزیر صنعت تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر موجود ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ نے بھی اور House میں بیٹھے تمام ممبران نے نوٹس لیا ہے کہ وزیر صنعت موجود نہیں ہیں، وزیر سی اینڈ ڈبلیو موجود نہیں ہیں، ایجوکیشن منسٹر موجود نہیں ہیں، وزیر صحت موجود نہیں ہیں ان کے پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں تو میں چاہوں گا کہ راجہ صاحب اس کے اوپر بھی کوئی comment کریں کیونکہ کل Privilege Motion سے متعلقہ بات ہوئی تو انہوں نے کافی درد اور دکھ کا اظہار کیا تھا تو اس پر بھی وہ کچھ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: میں بطور سپیکر کہوں گا کہ آئندہ حاضری یقینی بنائیں لاہور رہ کر غیر حاضر نہ ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! لاء منسٹر گورنمنٹ اور قائد ایوان کو represent کرتے ہیں تو اس صورتحال میں ان کا موقف آنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میں نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ راجہ بشارت صاحب انہیں پکڑ کر تو نہیں لا سکتے ہیں۔ آپ کے جذبات اخبارات کے ذریعے ان تک پہنچ جاتے ہیں، ان کے سیکرٹری بھی بیٹھے ہوئے ہیں

انہیں پتا چل جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس پر comment نہیں کرنا چاہتے تو وہ یہ فرما دیں ورنہ میں چاہوں گا کہ وہ اس کے اوپر اپنا موقف بیان کریں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! یہ آپ کی بات بڑے پیار سے سننا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن کو آپ سے بڑی محبت ہے آپ ہی کچھ فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ کا حکم ہے، آپ نے instructions دی ہیں کہ تمام وزراء تک یہ بات پہنچائی جائے کہ وہ House میں تشریف لائیں، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے احکامات پہنچائے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین! گردیزی صاحب کلو صاحب کو منانے کے لئے باہر گئے تھے وہ خود بھی تشریف نہیں لے کر آئے۔ ہم کہتے ہیں کہ فارورڈ بلاک بن گیا ہے، آپ بھی اس کو endorse کر دیں۔

جناب چیئرمین: انہیں منا لیں گے اور ان کی تحریک بھی accept کر لیں گے، ابھی جواب آ لینے دیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میں اس بات کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ آئندہ سیشن ہونا ہے یا نہیں ہونا، آپ ان کی تحریک accept کر لیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں؟

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ میں "بطور سپیکر" کہوں گا۔ اس پر ruling دے دیں کہ آپ اس Chair پر بیٹھ کر سپیکر ہیں یا چیئرمین ہیں۔

جناب چیئرمین: میں چیئرمین ہوں۔

راجہ ریاض احمد: نہیں، آپ نے ابھی کہا ہے کہ میں بطور سپیکر یہ کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اسے چیئرمین لکھ لیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون (جو پیش ہو چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی بارانی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

(---جاری)

Now we take up the University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004. Mr. Tanveer Ashraf Kaira.

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! قبل اس کے کہ آپ اس کو consider کریں، میری گزارش ہے کہ تھوڑے دنوں کے لئے اسے pending کر لیا جائے کیونکہ ہم اس میں چاہتے ہیں کہ desire of the Assembly and decision of the Government کو ایک لائن پر لے آئیں۔ کل چشتی صاحب یہیں پر تھے وہ اور میں سی۔ایم صاحب سے ملے تھے تو انہوں نے کہا کہ اس کو چند دنوں کے لئے pending کیا جائے تاکہ اس کو ہم ایک لائن پر لے آئیں۔ گزارش یہ ہے کہ اسمبلی میں ایک resolution پیش ہوئی تھی اس کے بعد اس کا فیصلہ ہوا تو وہ فیصلہ ہم نے سنڈیکیٹ کو convey کیا، سنڈیکیٹ نے اس پر oppose کیا ہے اور اس کے بعد accordingly decision of the department، اب اس پر ہمارا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اگر اسے کچھ دنوں کے لئے pending کیا جائے تو ہم انشاءاللہ desire of the Assembly کے مطابق اس کو لائن پر لا کر پھر بحث کریں گے تو میری گزارش یہ ہے کہ اس پر کوئی ٹائم دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! یہ متعلقہ کمیٹی نے پاس کیا ہے تو آپ اسے اس کمیٹی میں oppose کرتے یا انہیں کوئی مشورہ دیتے۔ یہ کمیٹی کی طرف سے بھی آئی ہوئی ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! Resolution پیش ہوئی، اس کے بعد کمیٹی کو گئی اور کمیٹی ابھی

pendingجا رہی تھی توin the meantimeہم نے یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کو وہ فیصلہ conveyکیا Syndicate opposed it.

جناب چیئرمین: جناب وزیر صاحب! یہ اسمبلی سپریم ہے، سنڈیکیٹ نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! یہ کوئی جذبات کی بات نہیں ہے، یہ گورنمنٹ کی بات ہے، ڈیپارٹمنٹ کی بات ہے، logicکی بات ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ desire of the Assembly and desire of the Governmentایک لائن پر ہوں تو میں صرف اس کی favourکی بات کر رہا ہوں، اس لئے ہم آپ سے ٹائم چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: کتنے دن میں آپ دوبارہ یہ بل لے کر آئیں گے؟

وزیر زراعت: ابھی summary moveکریں گے.It will take ten daysاس کے بعد یہاں پر آ جائے گی۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ ہم moveکریں گے۔ It will go to Chief Minister, then Governor.اس کے بعد واپس آئے گی تو کوئی reasonable time چاہئے۔

وزیر/چیف وہپ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: چشتی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر/چیف وہپ: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ کل وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ سے میری بات ہوئی تھی تو انہوں نے اصولی طور پر اس چیز کو مان لیا ہے۔ میں نے کائرہ صاحب سے بھی آج صبح بات کی ہے۔ دس دن تو زیادہ ہیں اگلے منگل کو اسے انشاء اللہ تعالیٰ ہو جانا چاہئے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ صرف یہ کہہ دیں کہ اگلے منگل کو ہر صورت میں اس کو پاس ہونا چاہئے۔ اس کے لئے صرف ایک ہفتے کا ٹائم مانگا ہے یہ آپ دے دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! چشتی صاحب یہ بات صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جلدی سے جلدی ہو جائے لیکن اس پر پھر بھی ڈیپارٹمنٹ نے moveکرنا ہے۔ سی۔ایم اور گورنر پابند نہیں ہیں، .It will take timeتو جب ہم یہ کہہ رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس ایوان کی desireکو مقدم رکھیں اور اس کے مطابق چلیں تو پھر اس پر ٹائم دینے میں تو کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ next sessionپر کر دیں یا nextمنگل پر کر دیں۔ سات دنوں میں تو

یہ moveہی نہیں ہو سکتی۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میرے فاضل بھائی نے یہ پیش کی ہے۔ میں دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ سنڈیکیٹ یونیورسٹی کا ایک بہت اہم ادارہ ہوتا ہے اور اس یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے اس کی حمایت نہیں کی ہے۔ جب آپ خود مختلف اداروں کو چلانے کے لئے ادارے بناتے ہیں اور اس کے بعد ان کی رائے کو بھی کوئی وزن دینے کے لئے بالکل تیار نہ ہوں تو یہ بات بھی اچھی نہیں ہو گی۔ سنڈیکیٹ نے جو بات کہی ہے کہ آپ ایک یونیورسٹی قائم کرتے ہیں، دس سال بعد آپ اس کا نام changeکر دیتے ہیں۔ پوری دنیا میں اس یونیورسٹی کو کوئی جانتا ہی نہیں ہوتا کہ یہ یونیورسٹی کہاں سے آ گئی؟ پہلے بھی حکومت نے ایک غلط فیصلہ کیا کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یا پنجاب یونیورسٹی کے نام کی پوری دنیا میں ایک اصلیت اور وقعت تھی اور ان کی ڈگریوں کو تسلیم کیا جاتا تھا، آپ نے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے نام سے ادارہ بنا کر ان کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ آپ ان کی ڈگریاں اٹھائے پھریں گے لیکن آپ کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ پہلے انہیں recognizedکروانا پڑے گا اور وہ کہیں گے کہ یہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کہاں سے آ گئی؟ دوسری چیز یہ ہے کہ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ یونیورسٹی کا نام changeکر دیں گے اور اس کی ڈگری کو نئے سرے سے دنیا میں recognizedکرانا پڑے گا۔ یہ نام changeکرنا کوئی اتنا معمولی matterنہیں ہے کہ آپ یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ کی رائے کے برعکس محض اپنی کثرت رائے سے فیصلہ کر دیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب! وزیر صاحب کی یقین دہانی کے بعد اسے next session کے لئے ملتوی کر دیتے ہیں۔ دیکھیں ناں انہوں نے requestکی ہے۔ میرے خیال میں next session میں جو پہلا منگل آئے گا اس میں انشاءاللہ take upکریں گے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جیسے لودھی صاحب نے فرمایا ہے کہ desire of the Houseاورdesire of the Governmentکوinlineکیا جائے۔ جب یہ بل کمیٹی سے پاس ہوا تھا تو اس وقت سے لے کر اب تک آٹھ نو مہینے ہو گئے ہیں۔ اس وقت

لودھی صاحب کے پاس ٹائم تھا کہ جب ان کو یہ پتا چل گیا تھا کہ کمیٹی نے یہ بل پاس کر دیا ہے اور House نے بھی اس بل کو پاس کرنا ہے تو یہ آٹھ نو مہینے کیا کرتے رہے؟

جناب چیئرمین: کائرہ صاحب! اس کو ایک دفعہ pending کر دیتے ہیں۔ یہ اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! پیر صاحب کے نام پر کسی بڑے چوک کا نام رکھ دیں۔ کسی بڑی سڑک کا نام رکھ دیں۔

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

MR CHAIRMAN: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005, Bill No 20 of 2005 Mr Tanveer Ashraf Kaira may move it.

MR TANVEER ASHRAF KAIRA: I move:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2005."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2005."

Any member or any Minister may oppose it.

LAW MINISTER AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی، کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! کچھ عرصہ پہلے حکومت پنجاب نے ایک انتظامی حکم کے ذریعے موٹر سائیکل سواروں کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی قرار دے دیا تھا۔ نہ جانے اس کے پیچھے کیا حکمت عملی تھی؟ لیکن بہر حال اس انتظامی حکم نے غریب موٹر سائیکلسٹ کو مشکل میں ڈال دیا۔

اصل صورتحال یہ ہے کہ 1965 کے آرڈیننس میں 1978 کے ایک ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے دفعہ 89-A کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت ہیلمٹ پہننا لازمی قرار دیا گیا تھا لیکن اس کی خلاف ورزی پر کوئی سزا نہ رکھی گئی۔ اب دفعہ 89-A کے عملدرآمد کے لئے یہ انتظامی حکم جاری کیا گیا کہ اس انتظامی حکم کو عدالت میں بھی چیلنج کیا جا چکا ہے۔ عدالت نے حکومت سے اس پر جواب مانگا ہے کہ حکومت اس پر اتنی سختی سے عملدرآمد کیوں کروانا چاہتی ہے جس کا جواب ابھی تک حکومت عدالت میں نہیں دے سکی۔

جناب والا! میں ایک رپورٹ یہاں اسمبلی کے سامنے لانا چاہتا ہوں جس میں امریکہ کی ان ریاستوں کا موازنہ ہے جہاں پر ہیلمٹ کو لازمی قرار دیا گیا ہے اور کچھ ایسی ہیں جہاں پر لازمی قرار نہیں دیا گیا۔ امریکہ کی 51 میں سے 26 ریاستیں ایسی ہیں جہاں پر ہیلمٹ پہننا لازمی ہے اور 25 ایسی ہیں جہاں پر لازمی نہیں ہے۔ ایک سٹڈی جس میں موٹر سائیکل کے ایکسیڈنٹ کے اعداد و شمار میرے پاس ہیں۔ جن 26 ریاستوں میں ہیلمٹ پہننا لازمی ہے وہاں پر 2352293 ایکسیڈنٹ ہوئے اور جہاں پر لازمی نہیں ہے وہاں پر 1497923 ایکسیڈنٹ ہوئے لیکن جو شرح اموات 26 ریاستوں میں 2.98 فیصد اور جہاں پر لازمی نہیں ہے وہاں پر 2.9 فیصد ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دونوں طرح کی ریاستیں جہاں لازمی ہے اور لازمی نہیں ہے وہاں پر تقریباً شرح اموات برابر ہے اس لئے ہیلمٹ ایک حفاظت کے لئے ہے۔ ہیلمٹ کے کچھ فوائد بھی ہیں اور اس کے کچھ risk بھی ہیں۔ بعض جگہ پر ہیلمٹ موت کی وجہ بنتا ہے۔ کئی ایسے واقعات ہیں کہ جب ایک شخص نے ہیلمٹ پہنا ہو تو سوار کی گردن ٹوٹ گئی۔

جناب سپیکر! میں آئین پر مکمل یقین رکھتا ہوں۔ آئین کے مطابق مجھے یا کسی بھی موٹر سائیکل سوار کا right to choose ہے اور یہ میرا آئینی حق ہے، کسی بھی موٹر سائیکل سوار کی اپنی مرضی پر ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایکسیڈنٹ سے کیسے protect کرتا ہے۔ جس طرح کاروں میں ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے مطابق air bags اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ کسی بھی شخص کی حفاظت ہو سکے لیکن R&D نے یہ ثابت کیا ہے کہ بعض ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ جہاں پر وہ موت کی وجہ بھی بن جاتے ہیں اس لئے عام شہری کا حق ہے اور اس گرم موسم میں جیسا کہ ہمارے ملک میں گرم موسم میں ہیلمٹ پہننا بہت مشکل ہے اس کے لئے حکومت کو ضرور چاہئے کہ وہ عوام کے لئے ایسی مہم چلائے کہ جہاں پر حفاظتی اقدامات کے لئے آگاہی ہو لیکن ان پر یہ پابندی لازمی نہیں ہونی

چاہئے اور انہیں سزائیں نہیں دینی چاہئیں اور ایسے حکم نہیں دینے چاہئیں۔اس لئے میری گزارش ہے کہ میرا بل کمیٹی کو بھجوایا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے بھی اس پر ایک تحریک التوائے کار دی تھی اور میں نے جناب سپیکر سے درخواست بھی کی تھی اور انھوں نے اس کو پچھلے اجلاس میں کر بھی دیا تھا لیکن اجلاس چونکہ ختم ہو گیا اس لئے میں بھی اس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! دوسرے ملکوں میں جہاں پر ہیلمٹ کی پابندی ہے وہاں پر موٹر بائیک کا تصور پاکستان سے مختلف ہے۔ وہ وہاں پر جو موٹر بائیک استعمال کرتے ہیں۔ وہ دو دو ہزار، چھ چھ ہزار ہارس پاور کی ہوتی ہیں جو گاڑیوں سے بھی مہنگی ہوتی ہیں اور وہ موٹر وے یا ہائی وے پر چلائی جاتی ہیں۔ان کے لئے انھوں نے یہ پابندی لگائی ہوئی ہے کہ وہ بغیر ہیلمٹ کے موٹر سائیکل نہیں چلا سکتے۔ وہاں پر ہیلمٹ کا باقاعدہ لاء ڈیپارٹمنٹ اور ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں نمونہ موجود ہوتا ہے اور وہ باقاعدہ اس کی منظوری دیتے ہیں پھر وہ ہیلمٹ استعمال ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں صورتحال یہ ہے کہ جو ہیلمٹ یہاں پہنا جاتا ہے اسے پہن لیں تو نہ پیچھے نظر آتا ہے، نہ دائیں نظر آتا ہے اور نہ بائیں سے کچھ نظر آتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ لوگوں کے لئے یہ ایک عذاب مسلط کر دیا گیا ہے اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کی حفاظت کے لئے ہے لیکن سینے پر چوٹ لگنے سے بھی لوگ مر جاتے ہیں اور ٹانگیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔اس طرح تو پھر ٹانگوں کے لئے بھی safe gaurd بنوانا پڑے گا،اس کے لئے بھی قانون لاگو کرنا پڑے گا۔ اس وقت گرمی نہیں ہے لیکن گرمیوں میں ہیلمٹ پہن کر لوگوں کا برا حشر ہوا ہے۔یہاں پر راجہ صاحب نہیں تھے تو میں نے یہ کہا تھا کہ خدا کے لئے کسی وزیر کو یا کسی House کے فاضل ممبر کو گرمیوں میں ہیلمٹ پہنا کر صرف دو منٹ کے لئے دھوپ میں کھڑا کر دیں اور پھر اس کی زندگی کی ضمانت بھی کسی سے مانگ لیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی بیوروکریٹ یا کوئی اور آدمی ہیلمٹ بنا لیتا ہے تو پھر وہ ایک انتظامی آرڈر یہاں سے کروا لیتا ہے اور لوگوں کے پیچھے لٹھ لے کر حکومت اور

پولیس پڑ جاتی ہے کہ ہیلمٹ پہنو۔اب لوگوں نے سروں پر کیا ڈالا ہوا ہے؟کسی نے سر پر کوئی پیپار کھا ہوا ہے، کسی نے فائر بر گیڈ کا ٹوپ رکھا ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے اپنے بچوں کے ہاتھ میں ہیلمٹ پکڑایا ہوتا ہے۔میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ بے جا پابندی ہے۔

جناب چیئرمین!پولیس کیا کرتی ہے؟اکثر لوگوں نے ہیلمٹ نہیں پہنا ہوتا، جن لوگوں سے انھوں نے پیسے لینے ہوتے ہیں اس کو وہ کھڑا کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاغذ ہیں، لائسنس ہے، اگر یہ سب کچھ ہو تو پھر کہتے ہیں کہ ہیلمٹ نہیں پہنا اور اس وجہ سے لوگوں کے لئے پریشانی بنتی ہے۔میں آپ سے اور حکومت سے درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے یہ جو انتظامی آرڈر ہو گیا ہے، آپ نے دے دیا ہے اس پر اگر آپ ضرور عمل کرنا چاہتے ہیں تو اس کو موٹر وے یا ہائی وے یا موٹر بائیک چلانے والے لوگوں کے لئے اس پر پابندی لگائی جائے لیکن عام محلوں میں، سڑکوں پر یا شہروں میں اور چھوٹی چھوٹی گلیوں میں اس پر کوئی پابندی نہ لگائی جائے۔یہ لوگوں کے لئے بڑے عذاب کا باعث بنا ہوا ہے۔بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، کیانی صاحب!آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب چیئرمین!اس عید پر میرے کزن کا بیٹا اور اس کے ساتھ تین چار بچے موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ مری روڈ پر ان کا حادثہ ہوا، جنگلے میں لگے اور ایک کا سارا منہ شدید زخمی ہو گیا۔یہ ہیلمٹ آپ کی safety کے لئے ہے، ہم اس کو improve کر سکتے ہیں ہیڈ انجری سے تو انسان بے ہوش ہو جاتا ہے لیکن ٹانگ سے بچ جائے گا، مرے گا نہیں مگر ہیڈ انجری سے وہ کوما میں چلا جاتا ہے۔میری یہ تجویز ہے کہ اس کو ختم نہ کریں we can improve upon it in consultation with the Transport Department because the head injury,I tell you. کہ جب میں نے عید پر اس بچے کو دیکھا تو مجھ سے دیکھا نہیں گیا۔ہیلمٹ تو ایک کے لئے ہے لیکن وہ بچاؤ کے لئے تو ہے۔

وزیر چیف منسٹر معائنہ ٹیم، عمل درآمد و رابطہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر چیف منسٹر معائنہ ٹیم، عملدرآمد و رابطہ: جناب چیئرمین!یہ safety precautions پوری دنیا میں ہوتی ہیں جو اپنے environment اور اپنی سپیڈ کے مطابق ہوتی جاتی ہیں۔جتنے بھی یہ

سٹیل ہیلمٹ بنتے ہیں اگر میں امریکہ کی بات کروں تو وہ اپنی سڑکوں، اپنی سپیڈ اور موٹر سائیکل یا جو گاڑیاں ہیں اس کے مطابق وہ safety precautions دیتے ہیں۔ وہاں کا موسم مختلف ہے، وہاں پر اگر گرمی بھی پڑتی ہے تو اتنی گرمی نہیں پڑتی جس طرح پاکستان میں پڑتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے اوپر overseers لگے ہوتے ہیں تاکہ اگر آپ کی سپیڈ زیادہ ہو تو آپ اس کو pull down کر کے ہوا کے effect سے بچ سکتے ہیں اور آپ موٹر سائیکل کو اچھے طریقے سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ یہاں پر جب یہ قانون پاس ہوا تو دنیا کے ہیلمٹ ہر جگہ سے پاکستان میں آنے شروع ہو گئے، چائنہ سے لے کر امریکن، یورپین ہیلمٹس آنے شروع ہو گئے۔ زیادہ تر ان کے ہیلمٹس ہمیں suit نہیں کر رہے تھے، ہماری سپیڈ یا ہماری ٹریفک کے مطابق وہ suit نہیں کر رہے تھے۔ میری request تو یہ ہو گی کہ اس قسم کے جب قانون پاس ہوتے ہیں، پہلے ہمیں اپنے environment کی production کو دیکھنا ہو گا اس لئے کہ پہلے ہم نے پاکستان میں ہیلمٹ اپنی سپیڈ، روڈز، ٹریفک کے مطابق ڈیزائن کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بگو صاحب نے بالکل ٹھیک بات کہی ہے کہ اگر ہم نے اس کو لاگو کرنا ہے تو سب سے پہلے ہم ایک ہیلمٹ کو ڈیزائن کریں، اس کو approve کریں۔ ایک دفعہ approve ہوتا ہے اس کے بعد اس کو لاگو کر دو۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ اس قانون کو پبلک فی الحال accept نہیں کر رہی اگر ایک قانون کو accept نہیں کر رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہم عارضی طور پر suspend کر دیں اور اس کے لئے ایک ہیلمٹ ڈیزائن کر لیں اور اس ہیلمٹ کو approve کر کے جو کہ ہمارے weather environment کے مطابق ہو اس کے بعد اس کو کریں تو پھر ٹھیک ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واقعتاً اس معاملے سے بعض لوگوں کو تکلیف بھی ہے، اس کے فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو جتنا غور سے دیکھ لیا جائے اتنا مناسب ہے۔ لیکن میں نے oppose صرف اس حوالے سے کیا تھا کہ چونکہ یہ معاملہ subjudice ہے اور عدالت میں زیر سماعت ہے۔ کورٹ سے یہ معاملہ decide ہو جائے، میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ جب حکومت اس سلسلے میں اپنا موقف لے کر آئے گی تو ہم اپنے بھائیوں کو اعتماد میں لے کر اس اسمبلی میں باقاعدہ اس پر بات کر کے غور کر سکتے ہیں لیکن فی الحال یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

جناب چیئرمین: ہائی کورٹ نے کوئی stay order جاری کیا ہے کہ ان لوگوں کو نہ پکڑا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری صرف استدعا یہ ہے کہ اپیل ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ Let the court decide جو بھی عدالت کا فیصلہ ہو گا اس کے مطابق پھر ہم قانون سازی کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس وقت سوال یہ ہے کہ یہ بل کمیٹی کو refer کر دیا جائے اور کمیٹی اس کو consider کر کے اپنی رپورٹ House کو recommend کرے۔ اگر کوئی بھی معاملہ عدالت میں پینڈنگ یا زیر سماعت ہے تو اسمبلی کو قانون سازی سے نہیں روکا جا سکتا۔ یہ ایک constitutional right ہے یہ کسی عدالت کو بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی legislative ادارہ کو قانون سازی سے روکے اس لئے جو معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے اس معاملے کا قطعی طور پر اس بل کی movement پر کوئی اطلاق نہیں ہوتا۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس کو اس طرح سے interpret کر رہے ہیں۔ اس بل کا consider کیا جانا، اس کا کمیٹی کو refer کیا جانا قطعی طور پر اس معاملے سے کوئی واسطہ نہیں ہے کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں پینڈنگ ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! اگر یہ بنانا ہے تو یہ کمیٹی کے سپرد ہو جائے یا اس بل کو pending کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ عدالت میں معاملہ زیر سماعت ہے، میں نے stay order کی بات نہیں کی۔ کورٹ کی observations بھی آ جانے دیں۔ عدالت کی طرف سے جو حکم ہو گا اور جو اس ایوان کی رائے ہو گی، وہی ہو گا۔ میں نے وہ بات بھی کی ہے کہ اسمبلی میں گورنمنٹ بھی اس کو لے کر آ سکتی ہے۔ ہمارے منسٹر صاحب نے عوامی مفاد کی بات کی ہے اور اس کو بہتر بنانے کی بات کی ہے۔ میں نے تو اس حوالے سے oppose کیا ہے کہ جب ہم اس کو ایوان میں لے کر آئیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہتر انداز میں لے کر آئیں گے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کے سپرد کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ہم نے oppose کیا ہے، گورنمنٹ بھی اس کو لا سکتی ہے اور ہم بہتر انداز میں اس کو لائیں گے لیکن عدالت کا ایک دفعہ فیصلہ آ جائے پھر ہم لے آئیں گے۔ آپ House کی رائے لے لیں۔

جناب چیئرمین: House سے پوچھ لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! نہیں۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ محترم لاء منسٹر صاحب کافی سمجھدار ہیں اور قانون کو بھی جانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس بل کو oppose کرنا چاہتے ہیں اور اگر ان کی منشاء یہ ہے کہ یہ بل کمیٹی کو refer نہ کیا جائے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ ایوان کی رائے لے لیں میں نے oppose کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس کو oppose کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ آپ نے اس کو oppose کیا ہے اور آپ یہ نہیں چاہتے کہ یہ کمیٹی کو refer ہو لیکن میری آپ سے یہ request ہے کہ آپ اس کو اس بنیاد پر oppose نہ کریں کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے لہذا اس کو consider نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو پھر آپ اس House کے rights پر compromise کر رہے ہیں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں وہاں پر جو معاملہ pending ہے اس بنیاد پر اس بل کی پیشرفت کو نہیں روکا جا سکتا۔ یہ اس House کا حق ہے، اس کے حق پر ہم کسی طور پر compromise کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ آپ اس بل کو ویسے ہی oppose کرنا چاہتے ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ یہ بل کمیٹی میں نہ جائے تو آپ otherwise اس کو oppose کریں، کورٹ کی بنیاد پر oppose نہ کریں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے oppose کیا ہے۔

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

> That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicals (Amendment) Bill, 2005.

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میری request سن لیں---

جناب چیئرمین: رانا صاحب! question move ہو چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ اس House کے حقوق کو compromise کرنے کی بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب تک لاء منسٹر صاحب نے کوئی argument ہی نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: compromise آپ نے چیمبر میں کر لینا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے کوئی argument ہی نہیں دیا۔ انہوں نے اسے oppose اس بنیاد پر کیا ہی نہیں کہ اس کو oppose کر رہے ہیں۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ یہ معاملہ pending ہے۔ آپ rights پر compromise نہ کریں اور ویسے ہی اس کو oppose کریں اور یہاں کوئی arguments دیں۔

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

That leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicals (Amendment) Bill, 2005.

(The motion was lost)

جناب چیئرمین: اب ہم قرار دادیں لیتے ہیں۔

(اذان ظہر)

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب ہم قرار دادوں کو لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد محترمہ مصباح کوکب ایڈووکیٹ کی طرف سے ہے۔

مسلم فیملی لاز کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ترمیم

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس مجریہ 1961 کی دفعہ 11 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تابع حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد A-2 کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں

اس طور پر ترمیم کردی جائے۔

کالم نمبر 5۔اس کالم میں پہلے سے یہ سوال موجود ہے کہ "آیا دلہن کنواری ہے بیوہ ہے یا مطلقہ ہے"؟اس کالم میں یہ اضافہ کیا جائے کہ "مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں سابقہ /مرحوم خاوند/ خاوندوں سے بچوں کی تعداد کتنی ہے۔"

کالم نمبر 21۔ دولہا سے متعلق کالم نمبر 21 میں درج ذیل نئی شق (الف)کا اضافہ کیا جائے اور پہلے سے موجود عبارت کو شق "ب"شمار کیا جائے۔

"(الف)آیا دولہا طلاق یافتہ ہے یا رنڈوا ہے، اگر ایسا ہے تو سابقہ /مرحوم بیوی /بیویوں سے اس کے بچوں کی تعداد کتنی ہے؟"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ!

اس ایوان کی رائے ہے کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس مجریہ 1961 کی دفعہ 11 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تابع حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد 2-A کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں اس طور پر ترمیم کردی جائے۔

کالم نمبر 5۔اس کالم میں پہلے سے یہ سوال موجود ہے کہ "آیا دلہن کنواری ہے یا بیوہ ہے یا مطلقہ ہے؟"اس کالم میں یہ اضافہ کیا جائے کہ "مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں سابقہ /مرحوم خاوند/ خاوندوں سے بچوں کی تعداد کتنی ہے"

کالم نمبر 21۔دولہا سے متعلق کالم نمبر 21 میں درج ذیل نئی شق (الف) کا اضافہ کیا جائے اور پہلے سے موجود عبارت کو شق "ب"شمار کیا جائے۔

"(الف)۔آیا دولہا طلاق یافتہ ہے یا رنڈوا ہے، اگر ایسا ہے تو سابقہ /مرحوم بیوی /بیویوں سے اس کے بچوں کی تعداد کتنی ہے؟"

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اس کو ایک لاء پوائنٹ سے oppose کرنا چاہتا ہوں اور اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ اس میں جو یہ درج ہے کہ حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد 2-A کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں ترمیم کرنا مقصود ہے۔یہ House جس معاملہ میں

legislationکر سکتا ہے تو اس معزز ممبر کو بل لانا چاہئے یا یہ House خود ہی اپنے آپ کو ایک قرارداد کے ذریعے سفارش کر سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: بل بھی آ سکتا ہے اور قرارداد بھی آ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ رولز میں ترمیم اسمبلی نہیں کر سکتی، حکومت کر سکتی ہے آپ فیملی ایکٹ ملاحظہ فرمالیں۔ ہم قانون سازی نہیں کر رہے، رولز کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہا ہوں کہ آپ گورنمنٹ کو پابند کر دیں کہ وہ اس کے اتنے دنوں میں رولز بنا کر دیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ رولز تو پنجاب گورنمنٹ نے بنانے ہیں اس کے لئے آپ ان کو ڈائریکشن دیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! صوبائی حکومت اس بات کی مجاز ہے کہ وہ اپنے زیر تسلط علاقے میں رولز وضع کرے۔ یہ رولز 11(2) کے تحت وضع کئے گئے ہیں اور یہ صوبائی حکومتوں کے وضع کردہ ہیں اس لئے صوبائی حکومت اس میں ترمیم کر سکتی ہے۔ رانا ثناء اللہ خان نے جو بات کی ہے کہ اس پر بل آئے تو میں عرض کروں گی کہ اس کے لئے legislation کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ رولز میں ترمیم کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ ایک سمری move کرے گا اور پھر یہ رولز وضع ہوں گے۔ اس سلسلہ میں legislation کے لئے اسمبلی میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! پنجاب میں آپ اس کے رولز وضع کر دیں گے اگر کوئی ممبر یا کوئی پنجاب کا شہری پشاور میں جا کر نکاح کرے گا تو وہ کیسے implement کریں گے؟ تمام صوبوں میں uniformity ہونی چاہئے۔ آپ صرف پنجاب کے لئے تو نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو پنجاب کی بات کر رہی ہیں اور ہم پنجاب کی بات یہاں کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہماری رائے یہ ہے کہ چلیں آپ اس کو پنجاب کی حد تک کر لیں۔ وہاں پر proforma کچھ اور ہے اور یہاں پر کچھ اور۔ ہماری آپ سے درخواست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے جب رولز بنانے ہیں تو آپ قرارداد کیوں لا رہے ہیں؟ آپ وزیر قانون کو ڈائریکشن دیں کہ ایک مہینے میں یا اتنے دنوں میں اس کے رولز بنائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ تو یہ قرارداد پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لائی ہیں۔آپ مجھے قرارداد پڑھنے دیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس مجریہ 1961 کی دفعہ 11 کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تابع حکومت پنجاب کے جاری کردہ قواعد A-2 کے تحت وضع شدہ نکاح فارم میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں اس طور پر ترمیم کر دی جائے۔"

کالم نمبر 5۔ اس کالم میں پہلے سے یہ سوال موجود ہے کہ "آیا دلہن کنواری ہے یا بیوہ ہے یا مطلقہ ہے" اس کالم میں یہ اضافہ کیا جائے کہ "مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں سابقہ / مرحوم خاوند / خاوندوں سے بچوں کی تعداد کتنی ہے"

کالم نمبر 21۔ دولہا سے متعلق کالم نمبر 21 میں درج ذیل نئی شق (الف) کا اضافہ کیا جائے اور پہلے سے موجود عبارت کو شق (ب) شمار کیا جائے۔

"(الف) آیا دولہا طلاق یافتہ ہے یا رنڈوا ہے اگر ایسا ہے تو سابقہ / مرحوم بیوی / بیویوں سے اس کے بچوں کی تعداد کتنی ہے؟"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: چیئر کی ڈائریکشن ہے کہ اس کے رولز جلد بنا کر بھیجے جائیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئرمین! 1961 میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا اس آرڈیننس میں جو نئی بات شامل کی گئی تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ ! آپ کی قرارداد منظور ہو گئی ہے۔آپ تشریف رکھیں یہ دوسری قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد ٹیکس کا خاتمہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد State Duty Tax فوراً ختم کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد State Duty Tax فوراً ختم کیا جائے۔"

MINISTER FOR FINANCE: I oppose it Sir

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! آپ اس پر کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ سٹیٹ بنک کو ٹیکس کلکٹر کا کردار ادا نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے ہی deposits کے اوپر 10 فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جتنے depositors ہیں اور خاص طور پر پنشنرز اور بیواؤں کی پرنسپلز amount کا بھی انہی چکروں میں اسی طرح بنکوں نے صفایا کر دیا ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ پچھلے چھ سالوں میں بنکوں نے لوگوں کو اپنے deposits کے against کیا دیا؟ بڑے بنکوں نے ایک فیصد، چھوٹے چھوٹے بنکوں نے 3/4 فیصد اور لیا کیا 15 اور 16 فیصد۔ اب لی جانے والی اس ڈیوٹی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بزنس کمیونٹی کو یہ message دیا جا رہا ہے کہ آپ اپنا پیسا باہر رکھیں اور turn over بنکوں کے تحت نہ لائیں تاکہ لوگوں کو یہ موقع ہی نہ ملے کہ بزنس کو flourish کر سکیں اور دوسری طرف چوروں اور ڈاکوؤں کو یہ موقع ملے کہ جب پیسا باہر رہے گا، لوگ بزنس کمیونٹی بنکنگ کا سیکٹر استعمال نہیں کریں گے تو وہ بھی مزے کریں گے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ محترم فنانس منسٹر نے اس کو کس طرح oppose کیا ہے یا ان کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ لیکن میرا یہ کہنا ہے کہ میں اس ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں بلکہ معزز ممبران کو شاید پتا ہوگا کہ کرنٹ اکاؤنٹس پر بنک کچھ نہیں دے رہے اور جب کرنٹ اکاؤنٹس پر بنک کچھ نہیں دے رہے اور کروڑوں اربوں روپے کا اس میں deposits پڑا ہوا ہے یا تو یہ ایوان بنکوں کو یہ کہے، یہاں سے resolution جائے کہ اگر آپ نے یہ ڈیوٹی بھی لینی ہے تو کرنٹ اکاؤنٹس کے تحت لوگوں کو پیسا دیں اور اس ڈیوٹی کا کیا جواز ہے؟ جبکہ آپ ہی کا پیسا ہے اور آپ نے جمع کروایا اور اگلے دن نکالا اور آپ پھر پیسا دیں۔ اگر آپ نے ایک کروڑ روپے کی transaction کی تو آپ پہلے بنک کو 10 ہزار روپے دیں اور وہ گورنمنٹ کو دیں جبکہ آپ پہلے ہی اپنے profit کے against 10 فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس دے رہے ہیں، زکوٰۃ علیحدہ دے رہے ہیں تو میری رائے یہ ہے کہ یہ ٹیکس ظالمانہ ہے اور ہمیں پنجاب اسمبلی اور پورے ایوان سے بزنس کمیونٹی کو یہ message دینا چاہئے کہ ہاں ہم آپ کی تکلیف میں شامل ہیں اور اس کو ہم محسوس

کرتے ہیں اور ہم آپ کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو واپس لیا جائے تاکہ ہم اپنے طور پر پنجاب میں ایک اچھی رائے پیش کریں۔لوگوں کو بنکنگ سیکٹر سے فائدہ ہو۔

جناب چیئر مین: جی، وارث کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: شکریہ۔جناب چیئر مین!صورتحال یہ ہے کہ میرے بھائی نے قرارداد پیش کی جسے فنانس منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے تو ظاہر ہے کہ ان کے ذہن میں بھی کچھ چیزیں ہوں گی لیکن میں اپنے بھائی کی قرارداد کو اس حوالے سے second کرتا ہوں کہ میں ریٹائرڈ بینکر ہوں اور اس حوالے سے میں کچھ چیزیں جانتا ہوں۔بعض decision ایسے ہوتے ہیں کہ decision کرتے وقت کچھ نادان دوست، کچھ نادان مشیر ہماری حکومت سے کچھ ایسے فیصلے کروا دیتے ہیں جو بعد میں پوری قوم کے گلے پڑ جاتے ہیں اور پوری قوم کو نقصان ہوتا ہے اور میں اپنے دوستوں سے معذرت کے ساتھ کہ ان کی نیت یہ نہیں تھی لیکن ان سے بھی نادان دوستوں نے کروایا۔آپ کو یاد ہوگا کہ فارن کرنسی اکاؤنٹ freeze ہوئے جس نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا تھا جتنا ہماری قوم کی اکانومی کو نقصان پہنچایا تھا۔ just like that یہ decision کہ ہر 25000 روپے کے بعد روزانہ آپ کرنٹ اکاؤنٹ سے نکالیں گے، دوسرے اکاؤنٹ سے نکالیں گے اتنی کٹوتی ہوگی۔یقین مانیں کہ یہ ہماری اکانومی کا گلہ گھونٹنے کے مترادف ہے کہ آپ لوگوں کو یہ ترغیب دے رہے ہیں کہ آپ لوگ بزنس illegal way سے کریں اور illegal mean سے کریں۔اب حالت یہ ہے کہ لوگ گھروں میں پیسا نہیں رکھ سکتے کیونکہ چور، ڈاکو، لٹیرے ادھر آ جاتے ہیں اور اگر بنکوں میں رکھتے ہیں تو اوپر سے وہ اور اگر turn over کرتے ہیں تو ادھر سے کٹوتی شروع ہو جاتی ہے۔

جناب والا! میرے بنکنگ کے تجربہ کے حساب سے یہ فیصلہ کسی طور پر بھی ہماری قوم کے حق میں نہیں ہے۔یہ amount جو collect کی جا رہی ہے یہ بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور میرے بھائی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ پنجاب حکومت، ہماری اسمبلی، اور ہم کچھ نہیں کر سکتے تو یہ ایک message ضرور اپنے تاجر بھائیوں کو دیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کا موقف مرکز تک پہنچانے جا رہے ہیں۔میں وزیر خزانہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ ہم کسی فیصلے کی پوزیشن میں نہیں ہیں بلکہ ہم نے تو صرف قرارداد پاس کرنی ہے اور یہ قرارداد انتہائی اہم ہے۔مرکز میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو صرف یہ کہنا ہے کہ آپ اس بارے میں کچھ سوچیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں ایک پوائنٹ کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئر مین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں فنانس منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے oppose کیا تو مجھے یہ بتا دیں کہ کیا وجہ ہے کہ سٹیٹ بنک سے بڑے بنکوں نے بھی اپنی liquidity کو بچانے کے لئے ابھی قرضہ لیا ہے اور وہ کس ریٹ پر لینا پڑا ہے؟ دوسرا یہ کہ کراچی انٹر بنک ریٹ اگر 9 فیصد چل رہا ہے تو پبلک کو کیوں نہیں دیا جا رہا اور تیسرا یہ کہ سٹیٹ بنک سے پیسا لے کر بزنس کمیونٹی کو 16 فیصد پر دے رہے ہیں۔ depositors کو 4 فیصد دینا نہیں چاہتے، وہ پیسا اس لئے بنکوں میں اب نہیں رکھنا چاہتے کہ وہ اگر دیں تو ایک فیصد ڈیوٹی لگتی ہے۔ انہوں نے جو oppose کیا تو مجھے یہ بتائیں، نہیں تو میں ابھی ایوان کو بتاتا ہوں کہ بنکوں کو کتنا پیسا لینا پڑا ہے، بنک تو اس طرح سے بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیئر مین: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! میں شیخ علاؤالدین صاحب کو اس انتہائی اور پبلک کے issue پر قرار داد پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ایک عرصے بعد حکومتی بنچوں سے پبلک کے grievances کو دور کرنے کے لئے بہت اچھی قرارداد پیش کی گئی ہے۔ میں گورنمنٹ بنچز کے تمام ممبران سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو ہمیں متفقہ طور پر منظور کرنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ بنکوں نے اس وقت ایک لوٹ مار مچائی ہوئی ہے اور اس کو روکنے کے لئے حکومت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور ہمیں اپنی رائے حکومت تک پہنچانی چاہئے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس وقت آپ کو اپنے پیسے جمع کروا کر اس کی چیک بک کے بھی پیسے دینا پڑتے ہیں اور ہر چیز کے سروس چارجز الگ لیتے ہیں۔ انہوں نے رقم ٹرانسفر کرنے کے rates اتنے بڑھا دیئے ہیں اور بغیر پوچھے بڑھا دیئے ہیں اور خود بخود ہی بڑھاتے رہتے ہیں اور اگر ایک خاص amount سے کم ہو جائے تو پھر اس کے بھی پیسے کاٹنے شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے بنک کے ایک آڈیٹر نے خود یہ کہا کہ جب ہم interest calculate کر کے جمع کرتے ہیں تو اس میں اگر غلطی سے زیادہ جمع ہو جائے تو وہ ہم واپس لے لیتے ہیں لیکن اگر کم جمع ہو جائے تو ہم اس کو

مزید credit نہیں کرتے یہ بنک کے رولز میں موجود ہے۔

جناب والا! بنک بددیانتی کو فروغ دے رہے ہیں اور پھر اوپر سے 25ہزار سے اوپر ہر دفعہ ان کا میٹر on کر دیا گیا ہے اور بنک اس ملک کی اکانومی کو تباہ کریں گے اور آپ روزانہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہاں انڈسٹریل سٹیٹس بنیں اور یہ بنیں تو اس کے راستے میں یہ بنک سب سے بڑی رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں اس لئے میں پورے House سے درخواست کرتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحب اپنی رائے اپنی حکومت کے حق میں استعمال کرنا چاہتے ہیں تو وہ ضرور اکیلے کریں لیکن باقی سارے House سے اور راجہ بشارت صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو ضرور منظور کریں تاکہ پبلک کی آواز حکومت کے ایوانوں تک پہنچائی جا سکے۔

جناب چیئرمین: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ان پانچ سالوں میں پاکستان میں ہر چیز زوال پذیر ہوئی ہے اور ہر چیز، ہر انسٹی ٹیوشن اور ہر ادارے کا بیڑا غرق ہوا ہے سوائے بنکوں کے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بنکوں کا باوا آدم ہمارے ملک کا Prime Minister ہے وہ جب یہاں پر بطور وزیر خزانہ امپورٹ ہوئے تو یہ ساری بنک کی پالیسیاں اور بنکوں کو موٹا کرنے کے لئے اور یہ زمینوں کا بحران اور لوگوں کی جو پنشنیں ضبط ہوئیں جب بنک نے اپنے ریٹس کم کئے تو لوگوں نے اپنے پیسے بنکوں سے نکال کر زمینوں پر لگائے اور زمینوں کے مافیا نے ان کی ساری زندگی کی پونجی کا صفایا کر دیا۔ یہ بھی اسی کا شاخسانہ ہے آپ دیکھیں کہ بنکوں نے کیا کیا ہے؟ بنکوں نے پورے پاکستان کا ٹریفک نظام برباد کر کے رکھ دیا۔ جھونپڑی والوں ریڑھی والوں کو گاڑیاں لیز پر دی ہیں اور کوئی limitation نہیں ہے جو آدمی ان کو دس ہزار روپے دیتا ہے اس کو وہ گاڑی لیز پر دے دیتے ہیں اور وہ سارا ستیاناس ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: ماسوائے ایم۔پی۔ایز حضرات کے۔

جناب ارشد محمود بگو: ہاں، ماسوائے ایم۔پی۔ایز حضرات کے تو میں یہ کہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو قرارداد اس House میں پیش کی ہے میرے پیسے ہیں میں بنک میں جمع کروا رہا ہوں میں جب لینے جاؤں گا تو 0.1 فیصد کی اس میں کٹوتی کر دیں گے۔ ہم تو متوسط طبقے کے، مڈل کلاس کے لوگ ہیں بزنس مین کو تو شاید کوئی فرق نہ پڑے لیکن عام لوگوں کے لئے بڑا مسئلہ ہے۔ اب میں اگر 25ہزار روپے نکلواؤں گا تو اس پر سے 0.1 فیصد کٹوتی ہو جائے گی بنک مجھ سے زبردستی لے لے گا تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس House کا message جس طرح احسان اللہ

وقاص صاحب اور وارث کلو صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہم یہاں پر پنجاب کی عوام کو protect کرنے کے لئے آئے ہیں تو یہ ظلم بند ہونا چاہئے اور یہ قرارداد متفقہ طور پر سنٹرل گورنمنٹ کو جانی چاہئے۔ ویسے جب سے یہ House وجود میں آیا ہے ہماری کوئی چالیس کے قریب قراردادیں یہاں سے پاس ہو کر وہاں گئی ہیں لین جوان کا حشر ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے لیکن ہماری ڈیوٹی اور فرض ہے وہ ہم اپنے گلے سے اتار دیں گے اور لوگوں کو یہ پیغام مل جائے گا کہ ہمارے نمائندے ہماری مشکلات اور ہماری تکالیف کا احساس کرتے ہیں اور اس پر بات بھی کرتے ہیں تو میں فنانس منسٹر سے درخواست کروں گا کہ اس کو oppose نہ کریں، اس کو سنٹرل گورنمنٹ کے پاس جانے دیں اگر وہ کرنا چاہتے ہیں تو پانچ لاکھ پر کر لیں، ویسے تو کرنا ہی نہیں چاہئے بزنس کا بیڑا غرق ہو جائے گا، اس message کو آگے جانا چاہئے اور اس قرارداد کو متفقہ طور پر اس House سے پاس کر کے وہاں بھیجنا چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ایک منٹ پہلے میری as a Chair بات سن لیں۔ میں وزیر خزانہ کو حکم دیتا ہوں کہ یہ قرارداد اپنی طرف سے لے کر آئیں اور یہ قرارداد House میں ضرور آنی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں ایک عرض ضرور کروں گا کہ انڈین پارلیمنٹ میں جواب بجٹ پیش ہوا تھا، وہاں یہ ہوئی۔ میں اب نام نہیں لوں گا جس نے یہاں پاکستان میں ٹیک اپ کی اس کو بزنس کی الف ب کا بھی پتا نہیں تھا اس نے ٹی۔وی پر دیکھا کہ یہ وہاں پر move ہوئی ہے اس کی opposition ہوئی، جب opposition ہوئی تو اسی وقت withdraw کیا بلکہ Prime Minister of India نے کہا کہ 'No' یہ بزنس کو hurt کرے گی اسی وقت withdraw ہوئی، یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! جب وزیر خزانہ لانے کو تیار ہیں۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس کو آنے دیں، اس کو متفقہ طور پر منظور کرتے ہیں، یہ آپ ممبر کو discourage کریں گے یہ حکومت کے ممبر نے پیش کی ہے اور یہ ایک اچھی قرارداد ہے۔ اس کو جانے دیں یہ ہماری طرف سے نہیں ہے، یہ گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔ جی، وزیر خزانہ! آپ بتائیں آپ assurance دیں کہ ہم دیں گے۔

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں جس طرح جناب نے حکم دیا ہے اور ہم معزز ممبر کی مشاورت، اپوزیشن کے اراکین کی مشاورت سے اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس کو لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین: میں کہتا ہوں as a Chair میں اس کو own کروں گا، پیر کو session ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ صرف یہ بتادیں کہ اس میں آخر technically fault کیا ہے، یہ ذرا بتادیں؟

جناب چیئرمین: میں وزیر خزانہ کو کہتا ہوں کہ آپ اس کو تین دن کے بعد لا سکتے ہیں اور آپ اس کو لائیں گے۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! ایک ممبر جو قرارداد لے کر آئے ہیں اس کو متفقہ طور پر پاس کرنے کی بجائے آپ نے حکم فرمادیا ہے کہ منسٹر صاحب اس کو دوبارہ پیش کریں۔ صرف یہ بتادیں کہ اس میں logic کیا ہے؟ آپ نے ایک بات کی ہے تو اس میں logic ہونی چاہئے، آپ اس چیئر پر بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ اس لئے کی ہے، میں خود چاہتا تھا کہ یہ ہو جائے لیکن حکومت oppose کر رہی تھی۔

راجہ ریاض احمد: جناب چیئرمین! آپ ووٹنگ کرالیں۔

جناب چیئرمین: راجہ ریاض صاحب! کیا ووٹنگ سے آپ حکومت کو ہرا سکتے ہیں؟ میں نے اس لئے یہ کہا ہے کہ یہ پاس ہو جائے۔ جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! بہت اہم معاملہ یہاں پر اٹھایا تھا آپ کے بنکوں پر سے لوگوں کا confidence اٹھتا جا رہا ہے ان کی قرارداد بڑی technical تھی اس کے بڑے دور رس نتائج تھے لوگ بنک میں پیسا جمع نہیں کراتے، گھر رکھتے ہیں۔ گھروں میں ڈکیتیاں ہوتی ہیں یا پھر پراپرٹیاں خریدتے ہیں۔ آپ کی اکانومی shatter ہو رہی ہے ہم اس لئے نہیں کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کسی چیز کو support کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا آفتاب صاحب! میری بات سنیں۔ حکومت اس کو oppose کر رہی تھی یہ اگر kill ہو جاتی تو یہ بہتر تھا یا جو میں نے direction دی ہے وہ بہتر ہے؟ شیخ صاحب! آپ اس میں شامل ہوں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! آپ نے کہہ دیا ہے کہ گورنمنٹ کا موقف آ جائے، گورنمنٹ ہمیں بتا دے کہ کیا وجہ ہے کہ وہ اس کو support نہیں کرتی یہ آپ نے قرارداد ہی بھیجنی ہے ناں۔

جناب چیئرمین: میں نے گورنمنٹ کو direction دے دی ہے اور اب میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: وزیر خزانہ، شیخ علاؤالدین کو ساتھ لے کر یہ قرارداد لائیں گے۔ جناب تنویر اشرف کائرہ تیسری قرارداد پیش کریں گے۔

فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کو رقوم کی واپسی

جناب تنویر اشرف کائرہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کی رقوم کی واپسی کے لئے فوری طور پر ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کی رقوم کی واپسی کے لئے فوری طور پر ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ فاریکس کمپنیوں کے متاثرین کی رقوم کی واپسی کے لئے فوری طور پر اقدامات کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: اگلی قرارداد سید احسان اللہ وقاص کی ہے اس کو چودھری اصغر علی گجر پیش کریں گے۔

ڈیرہ غازی خان میں یونیورسٹی کا قیام

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔"

اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک یونیورسٹی قائم کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: یہ قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے انہوں نے ارشد محمود بگو کو اختیار دیا ہے وہ اس کو پیش کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ جیل سے متعلقہ ہے تو میری گزارش ہے کہ اس پر ہم already کام کر رہے ہیں اور گورنمنٹ نے فیصل آباد اور لاہور کے لئے کوارٹرز بنانے کی منظوری دی ہے، صرف فنڈز کی بات ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے صرف یہ استدعا کروں گا کہ اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئے رکھ لیں اس میں صرف اتنی ترمیم کر دیں کہ "مرحلہ وار" لفظ لکھ لیں۔ میں اس کو oppose کرنا نہیں چاہتا۔ ہم اس کو already کر رہے ہیں، صرف فنڈز کی بات ہے کہ پورے پنجاب میں یکدم سے نہیں ہو سکے گا آپ صرف اس میں ایک لفظ "مرحلہ وار" لکھ دیں۔ آپ amendment لے آئیں، میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: اس کو next day پر pending کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے اجلاس کل صبح مورخہ 16۔نومبر 2005 دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

255

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔نومبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات(محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

3۔ مسودہ قانون(جو متعارف کرایا گیا)

مسودہ قانون پنجاب ایمرجنسی سروس مصدرہ 2005

عام بحث

4۔ صحت پر عام بحث

257

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

بدھ، 16۔نومبر 2005

(یوم الاربعاء، 13۔شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَo اَجَعَلۡتُمۡ سِقَايَةَ الۡحَآجِّ وَعِمَارَةَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ كَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَo

سورۃ التوبہ آیات 18تا 19

خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں (داخل) ہوںo کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم یعنی (خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ یہ لوگ خدا کے نزدیک برابر نہیں ہیں اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتاo

وماعلینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو:پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،جناب ارشد محمود بگو صاحب!

تعزیت

کراچی میں بم دھماکوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!کراچی میں جو بم دھماکہ ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ اس میں شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ میری دوسری گزارش ہے کہ جو لوگ اس کارروائی میں ملوث ہیں،جو پاکستان کے دشمن ہیں ملک دشمن ہیں،ہم ان کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس اسمبلی سے بھی بھرپور اور متفقہ طور پر ان لوگوں کے خلاف قرارداد مذمت منظور کی جائے جو اس ملک میں ایسے واقعات کرنا چاہتے ہیں اور اس ملک کو اس رُخ پرلے کر جانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ لامنسٹر صاحب سے بات کرلیں اور متفقہ طور پر قرارداد تیار کرلیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی،درست ہے۔

جناب سپیکر: بم دھماکے میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: جی،شاہ صاحب!آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!اسمبلی میں ہر جگہ پینے کے لئے بہتر پانی موجود ہے۔ سیکرٹری اسمبلی سے لے کر کلرک تک منرل واٹر پی رہے ہیں لیکن اپوزیشن چیمبر میں جو پانی جاتا ہے اگر اس کا ٹیسٹ کروایا جائے تو وہ پینے کے لئے انتہائی مہلک ہے۔ جناب سے میری گزارش ہے کہ ہمارے پانی کا ٹیسٹ کروایا جائے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب!آپ دیکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: کچھ اپوزیشن تو پہلے توڑ لی گئی ہے باقیوں کو ہیپاٹائٹس ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!آپ سے گزارش ہے کہ بذریعہ ہیپاٹائٹس ہمارا قتل روکا جائے اور ہمارے لئے پینے کے بہتر پانی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب!آپ نے سن لیا ہے۔ اپوزیشن کے چیمبر میں صاف ستھرا پانی ہونا چاہئے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر!میں نے اس بارے میں پہلے بھی سیکرٹری صاحب سے بات کی تھی لیکن انھوں نے کہا کہ ہم نیسلے والوں کا پانی تو نہیں دے سکتے۔ فلٹر شدہ پانی دیتے ہیں لیکن یقین کریں کہ وہ اتنا گندہ ہے کہ اسے منہ لگانے کو دل نہیں کرتا۔ میں نے آج صبح ہی وہاں پانی پینے کی کوشش کی، مجھے پانی کا گلاس ملا لیکن میں نے پھر واپس وہیں رکھ دیا۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب!اپوزیشن چیمبر میں نیسلے واٹر provide کریں۔

حاجی محمد اعجاز: شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!ایک گلاس سیکرٹری صاحب کو بھی پلایا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بات ہو گئی ہے۔ شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

جناب حفیظ اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر!میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ میں آج اخبار میں پڑھ رہا تھا اس میں کل کے اجلاس کے بارے میں لکھا ہوا تھا کہ پونے چار سو کے ایوان میں تین سو ارکان غیر حاضر تھے۔ ہمارے لئے یہ بات سوچنے والی ہے کہ اس طرح کیوں ہوتا ہے؟ کل ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی جناب کلو صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی لیکن وہ منظور نہیں کی گئی۔ ارکان اسمبلی کی اپنے حلقے میں بے عزتی ہوتی ہے لیکن ان کا تدارک نہیں کیا جاتا۔ کل وزیر قانون نے اس تحریک کی مخالفت کی اس وجہ سے وہ معزز رکن آج ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نوانی صاحب! انھوں نے مخالفت نہیں کی تھی بلکہ انھوں نے کہا تھا کہ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ حکومت کو جواب دینے کا تو حق ہے، آپ جواب آنے دیں تو پھر اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! دن بدن حاضری گھٹتی جا رہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں اس کا کوئی سد باب کریں گے۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب والا! آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ حاضری بہت کم ہے۔

سوالات

(محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جناب سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1710۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونیورسٹی کالج آف ایجوکیشن کے ہوسٹل کی بحالی

*1710: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونیورسٹی کالج آف ایجوکیشن کی بلڈنگ واقع چونگی امر سدھو میں بی۔ایڈ ایلیمنٹری کی کلاس میں 90 سے زائد طالبات زیر تعلیم ہیں اور اس کالج کے مڈل سکول میں 850 سے زائد طالب علم بھی زیر تعلیم ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس گرلز کالج کے ہوسٹل پر جانباز فورس نے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہ یونیورسٹی اور کالج انتظامیہ کی بار بار اعلیٰ حکام کو توجہ دلانے کے باوجود خواتین اساتذہ کے اس تربیتی ادارہ کے ہوسٹل کو خالی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں؟

(ج) جانباز فورس سے اس کالج کے ہوسٹل پر کئے گئے قبضہ کو چھڑانے کے لئے محکمہ تعلیم نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گرلز کالج کا ہوسٹل جانباز فورس کے زیر تصرف ہے تاہم اس کو خالی کروانے کے لئے حکومت متعلقہ محکمہ جات سے خط وکتابت کر رہی ہے۔

(ج) حکومت نے گرلز کالج کے ہوسٹل کو خالی کروانے کے لئے متعلقہ محکمہ جات سے رابطہ کیا ہے اور اس سلسلے میں ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ سوال 2003-3-15 کو دیا گیا تھا اور اس کا جواب 2003 میں ہی آ گیا تھا۔ اب اس بات کو تقریباً ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے تو اس وقت کیا صورتحال ہے، کیا جانباز فورس کے ہمارے مہربانوں نے گرلز کالج کے ہوسٹل پر جو برسا برس سے قبضہ کیا ہوا ہے اب اس کی کیا صورتحال ہے؟ کیونکہ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ متعلقہ محکمہ جات سے رابطہ قائم کیا ہے اور اس سلسلے میں ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں تو ان ضروری اقدامات کے نتیجے میں اس وقت کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! جون 2003 میں یہ جواب موصول ہوا تھا لیکن اب کی صورتحال یہ ہے کہ دسمبر 2003 سے پہلے پہلے یہ بلڈنگ جانباز فورس سے واگزار کروالی گئی تھی اور اس وقت متعلقہ کالج کے زیر تصرف ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس فورس سے کوئی جگہ تو خالی کروائی گئی ہے۔ میرے اگلے سوال کا نمبر 1711 ہے۔ اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ کالج لاہور سلیبس سے اسلامی افکار کا اخراج اور دیگر مسائل

*1711: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور کو خود مختاری ملنے کے بعد کالج انتظامیہ نے ایم۔اے اکنامکس کے نصاب سے اسلامی معاشیات کے لازمی مضمون کو اختیاری کا درجہ دے دیا ہے اور ایم۔اے پولیٹیکل سائنس سے اسلامی سیاسی افکار (Muslim Political Thoughts) کا مضمون خارج کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج کو خود مختاری ملنے کے بعد فرسٹ ایئر کے داخلہ کا معیار مسلسل کم ہو رہا ہے، یہ بتایا جائے کہ پری میڈیکل کا 1994 میں داخلہ کا کم از کم میرٹ کیا تھا اور 1999 میں کم از کم میرٹ کیا رہا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور میں خواتین اساتذہ موجود ہیں جنہوں نے خود ایم۔اے بھی نہیں کیا ہوا اور کیا یہ بھی درست ہے کہ انگریزی کے نصاب سمیت بیشتر نصابات بورڈ آف سٹڈیز کی منظوری حاصل کئے بغیر نافذ کر دیئے گئے ہیں اور ان نصابات میں پروفیسر ثریا شفیع میر کی مرتب کردہ کتاب جس میں غیر اسلامی، غیر اخلاقی بلکہ ناشائستہ مواد موجود ہے اسے بھی شامل کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ کالج (اب یونیورسٹی) کو خود مختاری ملنے کے بعد کالج انتظامیہ نے ایم۔اے اکنامکس کے نصاب سے اسلامی معاشیات کے لازمی مضمون کو اختیاری کا درجہ دے دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مضمون ابھی تک لازمی ہے اور ایم۔اے اکنامکس (Part-II) میں تمام طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے۔

یہ بھی درست نہ ہے کہ ایم۔اے پولیٹیکل سائنس سے اسلامی سیاسی افکار (Muslim Political Thoughts) مضمون خارج کر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عصری تقاضوں کے تحت پر Muslim Political Thoughts کے مضمون کا نام Comparative Islamic & Western Political کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ کالج کو خود مختاری ملنے کے بعد فرسٹ ائیر کے داخلہ کا معیار مسلسل کم ہو رہا ہے۔ 1994 سے لے کر 2002 تک پری میڈیکل میں داخلے کا کم از کم معیار درج ذیل نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

سال داخلہ	کم از کم میرٹ
1994	716
1995	726
1996	730
1997	727
1998	705
1999	703
2000	707
2001	717
2002	729

درج بالا نقشہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ فرسٹ ایئر پری میڈیکل میں داخلہ کا معیار پچھلے سالوں کی نسبت بہتر رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور میں ایسی خواتین اساتذہ موجود ہیں جنہوں نے ایم۔اے کا امتحان پاس نہیں کیا ہے۔

نیز یہ بھی درست نہ ہے کہ انگریزی کے مضمون سمیت بیشتر مضامین کا نصاب بغیر بورڈ آف سٹڈیز کی منظوری کے پڑھایا جا رہا ہے۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کی رپورٹ کے مطابق تمام مضامین بورڈ آف سٹڈیز کی منظوری کے بعد پڑھائے جاتے ہیں اور پڑھائے جا رہے ہیں۔ یونیورسٹی انتظامیہ کی رپورٹ کے مطابق گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے بی۔اے / بی۔ایس۔سی کے انگریزی کے نصاب میں شامل پروفیسر ثریا شفیع میر کی مرتب کردہ کتاب میں کسی قسم کا قابل اعتراض مواد قطعاً نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وقت کے ساتھ ساتھ طلبہ میں زیادہ نمبر لینے کی صورت پیدا ہوئی ہے کیونکہ سہولیات بھی زیادہ ہوئی ہیں اور لوگوں میں تعلیم کا شعور بھی پیدا ہوا ہے۔ میں نے

جز(ب) میں یہ سوال کیا تھا کہ کالج کو خود مختاری ملنے کے بعد فرسٹ ایئر میں داخلہ کا معیار مسلسل کم ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور پنجاب کا ایک باعث فخر ادارہ تھا جس میں پورے پنجاب سے میرٹ پر داخلہ ہوتا تھا، خواہ اس طالب علم کا تعلق فیصل آباد کے کسی گاؤں سے تھا یا اس کا تعلق ڈیرہ غازی خان کی کسی دور دراز جگہ سے ہوتا تھا۔ اگر اس کے اچھے نمبر آتے تھے تو اس کو داخلہ مل جاتا تھا اور وہ داخلہ لے لیتا تھا لیکن اب یہاں پر اتنی زیادہ فیسیں بڑھا دی گئی ہیں کہ جس کی وجہ سے طالب علم اچھے نمبر حاصل کرنے کے باوجود داخلہ نہیں لے سکتے۔ میں نے بھی یہی سوال کیا تھا کہ اس کا معیار مسلسل کم ہو رہا ہے۔ آپ خود اس کو ملاحظہ فرمالیں انھوں نے کہا ہے کہ میرٹ مسلسل کم نہیں ہو رہا بلکہ بڑھ رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ 1994 میں 716 نمبر والا آخری بچہ داخل ہوا۔ 705 اور 703 نمبروں تک اس کا میرٹ آیا ہے۔ انھوں نے 2002 کا 729 لکھا ہوا ہے۔ اس دور میں ویسے بھی نمبر کچھ زیادہ ملنے شروع ہو گئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کالج کے معیار کو بہتر بنانے اور عام آدمی کے بچے کو داخلے کی سہولت مہیا کرنے کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! کالج میں داخلہ لینے کے لئے جو میرٹ کا سلسلہ ہوتا ہے اس میں ہر سال چند نمبروں کی کمی بیشی ممکن ہے لہذا ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے۔ جیسے ہم نے جواب میں عرض کیا ہے کہ 1994 میں 716 تھا پھر 1998 میں 705، 1999 میں 703 اور 2002 میں 729 نمبر والے آخری بچے کو داخلہ ملا تھا۔ اس کے علاوہ جو مزید معلومات موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق 2003 میں 740 نمبر والا آخری بچہ داخل ہوا تھا۔ 2004 میں 715 والا آخری بچہ داخل ہوا تھا اور 2005 میں 732 نمبروں والا آخری بچہ داخل ہوا ہے۔ اگر 1994 کا 2005 سے تقابل کیا جائے تو یہ صورتحال واضح ہو گی کہ میرٹ کم نہیں ہوا بلکہ زیادہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شاہ صاحب! تھوڑا بہت فرق تو ہو ہی جاتا ہے۔ ہر سال ایک جیسے نمبر تو نہیں آتے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر: جی، وقاص صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! جز(الف) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یونیورسٹی نے پولیٹیکل سائنس میں سے اسلامی سیاسی افکار کا مضمون خارج کر دیا ہے؟ انھوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عسکری تقاضوں کے تحت Muslim Comparative Political Philosophy Islamic and westernاس معزز ایوان میں ایسے بہت سارے حضرات ہوں گے جنہوں نے ایم۔اے پولیٹیکل سائنس کیا ہوگا اور میں بھی ان میں سے ہوں۔ جو مسلم پولیٹیکل فلاسفی ہے وہ ایک علٰحدہ شعبہ ہے اور ویسٹرن پولیٹیکل فلاسفی علٰحدہ شعبہ ہے۔ ان کے پیپرز علٰحدہ ہوتے ہیں اور یہ دونوں ایک پیپر میںconsume بھی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ مسلم پولیٹیکل فلاسفی کی تاریخ تقریباً13/12 سو سال سے ہے اور اتنی ہی ان کی ہے۔ یہ تو جان چھڑانے والی بات کی گئی ہے کیونکہ اب overwhelmingصرف ویسٹرن پولیٹیکل فلاسفی پڑھائی جا رہی ہے اور اس میں دو تین علامہ اقبال، ابن خلدون وغیرہ ڈال کر اسلام کا کھاتہ پورا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب محمد وقاص: جناب والا! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اس پر کیا سوچ رہے ہیں اس لئے کہ اسلامک پولیٹیکل فلاسفی پورا ایک مضمون ہے جس کو انہیں علٰحدہ پڑھانا چاہئے جو کہ انہوں نے ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! اصل میں صورتحال یہ تھی کہ پہلے پولیٹیکل سائنس میں اسلامی سیاسی افکار کے عنوان سے ایک مضمون پڑھایا جاتا تھا۔ اب جو بھی وہ مضمون ہیں ان کو ختم نہیں کیا گیا۔ صرف یہ ہے کہ نئے تقاضوں کے مطابق اسchapter کے مضمون کا جو نام لکھا گیا ہے وہ ایک تقابلی جائزہ ہے۔ Western سے Islamکا اور اس کا جو نام رکھا گیا ہے وہ Comparative Political Philosophy of Islamic and Westernہے لیکن جو مضمون اور جو چیز پڑھائی جا رہی ہے وہsame ہی ہے۔ اضافہ یہ کیا گیا ہےWestern کے ساتھ مسلم افکار کو تقابلی جائزے کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! جز(ج) میں، میں نے یہ سوال کیا تھا کہ پروفیسر ثریا شفیع میر کی مرتب کردہ کتاب میں غیر اسلامی، غیر اخلاقی بلکہ ناشائستہ مواد موجود ہے اور اسے وہاں پر پڑھایا جا رہا ہے۔انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ مرتب کردہ کتاب میں کسی قسم کا قابل اعتراض مواد نہیں ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر کسی کتاب میں اخلاقی لحاظ سے گھٹیا باتیں لکھی گئی ہوں اور ناشائستہ چیزیں ہوں تو کیا یہ ان کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہوں گی؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: شکریہ۔جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب ہمیشہ چاہے پارلیمانی لحاظ سے یہاں اسمبلی میں سوالات ہوں یا سٹینڈنگ کمیٹی ہو یہ بہت اچھی تجاویز دیتے ہیں۔انہوں نے جو سوال پوچھا تھا اس میں بورڈ آف سٹڈیز نے پروفیسر شفیع میر کی جو کتاب recommend کی تھی اس میں جو قابل اعتراض مواد تھا انہوں نے وہ حذف کر کے کیا جو کہ پڑھایا بھی جاتا رہا لیکن ہوا یہ کہ ایک کتاب سلیبس میں شامل کی گئی جو کہ پڑھائی جاتی رہی اور کچھ کتابیں مارکیٹ میں بھی تھیں جو کتاب مارکیٹ میں تھی اس میں یہ مواد بدستور شامل تھا۔اسی نسبت سے ایک کتاب بازار میں موجود ہے اور دوسری سلیبس میں شامل ہے۔2005 سے یہ کتاب مکمل طور پر سلیبس سے خارج کر دی گئی ہے اور اس وقت یہ کتاب نہیں پڑھائی جا رہی۔مہربانی

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بدقسمتی یہ ہے کہ ان پانچ سالوں میں ہمارا طور طریقہ یہ رہا ہے۔ پہلے کبھی نصاب کے حوالے سے اتنی بات highlight نہیں ہوئی۔اب یہ بات اس لئے ہو رہی ہے کہ حکومت ایک منصوبے کے تحت اور ایک امریکن dictation کے تحت ہمارا اسلامی مواد اور ہماری تاریخ کا بہت بڑا حصہ جان بوجھ کر نکال کر باہر پھینک رہی ہے یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔میں ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ انگریزی کا جو لٹریچر ہے اس میں بہت واہیات قسم کی چیزیں بھی شامل ہیں لیکن اس میں بہت اچھا لٹریچر بھی ہے۔کیا یہ اس سے کوئی بہتر اور اچھا انگریزی کا لٹریچر اس نصاب میں شامل کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! حکومت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اچھے سے اچھا اور

مناسب سے مناسب کوئی بھی لٹریچر اور کوئی بھی چیز نصاب میں شامل کی جائے۔ میں محترم بگو صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے بعد یہ مجھے چیمبر میں مل لیں، جو بھی ان کی اچھی تجاویز ہیں انشاء اللہ متعلقہ محکمے سے بات کر کے اس کو شامل کروائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے کہ ثریا شفیع میر کی وہ قابل اعتراض کتاب جو تھی وہ سلیبس سے نکال دی گئی ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال ہے کہ کیا اس کتاب کے سلیبس میں شامل کرنے پر جس کے اندر غیر اخلاقی باتیں لکھی ہوئی تھیں جو طلباء کے لئے نہایت غیر موزوں تھیں اس شخص کے خلاف بھی محکمانہ طور پر کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! میں نے تو پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جب یہ کتاب نصاب میں شامل کی گئی تھی۔۔۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ محترمہ! پلیز سنیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا کہہ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! جب یہ کتاب کورس میں شامل کی گئی تو اس کے جو قابل اعتراض chapter تھے ان کو بورڈ آف سٹڈیز نے پہلے ہی کورس سے خارج کر دیا تھا۔ خارج کرنے کے بعد اسے کورس میں شامل کیا تھا لیکن ہوا یہ کہ کچھ کورس کی کتابیں تھیں اور کچھ مارکیٹ میں وہ کتابیں بھی available تھیں جن میں وہ حذف شدہ chapter شامل تھے تو اسی لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ 2005 سے یہ کتاب کسی نصاب میں شامل نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ان کا سوال یہ ہے کہ لکھنے والے کے خلاف محکمے نے کوئی ایکشن لیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! اس کے متعلق یہ نیا سوال دے دیں تو وہ بھی پتا کروا لیں گے کہ ان کے خلاف کوئی تحریری کارروائی ہوئی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کافی ہو گیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں یہ یقین دہانی کروائی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ کتاب نصاب سے خارج کر دی گئی ہے۔ دراصل بات یہی تھی اور میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بغیر بورڈ آف سٹڈیز کی سفارش کے انہوں نے اندر کھاتے میں مل ملا کر، کیونکہ وہاں پر ایک خاص گروپ ہے جو وہاں پر قابض ہے۔انہوں نے وہاں اس کتاب کو سلیبس میں شامل کر دیا۔ بعد میں جب شور مچا کہ بورڈ آف سٹڈیز کی اجازت کے بغیر کتاب نصاب میں شامل نہیں ہو سکتی، بورڈ آف سٹڈیز میں پیش کر کے اس میں جو غیر اخلاقی حصے تھے اس کو خارج کر دیا کتاب اسی طرح وہاں پر موجود رہی۔ میں اس یقین دہانی پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ کتاب نصاب سے خارج کر دی گئی ہے لیکن میں یہ درخواست ضرور کروں گا کہ گورنمنٹ کالج جو ایک قابل فخر ادارہ تھا وہ کالج برباد ہو رہا ہے، وہاں کے معاملات پر نظر رکھیں، ان کو دیکھیں اور اس کالج کو ایک عام آدمی کے لئے approachable ضرور رکھیں کیونکہ فیس اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ وہاں پر عام آدمی کا بچہ اب داخلہ نہیں لے سکتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال شیخ تنویر احمد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی شیخ تنویر احمد صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 2018۔ (معزز رکن نے شیخ تنویر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2018 دریافت کیا)

انگلش کا بطور اختیاری مضمون نفاذ

*2018: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی اور تعلیمی بورڈز نے انگریزی جو ایک غیر ملکی زبان ہے، کو بطور لازمی مضمون قرار دیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہزاروں طالب علم انگریزی مضمون میں چند نمبروں سے فیل ہونے کی وجہ سے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بی۔اے میں انگریزی کو اختیاری مضمون کا درجہ دیئے جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ انگریزی میں فیل ہونے کی وجہ سے ہزاروں طلباء تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں، تعلیم ادھوری چھوڑنے میں بے شمار دوسرے عوامل بھی شامل ہیں۔

(ج) انگریزی بین الاقوامی زبان کا درجہ رکھتی ہے۔بی اے گریجوایشن کی ڈگری ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ اس کو بین الاقوامی معیار کے مطابق ہونا چاہئے۔اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے انگریزی کو بی۔اے میں لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے نیز اعلیٰ تعلیم خاص طور پر سائنسی علوم کے حصول کے لئے انگریزی کا جاننا ضروری ہے کیونکہ ریسرچ کی تقریباً تمام کتب انگریزی میں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ انگریزی بین الاقوامی زبان ہے اور بی۔اے گریجوایشن کی ڈگری جس کے لئے ضروری ہے کہ اس کو بین الاقوامی معیار کے مطابق ہونا چاہئے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ انگریزی اس دور کی ایک اہم زبان ہے اور اس کی تدریس بھی ضرور ہونی چاہئے، اس کو رکھنا چاہئے لیکن انگریزی کو بطور ایک مضمون جیسا کے شاعر نے کہا تھا کہ "فیل ہونے کے لئے ایک مضمون ہونا چاہئے" اس صورت میں تو نہ رکھیں۔اس کی teaching کے لئے بھی تو معیاری انتظام ہونا چاہئے۔اس کی teaching کے معیاری انتظام کے لئے معیاری اساتذہ کی availability کے لئے حکومت نے کیا انتظامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: یہ بات تو جناب والا تسلیم شدہ ہے کہ انگریزی کا پڑھنا پڑھانا یا اس کی تعلیم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔حکومت وقت یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس کو پڑھانے کے لئے اچھے سے اچھے مدرسے، اچھے سے اچھے ٹیچرز حاصل کئے جائیں۔اس کے لئے ابتدائی طور پر یہ کیا

گیا ہے کے اعلیٰ تعلیم کے حامل جو اشخاص ہوتے ہیں ان کو ہی سروس میں لیا جاتا ہے۔پبلک سروس کمیشن بہتر سے بہتر لوگوں میں سے ان کو select کر کے بھرتی کرتے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ اچھے سے اچھے لیکچرارز کو ہی تدریسی شعبہ میں شامل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!میں یہاں لائبریری میں 1852 کا گزٹ دیکھ رہا تھا۔اس میں ایک انگریز جو اس وقت ڈپٹی کمشنر تھا اس نے اس گزٹ میں لکھا ہے کہ جب ہندوستان میں انگریزوں نے قبضہ کیا،اس کو take over کیا تو اس وقت جو تعلیمی معیار تھا،literacy rate تھا وہ 90 plus تھا۔یہ انگریز خود کہتا ہے کہ پڑھانے کا طریقہ یہ تھا کہ دیہات میں اگر کوئی ٹیچر پڑھا رہا ہے تو وہ ہل بھی چلا رہا ہے اور ساتھ سٹوڈنٹ بھی بیٹھے ہیں۔اس وقت انگریزی نہیں پڑھائی جاتی تھی بلکہ اس وقت فارسی ہماری قومی زبان تھی اور عربی بھی پڑھائی جاتی تھی۔میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ سوال ہے کہ انگریزی کو جس طرح اوپر سر پر چڑھا کر انگریزی پڑھنی چاہئے یہ بین الاقوامی زبان ہے اس کو ضرور پڑھنا اور پڑھانا بھی چاہئے لیکن کیا یہ تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کے لئے انگریزی کو کوئی خاص مقام،خاص مقام mean کہ قومی زبان کو اس کے مقابلے میں کوئی خاص مقام دینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر!قومی زبان کا مقام اپنی جگہ ہے،اس کی افادیت اور اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن کوئی بھی زبان چاہے ملکی ہو یا غیر ملکی ہو اس کو سیکھنے کے لئے توجہ دینا یا تن من دھن کے ساتھ،لگاؤ کے ساتھ اس کو پڑھنا ضروری ہے مگر یہ کوئی تقابلی جائزہ نہیں ہے کہ اردو کی نسبت ہم کوئی انگریزی کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔اس کی اپنی جگہ اہمیت ہے اور قومی زبان کا اپنی جگہ مقام ہے۔اس کی اہمیت کو کم کر کے اس کو بڑھایا نہیں جا رہا بلکہ دونوں اپنی جگہ پر ایک زبان کے طور پر پڑھائی جا رہی ہیں۔دونوں کی اپنی جگہ پر افادیت ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب کے اندر بہت سارے کالج اس وقت موجود ہیں اور کام کر رہے ہیں لیکن کالجوں کے اندر جو مضامین ہیں ان کے اساتذہ نہیں ہیں،

اکثر کالجوں میں انگریزی اور سائنس کے ٹیچر غیر حاضر ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ تعلیم اس چیز کے لئے کوشاں رہے گا کہ وہ پنجاب کے کالجوں کے اندر انگلش اور سائنس کا سٹاف پورا کرے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! چند ماہ قبل پنجاب پبلک سروس کمیشن نے سٹاف کی recommendations کی تھیں جن کی کالجوں میں تقرریاں ہو چکی ہیں۔ مزید سٹاف کی جو کمی ہے اس کے لئے بھی جلدی تحرک کیا جائے تاکہ بقایا سٹاف کی کمی پوری ہو سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جس طرح بگو صاحب نے ایوان کو اطلاع فراہم کی، اصل میں وہ literacy reports تھیں کہ جس وقت انگریزوں نے بطور حکم ہماری مادری زبان پنجابی کو بند کیا، اس سے پہلے یہاں پر پنجابی زبان میں ہی ایجوکیشن دی جاتی تھی اور اس وقت 99% literacy rate تھا اور آج تک سکولوں میں پنجابی زبان پڑھانے پر اسی حکم کے تحت ban ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اگلا سوال نمبر 2560۔

ضلع بہاولپور میں گرلز اور بوائز کالجز کی عمارات، طلباء کی تعداد اور سٹاف کی تفصیلات

*2560: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں کتنے گرلز و بوائز کالجز کہاں کہاں واقع ہیں۔ ان کے نام اور سن تعمیر کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس وار اور ہر کالج میں کمروں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے کالجوں کی بلڈنگیں ان میں داخل طالب علموں کی تعداد کے مطابق اور کتنے کالجوں کی تعداد کے لحاظ سے ناکافی ہیں، حکومت ان کالجوں میں مزید کمرے تعمیر کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(د) سال 2001 سے آج تک کتنے کالجوں میں بلڈنگ کی تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں،ان کالجوں کے نام اور فنڈز کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

(ہ) ان کالجوں میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار اور کالج وار فراہم کی جائے؟

(و) کیا حکومت ان کالجوں میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) تعداد کالجز — سن تعمیر

بوائز 07

1۔	گورنمنٹ ایس ای کالج،بہاولپور۔	1922
2۔	گورنمنٹ ڈگری کالج بغداد روڈ بہاولپور	1975
3۔	گورنمنٹ ایس اے کالج ڈیرہ نواب صاحب	1967
4۔	گورنمنٹ انٹر کالج اوچ شریف	1989
5۔	گورنمنٹ انٹر کالج یزمان	1989
6۔	گورنمنٹ ڈگری کالج حاصل پور	1989
7۔	گورنمنٹ ڈگری کالج خیرپور ٹامیوالی	1989

گرلز 07

1۔	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بہاولپور	1956
2۔	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین د بئی محل بہاولپور	1992
3۔	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن بہاولپور	1999
4۔	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حاصل پور	1982
5۔	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ٹامیوالی	1998
6۔	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین اوچ شریف	1999
7۔	گورنمنٹ گرلز انٹر کالج برائے خواتین احمد پور شرقیہ	1982

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 10 کالجوں کی بلڈنگیں ان میں داخل طالب علموں کی تعداد کے لحاظ سے ناکافی ہیں۔اب کالج ایجوکیشن ڈیوالوڈ سبجیکٹ ہے۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنے وسائل کے مطابق کمرے

مہیا کرنے کے اقدامات کر رہی ہے۔اس سلسلے میں پانچ کالجوں کے PC-1 تیار ہو چکے ہیں۔ضابطہ کی کارروائی مکمل ہونے کے بعدان پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔

(د) سال 02-2001 میں انٹر کالج یزمان کے لئے ضلعی حکومت نے چھ لاکھ روپے خرچ کر کے عمارت کو مکمل کروایا ہے۔

(ہ) مذکورہ کالجوں میں گریڈ 20 کی 5، گریڈ 18 کی 177 اور گریڈ 17 کی 354 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(و) حال ہی میں حکومت پنجاب نے 525 ایڈہاک لیکچراروں کو ریگولرائز کر کے پنجاب کے مختلف کالجوں میں خالی اسامیوں پر تعینات کر دیا ہے۔ مزید برآں باقی ماندہ خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے پالیسی زیر غور ہے۔ جیسے ہی یہ پالیسی تشکیل پا جائے گی اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا اور خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے اپنے جواب کے جز(ج) میں ہے کہ اس سلسلے میں پانچ کالجوں کے P.C-I تیار ہو چکے ہیں۔ یہ ان کالجوں کے نام بتائیں کہ ان کی عمارتیں کس stage پر ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر!اس میں گورنمنٹ گرلز کالج یزمان، گورنمنٹ گرلز کالج احمد پور ایسٹ، گورنمنٹ گرلز کالج حاصل پور، گورنمنٹ بوائز کالج خیر پور ٹامیوالی، گورنمنٹ گرلز کالج سیٹلائٹ ٹاؤن۔ان کالجوں کے P.C-I مرتب ہو چکے ہیں اور final approval ہو چکی ہے۔ان کی تعمیر آخری مراحل میں ہے اور بہت جلد ان کی بلڈنگ مکمل ہو جائے گی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ مجھے بتادیں کہ کتنے کالجوں میں تعمیر شروع ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: جہاں تعمیر شروع ہو چکی ہے انہوں نے ان کالجوں کے نام پڑھے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ان پانچوں کے پیسے آ گئے ہیں اور کام شروع ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہی بتا رہے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! وہ کہہ رہے ہیں کہ funds release ہوئے ہیں لیکن ابھی کام شروع نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان کی approval ہو چکی ہے۔ آگے اس کو مکمل کرنا پراونشل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ فنڈز بھی انہی کے پاس ہیں، انہوں نے ہی اس کے ٹینڈر وغیرہ کرنے ہیں اور کام کرنا ہے۔ ایجوکیشن نے اپنا کام مکمل کرکے پراونشل بلڈنگ کے حوالے کر دیا ہے کہ ان کالجوں کی بلڈنگیں جلد از جلد مکمل کی جائیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ یقین دہانی کرادیں کہ کب تک ان کا ٹینڈر ہو گا اور کب تک ان کی تعمیر شروع ہو گی؟

جناب سپیکر: آپ کا یہ question تو بلڈنگ سے متعلقہ بن گیا ناں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے حتمی approval دے دی ہے یعنی تمام process complete کر دیا ہے۔ اب بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے اس کا ٹینڈر وغیرہ دینا ہے پھر اس پر کام شروع ہونا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اس بات کی یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ اس سال کام شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں صحیح مہینہ اور دن نہیں بتا سکتا لیکن حکومت پنجاب کی یہ کوشش ہو گی کہ جلد از جلد کام شروع ہو کر یہ بلڈنگ مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (و) میں کہا گیا ہے۔ "حال ہی میں حکومت پنجاب نے 525 ایڈہاک لیکچراروں کو ریگولر کرکے پنجاب کے مختلف کالجوں میں لگایا ہے۔" ان کالجوں میں خالی اسامیوں کو ابھی تک پُر نہیں کیا گیا، ان خالی اسامیوں کو یہ کب تک پُر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! سکولوں یا کالجوں میں جتنی بھی خالی اسامیاں ہیں حکومت کوشش کر رہی ہے کہ انہیں جلد از جلد پُر کیا جائے۔ پبلک سروس کمیشن کو جو ڈیمانڈ دی گئی تھی اس کے مطابق انہوں نے ان کی تعیناتی کر دی ہے، جو اسامیاں خالی رہ گئی ہیں انشاء اللہ جلد ہی ان کے لئے تحرک کرکے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کی selection کروا دی جائے گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! کب تک یہ خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! انشاء اللہ اسی سال 2005 میں ہی یہ پُر کر دی جائیں گی۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! کالجوں کی بات ہو رہی ہے حکومت نے اچھا اقدام یہ کیا تھا کہ جن کالجوں کا رزلٹ اچھا نہیں آ رہا تھا ان کے پرنسپلز کے خلاف کارروائی کی گئی ہے لیکن اب انہوں نے اس کا حل یہ نکال لیا ہے کہ جو بچے پڑھائی کے لحاظ سے تھوڑے سے کمزور ہوتے ہیں ان کے داخلے ہی نہیں بھیج رہے۔ اس وقت گورنمنٹ گرلز کالج برائے خواتین وحدت روڈ کی دو سو طالبات کا بی۔اے کے امتحان کے لئے داخلہ روکا گیا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ بچیاں چار سال سے اس کالج میں پڑھ رہی ہیں اب پرنسپل صاحبہ نے اپنی ٹرانسفر سے بچنے کے لئے ان میں سے دو سو بچیوں کا داخلہ روک لیا ہے۔ یہ مہربانی کر کے اس معاملے میں کارروائی کریں اور جو بچیاں اس کالج کے اندر چار سال سے پڑھ رہی ہیں ان کا داخلہ ضرور بھیجنا چاہئے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ صرف لاہور میں ہی نہیں بلکہ پورے صوبے کے اندر یہ مسئلہ ہو رہا ہے کہ بچوں کے داخلے روکے جا رہے ہیں اس کی بھی کوئی یقین دہانی کرائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! داخلہ بھیجنے کے حوالے سے جو بھی rules and regulations ہیں ان کے مطابق جس سٹوڈنٹ کا بھی داخلہ جا سکتا ہے وہ لازمی بھیجا جائے گا اور ایسی کوئی بے ضابطگی نہیں ہو گی۔ ہاں rules کے مطابق اگر کسی کے short lectures ہیں اور داخلہ نہیں جا سکتا تو وہ الگ بات ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ "گریڈ 17 کی 354 خالی اسامیاں موجود ہیں" یہ بتادیں یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جہاں جہاں سٹاف کی کمی ہے جلد از جلد پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کی appointment کروا کر اس سٹاف کو پورا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: Next question محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد وقاص: On her behalf. Question No. 2788 (معزز رکن نے محترمہ صغیرہ اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2788 دریافت کیا)

کتابوں کی قیمت اور نویں / دسویں جماعت کی امتحانی اور رجسٹریشن فیس میں اضافے کا مسئلہ

*2788: **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے پہلی سے دسویں جماعت تک ماہانہ ٹیوشن فیس مبلغ ایک روپیہ سے 17 روپے تک معاف کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوسری طرف حکومت نے کتابوں کی قیمت میں اضافہ کر دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نویں اور دسویں جماعت کی امتحانی اور رجسٹریشن فیس میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کتابوں کی قیمت اور امتحانی فیس میں اضافے سے غریب طلباء و طالبات تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہو رہے ہیں؟

(ہ) اگر جز (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کتابوں کی قیمت میں اضافے اور امتحانی فیس معاف کرنے یا اس میں رعایت دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) حکومت نے چھٹی سے دسویں جماعت تک ٹیوشن فیس یکم اپریل 2003 سے معاف کر دی ہے جبکہ پہلی سے پانچویں تک فیس پہلے ہی معاف تھی۔

(ب) پہلی سے بارہویں تک کی کتابیں نئے سلیبس کے تحت بہترین کاغذ پر خوبصورت لکھائی میں تحریر کی گئی ہیں جس کی وجہ سے کتابوں کی قیمتوں میں گزشتہ سالوں کی نسبت معمولی اضافہ کرنا پڑا۔

(ج) امتحانی فیس سیکنڈری بورڈ

امتحان	سابقہ فیس	موجودہ فیس
سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ (سائنس گروپ)	500 روپے	500 روپے
(آرٹس گروپ)	420 روپے	420 روپے
رجسٹریشن فیس	275 روپے	275 روپے

درج بالا شیڈول سے واضح ہوتا ہے کہ بورڈز نے امتحانی فیس و رجسٹریشن فیس میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ گزشتہ سال حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت جماعت نہم و دہم کا امتحان بھی سیکنڈری بورڈز کو لینے کی ذمہ داری سونپی گئی جس کے لئے پرچوں کی چھپوائی جوابی کاپیاں امتحانی سنٹروں کے روزمرہ کے اخراجات اور نتائج کے اعلان تک پڑنے والے اخراجات کے لئے 350 روپے برائے سائنس طلباء و طالبات اور 300 روپے برائے آرٹس کے طلباء و طالبات کے امتحان کے لئے فیس مقرر کی گئی۔ درج بالا حقائق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سیکنڈری بورڈز نے ان فیسوں میں قطعاً اضافہ نہیں کیا۔

(د) کتابوں کی قیمتوں میں نہایت معمولی اضافہ ہوا ہے۔ تاہم امتحانی فیس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور نہ ہی غریب طلباء وطالبات کے لئے تعلیم کا حصول دشوار ہوا ہے۔

(ہ) کتابوں کی قیمتوں میں معمولی اضافہ جب کہ امتحانی فیس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اس لئے اس پر مزید غور وخوض کی ضرورت نہ ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے پہلی سے دسویں جماعت تک ماہانہ ٹیوشن فیس مبلغ ایک روپے سے 17 روپے معاف کر دیئے اور اس کے بعد امتحانی فیس 500 اور رجسٹریشن فیس 275 روپے، گویا یہ 775 روپے بنتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ انہوں نے جو 17 روپے ماہانہ معاف کئے وہ سال کے 204 روپے بنتے ہیں وہ بحال کر دیں گے اور یہ رجسٹریشن فیس معاف کر دیں گے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! ابھی تک حکومت نے ٹیوشن فیس کو معاف کر دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مفت کتابیں فراہم کرنے کا بندوبست بھی کر دیا ہے۔ جہاں تک رجسٹریشن فیس ہے وہ ابھی تک ہے، انشاء اللہ مرحلہ وار دیکھیں گے کہ جو بھی طلباء کے لئے بہتر سے بہتر اقدامات ہو سکتے ہیں انہیں ضرور بروئے کار لایا جائے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اگر یہ ماہوار حساب سے لیں تو لوگوں کو دینے میں زیادہ بہتر نہیں ہوگا۔ جو لوگ 700 روپیہ اکٹھا دیں اگر وہ 50 روپے مہینے کے دیں تو کیا ان کے لئے زیادہ بہتر نہیں ہوگا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! محترم فاضل ممبر کی تجویز پر درست طریقے سے غور و خوض کیا جائے گا اور اگر یہ طلباء کے مفاد میں ہوا تو اس پر ضرور عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں محترم پارلیمانی سیکرٹری سے اس پر یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ایک تو یہ کہا ہے کہ کتابوں کی قیمتوں میں معمولی اضافہ کیا گیا ہے وہ اضافہ کتنے فیصد ہے؟ دوسرا انھوں نے رجسٹریشن فیس اور امتحانی فیس کا ذکر کیا ہے لیکن اس سے آگے جا کر انھوں نے دوبارہ فرمایا ہے کہ 350 روپے سائنس سٹوڈنٹ سے اور 300 روپے آرٹس سٹوڈنٹ سے پرچوں کی چھپوائی، جوابی کاپیوں اور امتحانی سنٹروں کے اخراجات کے لئے علیٰحدہ لئے جا رہے ہیں، کیا یہ 300 اور 350 روپے امتحانی فیس سے کوئی علیٰحدہ فیس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! پہلے نہم اور دہم کے اکٹھے امتحان ہوتے تھے اس لئے یہ فیس ایک دفعہ لی جاتی تھی۔ اب جب نہم اور دہم کے الگ الگ امتحان ہوئے ہیں تو اس لئے فیس الگ الگ مقرر کی گئی ہے۔ اس وقت طلباء کو یہ option دی گئی تھی کہ اگر کوئی اکٹھا امتحان دینا چاہے تو وہ پانچ سو روپیہ فیس دے کر اس کے تحت امتحان دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات ابھی واضح نہیں ہوئی۔ انھوں نے کہا ہے کہ امتحانی فیس سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ (سائنس گروپ) کے لئے 500 روپے ہے اور (آرٹس گروپ) کے لئے

420روپے ہے اور رجسٹریشن فیس 275روپے ہے۔اب آگے جاکر کہہ رہے ہیں کہ امتحانی پرچوں کی چھپوائی اور جوابی کاپیوں کی چھپوائی کے لئے 300 روپے آرٹس سٹوڈنٹ اور 350روپے سائنس سٹوڈنٹ کے لئے مقرر کی گئی ہے، کیا یہ دونوں فیسیں علیحدہ علیحدہ ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہے کہ نہم کا امتحان علیحدہ ہے اور دہم کا امتحان علیحدہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اب یہ فیس ڈبل ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! جو ایک دفعہ امتحان دیتا ہے تو اس کی فیس پانچ سو روپیہ ہے۔ پہلے بھی پانچ سو تھی اور اب بھی پانچ سو ہے لیکن جو الگ الگ دیتے ہیں ان کے لئے امتحان الگ الگ ہوتا ہے، اخراجات الگ الگ آتے ہیں اس لئے دونوں کو ملا کر 650روپے بنتی ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اکٹھا ہو تو پانچ سو روپے اور اگر الگ الگ دینا چاہیں تو 650روپے ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو سوال کیا گیا تھا کہ انھوں نے امتحانی فیس میں اضافہ کر دیا ہے تو پھر ان کے جواب سے اضافہ تو ثابت ہو گیا ہے جبکہ یہ جواب دے رہے ہیں کہ ہم نے اضافہ نہیں کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ امتحانی فیس میں اضافہ نہیں ہوا ہے۔ ہم نے جواب میں لکھا ہے کہ پہلے بھی سائنس کی پانچ سو روپے فیس تھی اور اب بھی پانچ سو ہے۔ آرٹس کی 420روپے تھی اور اب بھی 420 روپے ہے اور رجسٹریشن فیس دونوں کی 275 روپے ہے۔ اضافہ صرف نہم اور دہم کے لئے کیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر ایک آدمی پانچ سو روپے فیس جمع کروا دیتا ہے۔ اس کے بعد 300 اور 350روپے، کیا اسے علیحدہ جمع کروانے پڑیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: یہ علیحدہ نہیں ہیں۔ یہ اسی امتحان کے لئے ہیں اگر کوئی الگ الگ دینا چاہے گا تو وہ 300اور 350روپے دے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرے محترم بزرگ جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں انھوں نے شاید پورا جواب پڑھا نہیں ہے اور وہ بات کو سمجھ نہیں رہے ہیں۔ یہ 300 اور 350روپے علیحدہ علیحدہ والی بات ہی نہیں ہے۔ یہ 300روپے آرٹس سٹوڈنٹ کے لئے ہیں اور 350روپے سائنس سٹوڈنٹ کے لئے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک دفعہ 300روپے دے گا اور دوسری دفعہ 350روپے دے گا۔ ایسی بات نہیں ہے یہ بالکل علیحدہ subject ہے اگر آرٹس والے دیں گے تو 300روپے دیں گے اور

سائنس والے 350 روپے دیں گے۔ان کے لئے لکھا یہ گیا ہے کہ "جس کے لئے پرچوں کی چھپوائی، جوابی کاپیاں، امتحانی سنٹروں کے روزمرہ کے اخراجات اور نتائج کے اعلان تک پڑنے والے اخراجات کے لئے 350 روپے برائے سائنس طلباء وطالبات اور 300 روپے برائے آرٹس کے طلباء وطالبات کے امتحان کے لئے فیس مقرر کی گئی ہے۔"اب یہ ایک علیٰحدہ چیز ہے اور امتحانی فیس پانچ سو روپے اور 420 روپے علیٰحدہ ہے اور رجسٹریشن فیس 275 روپے علیٰحدہ ہے۔اس میں میرا سوال یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں۔اس سے پھر اضافہ تو ثابت ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جو بچہ 300 اور 350 روپے فیس ادا کر دیتا ہے تو اسے 500 اور 420 روپے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب دیکھیں۔

(ج) امتحانی فیس سیکنڈری بورڈ

امتحان	سابقہ فیس	موجودہ فیس
سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ (سائنس گروپ)	500روپے	500 روپے
(آرٹس گروپ)	420 روپے	420 روپے
رجسٹریشن فیس	275 روپے	275 روپے

یہ امتحانی فیس ہے اس کے لئے انھوں نے علیٰحدہ شیڈول دے دیا ہے۔اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ گزشتہ سال حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت انھوں نے جو نہم اور دہم کا امتحان الگ الگ کیا ہے اس میں یہ کہتے ہیں کہ پرچوں کی چھپوائی، جوابی کاپیاں، امتحانی سنٹروں کے روزمرہ کے اخراجات اور نتائج کے اعلان تک پڑنے والے اخراجات کے لئے 350 روپے برائے سائنس طلباء اور 300 برائے آرٹس طلباء کے امتحان کے لئے فیس مقرر کی گئی ہے۔کیا یہ بھی امتحانی فیس ہی ہے؟۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اوپر لکھا ہوا ہے کہ:

امتحان	سابقہ فیس	موجودہ فیس
سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ (سائنس گروپ)	500روپے	500 روپے
(آرٹس گروپ)	420 روپے	420 روپے

اگر پانچ سو کو دو حصوں میں تقسیم کریں تو 250 روپے بنتے ہیں لیکن اس میں اضافہ امتحان 300 اور 350 روپے ہوا ہے۔وہ اس کی بات کر رہے ہیں کہ یہ چھپوائی وغیرہ کے لئے ہوا ہے۔ویسے تو 250

روپے بننا چاہئے۔ نہم دہم کا داخلہ اکٹھا جاتا ہے تو پانچ سو روپے فیس ہے اگر علیحدہ علیحدہ جاتا ہے تو 650 روپے بنتا ہے۔ وہ جو ڈیڑھ سو روپیہ ہے اس کا یہ بتا رہے ہیں کہ یہ چھپوائی وغیرہ کے اخراجات یا امتحانی سنٹروں کے روزمرہ کے اخراجات۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بڑی واضح عام فہم بات ہے کہ اگر ایک بچہ ایک دفعہ امتحان دیتا ہے اس کے بعد اس کو جوابی کاپی ملتی ہے، پرچہ سوالات ملتا ہے اس کے بعد اس کی marking ہوتی ہے اور پھر اس کا رزلٹ آتا ہے۔ جب وہ ایک بار امتحان دیتا ہے تو اس کا خرچ پانچ سو روپے آتا ہے۔ جب وہ دوبار دے گا تو پھر ایک بار تین سو کیسے آ جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: گورنمنٹ کی پالیسی پہلے یہ تھی کہ اکٹھا امتحان ہوتا تھا اس کے بعد یہ الگ الگ کیا گیا تو اس لحاظ سے فیس بڑھا دی گئی تھی کہ نہم اور دہم کا الگ الگ امتحان ہو گا۔ اب پھر حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ امتحان اکٹھا ہی ہو گا اور الگ الگ نہیں ہو گا اس لئے آئندہ فیس 500 اور 420 روپے ہی ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات بڑی عام فہم ہے کہ اگر میں ایک مرتبہ میٹرک کا امتحان دوں تو اس کا خرچہ گورنمنٹ مجھ سے 500 روپے لے گی، اگر میں دو مرتبہ دوں تو پھر ایک ہزار روپے لینے چاہئیں۔ بات یہ ہے کہ جب یہ ایک مرتبہ امتحان لیتے ہیں تو 500 روپے خرچ آتا ہے تو یہ 500 روپے کیوں لیتے ہیں؟ یہ 350 روپے لیں۔ انھوں نے خود کہا ہے کہ اگر پہلے سال امتحان دیں تو 300 روپے خرچہ ہو گا۔ اگر ایک آدمی ایک مرتبہ دیتا ہے اور دو مرتبہ نہیں دیتا تو پھر اس سے باقی 350 روپے نہ لیں کیونکہ 500 روپے میں امتحان مکمل ہو جاتا ہے اور ان کے اخراجات meet ہو جاتے ہیں۔ میری یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ اب یہ فرما دیں کہ انھوں نے جو کہا ہے کہ ہم نے نصابی کتب میں معمولی اضافہ کیا ہے وہ کتنے فیصد ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے نصابی کتب کی قیمتوں میں جو اضافہ کیا ہے وہ کتنے فیصد ہے، آپ نے لکھا ہوا ہے کہ معمولی اضافہ ہوا ہے۔ وہ معمولی اضافہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! وہ اضافہ اس لحاظ سے قابل ذکر نہیں ہے۔ کتب کی چھپوائی، کاغذ کا سائز تبدیل کرنے اور اچھا کاغذ استعمال کرنے کی وجہ سے اضافہ ہوا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انھوں نے لکھا ہے کہ معمولی اضافہ ہوا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ پہلے ایک کتاب سو روپے کی ملتی تھی اب وہ 250 روپے میں ملتی ہے۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ آپ کو کوئی اندازہ ہے کہ کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے دو فیصد، چار فیصد یا دس فیصد اندازاً بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میرے خیال میں پانچ فیصد سے کم ہی ہے زیادہ اضافہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پانچ فیصد سے کم ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے اندازے سے یہ بات کی ہے اور یہاں پر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو پارلیمانی سیکرٹری ہوتا ہے اس کا اپنے محکمے کی ورکنگ کے ساتھ بہت کم تعلق ہوتا ہے، محکمہ کی جو ورکنگ ہے وہ question hour میں question under ہوتی ہے اس پر سوال اور ضمنی سوال کئے جاتے ہیں اور discussion ہوتی ہے۔ یہ ضروری ہوتا ہے کہ متعلقہ منسٹر جو اس محکمہ کی کارکردگی کا ذمہ دار ہے وہ یہاں پر موجود ہو اور وہ یہاں question hour میں سوالوں کا جواب دے۔ یہ روایت بھی چلی آ رہی ہے کہ ہمیشہ question hour میں متعلقہ منسٹر ہی جواب دینے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اب نئی practice چل پڑی ہے کہ اب منسٹر صاحب سائیڈ پر ہو جاتے ہیں یا غائب ہو جاتے ہیں---

جناب سپیکر: پہلے بھی پارلیمانی سیکرٹری کے حوالے سے اس ایوان کی روایت رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن وہ شاذ و نادر رہی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ماشاء اللہ بڑے اچھے جواب دیئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: ان کے جواب دینے میں میرا قطعاً کوئی objection نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ محکمہ کی کارکردگی کا براہ راست وہ ذمہ دار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن ایجوکیشن منسٹر صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے پارلیمانی سیکرٹری جواب دے رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! کل چیئرمین صاحب نے منسٹرز کو پابند کیا تھا کہ آج وہ حاضر رہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! منسٹر ایجوکیشن بیرون ملک گئے ہوئے ہیں وہ پاکستان میں نہیں ہیں۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: سوال نمبر 2794۔(معزز رکن نے محترمہ صغیرہ اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2794 دریافت کیا)

کالجز میں لیکچرارز کی کمی سے درپیش مسائل اور نئی بھرتی کا مسئلہ

*2794: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی میں فزکس کی لیکچرار نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے دیگر گرلز اور بوائے ڈگری کالجوں میں بھی لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سال پریکٹیکل کروانے کے لئے پرنسپل نے ایک ماہ امتحان سے قبل عارضی طور پر کسی لیکچرارز کی خدمات حاصل کی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دفعہ مذکورہ کالج کا رزلٹ ایک فیصد رہا؟

(ہ) اگر جز (الف تا د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کالجوں میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کالج ہذا میں فزکس کی لیکچرار موجود ہے۔

(ب) درست ہے۔ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب ان اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کر رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ اس سال پریکٹیکل کروانے کے لئے پرنسپل نے امتحان سے ایک ماہ قبل عارضی طور پر کسی لیکچرار کی خدمات حاصل نہیں کیں۔

(د) جی نہیں۔ کالج ہذا کا رزلٹ کبھی بھی ایک فیصد نہیں رہا۔ اس سال کالج ہذا کا رزلٹ یہ رہا۔

ایف۔ایس۔سی 98فیصد
بی۔ایس۔سی 88.87 فیصد
ایم۔ایس۔سی فزکس (پارٹ ون) 100فیصد
ایم۔ایس۔سی فزکس (پارٹ ٹو) کا رزلٹ ابھی نہیں آیا

(ہ) کالجوں میں خالی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! آخری جُز کا جواب دیا گیا ہے کہ کالجوں میں خالی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ کونسا جز ہے؟

محترمہ طاہرہ منیر: یہ جز (ہ) ہے۔اس سلسلے میں میرا یہ سوال ہے کہ یہ جواب تو پانچ ماہ پہلے موصول ہوا ہے تو اب وہاں کیا صورتحال ہے اور اب بھی یہ اسامیاں خالی ہیں یا اس کو پر کیا جا چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں گرلز کالج سیٹلائٹ ٹاؤن میں فزکس کی لیکچرارز کے بارے میں پوچھا گیا ہے، یہ سیٹ کبھی بھی خالی نہیں رہی۔اس وقت بھی اس کالج میں فزکس کی 9 اساتذہ ہیں جو کہ اس وقت وہاں تدریسی فرائض سرانجام دے رہی ہیں اور یہ سیٹ کبھی بھی خالی نہیں رہی۔اس وقت بھی سیٹلائٹ ٹاؤن کالج میں پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور لیکچرار کو ملا کر تعداد 9 ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 2893۔(معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2893 دریافت کیا)

گورنمنٹ کالج برائے خواتین چشتیاں روڈ بہاولنگر کے قیام اور لیکچرارز کی اسامیوں کی تفصیلات

*2893 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین بہاولنگر چشتیاں روڈ کس سال قائم کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں کئی سالوں سے لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں ان اسامیوں کے سبجیکٹ، تعداد اور مدت بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج میں کئی مضامین کی لیکچرارز نہ ہونے کی وجہ سے طالبات داخلہ لینے سے قاصر ہیں جبکہ شہر میں ایک ہی ڈگری کالج برائے خواتین ہے؟

(د) اگر جز (الف تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین چشتیاں روڈ بہاولنگر سال 1967 میں بطور پرائیویٹ کالج قائم ہوا بعد ازاں سال 1972 میں حکومت نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا۔

(ب) مذکورہ کالج میں اساتذہ کی درج ذیل اسامیاں خالی ہیں۔

نمبر شمار	مضمون	نام اسامی	تعداد	اسامی خالی ہونے کی تاریخ
1۔	انگریزی	اسسٹنٹ پروفیسر	03	(1) 31-8-2001
				(2) 1-09-1995
	انگریزی	لیکچرار	01	(1) 19-10-2002
2۔	نفسیات	اسسٹنٹ پروفیسر	02	(1) 12-2-2001
	نفسیات	لیکچرار	02	(1) 03-09-1999
				(1) 15-10-2002
3۔	ایجوکیشن	ایسوسی ایٹ پروفیسر	01	(1) 25-8-2003
				(1) 1-09-1995
	ایجوکیشن	اسسٹنٹ پروفیسر	02	(1) 16-11-2002
4۔	کیمسٹری	اسسٹنٹ پروفیسر	01	(1) 27-5-2000
	کیمسٹری	لیکچرار	01	(1) 2-12-2002
5۔	اکنامکس	اسسٹنٹ پروفیسر	01	(1) 3-9-1996
6۔	ہوم اکنامکس	لیکچرار	01	(1) 25-6-1996
7۔	اسلامیات	اسسٹنٹ پروفیسر	01	(1) 11-9-2000
8۔	اردو	لیکچرار	01	(1) 6-5-2003

9۔ شماریات لیکچرار 01 6-2-2003 (1)

(ج) اس وقت کالج میں طلباء کی انرولمنٹ 1842 ہے اس کی مضمون وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ البتہ چند ایک مضامین میں اساتذہ کی کمی کی وجہ سے طالبات داخلہ نہ لے سکیں۔

(د) حال ہی میں حکومت پنجاب نے 524۔ایڈہاک لیکچرارز کو ریگولرائز کر کے پنجاب کے مختلف کالجوں میں خالی اسامیوں پر تعینات کر دیا ہے۔مزید برآں باقی ماندہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پالیسی زیر غور ہے جیسے ہی یہ پالیسی تشکیل پا جائے گی اس پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا اور تمام خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ مذکورہ کالج میں اساتذہ کی درج ذیل اسامیاں خالی ہیں۔ اس میں یہاں یہ بات بھی زیر نظر رہے کہ بہاولنگر، چشتیاں میں یہ واحد کالج ہے۔ اب اس میں جو انہوں نے خود فگرز دیئے ہیں اس میں انگلش کی اسسٹنٹ پروفیسر کی تین اسامیاں ہیں اور 1995-9-1 یعنی دس سال سے دو خالی ہیں۔ اسی طرح ایسوسی ایٹ پروفیسر ایجوکیشن کی ایک اسامی ہے اور وہ 1995-9-1 سے خالی ہے۔ اکنامکس کے اسسٹنٹ پروفیسر کی 1996-9-3 سے، ہوم اکنامکس کی 1996-6-25 سے خالی ہے۔ یہ اس شہر کا واحد کالج ہے اور اس میں نو اور دس سال سے جو اسامیاں خالی ہیں تو محکمہ کی اس میں کیا کارکردگی ہے، یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں کالج برائے خواتین بہاولنگر چشتیاں روڈ کا ہو یا اور کوئی کالج ہو، کافی ایسے کالجز ہیں جہاں اسامیاں خالی ہیں لیکن آہستہ آہستہ حکومت پنجاب ان کو پُر کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے کافی ریکروٹمنٹ کی ہے۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ اب چونکہ کنٹریکٹ پر ہے تو post specific کے خلاف تقرری ہوتی ہے۔ جتنی بھی بقایا اسامیاں رہ گئی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ حکومت پنجاب جلد ہی ان کو fill کر دے گی۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ چند ایک مضامین میں اساتذہ کی کمی کی وجہ سے طالبات داخلہ نہیں لے سکیں، وہ کونسے مضامین ہیں جن کے اساتذہ وہاں نہیں ہیں اور طالبات نے داخلہ لے لیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں کئی مضامین کی لیکچرارز نہ ہونے کی وجہ سے طالبات داخلہ لینے سے قاصر ہیں۔ اس میں کچھ مضامین ایسے تھے جس میں داخلہ نہیں لیا جا سکا، اس میں نفسیات کا مضمون ہے اس وقت کوئی لیکچرار مقررہ سیٹوں کے مطابق نہیں ہے۔ دو ہی سیٹیں تھیں اور وہ دونوں خالی ہیں۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! کوشش کریں کہ ایسی سیٹیں جن کی وجہ سے بچے داخلہ ہی نہیں لے پاتے تو ان کو جلد سے جلد fill up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ سکول ہو یا کالج ہو، یہ 100 فیصد تقرریاں انشاء اللہ جلد از جلد کی جائیں گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! نفسیات کی سیٹیں 1999 سے خالی ہیں اور جن طلباء نے نفسیات میں داخلہ لینا تھا وہ داخلہ نہیں لے سکے ان بیچاروں کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ ان سیٹوں کو جلدی fill کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایف۔اے اور بی۔اے میں جو لازمی مضامین ہیں جو ہر صورت میں ہر بچی کو پڑھنا پڑتے ہیں جس میں انگلش، اردو اور اسلامیات کے مضامین ہیں۔ یہ تین مضامین کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ انگلش کی دو اسامیاں 1995 سے خالی ہیں، اردو کے لیکچرار کی اسامی بھی 2003 سے خالی ہے اور اسلامیات کے اسسٹنٹ پروفیسر کی اسامی 2000 سے خالی ہے۔ یہ جو لازمی مضامین ہیں جن کو ہر بچی نے لازماً پڑھنا ہے ان اسامیوں کو priority پر fill کرنے کا کیا انتظام کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حکومت پنجاب اس لحاظ سے اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتی ہے اور ان اسامیوں کو fill کرنے کے لئے پہلے بھی درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہ چونکہ ایڈہاک پر تقرری ہوتی ہے اور against specific پوسٹ ہوتی ہے تو جو امیدوار بھی اس پوسٹ کے لئے apply کرتا ہے، اگر وہ معیار پر پورا اترے تو اس کی تقرری کی جاتی ہے۔ انشاء اللہ بہاولنگر، چشتیاں یا جو بھی ہمارے دور دراز کے علاقے ہیں وہاں پر جلد تقرریاں کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر اسد اشرف: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہاں پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 524 ایڈہاک لیکچرارز کو ریگولر کر کے مختلف کالجوں میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ ایڈہاک لیکچرارز کے بارے میں حکومت کوئی اقدام اٹھا رہی ہے کہ ان کو بھی اسی طرح سے ریگولر کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ تو ایک specific کالج کے متعلق سوال پوچھا گیا تھا۔ اب وہ کسی اور شہر کے کالج یا کسی ادارے کے لئے پوچھنا چاہتے ہیں تو fresh question دے دیں۔ انشاء اللہ اس کے مطابق ہم جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: جنرل پالیسی کیا ہے، محکمہ اس بارے میں کیا سوچ بچار کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! جنرل پالیسی یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن کو ہم ریکوزیشن دیتے ہیں کہ ہماری اتنی سیٹیں خالی ہیں، وہی درخواستیں طلب کرتے ہیں اور ان کے معیار کے مطابق جو امیدوار پورا اترتے ہیں وہ ان کی تقرری اسی پوسٹ کے مطابق کر دیتے ہیں اور محکمہ تعلیم پبلک سروس کمیشن کی ہدایت کے مطابق ان کی تقرری کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نورالنساء ملک صاحبہ کا ہے۔

چوہدری اصغر علی گجر: ان کے ایماء پر۔ سوال نمبر 2962۔ (معزز رکن نے محترمہ نورالنساء ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2962 دریافت کیا)

صوبہ کے ہائر سیکنڈری سکولوں میں سبجیکٹ سپیشلسٹ
کی خالی اسامیاں اور ان پر تعیناتی کا مسئلہ

*2962 : محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ کے ہائر سیکنڈری سکولوں میں سبجیکٹ سپیشلسٹ تعینات کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال کئی ہائر سیکنڈری سکولوں میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کی اسامیاں خالی ہیں۔ تعداد بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع فیصل آباد کے چند ہائر سیکنڈری سکولوں میں بھی سبجیکٹ سپیشلسٹ کی اسامیاں خالی ہیں۔ تعداد بتائی جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت صوبہ کے تمام ہائر سیکنڈری سکولوں میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ کے ہائر سیکنڈری سکولوں میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کی 2676 اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ضلع فیصل آباد کے ہائر سیکنڈری سکولوں میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کی 180 اسامیاں خالی ہیں۔

(د) حکومت صوبہ کے تمام ہائر سیکنڈری سکولوں میں سبجیکٹ سپیشلسٹ کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس مقصد کے لئے وقتاً فوقتاً in service S.S.Ts کی ترقی اور ڈائریکٹ بھرتی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ (شور وغل)

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! پہلے House in order کروائیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

چودھری اصغر علی گجر: میں اپنے ضمنی سوال میں راجہ بشارت صاحب کی توجہ بھی مبذول کراؤں

گا۔ سوال کے جز (ب) کا جواب دیا گیا ہے کہ ہائر سیکنڈری سکول میں 2676 اسامیاں خالی ہیں یعنی پنجاب کے اندر ہائر سیکنڈری سکولوں میں 2676 اسامیاں خالی ہیں آپ اس سے اندازہ کریں کہ کالجوں کے اندر کتنی ہیں؟ یہی ہر سوال میں رونا رویا جا رہا ہے۔ میں یہی کہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس پر اپنی واضح پالیسی بتائے کہ کالجوں میں اگر انہوں نے سیٹیں ہی پر نہیں کرنی، اگر اساتذہ کو ہی نہیں بھیجنا، لیکچرارز کو نہیں بھیجنا تو پھر پڑھائی کیسے ہو گی؟ یہ اپنی main پالیسی دیں کہ یہ کب تک کم از کم کالجوں کے اندر تمام اسامیوں کو پُر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اس کا جواب اگر راجہ صاحب دیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! پہلے راجہ صاحب نے شاید میری بات نہیں سنی میں دوبارہ repeat کر دیتا ہوں کہ اس وقت کالجوں اور سکولوں میں اسامیاں خالی ہونے کے متعلق ذکر ہوتا رہا ہے۔ اب ایک سوال آیا ہے اور اس میں جواب یہ آیا ہے کہ پنجاب میں ہائر سیکنڈری سکولوں میں 2676 اسامیاں خالی پڑی ہیں اور اسی طرح کالجوں کی ہزاروں اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اب جیسا کہ بچیاں اور بچے سکولوں میں جاتے ہیں۔ میں اپنے لیہ کی بات کرتا ہوں کہ لیہ میں کوئی بچی بی۔ایس۔ سی سائنس نہیں کر سکتی حالانکہ وہاں پر یہ سبجیکٹ ہے مگر ٹیچر نہیں ہے۔ اسی طرح انگلش کے لئے ایک مرد کو بچیوں کو پڑھانے کے لئے ہائیر کیا ہوا تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس تکلیف دہ بات کو ختم کرنے کے لئے کیا پالیسی رکھتی ہے اور کب تک کالجوں میں ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا جن کی تعداد ہزاروں میں ہے اور کالج ویران پڑے ہیں، آپ اس کی گارنٹی دیں اور آپ پورے ایوان کو اعتماد دلائیں کہ پنجاب میں کالجوں اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں کم از کم اتنے عرصے میں یہ خالی اسامیاں پُر کر لی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محترم گجر صاحب کی بات درست ہے کہ کالجوں اور سکولوں میں بے شمار اسامیاں ایسی ہیں جو خالی پڑی ہیں۔ جہاں تک کالجوں کا تعلق ہے یہاں پر بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ہوتی تھی اور کمیشن نے بارہا دفعہ advertisement

کروائی لیکن ہم مطلوبہ تعداد میں اسامیاں پُر نہیں کر سکے کیونکہ تنخواہوں میں کمی کے باعث applicants کم ہوتے تھے لیکن اب حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اب ہم نے ان کی تنخواہیں بڑھادی ہیں اور اب اس بات کی توقع ہے کہ زیادہ لوگ اس طرف رجوع کریں گے اور آئیں گے۔ جہاں تک سکولوں کی اسامیوں کا تعلق ہے تو across the board تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو ہدایات جاری کر رہے ہیں کہ جو جو اسامیاں ان کے اپنے ضلع میں خالی ہیں ان کو پُر کریں۔ تنخواہیں بڑھانے کے متعلق جو بات ہوئی ہے تو ضلع کی سطح پر دس ہزار روپے بڑھایا جارہا ہے اور تحصیل ہیڈ کوارٹر پر بارہ ہزار کیا جارہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اساتذہ کو ایک incentive ملے گا اور زیادہ ٹیچرز آئیں گے اور یقینی بات ہے کہ جب زیادہ لوگ apply کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ کمی دور ہو جائے گی۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ آپ ممبران کے حقوق کے custodian ہیں۔ میری ممبر کی حیثیت سے یہ ساتویں turn ہے۔ میں نے چھ turns میں یہ کبھی نہیں دیکھا کہ وزیر غیر حاضر ہو اور پارلیمانی سیکرٹری جواب دے رہا ہو۔ پارلیمانی سیکرٹری بے چارے کیا کریں؟ ایجوکیشن سیکرٹری کی طرف سے چٹ آرہی تھی مگر درمیان میں لاء منسٹر نے اس چٹ کو دبوچ لیا کہ مجھے دے دیں میں اس کا جواب دوں گا، اس بے چارے پارلیمانی سیکرٹری کو خراب نہ کرو۔ میری ساری بات سن لیں تاکہ آپ کا کام مکمل ہو۔ کچھ وزراء بے چارے نالائق ہیں وہ آنا نہیں چاہتے اور جواب نہیں دینا چاہتے، وہ تیار ہو کر نہیں آتے۔ کچھ وزراء ایسے ہیں جو میرے ساتھ رہے ہیں وہ قابل بھی ہیں، تجربہ بھی رکھتے ہیں [*****] یہ سعید اکبر صاحب بیٹھے ہیں میں نے ان سے ایک جیل وارڈن کے تبادلہ کے متعلق تین دفعہ گزارش کی۔ انہوں نے ہر دفعہ فرمایا کہ میرے پی اے کو چٹ دے دیں۔ آج اس بات کو مہینہ ہو گیا ہے کہ جیل وارڈن ان سے تبدیل نہیں ہو سکا۔ یہاں پر ہمارے وزیر صحت بیٹھے ہیں میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کارڈیالوجی کا کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ یکے بعد دیگرے چار پانچ اموات ہو گئیں لیکن یا تو ان کی کوئی سنتا نہیں یا انہوں نے خود آج تک وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں بھیجا۔ [*******]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: ان کا علاج گورنمنٹ نے یہ کیا ہے کہ ان کے علاج کے لئے الاؤنس بڑھا دیا تا کہ ان کے دماغ ٹھیک ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرے محترم بزرگ امجد حمید دستی صاحب نے دو تین پوائنٹس پر بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک تو منسٹر کے سوالات ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری جواب دے رہا ہے۔ آپ Rules of procedure نکال کر دیکھ لیں کہ پارلیمانی سیکرٹری کا function ہی پارلیمنٹ میں ہے کہ اگر وزیر صاحب موجود نہیں ہیں یا باہر tour پر ہیں یا وزیر موجود ہے تو وہ چاہتا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے۔ پارلیمانی سیکرٹری کی appointment ہی اسی لئے رکھی گئی ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے affairs کو deal کرے اور پارلیمنٹ میں کوئی سوال یا دیگر کوئی کارروائی ہو تو وہ اس کو deal کرے۔ دستی صاحب نے ایک وارڈن کی بات کی ہے۔ وارڈن کی problem یہ ہے کہ اس وارڈن کا ہوم ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ ہے، ہمارے جیل رولز میں ہے کہ ہوم ڈسٹرکٹ میں وارڈن نہیں لگ سکتا اس لئے اس کا تبادلہ نہیں ہو سکا ورنہ میں نے کبھی بھی کسی دوست کو انکار نہیں کیا۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کی جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گوجرانوالہ میں بھرتی کئے گئے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو ریگولر کرنا

*1991: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر سیکنڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ نے 1990 میں بی۔ایس۔سی پاس غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تقرری بطور ایس۔ایس۔ٹی کی تھی نیز تقرری کے احکامات میں انہیں تین سال کے اندر بی۔ایڈ کا امتحان پاس کرنا مشروط قرار دے دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام امتحان برائے بی۔ایڈ منعقدہ اکتوبر 1994 میں پاس ہونے والے اساتذہ کی اکثریت کو ریگولر گریڈ ایس۔ایس۔ٹی دے دیا گیا تھا جبکہ باقی چند ایک اساتذہ پچھلے آٹھ سالوں سے سیکرٹریٹ (ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ) کے چکر لگا لگا کر تھک ہار گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اساتذہ حصول گریڈ کے لئے جب بھی جس سیکرٹری ایجوکیشن کی خدمت میں درخواست لے کر حاضر ہوتے ہیں تو ان کی درخواستوں پر "Pl. put up within 7 days" لکھ کر سیکشن میں بھجوادی جاتی رہی ہیں۔جہاں سے ہر دفعہ یہی جواب آتا ہے کہ فائل نمبری SO-SIII-2-10/97 گمشدہ ہے جونہی ملی تو put up کر دیا جائے گا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آٹھ سالوں سے A.E.Os، D.E.Os، E.D.Os اور سیکرٹری ایجوکیشن کے مختلف سیکشنوں میں دھکے کھانے والے صوبہ کے چند بی۔ایس۔سی، بی۔ایڈ اساتذہ کو دیگر اساتذہ کی طرح ریگولر گریڈ S.S.T دیئے جانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر سیکنڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ نے B.Sc پاس غیر تربیت یافتہ ان S.S.T کی بھرتی کی تھی اور ان کے احکامات سے انہیں تین سال کے اندر B.Ed. کا

امتحان پاس کرنے کی پابندی بھی لگائی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ بی۔ایڈ کا امتحان منعقدہ اکتوبر1994 میں پاس ہونے والے اساتذہ کو ریگولر گریڈ ایس۔ایس۔ٹی دے دیا گیا تھا اور اب ضلع گوجرانوالہ (سیکنڈری ونگ) میں کوئی بھی ایسا ایس۔ایس۔ٹی (زنانہ/مردانہ) نہ ہے جسے ریگولر نہ کیا گیا ہو۔جب غیر تربیت یافتہ ایس۔ایس۔ٹی رہا ہی نہیں تو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ آ کے چکر لگانے کی ضرورت ہی نہ ہے۔

(ج) دفتری طریق کار کے مطابق درخواست کو پراسیس کیا جاتا ہے۔جس کے لئے افسران بالا درخواست ضروری کارروائی کے لئے متعلقہ سیکشن کو بھجوادیتے ہیں۔

(د) ضلع گوجرانوالہ D.E.O(SE) میں اس وقت کوئی بھی سیکنڈری سکول ٹیچر زنانہ و مردانہ غیر تربیت یافتہ نہ ہے۔

جماعت اول سے عربی بحیثیت لازمی مضمون کا اجراء

*2964: محترمہ نورالنساء ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ کے تمام پرائمری سکولوں میں پہلی جماعت سے انگریزی کو لازمی تعلیم قرار دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلی جماعت سے لے کر بی۔اے تک اردو کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انگریزی اور اردو کے ساتھ ساتھ عربی (قرآن) کو بھی پہلی جماعت سے لازمی تعلیم قرار دینے کو تیار ہے۔اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ اردو کو بارہویں جماعت تک لازمی قرار دیا گیا ہے۔

(ج) کلاس اول تا کلاس بارہویں قرآنی تعلیمات / اسلامیات کی تدریس لازمی قرار دی گئی ہے جبکہ کلاس ششم تا ہشتم عربی بطور لازمی مضمون پڑھائی جاتی ہے۔کلاس نہم تا بی۔اے عربی بطور اختیاری مضمون بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

ضلع جھنگ۔ گرلز و بوائز ہائی سکولوں کی تعداد
اور انگلش و سائنس ٹیچرز کی تفصیلات

*2986: جناب ظہور احمد ساجد جنجوعہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں گرلز اور بوائز ہائی سکولز کتنے ہیں؟

(ب) کتنے ایسے گرلز اور بوائز ہائی سکولز ہیں جن میں انگلش اور سائنس ٹیچرز نہیں ہیں ان کی تفصیل مع سکول کا نام بتایا جائے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب کب تک ان سکولوں میں انگلش اور سائنس ٹیچرز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع جھنگ میں 116 بوائز اور 47 گرلز ہائی سکول کام کر رہے ہیں۔

(ب) 14 بوائز اور 13 گرلز ہائی سکول جن میں سائنس ٹیچرز نہیں ہیں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم ایسا کوئی بوائز/ گرلز سکول نہیں ہے جس میں انگلش کی تدریس کے لئے مدرس موجود نہ ہو۔

(ج) سر دست بھرتی اور تبادلوں پر پابندی عائد ہے۔ پابندی کے خاتمہ پر مذکورہ سکولوں میں سائنس ٹیچرز تعینات کئے جانے کے اقدامات کئے جا سکیں گے۔

ضلع بہاولپور میں ہائر سیکنڈری سکولز میں S.S کی
منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیلات

*2994: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں کتنے ہائر سیکنڈری سکول ہیں ان کے نام اور جگہ تحصیل وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہائر سیکنڈری سکولوں میں S.S کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل سکول وائز فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت کتنے ہائر سیکنڈری سکولوں میں S.S کی مطالعہ پاکستان اور ہسٹری کی اسامیاں خالی ہیں ان سکولوں کے نام اور اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا حکومت ان سکولوں میں S.S کی خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع بہاولپور میں درج ذیل 5 مردانہ اور 4 زنانہ (کل 9) ہائر سیکنڈری سکول کام کر رہے ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ بوائز عباسیہ ہائر سیکنڈری سکول ماڈل ٹاؤن A بہاولپور
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول چاہ فتح خان بہاولپور
3۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور
4۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول مبارک پورہ، تحصیل احمد پور شرقیہ
5۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول چنی گوٹھ، تحصیل احمد پور شرقیہ
6۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول اوچ شریف، تحصیل احمد پور شرقیہ
7۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول یزمان
8۔ گورنمنٹ بوائز فاضل ہائر سیکنڈری سکول خیر پور ٹامیوالی
9۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول چک نمبر 188 مراد حاصل پور

(ب) ان ہائر سیکنڈری سکولوں میں S.S کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار و نام سکول	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1۔ گورنمنٹ بوائز عباسیہ ہائر سیکنڈری سکول ماڈل ٹاؤن A بہاولپور	15	۔
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول چاہ فتح خان بہاولپور	15	2
3۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور	15	2
4۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول مبارک پورہ، تحصیل احمد پور شرقیہ	15	4
5۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول چنی گوٹھ، تحصیل احمد پور شرقیہ	15	5
6۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول اوچ شریف، تحصیل احمد پور شرقیہ	15	6
7۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول یزمان	15	2
8۔ گورنمنٹ بوائز فاضل ہائر سیکنڈری سکول خیر پور ٹامیوالی	15	4
9۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول چک نمبر 188 مراد حاصل پور	15	6

(ج) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول اوچ شریف میں S.S، مطالعہ پاکستان جب کہ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکولز مبارک پور، چنی گوٹھ اور فاضل خیر پور ٹامیوالی میں

S.S ہسٹری کی اسامیاں خالی ہیں۔

(د) S.S کی نئی بھرتی یا تبادلوں پر عائد پابندی کے خاتمے پر ان سکولوں میں موجود خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او شیخوپورہ کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*2998: جناب یاسر عرفات خان جتوئی: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) افتخار احمد نواز ورک Dy.D.E.O شیخوپورہ محکمہ تعلیم میں کب اور کس حیثیت سے بھرتی ہوا اس کی تعلیمی قابلیت، نام، ولدیت اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) بھرتی سے آج تک اہلکار موصوف کس کس جگہ اور کس کس حیثیت سے فرائض سرانجام دے چکا ہے اور شیخوپورہ میں کب سے تعینات ہے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا اہلکار موصوف کے زیر استعمال سرکاری گاڑی ہے اگر ہے تو کب سے زیر استعمال ہے گاڑی کا نمبر اور ماڈل بیان فرمائیں؟

(د) بھرتی کے وقت اہلکار موصوف کی کتنی جائیداد تھی اور اب کتنی جائیداد ہے مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) بھرتی سے آج تک اہلکار موصوف نے جو سرکاری فنڈز استعمال کئے ان کی تفصیل فراہم کی جائے نیز کیا اہلکار کے زیر استعمال سرکاری گھر بھی ہے اگر ہے تو کس جگہ اور کب سے الاٹ ہوا ہے مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) کیا بھرتی کے وقت اہلکار موصوف کی تعلیمی اسناد کی تصدیق متعلقہ اداروں سے کرائی گئی تھی تو تفصیل فراہم کی جائے اگر نہیں تو اس کے ذمہ دار آفیسرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) افتخار احمد نواز ورک محکمہ تعلیم میں 1991-5-23 کو بطور ماہر مضمون ایجوکیشن بھرتی ہوا اس کی تعلیمی قابلیت ایم۔اے ایجوکیشن، ولدیت چودھری محمد نواز ورک اور ڈومیسائل ضلع شیخوپورہ کا ہے۔

(ب) افتخار احمد نواز ورک ضلع شیخوپورہ میں 1997-7-27 سے آج تک تعینات ہے۔ بھرتی سے آج تک اس کی تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ماہر مضمون گورنمنٹ کالج برائے ایلیمنٹری ٹیچرز گجرات	23-05-91 تا 26-07-97
2۔ڈپٹی ڈی ای او تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ	27-07-97 تا 24-08-98
3۔سینئر ہیڈ ماسٹر، نواں پنڈ تحصیل و ضلع شیخوپورہ	25-08-98 تا 25-06-2000
4۔ڈپٹی ڈی ای او تحصیل فیروز والا	26-06-2000 تا 17-01-03
5۔ڈپٹی ڈی ای او تحصیل شیخوپورہ	18-01-03 تا 22-11-03
6۔سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جنڈیالہ شیر خان	22-11-03 تا حال

(ج) مذکورہ اہلکار کے زیر استعمال کبھی کوئی سرکاری گاڑی نہیں رہی۔

(د) بھرتی کے وقت مذکورہ اہلکار کی کوئی جائیداد نہ تھی جبکہ اس وقت ٹیوٹا کرولا 86 ماڈل کار مالیت 3,50,000 روپے اس کی ملکیت ہے۔اس کے علاوہ مذکورہ آفیسر کی بیوی کے نام ہاؤسنگ کالونی شیخوپورہ میں گھر ہے۔جس کی مالیت 12,70,000 روپے ہے۔

(ہ) بھرتی سے آج تک اہلکار موصوف نے جو سرکاری فنڈز بسلسلہ پرچیز آف سٹیشنری برائے پرائمری و مڈل مدارس استعمال کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حیثیت	سال	مالیت
1۔ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او فیروز والہ	1997-98	2,60,000
2۔ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او فیروز والہ	2000-01	2,49,993
3۔۔ایضاً	2001-02	2,10,750
4۔ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او شیخوپورہ	2002-03	7,18,983

نیز اہلکار موصوف کے زیر استعمال سرکاری گھر نہ ہے۔

(و) مذکورہ اہلکار پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھرتی ہوا لہذا محکمہ تعلیم نے اس کی اسناد کی تصدیق نہ کرائی۔

2002 میں کنٹریکٹ پر بھرتی لیکچرارز کے لئے سہولیات کی فراہمی

*3012: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کنٹریکٹ پر لیکچرارز کی بھرتی کی گئی تھی، اگر ہاں تو ان کی تعداد کیا ہے؟ اور ان میں سے کتنے امیدواروں

نے سروس جوائن کی تھی اور اب ان کی تعداد کیا ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ لیکچرارز کو بنیادی سکیل کے مطابق 6210 روپے ماہانہ تنخواہ دی جا رہی ہے اور کوئی میڈیکل الاؤنس، جی۔پی فنڈ، ہاؤس رینٹ، بیماری اور زچگی کی رخصت تک نہیں دی جا رہی۔ نیز ان کو دور دراز کے علاقوں میں تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1999 میں بھرتی کئے گئے لیکچرارز کو متذکرہ سہولتیں / مراعات دی جا رہی ہیں۔ مگر 2002 میں بھرتی کئے گئے متذکرہ تمام ایڈہاک لیکچرارز کو جسٹس جناب اعجاز نثار کمیشن رپورٹ کے مطابق نہ تو مستقل کیا جا رہا ہے اور نہ ہی انہیں کوئی دیگر سہولتیں / مراعات دی جا رہی ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنے والے ان لیکچرارز کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) 2002 میں 722 کنٹریکٹ لیکچرارز (مردانہ) بھرتی کئے گئے جن میں سے 499 نے جوائن کیا اور 745 کنٹریکٹ لیکچرارز (خواتین) بھرتی کی گئیں جن میں سے 498 نے جوائن کیا۔ کل بھرتی کئے گئے لیکچرارز (مرد و خواتین) کی تعداد 1467 ہے اور ان میں سے 997 نے جوائن کیا ہے۔

(ب) متذکرہ لیکچرارز کو بنیادی سکیل کے مطابق 6210 روپے ماہانہ تنخواہ دی جا رہی ہے اور ان کو بیماری اور زچگی کی رخصت کی سہولت بھی مہیا ہے۔ البتہ میڈیکل الاؤنس جی۔پی فنڈ اور ہاؤس رینٹ نہیں دیا جا رہا کیونکہ یہ پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کے سیکشن 2(1)(b)(ii) کے تحت سرکاری ملازمین کے زمرے میں نہیں آتے۔ جہاں تک دور دراز علاقوں میں تعیناتی کا تعلق ہے اس سلسلے میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اشتہار میں ہی واضح طور پر بیان کر دیا گیا تھا کہ کن کن اضلاع میں کس کس مضمون کی کتنی اسامیاں موجود ہیں اور ان مشتہر اسامیوں پر تقرری کے لئے امیدواران نے اپنی درخواستیں پنجاب پبلک سروس کمیشن میں جمع کروائی تھیں۔

(ج) 1999 سے پہلے جن لیکچرارز کو بھرتی کیا گیا تھا ان کو تمام مراعات دی جارہی ہیں کیونکہ وہ پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کے تحت سرکاری ملازمین کے زمرے میں آتے ہیں جہاں تک 2002 میں بھرتی کئے گئے کنٹریکٹ لیکچرارز کا تعلق ہے وہ 1974 کے پنجاب سول سرونٹس ایکٹ کے تحت سرکاری ملازمین کے زمرے میں نہیں آتے ہیں لہذا ان کو مستقل کرنا اور دیگر سہولیات / مراعات دینا قانون کے تحت ممکن نہیں۔

(د) ان لیکچرارز کو ایک مقررہ مدت (پانچ سال) کے لئے طے شدہ شرائط پر بھرتی کیا گیا ہے جن کو وہ تحریری طور پر تسلیم کر چکے ہیں۔ مستقل ان ملازمین کو کیا جاتا ہے جن کی تقرری ابتدائی طور پر عارضی بنیادوں پر کی گئی ہو چونکہ کنٹریکٹ ملازمت قانون کے تحت مستقل نہیں ہو سکتے لہذا ان لیکچرارز کو مستقل کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

تحصیل مری و کوٹلی ستیاں راولپنڈی۔ تعلیمی اداروں کے مسائل

*3015: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔1 تحصیل مری اور کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی کے جملہ تعلیمی اداروں بشمول بوائز / گرلز پرائمری، مڈل و ہائی سکولوں میں کسی جگہ پر بھی اساتذہ کرام حسب ضرورت تعینات نہ ہیں، جملہ تعلیمی اداروں میں منظور شدہ تعداد و اساتذہ کی کمی کی تعداد، سائنس لیبارٹریوں کی تعداد، جملہ تفصیل بیان فرمائیں، نیز اگر کوئی کمی ہے تو یہ کمی کب پوری کی جائے گی؟

(ب) پچھلے 5 سالوں میں حلقہ پی پی۔1 میں کن تعلیمی اداروں کو اپ گریڈ کیا گیا نیز ان میں سے کن سکولوں میں ابھی تک اپ گریڈ ہونے کے باوجود کلاسوں کا اجراء نہ ہو سکا ہے۔ اس کی تفصیل و وجوہات بیان فرمائیں، کب تک ایسے سکولوں میں اگلی کلاسوں کا اجراء ہو جائے گا نیز حلقہ پی پی۔1 میں واقع گرلز / بوائز ہائی سکولوں کے پچھلے 5 سالوں کا میٹرک رزلٹ کتنے فیصد رہا، تفصیل بیان فرمائی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حلقہ پی پی۔1 تحصیل مری اور کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی کے بیشتر

سکولوں میں حسب ضرورت اساتذہ تعینات ہیں۔تاہم چند سکولز میں سٹاف کی کمی ہے۔ تقرریوں پر پابندی ختم ہونے کی صورت میں اساتذہ کی کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ حلقہ پی پی۔1 اور کوٹلی ستیاں کے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی منظور شدہ / خالی اسامیوں اور سائنس لیبارٹریز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں حلقہ پی پی۔1 میں درج ذیل تعلیمی اداروں کو اپ گریڈ کیا گیا مگر پوسٹوں کی منظوری نہ ہو سکنے کے باعث تاحال کلاسز کا اجراء نہیں کیا جا سکا۔ان سکولوں کے لئے اسامیوں کی منظوری کی صورت میں اساتذہ کی تعیناتی کے بعد کلاسز کا اجراء کیا جائے گا۔

پرائمری سے مڈل		مڈل سے ہائی		ہائی سے ہائر	
بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز
1۔واہیگل	1۔ بنھتی	۔	1۔ کھوٹی	1۔ بھتیاں	1۔کرور
2۔نمب گراں	2۔سنیہو			2۔درنوئیاں	2۔ملوٹ ستیاں
3۔سمبلاں گلی	3۔ڈنہ اوائن				لہتراڑ بالا
4۔دھن گراں	4۔پھپھڑیل				
5۔گنوئیاں	5۔موہڑہ بڑاہوتر				
6۔بلاورہ	6۔گھوڑا گلی				
7۔نمب بہرمل					
8۔پرنڈلا					
9۔ملوٹ ستیاں					
10۔لویر					
11۔لوہر چلاوڑہ					
12۔کیرل					
13۔برہد					
14۔بیاگا					

حلقہ پی پی۔1 میں واقع گرلز / بوائز ہائی سکولوں کے پچھلے سالوں کے میٹرک رزلٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھمباں لاہور کی عمارت کی صورتحال اور کلاسز کا اجراء

*3019: جناب محمد افضل: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھمباں پی پی-160 لاہور کی عمارت کی تعمیر کب، کتنی لاگت سے مکمل ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول میں ابھی تک کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا جس کی وجہ سے سکول کی عمارت پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور اس میں مویشی باندھ رکھے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس سکول کی عمارت کو ناجائز قابضین سے خالی کروانے اور اس میں کلاسوں کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھمباں پی پی-160 لاہور کی عمارت محکمہ لوکل گورنمنٹ نے تعمیر کی ہے۔ لہذا محکمہ تعلیم مطلوبہ معلومات فراہم کرنے سے قاصر ہے۔

(ب) چونکہ یہ عمارت محکمہ تعلیم کو منتقل نہ کی گئی تھی جس کی وجہ سے کلاسوں کا اجراء نہ کیا جا سکا اور عمارت پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا۔

(ج) سکول کی عمارت کو ناجائز قابضین سے خالی کروا کر اس میں دو معلمات تعینات کر دی گئی ہیں اور اس وقت اس میں باقاعدہ درس و تدریس جاری ہے۔

بوائز ڈگری کالج شاہدرہ لاہور کا رزلٹ و دیگر مسائل

*3027: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈگری کالج برائے طلباء شاہدرہ لاہور بی۔اے اور بی۔ایس۔سی کا رزلٹ سالانہ امتحان 2003 میں زیرو فیصد ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج میں طلباء کی انتہائی کم تعداد ڈگری کلاسز میں تعلیم حاصل کر رہی ہے؟

(ج) موجودہ صورتحال میں حکومت کیا مذکورہ کالج کو طلباء کی بجائے طالبات کا ڈگری کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ایسی کوئی تجویز ضلعی حکومت کے زیر غور نہ ہے تاہم صوبائی حکومت اس کو گونمنٹ کالج یونیورسٹی کاConstituent College بنانے پر غور کررہی ہے۔

محکمہ تعلیم تحصیل چنیوٹ میں ملازمین کے تبادلوں کی تفصیلات

*3031: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک محکمہ تعلیم تحصیل چنیوٹ میں کتنے ملازمین کے تبادلے کئے گئے ہیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنے ملازمین کے تبادلے دوران بین کئے گئے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور سکول کی تفصیل نیز تبادلہ کرنے کی وجوہات اور تبادلہ کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) جن ملازمین کے تبادلے ہوئے ان میں کتنے تبادلوں کے احکامات پر عملدرآمد ہوا اور کتنے orders منسوخ ہوئے؟

(د) ان تبادلہ جات کے ہونے کی وجہ سے کتنے اور کون کونسے سکول ملازمین کے نہ ہونے کی وجہ سے بند ہوگئے ہیں۔ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت جو سکول سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے بند ہوگئے ہیں ان میں جلد از جلد سٹاف تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک محکمہ تعلیم تحصیل چنیوٹ میں 126 ملازمین کے تبادلے کئے گئے۔

(ب) یہ تمام تبادلے دوران بین اتھارٹی کے احکامات کے تحت کئے گئے۔ جن ملازمین کے تبادلے کئے گئے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 126 تبادلوں کے احکامات جاری کئے گئے جن میں سے 3 منسوخ کر دیئے گئے۔

(د) ان تبادلہ جات کے باعث کوئی سکول بند نہ ہوا ہے۔

(ہ) مذکورہ تحصیل میں سٹاف نہ ہونے کے باعث کوئی سکول بند نہ ہے۔

گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر133۔ج۔ب چنیوٹ منظور شدہ اسامیوں کی تفصیلات اور دیگر مسائل

*3032: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر133۔ج۔ب چنیوٹ پی پی۔74 میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل گریڈ وائز فراہم کی جائے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں تعینات تمام سٹاف کا تبادلہ کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے سکول بند پڑا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکول سے تمام ملازمین کے تبادلے کرنے کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے اور اس سکول میں دوبارہ سٹاف تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ بوائز مڈل سکول چک نمبر133۔ج۔ب چنیوٹ پی پی۔74 میں منظور شدہ اسامیوں کی گریڈ وائز تفصیل درج ذیل ہے:۔

اسامی کی قسم	تعداد اسامی	سکیل نمبر
HM/S.S.T	1	16
S.V	2	9
E.S.T	2	9
P.E.T	1	9
A.T	1	9
P.T.C	3	7
درجہ چہارم	3	1

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) مذکورہ سکول میں اس وقت صرف عربی ٹیچر کی ایک اسامی خالی ہے اور سکول میں باقاعدگی کے ساتھ درس و تدریس کا عمل جاری ہے لہذا کسی قسم کی مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع اوکاڑہ میں ٹیچرز کی قواعد کے مطابق پر موشن کا مسئلہ

*3064: محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومتی نوٹیفکیشن نمبر S.O.R-iii-2-2/91 مورخہ 14-4-92 اور E.D.O(EE M) کے آرڈرز نمبر 798/Eii اور 547/Eii بتاریخ 26-5-97 اور 14-10-98 کے تحت ضلع اوکاڑہ میں E.S.T/S.V کی خالی اسامیوں کے لئے 50 فیصد کوٹا پر پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کو پر موٹ کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1999 کے بعد E.S.T/S.V کی خالی اسامیاں موجود ہونے کے باوجود مذکورہ نوٹیفکیشن کے مطابق ضلع اوکاڑہ میں مطلوبہ تعلیمی معیار کے حامل کسی بھی P.T.C ٹیچر کو پر موٹ نہ کیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت ضلع اوکاڑہ میں E.S.T/S.V کی خالی اسامیوں پر مطلوبہ تعلیمی معیار کے حامل P.T.C ٹیچرز کو قواعد کے مطابق ان سروس کوٹا میں پر موٹ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بحوالہ آرڈر نمبر 1943/E-II مورخہ 11-9-2001 اور 495/E-II مورخہ 9-2-2002 کے تحت ان سروس اساتذہ کو ترقی دی گئی ہے۔

(ج) جزہائے بالا میں بیان کئے گئے ان سروس اساتذہ کے علاوہ ضلع اوکاڑہ میں 50 فیصد ان سروس کوٹا میں سے مزید P.T.C ٹیچرز کو E.S.T/S.V کے عہدہ پر ترقی دینے کے لئے مراسلہ نمبری 117/E-II مورخہ 22-01-2004 کے تحت درخواستیں طلب کی گئی ہیں ضروری قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد اہل اساتذہ کو E.S.T/S.V کے عہدہ پر ترقی دے دی جائے گی۔

نصابی کتب کی بروقت فراہمی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*3079: محترمہ کنول نسیم: کیاوزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ہر سال طلباء کو بروقت نصابی کتب فراہم نہیں کرتا جس سے طلباء کے دو تین ماہ ضائع ہو جاتے ہیں؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو آئندہ طلباء کو بروقت نصابی کتب فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سال 2003 میں فیڈرل بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن نے بغیر اطلاع کئے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتب adopt کر لیں۔ اس کے علاوہ دیگر صوبوں نے بھی نئے نصاب کی کتب پرنٹ نہ کرائیں۔ ان دونوں وجوہات کے باعث فیڈرل بورڈ اور دیگر صوبوں کے طالب علموں نے بھی صوبہ پنجاب کے لئے چھپوائی گئی کتب لیں جس سے صوبہ میں وقتی طور پر درسی کتب کی کمیابی ہو گئی تاہم اس کمی کو ہنگامی بنیادوں پر کتب چھپوا کر پورا کر دیا گیا۔ مزید برآں امسال نئے تعلیمی سیشن کے آغاز سے قبل ہی تمام کتب وافر مقدار میں دستیاب کر دی گئی ہیں۔

(ب) جز(الف) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

کرپشن اور بدعنوانی پر ہونے والے ٹرانسفر آرڈر پر عمل درآمد کی صورتحال

*3084: میاں ماجد نواز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عبدالشکور، سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول میلسی (وہاڑی) کے خلاف کرپشن اور بدعنوانی کے تحت انکوائریاں ہوئی تھیں جس کے تحت ان کو یہاں سے تبدیل کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کرپشن اور بدعنوانی کی انکوائریوں میں الزامات ثابت ہونے اور تبدیل ہونے کے آرڈرز کے باوجود ہیڈ ماسٹر مذکورہ ابھی تک اسی پوسٹ پر فرائض سرانجام دے رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہیڈ ماسٹر کے خلاف میلسی شہر میں سکول ہذا کے طالب علموں اور ان کے والدین نے احتجاج بھی کیا تھا؟

(د) کیا حکومت اس ہیڈ ماسٹر کے تبدیلی کے آرڈرز پر عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) عبدالشکور سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول میلسی ضلع وہاڑی کے خلاف پی۔آر۔ایس۔او 2000 کے تحت انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ سرکاری فنڈز خورد بُرد کرنے کا الزام ثابت ہونے پر سیکرٹری تعلیم / مجاز اتھارٹی کے احکامات کے تحت مذکورہ ہیڈ ماسٹر سے پیپر فنڈ مبلغ 9,212 اور الیکٹرسٹی فنڈ مبلغ 22,259 روپے وصول کرنے کا حکم مورخہ 2004-03-09 کو جاری کر دیا گیا ہے اور اسے انتظامی بنیادوں پر سکول محولا بالا سے تبادلہ کر کے ڈی۔سی۔او وہاڑی کی ڈسپوزل پر اس ہدایت سے بھیج دیا گیا ہے کہ اسے نسبتاً کسی چھوٹے سکول میں تعینات کیا جائے۔

(ب) جز (الف) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ کو اس بارے میں علم نہ ہے۔

(د) مذکورہ ہیڈ ماسٹر کی خدمات ضلعی انتظامیہ کے سپرد کی جا چکی ہیں تاکہ اسے نسبتاً کسی چھوٹے سکول میں تعینات کیا جا سکے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج ریاض کالونی بہاولپور۔ کمپیوٹر کلاسز کا اجراء اور متعلقہ دیگر معلومات کی تفصیل

*3113: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج، ریاض کالونی بہاولپور میں کمپیوٹر کلاسز کے اجراء کے لئے حکومتی و دیگر ذرائع سے اب تک کل کتنی رقم فراہم ہوئی ہے؟

(ب) اب تک کل کتنے نئے اور کتنے پرانے کمپیوٹر خریدے گئے ہیں، ہر ایک کی ساخت، گنجائش، صلاحیت اور قیمت خرید کیا ہے؟

(ج) اب تک کالج ہذا میں کل کتنی طالبات کمپیوٹر کی تربیت حاصل کر چکی ہیں اور کتنی طالبات زیر تربیت ہیں؟

(د) طالبات کو کمپیوٹر کی تربیت دینے کے لئے کتنا عملہ تعینات ہے۔ ان کے نام اور عہدہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ہ) پوری تربیتی مدت میں ایک طالبہ کو کل کتنے گھنٹے کمپیوٹر استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ کالج ہذا کا کمپیوٹر سیکشن پرائیویٹ شعبہ کو دے دیا گیا ہے اور اس کے باوجود کالج ہذا متوازی شعبہ قائم کر کے معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اس تمام صورتحال کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولپور میں کمپیوٹر کلاسز کے اجراء کے لئے حکومتی و دیگر ذرائع سے اب تک کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔

(ب) کالج نے I.C.S اور A.C.S پروگرام کے لئے کوئی کمپیوٹر نہیں خریدا۔ البتہ B.Sc فزکس، شماریات اور جغرافیہ کی لیبارٹریز کے لئے ایک ایک کمپیوٹر (Pentinum-1) 1998 میں خریدا گیا۔

(ج) تعلیمی سال 2000 سے کالج ہذا میں I.C.S کی کلاسز کا اجراء ہوا جس سے تاحال 282 طالبات تربیت حاصل کر چکی ہیں اور 219 طالبات زیر تربیت ہیں۔ A.C.S کلاس میں 91 طالبات زیر تربیت ہیں۔

(د) حکومت پنجاب نے کالج ہذا میں کمپیوٹر کوالیفائیڈ (M.C.S) صرف ایک ٹیچر کا کنٹریکٹ پر تقرر کیا ہے جس کا نام مس نور الصباح ہے اور عہدہ لیکچرار ہے۔

(ہ) کالج میں روزانہ کمپیوٹر کی کلاس پڑھائی جاتی ہے اور ایک طالبہ کو دو سالہ کورس میں تقریباً 300 گھنٹے کمپیوٹر استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(و) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین (ریاض کالونی) بہاولپور میں حکومت پنجاب نے I.C.S اور A.C.S کمپیوٹر سیکشن پرائیویٹ فرم کو دیا تھا۔ I.C.S اور A.C.S سیکشن میں کالج نے کوئی متوازی شعبہ قائم نہیں کیا۔ معاہدہ چونکہ صرف I.C.S اور A.C.S کلاسز کے اجراء کے لئے تھا اس لئے کالج ہذا نے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔

انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا۔ وائس چانسلر کے کوائف اور پڑھائے جانے والے مضامین کی تفصیل

*3118: محترمہ شازیہ چاند: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا کب قائم ہوئی؟

(ب) انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا کے موجودہ وائس چانسلر کا نام، ولدیت، گریڈ مع عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا میں کون کون سے مضامین کی ڈگری دی جاتی ہے۔ ڈگری کورس کی مدت بیان کریں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یونیورسٹی کا قیام 10-اکتوبر 1993 کو عمل میں آیا۔

(ب) اس یونیورسٹی کے موجودہ وائس چانسلر جناب ڈاکٹر حبیب اللہ جمال ولد محمد بوٹا بنیادی طور پر پروفیسر ہیں اور بحیثیت وائس چانسلر ان کا گریڈ 22 ہے۔

(ج) یونیورسٹی میں سول انجینئرنگ، الیکٹریکل انجینئرنگ، کمپیوٹر انجینئرنگ اور سافٹ ویئر انجینئرنگ میں چار سالہ بی۔ایس۔سی ڈگری کورس کروایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ سول، الیکٹریکل اور مکینیکل انجینئرنگ میں دو سال میں ایم۔ایس۔سی کی ڈگری دی جاتی ہے اور مزید یہ کہ پی۔ایچ۔ڈی بھی کرائی جا رہی ہے۔ جس کا دورانیہ کم از کم 3 سال ہے۔

انجنیئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا۔ ہوسٹلز اور دستیاب سہولیات کی تفصیل

*3119: محترمہ شازیہ چاند: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا میں طلبا و طالبات کے لئے کتنے ہوسٹل ہیں ان میں کیا کیا سہولیات میسر ہیں۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ طالبات کے لئے علیٰحدہ ہوسٹل نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے شہروں کی طالبات کو رہائش کے سلسلہ میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنر پنجاب کے اعلان کے باوجود حکومت پنجاب نے طالبات کے ہوسٹل کے لئے کوئی پیشرفت نہ کی؟

(د) کیا حکومت طالبات کے لئے جلد از جلد ہوسٹل کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو تاخیر کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یونیورسٹی ہذا میں طلباء کے لئے تین ہوسٹل ہیں البتہ طالبات کے لئے فی الحال کوئی ہوسٹل نہیں ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ایسا کوئی اعلان حکومت پنجاب کے علم میں نہ ہے۔

(د) جی ہاں یہ تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

سیالکوٹ میں رجسٹرڈ پرائیویٹ سکول و کالجز کی تعداد اور زیر التواء درخواستوں کی تفصیل

*3133: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے پرائیویٹ سکول و کالجز رجسٹرڈ ہیں، کتنے سکولوں اور کالجوں کی درخواستیں رجسٹرڈ ہونے کے لئے pending پڑی ہیں۔ ان سکولوں و کالجز کی تفصیل تحصیل وائز فراہم کریں؟

(ب) ضلع سیالکوٹ کے کتنے کالجوں میں بی۔ ایس۔ سی کلاسز پڑھائی جاتی ہیں تحصیل وائز تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) محکمہ تعلیم ضلع سیالکوٹ سے 623 مڈل سکول، 208 ہائی سکول، 2 ہائر سیکنڈری سکول اور 15 پرائیویٹ کالج جسٹرڈ ہیں جبکہ 4 مڈل سکول، 5 ہائی سکول اور 2 کالجوں کی رجسٹریشن کے کیسز زیر کارروائی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سیالکوٹ کے درج ذیل 4 سرکاری اور 1 پرائیویٹ کالج میں B.Sc کی کلاسز پڑھائی جاتی ہیں:۔

تحصیل سیالکوٹ

1۔ گورنمنٹ مرے کالج

2۔گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ
3۔گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین
4۔نساء کالج (پرائیویٹ)

تحصیل ڈسکہ

1۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج اور علامہ اقبال کالج سیالکوٹ میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*3134:جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج اور گورنمنٹ علامہ اقبال کالج سیالکوٹ میں اساتذہ کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی اسامیوں کی کون کونسے سبجیکٹ میں کمی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ میں اساتذہ کی 108۔اسامیاں ہیں اس میں سے 31 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ایسوسی ایٹ پروفیسر	اسسٹنٹ پروفیسر	لیکچرار
انگریزی۔1	ہسٹری۔2	کمپیوٹر سائنس۔1
کیمسٹری۔3	نفسیات۔1	نرسنگ۔2
اسلامیات۔3	ہوم اکنامکس۔1	مطالعہ پاکستان۔1
پولیٹیکل سائنس۔2	انگلش۔2	فارسی۔1
اکنامکس۔1	عربی۔1	عربی۔1
اردو۔1	اکنامکس۔1	اکنامکس۔1
عربی۔1		پولیٹیکل سائنس۔1
		اردو۔1
		ہوم اکنامکس۔2
ٹوٹل۔12	ٹوٹل۔8	ٹوٹل۔11

گورنمنٹ علامہ اقبال کالج برائے خواتین، سیالکوٹ میں منظور شدہ اسامیاں 21 ہیں اور خالی اسامیاں 8 ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ایسوسی ایٹ پروفیسر / پرنسپل	اسسٹنٹ پروفیسر	لیکچرار	لائبریرین 1
کی سیٹ خالی ہے	اسلامیات۔1	کمپیوٹر سائنس۔1	
	اردو۔1	فارسی۔1	
		نفسیات۔1	
		اردو۔1	
ٹوٹل۔1	ٹوٹل۔2	ٹوٹل۔4	ٹوٹل۔1

گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکول کلیم شہید کالونی فیصل آباد کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*3138: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلیم شہید کالونی فیصل آباد اور اس کے گردونواح کی آبادیوں کے لئے طالبات کا کوئی سرکاری ہائی سکول نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری مڈل سکول کلیم شہید کالونی کو عرصہ دراز سے ہائی سکول کا درجہ دینا علاقے کے مکینوں کا دیرینہ مطالبہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کلیم شہید کالونی اور گردونواح کی آبادیوں کے لئے مذکورہ مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ کلیم شہید کالونی فیصل آباد میں گرلز ہائی سکول نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) کلیم شہید کالونی کے گردونواح میں تقریباً 2 کلومیٹر کے فاصلے کے اندر تین گرلز ہائی سکول موجود ہیں۔ چونکہ گرلز ایلیمنٹری سکول کلیم شہید کالونی ہائی کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانے پر پورا نہیں اترتا لہذا اسے ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

لاہور میں ریشنلائزیشن کے نام پر لیڈی اساتذہ کی ٹرانسفرز کا مسئلہ

*3160: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں لیڈی اساتذہ کو ریشنلائزیشن پالیسی کے نام پر ٹرانسفر کر دیا گیا ہے حالانکہ حکومت پنجاب نے ٹرانفسرز پر پابندی عائد کرر کھی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹی گورنمنٹ کے کہنے پر اساتذہ کو ٹرانسفر کیا گیا ہے اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے تحت لیڈی اساتذہ کو ان کے گھروں کے قریب تعینات کیا جاتا ہے تو پھر ان کو گھر سے سینکڑوں میل فاصلے پر کیوں ریشنلائزیشن کا نام دیکر تبدیل کیا گیا ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کب تک حکومت پنجاب لیڈی اساتذہ کے تبادلوں کی منسوخی کے احکامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہ بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) سکولوں میں طلباء و طالبات کی تعداد کی مناسبت سے اساتذہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے ریشنلائزیشن پلان کی منظوری حاصل کرنے کے بعد اساتذہ کے تبادلے کئے گئے۔

(ب) جز (الف) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ خواتین اساتذہ کو ان کے گھروں کے قریب تعینات کیا جاتا ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ انہیں ریشنلائزیشن کے نام پر سینکڑوں میل فاصلے پر تبدیل کیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں ممکنہ حد تک گھروں کے قریب میسر سیٹوں پر ایڈجسٹ کیا گیا۔

(د) اگرچہ جزہائے بالا کے جوابات میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے تاہم ایسی خواتین اساتذہ جو کسی اور سکول میں تبادلے کی خواہشمند ہیں کی درخواستوں پر تبادلہ جات پر عائد پابندی کے خاتمہ کے بعد غور کیا جائے گا۔

تعلیمی اداروں میں سیکنڈ ٹائم کی کلاسز میں داخلے کے مسائل اور دیگر معلومات

*3161: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالجوں میں جو سیکنڈ ٹائم میں داخلہ دیا جاتا ہے اس کی فیس پہلے ٹائم کے مقابلہ میں تین گناہ زیادہ ہے وجہ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا پرنسپل خود فیس وصول کرنے کا مجاز ہے کیونکہ پہلے ٹائم کی داخلہ فیس بنک میں بذریعہ چالان جمع کروائی جاتی ہے؟

(ج) جن بچوں کی کمپارٹ آ جاتی ہے اور وہ بعد میں اس کو پاس کر لیتے ہیں ان کو پہلے ٹائم میں داخلہ کیوں نہیں دیا جاتا؟

(د) کالجوں میں جو یہ دوسری شفٹ کا نظام رائج ہوا ہے۔ کیا یہ حکومت کی طرف سے ہے یا کالجوں کے پرنسپل صاحبان نے خود ہی شروع کر دیا ہے اور کیا اس طرح بچوں کو اچھی تعلیم حاصل ہو گی اور میرٹ وہ ہی رہے گا جو پہلے ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالجوں میں سیکنڈ ٹائم میں داخلہ دیا جاتا ہے جس کی فیس صرف 300 روپے ماہانہ زیادہ ہے۔ چونکہ شام کی کلاسز کے لئے حکومت نے لیکچرارز مقرر نہ کئے ہیں اس لئے یہ زائد فیس لیکچرارز کی خدمات اور دیگر ضروریات پوری کرنے کے لئے وصول کی جاتی ہے جس کے لئے حکومت نے باقاعدہ طریق کار مقرر کیا ہے۔ (نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(ب) پرنسپل خود فیس وصول کرنے کا مجاز نہ ہے۔ سیکنڈ ٹائم کی فیس بھی بذریعہ چالان بنک میں جمع کروائی جاتی ہے جس کے لئے الگ اکاؤنٹ ہے۔

(ج) گنجائش ہونے کی صورت میں داخلہ دیا جاتا ہے۔

(د) کالجوں میں سیکنڈ شفٹ کا نظام حکومت کی طرف سے باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد شروع کیا گیا ہے۔ اس طرح وہ بچے جو کم نمبروں کی بناء پر گورنمنٹ کے کالجوں میں داخلے سے محروم رہ جاتے تھے شام کی کلاسز میں باقاعدہ طالب علم کے طور پر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور ان کو اچھی تعلیم مہیا کی جائے گی۔ سیکنڈ شفٹ کا اپنا میرٹ ہوتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول بیڑوال کلاں تحصیل پتوکی کی اپ گریڈیشن

*3196:جناب نوید عامر جیوا:کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل پتوکی میں بیڑوال کلاں اور گردونواح کے تقریباً20 دیہات کی دولاکھ کی آبادی کے لئے کوئی گرلز ہائی سکول نہیں ہے میٹرک کلاسز کے لئے بچیوں کو15 سے20 کلومیٹر دور جانا پڑتا ہے سفری سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول بیڑوال کلاں میں مڈل تک تعلیم دی جاتی ہے اور میٹرک کلاسز کے لئے طالبات کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول بیڑوال کلاں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول بیڑوال کلاں تحصیل پتوکی، ضلع قصور ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانہ پر پورا اترتا ہے۔ لہذا اس کو ہائی کا درجہ دینے کی تجویز ضلعی حکومت کے زیر غور ہے۔

صوبہ سے باہر واقع یونیورسٹیز کے صوبے میں قائم کیمپسیز کی تعداد، طریق کار اور دیگر معلومات کی تفصیل

*3197:راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں صوبہ سے باہر واقع یونیورسٹیز نے اپنے Campuses کھولے ہوئے ہیں، پنجاب میں قائم دیگر صوبوں سے وابستہ یونیورسٹیوں کی تعداد،location، شعبہ جات، تاریخ اجراء، طریقہ امتحانات و وابستگی کی جملہ تفصیل

بیان فرمائی جائے؟

(ب) ایسی یونیورسٹیوں کی Controling Authorities کونسی ہیں، پنجاب کے علاوہ وابستہ (affiliated) یونیورسٹیز کو صوبہ پنجاب میں اپنے کیمپس کھولنے کا طریق کار و معیار کیا ہے نیز ایسی یونیورسٹیز کے کیمپس کے لئے کیا حکومت پنجاب محکمہ تعلیم یا دیگر مجاز اتھارٹی نے N.O.C جاری کئے تھے نیز کیا ان یونیورسٹیز کی ڈگریوں کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن تسلیم کرتی ہے؟

(ج) اگر مذکورہ بالا Campuses غیر قانونی طریقہ سے کام کر رہے ہیں تو حکومت نے ان کے خاتمہ یا ریگولرائیز کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں صوبہ سے باہر واقع یونیورسٹیز نے اپنے Campuses کھولے ہوئے ہیں۔ یہ کیمپسز گریجوایٹ، پوسٹ گریجوایٹ بشمول ایم۔بی۔اے، ایم۔سی۔ایس اور کمپیوٹر کورس وغیرہ کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ان یونیورسٹیوں کے کیمپسز جو پنجاب کے مختلف شہروں میں کھولے ہیں ان کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسی یونیورسٹیوں کا ہائر ایجوکیشن کمیشن متعلقہ صوبہ کی حکومت کی وساطت سے نوٹس لیتا ہے۔ پنجاب کے علاوہ وابستہ (affiliated) یونیورسٹیوں کو صوبہ پنجاب میں اپنے Campuses کھولنے کے لئے حکومت پنجاب اور متعلقہ پبلک یونیورسٹی سے جس کی حدود میں کیمپس کھولنا مقصود ہو N.O.C حاصل کرنا ضروری ہے۔ البتہ ان غیر قانونی یونیورسٹیوں کو حکومت پنجاب اور متعلقہ پبلک سیکٹر یونیورسٹی نے N.O.C جاری نہ کیا ہے تاہم ان Campuses کی ڈگریوں کو ہائر ایجوکیشن کمیشن تسلیم نہیں کرتا۔ ہاں البتہ اگر کسی پرائیویٹ یونیورسٹی نے ملک سے باہر کی یونیورسٹی سے الحاق کرنا ہو تو اسے حکومت پنجاب کی مجوزہ پالیسی کے تحت محکمہ تعلیم سے N.O.C حاصل کرنا ہوگا۔

(ج) ان غیر قانونی کیمپسز کی تشہیر اخبارات کے ذریعے کی جارہی ہے تاکہ لوگ ایسی یونیورسٹیوں سے آگاہ رہیں اور پنجاب یونیورسٹی نے ان غیر قانونی کیمپسز کو نوٹس جاری کئے ہیں جس کی چند کاپیاں منسلکہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ البتہ ان کے خاتمے

کے لئے حکومت پنجاب قانون کے مطابق (H.E.C) کی مشاورت سے ضروری کارروائی کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اسلام پورہ شاہدرہ لاہور سائنس ٹیچر کی تعیناتی

*3210: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اسلام پورہ (ماچس فیکٹری) شاہدرہ لاہور میں سائنس ٹیچر کی پوسٹ 15- مئی 1996 سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے اشتہار میں مذکورہ خالی پوسٹ کے لئے درخواستیں نہیں مانگی گئیں؟

(ج) اگر درج بالا نکات درست ہیں تو کیا حکومت مذکورہ خالی پوسٹ پر بھرتی کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) چونکہ 2003 میں محدود نشستوں پر بھرتی کی گئی تھی اور مذکورہ سکول کے لئے Care نامی این۔ جی۔ او نے سائنس ٹیچر مہیا کی ہوئی تھی لہذا اس سکول کے لئے سائنس ٹیچر کی خالی اسامی کے لئے درخواستیں نہ طلب کی گئیں۔ تاہم 2004 میں کی گئی بھرتیوں میں اس سکول کی سائنس ٹیچر کی خالی اسامی مشتہر کی گئی جس کے نتیجہ میں مسماۃ یاسمین گل کی تقرری عمل میں لائی گئی جس نے مقررہ مدت میں توسیع کے باوجود ڈیوٹی join نہ کی۔

(ج) عائد پابندی کے خاتمہ پر اس اسامی پر بھرتی کی جائے گی۔ انشاء اللہ آئندہ بھرتی میں اس پوسٹ پر استاد کی تقرری کر لی جائے گی۔

ضلع خانیوال میں کیمونٹی ماڈل سکولوں اور سٹاف کی تفصیلات

*3217: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خانیوال میں کتنے کیمونٹی ماڈل سکول ہیں ان کے نام اور یہ کب قائم ہوئے تھے؟

(ب) ہر سکول میں منظور شدہ اسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یکم جنوری 2002 سے آج تک ان سکولوں کو سالانہ کتنا فنڈز فراہم کیا گیا ہے تفصیل سکول

وائز فراہم کی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے سکولوں کے سٹاف کو باقاعدہ تنخواہ دی جارہی ہے اور کتنے سکولوں کے سٹاف کو کس وجہ کی بناء پر تنخواہ نہ دی جارہی ہے؟ کیا حکومت جن سکولوں کے سٹاف کو تنخواہ نہ دی جارہی ہے ان کی تنخواہ کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع خانیوال میں کل 31 کمیونٹی ماڈل سکول ہیں ان میں 14 سکول 92-1991 میں اور 17 سکول 03-2002 میں قائم ہوئے ان کے نام اور قائم ہونے کے سال کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران ان سکولوں کو کوئی فنڈ فراہم نہیں کیا گیا۔

(د) ان تمام سکولوں کے سٹاف کو باقاعدگی کے ساتھ تنخواہ ادا کی جارہی ہے۔

ضلع خانیوال میں بغیر کلاسز کے سکول عمارات اور ان کی لاگت کی تفصیل

*3218: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خانیوال میں کتنے سکول ایسے ہیں جن کی عمارات تو مکمل ہیں مگر ان میں ابھی تک کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا ہے۔ ان سکولوں کے نام اور ان میں کلاسوں کے اجراء نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) یہ سکول کب کتنی لاگت سے تعمیر ہوئے ہیں ان کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے سکولوں کی عمارات اس وقت خستہ حالت میں ہیں جن میں کلاسوں کا اجراء نہ ہوا ہے؟

(د) حکومت ان سکولوں میں کلاسوں کے اجراء کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع خانیوال میں ایسے 85 سکول ہیں جن کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں مگر ان میں ابھی تک کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا ہے۔ ان میں سے 65 سکولوں کی اسامیاں منظور ہو چکی ہیں اور بھرتی پر عائد پابندی کے خاتمہ پر ان میں کلاسوں کا اجراء کیا جا سکے گا جبکہ بقیہ 20

سکولوں کی اسامیوں کی منظوری کا معاملہ زیر کارروائی ہے۔ان تمام سکولوں کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان میں سے کسی سکول کی عمارت خستہ حال نہ ہے۔

(د) جز(الف) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

فروغ تعلیم کے لئے فیسوں میں رعایت اور مقررہ حاضری پر نقد ادائیگی کی تفصیلات

293: رانا تجمل حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فروغ تعلیم کے سلسلہ میں صوبہ کے سکولوں کی فیسوں میں یکم اپریل 2004 سے رعایت دی گئی ہے اگر ہاں تو تعلیمی سال یکم اپریل تا 31۔مئی 2004 کل کتنی رعایت دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں پرائمری اور ہائی سکولوں میں ٹیچروں کی اسامیاں خالی ہیں اگر ہاں تو یکم اپریل 2004 کو ان کی تعداد کیا تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائی سکولوں کے طلباء کو یکم اپریل تا 31 مئی 2004 کے دوران مقررہ حاضری پر نقد ادائیگی کی گئی ہے، اگر ہاں تو مذکورہ مدت میں کل کتنی ادائیگی کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں بعض سکولوں میں ٹیچرز نہ ہیں مگر مذکورہ بالا فیسوں میں رعایت اور نقد ادائیگی کی جارہی ہے، اگر ہاں تو جن سکولوں میں ٹیچرز نہ ہیں یا تعداد کم ہے تو مذکورہ رعایت اور نقد ادائیگی کرنے کا جواز کیا ہے نیز کیا گورنمنٹ مذکورہ رعایت اور نقد ادائیگی کی بجائے نئے سکول کھولنے اور ان کا معیار بہتر بنانے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) فروغ تعلیم کے سلسلہ میں صوبہ کے سرکاری سکولوں میں جماعت دہم تک کے طالب

علموں سے ٹیوشن فیس نہ لئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس سلسلہ میں یکم اپریل تا 31-مئی 2004، 4,48,73,380 روپے کی رعایت دی گئی ہے۔

(ب) یکم اپریل 2004 کو اساتذہ کی 44388 اسامیاں خالی تھیں۔

(ج) کم شرح خواندگی والے 15-اضلاع کی 80 فیصد حاضری پوری کرنے والی طالبات کو دو سو روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے، اس مد میں تعلیمی سال کی پہلی سہ ماہی اپریل تا جون 2004 کے لئے 11,27,32,524 روپے کی ادائیگی کی گئی۔

(د) میٹرک تک طالب علموں سے فیس نہ لینے اور طالبات میں وظائف کی تقسیم کا فیصلہ شرح خواندگی بڑھانے، 100 فیصد بچوں کا داخلہ ممکن بنانے اور ڈراپ آؤٹ ختم کرنے کے لئے کیا گیا ہے، اس کے علاوہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت تمام سکولوں میں بنیادی سہولتیں بھی فراہم کی جارہی ہیں۔

پی پی۔1 راولپنڈی۔ سکولوں میں سہولیات کی فراہمی اور میٹرک کے رزلٹ سے متعلقہ تفصیل

404: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل مری و کوٹلی ستیاں، حلقہ پی پی۔1 میں واقع بوائز و گرلز ہائی سکولوں کے پچھلے پانچ سالوں (2000 تا 2005) کے میٹرک رزلٹ کی تفصیل مع طلباء / طالبات کی کل تعداد، پاس ہونے کی شرح، first ڈویژن حاصل کرنے والوں کی تعداد بیان فرمائی جائے ؟

(ب) حکومت اس تعلیمی پسماندہ حلقہ سے تعلیمی سہولیات بابت اساتذہ کی کمی اور سائنس لیبارٹریوں کی فراہمی کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم:

(الف) تحصیل مری و کوٹلی ستیاں حلقہ پی پی۔1 میں واقع بوائز اور گرلز ہائی سکولوں کے پچھلے پانچ سالوں (2000 تا 2005) کے میٹرک رزلٹ کی تفصیل مع طلباء / طالبات کی کل تعداد پاس ہونے کی شرح اور first ڈویژن حاصل کرنے والے طالب علموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) خالی اسامیوں پر اساتذہ کی تقرری کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ مذکورہ حلقہ کے چھ ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کی تعمیر جاری ہے جبکہ بقیہ سکولوں کو بھی مرحلہ وار پروگرام کے تحت سائنس لیبارٹریاں فراہم کر دی جائیں گی۔

پی پی۔1 راولپنڈی۔ تعلیمی اداروں میں منظور شدہ / خالی اسامیوں اور بھرتی سے متعلقہ تفصیل

405: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل مری و کوٹلی ستیاں حلقہ پی پی۔1 میں واقع پرائمری، مڈل اور سیکنڈری سکولز میں اساتذہ کرام کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سکول وار بتائی جائے نیز ان سکولوں میں اس وقت حاضر سروس اور خالی اسامیوں کی تعداد سکول وائز بیان فرمائیں؟

(ب) پچھلے چار سالوں (2002تا2005) میں حلقہ پی پی۔1 راولپنڈی میں مذکورہ خالی اسامیوں پر جو بھرتی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل مع نام، پتا اور ڈومیسائل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت اس پسماندہ علاقے کے لئے F.A/F.Sc کی بنیاد پر ٹیچر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ مقامی اساتذہ میسر آسکیں نیز خالی اسامیوں کو کب پُر کیا جائے گا؟

(د) کیا کسی سکول میں اساتذہ کی کمی کو مقامی آبادی، سکول کونسل کے ساتھ مل کر پورا کر سکتی ہے اس بارے حکومت کی پالیسی بیان فرمائی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) تحصیل مری و کوٹلی ستیاں حلقہ پی پی۔1 میں واقع پرائمری، مڈل اور سیکنڈری سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ، پر شدہ اور خالی اسامیوں کی سکول وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صرف F.A/F.Sc کی بنیاد پر اساتذہ کی بھرتی کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے جبکہ خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

(د) سکول کونسلز کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ادارہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے فروغ تعلیم فنڈ سے عارضی اساتذہ رکھ لیں۔

گورنمنٹ فاطمہ جناح گرلز ہائی سکول لاہور پنکھوں کی فراہمی کا مسئلہ

406: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ فاطمہ جناح گرلز ہائی سکول فین روڈ مزنگ لاہور کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) اس میں کتنی کلاسز ہیں جماعت وار تفصیل دی جائے؟

(ج) عموماً ایک کلاس روم میں کتنے پنکھے نصب ہیں اور عموماً ایک کلاس روم میں کتنی طالبات بیٹھتی ہیں؟

(د) کیا تمام کلاس رومز میں پنکھے لگے ہوئے ہیں؟

(ہ) کتنے مزید پنکھوں کی ضرورت ہے؟

(و) کیا حکومت اس سکول کو طالبات کی تعداد اور کلاس رومز کے مطابق پنکھوں کی فراہمی کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلعی حکومت، محکمہ تعلیم لاہور کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ سکول جتنے کمروں پر مشتمل ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	دفاتر/کمرے	تعداد	
1۔	کلاس رومز	15	
2۔	سٹاف روم	1	
3۔	ہیڈ مسٹریس آفس	1	
4۔	ڈپٹی ہیڈ مسٹریس آفس	1	
5۔	کمپیوٹر روم	1	
6۔	سائنس لیبارٹری	1	(مذکورہ لیبارٹری میں دو سٹور رومز بھی موجود ہیں)
7۔	کلرک آفس	1	
	کل تعداد	21	

(ب) ضلعی حکومت، محکمہ تعلیم لاہور کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ سکول میں کل 11 کلاسز ہیں جن کی جماعت وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

جماعت	تعداد
اول ادنیٰ	40
اول اعلیٰ	40
دوئم	69
سوئم	64
چہارم	96
پنجم	103
ششم	124
ہفتم	112
ہشتم	119
نہم	112
دہم	156

(ج) ہر ایک کلاس روم میں چار پنکھے نصب ہیں اور ایک کلاس روم میں 40 طالبات بیٹھتی ہیں۔

(د) جی ہاں۔

(ہ) جز(د) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

(و) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جوزف حاکم دین مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب لاہور مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب جوزف حاکم دین: جناب سپیکر! میں

The University of Central Punjab Lahore Bill, 2005 (Bill No.15 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ (رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جوزف حاکم دین مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں (توسیع)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب جوزف حاکم دین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Education Foundation(Amendment) Bill, 2004 (Bill No 25 of 2004) moved by Mrs. Uzma Zahid Bukhari M.P.A W-338

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Education Foundation(Amendment) Bill, 2004 (Bill No 25 of 2004) moved by Mrs. Uzma Zahid Bukhari M.P.A W-338

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill, 2004 (Bill No 25 of 2004) moved by Mrs. Uzma Zahid Bukhari M.P.A W-338

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک احمد یار ہنجرا مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن، ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی مصدرہ 2004 اور مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹری، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک احمد یار ہنجرا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2003 and The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill, 2004 moved by Dr. Syed Waseem Akhtar

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹری، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2003 and The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill, 2004

moved by Dr. Syed Waseem Akhtar

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹری، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Bill, 2003 and The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill, 2004 moved by Dr. Syed Waseem Akhtar

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹری، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ صباء صادق صاحبہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے لوٹی لوٹی کی آوازیں)

حکومت پنجاب کے حسابات بابت سال 01-2000 اور اس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ صبا صادق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:۔

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000 اور اس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 11۔جنوری 2006 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000 اور اس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 11۔ جنوری 2006 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000 اور اس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 11۔ جنوری 2006 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر ہمارے جتنے معزز اراکین بھائی اور بہنیں بیٹھی ہیں تو ایک دوسرے کے تقدس کا ہمیں ضرور خیال رکھنا چاہئے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے لوٹی لوٹی کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: خصوصاً خواتین کا خیال رکھنا چاہئے۔ اب سردار پرویز حسن نکئی مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب پراونشل ڈومیسٹک وائلنس مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار پرویز حسن نکئی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"The Punjab Provincial Domestic Violence Bill, 2003

(Bill No 29 of 2003) moved by Dr. Anjam Amjad, MPA/W-312

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-12-2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Provincial Domestic Violence Bill, 2003 (Bill No 29 of 2003) moved by Dr. Anjam Amjad, MPA/W-312

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-12-2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Provincial Domestic Violence Bill, 2003 (Bill No 29 of 2003) moved by Dr. Anjam Amjad, MPA/W-312

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-12-2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پچھلے سال یہ رولنگ دی گئی تھی کہ منسٹر کی presence میں پارلیمانی سیکرٹری can speak تو میری رہنمائی فرمائی جائے کہ جب ایک رولنگ ہو جاتی ہے تو اس پر act ہوتا ہے۔ اپوزیشن نے اس دن اتنا شور مچایا تو آج آپ رہنمائی فرمائیں کیونکہ جب ایک رولنگ دی جاتی ہے تو اس پر عملدرآمد بھی ہونا چاہئے یا تو ان کی انفارمیشن اتنی poor ہے اور انہیں پتا ہی نہیں کہ یہ رولنگ ہوئی ہے تو آج ان کو ذرا بتا دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ نے رولنگ دے دی، یہی کافی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل پارلیمانی سیکرٹری جناب فرحت جاوید نے بڑے اچھے طریقے سے House میں جواب دیئے تھے اور آج نذر محمد گوندل صاحب نے بھی بہت اچھے طریقے سے جواب دیئے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی بھی ہونی چاہئے اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ تمام منسٹرز کو ایک مہینے کے لئے مستقل چھٹی پر بھیج دیں اور پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک تو ان کی ٹریننگ ہو جائے گی اور ایک بہتر stuff اسمبلی میں آ جائے گا۔ دوسرا میں ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کو House میں آنے کی مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ یہ پرسوں ناراض ہو کر چلی گئی تھیں۔ ہم نے انہیں کچھ نہیں کہا تھا بلکہ حکومت ہی کی طرف سے کچھ دوستوں نے کہا تھا اور ہم تو ان کے تابعدار ہیں۔ (قہقہے)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ قطعاً ناراض ہو کر یہاں سے نہیں گئی تھیں بلکہ کل وہ مصروفیات کی وجہ سے floor پر نہیں آ سکیں اور میں تمام House سے التماس کروں گی کہ خواتین کے لئے اس قسم کی misunderstandings پیدا کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: any how۔ اب Privilege Motions شروع کی جاتی ہیں۔ پیر رفیع الدین شاہ بخاری صاحب کی تحریک کو 18 تاریخ تک pending کیا گیا ہے۔ اگلی تحریک محمد اقبال رئیس صاحب کی ہے۔ جی، رئیس صاحب!

رجسٹرار کوآپریٹوز سوسائٹی پنجاب کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

جناب محمد اقبال رئیس: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری

دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 29-10-2005 کو میں رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی پنجاب سے ایک کام کے سلسلہ میں ملنے کے لئے ان کے دفتر گیا۔ جب میں دفتر میں داخل ہوا تو موصوف ایک آدمی کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ میرے داخل ہوتے ہی رجسٹرار صاحب نے مجھے کہا کہ آپ کیسے اندر آ گئے، میں نے تو کسی کو اندر آنے کے لئے نہیں کہا اور نہ میں نے آپ کو بلایا ہے۔ میں نے اپنا تعارف کروایا جس پر انہوں نے مجھے کہا کہ آپ یہاں بیٹھیں ہم دوسرے کمرے میں چلے جاتے ہیں اور وہ اس آدمی کے ہمراہ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ میں اکیلا ان کے دفتر میں تقریباً آدھا گھنٹہ انتظار کرتا رہا۔ موصوف آئے اور نہ میری بات سنی۔ بالآخر میں واپس چلا آیا۔ رجسٹرار صاحب کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اور رجسٹرار صاحب کہتے ہیں کہ یہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا ہے بہر حال اگر معزز رکن press کرتے ہیں تو اسے کمیٹی میں بھیجنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد اقبال رئیس: جناب سپیکر! غلط فہمی کا جواز بالکل غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رئیس صاحب! انہوں نے oppose نہیں کیا بلکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں نصب ساؤنڈ سسٹم میں خرابی کی نشاندہی

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بارہا ہی ایک پرانے مسئلے کی بات کرتا ہوں۔ اب انہوں نے کیا کہا ہے ہمیں تو کچھ سمجھ نہیں آئی یا تو آپ ان سے سن کر translate کر دیں۔ اس سے پہلے بھی

ہمارے معزز پارلیمانی سیکرٹری نے کیا پڑھا ہے ہمیں کچھ پتا نہیں چلا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ سیکرٹری صاحب نے وہ فائل مجھے put up کی تھی اور میں نے سپیکر صاحب کے پاس روانہ بھجوادی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہم فنانس دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر کچھ ٹائم لگے گا۔ آپ کے مائیک سسٹم کو ہم change کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ سے بارہا کہہ چکے ہیں، اگر ایوان کی کارروائی سمجھ ہی نہیں آنی تو پھر ہماری participation کا مقصد کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!آپ کی بات بجا ہے لیکن اس پر کچھ ٹائم لگے گا۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: سپیکر! اس House میں کل یہ جواب دیا گیا کہ نیا اسمبلی ہال بن رہا ہے تو پھر یہ سیشن ہی ختم کر دیں۔ آج یہ بات اخبارات میں بھی آئی کہ دو کروڑ روپیہ just for nothing ہم ضائع نہیں کر سکتے تو پھر یہ اسمبلی ختم کر دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کو کس نے کہا ہے۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! سپیکر صاحب نے آپ کی عدم موجودگی میں یہ کہا ہے اور آپ ریکارڈ چیک کر لیں اور کل کا ڈان اخبار بھی پڑھ لیں جس میں یہ آیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ دو کروڑ روپیہ اس پر waste ہو جائے گا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ ایک ایک دن کتنے اہم issues یہاں پر discuss ہوتے ہیں تو ایک دن بھی اگر کوئی معزز رکن اسمبلی کی کارروائی میں کسی وجہ سے حصہ نہ لے سکے تو اس کو آپ سے leave لینی پڑتی ہے مگر یہاں پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمیں کچھ پتا نہیں۔ یہ سب دوست بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ ان سے پوچھ لیں کہ ابھی معزز رکن کیا کہہ رہے تھے یا ان سے پہلے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کیا پڑھا ہے، ہمیں کچھ علم نہیں ہے تو اس لئے بارہا ایک بات کے اوپر مجھے بھی حقیقت میں بہت افسوس ہوتا ہے کہ آپ کی رولنگ کے باوجود بھی ہمارا سب ممبران کا متفقہ مسئلہ ہے۔ جب تک اسمبلی کی کارروائی کی سمجھ ہی نہ آئے تو ہم اس میں کیا participate کر سکتے ہیں؟ ہمیشہ لاعلمی ہی بدگمانیاں پیدا کرتی ہے اس لئے ہم کیا سمجھیں کہ جان بوجھ کر ہمیں اندھیرے میں رکھا جاتا ہے تاکہ ہم نہ کچھ سمجھ سکیں اور نہ اس کا جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!آپ نے جب پچھلی دفعہ یہ بات کی تھی تو فائل میرے پاس آئی تھی اور

سپیکر صاحب یہاں موجود نہیں تھے تو اس میں سیکرٹری صاحب نے یہ تجویز دی تھی کہ ہم فی الحال اس پر دو دو، تین تین مائیکروفون لگا دیتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ یہ فائل واپس لے جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ سسٹم change کرنا ہے، مائیکروفون change کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا تو اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب نے بھی مجھے یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ فنڈز دیں گے اور میں نے سیکرٹری صاحب سے واضح کر دیا تھا کہ جب یہ فنڈز لاء منسٹر صاحب بھی دے رہے ہیں اور اسمبلی کے پاس بھی فنڈز ہیں تو اس سارے سسٹم کو change کرنا چاہئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس پر کچھ ٹائم لگے گا۔ میں نے کہا کہ جو ٹائم لگے اس کو آپ شروع تو کر دیں اگر آپ کہتے ہیں کہ مائیکروفون، تو وہ لگ جائیں گے لیکن مائیکروفون سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آپ چاہتے ہیں کہ سارا سسٹم change ہو تو انشاء اللہ ہم اس طرف آرہے ہیں اور یہ بہت جلد ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہمیں آپ کی ذات پر اعتماد ہے اور ہم آپ کا احترام بھی کرتے ہیں۔ میں نے بجٹ سیشن میں بھی یہی بات کی، پچھلے سیشن میں بھی یہی بات کی اور پچھلے سال بھی یہی نکتہ اٹھایا اور جناب لاء منسٹر نے بھی کہا کہ ہم فنڈز دینے کے لئے تیار ہیں۔ ابھی آپ فرمار ہے ہیں I am bound to believe in you ہم آپ کی respect کرتے ہیں I am supposed to believe it and I must believe it مگر آپ بجٹ میں بھی یہی فرما چکے ہیں اور پچھلے سال بھی یہی فرما چکے ہیں تو کتنی دیر ہمیں انتظار کرنا پڑے گا؟ ویسے تین سال تو ختم ہو گئے ہیں اب پتا نہیں اس ملک میں عموماً اسمبلی مدت maximum تین سال رہی ہے، شاید اس سال زیادہ ہو جائے، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انشاء اللہ اس دفعہ پانچ سال رہے گی، گھبرائیں مت۔

سید ناظم حسین شاہ: چلو۔ آپ سپیکر ہیں، آپ ڈپٹی سپیکر ہیں، ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہیں ہے، ہمیں اس کی limit پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اللہ پر بھروسا کریں، اللہ ہی عزت دینے والا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! آپ صرف یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اگلے سیشن میں یہ مسئلہ حل ہوگا۔ This is what I want, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو وضاحت کر دی ہے۔ میں ابھی سپیکر صاحب سے بھی بات کرتا ہوں اس کو عنقریب جلدی کرائیں گے۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Sir, if a politician says "yes" it means "perhaps"; if he says "perhaps" it means "no"; and if he says "no" then he is not a politician.

MR DEPUTY SPEAKER: But you are a politician yourself. Either deny that you are not a politician and if you are a politician then you have to believe in that.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ایسی بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں ناں۔ آپ politicians کے بارے میں بات کر کے politicians کو مشکوک کر رہے ہیں

Whatever a politician says he means it; he means it; politician means it. Don't underestimate politicians; politicians are politicians and they have to stay here and there in political people and they live here.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پچھلے سیشن سے جو رول ہم دیکھ رہے ہیں وہ یہ ہے۔

Be social to all, familiar to few, friendly to one, enemy to none.

جناب! آپ ہمارے ساتھ یہ نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Not at all شاہ صاحب! ہمیں آپ کا regard ہے جو آپ حکم دیں گے اس پر عمل ہوگا ایسی بات نہیں ہے، یہ آپ کی genuine demand ہے آپ غلط بات نہیں کر رہے ہیں

It's a genuine demand. I agree with you and it is going to be implemented Inshallah.

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، دستی صاحب! فرمائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مائیک استعمال کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے وزیر جیل سے گزارش کی تھی کہ فلاں آدمی کا تبادلہ کیا جائے، انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہوم ڈسٹرکٹ کی وجہ سے یہ تبادلہ نہیں ہو سکا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ وزراء کو میرا یہ پیغام دے دیجئے کہ اپنے اخلاق بھی درست کریں اگر یہ تبادلہ ہوم ڈسٹرکٹ کی وجہ سے نہیں ہو سکتا تھا تو مجھے اطلاع دینی چاہئے تھی۔ ایک اور صاحب ہیں جن کے اختیارات بہت زیادہ ہیں ان کو بھی گزارش کی تھی ایک تبادلے کے لئے تو بڑی فرعونیت سے کہا کہ میرے پی۔اے کو لکھا دیں اور آج تک جواب نہیں دیا کہ وہ کیوں نہیں ہو سکا؟ ان کا دماغ درست کرنے کے لئے گورنمنٹ نے اچھا کیا ہے کہ ان کے علاج کے لئے الاؤنس بڑھا دیا تاکہ ان کی فرعونیت اور ان کے اخلاق کا علاج ہو سکے۔ خدا حافظ۔

معزز اراکین: آمین، آمین۔۔۔

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! ابھی یہ tenure کے حوالے سے جو بات ہوئی ہے اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ صدر پاکستان نے جتنے بھی سیاسی وعدے کئے ہیں وہ پورے کئے ہیں اور انشاء اللہ اسمبلی کے tenure کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی تو ہماری مدت جو 1985 والی اسمبلی 1988 میں ٹوٹی تھی 2 سال وہ ہیں اور 1988 والی 1990 میں ٹوٹی تھی 3 سال وہ ہیں اس طرح 15 سال ڈال کر یہ اسمبلی انشاء اللہ 2022 تک چلے گی۔ انشاء اللہ۔ (قہقے)

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس کو for life time کر دیں لیکن مجھے صرف اتنا افسوس ہو گا کہ ہمارے لاء منسٹر راجہ بشارت hat trick نہیں کر پائیں گے کیونکہ یہ second time لاء منسٹر ہیں تیسری دفعہ جب تک chang of Government نہ ہو یہ hat trick نہیں کر سکتے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ موجود ہیں تو انہیں hat trick کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ anyhow اب Adjournment Motions شروع کرتے ہیں۔ پہلی motion حاجی محمد اعجاز صاحب، جناب ارشد محمود بگو اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی ہے اس کا نمبر 604 ہے، یہ move ہو چکی تھی it was

pended for todayیہ سنٹرل ماڈل سکول کے بارے میں ہے اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری دیں گے جی، گوندل صاحب !

لاہور میں قائم سنٹرل ماڈل سکول کو بغیر کسی وجہ، خلاف قاعدہ و قانون فروخت کرنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اس میں گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور کو 1990-7-21 کو خود مختاری دی گئی تھی۔ جناب بشیر طاہر جو مذکورہ سکول کے سابقہ طالب علم بھی ہیں نے اس سکول کو adopt کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے جس کے تحت سنٹرل ماڈل سکول جو کہ پہلے ہی خود مختار ہے، کو عرصہ 20 سال کے لئے ابوظہبی گروپ کی نگرانی میں دے دیا جائے جو سکول اور اس کے طلباء کے معیار تعلیم کی بہتری کے لئے اقدامات کریں گے اس سلسلے میں یادداشت وضع کی گئی ہے جس کی چند اہم شرائط درج ذیل ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کچھ سمجھ نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو دوبارہ پڑھیں، آرڈر، پلیز آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور کو 1990-7-21 کو خود مختاری دی گئی تھی۔ جناب بشیر طاہر جو مذکورہ سکول کے سابقہ طالب علم بھی ہیں، نے اس سکول کو adopt کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے جس کے تحت سنٹرل ماڈل سکول جو کہ پہلے ہی خود مختار ہے، کو عرصہ 20 سال کے لئے ابوظہبی گروپ کی نگرانی میں دے دیا جائے جو سکول اور اس کے طلباء کے معیار تعلیم کی بہتری کے لئے اقدامات کریں گے اس سلسلے میں یادداشت وضع کی گئی ہے جس کی چند اہم شرائط درج ذیل ہیں:

1۔ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور حسب سابق اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھے گا، مذکورہ سکول میں سکول کونسل بدستور کام کرتی رہے گی۔

2۔ گروپ خالی اسامیاں پر کر سکے گا اور اس پر ان کی تنخواہوں اور ٹریننگ پر اٹھنے والے اخراجات برداشت کرے گا۔

3- گروپ سکول کی عمارت کی تعمیر و مرمت اور بہتری کے لئے اخراجات برداشت کرے گا۔ گروپ اپنے اخراجات پر محکمہ تعلیم کی اجازت سے سکول کی عمارت میں اضافہ کر سکے گا۔

4- گروپ سکول کے لئے کھیلوں کے میدان، لائبریری، لیبارٹریز، فرنیچرز اور تنصیبات کے لئے فنڈز مہیا کرے گا۔

5- سکول حکومت پنجاب کی مانیٹرنگ سسٹم کا پابند ہوگا اور اس سلسلے میں سہ ماہی رپورٹ محکمہ تعلیم کو بھجوائی جائے گی محکمہ تعلیم کے افسران کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ سکول اور اس کے ریکارڈ کا معائنہ کر سکیں۔ سکول کے طلباء کی موجودہ تعداد کے لئے شرح فیس میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی۔ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال لاہور کو پہلے سے رائج adoption policy کے تناظر میں سکول اور اس میں زیر تعلیم طالب علموں کے معیار تعلیم کی بہتری کے لئے ابوظہبی گروپ کی نگرانی میں دیا جارہا ہے اور یہ کہنا درست نہ ہے کہ سکول کو فروخت کیا جارہا ہے کیونکہ یادداشت کے تحت اس سکول پر حکومت کا کنٹرول بدستور رہے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا تحریک التوائے کار داخل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پنجاب میں ایک سازش اور پلاننگ کے تحت یہ ادارے جو انگریزوں کے دور سے بھی پہلے کے بنے ہوئے ہیں، اب نہ اتنے اچھے اور اتنی بڑی بڑی بلڈنگیں بن سکتی ہیں اور نہ ہی کوئی بنائے گا۔ یہ بدقسمتی ہے کہ اس حکومت کا یہ نعرہ اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ پنجاب کو پڑھا لکھا پنجاب بنانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف ان کا کردار اور ان کا عمل اس سے مختلف ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ادارہ ہم نے فروخت نہیں کیا۔ یہ ادارہ انھوں نے جس پارٹی کو یا جس ادارے کے سپرد کیا ہے، جب کوئی آدمی یا کوئی ادارہ یا کوئی پارٹی ادارہ لیتی ہے تو جس طرح کی terms and conditions حکومت چاہے وہ اس پر بھی لینے پر تیار ہو جاتے ہیں لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ جب حکومت ایک دفعہ اپنے گلے سے وہ کلاوہ اتار دیتی ہے تو پھر اس ادارے کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ ہمارے یہ ادارے جو ہیں یہ قوم اور اس عوام کا اثاثہ ہیں، یہ گورنمنٹ کا نہیں بلکہ یہ پنجاب کے غریب عوام کا اثاثہ ہیں۔ اگر ہم نے ان اداروں کو خودمختار ادارے بنا کر لوگوں کو دے دیا تو پھر اس ملک کا اور اس صوبے کا خدا ہی حافظ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے

حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی غور کریں یا تو یہ تعلیم کا نعرہ نہ لگائیں کہ ہم نے پڑھا لکھا پنجاب بنانا ہے۔ دوسری طرف یہ اس کے خلاف سرگرمیوں میں بھرپور طریقے سے حصہ لے رہے ہیں۔ اب اگر یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ جو خود مختار ادارہ ہم نے ان کو دیا ہے یہ اس کے ہاتھ مستقل بنیادوں پر فروخت نہیں کریں گے تو پھر میں اپنی تحریک کو press نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ ان کو یہ مطمئن کریں کہ یہ فروخت نہیں ہو گا تو وہ اس کو press نہیں کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں ایک عرض کر دوں کہ یہ صرف یادداشت مرتب ہوئی ہے۔ ابھی ان کو سکول منتقل نہیں کیا گیا لیکن اس میں جو یہ یادداشت بنی ہے یا جو طریق کار بنایا گیا ہے اس میں اصل مقصد یہ ہے کہ بچوں کو بہتر سے بہتر تعلیم دی جائے۔ آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں کہ ایک تو جتنا انفراسٹرکچر ہے وہ سب گورنمنٹ کی ملکیت رہے گا، وہ گورنمنٹ کی مرضی کے مطابق اس کے انفراسٹرکچر میں صرف تبدیلی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں جو سٹاف تعینات ہے ان کو تنخواہیں بھی گورنمنٹ کے رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق دیں گے اور بچوں سے فیسیں بھی وہی وصول کریں گے جو اس وقت وہ کر رہے ہیں یعنی کہ معیار تعلیم بہتر ہو گا، باقی انفراسٹرکچر، بچوں کی فیسیں یا وہ جو صورتحال ہے وہ بدستور رہے گی، ملکیت بھی گورنمنٹ کی رہے گی لیکن ابھی تک یہی ہے کہ یادداشت مرتب کی گئی ہے، سکول منتقل نہیں ہوا، نہ فروخت ہوا ہے اور فروخت ہونے کی تو یادداشت میں کوئی provision ہی نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے انفراسٹرکچر کی کوئی قیمت وصول کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! ٹھیک ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں یہ بات بھی شامل کر لیں کہ یہ فرما رہے ہیں کہ ابھی اس ادارے کو کسی کو منتقل نہیں کیا گیا۔ جس وقت یہ ادارے کو کسی کو منتقل کریں گے تو ان سے کوئی سکیورٹی ضرور لے لیں تاکہ کوئی کل کو اس طرح سے نہ چلائے جس طرح سے وہ چاہتے ہوں۔ اس صورت میں پھر وہ سکیورٹی ضبط کی جا سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی یہ بھی تجویز مثبت ہے کہ اس کی کوئی سکیورٹی ہونی چاہئے کہ جس کو یہ منتقل کیا جائے تو وہ کم از کم اس کا خیال رکھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تجاویز کو شامل کریں گے اور ان کے مطابق یہ مرحلہ طے کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے انٹری ٹیسٹ کو ختم کرنے کا مطالبہ

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف سارے ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ایوان بھی in order ہو، میری بات پوری دردمندی سے سنیں، پورے غور سے سنیں اور اس سے بالاتر ہو کر کہ کون اپوزیشن میں ہے اور کون حکومت میں ہے۔ میری بات کو دل سے سنیں اور اس کا بہترین طریقے سے جواب دیں۔

جناب والا! معاملہ یہ ہے کہ آج سے کچھ روز قبل آپ نے اخباروں کے اندر دیکھا ہوگا، احتجاج آتا رہا، جلوس نکلتے رہے، بھوک ہڑتالیں ہوتی رہیں کہ پورے پنجاب کے اندر جو انٹری ٹیسٹ ہوا ہے اس انٹری ٹیسٹ کے نتیجے میں پنجاب کے اندر جو بچے اور بچیاں اوپن میرٹ میں select ہوئی ہیں اس میں جنوبی پنجاب کے صرف سات بچے اور بچیاں select ہوئی ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ 1900 لڑکوں میں سے اور 1900 سیٹوں میں سے پورے اپر پنجاب کے سب کے سب لڑکوں کو داخلہ ملا ہے۔ لاہور کے بچے میرے بچے ہیں وہ جا کر نشتر میں داخل ہوں، وہی بچے بہاولپور، رحیم یار خان میں داخل ہوں لیکن وہاں کا جو آدھا پنجاب ہے ان کے بچے لاہور میں داخل ہو سکے اور نہ ہی اپنے کالجوں میں داخل ہو سکے۔ ایک شخص نے اپنی بیٹی کو اس لئے پڑھایا ہے، ساری پونجی اس لئے خرچ کی ہے کہ یہ ڈاکٹر بنے گی اور جب اس کا رزلٹ آیا تو 900 نمبر اس نے لئے اور 900 نمبر لینے کے بعد وہی بچی جب انٹری ٹیسٹ میں فیل ہو گئی تو پورے گھرانے کے اندر ماتم تھا، سب کے سب رو رہے تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ خدارا! آؤ ہماری محرومیوں کو دور کرو، جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کرو۔ یہ نفرت کی بہت بڑی آگ ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور اس پر احتجاج کرتا ہوں کہ 1900 لڑکوں میں سے جنوبی پنجاب کے صرف سات بچے اور بچیاں داخل ہوئی ہیں۔ میرا یہ پُرزور مطالبہ ہے کہ اس کو بنگلہ دیش نہ بنایا جائے، بنگلہ

دیش کی تاریخ نہ دہرائی جائے۔ان شر پسندوں کے حوصلے نہ بڑھائے جائیں جو کہ چاہتے ہیں کہ اس صوبے کے کئی صوبے بنیں۔ان کو ہوا دینے کے لئے ان راستوں کو بند کیا جائے۔میں آپ سب سے خاص طور پر گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اہل اقتدار ہے اور اس کے پاس طاقت ہے، وہ ان محرومیوں کو اور اس ناانصافی کو دور کرے اور انٹری ٹیسٹ کے تمام رزلٹس کو منسوخ کرے اور اس میں ان کا دوبارہ ٹیسٹ لے یا ٹیسٹ کے طریق کار کو ختم کرے، جو لوگ میرٹ پر آئے ہیں اور جن بچوں اور بچیوں نے محنت کی ہے ان کو میرٹ کے حساب سے داخلہ دیا جائے۔یہاں پر بہت بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہیں، approach کے ساتھ پرچہ آؤٹ کرواتے ہیں، لاکھوں روپیہ دے کر راتوں رات پرچے خرید لیتے ہیں اور ان کے بچے امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں۔ہم غریب لوگ جو اس ہیڈ کوارٹر سے بہت دور بیٹھے ہیں ان چیزوں سے محروم رہ جاتے ہیں، یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔یہ آپ سوچ لیں کہ یہ انتہائی نفرت کی بات ہے کہ پورے جنوبی پنجاب سے صرف سات بچے اور بچیاں داخل ہوں، اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہیں ہو سکتا۔میں پورے ایوان سے استدعا کرتا ہوں، منت کرتا ہوں کہ میری اس آواز کو جائز سمجھ کر، حقیقت سمجھ کر اور حق سمجھ کر اس پر غور کیا جائے اور اس انٹری ٹیسٹ کے تمام رزلٹ کو منسوخ کر کے بچے اور بچیوں کو ان کے میرٹ پر داخلہ دیا جائے۔بہت مہربانی۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب یہ مہم شروع کی گئی کہ جو بچے اپنے امتحان کے نمبروں میں میرٹ پر آتے ہیں تو ان کو ایک انٹری ٹیسٹ دیا گیا۔میں ان دنوں اپوزیشن میں تھا اور ہم نے اس کی اس وقت بھی مخالفت اس لئے کی تھی کہ شہباز شریف صاحب جو اس وقت یہ کہلوانا چاہتے تھے کہ میں نواب آف کالا باغ کی ہسٹری دہراؤں گا، جیسے وہ حکم صادر فرماتے تھے اور اس پر بھی جس طرح سے وہ عملدرآمد کرواتے تھے تو میں نے وہ تاریخ دہرائی ہے۔انھوں نے اپنی من پسندی کے طور پر یہ انٹری ٹیسٹ introduce کرایا اور اس وقت یہ ظلم ہوا کہ 50 فیصد academic number تھے اور 50 فیصد انٹری ٹیسٹ کے تھے۔ اب یہ اس گورنمنٹ کو کریڈٹ جاتا ہے کہ انھوں نے 50 فیصد سے 35 فیصد کئے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ انٹری ٹیسٹ چونکہ پورے پنجاب کا ایک سنٹر پر ہوتا ہے۔اب اس کو اس طریقے سے بھی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ دیکھے کہ اگر انٹری ٹیسٹ لینا بھی ہے تو وہ کالج وار لے لیں۔جنھوں نے نشتر میں apply کیا ہے وہاں اس کا ٹیسٹ لے لیں۔اس میں سب سے زیادہ جو خرابی آئی ہے وہ خرابی یہ آئی ہے کہ یہاں انسٹیٹیوٹس کھل گئے ہیں کہ جو یہ سکھاتے ہیں کہ انٹری ٹیسٹ کیسے دیا جاتا ہے اور ان کی

فیسیں کافی بڑی ہوتی ہیں اور غریب بچے وہاں نہیں آ سکتے، جو ساؤتھ کے ہیں، جس میں میرا بھی گھر ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: وہ پرچے purchase کراتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: purchase کرنے کی بات بھی بالکل ہوگی لیکن جو میرے سامنے بات ہے کہ میرے سگے بھانجے نے 884 نمبر لئے ہیں۔ وہ انٹری ٹیسٹ clear نہیں کر سکا اور وہ رہ گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ 900 نمبر لینے کے بعد بھی وہ admission نہیں لے سکا۔ اس انٹری ٹیسٹ کے بعد جو سب سے بڑی خرابی آئی ہے وہ یہ ہے کہ بہت سارے انسٹیٹیوٹس کھل گئے ہیں جو مشین کی طرح بچوں کو سکھاتے ہیں جو پیسے والے ہیں وہ اپنے بچوں کو یہاں چھ چھ مہینے کے لئے داخل کروا دیتے ہیں جو کہ ان کو انٹری ٹیسٹ کے بارے میں سکھاتے ہیں کہ کیسے دیا جاتا ہے۔ جو وہاں سیکھ جاتا ہے definitely اس کے نمبر زیادہ آ جاتے ہیں اور جو afford نہیں کر سکتا اس کے نمبر کم آتے ہیں۔ جنھوں نے یہ سسٹم بنایا شاید اس وقت ان کی بھی نیت یہی ہوگی کہ اس میں خرابی کو کم کیا جائے لیکن اس وجہ سے کافی heart burning ہو رہی ہے۔ ابھی پانچ چھ دن پہلے میں اپنے علاقے میں تھا تو وہاں لوگوں کے جذبات اس کے بارے میں خاصے خلاف ہیں۔ میں اپنی حکومت کو credit دیتا ہوں کہ ہماری حکومت نے اس تناسب کو کم کیا، 50 فیصد کی بجائے انھوں نے 35 فیصد کر دیا ہے یعنی academic qualification کو مزید encourage کیا گیا ہے تو انشاء اللہ جیسا کہ حکومت پہلے ہی اس پر توجہ دے رہی ہے آئندہ بھی اسے مزید بہتر بنائے گی۔ یہ خرابی شروع کہاں سے ہوئی، کس نے کی اور اب اس کا result کون بھگت رہا ہے یہ ہر آدمی جانتا ہے۔ بہت شکریہ

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر صحت کے ارشاد فرمانے سے پہلے میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ بجا ہے کہ یہ ایک بہت ہی اہم معاملہ ہے لیکن میں ایک معاملے پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔ یہاں کئی مرتبہ کہا گیا کہ رولز کے مطابق کارروائی کو چلایا جائے۔ کیا ایجنڈے کا بزنس مکمل ہونے کے بعد اس معاملے کو نہیں لیا جا سکتا تھا؟ درمیان میں پوائنٹ آف آرڈرز raise ہونے کی وجہ سے سارا بزنس رہ جاتا ہے۔ وہ issues جو کہ ایجنڈے پر نہیں ہوتے لئے

جا سکتے ہیں، آپ مہربانی فرماتے ہوئے ہمیشہ اجازت دیتے ہیں اور House کا وقت بھی بڑھا دیتے ہیں لیکن جو ایک طریق کار ہے، رولز آف بزنس کے مطابق جو ایجنڈا آیا ہوتا ہے وہ اس طریقے سے رہ جاتا ہے۔ یہ اہم issue ہے لیکن اس کو ایک طریق کار اور رولز کے مطابق لایا جانا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بابت رولنگ فرمادیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب! میں گزارش کرتا ہوں۔ وزیر موصوف صاحب! etiquettes اس وقت ہوتے ہیں جب آدمی ہوش میں ہوتا ہے۔ جب abnormal ہوتا ہے تو کوئی etiquette نہیں ہوتا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ قحط کے دنوں میں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جا سکتے۔ جب ہم جل رہے ہوں، جب ہمارے حقوق غضب کئے جا رہے ہوں تو پھر کونسے etiquettes کی بات کی جائے گی؟ آپ کو چاہئے کہ ہماری حوصلہ افزائی کریں۔ میں اپنے بھائی وزیر موصوف سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہمارے جذبات پر پانی ڈالیں، ان کو اس طریقے سے ٹھنڈا کریں کہ ہمارے حقوق ہمیں واپس مل جائیں۔ ہم بھی ان کے بھائی ہیں، ہم بھی اس ایوان کے اندر بیٹھے ہیں، اسی پنجاب کی پیداوار ہیں، اسی ملک کے رہنے والے شہری ہیں۔ خدارا! ہمارے دل کھول کر دیکھو۔ اس ماں، اس باپ کا دل چیر کر دیکھو جس کے بیٹے یا بیٹی نے 900 نمبر لئے اور اس کو داخلہ نہیں ملا اور وہ گھر میں بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ ان کا حال دیکھو اگر آپ ان کا حال دیکھو تو کبھی یہ بات نہیں کریں گے تو اس لئے میں وزیر صحت اور وزیر قانون سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ مہربانی کریں۔ اگر ہم نے کوئی غلطی کی ہے تو ہمیں معاف کر دیں۔ آپ ہمارے etiquettes کی طرف نہ دیکھیں بلکہ ہمارے مطالبے کی طرف دیکھیں۔ ہماری غلطیوں کو معاف کر کے ہمیں حق دینے کی کوشش کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جس طرح انھوں نے مجھے direct مخاطب کیا ہے میں نہیں کرنا چاہتا۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یہ واقعی نہایت اہم مسئلہ ہے۔ یہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، انھیں مجھ سے بہتر معلوم ہے۔ کیا وہ اس معاملے کو out of turn تحریک التوائے کار کی صورت میں نہیں لا سکتے تھے؟ میں نے صرف صحیح طریق کار اختیار کرنے کی بابت بات کی ہے۔ میں ان سے زیادہ اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتا ہوں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ جتنا انہوں نے کہا یہ اس سے بھی زیادہ نہایت اہم مسئلہ ہے لیکن پہلے ایجنڈا پر جو بزنس ہے اسے take up ہونے دیں یا پھر یہ اسے out of turn تحریک کی صورت میں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:.Let me give my views on this آج محکمہ صحت پر بھی عام بحث رکھی ہوئی ہے۔ اگر یہ معاملہ اس وقت take up کیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ یہ معاملہ محکمہ صحت سے متعلقہ ہے لیکن چونکہ ایک معزز رکن نے اس point کو raise کیا ہے، پچھلے اجلاس میں بھی صدیقی صاحب نے اس معاملے کو اٹھایا تھا۔ اس وقت بھی وزیر صحت نے جواب دیا تھا۔ اسی حوالے سے سپریم کورٹ نے بھی suo moto نوٹس لیا ہوا ہے۔ چیف جسٹس سپریم کورٹ نے انٹری ٹیسٹ کے معاملے کو take up کیا ہوا ہے۔ جہاں تک آپ کی بات کا سوال ہے، یہ بہت اہم بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب آنا چاہئے۔ ابھی آئے یا جس وقت محکمہ صحت پر بحث شروع ہو تو اس وقت وزیر صحت اس کا جواب دے دیں۔

آوازیں: ابھی جواب دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ابھی جواب دیں۔ وزیر صحت ابھی جواب دینا چاہتے ہیں۔ پہلے جواب لیں جی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Let me decide the proceedings of the House. I am here to decide it and I am not here to be directed by anybody. I would ask the Minister to come up and give the reply. Let me clear that Deputy Speaker and Speaker are not bound by any dictations over here. I am here to listen every body. Please go ahead and give the answer.

وزیر صحت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری اپنے معزز حکومتی اور اپوزیشن ممبران سے گزارش ہو گی کہ صرف دو منٹ کے لئے غور سے میری بات سن لی جائے۔ اس کے بعد آپ جو بات کریں گے میں یہاں موجود ہوں اور سنوں گا Because this is an important issue and I know you give special attention to the South. اور ہمارے دل میں بھی ساؤتھ کی بہت زیادہ عزت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ صرف ساؤتھ کی نہیں بلکہ entire Punjab کی بات ہو رہی ہے۔ Why should we take only South? This should be considered on Punjab basis اور یہ ایسا point ہے کہ جس کو آپ نے remedy کرنا ہے۔ Whether it is Northern Punjab or it is Southern Punjab. Basically it is Punjab and it

اس میں اگر انٹری ٹیسٹ کے حوالے سے should be considered on Punjab basis. کوئی مسائل ہیں تو اسے حل کرنا ہوگا۔ This is your department to deal with.

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہاں پریس بھی بیٹھی ہے۔ We should be honest about the figures میں اصغر گجر صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔ پہلے میں ان کے figures آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ ان کے مطابق صرف سات بچے جنوبی پنجاب سے میڈیکل میں داخل ہوئے ہیں۔ This is what he said. انھوں نے اس کو بنگلہ دیش کے حالات سے تشبیہ دی ہے۔

جناب والا! District-wise and Board-wise میرے پاس facts and figures ہیں اور میں آپ کی خدمت میں یہ facts and figures پیش کرتا ہوں۔ Then we will talk about کہ کس کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! عرض کرتا ہوں کہ:

بہاولپور	41	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
بہاول نگر	30	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
ڈی جی خان	42	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
لودھراں	15	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
لیہ	14	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
مظفر گڑھ	68	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
ملتان	116	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
رحیم یار خان	66	طالب علموں کو داخلہ ملا۔
راجن پور	16	طالب علموں کو داخلہ ملا۔

جناب سپیکر! یہ کس sense میں بات کرتے ہیں کہ صرف 7 طالب علموں کو داخلہ ملا ہے؟ میں نے جو facts and figures آپ کے سامنے پیش کئے ہیں کیا ان کا total seven بنتا ہے؟ Every time this issue is raised but correct facts and figures are not presented. اب میں آپ کے سامنے Board-wise اس کی تفصیل پیش کرتا ہوں پھر یہ بات کریں۔ and I only talk about the Southern Board.

بہاولپور بورڈ	104	طالب علم
ڈی جی خان	168	طالب علم
ملتان	174	طالب علم

Sir, are these total seven students?اس کے باوجود پچھلے اجلاس میں یہ
I know the ہوا تھا تو میں نے فوری طور پر انکوائری کرنے کا حکم دیا تھا۔issue raise
Supreme Court took suo moto action but despite this I
personally ordered an inquiryاور میں فیصلہ آپ کے سامنے سنا دیتا ہوں۔ جو 25
top studentsہیں اور 25 وہ طالب علم جو کہ middleمیں ہیں ان کے پیپرز آغا خان
یونیورسٹی میڈیکل کالج میں بھیجے جا رہے ہیں، جو کہ ایک بالکل independent institution
ہے، world over recognizedہے اسے یہ پیپرز بھیجے جا رہے ہیں تا کہ وہ assessment
کریں۔ اس کے علاوہ ہم نے ایک بڑی high-poweredانکوائری آرڈر کی ہے کہ پورے امتحان کی
انکوائری کی جائے اور within one monthیہ انکوائری گورنمنٹ کے سامنے پیش کی جائے۔ But
I must state کہ بار بار اٹھ کر پریس گیلری کو playکرنا اور with incorrect facts and
figures جذباتی باتیں کرنا کسی بھی لحاظ سے reasonableبات نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. DEPUTY SPEAKER: That's why I wanted to give the floor to you that you should able to give them a proper reply.

حقائق کچھ اور ہوتے ہیں اور agitateکچھ اور کیا جاتا ہے۔ آج آپ نے بات کر دی ہے۔ وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔

MINISTER FOR HEALTH: I respect the honourable member and I would request him

کہ میں نے جو figuresپیش کئے ہیں اگر ان میں ایک فیصد بھی ادھر ادھر ہوا تو he can
discuss it with meمجھے بتا دیں کہ وہ سات بچے کون ہیں جن سپیشل سات بچوں کا یہ ذکر
کرتے ہیں؟ I have given you a list of more than three hundred
plus studentsجنوبی پنجاب سے جن کو داخلہ ملا۔ ہمیں اپنے facts and figures
correctرکھنے چاہئیں۔ چونکہ پوری قوم اسمبلی کا اجلاس دیکھ رہی ہوتی ہے تو اس کا ایک بہت
negative تاثر جاتا ہے لیکن اس کے باوجود Because this issue was raised by the Opposition and Treasury Members, I am on my own before the Supreme Court to take action and order an independent inquiry into thisاس کی رپورٹ بھی اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس میں ایک اور گزارش بھی کروں گا جب میڈیکل ٹیسٹ ہوتے ہیں تو Minister for Health I will take information میں یہ گزارش کروں گا کہ اکثریت دیہات کے علاقے سے ہے لیکن دیہات کے علاقے میں ڈاکٹر نہیں جاتے۔ آپ کے ایسے بہت سے ہسپتال ہیں جن پر حکومت نے بڑا خرچہ کیا ہوا ہے لیکن یقین مانیے کہ اکثر ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں ہیں اگر آپ اس میں ایسا سسٹم add کریں جس میں دیہات کے لوگوں کو زیادہ موقع ملے یا جو شہر میں کم از کم ان سے یہ لکھوالیں کہ after completion of their course they have to serve for particular period پانچ یا تین سال کا contract ہونا چاہئے کہ they should go to the rural area. So those hospitals not abounded.

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو اعداد و شمار دیئے ہیں وہ درست ہوں گے لیکن میں آپ کو یہ بات بتاتا ہوں کہ جو اعداد و شمار میں نے دیئے ہیں وہ آج سے نہیں بلکہ جس دن سے انٹری ٹیسٹ کا رزلٹ آیا اس دن کے پیپر کے اندر باقاعدہ آرہے ہیں، آرٹیکلز آرہے ہیں لیکن کسی گورنمنٹ کے آدمی نے یا ہیلتھ منسٹر نے اسے condemn نہیں کیا اور اس پر تردید نہیں کی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: condemn نہیں conflict ہونی چاہئے۔

چودھری اصغر علی گجر: اس پر تردید پیش نہیں کی کہ یہ رزلٹ غلط ہیں اور یہ اعداد و شمار غلط ہیں۔ آج ایوان میں یہ تردید پیش کی گئی ہے کہ سات لڑکے نہیں ہیں بلکہ تین سو لڑکے ہیں لیکن میں پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ تین سو ہیں تو پھر بھی غلط بات ہے۔ تین سو نہیں بلکہ ان کی تعداد زیادہ ہونی چاہئے۔ لاہور کا کوئی ڈاکٹر لیہ یا روجھان جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انٹری ٹیسٹ کی بنیاد ہی غلط ہے لہذا اسے ختم ہونا چاہئے اور پورے پنجاب کے اندر میرٹ پر داخلے ہونے چاہئیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 606 جناب سمیع اللہ خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اور محترمہ فائزہ احمد کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں اس کی بہتری کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Lets go to the main task جب ہیلتھ پر بات ہو گی تب آپ بات کریں۔ تحریک التوائے کار نمبر 606 پیش ہو چکی تھی اور آج کے لئے pending ہوئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز ابھی ان کو بات کرنے دیں۔ جی، چودھری صاحب!

گڑھی شاہو پُل کی تعمیر کے آٹھ سال بعد شکستہ حالت

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! گڑھی شاہو کا پل 1997 میں نیسپاک کے زیر نگرانی تعمیر کیا گیا۔ یہ درست نہ ہے کہ 8 سال بعد یہ پل شکستہ حال ہو گیا ہے۔ دراصل کچھ کنکریٹ ٹوٹ گئی تھی جس کی وجہ جاننے کے لئے میسرز نیسپاک نے ایک تکنیکی رپورٹ تیار کی ہے۔ جس میں واضح کیا گیا ہے کہ پل کی slab کا کچھ حصہ ٹوٹنے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں۔ پل بنانے کے دوران کنکریٹ سلیپ اور لوڈز زیادہ ڈالنے سے، وزن بڑھ جانے یا پل کے آپریشن کے دوران ماحولیاتی حالات کے پیش نظر کنکریٹ زیادہ گرم ہو جائے تو اس کی طاقت کھو دیتی ہے۔ مزید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ہوا میں ڈیزل فیوم جنرل سلفر اور نائٹروجن کی مقدار زیادہ تھی اور گرمائش کی وجہ سے کنکریٹ بتدریج ختم ہونے کی وجہ بنی۔ اس تحقیق کے بعد نیسپاک نے ٹوٹے ہوئے حصے کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ڈیزائن دیا جو کہ ایل ڈی اے نے 2005-10-13 سے 2005-11-30 تک مکمل کرنا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ حصہ completed 2005-11-30 تک دوبارہ کھول دیا جائے گا۔ یہ ٹیکنیکل وجوہات تھیں جو کہ نیسپاک نے اپنے ذمہ لیں اور اس کے بعد انھوں نے دوبارہ ڈیزائن دیا ہے۔ چونکہ اس وقت محرک یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں لہذا میں یہی گزارش کروں گا کہ اب اس تحریک کو dispose of کر دیا جائے کیونکہ اس پر کام ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

MR DEPUTY SPEAKER: We take up the Punjab Emergency Bill 2005

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ایک منٹ۔I will come back to that جی، وزیر صحت!

مسودہ قانون پنجاب ایمرجنسی سروسز مصدرہ 2005

MINISTER FOR HEALTH: I introduce the Punjab Emergency Services Bill 2005.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Emergency Services Bill 2005 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and referred to the Standing Committee on Health for report within one month.

عام بحث

صحت پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم صحت پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر صحت کی تقریر سے ہو گا تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! پلیز مجھے بھی ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی دیتے ہیں۔let him start ابھی بہت ٹائم ہے میں آپ سب کو ٹائم دوں گا لیکن let him start speech جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! discussion on health کی بات تین دن پہلے کی گئی تھی اور ہمارے ایک فاضل رکن نے point out کیا تھا کہ ہیلتھ ایک اہم topic ہے جس کا اطلاق ہر شہری اور ہر شخص پر ہوتا ہے لہذا اس پر بحث کی جائے تو میں نے welcome کیا تھا کہ we are ready any time for that

جناب والا! عرض یہ ہے کہ ہماری حکومت محسوس کرتی ہے اور وزیر اعلیٰ نے جو priorities set کی ہیں ان میں ایجوکیشن، ہیلتھ، ایگریکلچر اور لاء اینڈ آرڈر ہمارے نزدیک سب سے اہم ہیں تو میں ہیلتھ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ جب بھی ہیلتھ کا کوئی status دیکھا جائے تو موازنہ کرنا بہت ضروری ہے۔ میں اس چیز کو سمجھتے ہوئے اور اس چیز کا اعادہ کرتے ہوئے چند گزارشات پیش کروں گا کہ ہم بالکل open mind کے ساتھ تجاویز سننے کے لئے تیار ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان پر عمل بھی کریں گے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے معزز ممبران عوام کی نمائندگی کرتے ہیں اور عوام کی ضروریات ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا تو اس وقت جو ہیلتھ کا ترقیاتی بجٹ تھا وہ تقریباً 60 کروڑ کے قریب تھا اور آج اللہ کے فضل وکرم سے اس سال ہیلتھ کا بجٹ تین اعشاریہ 3۔ ارب روپے ہے یعنی تقریباً چھ گنا ہم اپنا بجٹ بڑھا چکے ہیں۔ ہم نے صرف اپنا بجٹ ہی نہیں بڑھایا بلکہ اس کی utilization کو بھی بہتر بنایا ہے۔ ہمارا بجٹ جب 60 کروڑ تھا اس وقت اس کی utilization صرف 43 فیصد تھی یعنی ساٹھ کروڑ کا آدھے سے بھی کم بجٹ utilize ہوتا تھا۔ آج اللہ کے فضل وکرم سے 2003-04 کا جو بجٹ ہم نے بنایا ہے وہ 82 کروڑ کا تھا اور اس کی 83utilization فیصد تھی۔ اس کے علاوہ پچھلے سال کا بجٹ 2۔ ارب روپے تھا اور اللہ کے فضل وکرم سے اس کی utilization 90 percent تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ بجٹ کا بڑھانا اور بجٹ کی utilization دونوں کو بہتر کرنا ضروری ہے۔ ہم نے کوئی دس بیس فیصد اضافہ نہیں کیا بلکہ خاطر خواہ اضافہ کیا ہے یعنی double/tripple improvement کر رہے ہیں۔ اس کا اثر پبلک پر ہے۔ آج اللہ کے فضل وکرم سے آپ میں سے کوئی شخص ہمارے کسی بھی ٹیچنگ ہسپتال کی ایمرجنسی میں جائے گا تو اس سے ایک پیسا بھی نہیں لیا جائے گا خواہ وہ اسپرین کی گولی ہو یا چھ ہزار روپے کا انجکشن ہو، مریض سے ایک پیسا نہیں لیا جائے گا۔

یہ سہولت ابھی تک صوبہ سرحد میں ہے اور نہ ہی صوبہ سندھ میں ہے۔اس کے علاوہ یہ سہولت ایران، سعودی عرب، انڈیا، بنگلہ دیش، نیپال میں کہیں بھی یہ سہولت حاصل نہیں ہے۔یہ سہولت صرف اور صرف صوبہ پنجاب میں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!کارڈیالوجی کے متعلق عرض کروں گا کہ پچھلے 25 سال میں پنجاب میں ایک ہی کارڈیالوجی کا انسٹیٹیوٹ بنا جو گورنر جیلانی صاحب نے بنایا۔اس ہسپتال کے بننے میں سات سال لگے۔ہم نے ملتان میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی 11مہینوں میں بنایااور اس کو functional کر دیا ہے۔دو تین سو مریض روزانہ دیکھے جاتے ہیں اور ایک ارب روپے سے دو سو بیڈ کا ہسپتال 11مہینوں میں کسی حکومت نے نہیں بنایا۔ہم اس پر بھی رکے نہیں، ہم چاہتے تھے کہ پورے پنجاب کو یہ coverage ملنی چاہئے۔اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمیں 92 کنال زمین فیصل آباد میں اس مقصد کے لئے لے کر دی اور اللہ کے فضل و کرم سے اس وقت فیصل آباد میں کھدائی شروع ہے اور جلد ہی یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔اس کے بعد بھی ہم یہ محسوس کرتے تھے کہ ہمارے جو انڈسٹریل زون گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ اور وزیر آباد کے علاقے ہیں وہاں پر بھی cardiac disease بہت زیادہ ہے۔اس پر وزیر اعلیٰ نے پھر ہمیں 60 کنال کی زمین وزیر آباد میں لے کر دی ہے اور وہاں پر انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔یہاں پچھلے ادوار میں پچیس پچیس سال میں ایک cardiac centre بنتا تھا یہ حکومت تین سال میں چار چار بنا کر دے رہی ہے۔ موجودہ حکومت کے لئے پنجاب کے عوام اور ان کی صحت افضل ہے۔ہم یہ بھی سمجھتے تھے کہ نئی facilities introduce کی جائیں جو پچھلی حکومت نے نہیں دیں۔مثال کے طور پر burns ہیں، جو مریض جھلس جاتا ہے اس کی تکلیف کا اندازہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔اتنا درد اور تکلیف ہوتی ہے جو کسی بیماری میں نہیں ہوتی۔اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے ایک برن سنٹر علامہ اقبال میں دیا اور اللہ کے فضل و کرم سے ملتان میں بھی construction شروع ہے۔ایک 22 کروڑ روپے کا برن سنٹر ہم نشتر ہسپتال کو دے رہے ہیں اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ نے مجھے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اسی طرح کا ایک برن سنٹر فیصل آباد اور راولپنڈی میں بھی بنایا جائے۔

جناب والا!یہ دن بھی میں نے اپنی قسمت میں دیکھ لیا کہ پنجاب ایمرجنسی بل پیش ہو گیا ہے۔یہاں پر ایم۔پی۔ایز، وزراء، ورکرز سب بیٹھے ہیں۔آج سے تین سال پہلے کسی کو ہارٹ اٹیک ہوتا تھا تو کیا ہوتا تھا مریض کو کسی کی گاڑی میں بٹھا کر ایمرجنسی لے کر جاتے تھے۔یہاں تک کہ ایم۔پی۔ایز

اور منسٹرز کو یہ سہولت حاصل نہیں تھی، میں عام آدمی کی بات نہیں کر رہا۔اب گڑھی شاہو، سمن آباد، ٹھوکر نیاز بیگ میں کوئی حادثہ ہوتا ہے تو وہ شخص جس کی حادثے کی وجہ سے پہلے ہی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اس کو پیپٹ لپاٹ کر رکشے میں ڈال کر ایمرجنسی میں لے کر جاتے تھے لیکن اب لاہور میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ہمارا ایمبولینس سسٹم جس میں ہماری گاڑی جو کہ free of cost ہے اس میں trained person بھی موجود ہوتا ہے۔ایمبولینس مرکز سے ایک میڈیکل ٹیکنیشن کے ہمراہ ساڑھے سات منٹ کے اندر اندر گاڑی لاہور کے ہر کونے میں پہنچتی ہے اور لوگوں کو ہسپتال میں پہنچاتی ہے۔اس طریقے سے ہزاروں لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔آج یہ اس کی appreciation اس حد تک ہے کہ فاضل ہاؤس نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ بل introduce کیا جائے تاکہ یہ ایمبولینس سسٹم پورے پنجاب کے عوام کو دیا جائے اور انشاء اللہ ہماری commitment ہے کہ جتنے بھی ہمارے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہیں ڈی۔جی۔خان سے راولپنڈی تک یعنی تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں یہ ایمبولینس سسٹم شروع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ جب ہماری حکومت بنی تو ڈاکٹرز سڑکوں پر تھے جلوس اور جلسے عام تھے اور حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا ہوا تھا۔وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی contention، اپنی سوچ اور صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھ سے خود پوچھا کہ What can I do for them? ان کو میں کیسے راضی کر سکتا ہوں، ان کے لئے کیا بہتر کام کر سکتا ہوں تو میں نے کہا کہ جو پروفیسرز ہیں ان کی تو پرائیویٹ پریکٹس ہے، ان کا اپنا influence کا circle ہے، ان کے پاس تو ہنڈا سوک اور بی۔ایم۔ڈبلیو بھی موجود ہیں لیکن ہسپتالوں میں جو کام کرتے ہیں وہ تو جونیئر ڈاکٹرز، اسسٹنٹ پروفیسر، سنیئر رجسٹرار اور میڈیکل آفیسرز ہیں اور ہر حکومت نے اس سے پہلے ان کو ignore کیا ہے، ان کو تو ہم کبھی چار ہزار، کبھی پانچ ہزار، کبھی چھ ہزار دیتے ہیں اس کو آپ 20 فیصد increase کر دیں۔گنگا رام ہسپتال میں ایک function تھا، وزیر اعلیٰ صاحب سے میں نے request کی تو انہوں نے کہا کہ 20 فیصد نہیں آپ اس کو ڈبل کر دیں۔اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے اسی دن فیصلہ کیا اور آج ہمارے جتنے بھی جونیئر ڈاکٹر اور trainee Doctors ہیں انہیں چھ ہزار کی بجائے دس ہزار روپے دے رہے ہیں۔ہماری یہ بھی کوشش ہے کہ اس میں مزید اضافہ بھی کیا جائے۔ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ تو شہروں کی باتیں ہیں، ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کی باتیں ہیں لیکن اصل کام ہم نے رورل ایریاز میں کرنا ہے۔رورل ایریاز جہاں کی آبادی بہت زیادہ ہے اور ہمارے زیادہ تر منتخب

نمائندوں کا تعلق بھی وہیں سے ہے۔ ہم نے دو سال اپنی governance کو improve کیا، اپنے بجٹ کو improve کیا، بجٹ کی utilization کو بھی improve کیا اور اس کے ساتھ ساتھ Cardiac Centre، ایمبولینس سروس، برن سنٹر ہم نے introduce کئے۔ اس سال ہمارا مکمل focus rural areas پر ہے۔ ہمارے پاس اس وقت پنجاب میں 295 رورل ہیلتھ سنٹرز ہیں جنہیں دیہی مراکز صحت کہا جاتا ہے اور ان دیہی مراکز صحت کی روایتی functionality تقریباً 40 فیصد ہے جو کہ آج سے بہت سال پہلے بنائے گئے تھے لیکن ان کی پلاننگ غلط ہوئی اور یہ چودھری پرویز الٰہی کے وزیر اعلیٰ بننے سے پہلے کے بنائے ہوئے ہیں۔ ان کی جو utilization ہے وہ کوئی 20 فیصد تھی اور اس پر investment اربوں کھربوں روپے کی ہے۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان کو فوری طور پر upgrade کیا جائے اور اس سے کوئی فائدہ اٹھایا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک آرڈر پاس کیا کہ تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں جتنی بھی بنیادی سہولیات ہیں وہ provide کی جائیں۔ جہاں جہاں ڈاکٹر نہیں ہیں آپ ان کو incentive دیں۔ اگر تنخواہ 12 ہزار ہے تو اس کو 20 ہزار دیں اور اگر 20 ہزار ہے تو اس کو بھی آگے بڑھا دیں اور ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ ان کی رہائش کا بندوبست کیا جائے اور ان کے بچوں کی transportation کے لئے ان کو ایک ائر کنڈیشنڈ نئی بس بھی فراہم کی جائے۔

ہم نے اس چیز کو سٹڈی کیا اور آج ہم اس کام پر لگے ہوئے ہیں۔ تمام اضلاع میں کام شروع ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں regular ڈاکٹر ہو گا۔ ان تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں ان ڈاکٹروں کو رہائش دی جائے گی اور مزید incentive دینے کے لئے پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت بھی دی جائے گی۔ میرے خیال کے مطابق جو ڈاکٹر خاص طور پر سرجن، چائلڈ سپیشلسٹ، گائناکالوجسٹ وغیرہ اس رورل ہیلتھ سنٹروں میں پریکٹس کرے گا تو میرا اپنا تخمینہ ہے کہ اس کی ماہانہ آمدنی کم از کم ساٹھ ستر ہزار روپے تک ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس incentive کے ساتھ یہ ڈاکٹرز بھی وہاں پر جائیں گے۔ اسی طرح ڈی۔ایچ۔کیوز کے لئے بھی ایک ارب روپے کا پراجیکٹ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بھی اور اگلے سال بھی ہمارا focus دیہی علاقوں میں ہو گا کیونکہ سب سے زیادہ عوام ہماری وہاں پر رہتی ہے۔ ان کا حق پہلے بنتا ہے لیکن ان کا حق ان کو دیا نہیں گیا۔ اس commitment کے ساتھ اور ان principles کے ساتھ ہم کام کر رہے ہیں۔ شفاف طریقے سے integrity ایمانداری اور dedication کے ساتھ پنجاب کے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے ایک قرارداد چیک اور ڈیوٹی کے بارے میں پیش کی تھی اور اس سلسلے میں پورے ہاؤس کا اس بات پر اتفاق تھا کہ یہ قرارداد پاس کر دی جائے۔ چونکہ اس میں پورے ملک کا ہر آدمی involve ہے۔ بنک جو ڈیوٹی چارج کر رہے ہیں، پہلے ہی بنکوں نے بہت لوٹ مچائی ہوئی ہے اور ان کو کوئی چیک نہیں کر رہا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں اس کو اور طریقے سے اور خاص طور پر "جنگ" نے اور طریقے سے پیش کیا ہے۔ کہا یہ گیا ہے کہ وہ قرارداد مسترد کر دی گئی حالانکہ Chair نے اس وقت یہ ruling دی اور اسی لئے میں صبح سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ محترم وزیر خزانہ صاحب اور دوسرے وزراء یہاں تشریف رکھیں تو میں ان کے سامنے عرض کروں۔ یہاں سے ایک بات ہوئی اور طے ہوا کہ یہ قرارداد within 3 days دوبارہ لائی جائے گی اور اس کو پورے ہاؤس کی طرف سے move کر کے اسے پاس کر دیا جائے گا جبکہ اس کو "جنگ" میں دوسری طرح کہا گیا۔ بجائے اس کے کہ ہم Business Community کو یہ message دیتے کہ بھئی! ہمیں آپ کے دکھ کا احساس ہے۔ آج کے اخبارات میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ قرارداد مسترد ہو گئی۔

جناب سپیکر! آپ سے میری گزارش ہے کہ ایک تو حکومت کی طرف سے Under Section. 115 sub Section-2 کے تحت اس کو تین دن کے اندر اندر دوبارہ لا کر پاس کیا جائے۔ میں اپوزیشن کا بھی شکر گزار ہوں خصوصاً سید احسان اللہ وقاص صاحب اور محترم ارشد بگو صاحب کا کہ انہوں نے اس کی gravity کو سمجھا اور مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ Cooperate Laws کے تحت بنکوں کو کیوں نہیں چیک کیا جا سکتا؟ اس وقت پورے ملک میں سب سے بڑی industry بنک ہیں۔ اس وقت بنکوں کے سوا کوئی اور چیز flourish نہیں کر رہی اور اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم تاجر طبقے کو یہ message نہیں دے سکتے کہ ہمیں ان کی تکلیف کا احساس ہے تو ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟ بہت شکریہ

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ اس کے بعد نجف سیال صاحب کو لازمی ٹائم دیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ہی بارے میں کوئی بات کرنی ہے۔

جناب والا! آپ نے ابھی فرمایا کہ محترم ہیلتھ منسٹر صاحب نے general discussion کا آغاز کیا اور کسی بھی معاشرے میں صحت کا معاملہ ہے یا جو دیگر burning issues ہیں ان میں لاء اینڈ آرڈر، ہیلتھ اور عام لوگوں کو ریلیف دینا ہے یہ ہر گورنمنٹ کا کام ہے۔ لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ موجودہ شاہی بیڑے میں کم از کم 40 منسٹرز، 40 پارلیمانی سیکرٹریز اور 40 چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں لیکن گورنمنٹ کے بنچز پر موجودہ regime میں سے کتنے لوگ بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی دلچسپی کا کیا عالم ہے۔ ہیلتھ منسٹر، نوانی صاحب اور ان کے علاوہ دو تین منسٹر اور بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آپ اندازہ فرمائیں کہ جب نوانی صاحب نے یہ بات فرمائی کہ سابقہ دور میں میاں شہباز شریف صاحب کہتے تھے کہ میں نے نواب آف کالا باغ بننا ہے اور میں نے جو آرڈر کرنا ہے اس کو obey کروانا ہے تو اُس وقت کا انٹری ٹیسٹ کا معاملہ انہوں نے ہمارے کھاتے میں ڈال دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں on the floor of the House میاں شہباز شریف صاحب اور ان کی اُس وقت کی گورنمنٹ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن میں یہ سب لوگ شامل تھے۔ اس وقت پورے صوبے میں بوٹی مافیا کا رواج پڑ چکا تھا اور سنٹرز لاکھوں کروڑوں میں بکتے تھے اور کروڑوں کے حساب سے پیسے اکٹھے کئے جاتے تھے۔ یہ میاں شہباز شریف صاحب کا آرڈر تھا جنہوں نے اس وقت کے بوٹی مافیا کو نکیل ڈالی۔ انٹری ٹیسٹ کو متعارف کرانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جو لوگ پرچے اور سنٹرز خریدتے ہیں وہ غریب طلباء اور طالبات کا استحصال کر رہے ہیں۔ اس استحصالی طبقہ کے خلاف میاں شہباز شریف صاحب نے اس انٹری ٹیسٹ کو فروغ دیا تھا اور صحت کے معاملات میں انہوں نے پنجاب کے اندر ریکارڈ اصلاحات کی تھیں تو آپ سے میری گزارش یہ ہے کہ آپ Treasury Benches کو آرڈر کریں۔ کل بھی آپ نے کہا تھا کہ یہ معاملات میں دلچسپی لیں، منسٹرز، پارلیمانی سیکرٹریز اور شاہی بیڑے میں سوار چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز اس حکومت کے ذمہ داران ہیں، ان کی حاضری ensure کریں تاکہ ماحول بہتر ہو اور بہتر طریقے سے بحث ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

انہوں نے انٹری ٹیسٹ کے متعلق بات کی ہے کہ شہباز شریف صاحب نے یہ بہت بڑا کارنامہ دکھایا تھا۔اگر وہ اتنے بڑے اکبر بادشاہ تھے اور اتنے زبردست ایڈمنسٹریٹر تھے تو وہ سنٹر بکنے سے روک بھی سکتے تھے۔یہ تو سراسر ظلم ہے کہ بچہ جو نوسو، سوانو سو نمبر لیتا ہے اور اسے انٹری ٹیسٹ میں لے جا کر فیل کر دیا جاتا ہے تو وہ بے چارہ تو ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتا ہے وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ماشاء اللہ وہ بادشاہ تھے تو روک لیتے کہ سنٹر نہ بکتے۔انہوں نے وہ نہیں کیا بلکہ دین الہٰی کی طرح اپنا نیا مذہب دریافت کر لیا تو اس بات کی ہم حمایت نہیں کرتے۔شیخ صاحب نے جو دوسری بات کی ہے اس کی میں حمایت کرتا ہوں کہ ماشاء اللہ یہاں پر ہمارے 62 پارلیمانی سیکرٹری ہیں، 42 سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں، ایڈوائزر اور وزراء حضرات کی فوج ظفر موج 65 کے قریب ہے، باعث شرم بات ہے کہ 7 منسٹرز کے علاوہ یہاں پر کوئی منسٹر نہیں ہے۔خواتین کو دیکھ لیں 17 بیبیاں سٹینڈنگ کمیٹیز کی چیئر پرسن اور پارلیمانی سیکرٹریز ہیں، کیا حکومت پنجاب کی گاڑیاں انہیں سیر کرانے کے لئے ہیں یا کیا ہمارے پارلیمانی سیکرٹری بھوکے ننگے ہیں یا کیا پاکستان سعودی عرب ہے؟ اگر یہ اپنے منسٹر کی غیر موجودگی میں سوالات کے جوابات نہیں دے سکتے تو یہ اپنی گاڑیاں واپس کریں۔ہو سکتا ہے کہ ان کے منسٹرز کہیں مصروف ہیں کیونکہ کچھ منسٹرز مظفر آباد بھی گئے ہیں جیسے رانا قاسم نون گئے ہوئے ہیں، اوقاف کے منسٹر گئے ہوئے ہیں لیکن جو منسٹرز یہاں ہوتے ہوئے نہیں آتے، کم از کم ان کے پارلیمانی سیکرٹری کو یہاں ہونا چاہئے تو یہ سراسر زیادتی ہے۔میں نے پرسوں بھی یہاں پر تقریر کی ہے جسے کافی بندوں نے بُرا منایا ہے۔کوئی بُرا منائے، کوئی اچھا منائے، نجف سیال ایک elected آدمی ہے جو حق کی بات ہو گی وہ کرے گا۔کل سے اگر یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور وزراء صاحبان تشریف نہ لے آئے تو ہم ایم۔پی۔اے صاحبان بھی House میں نہیں آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں، تمام honourable ممبران کو چاہئے کہ وہ اسمبلی میں آئیں لیکن میں نے House of Common میں بھی دیکھا ہے جو کہ جمہوریت کے روح رواں ہے۔یہاں پھر بھی آپ کو کچھ لوگ نظر آ رہے ہیں لیکن وہاں لوگ نظر بھی نہیں آتے، وہاں لوگ مخصوص ایام میں آ جاتے ہیں لیکن وہ اکثر اپنی مرضی سے آتے ہیں اور مرضی سے جاتے ہیں کیونکہ elected representatives نے صرف اجلاس attend نہیں کرنا، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے حلقے کے لوگوں کے ساتھ بھی آنا جانا ہوتا ہے۔یہ ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس controversy میں نہ پڑیں کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے۔ سیال صاحب! میں آپ کا احترام کرتا ہوں۔ میں آپ کو وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس controversy میں مت پڑیں کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے، یہ پارلیمانی روایات ہیں۔ آپ کسی اسمبلی میں بھی جائیں، قومی اسمبلی میں جائیں، سندھ اسمبلی میں جائیں، سینیٹ میں جائیں، بلوچستان اسمبلی میں جائیں، سرحد میں جائیں یا بین الاقوامی اسمبلیوں میں جائیں تو یہی حالات ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ حلقے کے کام بھی ہوتے ہیں۔ میں بھی صبح آٹھ بجے اٹھا ہوں۔ دس بجے تک میں نے بھی اپنے گھر پر بندے بھگتائے ہیں۔ اس کے بعد کوئی بیس دفاتر کا چکر لگایا ہے۔ بھاگم بھاگ یہاں پر گیارہ ساڑھے گیارہ بجے آیا ہوں۔ میں اس پر بھی معذرت خواہ ہوں کہ میں ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ کیوں ہوا اور جناب کو یہ احساس ہو گا کہ جب بھی یہ اجلاس ہوتا ہے اگر رات کے ایک بجے بھی اجلاس ختم ہو تو جناب موجود ہوتے ہیں تو نجف سیال رات ڈیڑھ بجے یہاں سے جاتا ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ایک ترقی پذیر ملک میں ہمیں اڑھائی ہزار روپیہ روز ملتا ہے کہ ہم آئیں اور دستخط کریں اور دوسرے دروازے سے نکل جائیں۔ جناب! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ آپ اپنے بندے پورے کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) ایوان میں کورم نہ ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے بعد 2.00 بجے جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 17۔نومبر 2005 صبح 10 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

357

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،17۔نومبر2005

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ اور اوقاف)

(I) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(II) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤنوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو ایوان میں متعارف کروائے جائیں گے)

i۔ مسودہ قانون پنجاب (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع ظاہری نمودونمائش وبے جامصارف) مصدرہ2005

ii۔ مسودہ قانون پنجاب ملازمین کارکردگی، نظم وضبط اور احتساب مصدرہ2005

iii۔ مسودہ قانون (ترمیم) انجمن ہائے امداد باہمی مصدرہ2005

359

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

جمعرات 17۔نومبر 2005

(یوم الخمیس،14۔شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَo نَحۡنُ أَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَo نُزُلٗا مِّنۡ غَفُورٖ رَّحِيمٖo

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤo ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں)۔ اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)o (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہےo

وماعلینا الاالبلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے، آج محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ اور اوقاف سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

زلزلہ زدگان کی صورتحال پر بحث کے لئے ایوان میں وقت کا مقرر کیا جانا

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں ایم۔ایم۔اے کی طرف سے میں تھا، پیپلز پارٹی کی طرف سے رانا آفتاب صاحب اور مسلم لیگ (ن) کی طرف سے رانا ثناء اللہ صاحب شریک ہوئے تھے جبکہ حکومت کی طرف سے وزیر قانون صاحب تھے۔ ہم نے وہاں پر یہ کہا تھا کہ جمعرات کو زلزلہ زدگان کے لئے بحث رکھی جائے تو جناب نے یہ فرمایا تھا کہ ٹھیک ہے ہم جمعرات کو ایک دن کے لئے زلزلہ زدگان پر بحث رکھ لیتے ہیں لیکن آج کے ایجنڈے میں اس بحث کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آج ہی بحث کروا دیتے ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں، آج رکھنی ہے تو آج رکھ لیں، اگر آپ مناسب سمجھیں تو Monday کو رکھ لیں۔ آپ بے شک ایک دن کی بجائے دو دن زلزلہ زدگان کے لئے بحث رکھ لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے آج زلزلہ زدگان کے لئے بحث کروا دیتے ہیں۔

مجلس قائمہ برائے تعلیم کا مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب 2005 کو اراکین کی میٹنگ میں شامل کئے بغیر منظور کر کے ہاؤس میں پیش کرنے کی سفارش

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! دوسری بات جو میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ بڑی اہم

ہے۔ چونکہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور یہ بڑا ضروری ہے کہ اگر کوئی بے ضابطگی ہو رہی ہو تو وہ آپ کے علم میں آنی چاہئے۔ یہاں پر ایک بل پیش کیا گیا ہے The University of Central Punjab (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.15 of 2005). اور مجلس قائمہ برائے تعلیم نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ان کی میٹنگ 15۔ نومبر 2005 کو ہوئی ہے اور اس میں انہوں نے اس بل کو متفقہ طور پر منظور کر کے ہاؤس میں پیش کرنے کی سفارش کی ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے تین فاضل ممبران احسان اللہ وقاص صاحب، بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن صاحب اور محترمہ صائمہ بخاری صاحبہ نے جناب کو لکھ کر دیا ہے کہ نہ تو اس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے اور نہ ہی کسی نے میٹنگ بلائی ہے۔ یہ محض کارروائی ڈالنے کے لئے لکھ کر ہاؤس کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس طرح غلط بیانی سے کام لینا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کے ساتھ مذاق کرنے والی بات ہے۔ یہ میٹنگ ہوئی ہی نہیں ہے۔ میں نے بریگیڈیر صاحب سے تصدیق کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں تو کسی نے اس میٹنگ میں بلایا اور نہ ہی یہ میٹنگ ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ بل کمیٹی نے unanimously پاس کیا ہے تو میں درخواست کروں گا کہ آپ وزیر قانون سے کہیں کہ خدا کے لئے اس اسمبلی سے اس طرح مذاق نہ کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس چیز سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ Standing Committee کی میٹنگ کا انعقاد اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ہوا ہے، minutes بھی اسمبلی سیکرٹریٹ نے لکھے ہیں اور جہاں تک اپوزیشن کے ممبران کی اس میں شمولیت کا تعلق ہے تو اس بابت میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جہاں تک یہ استدلال ہے کہ میٹنگ ہوئی ہی نہیں، یہ غلط ہے کیونکہ میں اس میٹنگ میں خود موجود تھا۔ میٹنگ ہوئی ہے، باقاعدہ deliberations ہوئی ہیں اس کے بعد کمیٹی نے بل پاس کیا ہے اور پھر اس کی رپورٹ ایوان میں دی گئی ہے تو یہ کہہ دینا کہ میٹنگ ہوئی ہی نہیں ہے، غلط ہے کیونکہ میں خود میٹنگ میں موجود تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں جھوٹ بول رہا ہوں یا محترم وزیر قانون صاحب غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ بریگیڈیر (ریٹائرڈ) حسن صاحب جو کہ اس کمیٹی کے ممبر ہیں ابھی گواہی دیں گے۔ احسان اللہ وقاص صاحب اس کے ممبر ہیں اور محترمہ صائمہ بخاری اس کی ممبر ہیں انہوں نے لکھ کر آپ

کو دیا ہے۔ یہاں اس رپورٹ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ کمیٹی نے اس بل کو unanimously پاس کیا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ میٹنگ ہوئی ہے اور اس بل کو پاس کرنے میں تمام ممبران شامل تھے اور unanimously یہ بل پاس ہوا ہے تو میں اس floor پر یہ کہتا ہوں کہ میں resign دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں وزیر قانون سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ اگر یہ جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر یہ اپنی بات کرنے کے لئے سوچ لیں کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔ میری بات کی تصدیق بریگیڈیر (ریٹائرڈ) حسن صاحب کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز ممبر دو باتیں کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں میں یہ کہ رہا ہوں کہ باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے، اس کی صدارت مجلس قائمہ کے چیئرمین چودھری محمد ارشد صاحب نے کی ہے اور اس کے ممبران میں سے جوزف حاکم دین صاحب، محترمہ پروین سکندر گل صاحبہ، محترمہ نگہت سلیم خان صاحبہ اور محترمہ سعدیہ ہمایوں صاحبہ موجود تھیں یعنی باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے۔ یہ کہنا کہ بل متفقہ طور پر منظور ہوا ہے یا نہیں ہوا میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے میٹنگ میں خود گیا تھا۔ باقاعدہ میٹنگ جاری تھی، اس کی proceeding ہو رہی تھی، ممبرز deliberations کر رہے تھے۔ اب minutes میں کیا لکھا گیا ہے یہ میرا یا حکومت کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ کمیٹی کی proceeding ہے اس مجلس قائمہ کے جو چیئرمین ہیں He is the proper person وہ بتائیں کہ اس کو متفقہ طور پر کیوں لکھا گیا ہے؟ میں آپ سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ اس میٹنگ میں بریگیڈیر حسن صاحب، احسان اللہ وقاص صاحب اور محترمہ صائمہ بخاری صاحبہ نہیں تھیں لیکن باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے۔ ان ممبران کو اطلاع نہ ہوئی ہو یا یہ میٹنگ میں شریک نہ ہوئے ہوں تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ میٹنگ ہوئی ہی نہیں یہ درست نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ 15 تاریخ کو اسمبلی session میں تھی چونکہ اسمبلی session میں ہے لہذا آپ نے اس کمیٹی کی میٹنگ کی اجازت دی ہو گی۔ سب سے اہم

مسئلہ یہ ہے کہ Why three opposition members have been ignored? یہ اسمبلی میں آئے ہوئے تھے۔

They should have been properly conveyed by the Assembly Secretariat.

جناب جوزف حاکم دین: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! قانون سازی کے معاملات میں ان ممبران کے تحفظات ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ بل unanimously پاس ہوا ہے۔

First of all you should hold an inquiry why three members were not invited in that meeting.

اگر ان کو کوئی اطلاع ہوئی ہوتی تو یہ ایک logical بات ہے کہ یہ ضرور میٹنگ میں جاتے۔ دوسرا اگر آپ اس طرح قانون سازی کریں گے تو یہ اچھا تاثر نہیں جائے گا۔ راجہ صاحب نے میٹنگ میں شریک ہونے والے ممبران کے نام گنوا دیئے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم admit کرتے ہیں کہ یہ ممبران شریک ہوئے ہوں گے مگر اس میٹنگ میں اپوزیشن کے ممبران کو شامل نہ کرنا بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میٹنگ میں کورم پورا ہونا چاہئے اور کورم پورا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! کورم کی بات نہیں ہے۔ ہمارے ممبران کو تو inform ہی نہیں کیا گیا۔ Lets say آپ اجلاس بلا لیتے ہیں لیکن ممبران کو اطلاع نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے کہ ممبران کو inform تو کرنا چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! وہ آئیں یا نہ آئیں لیکن They should be properly informed. اس بابت آپ انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میں خود یہ verify کر لوں گا۔ ابھی ہاؤس کو چلنے دیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن نے ہاؤس کے floor پر کہا ہے

کہ میں resign کردوں گا تو اب وہ resign کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کافی بات ہو چکی ہے۔ اب اس پر کوئی debate تو نہیں کروانی۔ میں خود اس معاملے کو verify کرلوں گا۔ پہلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔

جناب جوزف حاکم دین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میٹنگ ہوئی ہے۔ میں خود اس میٹنگ میں موجود تھا۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! میں بھی اس میٹنگ میں شریک تھی۔ میٹنگ ہوئی ہے۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے کہا ہے کہ میں خود اس کو verify کروا لوں گا۔ ابھی اس پر آپ نے کیا debate کرنی ہے؟ کافی بات ہو گئی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب جوزف حاکم دین: جناب سپیکر! میں ایک clarification دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا clarification دینی ہے؟ میں آپ کو چیمبر میں بلا کر clarification کرلوں گا۔ میں اپنے چیمبر میں آپ کو بلا کر آپ کی بات سن لوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ وزیر قانون نے بتادیا ہے کہ آپ وہاں میٹنگ میں موجود تھے۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں، آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: .Kindly let me clarify the point بات یہ ہے کہ جس دن ایجوکیشن کمیٹی کی پہلی میٹنگ ہوئی تھی اس میں راجہ بشارت صاحب تشریف رکھتے تھے، عمران مسعود صاحب حاضر تھے، جس وقت ایجوکیشن کمیٹی شروع ہوئی میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ ,Sir please listen to me میں نے بیٹھ کر نہیں بلکہ کھڑے ہو کر بات کی تھی کہ ایجوکیشن کے معاملے میں نہ حکومت ہے، نہ اپوزیشن بلکہ we are one اور ہم ایک ہو کر چلیں گے اور ایجوکیشن کی بہتری کے لئے کام کریں گے اور ہمارا کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ It is on record گل صاحبہ تشریف رکھتی ہیں۔ ہمارا کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا اور ہم نے سارے decisions unanimously لئے ہیں اور جو بھی ہماری proposals تھیں وہ ہم دیتے رہے۔ جب پرائیویٹ یونیورسٹیوں کے حوالے سے بل پاس ہوئے تو اس میں ایک شق شامل ہوئی کہ کوئی بھی یونیورسٹی

دس سال تک کوئی اور کیمپس نہیں کھولے گی۔ I was the only person who objected on this کہ آپ دس سال کی restriction کیوں لگاتے ہیں؟ اگر وہ یونیورسٹی دس سال سے پہلے اس قابل ہو جاتی ہے کہ کہیں کیمپس کھولے تو اسے کھولنے چاہئیں۔ گورنمنٹ کے سیکرٹری کا بھی unanimous decision تھا یہاں پر ملک مقصود صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ سب کا unanimous decision تھا کہ ہم نے دس سال تک نیا کیمپس کھولنے کی اجازت نہیں دینی اور جب یہ یونیورسٹی establish ہو گی تو پھر کہیں اور کیمپس کھولے گی اس لئے ہم نے دس سال کی یہ restriction لاگو کرنی ہے۔ خصوصاً جب ایف سی کالج کو یونیورسٹی بنانے کا بل پاس ہوا تو میں نے وائس چانسلر کے سامنے یہ بات کی تھی کہ ہمارے ہاں گارڈن کالج کرسچئن کا انسٹیٹیوٹ ہے آپ اس میں کیمپس کھولئے کیونکہ ایف سی کالج ایک اچھا انسٹیٹیوشن ہے اس لئے وہاں پر اس کا کیمپس ہونا چاہئے لیکن یہ بات متفقہ طور پر کی گئی کہ ہم نے دس سال تک کوئی کیمپس نہیں کھولنا۔ اس بل کے حوالے سے مجھے 14 تاریخ کو بلایا گیا۔ میں وہاں پر حاضر ہوا۔۔۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر!۔۔۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: گل صاحبہ پلیز! تشریف رکھئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب والا! ہم وہاں پر چار بندے حاضر تھے۔ ان میں جناب چیئرمین ارشد صاحب تھے۔ گل صاحبہ تھیں، میں اور صائمہ بخاری تھیں۔ میں نے وہاں پر یہ واضح کیا تھا کہ جب آپ نے ایک شرط لگائی ہے کہ دس سال تک کسی پرائیویٹ یونیورسٹی کو کہیں کیمپس کھولنے کی اجازت نہیں دینی تو پھر اس یونیورسٹی کے لئے آپ یہ Amendment Bill کیوں لا رہے ہیں۔ میں اس کی بھرپور مخالفت کرتا ہوں۔ صائمہ بخاری نے مجھے support کیا تھا۔ اگر چیئرمین کے پاس اتنا moral courage ہے تو وہ بتائیں گے کہ انہوں نے بھی اس کی مخالفت کی تھی۔ وہاں پر گل صاحبہ نے مخالفت کی تھی۔ ہم نے کہا تھا کہ آپ نے یہ بات کرنی ہے۔۔۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر!۔۔۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: .Sit down please ہم نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ نے اس میں کوئی ترمیم لانی ہے تو It would be a total amendment یعنی کہ سب یونیورسٹیوں کے لئے It should be applicable اور دس سال کی restriction کو forgo کریں تب اس یونیورسٹی کو اجازت دیں۔ It is on record کہ چیئرمین نے کہا تھا کہ ہائر کمیشن سے پوچھیں اور اس پر further deliberation ہوگی تب ہم اس بل کو پاس کریں گے اور یہ بل منظور نہیں ہوا تھا۔ 14 تاریخ گزرتی ہے۔ میں 15 تاریخ کو نذیر سعید سیکرٹری ایجوکیشن کے پاس اپنے کسی کام کے لئے گیا تو انہوں نے کہا کہ آج میٹنگ ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ میٹنگ نہیں ہو رہی۔ ہمیں تو کوئی خبر نہیں ہے۔ میں نے یہاں پر احسان اللہ وقاص سے پوچھا کہ کیا آج کوئی میٹنگ ہو رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ کوئی میٹنگ نہیں ہو رہی۔ صائمہ بخاری بیٹھی تھی میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی میٹنگ ہو رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ کوئی میٹنگ نہیں ہو رہی۔ 15 تاریخ کو ارشد صاحب سے بھی میری بات ہوئی تھی انہوں نے کہا کہ مجھے بھی کسی نے نہیں بتایا تھا، راجہ بشارت صاحب وہاں گئے اور انہوں نے اپنے ایک دو ممبر بلائے ہوئے تھے اور میٹنگ کر لی۔ ہم اس کے مخالف نہیں ہیں لیکن آج یہ کہنا کہ بریگیڈیر محمد حسن بھی شامل ہے، احسان اللہ وقاص بھی شامل ہے۔ صائمہ بخاری بھی شامل ہے اور unanimously اس بل کو پاس کر دیا گیا ہے۔

This is not appreciable and I would walk out on this.

جناب سپیکر: بات بھی کر لی ہے اور اب واک آؤٹ بھی کرتے ہیں۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: اگر اس ایجوکیشن کمیٹی کے اندر کچھ self respect ہے اور اگر آج گل صاحبہ اور ارشد صاحب کے اندر self respect کا کوئی جذبہ ہے تو unanimously سب ایجوکیشن کمیٹی سے resign کریں کیونکہ یہ ایجوکیشن کمیٹی کے نام کے خلاف ہے۔ یہ ہماری عزت کے خلاف ہے (نعرہ ہائے تحسین)

راجہ بشارت نے جا کر یہ کام کیا ہے۔ راجہ بشارت یہ کام کر سکتا ہے اور کرتا ہے لیکن میں نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں ہے اور ہم احتجاجاً اس پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن بریگیڈیر محمد حسن ایوان سے واک آؤٹ کرنے لگے)

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! آپ نے بات بھی کر لی ہے اور ابھی واک آؤٹ بھی کر رہے ہیں۔ آپ کو موقع دیا گیا ہے، آپ نے بات کر لی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

(جناب سپیکر کے کہنے پر معزز رکن بریگیڈیر محمد حسن نے ایوان سے واک آؤٹ نہ کیا)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بریگیڈیر صاحب میرے انتہائی قابل احترام بزرگ ہیں۔ یہ رویہ جو اختیار کرتے ہیں۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو ممبر بنے ہوئے تین سال ہو چکے ہیں۔ یہ باریش آدمی ہیں، بزرگ ہیں۔ انہوں نے سروس کی ہے اور ان کا تجربہ ہے۔ کم از کم ان کو اس بات کا اتنا احساس ضرور ہونا چاہئے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: آپ خود وہاں گئے ہیں۔

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! بطور لاء منسٹر وہ اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس کم علمی کے متعلق کیا عرض کر سکتا ہوں کہ ہر کمیٹی کی میٹنگ میں لاء ڈیپارٹمنٹ کا نمائندہ موجود ہوتا ہے اور لاء منسٹر جا سکتا ہے۔ concerned minister اس کا Ex-Officio Member ہوتا ہے۔ اگر ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں لیکن جہاں تک اس کمیٹی کی میٹنگ کا تعلق ہے تو اس میں ابہام صرف اس بات کا ہے کہ کیا یہ تین ممبر شامل تھے یا نہیں تھے اور اگر نہیں تھے تو یہ کیوں لکھا گیا ہے کہ متفقہ طور پر میٹنگ ہوئی ہے؟ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میٹنگ ہوئی نہیں ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے، حاکم صاحب موجود تھے، پروین گل صاحبہ موجود تھیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین موجود تھے اور ممبر موصوف خود فرما رہے ہیں کہ سیکرٹری تعلیم نے ان کو کہا ہے کہ آج میٹنگ ہو رہی ہے تو پھر اس سے زیادہ اور کیا بات ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ پروین سکندر گل صاحبہ!

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! جو بات انہوں نے فرمائی کہ راجہ صاحب تشریف فرما تھے، جتنی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے الیکشن ہوئے تھے ان میں لاء منسٹر یا سیکرٹری نے بیٹھ کر کروانے تھے۔ وہ پہلی میٹنگ کی بات تھی۔ اب دونوں دن میٹنگ ہوئی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ نے اس کی اطلاع دی ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھی اس کی اطلاع ملی ہے۔ اگر اطلاع کے بعد کوئی تشریف نہیں لاتا، جہاں تک بریگیڈیر صاحب کے مؤقف کی بات ہے میں اس میں دو چیزیں واضح کرنا چاہوں گی کہ دس سال کی پابندی تھی کہ دس سال تک دوسرے اضلاع یا دوسرے صوبوں میں یونیورسٹی کا کوئی کیمپس نہیں کھول سکتے لیکن انہوں نے تو یونیورسٹی کے لئے اپنا پورا complete criterion کیا ہے۔ یونیورسٹی کے لوگوں اور Accreditation Committee نے یہ کہا کہ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق criterion پورا کر رہے ہیں لیکن ان کی monoply ہو جائے گی اس لئے ہم اس کی اجازت نہیں دیتے لیکن ان کو کالج کے انسٹیٹیوشن کے چارٹر کی اجازت دیتے ہیں otherwise تو وہ criterion پورا کر رہے ہیں اور آپ ان کی یونیورسٹیز کو بھی نہیں روک سکتے چاہے وہ جتنے اضلاع میں بھی بنانا چاہیں۔ میں پھر عرض کروں گی کہ میٹنگ ہوئی ہے اور اس کی اطلاع بھی ہوئی ہے۔ اسمبلی اجلاس کے لئے بھی ہمیں نوٹس جاتا ہے۔ اگر ہم نہیں آتے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اسمبلی کا اجلاس بھی نہیں ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ آپ نے کافی بات کر لی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ وہ میٹنگ ہوئی ہے۔ سارا ہاؤس جانتا ہے کہ بریگیڈیر صاحب بہت کم گفتگو کرتے ہیں لیکن جب کرتے ہیں تو۔۔۔

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ اگر میٹنگ ہوئی ہے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا اس لئے پہلے یہ استعفیٰ دیں۔

جناب سپیکر: پلیز بات کرنے دیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! مجھے ایک بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! یہاں پر دو issues ہیں۔ پہلے انہوں نے کہا کہ میٹنگ نہیں ہوئی اور انہوں نے یہاں پر کھڑے ہو کر موچی دروازے والی زبان استعمال کی کہ اگر میٹنگ ہوئی ہے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا اگر نہیں ہوئی تو وہ مستعفی ہوں گے۔ اب میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ انہوں نے اس floor پر کھڑے ہو کر بڑے اعتماد سے باتیں کی ہیں۔ ہم یہاں پر مختلف مسائل حل کرنے کے لئے گفت و شنید کرتے ہیں لیکن صرف اپنی اخباری کوریج کے لئے اس قسم کی بڑھکیں مارنا کسی ممبر کو زیب نہیں دیتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ وہ بات ایک بار ہو چکی ہے لیکن آپ بار بار repeat کر رہے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے ارشد محمود بگو صاحب کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: یہ گالیاں دیتے رہیں اور آپ ہمیں بولنے بھی نہ دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ابھی بھی اپنے اس مؤقف پر قائم ہوں۔ میں نے یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ یہ میٹنگ ہوئی ہی نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس ہاؤس میں اپوزیشن کی طرف سے بھی اور حکومت کی طرف سے بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو بات کرتے ہیں تو ان کی بات پر جی جان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ پتا چلتا ہے کہ یہ سچ بول رہے ہیں۔ بریگیڈیر صاحب بھی ان لوگوں میں سے ہیں کم بولتے ہیں لیکن جب بولتے ہیں تو ٹھیک طریقے سے بولتے ہیں۔ یہ بالکل confirm بات ہے کہ یہ میٹنگ نہیں ہوئی۔ بات اس پر ختم ہو گئی تھی کہ آپ اس کی انکوائری کروائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ کتنے سینئر پارلیمنٹرین کی طرف سے بار بار اس بات کا استدلال کرنا کہ میٹنگ ہوئی ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ treasury benches کا ایک ممبر بھی اس کمیٹی میں شامل نہیں ہو گا۔ رانا ثناء اللہ خان

صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب، چودھری اصغر علی گجر صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اسمبلی کا ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔on oath ممبر اسمبلی یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ میٹنگ ہوئی ہے۔ بگو صاحب تو اس کمیٹی کے ممبر ہی نہیں ہیں لیکن جو ممبران ہیں وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ میٹنگ ہوئی ہے۔ یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ میٹنگ نہیں ہوئی، کمیٹی بنائی جائے جو کمیٹی اس بات کا جائزہ لے کہ کیا میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ریکارڈ سے میٹنگ ہونا ثابت ہو جاتا ہے تو پھر ارشد بگو صاحب کو یہاں سے استعفیٰ دینا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب والا! پھر میری بات سچ ثابت ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بگو صاحب کو بات کرنے دیں۔ تشریف رکھیں۔ بات کو ختم بھی ہونے دیں۔ جی، بگو صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جہاں سے راجہ صاحب نے میری بات interrupt کی ہے میں وہاں سے شروع کرتا ہوں کہ اس ہاؤس میں بعض لوگوں پر اعتماد کرنے کو جی چاہتا ہے۔ بریگیڈیر صاحب ان لوگوں میں سے ہیں۔ دوسری طرف کردار راجہ صاحب کا ہے۔ راجہ صاحب ہمارے لئے بہت ہی معزز ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ فن دیا ہے کہ جب [************]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ ماشاء اللہ ان کا فن ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ فن دیا ہے، اس کا ثبوت میں دیتا ہوں کہ انہوں نے اسی ہاؤس میں ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ ہم نے کسی پارلیمنٹ کے ممبر کو۔۔۔

چودھری صبغت اللہ (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ زیادتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب فیاض الحسن چوہان: یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ارشد محمود بگو: کسی پارلیمنٹ کے ممبر کو نوٹس نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ان کی گفتگو جو ہے۔ جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اگر اس اسمبلی میں یہ گفتگو ہوتی ہے کہ ہم نے ایک دوسرے کے باہمی احترام یا عزت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھنا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر شاید سارے دوستوں کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں ٹریژری بنچز کے لئے بھی اور اپوزیشن کے لئے بھی۔ بگو صاحب کا بار بار ایک غلط بات پر، میں پھر یہ کہتا ہوں کہ میں ان کی زبان استعمال نہیں کرنا چاہتا لیکن ایک غلط بات پر بار بار استدلال کرنا کہ یہ نہیں ہوا۔ یہ نہیں ہوا، وہ نہیں ہوا۔ جناب سپیکر! .You are the best Judge چونکہ اسمبلی سے متعلقہ معاملہ ہے۔ اسمبلی کا ریکارڈ بھی آپ کے سامنے ہے اور کیا یہ ممبران جن کا ریکارڈ میں آپ کو دے رہا ہوں اگر یہ on oath آپ کے سامنے کہتے ہیں کہ میٹنگ ہوئی ہے تو پھر اس معزز رکن کو اس بات کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس معزز ایوان میں بیٹھے۔ دوسری بات میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ اس کو discussion میں لے کر جائیں You are the best Judge فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ آپ کے سیکرٹریٹ نے نوٹس جاری کیا۔ آپ کے سیکرٹریٹ نے minutes جاری کئے۔ آپ کے سیکرٹریٹ کے پاس ریکارڈ موجود ہے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں۔ آپ نے ہی یہ فرمانا ہے۔ (قطع کلامیاں)

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بگو صاحب کو میں نے floor دیا ہوا ہے۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے بات کر لی ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلی میٹنگ یعنی 14 تاریخ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ سیکرٹری ایجوکیشن کو یہ کہا گیا کہ آپ سنٹرل یونیورسٹی کے جو by-laws ہیں ان میں correction کروالیں اور تین دن کے اندر میٹنگ کی جائے گی اور یہ سب کچھ بریگیڈیر صاحب کی موجودگی میں ہوا۔ اگر 15 کو دوبارہ میٹنگ ہو گئی ہے اور ان کو اطلاع کے

بعد یہ نہیں آئے یا برا نہیں بننا چاہتے، کیونکہ وقاص صاحب کی یہ بات ہے، ادھر ہمارے ساتھ بھی کہتے ہیں کہ ہم اچھے تعلقات رکھیں اور دوسری طرف سامنے آنا بھی نہیں چاہتے۔ میں نے ان سے کہا کہ میٹنگ ہو رہی ہے تو اس کے باوجود اگر وہ موجود نہیں تھے تو اس میں دوسروں کا کیا قصور ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میٹنگ ہوئی نہیں ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ کے افسر وہاں پر موجود تھے، محکمہ تعلیم کے افسر وہاں پر موجود تھے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب سے میں یہ کہوں گا کہ ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہر فرد کی، ہر ممبر کی بڑی عزت کرتے ہیں، یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ان کی عزت ہمارے سر آنکھوں پر لیکن جو بات یہ کرتے ہیں بعض دفعہ اس بات سے خود twist کر جاتے ہیں۔ میں اس ہاؤس کی ایک مثال دے کر بات کو ختم کر دیتا ہوں۔ اسی ہاؤس میں، میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ اس ہاؤس میں حکومت کے فاضل ممبران کو حکومت نے نوٹس جاری کئے ہیں، جی ایم سکندر صاحب نے نوٹس جاری کئے ہیں کہ آپ لیٹ کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ہم نے نوٹس جاری نہیں کئے۔ اتنے میں کرنل سرخرو صاحب یہاں پر بیٹھے تھے وہ کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا کہ میں تو in time آتا ہوں گورنمنٹ نے مجھے نوٹس کیوں بھیجا ہے؟ ان کی اس بات سے ان کی جماعت کے آدمی نے differ کیا اور یہ کہا۔ میں ان کو انہی کی بات بتانا چاہتا ہوں۔ راجہ صاحب ہم یہاں پر آپ کی عزت کرتے ہیں، احترام کرتے ہیں لیکن جو بات ہم point out کرتے ہیں آپ یہ نہ کہیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ 15۔تاریخ کو اجلاس ہو رہا تھا، 15۔تاریخ کو یہاں پر سارے فاضل ممبران بھی بیٹھے تھے۔ بریگیڈئر صاحب کا کہنا ہے کہ ارشد صاحب جو اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں انہوں نے خود ان سے کہا ہے کہ مجھے بھی یہ نہیں پتا کہ میٹنگ ہوئی ہے۔ اب اگر اس کمیٹی کا چیئرمین بھی وہاں پر موجود نہیں ہے تو پھر اس کمیٹی کی کیا حیثیت ہے؟

محترمہ پروین سکندر گل: میٹنگ ہوئی ہے۔ چیئرمین یہاں موجود ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میں کہتا ہوں کہ ہوئی ہوگی، میٹنگ۔ راجہ صاحب نے وہاں پر جا کر کروائی ہوگی لیکن میں آخر میں آپ سے یہ درخواست کروں گا اور اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ جس طرح آپ نے یہ کہا ہے کہ میں اس کی انکوائری کرواؤں گا۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہا تھا کہ آپ چونکہ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں لہذا آپ اس کی انکوائری

کروائیں۔ اگر اس میں کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے، اگر اس کمیٹی کی میٹنگ میں فاضل ممبران نہیں آئے یا جان بوجھ کر ہمیں نہیں بلایا، اپوزیشن کے ممبران کو نہیں بلایا تو اس میں سیکرٹریٹ کے جو لوگ involve ہیں یا جو کچھ بھی ہے حکومت اپنی ذمہ داری نہیں لیتی۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ان کے خلاف آپ کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میں بھی عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ وقفہ سوالات کو آدھ گھنٹہ ہو گیا ہے اور یہ آپ کے ہی سوالات ہیں مگر اس مسئلے پر بحث ہو رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! جیسا کہ فاضل رکن بریگیڈیر صاحب نے کہا ہے Now there are two issues نمبر ایک میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی، یہ ایک الگ بات ہے مگر کیا ایک فاضل رکن کو اس میٹنگ میں نہ بلانا، کیا آپ کے خیال میں ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا؟ اب آپ اس کی ایک انکوائری conduct کروائیں۔ دیکھیں اگر میٹنگ ہوئی ہے تو ٹھیک ہے۔ ان معزز اراکین کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی؟ اگر ان کو اطلاع نہیں دی گئی تو ان کی breach of privilege لے کر اس کو کمیٹی کو refer کریں تاکہ سیکرٹریٹ والوں کو تو پوچھا جا سکے کہ انہوں نے کیوں اطلاع نہیں دی؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ بریگیڈیر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب والا! ارشد بگو صاحب کسی بریگیڈیر کا ذکر کر رہے ہیں۔ اگر اس اسمبلی میں کوئی serving بریگیڈیر بیٹھا ہے تو مذاق کر رہے ہیں۔ اگر ریٹائرڈ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایم۔پی۔اے کا عہدہ بریگیڈیر سے بھی زیادہ ہے۔ وہ اپنے آپ کو بریگیڈیر یہاں نہ کہیں، اگر کوئی serving بیٹھا ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اس مسئلے پر کافی تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ جو معزز اراکین اسمبلی نے بات بڑے غور سے سنی بھی ہے تو میں اس مسئلے پر ایک کمیٹی تشکیل دیتا ہوں جو معزز اراکین اسمبلی پر مشتمل ہو گی۔ یہ کمیٹی سات اراکین پر مشتمل ہو گی۔ تین ممبران اپوزیشن سے ہوں گے اور چار ممبران حکومتی بنچوں سے ہوں گے اور اس کا نوٹیفکیشن میں آج ہی کر دوں گا۔ اس کمیٹی کے ذمے کام کیا ہے انہوں نے یہ verify کرنا ہے، ریکارڈ تو بتا رہا ہے کہ میٹنگ ہوئی ہے لیکن چونکہ آپ کے خدشات ہیں، ایک تو کمیٹی verify کرے گی کہ آیا میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟ دوسرا اس نے یہ verify کرنا ہے کہ اگر میٹنگ ہوئی ہے تو کیا باضابطہ طور پر اپوزیشن ممبران کو اطلاع ہوئی ہے یا نہیں؟ یہ دو main points ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس میں یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ کمیٹی کے اجلاس کے تقاضے بھی پورے کئے گئے ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر: سب کچھ اسی میں آجاتا ہے۔

سوالات

(محکمہ جات امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ اور اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: پہلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: سوال نمبر 4589 (معزز رکن نے لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4589 دریافت کیا)

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات / مساجد اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*4589: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ اوقاف کی تحویل میں ضلع گوجرانوالہ میں مزارات اور مساجد کے نام اور ان سے ملحقہ اراضی اور دکانوں کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) سال 2002 سے آج تک ان مزاروں اور مساجد کی مرمت و تعمیر پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فراہم کی جائے۔

(ج) سال 2002 سے آج تک ان کی آمدن و اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) آئندہ سال کے دوران اس ضلع کے کون کون سے مزارات اور مساجد کی تعمیر کا منصوبہ محکمہ کے زیر غور ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں مزارات اور مساجد کے نام اور ان سے ملحقہ اراضی اور دکانوں کی تفصیل فلیگ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2002 سے آج تک مبلغ 26,29,213 روپے مختلف مزارات و مساجد کی مرمت و تعمیر کے لئے خرچ کئے گئے۔ تفصیل فلیگ "B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف املاک سے سال 02-2001 سے 30۔اپریل 2004 تک مبلغ 88,09,156 روپے آمدن ہوئی جبکہ اسی عرصہ میں مبلغ 31,91,700 روپے کے اخراجات ہوئے۔ تفصیل فلیگ "C" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ضلع میں 7 وقف املاک کی تعمیر و مرمت کے لئے مبلغ 44,84,100 روپے برائے مالی سال 04-2003 منظور ہو چکے ہیں۔ اگلے مالی سال کے لئے ترقیاتی سکیموں کی تفصیل ابھی زون سے موصول نہیں ہوئی۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جز (ج) میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف املاک سے 02-2001 میں 88,09,154 روپے کی آمدنی دکھائی گئی ہے اور اخراجات 31,91,700 روپے دکھائے گئے ہیں۔ باقی رقم جو 57 لاکھ روپے بچتی ہے تو بتایا جائے کہ اس باقی رقم کو محکمہ کن مقاصد کے لئے خرچ کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ڈیپارٹمنٹ کی صوابدید پر ہوتا ہے جو بھی development schemes بنتی ہیں وہ ان development schemes پر خرچ کیا جاتا ہے لیکن وہ ڈیپارٹمنٹ کی صوابدید پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، Next Question ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 5147۔

فیصل آباد، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، تجرباتی فارمز کے نام، رقبہ جات اور آمدن و اخراجات کی تفصیل

*5147: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ کے کتنے تجرباتی فارم ہیں؟ ان کے نام، رقبہ اور ان پر رکھے گئے مویشیوں کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان فارموں کی سال 2003 اور 2004 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان فارموں پر تعینات ملازمین کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) ان فارموں پر تعینات ملازمین پر سال 2003 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع فیصل آباد اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ لائیو سٹاک کا کوئی تجرباتی فارم نہ ہے جب کہ ضلع جھنگ میں دو تجرباتی فارم شاہ جیونہ اور کوٹ امیر شاہ ہیں۔ ان کے نام رقبہ اور رکھے گئے مویشیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فارم	رقبہ (ایکڑ)	تعداد مویشیاں پنڈ داران			
			بھینس	گائے	بھیڑ	بکری
1۔	شاہ جیونہ	2810	189	72	142	43
2۔	کوٹ امیر شاہ	430	162	90	--	--

ان دونوں فارموں کا رقبہ پٹے پر مزارعین کے پاس ہے۔

(ب) تجرباتی فارم شاہ جیونہ اور کوٹ امیر شاہ کی سال 03-2002 اور 04-2003 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	نام فارم	آمدن (ملین روپے)	اخراجات (ملین روپے)
2002-03	شاہ جیونہ	1.428	0.877
2003-04	شاہ جیونہ	1.915	1.023
2002-03	کوٹ امیر شاہ	0.429	0.586
2003-04	کوٹ امیر شاہ	0.480	0.637

(ج) تجرباتی فارم شاہ جیونہ اور کوٹ امیر شاہ پر تعینات ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فارم	نام ملازمین مع عہدہ
1۔	تجرباتی فارم شاہ جیونہ	1۔ارشد علی مینجر،2۔محمد اسحاق اکاؤنٹنٹ،3۔مختار حسین سینئر کلرک،4۔فضل حمید ویٹرنری اسسٹنٹ،5۔احمد علی ٹیوب ویل اپریٹر6۔محمد گھنا،ٹیوب ویل آپریٹر،7۔کاظم حسین نائب قاصد
2۔	کوٹ امیر شاہ	1۔اللہ دتہ سیال لائیو سٹاک آفیسر،2۔ناصر محمود سینئر کلرک 3۔محمد رمضان ویٹرنری اسسٹنٹ،4۔فلک شیر نائب قاصد 5۔محمد اکرم چوکیدار

(د) تجرباتی فارم شاہ جیونہ پر تعین ملازمین پر سال 04-2003 سے 31۔جنوری 2005 تک 2.54 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ تجرباتی فارم کوٹ امیر شاہ پر تعینات ملازمین پر سال 04-2003 سے 31۔جنوری 2005 تک 1.63 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شاہ جیونہ فارم میں کتنے بھینسے اور بیل ہیں۔دوسرا یہ کہ جن مزارعین کے پاس یہ رقبہ ہے ان میں کسی ایک کا نام منسٹر صاحب بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں۔ایک فارمولہ ہے کہ بارہ ایکڑ کے اوپر ایک یونٹ ہوگا یعنی ساڑھے بارہ ایکڑ پر 15 سے 18 جانور ایک زمیندار رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: 15 سے 18 جانور تو ساڑھے بارہ ایکڑ پر ہونے چاہئیں۔ان کا سوال یہ ہے کہ ادھر کتنے جانور ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! شاہ جیونہ فارم میں 2810 ایکڑ رقبہ ہے اس کے اوپر 189 بھینسیں،72 گائیں،148 بھیڑیں اور 43 بکریاں ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس فارم میں male جانور یعنی سانڈ اور بیل نہیں ہیں تو فارم پر تجربے کس چیز کے ہوتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ ریسرچ فارم نہیں ہے۔1986 میں یہ فارم ہمارے محکمے کو منتقل ہوا تھا اور اس کا ٹوٹل رقبہ مزارعین کے پاس

ہے جو محکمہ کے رولز کے مطابق جانور پالتے ہیں اور ان کے بچے پبلک کو جاتے ہیں، اس فارم کا یہ out put ہے۔

جناب سپیکر: ان کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس فارم پر کوئی بھینسا یا سانڈ ہے یا نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! جب آپ نے بھینسیں رکھنی ہیں تو ان کے اوپر بھینسا رکھنا compulsion ہو گی۔ جب آپ گائیں رکھیں گے تو ان کے اوپر bull ان کی تعداد کے مطابق رکھنا ضروری ہو گا۔ اس فارم کے اوپر تین bulls اور دس سانڈ رکھے ہوئے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! شاہ جیونہ فارم پر 112 مربع اور 10 ایکڑ زمین ہے جو کہ 2810 ایکڑ بنتی ہے۔ ٹوٹل جانور 261 ہیں لیکن کوٹ امیر شہر فارم کے 430 ایکڑ رقبہ پر 252 جانور ہیں یہ تناسب آپس میں ملتا نہیں ہے۔ سنٹرل پنجاب میں جو بھی موضع ہے وہ عموماً 3 ہزار ایکڑ پر ہے۔ یہ کوئی تناسب نہیں بنتا۔ یہ پورے موضع کا رقبہ کوئی فراڈ پر مبنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ کوئی تناسب نہیں بنتا۔ مزارعین کے نام یہ نہیں بتانا چاہتے، پچھلے سیشن میں بھی نہیں بتایا گیا تھا۔ 112 مربع زمین پر 261 جانور ہیں اور 430 ایکڑ پر 252، یہ کوئی تناسب نہیں بنتا۔ یہ فارم کس تناسب کے ساتھ چل رہا ہے اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے تفصیل بتائی ہے کہ کوٹ امیر شاہ کا فارم 430 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ وہاں پر 162 بھینسیں اور 90 کے قریب گائیں ہیں۔ میں نے فارمولا بتایا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے اوپر 15 سے 18 جانور ہونے چاہئیں لیکن اس میں کمی بیشی ہو جاتی ہے، کوئی جانور مر جاتا ہے کوئی اس کے بعد آ جاتا ہے۔ اس میں کوئی compelsion نہیں ہے کہ اس میں دو چار کم یا زیادہ نہیں ہو سکتے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! 2810 ایکڑ زمین اور 430 ایکڑ زمین میں زمین آسمان کا فرق ہے اور جانور برابر ہیں۔ مزارعین کا یہ نام نہیں بتانا چاہتے جو کہ لاہور گرائمر سکول کے مالک ہیں۔ شاہ جیونہ میں دو وزیر رہے ہیں وہاں پر سائنس ٹیچر نہیں ہے۔ یہ کیسی بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: سائنس ٹیچر کدھر سے آ گیا۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو بھی سوال ہیں ہم ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کل بھی ایجوکیشن میں وہ سوال نہیں آ سکا۔ اسی ضلع کا فزکس میں ایک ہی نوبل پرائس ہے۔ یہ سارا فراڈ ہو رہا ہے۔ یہ تناسب تو بتادیں۔

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! یہاں لکھا ہے کہ ان دونوں فارموں کا رقبہ پٹے پر مزارعین کے پاس ہے۔ اس کی ذرا تفصیل بتائیں کہ یہ ان کے پاس جانور رکھواتے ہیں یا ان سے جانور لیتے ہیں یا ان کو یہ زمین پٹے پر دینے کا کیا حساب ہے۔ کن لوگوں کو پٹے پر دی ہے، کس ratio سے دی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! دو چیزیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ 1986 میں مارشل لاء ریگولیشن کے تحت یہ رقبہ اس وقت کے مالکوں سے لیا گیا تھا۔ اس وقت بھی یہ رقبہ مزارعین کو دیا گیا تھا اور اس کی terms and conditions طے کی گئی تھیں۔ ہم ان سے دو چیزیں لیتے ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ ہم ان سے اس زمین کا rent لیتے ہیں اور دوسری چیز یہ ہے کہ اسی condition کے اوپر انہوں نے جانور پالنے ہوتے ہیں۔ میں آگے اس کی تفصیل بھی بتا دیتا ہوں۔ جو زمین ایک ریٹ والی ہے ہم اس کا ٹھیکہ 4 ہزار روپے فی ایکڑ لیتے ہیں اور جو اس سے کم ریٹ کی ہوتی ہے اس کا ٹھیکہ 35 سو روپے کے حساب سے فی ایکڑ لیتے ہیں۔ فارم کی terms and conditions کے مطابق مزارعین نے جانور پالنا ہوتے ہیں اور پھر ہم ان سے سال کے حساب سے rent بھی لیتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! زمین پر جانور لینے کی terms and conditions کیا ہیں؟ یہ کتنے جانور ایک مزارع سے لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پہلے بتا چکے ہیں کہ ساڑے بارہ ایکڑ زمین پر 15 سے 18 تک جانور رکھنے ہوتے ہیں اور اسی زمین کا یہ ٹھیکہ بھی وصول کرتے ہیں۔ "A" category کی زمین کا 4 ہزار اور اس سے کم درجہ کی زمین کا 35 سو روپے ٹھیکہ وصول کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! وہ پٹہ دار کتنے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے زمین کی تفصیل بتا دی ہے کہ اس کو ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے تقسیم کر دیں۔ وہاں اتنے

پٹہ دار موجود ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: کیاہرپٹہ دار کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ کیاہرپٹہ دار کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی گئی ہے یااس سے کم و بیش بھی دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! صرف ساڑھے بارہ ایکڑ ہی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی جو فرمایا ہے کہ ایک یونٹ ساڑھے بارہ ایکڑ پر مشتمل ہے۔ ہم ان کی بات کو بالکل ٹھیک مانتے ہیں لیکن ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے 2810 ایکڑ رقبے کے 230 یونٹ بنتے ہیں۔ 230 یونٹ میں۔ انہوں نے کہا ہے کہ 15 سے 18 جانور ایک یونٹ میں ہوتے ہیں، اس حساب سے اگر 15 جانور ایک یونٹ میں ہوں تو یہ تقریباً 3500 جانور بنتے ہیں۔ یہاں تو صرف تین سو جانور ہیں، اتنا زیادہ فرق کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس کی تفصیل دیکھیں، میں نے کہا ہے کہ 189 بھینسیں ہیں، 72 گائیں ہیں، 142 بھیڑیں ہیں، 43 بکریاں ہیں اور چھوٹے جانور ہیں جو بچے بعد میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل نہیں آ سکی۔

چودھری اصغر علی گجر: کیااس میں مرغیاں بھی آتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جی، اس میں مرغیاں بھی آ سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ آپ نے جو تناسب بتایا ہے اس تناسب سے تو اتنے رقبے پر تین ہزار جانور ہونے چاہئیں لیکن آپ نے جو جواب دیا ہے وہ تقریباً تین ساڑھے تین سو جانور بنتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: اس میں main ایک جانور ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کا بچھڑا ہے یا جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ عوام کو فروخت کر دینا ہوتا ہے تاکہ عوام کو بہتر نسل مل سکے۔ فارم کے اندر اتنے جانوروں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے یعنی 15 سے 18 جانور وہ رکھتے ہیں لیکن ایک جانور کے دو بچے عوام کو فروخت کر دینے ہوتے ہیں۔ اس حساب سے

آپ اس کو تین جانور بھی کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: شاہ جیونہ فارم میں مختلف اقسام کے کل جانور 446 ہیں اور رقبہ 2810 ایکڑ ہے اور کوٹ امیر شاہ میں 252 جانور ہیں اور رقبہ 430 ایکڑ ہے۔ یہ تناسب متوازن نہیں ہے۔ اس کی کوئی logic محکمے کے پاس ہے تو بتائیں۔ یعنی 252 جانوروں کے لئے رقبہ 430 ایکڑ ہے لیکن 446 جانوروں کے پاس 2810 ایکڑ ہے۔ اگر اسی تناسب سے شاہ جیونہ فارم کو دیکھا جائے تو اس کا رقبہ 800 ایکڑ ہونا چاہئے تو باقی زمین کیوں شاہ جیونہ فارم کے پاس ہے؟ اگر کوٹ امیر شاہ کو معیار بنایا جائے تو پھر ان کے پاس تقریباً 800 ایکڑ جگہ ہونی چاہئے ان کے پاس 2810 ایکڑ کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! انہوں نے دو باتیں کی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ جانوروں کی تعداد اس تناسب کے حساب سے کم کیوں ہے؟ اس کی میں نے دو وجوہات بتائی ہیں۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ ایک یونٹ کے اندر 15 سے 18 جانور ہوتے ہیں جس میں ایک main جانور ہوتا ہے اور اس کے دو بچے ہوتے ہیں جو اس نے عوام کو فروخت کر دینے ہوتے ہیں۔ جب یہ اعداد و شمار آئے ہیں، اس وقت ان کے پاس اس طرح ہی ہوگا تو اس کے مطابق یہ اعداد و شمار آئے ہیں۔ اس سے ضروری بات یہ ہے کہ زمین کی fertility کو دیکھنا ہے کہ کتنی زمین چل سکتی ہے، چلنے کے قابل ہے، فصل دے سکتی ہے اور اس پر کتنے جانور پل سکتے ہیں۔ اس کا حساب کتاب رکھ کر جانوروں کی تعداد کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جناب افضل سلطان ڈوگر!

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے یہ بتایا ہے کہ شاہ جیونہ فارم کی زمین کا ٹھیکہ چار ہزار روپے فی ایکڑ اے کلاس زمین کا ہوتا ہے اور بی کلاس یا اس سے کم درجے والی زمین کا 3500 روپے فی ایکڑ ہے۔ اگر 2810 ایکڑ کو چار ہزار سے ضرب دیں تو وہ ایک کروڑ 12 لاکھ 40 ہزار روپے بنتا ہے اور انہوں نے آمدن 14 لاکھ روپے بتائی ہے۔ یہ کس حساب سے آمدن بتا رہے ہیں، یہ اس کا بتا دیں کہ اتنا فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! rent کا تعین ہماری کمیٹی کرتی ہے جو چار ہزار یا 3500 روپے ہوتا ہے لیکن اگر زمین خراب ہو، وہاں پر پانی کی مناسب فراہمی نہ ہو تو اس rent کو اس سے کم کیا جا سکتا ہے۔ اسی لحاظ سے وہاں پر پانی کی کمی ہے تو یہ کم rent پر دی گئی ہے جس وجہ سے اس کی آمدن کم آئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا کم ہو سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جی، کم کی جا سکتی ہے۔ ہماری ایک کمیٹی ہے جو اس کو دیکھتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تھوڑی سی زحمت فرمائیں تو بتادیں کہ انہوں نے بھینسوں یعنی سانڈوں کی تعداد کتنی بتائی تھی؟

جناب سپیکر: مختلف فارموں کی مختلف بتائی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کتنی بھینسوں کے لئے ایک سانڈ رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب، کتنی بھینسوں کے لئے ایک سانڈ ہونا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: اس کی کوئی compulsion نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اندازہ بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: یہ سانڈ پر depend کرتا ہے۔ ویسے اس فارم سے ہٹ کر میں یہ بات بتا سکتا ہوں کہ اوسطاً بیس بھینسوں کے اوپر ایک سانڈ sufficient ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔ اگر بیس بھینسوں پر ایک سانڈ ہو گا تو نسل بڑی کمزور ہو گی۔ اس کا رزلٹ صحیح نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے ان سوالات کے بعد جوابات سن کر یہ اندازہ لگا لیا ہو گا[***********]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: اگر حکومت اس میں دلچسپی رکھتی ہے کہ ان فارموں کو بہتر طریقے سے چلایا جائے تو ان پر دوبارہ سوچ بچار کے لئے کوئی کمیٹی مقرر کی جائے۔ یہ تمام رقبے ایسے ہیں جہاں یہ چارہ نہیں بوتے۔ یہاں پر کپاس بوتے ہیں، گنا بوتے ہیں، چاول بوتے ہیں اور وہ تمام ملازمین جو اپنے مصرف پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ کتنے غلط جوابات دیئے گئے ہیں کہ چار ہزار جانور رکھنے کی بجائے تین سو جانور رکھے ہوئے ہیں۔ پیسا کہاں جاتا ہے؟ یہ چار ہزار اور اس سے کم ٹھیکہ ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آٹھ آٹھ دس دس ہزار روپے فی ایکڑ وہاں پر ٹھیکہ ہے؟ یہ کیسے چار ہزار اور اس سے کم کی بات کرتے ہیں؟ میں اس لئے کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔ یہ سب کچھ لوٹ مار کا ایک طریقہ ہے۔ اگر آپ اس میں دلچسپی رکھتے ہیں، حکومت پنجاب دلچسپی رکھتی ہے، اسمبلی دلچسپی رکھتی ہے تو تمام فارموں کو reorganize کیا جائے۔ اس کے لئے کوئی کمیٹی مقرر کی جائے یا ان کو ہدایت کی جائے کہ ان کو دوبارہ سے ٹھیک کیا جائے اور جو اصول، جو طریقے اور جو قانون ہے اس کے مطابق ان کو چلایا جائے تب جا کر یہ کام ٹھیک ہو گا ورنہ یہ کام درست نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ارشد محمود بگو: On his behalf۔ سوال نمبر 5265۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5265 دریافت کیا)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

لاہور، ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی عمارات اور دیگر متعلقہ معلومات کی تفصیل

*5265: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی کیا تعداد ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کی کتنی عمارات تسلی بخش حالت میں اور کتنی خستہ حال ہیں، کیا کوئی ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسری کرایہ کی عمارت میں بھی ہے؟

(ج) خستہ حال عمارت کی اصلاح و مرمت پر گزشتہ ایک سال 04-2003 میں کتنا خرچ کیا گیا اور بقایا کی اصلاح و مرمت کب تک ہو گی؟

(د) ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں جانوروں کی اعلیٰ نسل کی افزائش نسل کا کیا اہتمام ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع لاہور میں 24 ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ یہ جہاں واقع ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہیں:۔

ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں

نمبر شمار	ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسریاں	نمبر شمار	ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسریاں
1۔	رکھ چندرا	2۔	ہربنس پورہ
3۔	آر۔اے بازار	4۔	کاہنہ نو
5۔	ٹھوکر نیاز بیگ	6۔	جلو موڑ
7۔	علی رضا آباد	8۔	مانگا منڈی
9۔	رائے ونڈ	10۔	شامکے بھٹیاں
11۔	مل	12۔	پنگالی
13۔	برکی	14۔	منہالہ
15۔	چوہنگ	16۔	جیابگا
17۔	تقی پور	18۔	بھسین

19۔	ہیئر	20۔	پڑھانہ
21۔	ہڈیارہ	22۔	بانڈوگجراں
23۔	گھونڈ	24۔	شاہدرہ

(ب) ان عمارات میں سے 15 کی حالت تسلی بخش اور 7 کی حالت خستہ ہے نیز کوئی ہسپتال / ویٹرنری ڈسپنسری کرایہ کی عمارت میں نہ ہے۔

(ج) خستہ حال عمارات کی اصلاح و مرمت پر سال 04-2003 میں کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(د) ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں جانوروں کی اعلیٰ نسل کی افزائش کے لئے 9 مراکز جدید نسل کشی اور 7 ذیلی مراکز جدید نسل کشی کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز (ج) میں سوال کیا گیا تھا کہ خستہ حال عمارات کی اصلاح و مرمت پر گزشتہ ایک سال 04-2003 میں کتنا خرچ کیا گیا اور بقایا کی اصلاح و مرمت کب تک ہو گی؟ اس کا انہوں نے صرف ایک جز کا جواب دیا ہے کہ خستہ حال عمارات کی مرمت پر سال 04-2003 میں کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔ باقی انہوں نے کہا ہے کہ جو بقایا ہیں ان پر کوئی خرچ نہیں کیا گیا۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کا اس سال کے بجٹ میں بھی ان پر خرچ کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! 04-2003 میں ان کے اوپر کوئی رقم واقعتاً خرچ نہیں کی گئی تھی اس لئے کہ بجٹ میں ان کی کوئی رقم مختص نہیں کی گئی تھی۔ یہ devolved subject ہے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اس پر رقم رکھنی تھی لیکن 2004 اور 2005 میں بیس لاکھ روپے ان بلڈنگز کی repair کے لئے رکھے تھے جس میں سے اٹھارہ لاکھ روپیہ تقریباً صرف ہو چکا ہے اور بقایا ان بلڈنگز کی repair پر لگ رہا ہے اور کام اس وقت جاری ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح انسانوں کی آبادی پر ہسپتال قائم کئے جاتے ہیں، جس طرح زمین پر جانوروں کو رکھا جاتا ہے کہ اتنی زمین پر اتنے جانور رکھے جاتے ہیں اسی طرح میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنے جانوروں پر ایک ویٹرنری ہسپتال ہونا چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ مختلف علاقوں کے اندر گورنمنٹ نے جب یہ سسٹم شروع کیا تھا تو ہر یونین کونسل سطح پر ایک ویٹرنری سنٹر قائم کیا گیا تھا۔ اگر اب جانوروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے تو اس لحاظ سے گورنمنٹ اس کو دیکھ سکتی ہے کہ سنٹرز کو مزید بڑھایا جا سکتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک ویٹرنری سنٹر کھولا جا رہا ہے تو کیا پنجاب کی ہر یونین کونسل کے اندر ایک ویٹرنری سنٹر موجود ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں تقریباً ہر یونین کونسل کے اندر ایک ویٹرنری سنٹر قائم کیا گیا تھا۔ پنجاب میں بہت ساری جگہیں ایسی ہیں جہاں پر ویٹرنری سنٹرز قائم نہیں کئے گئے تھے لیکن اس بات کا کریڈٹ چیف منسٹر پنجاب کو جاتا ہے کہ انہوں نے پہلے فیز میں چار اضلاع کو لیا، ہر یونین کونسل کے اندر ایک ڈسپنسری، اس کی بلڈنگ، ویٹرنری ڈاکٹر اور پورا عملہ تعینات کیا اور ہر تحصیل کے اندر ایک موبائل ڈسپنسری قائم کی۔ یہ پہلے فیز میں ہوا اور دوسرے فیز میں آٹھ مزید اضلاع لئے گئے ہیں جس میں ہر یونین کونسل میں مکمل بلڈنگ، ڈاکٹر اور اس کا پورا عملہ ہوگا اور ہر تحصیل میں ایک موبائل ڈسپنسری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے پورے پنجاب کے اندر پورا نیٹ ورک پھیل جائے گا اور ہر زمیندار کو ویٹرنری کی سہولت میسر ہوگی۔

جناب نجف عباس سیال: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، جناب نجف سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی وضاحت اس پوائنٹ پر جو گجر صاحب نے کی ہے، تفصیلاً اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ وضاحت فرمائیں گے کہ جو موبائل ڈسپنسری ہر چار اضلاع جس میں راجن پور، مظفر گڑھ، ساہیوال اور جھنگ ہے، یہ جناب چیف منسٹر پنجاب کی بہت اچھی سکیم ہے۔ جو بات گورنمنٹ کی اچھائی کی ہو گی اس کی ہمیں تعریف کرنی چاہئے۔ پہلے فیز کا ہمارا فارمولا نہایت ہی بہترین اور کامیاب رہا ہے لیکن یہ وضاحت کر دیں کہ انہوں نے جو موبائل ڈسپنسریاں دی ہیں، ہم نے بجٹ میں ادویات رکھی تھیں کہ ہر موبائل ڈسپنسری میں سوائے گل گھوٹو کے تمام ادویات ویٹرنری میں مفت ملیں گی، گل گھوٹو کا ٹیکہ تین روپے کا آتا ہے کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ وضاحت فرمائیں گے کہ وہ ادویات مفت مل رہی ہیں یا نہیں مل رہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف ان موبائل ڈسپنسریوں میں بلکہ یونین کونسل سطح پر جو ڈسپنسریاں بنائی گئی ہیں ان سب میں ادویات مفت مل رہی ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! جھنگ کی چار تحصیلوں کو دی گئی ہیں کیونکہ اس تحصیل میں، میں بھی شامل ہوں۔ میں اس جواب سے انحراف کرتا ہوں کیونکہ جو ادویات آ رہی ہیں وہ سارا محکمہ لائیو سٹاک بیچ رہا ہے، میں نے خود انسپکشن کی ہے۔ میں نے اپنے گاؤں بیٹھ کر ہارون سلطان سے ٹیلیفون پر بات کی ہے کہ میرے علاقے میں پنجاب حکومت نے جو سہولت فراہم کی ہے اس محکمے کی گڈ گورننس نہ ہونے کی وجہ سے میرے علاقے کے لوگ پریشان ہیں، ادویات کی گاڑیاں کھڑی ہیں، ان میں ڈاکٹروں کے بچے سیریں کر رہے ہیں، کوئی دوائی کسی غریب آدمی کو مفت نہیں مل رہی۔ اس سلسلے میں، میں نے ہارون سلطان سے ٹیلیفون پر بات کی اور اپنی تحصیل کا پورا عملہ suspend کروایا، یہ اس چیز کی گواہی ہے۔ ہم اس بات سے in touch ہیں۔ ہمارے چیف منسٹر سے نجف سیال کا کیا اختلاف ہے کہ حق کی بات اس لئے کرتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی ہے اور ہمارا چیف منسٹر دن رات کام کرتا ہے تو منسٹر کو چاہئے کہ وہ بھی گڈ گورننس show کرے۔ محکمے کو بھی چاہئے کہ وہ گڈ گورننس show کرے۔ kindly اپنی correction کریں، میں نے آپ کو ثبوت کے ساتھ کہہ دیا ہے کہ میں نے اپنا عملہ suspend کروایا ہے۔ خدارا! جو ادویات غریبوں کے لئے آتی ہیں

انہیں دیں۔ اولاد کے بعد غریب آدمی کے پاس اس کا اثاثہ یہ مال ہوتا ہے کوئی دودھ بیچ کر گزارا کرتا ہے، کوئی اس کی افزائش کرنے کے بعد اسے بیچ کر اپنی روزی روٹی کماتا ہے۔ جو ہمارے چیف منسٹر پنجاب نے یہ سکیم لائی ہے تو kindly میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو کہوں گا کہ وہ انسپکشن کریں، دورے کریں، چیف منسٹر پنجاب کی چار اضلاع کی سکیم پر عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے بڑی لمبی چوڑی تقریر کی ہے، ان کی بات درست ہو گی لیکن انہوں نے خود ہی یہ بات بتادی ہے کہ ہمارے محکمہ سے ایک غلطی ہوئی تھی جس کی انہوں نے شکایت کی اور اس پر کارروائی ہو گئی۔ میں اب بھی ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کسی جگہ پر ایسی کوئی شکایت ہے تو ہمیں بتائیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر ایکشن لیں گے اور اس پر بھرپور کارروائی ہو گی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ انگورہ فارم کی کچھ زمین جناب نجف سیال صاحب کے حلقے میں آتی ہے، اکثر زمین میرے حلقے میں ہے اور کچھ زمین ان کے حلقے میں ہے۔ میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ نجف سیال صاحب کی یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ زمین کو چیک کریں کہ اس میں خریف کون سی فصل تھی اور ربیع کونسی فصل ہے تاکہ اسمبلی کو پتا چل جائے کہ فارموں پر کون سی فصل کاشت ہوتی ہے؟ صرف اتنی سی بات confirm کر لیں۔ نجف سیال صاحب وہاں موقع پر جائیں، خریف اور ربیع دونوں فصلوں کا پتا کریں اور آپ اور ہم کو بتائیں کہ اس میں کون سی فصل تھی تاکہ صحیح پتا چل جائے۔

جناب سپیکر: میں گزارش کروں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاب visit کر لیں گے اور دیکھ لیں گے کہ کونسی ربیع کاشت ہوتی ہے اور کون سی خریف ہوتی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: ٹھیک ہے، مجھے اس سے اتفاق ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی بڑے respectable آدمی ہیں لیکن ان کا جو ڈائریکٹر ہے وہ کسی اور زمین میں لے جائے گا کہ فارم کی یہ زمین ہے پھر انہیں پتا نہیں چلے گا۔ نجف سیال کو معلوم ہے کہ کون سی زمین ہے۔

جناب سپیکر: جب انہوں نے visit کرنا ہوگا تو اس وقت متعلقہ ایم پی اے کو بھی inform کر دیں۔ آپ اس علاقے کا visit کر لیں۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf ۔

جناب سپیکر: On his behalf ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 5266۔

کیٹل فارم فاضل پور، آباد اراضی، جانوروں کی تعداد واقسام اور ملازمین کی تفصیلات

*5266: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیٹل فارم فاضل پور کی زیر ملکیتی 3500 ایکٹر اراضی میں سے کتنی آباد ہے اور جو آباد نہیں ہے اسے آباد کرنے کا کیا منصوبہ تیار کیا گیا ہے؟

(ب) اس فارم پر کتنی تعداد میں کون کون سے جانور پالے جاتے ہیں اور کون کون سی سہولیات جانوروں کی فزائش اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) اس فارم پر موجود افسران اور ملازمین کس کس کیٹیگری سے ہیں اور ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

(د) اس فارم کی بہتری کے لئے کیا کوئی منصوبہ تیار کیا گیا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو وہ کیا ہے اور اگر جواب نہیں میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) کیٹل فارم فاضل پور کی زیر ملکیتی 3500۔ایکڑ میں سے 2035۔ایکڑ اراضی آباد ہے جبکہ 1465۔ایکڑ رقبہ نہری پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے ناقابل کاشت ہے۔ زمین کو آباد کرنے کے لئے مزید تین ٹیوب ویل نصب کئے گئے ہیں۔

(ب) اس فارم پر 370۔ساہیوال نسل کی گائیں اور 54 بیتل نسل کی بکریاں ہیں۔ فارم کے گردونواح میں جانوروں کی حفاظتی ٹیکہ جات کی سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہیں، ترقیاتی سکیم Strengthening of Livestock Experiment Station کے تحت فارم کے 10 کلو میٹر قطر کے اندر واقع دیہات کے جانوروں میں مفت حفاظتی ٹیکہ جات

لگائے جاتے ہیں تاکہ فری زون بنایا جا سکے۔

(ج) اس فارم پر موجود افسران اور ملازمین کی کیٹیگریز اور ان کی ذمہ داریوں کا ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) اس فارم کی بہتری کے لئے 04-2003 میں 3 ٹیوب ویل لگائے ہیں اور زرعی آلات بھی مہیا کئے گئے ہیں۔ اس سے فارم کی آمدن میں بھی اضافہ ہوگا اور مزید رقبہ زیر کاشت لایا جا سکے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اس کے جز (الف) میں جواب دیا ہے کہ 1465 ایکڑ رقبہ نہری پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے ناقابل کاشت ہے اور تین ٹیوب ویل انہوں نے اس میں نصب کر دیئے ہیں۔ اس کا جواب اسمبلی سیکرٹریٹ میں 28-9-2004 کو آیا ہے۔ ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس 1465 ایکڑ میں کتنا رقبہ آباد ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ جو ہمارا فارم ہے اس پر نہری پانی کی کمی ہے جس کی وجہ سے اس فارم کی پیداوار بہتر نہ ہو رہی ہے۔ دوسری reason یہ ہے کہ اس فارم کے اوپر جو پانی کی ششماہی نہر ہے وہ چلتی ہے، نہری پانی اس فارم کو میسر ہی نہیں ہے۔ اس کے لئے گورنمنٹ نے تین ٹیوب ویل نصب کئے ہیں جس کی وجہ سے اب اس میں بہتری آ رہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے تو جو جواب لکھا ہوا ہے وہی پڑھ دیا ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا ہے کہ ٹیوب ویل کو نصب کئے ہوئے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ یہ جو 1465 ایکڑ رقبہ ہے اس میں سے کتنا اب تک آباد ہو چکا ہے کیونکہ ایک سال پہلے تین ٹیوب ویل لگائے گئے تھے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ 1465 ایکڑ میں سے اب تک کتنا رقبہ آباد ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! میں اس کی صحیح

figureتونہیں بتا سکتا لیکن معزز دوست کو یہ بتا سکتا ہوں کہ ان ٹیوب ویلوں کے لگنے کی وجہ سے اس کی پیداوار پہلے سے زیادہ ہوئی ہے اور حکومت کو اس کی آمدنی پہلے سے زیادہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع فیصل آباد، ویٹرنری ہسپتالوں، فراہم کردہ فنڈز اور ادویات کی تفصیل

:*5543 **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے کتنے ویٹرنری ہسپتال، ڈسپنسریاں اور سنٹر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور سنٹروں کو سال 04-2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور سنٹروں کو مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی اور کون کون سی ادویات فراہم کی گئیں؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران اس ضلع میں کتنے ملازمین بھرتی ہوئے؟

(ہ) اس ضلع میں مذکورہ عرصے میں محکمہ ہذا کے خرچ اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے 37 ویٹرنری ہسپتال 46 ویٹرنری ڈسپنسریز اور 123 سنٹر کام کر رہے ہیں۔ویٹرنری ہسپتال، ڈسپنسریز اور سنٹرز جہاں واقع ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ویٹرنری ہسپتالوں اور سنٹروں کو سال 04-2003 میں 12,10,400 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ج) کوئی نہیں۔

(د) کوئی نہیں۔

(ہ) سال 04-2003 کے دوران 5,98,06,992 روپے خرچ ہوئے اور 50,65,143 روپے آمدن ہوئی۔

دربار داتا صاحب کی سالانہ آمدن واخراجات کی تفصیل

*6019: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور کی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دربار کے باہر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت داتا صاحب کے اردگرد صفائی کے لئے باقاعدہ کمیٹیاں بنا کر ان گندگی کے ڈھیروں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور کی گزشتہ تین سال کی جملہ آمدن و خرچ حسب ذیل ہے:۔

مالی سال	آمدن	اخراجات
2001-02	9,41,89,600 روپے	5,18,78,688 روپے
2002-03	9,89,16,300 روپے	5,35,85,967 روپے
2003-04	10,76,55,000 روپے	6,25,67,489 روپے

(ب) درست نہ ہے۔ دربار حضرت داتا گنج بخش کے بیرون تمام سڑکیں/احاطہ جات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہیں اور ان کی صفائی کی ذمہ داری بھی مذکورہ محکمہ کی ہے۔ تاہم دربار شریف کے تقدس کے پیش نظر محکمہ مذہبی امور اوقاف کی جانب سے مامور شدہ ٹھیکیدار سے دربار شریف سے ملحقہ سڑکوں کی صفائی کرائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے دفتر ہذا کی تحریک پر دربار شریف کے سامنے باغ سے ملحقہ سڑک کی روزانہ دھلائی کا باقاعدہ انتظام کیا ہوا ہے۔

(ب) دربار شریف کی صفائی کا انتظام ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔ ٹھیکیدار کے کارکنان صفائی ہر وقت کافی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ امور مذہبی کمیٹی داتا دربار میں وقتاً فوقتاً جائزہ لیتی ہے۔ تاہم دربار کے بیرون صفائی کی بہتری کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو مزید تاکید کی جا رہی ہے۔

لائیو سٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی، قصور، اراضی، الاٹمنٹس اور ناجائز قابضین کی تفصیل

*6182: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لائیو سٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور کے پاس کتنا رقبہ ہے؟

(ب) ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور اس رقبہ میں سے کتنا خود کاشت کرتا ہے اور کتنا مختلف سکیموں کے تحت کس کس کو الاٹ کیا گیا ہے؟

(ج) ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور کا کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے پاس ہے، کتنی مدت سے ہے اور حکومت اس ناجائز قبضے کو چھڑانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(د) سال 2003 سے آج تک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) لائیو سٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن (تجرباتی فارم) بھونیکی ضلع قصور کے پاس 1079 ایکڑ رقبہ ہے۔

(ب) لائیو سٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن (تجرباتی فارم) بھونیکی ضلع قصور تمام رقبہ خود کاشت کرتا ہے۔

(ج) لائیو سٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن (تجرباتی فارم) بھونیکی ضلع قصور کا کوئی رقبہ ناجائز قابضین کے پاس نہیں ہے۔

(د) سال 2003 سے 31.11.2003 لائیو سٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن (تجرباتی فارم) بھونیکی ضلع قصور کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن(ملین روپے)	اخراجات(ملین روپے)
2003-04	6.805	17.481
2004-05	1.391	10.888
Upto 31-01-05		
ٹوٹل	8.196	28.369

لاہور، ویٹرنری ڈاکٹرز، ادویات اور آلات کی تفصیل

*6183: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور کے 24 ویٹرنری ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی تعداد کیا ہے اور ڈاکٹر کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں کو جنوری 2004 سے آج تک کتنی ادویات فراہم کی گئیں، تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) سال 04-2003 کے سالانہ بجٹ سے کتنی مالیت کے کون کون سے آلات کس کس فرم سے خرید کئے گئے اور ڈاکٹرز کو جو اشیاء خرید کر دی گئیں، ان کی تفصیل بیان کی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع لاہور کے 24 ویٹرنری ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی تعداد 24 ہے اور کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ب) ان ہسپتالوں کو جنوری 2004 سے 15-02-2005 تک 19,50,000 روپے مالیت کی ادویات فراہم کی گئی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 04-2003 کے سالانہ بجٹ سے 4,88,504 روپے کے اوزار خریدے گئے جو اوزار جن فرموں سے خریدے گئے، ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے یہ تمام اوزار ہسپتالوں کو فراہم کئے گئے ہیں۔

لائیوسٹاک پروڈکشن انسٹیٹیوٹ بہادر نگر اوکاڑہ، رقبہ، ملازمین اور آمدن و خرچ سے متعلقہ تفصیل

*6545: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیوسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ بہادر نگر (اوکاڑہ) کب، کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا اور اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو قائم کرنے کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) اس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کس کس شعبہ میں ریسرچ کی جاتی ہے، ریسرچ کے لئے کتنے ماہرین تعینات ہیں اور ان ماہرین کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟

(د) پچھلے دو سال کے دوران کی اس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) لائیو سٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بہادر نگر فارم اوکاڑہ 78-1977 میں 3050 ایکڑ پر قائم کیا گیا تھا۔ اس ادارے کے قائم کرنے کے مقاصد درج ذیل ہیں:-

1۔ مویشیوں کی آئندہ نسل بہتر بنانے کے لئے اقدامات

2۔ جانوروں کے لئے سستے اور متوازن غذائی آمیزوں کی تیاری

3۔ زیادہ پیداوار دینے والے چارہ جات کی دریافت

4۔ تربیتی و توسیعی پروگرام کا انعقاد اور تحقیقی نتائج پر مبنی لٹریچر کی فراہمی

(ب) ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام کرنے والے موجودہ ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں مندرجہ ذیل شعبہ جات میں ریسرچ کی جاتی ہے:-

1۔ شعبہ نسل کشی و جینیات

2۔ شعبہ ابلاغ و توسیع

3۔ شعبہ خوراک و دیکھ بھال

4- شعبہ صحت
5- شعبہ چارہ جات
6- شعبہ شماریات واقتصادیات
7- شعبہ فارم

ریسرچ کے لئے جتنے ماہرین تعینات ہیں اوران کی تعلیمی قابلیت ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پچھلے دو سال کے دوران ادارہ کی آمدن واخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	آمدن (روپے)	اخراجات (روپے)
2002-2003	2,00,50,600	6,94,00,000
2003-2004	2,23,11,900	4,38,50,000
ٹوٹل	4,23,62,500	11,32,50,000

لائیوسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بہادر نگر، اوکاڑہ، جانوروں، ان کی فروخت اور ناجائز قابضین سے متعلقہ تفصیل

*6546: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لائیوسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ بہادر نگر (اوکاڑہ) کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کس کس قسم کے جانور ہیں؟

(ج) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے 2003 سے آج تک کتنے جانور فروخت ہوئے ہیں، ان کی فروخت سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے فروخت کردہ جانور کس کس کی نگرانی میں فروخت ہوئے؟

(ہ) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی کتنی اراضی پر کون کون کب سے ناجائز قابض ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) لائیوسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بہادر نگر (اوکاڑہ) 3050- ایکڑ رقبہ پر قائم کیا گیا تھا۔

(ب) لائیوسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بہادر نگر میں نیلی راوی بھینسیں، ساہیوال اور داجل نسل کی گائیں، لوہی نسل کی بھیڑیں اور بکریاں ہیں۔

(ج) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے 2003 سے اپریل 2005 تک 1351 جانور فروخت ہوئے اوران کی فروخت سے 61,77,541 روپے آمدنی ہوئی۔

(د) اس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے فروخت کردہ جانور بذریعہ نیلام عام محکمہ کی تشکیل کردہ کمیٹی ممبران کی نگرانی میں فروخت ہوئے۔

(ہ) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی اراضی پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

ضلع خوشاب، ویٹرنری ہسپتالوں، نسل کشی کی سہولیات اور سٹاف سے متعلقہ تفصیل

*6660: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خوشاب میں کہاں کہاں ویٹرنری ہسپتال ہیں، کس کس ویٹرنری ہسپتال میں نسل کشی کے جانور موجود ہیں؟

(ب) مذکورہ ہسپتالوں میں مختلف کیڈر کے عملہ کی تفصیل کیا ہے، ان میں کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے کس وجہ سے خالی پڑی ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع خوشاب میں 16 ویٹرنری ہسپتال ہیں اور کسی بھی ویٹرنری ہسپتال میں نسل کشی کے جانور موجود نہ ہیں۔ یہ ہسپتال جہاں واقع ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ خوشاب	2۔ گروٹ	3۔ جوہر آباد	4۔ مٹھہ ٹوانہ
5۔ ہڈالی	6۔ چک 44 ایم بی	7۔ چک نمبر 26 ایم بی	8۔ گنجیال
9۔ انگہ	10۔ پیل	11۔ نوشہرہ	12۔ کھوڑہ
13۔ کھبکی	14۔ روڈہ	15۔ نورپور تھل	16۔ آدھی کوٹ

(ب) ان ہسپتالوں میں مختلف کیڈر کے عملہ کی تفصیل اور ان میں جتنی اسامیاں جتنے عرصے سے، جس وجہ سے خالی ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	ویٹرنری آفیسر بی ایس 17	ویٹرنری اسسٹنٹ بی ایس 6	ویٹرنری بی ایس 1	عملہ بی ایس	خالی اسامیاں تعداد	عرصہ	بوجہ خالی
1۔	خوشاب	1	1	1	1	1	31-8-03	بوجہ بھرتی پر پابندی

2۔	گروٹ	۔	1	1	۔	۔	۔	۔
3۔	جوہرآباد	1	1	2	۔	۔	۔	۔
4۔	مٹھ ٹوانہ	1	خالی	2	6	1	29-4-04	بوجہ بھرتی پر پابندی
5۔	ہڈالی	خالی	1	2	17	1	29-10-98	۔ایضاً۔
6۔	چک نمبر 44 ایم بی	۔	1	1	۔	۔	۔	۔ایضاً۔
7۔	چک نمبر 26 ایم بی	۔	1	1	1	1	31.5.2000	۔ایضاً۔
8۔	گنجیال	خالی	۔	3	17	1	23-8-1999	۔ایضاً۔
9۔	انگہ	۔	خالی	2	6	1	6-11-2002	۔ایضاً۔
10۔	پپل	۔	1	خالی	1	1	11-3-2003	۔ایضاً۔
11۔	نوشہرہ	1	۔	2	۔	۔	۔	۔
12۔	کھوڑہ	۔	1	1	۔	۔	۔	۔
13۔	کھبیکی	خالی	1	1	17	1	31-12-92	۔ایضاً۔
14۔	روڈہ	۔	1	1	۔	۔	۔	۔
15۔	نورپورتھل	خالی	1	2	17	1	15-8-98	۔ایضاً۔
16۔	آدھی کوٹ	خالی	1	3	17	1	30.10.98	۔ایضاً۔

ضلع راولپنڈی، ویٹرنری ہسپتال، ڈاکٹرز، ادویات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6755: **جناب محمد وقاص**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں، ان میں کتنے ڈاکٹرز کل وقتی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں، ان کی تنخواہوں اور دیگر الاؤنس کا معیار کیا ہے؟

(ب) کیا ملازم ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت حاصل ہے، اگر ہاں تو کن شرائط پر؟

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے جانوروں کے لئے کون کون سی ادویات، ویکسین یا انجکشن مفت فراہم کئے جاتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں 13 ہسپتال اور 23 ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں اور 17 ویٹرنری ڈاکٹرز کل وقتی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی تنخواہیں BPS-17 و مروجہ الاؤنسز پنجاب گورنمنٹ کے مقرر کردہ ہیں۔

(ب) ویٹرنری ڈاکٹرز کو حسب ذیل شرائط پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے:۔
1۔ ہسپتال کے احاطہ میں پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہ ہے۔
2۔ ہسپتال کے اوقات کار کے دوران اجازت نہ ہے، لیکن اوقات کار کے بعد پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے۔
3۔ پرائیویٹ پریکٹس کے لئے ڈاکٹرز صاحبان touting نہیں کریں گے۔

(ج) حکومت پنجاب کی طرف سے جانوروں کے لئے ویکسینز کے علاوہ ہسپتال میں دستیاب تمام ادویات وانجکشن روپے کی ادائیگی (پرچی فیس) پر مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

صوبہ میں دودھ /گوشت کی سالانہ پیداوار اور اس میں اضافہ کے لئے اقدامات کی تفصیل

*6792: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت دودھ اور گوشت کی اندازاً پیداوار کیا ہے اور اس میں سالانہ کتنا اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) اگر دودھ اور گوشت سے صوبہ پنجاب زر مبادلہ کما رہا ہے تو کتنی مالیت کا سالانہ دودھ اور گوشت برآمد ہو رہا ہے؟

(ج) محکمہ ہذا نے دودھ اور گوشت خصوصاً پولٹری بھیڑ، بکریوں اور بڑے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کون سے انقلابی اقدامات کئے ہیں یا زیر غور ہیں؟

(د) صوبہ ہذا میں کون کون سے ادارہ جات ڈیری اور کیٹل فارمنگ کے لئے قرضہ جات فراہم کر رہے ہیں اور گزشتہ دو سالوں میں کتنا قرضہ مذکورہ فارمز کو دیا گیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت دودھ اور گوشت کی سالانہ پیداوار اور اس میں سالانہ اضافے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

دودھ کی پیداوار بحساب ہزار ٹن۔

اشیاء	سال 2003-04	سال 2004-05	سالانہ اضافہ	فیصد اضافہ
دودھ (ہزار ٹن)	17515	17753	238	1.36

بیف (ہزار ٹن)	469	474	5	1.07
مٹن (ہزار ٹن)	236	242	6	2.54

جبکہ مرغی کے گوشت کی اوسط پیداوار 294600 میٹرک ٹن ہے اور اس میں سالانہ 20.10 فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔

(ب) محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ لائیو سٹاک دودھ، گوشت (پولٹری، بھیڑ، بکریوں) اور بڑے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات / منصوبہ جات کا اجراء عمل میں لا رہا ہے۔ سپورٹ سروسز برائے فارمرز، ڈیریز فری زون، لیبارٹری برائے تشخیص امراض حیوانات اور دوغلی نسل کے مویشیوں کے ذریعے بیف کی پیداوار میں اضافہ کرنا۔

(د) صوبہ پنجاب میں جن ادارہ جات نے ڈیری اور کیٹل فارمنگ کے لئے گزشتہ دو سالوں میں جتنے قرضے فارمرز کو دیئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ادارہ جات / بنک	سال 04-2003 (ملین روپے)	سال 05-2004 (1-7-04 to 31-5-05) (ملین روپے)
نیشنل بنک آف پاکستان	425.405	1205.814
الائیڈ بنک آف پاکستان لمیٹڈ	10.900	2.290
حبیب بنک لمیٹڈ	210.755	542.925
دی بنک آف پنجاب	35.600	250.365
مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ	7.357	8.614
زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان لمیٹڈ	1072.823	1042.379
پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن	251.480	85.884
پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ	371.196	1327.191
میزان	2385.516	4465.462

صوبہ میں مویشی پال فارمز سے متعلقہ تفصیل

*6793: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ ہذا کے تحت کتنے مویشی پال فارمز ہیں، کتنے رقبوں پر قائم ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان فارموں میں کون کون سے مویشی کتنی تعداد میں ہیں اور آج تک محکمہ مذکور نے کن کن شعبوں میں تحقیقات کیں ہیں، تفصیلات مہیا کی جائیں؟

(ج) گزشتہ دو سالوں میں ان فارموں پر آنے والے اخراجات اور آمدن کی تفصیلات مہیا فرمائیں۔

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت اس وقت 22 مویشی پال فارم ہیں۔ان کے نام، رقبہ اور جائے وقوع ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ان فارموں میں جس قسم کے مویشی ہیں، ان کی تعداد اور ان فارموں پر محکمہ نے جن شعبوں پر تحقیقات کیں ان کی تفصیل ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گزشتہ دو سالوں میں ان فارموں پر آنے والے اخراجات اور آمدن کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ لائیو سٹاک میں موجود ماہرین اور پی ایچ ڈی کے لئے دستیاب سہولیات سے متعلقہ تفصیلات

*6794: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہذا میں اس وقت کتنے پی ایچ ڈی سکالرز / ماہرین ہیں، کس شعبہ میں موجود ہیں، ان کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں؟

(ب) محکمہ مذکورہ سالانہ کتنے افراد کو اپنے متعلقہ شعبے میں پی ایچ ڈی کی سہولیات مہیا کر رہا ہے، ان پر اٹھنے والے اخراجات کیا ہیں؟

(ج) محکمہ ہذا کتنے افراد کو بیرون ملک اور کتنے افراد کو اندرون ملک پی ایچ ڈی اور دیگر پیشہ ورانہ استعداد بڑھانے کے لئے سالانہ سہولیات مہیا کر رہا ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں اس وقت 30 پی ایچ ڈی سکالرز / ماہرین ہیں۔

ان کے نام، عہدہ اور شعبہ جات ضمیمہ (الف) درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	شعبہ جات
1۔	ڈاکٹر محمد اقبال	ریسرچ آفیسر	مائیکروبیالوجی
2۔	ڈاکٹر محمد لطیف	پیتھالوجسٹ	پیراسٹالوجی
3۔	ڈاکٹر محمد ارشد	ریسرچ آفیسر	مائیکروبیالوجی
4۔	ڈاکٹر محمد شبیر	ریسرچ آفیسر	زوالوجی
5۔	ڈاکٹر محبوب عالم قریشی	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر	مائیکروبیالوجی
6۔	ڈاکٹر محمد اکرام الحق	ویٹرنری آفیسر	اینمل نیوٹریشن
7۔	ڈاکٹر محمد ذوالفقار	ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)	ایف ایم ڈی آر سی
8۔	ڈاکٹر رشید احمد	ڈائریکٹر	ویٹرنری مائیکروبیالوجی
9۔	ڈاکٹر جاوید اقبال	فارم سپرنٹنڈنٹ	اینمل بریڈنگ اینڈ جنیٹکس
10۔	ڈاکٹر طاہر یعقوب	ریسرچ آفیسر	ویٹرنری مائیکروبیالوجی
11۔	ڈاکٹر منظور احمد	ریسرچ آفیسر	اینمل بریڈنگ اینڈ جنیٹکس
12۔	ڈاکٹر عبدالوحید سہوٹہ	سینئر ریسرچ آفیسر	شعبہ بریڈنگ اینڈ انکوبیشن
13۔	ڈاکٹر عاطف حنیف	ویٹرنری آفیسر	فشریز
14۔	ڈاکٹر محمد حنیف خان	ڈائریکٹر ہیڈکوارٹر	اینیمل ریپروڈکشن
15۔	ڈاکٹر قربان حسین	ڈی ایل او	اینیمل نیوٹریشن
16۔	ڈاکٹر شوکت علی بھٹی	ایس وی او	اینیمل نیوٹریشن
17۔	ڈاکٹر افتخار علی	ڈپٹی سیکرٹری ٹیکنیکل	اینیمل نیوٹریشن
18۔	ڈاکٹر اکبر علی	ڈی ایل او	اینیمل نیوٹریشن
19۔	ڈاکٹر سلطان محمود	ویٹرنری آفیسر	اینیمل نیوٹریشن
20۔	ڈاکٹر طوبیٰ زمان	وی او ہیلتھ	ویٹرنری پیتھالوجی
21۔	ڈاکٹر عباس حیدر	وی او ہیلتھ	پیراسائٹالوجی
22۔	ڈاکٹر ارشاد الحق	اے آر او جی ڈی	اینیمل ریپروڈکشن
23۔	ڈاکٹر محمد یونس	ڈپٹی ڈائریکٹر	اینیمل ریپروڈکشن
24۔	ڈاکٹر سراج الدین ساجد	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ	مائیکروبیالوجی
25۔	ڈاکٹر نائلہ دل	ایس وی او	ایمونالوجی
26۔	ڈاکٹر سید امتیاز حسین شاہ	ڈائریکٹر	ریپروڈکٹوفزیالوجی
27۔	ڈاکٹر ادریس علی زاہد	فارم سپرنٹنڈنٹ	اینیمل ریپروڈکشن
28۔	ڈاکٹر عبدالستار	ریسرچ آفیسر	اینیمل ریپروڈکشن
29۔	ڈاکٹر عبدالرحمٰن	ریسرچ آفیسر	اینیمل سائنسز
30۔	ڈاکٹر حامد جلیل	ڈپٹی ڈائریکٹر	ویٹرنری مائیکروبیالوجی

(ب) محکمہ پانچ فیصد خواہشمند افراد کو رخصت تعلیمی کی سہولت پر پی ایچ ڈی کرنے کی اجازت دیتا ہے اور دوران پی ایچ ڈی ان پر تنخواہ کی صورت میں اٹھنے والے اخراجات محکمہ برداشت

کرتا ہے یا Higher Education Commission Islamabad میں قابلیت کے معیار پر پورا اترنے والے افراد کو اعلیٰ تعلیم پی ایچ ڈی حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ ان پر اٹھنے والے اخراجات کا تعین بھی Higher Education Commission Islamabad ہی کرتا ہے۔

(ج) محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بیرون ملکی امداد دستیاب ہونے پر بیرون ملک پی ایچ ڈی و دیگر پیشہ ورانہ استعداد بڑھانے کے لئے سہولیات فراہم کر رہا ہے جبکہ اندرون ملک پانچ فیصد تکنیکی افسران کو پی ایچ ڈی و دیگر پیشہ ورانہ استعداد بڑھانے کے لئے رخصت تعلیمی کی سہولیات بھی فراہم کرتا ہے۔

لاہور، وحدت لنک روڈ پر واقع اوقاف کی مسجد اور پراپرٹی سے متعلقہ تفصیلات

*6828: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جامعہ مسجد صدق علی شاہ، راواں لنک وحدت روڈ نزد بخاری مارکیٹ لاہور محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے، اگر ہاں تو کب سے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مسجد کی پانچ دکانوں اور بالائی منزل کا کرایہ عرصہ تقریباً 14 سال سے قبضہ گروپ وصول کر رہا ہے، ان دکانوں کا کرایہ کتنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مسجد کے نام 14 کنال اراضی بھی ہے، جو کہ محکمہ اوقاف نے اپنے ملازمین کو دے رکھی ہے اور قبضہ گروپ اس زمین کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مسجد میں خطیب اور امام کی اسامیاں ہیں مگر موقع پر آج تک کوئی بھی نہیں آیا اور مینجروں کی ملی بھگت سے تنخواہوں کی مد میں لاکھوں روپے وصول کئے جا چکے ہیں۔ اب تک اس مد میں کتنی رقم لی جا چکی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اوقاف نے مذکورہ مسجد کی دکانوں وغیرہ کو قبضہ گروپ سے واگزار کرنے کی کوشش کی ہے، اگر ہاں تو کب اور لاپرواہی برتنے والے افراد کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے اور کب تک قبضہ گروپ سے مذکورہ پراپرٹی واگزار کروالی جائے گی؟

وزیر اوقاف:

(الف) یہ درست ہے کہ جامع مسجد صدق علی شاہ، راواں لنک وحدت روڈ بخاری مارکیٹ زیر تحویل محکمہ اوقاف ہے۔ یہ مسجد 80-5-24 سے محکمہ کی تحویل میں ہے۔

(ب) اصل معاملہ یوں ہے کہ مذکورہ جائیداد دوکانات وغیرہ کا قاری فیض رسول اور محکمہ اوقاف کے درمیان تنازع ہے اور معاملہ مختلف عدالتوں، انٹی کرپشن میں زیر سماعت ہے۔ پانچ دکانات کا اس وقت ماہوار کرایہ 4177 روپے ہے اور جون 2004 تک مبلغ 4,39,464 روپے کے بقایاجات واجب الوصول ہیں۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ مسجد کے نام 14 کنال اراضی وقف ہے جو سابق وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت ملازمین اوقاف کو رہائشی مقاصد کے لئے دی گئی۔ عدالت عالیہ نے یہ الاٹمنٹ منسوخ کر دی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مسجد میں نائب خطیب / امام اور خادم کی اسامیاں موجود ہیں۔ مسجد کا معاملہ حساس نوعیت کا ہے۔ چونکہ ناجائز قابضین عملہ اوقاف کو مسجد میں کام نہیں کرنے دیتے لہذا عملہ مسجد سے کسی اور جگہ کام لیا جا رہا ہے۔ ماہ اپریل 2005 تک عملہ کی تنخواہ پر مبلغ 13,16,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ہ) محکمہ اوقاف پنجاب نے مسجد صدق علی شاہ کے بارہ میں کسی قسم کی انتظامی غفلت کا مظاہرہ نہ کیا ہے۔ سال 1995 سے تاحال مسلسل ہر فورم پر ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہائی کورٹ، سول کورٹ میں زیر سماعت متعدد مقدمات رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ قبضہ گروپ کے خلاف کارروائی کے لئے محکمہ اوقاف نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، ڈی آئی جی، ایس ایس پی لاہور اور متعلقہ تھانہ وحدت کالونی لاہور کو تحریراً گزارشات کیں۔ مورخہ 2004-1-21 کو ایس ایچ او نے واضح طور پر محکمہ اوقاف کو تحریر دی کہ اس وقت چار مختلف عدالتوں میں وقف مذکورہ سے متعلقہ مقدمات زیر سماعت ہیں، جس میں معاملہ بید خلی بھی زیر سماعت ہے جو عدم مداخلت پولیس کے احکام کی بناء پر کارروائی نہ کی جا سکتی ہے۔ ناجائز قابضین کے خلاف انٹی کرپشن عدالت میں بھی معاملہ زیر سماعت ہے، ملزمان ضمانت پر ہیں، مقدمہ کی باقاعدہ سماعت شروع ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں ناجائز قابضین کے خلاف اراضی / جائیداد

مذکورہ کے جعلی بیع نامہ کی تنسیخ کے لئے محکمہ نے سول عدالت اور انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ سے رجوع کرر کھاہے۔ جیسے ہیissues کا فیصلہ ہوتا ہے، محکمہ اوقاف بلا تاخیر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائے گا۔

گوجرانوالہ، محکمہ اوقاف کی اراضی، ٹھیکہ جات اور غیر قانونی قابضین کی تفصیل اور حکومتی اقدامات

*6936: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں کس کس مقام پر محکمہ اوقاف کی زمین موجود ہے۔ زمین کا رقبہ، نام اور علاقہ کا نام بیان فرمائیں۔

(ب) کون کون سی زمین محکمہ اوقاف نے لیز یا ٹھیکہ پر دی ہے، لیز یا ٹھیکے لینے والے افراد کے نام، رقبہ اور مقام بیان فرمائیں۔

(ج) غیر قانونی قابضین رقبہ محکمہ اوقاف کی تفصیل بیان فرمائیں، حکومت غیر قانونی قابضین کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) گوجرانوالہ زون میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف اراضیات بذریعہ نیلام عام مستاجری رقبہ تعداد، محل وقوع اور پٹہ دار کی تفصیل نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں مفصل صورتحال نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) غیر قانونی / ناجائز قابضین کی فہرست نشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان ناجائز قابضین کو نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں اور ضلعی انتظامیہ کو بھی بذریعہ مال گزاری ایکٹ واوقاف وصول کرنے اور بے دخلی کے لئے تحریر کیا جا چکا ہے۔

لاہور / گوجرانوالہ، اوقاف کی مساجد ومزارات اور دربار پیر وشہید کوٹ شاہاں کے ٹھیکہ سے متعلقہ تفصیل

*6963: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ اور لاہور میں کتنے مزارات اور کتنی مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف نے دربار پیرو شہید کوٹ شاہاں پر قبضہ کر کے اسے ٹھیکہ پر دے دیا ہے۔ ٹھیکیدار نے مزار شریف اور اس سے ملحقہ قبرستان پر قبضہ کر رکھا ہے اور قبرستان کے راستے بند کر کے علاقہ کے مکینوں کو مردے گھروں میں دفنانے پر مجبور کر رکھا ہے؟

(ج) کیا حکومت ٹھیکیدار سے قبرستان اور مزار شریف کی اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں 11 مزارات 7 مساجد ہیں جب کہ لاہور میں 71 مزارات اور 63 مساجد ہیں۔ تفصیل فلیگ (الف)،(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دربار حضرت پیرو شہید کوٹ شاہاں اور اس سے ملحقہ جائیداد محکمہ اوقاف کو بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ای ایس او پی 1(135) اے 95 / مورخہ 5۔اکتوبر 2000 اپنی تحویل میں لینے کے بعد کیش بکس کی آمدن حسب پالیسی محکمہ اوقاف ٹھیکہ پر دے رکھی ہے۔ یہ غلط ہے کہ ٹھیکیدار نے دربار شریف اور اس سے ملحقہ قبرستان پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ ٹھیکیدار نے قبرستان کے راستے بند کر کے علاقہ کے مکینوں کو مردے گھروں میں دفنانے پر مجبور کر رکھا ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ دربار سے ملحقہ ایک کنال 10 مرلے اراضی قبرستان کے لئے مخصوص ہے۔ قبرستان میں جگہ کی کمی کے باعث مجاز اتھارٹی جناب چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کی اجازت کے بغیر قبریں بنانے کی پابندی لگائی گئی ہے۔ دربار شریف کی مغرب جانب سے تقریباً 3۔ایکڑ اراضی پر مشتمل قبرستان موجود ہے، جس میں اہل علاقہ کو میت کی تدفین پر کوئی پابندی نہ ہے۔

(ج) ٹھیکیدار نے دربار شریف کی آمدن کیش بکس اور آمدن متفرق نذرانہ جات قانون وضابطہ کے مطابق بذریعہ نیلام عام ٹھیکہ پر حاصل کر رکھا ہے، اس لئے اراضی پر ٹھیکیدار کا نہ تو قبضہ ہے اور نہ ہی اس کا اس سے کوئی تعلق ہے لہذا بلا جواز کسی قسم کی کارروائی مناسب نہ

ہے۔ یہ مزار فاضل آمدن والا ہے، محکمہ کو معقول آمدن وصول ہو رہی ہے، اس لئے اسے واگزار کرنا محکمہ اور مزار کے مفاد میں نہ ہے۔

تحصیل شورکوٹ، دربار حضرت شاہ صادق کی پراپرٹی، آمدن و خرچ اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7005: میاں ظہور ساجد جنجوعہ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار حضرت شاہ صادق نہنگ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ سے ملحقہ دکانوں اور زمین زرعی و سکنی کی تفصیل بیان فرمائیں۔

(ب) سال 2002 سے آج تک اس دربار کی آمدن دکانوں، زرعی اور سکنی زمین سے اور غلہ کی تفصیل الگ الگ دی جائے۔

(ج) اس دربار کی مرمت و تعمیر پر اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سال وار کس کس ترقیاتی کام پر خرچ کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس دربار کی ملکیتی 250 مربع زرعی اراضی ہے، اگر ہے تو اس زرعی اراضی پر کون کون لوگ قابضین ہیں، ان میں جائز اور ناجائز قابضین کے نام کی تفصیل الگ الگ دی جائے۔

(ہ) کیا حکومت اس دربار کی آمدن سے علاقہ میں کوئی بڑا فلاحی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) دربار حضرت شاہ صادق نہنگ سے ملحقہ اراضی کا کل رقبہ 6316۔ایکڑ 3 کنال 16 مرلے ہے، جس میں سے 857 زرعی اراضی 5322 ایکڑ 4 کنال 16 مرلے ہے جبکہ آبادی دیہہ 87 ایکڑ، سکول قبرستان دفتر یونین کونسل 42۔ایکڑ 2 کنال 10 مرلے نہریں راجباہ حفاظتی بند، 428۔ایکڑ سڑکیں، 30۔ایکڑ 4 کنال 10 مرلے دریا برد 233 ایکڑ، سیم نالہ 32۔ایکڑ اور سیلابی 141۔ایکڑ اور جھنگ صدر میں 6 عدد دکانات ہیں۔

(ب) سال 02-2001 سے مئی 2005 تک آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن زمین	آمدن کیش بکس	آمدن دکانات	متفرق	میزان
2001-2002	55,64,425	70,438	-	25,416	56,60,279

2002-2003	81,78,525	74,242	-	400	82,53,166
2003-2004	84,96,485	83,232	50,000	10,300	86,40,108
جولائی04تا مئی05	91,91,019	93,232	67,000	5,46,340	98,97,591
ٹوٹل	3,14,30,453	3,21,235	1,17,000	5,82,456	3,24,51,144

(ج) دربار حضرت شاہ صادق نہنگ پر 02-2001 سے 05-2004 تک تعمیر و مرمت پر مبلغ 25,28,476 روپے خرچ ہوئے۔ اخراجات کی سال وار تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) دربار حضرت شاہ صادق نہنگ سے ملحقہ وقف اراضی میں سے رقبہ تعدادی 5322-ایکڑ 4 کنال 16 مرلے کاشتہ ہے جس کا پٹہ محکمہ اوقاف وصول کرتا ہے۔ جن لوگوں سے پٹہ وصول کیا جاتا ہے یہی پٹہ داران قابضین ہیں۔ مینجر اوقاف شورکوٹ کی رپورٹ کے مطابق ان پٹہ داران کی تعداد 715 ہے۔ ناموں کی فہرست بر نشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، جبکہ ناجائز قابضین کی تعداد چار عدد ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

فہرست ناجائز قابضین موضع لکووالا

نمبر شمار	نام قابض	رقبہ م	ک	ایکڑ
1-	خادم ولد احمد	0	0	4
2-	منظور حسین ولد اعجاز حسین پسران محمد علی موضع قائم بھروانہ	0	3	15
3-	غلام حسین ولد متعلی	12	3	4
4-	۔ایضاً۔	0	2	27

(ہ) آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اہم مزارات / بڑی مساجد میں حفظ و ناظرہ، تجدید و قرآت قرآن حکیم کے مدارس قائم کر رہا ہے۔ دربار حضرت شاہ صادق نہنگ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کی جامع مسجد میں مدرسہ کا قیام بھی پروگرام میں شامل ہے۔ مدرسہ قائم ہونے کے بعد علاقہ کے باشندے اس سے مستفید ہو سکیں گے۔

ضلع بہاولپور میں سال 2003 تا حال، ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی عمارات، ادویات اور علاج سے متعلقہ تفصیل

*7022: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں میں سال 2003 سے آج تک کتنے بیمار جانوروں کا علاج کیا گیا؟

(ب) ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی خرچ ہوئی؟

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی بلڈنگز کی صورتحال کیا ہے اور یہ کتنے کتنے رقبے پر مشتمل ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع بہاولپور میں سال 04-2003 سے 05-2004 تک 398013 بیمار جانوروں کا علاج کیا گیا۔

(ب) سال 04-2003 کے دوران ادویات کی مد میں 1160200 روپے کی رقم مختص کی گئی جس میں سے 75,000 روپے خرچ کئے گئے جبکہ سال 05-2004 میں 12,30,000 روپے مختص کئے گئے اور تمام رقم خرچ ہو گئی۔

(ج) ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کے نام، بلڈنگ کی صورتحال اور ان کے رقبے کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں سرکاری قبرستانوں اور ان پر قائم تجاوزات کی تفصیل اور حکومتی اقدامات

*7099: بیگم نور النساء ملک: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول کتنے قبرستان ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شہر فیصل آباد میں قبرستان کی اراضی پر تجاوزات تعمیر ہو چکی ہیں اور قبضہ کروانے کے عمل میں محکمہ کا عملہ بھی شامل ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز تجاوزات گرانے، قبرستان کی زمین قبضہ گروپ سے واگزار کروانے اور معاون عملہ کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع فیصل آباد میں زیر تحویل محکمہ اوقاف کے قبرستانوں کی تعداد صرف 6 عدد ہے۔

(ب) فیصل آباد شہر کے کسی قبرستان (زیر تحویل محکمہ اوقاف) کی اراضی پر ناجائز تجاوزات نہ ہیں اور نہ ہی محکمہ اوقاف کے کسی ملازم نے ناجائز تجاوزات کروانے میں کوئی حصہ لیا ہے۔

(ج) چونکہ شہر فیصل آباد کے کسی قبرستان زیر تحویل محکمہ اوقاف کی اراضی پر کوئی ناجائز تجاوزات نہ ہوئی ہیں، اس لئے ان کو واگزار کروانے یا کسی اہلکار کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع فیصل آباد میں 2000 تا 2005، محکمہ اوقاف کی اراضی پر ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات سے متعلقہ تفصیل

*7100: بیگم نورالنساء ملک: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال 2000 سے جون 2005 تک محکمہ اوقاف کی کتنی زمین پر غیر قانونی طور پر کتنے لوگ قابض ہوئے، ان کی تفصیل شہر، گاؤں وار فراہم کی جائے۔

(ب) محکمہ ہذا کے جو اہلکار غیر قانونی قبضے کروانے میں شامل رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ وار تفصیل مہیا کی جائے۔

(ج) متذکرہ ضلع میں اوقاف کی زمین پر جن جن افراد نے قبضہ کیا اور ان کے جو سرکاری اہلکار معاونین رہے، ان کے خلاف حکومت نے آج تک کوئی انکوائری یا قانونی کارروائی کرتے ہوئے کیا اقدامات کئے ہیں نیز مذکورہ عرصہ میں اب تک محکمہ نے کتنی اراضی قابضین سے واگزار کروائی ہے۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال 2000 تا جون 2005 تک محکمہ اوقاف کی کسی اراضی پر کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہوا ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف کا کوئی اہلکار ناجائز قبضہ کروانے میں شامل نہیں ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں سال 2000 سے جون 2005 تک کسی فرد نے اوقاف کی اراضی پر ناجائز قبضہ نہ کیا ہے، اس لئے اسے واگزار کروانے اور کسی کے خلاف کارروائی کرنے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

راولپنڈی میں محکمہ امور پرورش حیوانات کے سٹاف، فنڈز اور منصوبہ جات کی تفصیل

*7125(A): راجہ طارق کیانی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع راولپنڈی میں محکمہ ہذا کے تحت کیا کیا کام ہو رہا ہے، کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) عملہ کی سکیل وار تفصیل بتائی جائے۔

(ج) سال 2004 میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) اس وقت ضلع راولپنڈی میں محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت جو کام ہو رہا ہے اور جو سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ بیمار جانوروں کا علاج معالجہ
2۔ گائے اور بھینسوں کی نسل کشی
3۔ فارمر ڈیز کا انعقاد
4۔ متعدی اور غیر متعدی امراض کے خلاف جانوروں میں حفاظتی ٹیکہ جات
5۔ بھیڑ بکریوں اور بڑے جانوروں میں پیٹ کے کرموں کی ادویات پلانا۔
6۔ مذبحہ خانہ میں تندرست جانوروں کے ذبحہ ہونے کو یقینی بنانا۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں عملہ کی سکیل وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2004 میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال برائے 04-2003 میں 2,52,19,800 روپے فنڈز دیئے گئے۔

سال برائے 04-2003 میں 2,81,31,000 روپے فنڈز دیئے گئے۔

بہاولپور، مسجد جامع الصادق سے منسلک زرعی و کمرشل پراپرٹی اور تعمیراتی کام سے متعلقہ تفصیل

*7216: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاول پور کی مشہور مسجد جامع الصادق سے کتنی زرعی اراضی اور دکانیں منسلک ہیں، زرعی زمین سے کتنی آمدنی ہوتی ہے اور دکانوں سے کتنی آمدنی ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جامع الصادق میں تعمیراتی کام ہو رہا ہے، جو تاحال نامکمل ہے۔ کام کا معیار ٹھیک نہ رہا ہے اور اس سلسلہ میں انکوائری ہوئی ہے؟ اس انکوائری کے کیا نتائج سامنے آئے اور ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر اوقاف:

الف) جامع مسجد الصادق بہاول پور سے کوئی زرعی اراضی منسلک نہ ہے البتہ اس مسجد سے 276 عدد یونٹس کرایہ داری منسلک ہیں، جن سے محکمہ اوقاف کو مبلغ 14,86,116 روپے سالانہ آمدن ہوتی ہے۔

(ب) جامع مسجد الصادق کی تزئین وآرائش / مرمت کے کام کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے بذریعہ مراسلہ نمبر پی ڈبلیو پی، ڈی پی(12)اے/99 مورخہ 17۔جولائی 1999 کو مبلغ 42,79,000 روپے کی انتظامی منظوری جاری کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں مبلغ 20,00,000 روپے حکومت پنجاب اور مبلغ 22,79,000 روپے محکمہ اوقاف کی طرف سے فراہم کئے گئے، اس وقت کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) بہاولپور فیاض الدین احمد تحسین نے تعمیراتی کمیٹی کا چیئرمین ہونے کے ناتے ایک کمیٹی تشکیل دی اور محکمہ بلڈنگ بہاولپور کے انجینئرنگ ونگ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ موقع پر کام تکمیل کے آخری مراحل میں تھا جس پر تعمیراتی کمیٹی نے کچھ نقائص کی نشاندہی کرتے ہوئے کام رکوا دیا۔ البتہ کئے گئے کام کا مذکورہ تعمیراتی کمیٹی مبلغ 40,51,674 روپے کی ادائیگی متعلقہ ٹھیکیدار کو کر چکی ہے۔ اس ضمن میں یہ تحریر کرنا بھی مناسب ہو گا کہ یہ تعمیراتی کام محکمہ اوقاف نے نہ کرایا ہے، بلکہ یہ کام مسجد کی تعمیراتی کمیٹی اور محکمہ بلڈنگ بہاولپور کے انجینئرنگ ونگ نے کرایا ہے اور اس وقت یہ معاملہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر بہاولپور کے پاس زیر سماعت ہے جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کے زیر انتظام مزارات / مساجد، پراپرٹی، سٹاف اور سال 04-2003 کی آمدن کی تفصیل

*7222: محترمہ ثمینہ جدون: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں واقع مساجد، مزار، دکانیں عمارتیں جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں ان سے ہونے والی آمدن کی تفصیل برائے سال 04-2003 بیان کریں۔

(ب) ان مقامات کی دیکھ بھال کے لئے تعینات عملے کی تفصیل اور نام بتائے جائیں۔

وزیراوقاف:

(الف) ضلع راولپنڈی میں درج ذیل مساجد، مزارات اور دکانیں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں:۔

مساجد 22، مزارات 21، یونٹس 226

سال 04-2003 میں مساجد سے آمدن 25,29,804 مزارات سے آمدن 41,15,279

کل میزان 66,45,083

(ب) ان مقامات کی دیکھ بھال کے لئے تعینات عملہ کی تفصیل نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ساہیوال، محکمہ کے زیر انتظام مزارات / مساجد، سٹاف اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7223: محترمہ منور صغیر: کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ساہیوال میں اس وقت محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام کتنی مساجد اور کتنے دربار ہیں؟

(ب) ضلع ساہیوال میں محکمہ اوقاف کی کتنی آمدن ہے اور کتنے اخراجات ہیں، تفصیل بابت 04-2003 ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) ضلع ساہیوال میں محکمہ اوقاف کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

وزیراوقاف:

(الف) ضلع ساہیوال میں محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر انتظام 11 مساجد اور 12 دربار ہیں۔

(ب) ضلع ساہیوال میں سال 04-2003 میں آمدن واخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

تفصیل آمدن

کرایہ	زرپٹہ	کیش بکسز	متفرق	فیس منتقلی کرایہ	میزان
24,51,009	4,76,685	26,92,398	3,38,140	1,77,700	61,35,932

تفصیل اخراجات

تنخواہ	کرایہ مکان	الاؤنسز	بجلی	ختم قرآن	صف	عرس	متفرق	میزان
1113310	59739	221459	710776	4,200	9300	5000	1622	2125407

(ج) ضلع ساہیوال میں محکمہ اوقاف کا درج ذیل عملہ کام کر رہا ہے:۔

عملہ دفتر مینجر اوقاف	ضلع خطیب مع آئمہ / خطباء	موذنین / خادمین	نگران
4	12	12	12

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ضلع بھکر، "ڈیرہ پروگرام" کے تحت فیڈ کی تقسیم کی تفصیل

338: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) "ڈیرہ پروگرام" کے تحت ضلع بھکر، بالخصوص حلقہ پی پی۔49 میں کیٹل فیڈ کہاں کہاں تقسیم کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔49 میں کسی بھی لائیو سٹاک فارمر کو اس پروگرام کے تحت کیٹل فیڈ تقسیم نہیں کیا گیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع بھکر بشمول حلقہ پی پی۔49 میں کیٹل فیڈ کے کل 1346 بیگز بذریعہ ویٹرنری ہسپتال / ڈسپنسریز اور فارمر ڈے منعقد کر کے زیر نگرانی ناظمین و عوامی نمائندگان میں تقسیم کئے گئے جن کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ تحصیل بھکر 495 بیگز
2۔ تحصیل منکیرہ 305 بیگز
3۔ تحصیل کلور کوٹ 385 بیگز
4۔ تحصیل دریا خان 161 بیگز

حلقہ پی پی-49 میں کیٹل فیڈ بذریعہ ویٹرنری ہسپتال درج ذیل مقامات پر تقسیم کی گئی۔

-1	منکیرہ	90
-2	پٹی بلندہ	20
-3	حیدرآباد	65
-4	67/ML	50
-5	کوٹ افضل	80

(ب)　یہ درست نہ ہے کہ حلقہ پی پی-49 میں کسی بھی لائیو سٹاک فارمر کو اس پروگرام کے تحت کیٹل فیڈ تقسیم نہیں کیا گیا۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر غور کرنا چاہئے۔ میں نے اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ حکومت کم از کم دودھ کا کوئی نرخ مقرر کرے کہ دودھ بیچنے والے دس پندرہ روپے فی لٹر دودھ خرید کر 40 روپے لٹر دودھ بیچتے ہیں۔ کوئی ایسی ٹیم بنائی جائے کہ جو اس چیز کی روک تھام کرے۔ اسی طرح ایک دن کا چوزہ 28 روپے سے لے کر 30 روپے تک فروخت ہو رہا ہے حالانکہ اس کی کل لاگت چھ یا سات روپے آتی ہے اور اس کو 28 یا 30 روپے کا فروخت کرتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہے اور اس وجہ سے مارکیٹ میں مرغی مہنگی ہو چکی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ کو ہدایت کریں کہ اس پر کچھ نہ کچھ غور کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اگر ان کے پاس لائیو سٹاک کی بہتری کے لئے کوئی اچھی تجاویز ہیں تو وہ ہمیں دیں ہم ان پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ملک نذر فرید کھوکھر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

رپورٹ (توسیع)

مسودہ قانون پنجاب، ربڑ و پلاسٹک کینز میں اشیائے خورد و نوش رکھنے پر پابندی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب چیئرمین: محترمہ فریدہ رفیق سلہری مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ فریدہ رفیق سلہری: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"The Punjab Prohibtion on use of Ruber and Plastic Cane for keeping victual Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs. Maha Treen Raja MPA کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Prohibtion on use of Ruber and Plastic Cane for keeping victual Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs. Maha Treen Raja MPA کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Prohibtion on use of Ruber and Plastic Cane for keeping victual Bill 2003 bill

No.21 of 2003 moved by Mrs. Maha Raja Tareen MPA کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

مجالس قائمہ کی کارکردگی پر اعتراض

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! دو تین رپورٹیں ہیں یہ پیش ہو جائیں اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں متعلقہ بات ہی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا ہے کہ جس دن سے آپ کا یہ اجلاس شروع ہوا ہے۔یہاں پر آپ کی Privilege Committee اور مختلف مجالس قائمہ کے بارے میں بہت بڑا اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ بزنس کو نمٹاتی نہیں ہیں بلکہ linger on کرتی ہیں۔یہاں پر آپ question put کرتے ہیں اور بہت سے ممبران کو interest نہیں ہوتا کہ کیا question put ہوا ہے؟ براہ مہربانی آپ اس کا suo moto نوٹس لیں کہ یہ کمیٹیاں اگر فنکشنل ہیں تو یہ بزنس کو نمٹائیں۔آپ دیکھیں کہ یہ بل کب introduce ہوا، کب ریفر ہوا اور اس کی کتنی میٹنگز ہوئی ہیں۔آپ جنرل دیکھیں جیسا کہ اس دن اخبار میں تھا کہ آپ ایک ایشو پر 26/26 میٹنگز کر رہے ہیں۔لوگ کہہ رہے ہیں کہ ممبران یہاں پر صرف ٹی۔اے، ڈی۔اے کے لئے آتے ہیں۔اگر آپ زیادہ بزنس دے دیں اور وہ meet کریں مگر

The business assigned to the committee should be finalized in recommended due time.

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اس میں صورتحال یہ ہے کہ کمیٹی کو بعض معاملات جو ریفر کئے جاتے ہیں ان میں محکمہ نے اپنی رائے دینی ہوتی ہے اور اس رائے کو کمیٹی میں consider کیا جاتا

ہے۔ باقی ممبران اپنی اپنی رائے دیتے ہیں اور اس رائے کو بھی کمیٹی میں consider کیا جاتا ہے اس لحاظ سے بعض دفعہ اس میں تاخیر ہوتی ہے لیکن جیسا آپ نے کہا ہے کوشش یہ کی جائے گی کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ معاملات کو جلد نمٹایا جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! legislation سے زیادہ کوئی چیز اہم نہیں ہے۔ اگر ڈیپارٹمنٹ کا جواب آنا ہے تو وہ اسی legislative business کے لئے آنا ہے۔ آپ براہ مہربانی یہ ڈائریکشن دے دیں کہ رپورٹ جلد بھجوائیں نیز جب ممبران کو مزید بزنس دیں تو ان کو کہیں کہ یہ اپنا law update کریں۔ مگر خدارا! یہ نہ کریں کہ ایک ایک کمیٹی کی میٹنگ 26/26 دفعہ ہو۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اس کو یقینی بنایا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! رانا آفتاب صاحب نے جو point raise کیا ہے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ آئندہ سے کوشش کی جائے گی۔ اس سے پہلے بھی کئی دفعہ کوشش کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے اس سلسلہ میں کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ جب کسی بل سے متعلقہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کی جائے تو اس میں ساتھ یہ درج ہو کہ اس پر کتنی میٹنگز ہوئی ہیں اور ان میٹنگز میں مختصراً کارروائی کیا ہوئی ہے۔ بعض بل ایسے ہیں کہ جو دو دو سال سے یہاں پر پیش ہوئے اس کے بعد وہ کمیٹی کو ریفر ہوئے اس میں عورتوں پر تشدد کے حوالے سے محترمہ انجم امجد کا ایک بل تھا، دو سال سے اس کا پتا نہیں چلا کہ اس کا کیا ہوا؟ اسی طرح سے اور دوسرے بل ہیں جو سالہا سال سے پینڈنگ پڑے ہیں اور اس میں گورنمنٹ کی باقاعدہ intention ہے کہ یہ چیزیں دوبارہ ہاؤس میں نہ آئیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رانا صاحب! اس میں رولز کے مطابق یہ ہے کہ جب کسی کمیٹی کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے تو اس وقت اس رپورٹ کو ڈسکس کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ کسی اور stage پر کمیٹی کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ آپ لوگوں نے عین اس وقت جب کہ یہ رپورٹس پیش ہو رہی ہیں یہ سوال کیا ہے تو آپ کا یہ پوائنٹ valid ہے۔ جب کوئی رپورٹ lay کی جاتی ہے تو اس وقت آپ ڈسکس کر سکتے ہیں یا پوچھ سکتے ہیں کہ اس کمیٹی کی کتنی میٹنگز ہوئیں اور اس میں کیا کارروائی ہوئی یہ رولز میں provided ہے کہ discussion اس وقت ہو گی جب کمیٹی کی طرف سے کوئی رپورٹ

lay کی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! جب ہم چیئرمین یا سپیکر کو پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں تو اس چیز کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس کمیٹی میں بہتری پیدا ہو، اس میں اصلاح پیدا ہو اور اس میں تیزی آئے۔ یہ اسمبلی legislation کے لئے بنی ہے۔ ہم اس لئے پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں کہ standing commitee کو بھی تنبیہ ہو جائے۔ جس طرح رانا صاحب نے ابھی کہا ہے کہ Domestic Violence Bill, 2004 ابھی تک pending پڑا ہے۔ حمیرا اویس کا ایک بل ہے وہ بھی pending پڑا ہے، دو تین ایسے اور بل ہیں جو بڑے اہم بل ہیں، وہ pending پڑے ہوئے ہیں اگر وہ بل نہیں آنے تو اس کی کوئی نہ کوئی رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے کہ اس بل کے یہاں پر دیر سے آنے کی وجوہات کیا ہیں۔ اس طرح اسمبلی کی کارروائی میں خوبصورتی بھی پیدا ہوتی ہے اور وقت بھی بچتا ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بگو صاحب! اس میں صورتحال یہ ہے کہ جب کوئی کمیٹی کسی بات کو consider کر رہی ہوتی ہے رولز کے مطابق اس وقت اس پر ایوان میں بات نہیں کی جا سکتی۔ یہ بات آپ سپیکر صاحب سے ان کے چیمبر میں کر سکتے ہیں۔ اگر اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں کوئی بات ہو تو وہ بھی آپ ان سے چیمبر میں کر سکتے ہیں۔ یہاں پر یہ باتیں اس وقت discuss ہو سکتی ہیں جب کوئی رپورٹ lay کی جائے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے۔ یہ بات جو آپ کہہ رہے ہیں کہ کسی بل یا رپورٹ میں delay ہے تو آپ سپیکر صاحب کو مل لیں ان کے پاس اتھارٹی ہے۔ آپ ان سے مل کر اپنی بات کر سکتے ہیں اور اس کو expidite کرنے میں یا اس میں بہتری کی صورت پیدا کرنے میں آپ ان سے تعاون حاصل کر سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب محمد حسنین خان بوسن مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹ (توسیع)

مسودہ قانون پرائیویٹ قرض دہی پر پابندی مصدرہ 2003 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

(جو زیر التواء ہوئی)

جناب محمد حسنین خان بوسن: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 moved by Mrs. Humaira Awais Shaid کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب چیئر مین: کیا توسیع کر دی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! میں آپ سے رہنمائی چاہوں گا کہ یہ جو motion پیش ہوئی ہے کہ May I oppose it?

جناب چیئر مین: رانا صاحب! oppose نہیں کر سکتے۔ آپ اس کو discuss کر سکتے ہیں۔ رولز میں ہے کہ---

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! اگر میں oppose نہیں کر سکتا تو under which Rule.

جناب چیئر مین: رانا صاحب! آپ بے شک رولز دیکھ لیں۔ اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے---

رانا ثناء اللہ خان: You are in Chair تو آپ سے ready reference جو ہے---

جناب چیئر مین: رانا صاحب! باقی رولز میں یہ موجود ہے کہ جہاں پر oppose کرنا ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد ہی discussion ہوتی ہے۔ وہ اور بات ہے جو کمیٹی کی رپورٹ ہے اس کو صرف آپ اس حد تک discuss کر سکتے ہیں کہ یہ رپورٹ جس طرح کہ پہلے بگو صاحب!---

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! کس Rule کے تحت میں discuss کر سکتا ہوں۔ میری understanding تو یہ ہے کہ میں اسے oppose کرنے کے بعد ہی discuss کر سکتا ہوں۔

جناب چیئر مین: رانا صاحب! میرے خیال میں اگر آپ کے پاس کتاب ہے تو آپ متعلقہ رولز پڑھ

لیں۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں نے آپ کے سامنے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے تو اس کو redress تو آپ نے کرنا ہے۔ I want to oppose it میں عرض کر دوں کہ I want to oppose it اور اس کا مطلب یہی ہے کہ میں اس کو discuss کروں گا تو اگر میں نہیں کر سکتا یا تو آپ مجھے allow کر دیں یہ Whether it is کہ آپ کی اتھارٹی ہے کہ being in Chair آپ مجھے allow کر سکتے ہیں یا مجھے provided in the Rules or not allow کر دیں یا پھر مجھے بتائیں کہ میں کیوں اسے oppose نہیں کر سکتا؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جب رپورٹ lay کی جاتی ہے تب discussion ہو سکتی ہے۔ اس وقت یہ توسیع کے لئے اجازت لی جا رہی ہے۔ اب اس پر صرف سوال یہی ہو گا کہ توسیع کر دی جائے۔ اس کا جواب "ہاں" یا "ناں" میں ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ نے جو پڑھا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس میں توسیع کر دی جائے۔ اب جو بھی motion اس ہاؤس میں پیش ہو گی تو اس کو oppose کرنے کا ایک طریق کار رولز میں درج ہے۔ اگر اس particular motion کو oppose نہیں کیا جا سکتا تو Under which Rule? میری understanding یہ ہے کہ اس کو oppose کیا جا سکتا ہے اور اس کے بعد discuss کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ اس کو discuss کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! یہ presentation of report نہیں ہے۔ ابھی رپورٹ فائنل ہو کر جب پیش ہوتی ہے تب آپ discuss کر سکتے ہیں۔ اس سے پہلے نہ discussion کا کوئی سوال ہے نہ oppose کرنے کا۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! Is it not a motion?

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! یہ motion move ہوئی ہے اور جب motion move ہوتی ہے تو اس کو oppose کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ motion move ہوئی ہے ناں The motion moved is کہ اس کا ٹائم extend کریں۔ یہ motion move ہوئی ہے تو اس پر یہ oppose کریں یا اس کو کیا کر سکتے ہیں کیونکہ کسی بھی motion کو oppose کیا جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ محترم وزیر قانون سے اس سلسلے میں استفادہ کیا جائے۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب! آپ اس پر کچھ وضاحت کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جس پیرائے میں رانا ثناء اللہ صاحب نے بات کی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف ان کی رائے تھی بلکہ پورے اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی سے متعلق ابہام ضرور پایا جاتا ہے کہ وقت پر رپورٹس نہیں آتیں اور جناب بھی مجھ سے اتفاق کریں گے کہ میں نے اس سے پہلے خود یہاں پر اس بات کو point out کیا تھا کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو آپ تھوڑا سا پابند فرما دیں کہ جلد از جلد رپورٹس آنی چاہئیں اور extension کے لا متناہی سلسلے کو روکا جائے اور اسی پیرائے میں رانا صاحب نے بات کی تھی اور میرے خیال میں تھوڑا سا ابہام اس حوالے سے ضرور پایا جاتا ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے معاملات کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور میں بڑے واضح طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں۔ اگر تحریک پیش ہو گی تو پھر اس کو oppose کیا جا سکتا ہے لیکن precedent یہ چل رہا ہے کہ کوئی oppose نہیں کرتا اور سنی ان سنی ہو کر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ توسیع کی جاتی ہے اور یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ ایوان کتنی توسیع کرے بلکہ chair اپنی طرف سے یہ فرما دیتی ہے کہ تین مہینے کی توسیع کر دی گئی۔ ایوان تین مہینے کی توسیع نہیں کرتا۔ یہ چیئر کہہ دیتی ہے کہ تین مہینے کی توسیع کر دی گئی ہے اس لئے اگر آپ تحریک پیش کرتے ہیں اور کوئی معزز رکن اس کو oppose کرتا ہے تو پھر ان کی رائے لے لیں کہ اس میں کتنی توسیع کی جائے اور یہ بھی بات سامنے آ جائے کہ کتنی میٹنگز ہو چکی ہیں اور ان میٹنگز میں کیا کارروائی ہوئی ہے تاکہ اس معزز ایوان کو پتا چل سکے کہ کمیٹی کی کارکردگی کیا رہی ہے؟

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے کہا ہے کہ توسیع کا پتا نہیں ہوتا کہ کس حد تک توسیع دی جا رہی ہے حالانکہ جب بھی کسی معاملے میں توسیع کی درخواست آتی ہے، کوئی motion آتی ہے تو اس میں یہ mention ہوتا ہے کہ فلاں date تک اس میں توسیع کر دی جائے۔ یہ چیئرمین کی طرف سے suggestion ہوتی ہے اور اس پر جب آپ لوگ "ہاں" کہتے ہیں تو توسیع کر دی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! رولز میں ہے کہ جو بھی motion آئے گی under the Rule وہ oppose ہو سکتی ہے۔ اب رانا ثناء اللہ صاحب نے اس کو oppose کر دیا ہے۔ انہوں نے

opposeکیا ہےHe will give a reasonمیں بھیopposeکرتا ہوں کہ اس کو کیوں extendکیا جائےlet the Parliamentary Secretaryیا Chairman Standing Committe say.کہ کیا وجوہات ہیں، کیاproblemsہیں، وہ بتائیں گےThen the question will be put before the Houseکہ اس کو کتنا ٹائم دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم کہیں کہ اس کو تین دن کے اندر اندر کر کے لائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں اس کوopposeکرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھیrequest کرتا ہوں کہ جوmotionپیش کی گئی ہے اس کی ایک کاپی بھی ہمیں فراہم کر دی جائے تاکہ ہم اس پر بات کر سکیں۔

جناب چیئرمین: اس بارے میں دونوں طرف سے آپ کی آراء آ چکی ہیں تو اس پوائنٹ آف آرڈر کو میں کل تکpendingکرتا ہوں اور اسmotionکو بھی کل پیش کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اس مقدس اور معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف کرانا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں ہمارے محترم رانا ثناء اللہ صاحب کی طرف سے یہ بات آئی ہے کہ دو حکومتی ارکان ایسے تھے جو شراب پی کر ایوان میں غل غپاڑہ کر رہے تھے تو میری اس ایوان سے استدعا ہے کہ اس میں ظاہر ہے کہ ایوان میں ان لوگوں کا نام تو نہیں آیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے ایوان کی اس میں کوئی عزت نہیں ہوئی اور خاص طور پر حکومتی ارکان کے بارے میں کہا گیا ہے۔ میں شکر الحمد للہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں اور میرے خیال میں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حکومتی ارکان میں زیادہ تر لوگ باوضو رہتے ہیں (قہقہہ)

اس بات پر میرا خیال ہے کہ مضحکہ کی ضرورت نہیں ہے اور میں نے اللہ کو سامنے رکھ کر یہ بات کہی ہے اور کم از کم میں اپنے بارے تو یہ کہوں گا کہ میں اس بات پر قائم ہوں اور اللہ سن رہا ہے لیکن جب یہ بات ہمارے بارے میں کہی گئی ہے تو اس میں عوام کو کیاmessageدیا گیا۔ عوام کو تو یہی کہا گیا ناں کہ یہاں لوگ شراب پی کر غل غپاڑہ کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم سب آخر ایم۔پی۔اے ہیں اور بار بار اخبارات میں یہ کہا جا رہا ہے کہ ایم۔پی۔اے کیا ہیں اور ہم عوام کو message یہ دے رہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ خدا نہ کرے کہ ہم کوئی ایسی مخلوق ہیں جو کوئی شاید parasites ہیں یا کوئی عوام پر بوجھ ہیں اور اگر یہی حالات رہے تو پھر عزت نہ ادھر ہو گی نہ ادھر ہو گی تو میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس کی تردید کی جانی چاہئے اور اگر لوگوں کے اندر کوئی ایسے کردار ہیں تو وہ بھی اپنا محاسبہ کریں لیکن سب کو اس میں مت لپیٹیں۔ بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہ بات واضح کر دوں کہ یہاں پر کسی کی ذات کو under discussion نہیں لایا جا سکتا اور نہ ہی کسی کا نام لے کر کسی کے متعلق بات کی جا سکتی ہے اس لئے براہ مہربانی آپ سب حضرات معزز ممبران ہیں اور یہ بات درست ہے کہ ہمیں بات کرتے ہوئے اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ ہمارے ایم۔پی۔اے صاحبان کی عزت اور جو اسمبلی کی عزت ہے وہ مجروح نہ ہو جب کچھ دوست زیادہ جذباتی ہو جاتے ہیں تو اس سے ان کے متعلق باتیں کرنے سے ابہام ہوتا ہے۔ اگر رولز کے مطابق بات کی جائے گی اور رولز observe کئے جائیں گے تو کوئی ابہام نہیں ہو گا، کوئی ایسی بات نہیں ہو گی تو میں یہ چاہوں گا کہ اس کو under discussion لانے کی بجائے سب حضرات آئندہ احتیاط کریں، رولز observe کرتے ہوئے رولز کے مطابق گفتگو کریں تو انشاء اللہ پھر کسی کو کوئی شکایت نہیں ہو گی۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اب Call Attention Notice لیتے ہیں اس کے بعد موقع دوں گا یہ دو نوٹس ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب میں پچھلے دو تین روز سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پارلیمانی روایت ہے اور اس ہاؤس کی بھی روایت ہے اور جو اس ہاؤس سے سیاسی جماعتیں ہیں ان کی بھی ایک تاریخ اور روایات ہیں۔[*************************]

جناب چیئرمین: میں سمیع اللہ خان صاحب کی جذباتی باتیں جو میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ رولز کے خلاف ہیں کسی کی ذات سے متعلق ہیں اور ان کے conduct کو reflect کرتی ہیں، میں وہ تمام باتیں جو انہوں نے کہی ہیں کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ وہ رولز کے خلاف ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: انہوں نے بات پوری کر لی ہے اور میں نے اس کے بعد اپنی رولنگ دی ہے۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ٹیکنیکل بات سن لیں۔ آپ نے فیصلہ دیا ہے۔ آپ کی جتنی proceeding ہے وہ نیٹ پر چل رہی ہے۔ ان کی گفتگو ساری انٹرنیٹ پر لوگوں نے سن لی ہے۔ وہ ریکارڈ بھی ہو گئی ہے۔ وہ میرے کمپیوٹر پر ریکارڈ بھی ہو گئی ہے آپ یہ حذف کر بھی دیں that is a document وہ آپ کیسے حذف کریں گے؟ ایک بات تو ہو گئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ہم نے اپنے ریکارڈ سے حذف کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: سمیع اللہ صاحب نے جذباتی بات کی ہے جو بھی کی ہے اس نے کہا ہے کہ From where the power derives وہ سب بات ہو گئی ہے لیکن جب آپ حذف کرتے ہیں وہ تو اب لوگوں نے سن بھی لی ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اگر آپ ممبر اپوزیشن ہیں، اگر گورنمنٹ کی ایک پالیسی ہے جس میں جب آپ لوگ کوئی نقص نکالتے ہیں تو یہ گورنمنٹ کا concept ہے آپ کا concept نہیں ہے اگر اس کا کوئی فائدہ یا نقصان ہے تو گورنمنٹ کو ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! آپ میرا پوائنٹ ہی نہیں سمجھے۔ پوائنٹ یہ ہے کہ آپ نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں، نیٹ پر یہ ریکارڈ ہو گئی ہے اور انٹرنیٹ پر لوگوں نے سن بھی لیا ہے تو اس کا فائدہ کیا ہے؟ مجھے بتائیں۔

جناب چیئرمین: اس کا فائدہ یہ ہے کہ رولز observe ہو رہے ہیں۔ رولز میں یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں کارروائی سے حذف ہوتی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: رولز کیا ہیں، اب نیویارک میں ایک آدمی نے ریکارڈ کر لیا ہے اس کا آپ کیا کر سکتے ہیں، اگر صبح نیویارک ٹائمز میں آ جائے تو؟

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، یہ Call Attention Notice نمبر455 ہے ملک اصغر علی قیصر اور حاجی محمد اعجاز صاحب!

ٹاؤن شپ لاہور میں پولیس ملازمین کے ہاتھوں خاتون کے اغوا اور اجتماعی زیادتی پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔ نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق حوالدار رحمت، کانسٹیبل عابد نے اپنے ساتھیوں ظفر وغیرہ کے ہمراہ ٹاؤن شپ لاہور سے شازیہ نامی خاتون کو اغوا کر کے اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا اور بعد ازاں اسے کارروائی کرنے پر سنگین نتائج کی دھمکیاں دے کر چھوڑ دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب شازیہ نے متعلقہ تھانہ میں اس سلسلہ میں مقدمہ درج کرنے کے لئے درخواست دی تو پولیس نے پیٹی بند بھائیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعد ازاں اعلیٰ افسران کی مداخلت پر دونوں اہلکاروں سمیت چار افراد کے خلاف زناء بالجبر کی دفعات کے تحت مقدمہ درج ہونے کے باوجود ابھی تک ان سرکاری اہلکاروں کو ان کے پیٹی بند بھائی گرفتار نہ کر رہے ہیں اور وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت ان سرکاری ملازمین کو گرفتار کرنے اور ان کے سرپرست پولیس افسران کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین!۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! جواب آ جائے تو اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جواب دینے کا جو مرحلہ ہے اس سے متعلقہ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور یہ پوائنٹ آف آرڈر میں نے اس سے پہلے بھی raise کیا تھا کہ یہ Call Attention Notice کا concept اس لئے رکھا گیا تھا اور اس میں رولز 62 میں یہ درج ہے کہ:

> A Member may, with the consent of the Speaker, call the attention of the Chief Minister to any matter involving the law and order situation in the Province, through a "Call Attention Notice."

تو یہ معاملہ جو تھا اس کا concept ہی یہ تھا جب اس کو legislate کیا گیا، جب یہ رولز فریم کئے گئے تو اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک ممبر Cheif Executive اور Cheif Minister of the Province کی attention draw کر سکے any matter involving law and order situation اب اس کے بعد پھر سہولت کے لئے بعد میں یہ ایک amendment کی گئی کہ اگر چیف منسٹر ناگزیر مصروفیات کی بناء پر نہ آ سکیں تو اس کا جواب لاء منسٹر دے سکیں گے لیکن اب یہ روٹین بنا دی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمارا تیسرا پارلیمانی سال مکمل ہو رہا ہے میری معلومات یا یادداشت کے مطابق ابھی تک ایک مرتبہ بھی کوئی ممبر اس بات میں کامیاب نہیں ہو سکا کہ وہ چیف منسٹر کی attention draw کر سکے to any matter involving law and order situation ہر مرتبہ لاء منسٹر صاحب ہی جواب دیتے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کوئی direction فرمائیں یا لاء منسٹر اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ کیا کبھی یہ ممکن ہو سکے گا کہ رولز 62 کی requirement ہے کہ کوئی ممبر اس کوشش میں کامیاب ہو سکے کہ any matter involving law and order situation کی attention چیف منسٹر کی طرف draw کر سکے جبکہ اس وقت ملک کی صورتحال یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال تباہ ہو کر رہ گئی ہے، اب ڈاکوؤں اور باقی قتل کی وارداتوں کو چھوڑیں اب یہ ایک تسلسل کے ساتھ پچھلے ایک ماہ سے روزانہ کوئی نہ کوئی بچہ اغوا ہوتا ہے، اغوا برائے تاوان اور دوسرے تیسرے دن پتا چلتا ہے کہ تاوان کی رقم ادا نہیں کی گئی اور اس بچے کو ذبح کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب!آپ نے لاء منسٹر صاحب سے یہ سوال کیا ہے کہ کیا rule 62 کو compliance کیا جا سکے گا؟ رانا صاحب!آپ بیٹھ جائیں اس کا جواب سنیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! شکریہ۔ رانا صاحب نے یہ جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے یہ آج کوئی پہلی دفعہ نہیں ہے۔ یہ متعدد بار یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا چکے ہیں اور اس کو rule out فرما چکے ہیں کیونکہ قواعد و ضوابط کے مطابق میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ rule 65 کو پڑھیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ:

> 65.Mode of raising the question.Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the Chief Minister or the minister concerned.

منسٹر concerned آتا ہے تو رانا صاحب نے یہ خود بھی فرمایا ہے کہ concerned minister جواب دے سکتا ہے لیکن انہوں نے آگے مزید بات کو بڑھاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ کیا کبھی کسی وقت چیف منسٹر خود آکر جواب دیں گے یا نہیں؟ انہوں نے یہ فرمایا ہے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ میں اس وقت جواب دے سکتا ہوں یا نہیں؟ انہوں نے مستقبل کے بارے میں پوچھا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بات چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائی جائے گی اور جب کبھی انہوں نے مناسب سمجھا تو وہ ضرور تشریف لائیں گے اور وہ خود بھی جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!اب یہ کال اٹینشن نوٹس جو ہے اس کا جواب وزیر موصوف دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) درست نہ ہے۔ عائد کردہ الزامات میں کوئی صداقت نہ پائی گئی ہے۔

(ب) اس امر میں ابھی کوئی حقیقت نہ ہے کیونکہ جس روز مسماۃ شازیہ دختر محمد اشرف نے تھانہ میں درخواست پیش کی تو اسی روز اس کی درخواست پر مقدمہ نمبر 608/205 بجرم 10، 11، 7، 79 حدود آرڈیننس تھانہ ٹاؤن شپ لاہور درج کیا گیا۔

(ج) درست نہ ہے۔ مقدمہ درج ہونے کے بعد مقدمہ کے انوسٹی گیشن آفیسر غلام حسین نے ملزمان کی گرفتاری کے لئے جو ریڈ کیا تو وہ دستیاب نہ ہو سکے۔ مورخہ 8-11-2005 کو مدعیہ مقدمہ نے بعدالت جناب علاقہ مجسٹریٹ درخواست بغرض قلمبندی بیان زیر دفعہ 164 ضابطہ فوجداری پیش کی اور مورخہ 10-11-2005 کو مدعیہ مسماۃ شازیہ نے بعدالت ملک محمد بشیر سب جوڈیشل مجسٹریٹ ماڈل ٹاؤن کچہری نے اپنا بیان زیر دفعہ 164 قلمبند کروایا کہ ملزمان نامزد ایف،آئی،آر بے گناہ ہیں۔ مزید مدعیہ اور اس کے والد نے حلفاً بیان بھی دیا ہے کہ ملزمان بے گناہ ہیں اور مقدمہ خارج کیا جائے۔

(د) مدعیہ نے مجاز عدالت کے روبرو حلفیہ بیانات میں ملزمان کی بے گناہی تسلیم کی ہے۔ تاہم اگر کوئی سرکاری ملازم یا افسر کسی مقدمہ میں قصوروار پایا جائے تو ان کے خلاف ہر سطح پر محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے اور اس بارے میں حکومت کی جانب سے بھی اگر کوئی حکم موصول ہو تو اس کی تعمیل کی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! مزید برآں یہ ہے کہ مدعیہ جو ہے اس کے میڈیکل چیک اپ کے لئے کل کی تاریخ مقرر ہے۔ کل اس کا میڈیکل چیک اپ بھی کروایا جائے گا۔ پولیس ملازمین جن کا نام اس میں لکھوایا گیا تھا معطل کر دیا گیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹل انکوائری ان کے خلاف آرڈر کی گئی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ اب مدعیہ نے مزید پانچ لوگوں کے نام دیئے ہیں جن کو شامل تفتیش کر کے تفتیش کا دائرہ مزید بڑھایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، ملک صاحب! ٹھیک ہے؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے، یہاں تو بڑے بڑے جو بدمعاش ہیں، بڑے بڑے نامی گرامی لوگ ہیں وہ پولیس کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تو ایک جو مظلوم عورت ہے، جس کے ساتھ ظلم ہوا ہے اس کو ہراساں کیا گیا اور یہ جو 164 کا بیان لیا گیا ہے اس پر بھی اب اس میں ایسے جیسے کہ بندہ خاموشی طاری کر لیتا ہے اس کو ہراساں کر کے یہ statement لی گئی ہے اور اس وقت تک نہ ہی ان پر کوئی ریڈ کیا گیا جب تک کہ مدعیہ کو اس پر مجبور نہیں کر دیا گیا کہ وہ اس پر statement دے کہ پولیس والوں کو اس میں بے گناہ بیان کرے لیکن ایک بار جو نامزد ایف آئی آر درج ہوتی ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو compoundable ہو، ان پر گرفتاری ڈال کر، ان کو arrest کر کے اس کے خلاف پوری پوری investigation ہو کر اس کو

انصاف ملنا چاہیئے تھا جو کہ نہیں مل رہا۔

جناب چیئر مین: جی، ملک صاحب! اس میں آپ نے سوال کیا اور انہوں نے پورا صحیح جواب دے دیا ہے۔ اس میں اب میرے خیال میں آپ کا کوئی وضاحتی سوال نہیں ہے۔ اس لئے اب ہم اگلے کال اٹینشن نوٹس کو take up کرتے ہیں۔ اگلا کال اٹینشن نوٹس نمبر 461 جناب ارشد محمود بگو، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور سید احسان اللہ وقاص کی طرف سے ہے۔

سیالکوٹ میں چودہ سالہ لڑکے کے قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین!۔۔۔

(الف) ایک موقر اخبار مورخہ 2005-11-14 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ کے علاقہ حسن پورہ پھاٹک میں پسرور روڈ نیکا پورہ کے رہائشی سکول ٹیچر انعام اللہ کے بیٹے 14 سالہ محمد احسن کو نامعلوم ملزمان نے چھری سے شہ رگ کاٹ کر قتل کر دیا اور اس کی نعش پھینک کر فرار ہو گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مقتول ہفتہ کے روز سکول گیا لیکن واپس نہ آیا اور اس کی نعش اتوار کے روز صبح ویران کھیت میں ملی؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟ نیز اس قسم کے المناک واقعات کے سدباب کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین!۔۔۔

(الف، ب، ج)

مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مورخہ 2005-11-13 کو انعام اللہ ولد حسن دین قوم جٹ باجوہ ساکن پسرور روڈ سیالکوٹ مدعی مقدمہ نے پولیس تھانہ صدر سیالکوٹ کو بیان تحریر کروایا کہ میں گورنمنٹ پرائمری سکول نور پورہ میں بطور ٹیچر ہوں۔ میرا بیٹا محمد احسن جس کی عمر تقریباً گیارہ، بارہ سال ہے گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 2 میں ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا جو مورخہ 2005-11-12 کو سکول گیا لیکن واپس گھر نہ

آیا جس کی سکول اور گردو نواح میں تلاش کی گئی لیکن وہ نہ مل سکا۔ آج میں اپنے بیٹے کو تلاش کر رہا تھا کہ محلہ حسنین پورہ نزد ڈیرہ سپال میں کافی لوگ اکٹھے تھے پوچھنے پر پتا چلا کہ وہاں پر ایک نعش پڑی ہے۔ وقوعہ پر جا کر دیکھا تو وہ نعش میرے بیٹے محمد احسن کی تھی جس کو نامعلوم ملزم یا ملزمان نے تیز دھار آلہ قتل سے قتل کر دیا ہے جس پر مدعی کے بیان پر مقدمہ نمبر 536 مورخہ 13-11-2005 بجرم 302(ت،پ) تھانہ صدر سیالکوٹ درج ہوا۔ تفتیش مقدمہ عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش دو اشخاص شاہد ولد محمد یونس قوم شیخ سکنہ حاجی پورہ اور نمبر 2 رفیق عرف رفیقا ولد محمد یوسف قوم راجپوت ساکن پل نیکن، نیکا پورہ کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ ملزمان کا سراغ لگانے کے لئے مختلف خطوط پر تفتیش جاری ہے۔

جناب چیئر مین! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ آج صبح جب متعلقہ تفتیشی افسر آیا تو اس نے مجھے بتایا کہ رات اے، ایس، پی انوسٹی گیشن جو ہے وہ تفتیش کر رہے تھے تو انہیں تفتیش کے دوران یہ معلوم ہوا کہ ملزم رفیق جو ہے وہ رکشہ ڈرائیور ہے اور اس کے ساتھ یہ بچہ پہلے بھی دیکھا گیا تھا تو اس کا آمنا سامنا انہوں نے ان بچوں کے ساتھ کروایا جو بچے اس رفیق کو بھی پہچانتے تھے اور جو مقتول تھا اس کے بھی دوست تھے تو انہوں نے اس رفیق کو شناخت کیا ہے اور کہا ہے کہ آخری بار اس بچے کو اسی رکشہ میں رفیق کے ساتھ دیکھا گیا تھا تو یہ ایک clue ہمیں ملا ہے۔ اس میں مزید آگے تفتیش کی جا رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بچے کے متعلق پہلے سے بھی یہ ریکارڈ موجود ہے کہ یہ ایک دو بار گھر سے پہلے بھی اسی رکشہ ڈرائیور کے ساتھ چلا گیا تھا اور دو دو، تین تین دن رہنے کے بعد اس کو واپس لایا گیا تھا اور اب بھی 8 تاریخ سے یہ بچہ سکول سے غیر حاضر تھا۔ 12 تاریخ کا وقوعہ ہے لیکن 8 تاریخ سے یہ چار دن پہلے سے سکول سے بھی غیر حاضر تھا اور شنید یہی ہے کہ رفیق کے ساتھ ہی اس بچے کی دوستی تھی یا تعلقات تھے۔ مزید اس سلسلے میں تفتیش کی جا رہی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک آدھ دن میں تفتیش کسی نتیجہ پر پہنچ جائے گی اور اصل ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ (شور و غل)

جناب چیئر مین: جی، معزز ممبران سے درخواست ہے کہ کال اٹینشن نوٹس پر سوال ہو رہا ہو یا جواب ہو رہا ہو تو اسے توجہ سے سنیں کیونکہ یہ بڑا اہم معاملہ ہوتا ہے۔ جی، اب آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں گے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں اس میں تھوڑی سی short statement پر بات کرنا

چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ کال اٹینشن نوٹس دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ دلاؤ نوٹس پر پولیس اور جو متعلقہ تفتیشی ڈیپارٹمنٹ ہوتا ہے اس میں حرکت پیدا ہو جائے۔ میرا خیال ہے کہ یہ میں نے کوئی دسواں یا بارہواں کال اٹینشن نوٹس دیا ہے۔ اگر پولیس چاہے یہ انہوں نے یہ توobserve کر لیا ہے کہ محمد رفیق نامی جو ہے اس کو آخری دفعہ اس کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر پولیس چاہے تو چوبیس گھنٹے نہیں بلکہ ایک گھنٹے میں قاتل کا پتا چل سکتا ہے اور اس تفتیش کا حتمی فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن اگر اسمبلی میں آج وزیر قانون نے جو یہاں پر جواب دیا ہے تو ابھی تک پولیس نے اس پر اپنی کوئی حتمی رائے نہیں دی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کبھی بھی حتمی فیصلہ منظر عام پر نہیں آئے گا۔ اسمبلی کے علاوہ تو کوئی اتھارٹی یا کوئی ادارہ نہیں ہے کہ جس کا وہ بوجھ یا وزن محسوس کریں گے۔ راجہ صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ پولیس تفتیش کے معاملے میں تساہل سے کام لیتی ہے۔ اتنے بڑے فورم پر یہCall Attention Notice دیا گیا ہے پھر بھی تساہل سے کام لیا جا رہا ہے۔ حکومت کو اس پر بڑا سخت ایکشن لینا چاہئے۔ صرف تفتیشیASI موقع پر آیا، نہSHO آیا اور نہ ہی کوئی دوسرا آیا۔Call Attention Notice اتنا اہم ہوتا ہے کہ صوبے کے سربراہ، وزیر اعلیٰ نے اس کا جواب دینا ہوتا ہے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کروں گا کہ Call Attention Notice کی اہمیت کو مدنظر رکھا جائے۔ اگر راجہ صاحب مجھےfloor پر یہ یقین دہانی کروا دیں کہ اس کی تفتیش پندرہ دن یا ایک مہینے تک مکمل کروالیں گے تو میں اسےpress نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آج صبح سے میرے پاس ایڈیشنل آئی جی investigation آئے ہوئے ہیں، یہاں میرے چیمبر میں وہ موجود ہیں۔ انھوں نے مجھے یہ بریفنگ دی ہے، ان کے ساتھ تفتیشی عملہ بھی موجود ہے۔ سیالکوٹ کےinvestigation کے جو انچارج ہیں وہ بھی موجود ہیں۔ معزز رکن ایک مہینے کی بات کر رہے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اس کی تفتیش شاید کل مکمل ہو جائے۔ بہر حال اس مقدمے کا جو بھی حتمی چالان مکمل ہو گا، چاہے دو دن، دس دن یا ایک مہینے میں ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس کا چالان مرتب کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اس کی نقل محترم دوست کو بھی فراہم کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: ابCall Attention Notice کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس میںco-mover ہوں اور میں نے بھی اس پر بات

کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! ہم نے اس سوال کے اندر ان سے یہ بھی پوچھا ہے کہ اس قسم کے المناک واقعات کے سدباب کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ تسلسل کے ساتھ اب یہ واقعات روزا خبارات کی نظر ہوتے ہیں۔motive جو بھی ہو، بچے اغواء ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس حوالے سے اگر سزاؤں میں کوئی سقم ہے، investigation کے معاملات میں کوئی سقم ہے تو اس کو دور کریں کیونکہ اگر کوئی deterrence نہیں ہو گی تو یہ سلسلہ مزید بڑھتا چلا جائے گا۔ وزیر قانون صاحب بتائیں کہ اس سلسلے میں وہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جس طرح سوال میں کہا گیا ہے کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے تو میں ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں لیکن اگر آپ مجھے statement دینے کے لئے فرماتے ہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ ہماری حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد گزشتہ تین سالوں کے دوران امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ پولیس کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ اس کے لئے وقت درکار ہوگا، اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں ابھی اس پر بات کرنے کے لئے تیار ہوں، اگر وقت ہے تو میں تفصیل بتانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ Call Attention Notice پر بحث نہیں ہو سکتی، یہ تو حکومت کے نوٹس میں لانا مقصود ہوتا ہے۔ آپ لوگ نوٹس میں لے آئے اور انہوں نے آپ کو جواب دے دیا۔ یہ یقین دہانی بھی کروادی ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی اس کی تفتیش مکمل کر کے حتمی چالان مرتب کر لیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! یہ بالکل ٹھیک ہے کہ حکومت کے نوٹس میں چیز آجاتی ہے۔ میں نے یہاں پر ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ ہمارے شہر میں ایک حملہ ہوا اور ایک پارٹی کا نائب قتل ہوا جبکہ ناظم شدید زخمی ہوا۔ میں اس کی تفتیش کے لئے راجہ صاحب کے پاس گیا۔ راجہ صاحب نے کہا کہ اس کی تفتیش کی تبدیلی through proper channel ہو گی اور proper procedure کے بعد ایس۔ ایس۔ پی رینج کرائم کے پاس فائل آئے گی۔ وزیر قانون

اور آئی جی کے احکامات کے باوجود ابھی تک اس افسر کے پاس فائل نہیں گئی۔ اس سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک میرے پاس وہ فائل نہیں پہنچی۔ اگر اس ایس۔ ایس۔ پی رینج کے پاس وہ فائل چلی گئی ہے تو راجہ صاحب ہمیں بتادیں تاکہ ہم ان سے رابطہ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ نئے پولیس آرڈر کے تحت change of investigation کے لئے ایک procedure ہے۔ اس کو مکمل کرنا پڑتا ہے۔ وہ procedure مکمل ہو چکا ہے، میرے پاس ان کا لیٹر آ چکا ہے، میں ابھی اجلاس کے دوران یا اجلاس کے بعد معزز رکن کو یہ لیٹر دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! بہت پوائنٹ آف آرڈر ہو چکے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں نے راجہ صاحب کو کچھ کاغذات دیئے تھے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں ایک دن میں جواب دے دوں گا۔ یہ ہمارے علاقے جھنگ، محکمہ لائیو سٹاک میں بوگس تقرریوں کے حوالے سے ایک معاملہ تھا، وزیر اعلیٰ کی طرف سے بھی اس پر پابندی ہے، ناظم ضلع جھنگ دوبارہ یہ تقرریاں کرنا چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں اگر راجہ صاحب وضاحت فرمادیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: کیا آپ راجہ صاحب سے اس سلسلے میں ملے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: انہوں نے ہاؤس میں یقین دہانی کروائی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ میں ہاؤس کو مطلع کر دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ رپورٹ بھی میرے پاس آ چکی ہے۔ یہ میرے پاس تشریف لے آئیں میں اس کی کاپی انہیں دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ راجہ صاحب سے وہ رپورٹ لے لیں۔ جی، محترمہ آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب چیئرمین! میں نے روز اول سے اب تک ہمیشہ یہ کہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان بڑی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا ہے، اس کے حصول کے لئے بہت محنت کی گئی ہے۔ قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت میں یہ کس لئے حاصل کیا گیا تھا؟ اس لئے حاصل کیا گیا تھا تاکہ

مسلمان امن و سکون سے اپنی زندگیاں گزار سکیں۔یہاں پر قانون کی بالادستی ہو،یہاں پر انصاف ملے، یہاں پر سچائی کا بول بالا ہو،یہاں پر حق سچ ہو۔جب تک ایسا نہیں ہو گا اس وقت تک پاکستان میں امن وامان قائم نہیں ہو سکتا۔براہ مہربانی جلد از جلد اس نظام کو بدلا جائے اور جیسا کہ آئین میں کہا گیا ہے کہ قرآن وسُنت کے مطابق اس کے قوانین بنائے جائیں۔اسلام ایک معتدل دین ہے۔یہ حق کا دین ہے،سچ کا دین ہے۔اس میں عدالتی،معاشی،معاشرتی،سماجی اور اخلاقی نظام کے بارے میں ہر طرح سے وضاحت کی گئی ہے۔لہذا آئین کے مطابق ملک میں قرآن وسنت کا نظام رائج کیا جائے۔نہ صرف رائج کیا جائے بلکہ اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے کیونکہ implementation کے بغیر یہاں پر امن وامان قائم نہیں ہو سکتا۔اگر ہم اپنے وطن سے وفادار ہیں،اگر ہم سچ چاہتے ہیں،اگر ہم حق چاہتے ہیں،اگر ہم اپنے ملک میں امن وامان چاہتے ہیں اور اپنے عوام کی ترقی چاہتے ہیں،سکون چاہتے ہیں تو پھر ہمیں قرآن وسنت کے نظام کو یہاں پر رائج کرنا ہو گا۔صرف باتوں سے بات نہیں بنے گی اس کے لئے آپ سب لوگوں کو مل کر کوشش کرنی پڑے گی،عملدرآمد کرنا پڑے گا۔جھوٹوں پر تو اللہ کی لعنت ہے۔براہ مہربانی اس کو سنجیدگی سے لیا جائے اور پاکستان کی بقاوسلامتی اور استحکام کے لئے اس پر سچے دل،خلوص نیت،محنت اور دیانت داری سے عملدرآمد کیا جائے۔پاکستان زندہ باد،نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔آپ کو موقع دیا گیا ہے،آپ کا مؤقف سن لیا گیا ہے۔اب تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 173 ہے۔ ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اسے pending کیا جائے۔لہذا اسے 21 تاریخ تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین!آپ نے فرمایا تھا کہ محترمہ کے بعد آپ مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب چیئرمین: جب ایک بزنس ختم ہو جائے تو دوسرا بزنس شروع ہونے سے پہلے آپ پوائنٹ آف آرڈر کر سکیں گے۔پلیز تشریف رکھیں۔تحریک التوائے کار کے بعد آپ کو سنیں گے۔تحریک التوائے کار نمبر 597 بھی محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی ہے اس کو بھی 21 تاریخ تک pending کیا جاتا ہے۔تحریک التوائے کار نمبر 664 محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی ہے یہ بھی ان کی request پر 21

تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! یہ اوپر والی گیلری بھی اسمبلی کا حصہ ہے لیکن یہاں پر reading material provide نہیں کیا جاتا ہے اور آپ کی توجہ بھی بڑی مشکل سے ملتی ہے تو مہربانی فرما کر اسمبلی سٹاف کو direct کریں کہ یہاں پر بھی reading material دیا جائے۔ مائیک نہ ملنے سے ہم لوگ گونگے تو ویسے ہی ہو جاتے ہیں لیکن reading material نہ دے کر ہمیں اندھا تو نہ کریں۔ آخر ہم بھی اسمبلی کا حصہ ہیں لہذا مہربانی فرما کر سٹاف کو direct کریں کہ یہاں پر بھی reading material circulate کیا جائے جیسا کہ باقی جگہ کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ آپ کو material مہیا کیا جائے گا۔ آپ نیچے تشریف لے آئیں تو زیادہ بہتر ہے لیکن اگر آپ وہاں بیٹھنا پسند کرتے ہیں تو آپ کو وہیں مہیا کیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پھر آپ رولنگ دے دیں کہ یہ اسمبلی کا حصہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، material پہنچائیں۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تحاریک التوائے کار کے بعد۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! تحریک التوائے کار نمبر 441 کو take up نہیں کیا گیا۔

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! مجھے بھی ٹائم دے دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ دوسرا بزنس شروع ہونے سے پہلے آپ کو ٹائم دوں گا۔ پلیز رولز کے مطابق چلنے دیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! مجھے صرف ایک شعر سنانے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ لابی میں شعر سنا لیں۔ ملک اصغر علی قیصر صاحب! یہ تحریک 18 تاریخ تک pending ہے۔ میں نے پہلے اسے دیکھا تھا لیکن یہ 18 تاریخ تک pending تھی۔ تحریک التوائے

کار نمبر 665 شیخ اعجاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔

فیصل آباد کے علاقہ رضا آباد میں گندے نالے کی وجہ سے رہائشیوں کو مشکلات کا سامنا

شیخ اعجاز احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔72 فیصل آباد کے علاقہ رضا آباد، کمال آباد اور اس سے ملحقہ آبادیوں سے گزرتا ہوا base line کے ساتھ ساتھ گندہ نالہ ہے جو تقریباً پانچ چھ فٹ چوڑا ہے۔ اوپن ہونے کی وجہ سے گرد و غبار اور مٹی وغیرہ سے پانی جم جانے کی صورت میں وہ اکثر ایک دلدل کی صورت اختیار کر جاتا ہے جس سے علاقے میں کئی قیمتی انسانی و حیوانی اموات واقع ہو چکی ہیں۔ متعدد بار متعلقہ محکموں کو شکایت کی گئی ہے لیکن تاحال کوئی رد عمل نہ ہوا ہے۔ موقع پر نہ صرف گندگی اور تعفن کی وجہ سے علاقہ میں طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں بلکہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کوئی نیا حادثہ رونما ہو جائے۔ اس گندے نالے کے کھلے ہونے کے باعث اور گندگی اور تعفن کی وجہ سے علاقہ کے عوام بالعموم اور فیصل آباد کے عوام بالخصوص سخت ذہنی کوفت کا شکار ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ مذکورہ گندہ نالہ برساتی پانی کے نکاس کے لئے بنوایا گیا تھا تاکہ بارش کے دوران لوگوں کو کسی قسم کا مسئلہ پیش نہ آئے مگر علاقے کے لوگوں نے اپنے گھروں کے گندے پانی کا نکاس بھی اس نالے کے ساتھ منسلک کر دیا ہے اور یہ برساتی نالہ گندے پانی کے اخراج کے لئے استعمال ہونے لگا ہے۔ جہاں تک صفائی کا تعلق ہے تو اس نالے کی صفائی بمطابق شیڈول یعنی مقامی انتظامیہ صفائی کا جو بھی شیڈول طے کرتی ہے اس کے مطابق ہوتی رہتی ہے لیکن اس نالے کی لمبائی 3.8 کلومیٹر ہے اس لئے محترم رکن جو یہ فرماتے ہیں کہ اس کو cover کر دیا جائے تو فی الحال وہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اس کی لمبائی پونے چار کلومیٹر بنتی ہے۔ اگر اس کو ڈھانپ دیا جائے تو پھر اس کی صفائی ناممکن ہو جائے گی لیکن ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی منظوری سے ایک سیور لائن برائے محلہ اعظم آباد لگائی گئی ہے اور دیگر محلہ جات کو سیور فراہم کرنے کے لئے 25 ملین کی سکیم

زیر غور ہے۔انشاء اللہ وسائل فراہم ہونے پر اس کی منظوری ہوگی اور اس پر کام کیا جائے گا۔ پھر یہ نالہ بارشی پانی کے لئے استعمال ہوگا اور گندگی کا احتمال نہیں ہوگا لیکن اس کے باوجود میں معزز رکن سے استدعا کروں گا کہ اگر اس کی صفائی سے متعلقہ کوئی مسئلہ ہے یا اس کے بارے میں temporary ad hoc arrangement کرنے کا مسئلہ ہے تو جیسے یہ حکم دیں گے مقامی TMA یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو تنبیہہ کردی جائے گی اور انہیں ہدایت کی جائے گی کہ اس پر عمل کریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! راجہ صاحب نے اس نالے کے حوالے سے جو صورتحال یہاں پر رکھی ہے محکمے نے تو صحیح information نہیں بہم پہنچائی ہے۔ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اسے بنانے کے لئے 25 ملین روپے دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور انہوں نے سیور لائن بھی بچھائی ہے۔راجہ صاحب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ یہ بات بھی یہاں تک درست ہے۔

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ خاموشی سے سنیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! یہ بات بھی درست ہے کہ محلہ اعظم آباد تک سیور لائن بچھادی گئی ہے لیکن اس سے آگے سیور لائن نہیں بچھی۔ جہاں تک سیور لائن بچھائی گئی ہے اس کے فوری بعد ایک بہت بڑا قبرستان ہے۔ آپ یقین کریں کہ جب لوگ جنازہ لے کر اس قبرستان میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو وہ وہاں داخل نہیں ہو پاتے بلکہ میت کو گاڑیوں پر لاد کر اس سڑک سے پار کروانا پڑتا ہے۔ پھر وہ قبرستان میں پہنچتی ہے۔ وہاں پر ایک مردے کا یہ حال ہوتا ہے تو زندہ انسان جو وہاں پر رہ رہے ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟ وہاں پر میت کو گاڑی میں لاتے ہیں پھر اسے قبرستان تک پہنچایا جاتا ہے اور قبرستان پہنچانے کے بعد لوگ اپنی اپنی وہیکلز پر دوسرے راستے سے اس قبرستان میں داخل ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے لوگوں میں شدید ردعمل پایا جاتا ہے۔ یہاں پر تحریک التوائے کار دینے کا صرف یہ مقصد ہے کہ ایک تو علاقے کے لوگوں کا مسئلہ حل ہو جائے اور دوسرا جو تعفن اور گندگی پھیل رہی ہے۔ ابھی کل جب ہیلتھ پر عام بحث تھی وہ بدقسمتی سے نہ ہو سکی۔ جب حکومت ہیلتھ پر اتنا زیادہ بجٹ صرف کر رہی ہے تو اگر ہم بنیادی چیزوں پر توجہ دیں گے تو پھر اس کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ راجہ صاحب سے یہ پوچھ لیں کہ سیور لائن کب تک بچھ جائے گی؟ یہ ensure کروادیں۔ اگر سیور لائن جلدی بچھ جائے اور اس نالے کو بند کر دیا جائے کیونکہ اس کا ایک maximum portion بند بھی ہو چکا ہے۔ اب وہاں پر پانی کا flow اس طریقے سے نہیں آ رہا کہ

اسے نالے کے طور پر استعمال کیا جائے۔ اگر اسے بند کر دیا جائے اور ساتھ سیور لائن دے دی جائے تو یہ اس کا ایک بہت اچھا alternate ہو جائے گا۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس سے کم از کم دس ملحقہ آبادیاں affect ہو رہی ہیں۔ لہذا یہ اس بات کی یقین دہانی کرا دیں کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے بجٹ سے وہاں پر سیوریج لائن ڈال دی جائے گی اور ہاؤس کو اس کا کوئی alternate بتا دیں تو مجھے اسے پریس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے بڑا واضح کہا ہے کہ اس کے لئے اتنی رقم مختص کی ہے۔ جی، راجہ صاحب! آپ اس میں مزید کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں اس میں صرف دو باتیں عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز رکن نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ واقعی یہ باتیں وہاں پر ہوں گی، یہ اس علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جناب والا! میں صرف دو باتیں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک یہ کہ ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھیں گے کہ جتنا جلد از جلد ممکن ہو سکے اس سیور لائن کو بچھایا جائے۔ دوسری بات جو انہوں نے قبرستان سے متعلقہ کی ہے کہ قبرستان میں جانے کے لئے وہاں پر انتہائی دشواری پیدا ہوتی ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر باقی نالے پر چھت نہ بھی ڈالی جا سکے تو معزز رکن میرے ساتھ بات کر لیں تو ہم جو متعلقہ بلدیاتی ادارہ ہے اس کو direct کر سکتے ہیں کہ کم از کم قبرستان کے راستے تک اس کو ڈھانپ دیا جائے تاکہ وہاں پر گزرگاہ بن سکے۔ اس کے لئے اگر معزز رکن مجھے تفصیل بتائیں گے تو انشاءاللہ It will be done.

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب! ٹھیک ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! راجہ صاحب شاید اس بات کو understand نہیں کر سکے۔ جو وہاں پر base line ہے اس پر یہ نالہ چل رہا ہے۔ جو سیوریج لائن ڈالی گئی ہے، جہاں تک سیور لائن ہے وہاں تک تو ٹھیک ہے کہ پانی سیور میں چلا جاتا ہے لیکن اس کے بعد وہ روڈ کے اوپر آ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہاں پر blockage ہو جاتی ہے اور بہت زیادہ پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہاں بہت بڑا یہ problem ہے۔ میری صرف ان سے گزارش یہ ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ اس کی رپورٹ منگوا لیں اور یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو direction جاری کر دیں کہ اس کا مسئلہ میرے ساتھ بیٹھ کر حل کر لیں۔ میں ان کے ساتھ میٹنگ کر لیتا ہوں، ان کی direction کے بعد میں ان کے

ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں تاکہ اس کا کوئی proper solution مل جائے۔سیور لائن کب تک ڈال دی جائے گی اس کا بھی ensure کروادیں۔انہوں نے جو اتنی خطیر رقم رکھی ہوئی ہے اس کو صرف استعمال کرنے کی بات ہے۔

جناب چیئرمین:آپ مل لیں۔انہوں نے کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو۔۔۔

شیخ اعجاز احمد:جناب والا!یہ بتادیں کہ کب تک سیور لائن کا مسئلہ حل ہو جائے گا؟

جناب چیئرمین:آج آپ وزیر موصوف سے مل لیں آپ کو وہ ensure کروادیں گے کہ کب تک یہ سارا معاملہ حل ہو جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد:ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین:اس کو پھر آپ پریس نہیں کرتے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:میرے خیال میں پہلے کچھ تحاریک التوائے کار کو ہو لینے دیں۔آپ پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کافی بول چکی ہیں،بڑا اچھا پیغام بھی دے چکی ہیں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت:جناب والا!وعدے کے مطابق مجھے وقت دیا جائے۔

جناب چیئرمین:آپ تشریف رکھیں۔یہ بزنس پہلے ختم ہو لینے دیں۔تحاریک التوائے کار ختم ہو جائیں اس کے بعد آپ کو موقع فراہم کیا جائے گا۔اب محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 666 ہے۔اس کے علاوہ ایک دوسری تحریک التوائے کار نمبر 667 ہے۔ان دونوں کو 21 تاریخ تک ان کی درخواست پر pending کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ 668 محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔پھر آگے ان کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 669 ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے کیونکہ ان کی application آچکی ہے۔پھر ایک ان کی تحریک التوائے کار نمبر 670 کو بھی 21 تاریخ تک pending کیا جاتا ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 671 کو take up کیا جاتا ہے۔اس میں رانا آفتاب احمد خان،سید ناظم حسین شاہ،ڈاکٹر اسد معظم شامل ہیں۔رانا آفتاب احمد خان!

ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے فنڈز اور سٹاف کی عدم دستیابی

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس"۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں ابھی باہر ہی تھا کہ آپ نے میرا نام پکارا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان: شاہ صاحب! آپ پڑھ دیں۔ ملتان سے متعلقہ ہے، آپ پڑھ لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: نہیں۔ اب آپ پڑھ دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: مورخہ 24۔اکتوبر 2005 کی خبر کے مطابق ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے فنڈز کا اجراء نہ ہونے سے منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا جبکہ محکمہ صحت ملتان صوبائی حکومت کو مراسلے بھجوا بھجوا کر تھک چکا ہے۔ یہ منصوبہ جو 1998 میں منظور ہوا تھا تقریباً آٹھ سال گزرنے کے باوجود ابھی کاغذی کارروائیوں اور فائلوں سے نہیں نکالا جا سکا۔ دوسری طرف ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے خرید کردہ لاکھوں روپے کی مشینری کے لئے غیر معینہ مدت تک سٹاف اور فنڈز کی منظوری درکار ہے اور لیبارٹری کے لئے گورنمنٹ پبلک انالسٹ لیبارٹری کی اوپر کی منزل مختص کر کے مشینری بھی رکھوائی جا چکی ہے۔ مگر حکومت کی طرف سے فنڈز اور سٹاف کی منظوری نہ کئے جانے کی خبر کی اشاعت سے پنجاب بھر کے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ للہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: پارلیمانی سیکرٹری صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! ہم اس کی انکوائری کروا رہے ہیں اس کے بعد اس کا مکمل جواب دے دیں گے۔

جناب چیئر مین: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! تحریک التوائے کار کا طریق کار یہ ہے کہ سرکولیٹ ہونے کے بعد آپ اسے لا سکتے ہیں۔ اس میں simple سی بات ہے کہ کیا 1998 میں اس کا منصوبہ بنا تھا اور

اگر بنا تھا تو آٹھ سال تک اس کو operative کیوں نہیں کیا گیا؟ اب اس پر شاہ صاحب مزید بات کریں گے کیونکہ یہ ملتان کا معاملہ ہے، جنوبی پنجاب کا معاملہ ہے۔ آٹھ سال سے پراجیکٹ شروع ہونے کے باوجود ابھی تک اس کو operative نہیں کیا گیا۔ اس میں انہوں نے کیا انکوائری کرنی ہے اور کیا رپورٹ مانگنی ہے؟

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! یہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا کہہ رہے ہیں۔ ابھی ہم visit کر کے آئے ہیں۔ وزیر موصوف نے اس کے بارے میں اس لئے رپورٹ طلب کی ہے کہ اس کو activate کیا جائے۔ یہ منصوبہ ہماری حکومت کا نہیں تھا یہ پچھلے دور حکومت میں بنا تھا اور انہوں نے بند کر دیا تھا۔ ادھورا چھوڑ دیا تھا اور بالکل بند پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ہی اسے open کروایا ہے اور ہم اس کو کسی طریقے سے عوام میں لے کر آ رہے ہیں۔ وہاں پر ابھی کوئی بندہ بھی appoint کرنا ہے۔ ایسے تو نہیں ہے کہ کوئی ان پڑھ بندہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں لگا دیں۔ اس کے لئے highly qualified اور گریڈ 19 کا ایک ڈاکٹر بھی چاہئے۔

جناب چیئرمین: آپ پھر اس تحریک کا جواب دے رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: یہ میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ اس کا جواب جب مکمل طور پر آ جائے گا پھر ہم آپ کو اس کی تفصیل بتائیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ پھر اس تحریک التوائے کار کو pending کروانا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جی، آپ اسے دو دن کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوائے کار دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں۔

The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 (Bill No 22 of 2005)

کورم کی نشاندہی

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔۔۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے اس لئے 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر 5 منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو ایوان میں متعارف کروائے گئے)

مسودہ قانون پنجاب (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع ظاہری نمود و نمائش و بے جا مصارف) مصدرہ 2005

جناب چیئرمین: اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

> The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill, 2005. (Bill No. 22 of 2005).Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce:

> The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005.

MR CHAIRMAN: The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 has been introduced in the House under Rule 91, sub rule 5 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the

Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report within one month.

مسودہ قانون پنجاب ملازمین کارکردگی، نظم وضبط
اور احتساب مصدرہ2005

MR CHAIRMAN: The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Bill, 2005(Bill No. 23 of 2005). Minister for Law or S&GAD!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduced:

> The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Bill, 2005.

MR CHAIRMAN: The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Bill, 2005 has been introduced in the House under rule 91, sub rule 5 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Services and General Administration for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) انجمن ہائے امداد باہمی مصدرہ2005

MR CHAIRMAN: The Cooperative Societies (Amendment) Bill, 2005 (Bill No. 24 of 2005). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce the Cooperative Societies (Amendment) Bill 2005.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! ابھی منسٹر صاحب نے ملازمین کی efficiency and accountability کے حوالے سے جو بل introduce کروایا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ 2000 Ordinance ایک بدنام زمانہ قانون ہے جو مارشل لاء دور کی یادگار ہے۔ تمام سرکاری ملازمین کے گلے کے اوپر یہ تلوار رکھی ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر قانون کو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ غریب سرکاری ملازمین کے اوپر یہ جو تلوار لٹک رہی ہے جس سے بہت سارے ملازمین ذبح بھی ہو چکے ہیں اس کے سدباب کا بھی انہیں کوئی بندوبست کرنا چاہیئے۔

(اذان ظہر)

MR CHAIRMAN: The Cooperative Societies(Amendment) Bill, 2005 has been introduced in the House under Rule 91 sub rule 5 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Cooperatives for report within one month.

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 18۔نومبر 2005 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

447

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔نومبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات خزانہ، ثقافت اور امداد باہمی)

I) نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

II) غیر نشان زدہ سوال اوراس کا جواب

3۔ سرکاری کارروائی

4۔ زلزلہ پر عام بحث

449

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک 18-نومبر 2005

(یوم الجمع، 15-شوال المکرم 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 3 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَّا كَانَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ مِنۡ حَرَجٖ فِيمَا فَرَضَ ٱللَّهُ لَهُۥۖ سُنَّةَ ٱللَّهِ فِي ٱلَّذِينَ خَلَوۡاْ مِن قَبۡلُۚ وَكَانَ أَمۡرُ ٱللَّهِ قَدَرٗا مَّقۡدُورًاo ٱلَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَٰلَٰتِ ٱللَّهِ وَيَخۡشَوۡنَهُۥ وَلَا يَخۡشَوۡنَ أَحَدًا إِلَّا ٱللَّهَۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبٗاo مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٖ مِّن رِّجَالِكُمۡ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٗاo يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكۡرٗا كَثِيرٗاo وَسَبِّحُوهُ بُكۡرَةٗ وَأَصِيلًاo

سُوۡرَةُ الأحزَاب آيات 38 تا 42

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی خدا کا یہی دستور رہا ہے۔ اور خدا کا حکم ٹھہر چکا ہےo اور جو خدا کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور خدا ہی حساب کرنے کو کافی ہےo محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہےo اے اہل ایمان خدا کا بہت ذکر کیا کروo اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہوo

وما علینا الا البلاغo

سوالات (محکمہ جات خزانہ، ثقافت اور امداد باہمی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ جات خزانہ، ثقافت اور امداد باہمی کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔پہلا سوال نمبر 2555 ملک محمد اقبال چنڑ!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں اسی کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ I will come back to you

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اسی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج محکمہ خزانہ کے سوالات ہیں لیکن وزیر خزانہ یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ روزانہ اخبارات میں آرہا ہے کہ جب وزراء کا دن ہوتا ہے وقفہ سوالات ہوتا ہے تو۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد اقبال چنڑ کا سوال ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf سوال نمبر 2555۔(معزز رکن نے ملک محمد اقبال چنڑ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2555 دریافت کیا)

کمپیوٹر الاؤنس کے اجراء میں امتیازی رویہ کا جواز

*2555: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ملازمین کے کمپیوٹر الاؤنس میں اضافہ کر دیا ہے مگر ابھی تک صوبہ پنجاب میں سابق شرح سے کمپیوٹر الاؤنس دیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے مذکورہ مراسلہ کی پیروی کرتے ہوئے حکومت سندھ، سرحد اور بلوچستان نے کمپیوٹر الاؤنسز میں اضافہ کر دیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب میں کمپیوٹر الاؤنس فیڈرل گورنمنٹ و دوسرے صوبوں میں لاگو کمپیوٹر الاؤنس کے مطابق دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) سوال پنجاب حکومت سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ نمبر FD-SRI-28-1/2003 مورخہ 27-12-2004 کے ذریعے کمپیوٹر الاؤنس کو 450 سے بڑھا کر 750 روپے ماہانہ کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! In the presence of the Minister اگر منسٹر صاحب خود جواب دیں تو بہتر ہو گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کوئی bar نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: bar نہیں ہے لیکن

This is the practice that when the Minister is here, the Parliamentary Secretary never answers. This is also a precedent.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں خود بھی تیاری کے ساتھ ہوں لیکن میں نے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ طے کیا تھا کہ وقفہ سوالات میں وہ جواب دیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہونی چاہئے۔ Both of them are present اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینا چاہتے ہیں تو وہ دے دیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جو جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ مورخہ 27-12-2005 کے ذریعے کمپیوٹر الاؤنس کو 450 سے بڑھا کر 750 روپے ماہانہ کر دیا ہے۔ تین سو روپے بڑھانا مناسب increase ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: مناسب increase کا determine کرنا ہے وہ محکمے پر depend کرتا ہے اور یہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم کتنا afford کر سکتے ہیں۔ اپنے resources کے مطابق ہم increase کرتے ہیں یا اپنے resources کے مطابق کسی چیز کو ختم کرتے ہیں۔ اس میں we are not bound کہ ہم اتنی رقم بڑھائیں یا وفاقی حکومت نے جتنا بڑھایا ہے ہم بھی اتنا ہی بڑھائیں۔ ہم نے اپنے resources کے مطابق سب کچھ کرنا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! جز (الف) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ملازمین کے کمپیوٹر الاؤنس میں اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں بلکہ فیڈرل گورنمنٹ کی direction پر کیا ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے ملازمین کے کمپیوٹر الاؤنس میں جتنا اضافہ کیا ہے کیا حکومت پنجاب نے اس کے مطابق اس الاؤنس میں اضافہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: اس اضافے کی تو میں نے explanation دے دی ہے۔ جو اضافہ ہم نے کیا ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے مطابق کیا ہے۔ جتنا انہوں نے کیا ہے ہم نے بھی اتنا ہی اضافہ کیا ہے اب یہ allowances at par ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf۔ سوال نمبر 2630 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2630 دریافت کیا)

سال 1990 سے 2003 تک وزراء اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز اور اخراجات کی تفصیلات

*2630: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈ 1990 سے 2003 تک ہر وزیر اعلیٰ کے علیحدہ علیحدہ کتنے تھے؟

(ب) متذکرہ ہر وزیر اعلیٰ کے فنڈز کے خرچ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈ سال 1991 سے 2003 تک وزیر اعلیٰ کی علیحدہ علیحدہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر سال اور یجنل گرانٹ

سیریل نمبر	سال	اوریجنل گرانٹ
1۔	1990-91	25.000ملین
2۔	1991-92	25.000ملین
3۔	1992-93	25.000ملین
4۔	1993-94	30.000ملین
5۔	1994-95	30.000ملین
6۔	1995-96	30.000ملین
7۔	1996-97	30.000ملین
8۔	1997-98	30.000ملین
9۔	1998-99	30.000ملین
10۔	1999-2000	30.000ملین
11۔	2000-2001	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
12۔	2001-2002	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
13۔	2002-2003	15.000ملین
14۔	2003-2004	34.800ملین

(ب) ہر وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کے خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	سال	خرچ کی تفصیل
1۔	1990-91	30.000ملین
2۔	1991-92	37.000ملین
3۔	1992-93	24.196ملین
4۔	1993-94	30.000ملین
5۔	1994-95	41.500ملین
6۔	1995-96	27.452ملین
7۔	1996-97	27.452ملین
8۔	1997-98	27.452ملین
9۔	1998-99	27.452ملین

-10	1999-2000	30.000 ملین
-11	2000-2001	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
-12	2001-2002	Nil حکومت اور اسمبلی برطرف
-13	2002-2003	15.000 ملین
-14	2003-2004	34.800 ملین

(ج) وزیر اعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ وزراء کے تنخواہوں، الاؤنسز اور استحقاق ایکٹ مجریہ 1975 کے تحت قائم ہوا تھا اور اس کا استعمال اسی ایکٹ کے مطابق ہو رہا ہے، ایکٹ میں ترمیم صرف اسمبلی ہی کر سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ 1975 کے وزراء ایکٹ کے تحت کیا صوابدیدی فنڈ کے لئے رقم وزیر اعلیٰ کے لئے fix ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: حقیقت میں صوابدیدی فنڈ کی رقم بجٹ میں fix کر دی جاتی ہے کیونکہ یہ صوابدیدی فنڈ ہے اور وزیر اعلیٰ اپنی مرضی کے مطابق اور ضرورت کے مطابق جتنا کسی کو دینا ہوتا ہے اتنا وہ دے دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1975 کا جو وزراء ایکٹ ہے اس میں کتنی رقم وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کے لئے fix کی گئی ہے۔ اس جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رقم fix نہیں ہے اسی لئے ہر سال رقم vary کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کی بھی اجازت ضروری ہے۔ House نے ان کو اجازت دی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس سلسلے میں جو وزراء ایکٹ ہے اس میں لکھا ہے کہ کم از کم تین لاکھ روپے ہے۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ تین لاکھ کے بعد بھی اس میں کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو میرے خیال میں ہاؤس کی صوابدید پر منحصر ہے کہ House ان کو جتنے صوابدیدی فنڈز کی اجازت دے دے کیونکہ House کی منظوری کے بغیر تو وہ نہیں کر سکتے۔ اس میں enhancement کرنی ہو یا کمی کرنی ہو House کی اجازت سے ہو رہی ہے۔ آپ نے خود ہی ان کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے۔اس ایکٹ میں ایسی بات نہیں ہے کہ House سے permission کی ضرورت ہے۔ صوابدیدی فنڈز کے سلسلے میں 1975 کا جو وزراء ایکٹ ہے اس میں انہوں نے کم از کم جو حد رکھی ہے وہ تین لاکھ روپے رکھی ہے۔ سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 25 ملین، 30 ملین، نیچے پھر لکھا ہوا ہے 24 ملین، 41 ملین لکھا ہوا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنا کوئی چاہے گا خرچ کرے گا۔ ہم نہیں کہتے کہ وہ ایمانداری کے ساتھ خرچ نہیں کر رہے ہوں گے یا کوئی وزیر اعلیٰ بدنیتی سے بے ایمانی سے رقم خرچ کرنا چاہتا ہے۔ ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہیئے۔ کم از کم انہوں نے حد رکھی ہے تین لاکھ روپے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت زیادہ سے زیادہ جتنا بھی یہ رکھنا چاہتے ہیں اس کی کوئی حد مقرر کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جیسا کہ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔اس نے تصور تو کر لیا لیکن پتا نہیں جواب پڑھا بھی ہے یا نہیں۔ بات یہ ہے کہ نمبر ایک میں ہم نے لکھا ہے۔اس کو ہم نے گرانٹ دی ہے 25 ملین اور جو اسی گرانٹ کا خرچ ہوا ہے وہ 30 ملین ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں ہم نے سپلیمنٹری گرانٹ میں 5 ملین حاصل کئے ہیں۔اب رہی بجٹ کی بات اس میں یہ ہوتا ہے کہ جو ماضی کا تجربہ ہوتا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم future کا فیصلہ کرتے ہیں کہ ماضی میں کسی مد میں ہمیں کتنے پیسے کی ضرورت تھی اگر اس مد میں اس سال زیادہ پیسے خرچ ہوئے ہیں تو اگلے سال ہم زیادہ پیسے رکھ لیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس کی منظوری یہ اسمبلی دیتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میرا سوال یہ تھا کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد بگو صاحب! آپ ماشاء اللہ اس معاملے میں کافی تجربہ رکھتے ہیں۔آپ اپنے اختیارات کسی اور کے حوالے کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ جب اسمبلی کے پاس یہ اختیار ہے کہ جس کو چاہے، جیسے چاہے، جتنا کرے آپ اس کو محدود کر رہے ہیں۔ ایک طرف اسمبلی کو آپ کہتے ہیں کہ وسیع اختیارات دیئے جائیں جب وسیع اختیارات استعمال کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ کو یا کسی محکمے کو اجازت دیتی

ہے تو یہ اسمبلی کو credit جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہو گا کہ اسمبلی کے اختیارات اسمبلی کے پاس ہی رہنے دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال تو یہ ہے کہ چلیں اسمبلی نے ان کی رقم رکھی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ فنڈز کو محدود کریں گے تو پھر وہی بات ہے۔ پھر اسمبلی کس چیز کی مجاز ہو گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ 1975 کا جو وزراء ایکٹ ہے صوابدیدی فنڈز سے متعلق انہوں نے جو کم از کم حد رکھی ہوئی ہے وہ تین لاکھ روپے رکھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کم از کم ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: میرا اس سلسلے میں کہنے کا مقصد یہ ہے کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی ترمیم کر کے اس رقم کو fix کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ وزیر اعلیٰ کا جو صوابدیدی اختیار ہے اس کے لئے رقم fix کر دی جائے۔ اس سلسلے میں یہ کوئی rules لے آئیں کہ زیادہ سے زیادہ یہ اتنی رقم خرچ کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس کو fix کرنا ہی نہیں چاہئے۔ یہ بہتر ہے۔ آج یہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں کل آپ بھی ادھر بیٹھ سکتے ہیں۔ آپ کیوں اس میں پابندی لگاتے ہیں۔

معزز اراکین حزب اختلاف: آپ کی زبان مبارک ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جمہوریت ہے۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے۔ آگے چلیں سید احسان اللہ وقاص تشریف نہیں رکھتے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ سید احسان اللہ وقاص موجود نہیں ہے حالانکہ بہت محنت کرتے ہیں اور وہ موجود رہتے ہیں۔ وہ ملک میں ہیں یا ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! یہیں ہیں وزیر خزانہ سے گھبرا گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 3123 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3123 دریافت کیا)

سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ الاؤنس میں اضافے کا مسئلہ

*3123: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ متعدد سالوں سے freeze کر دیا گیا ہے اور تنخواہوں میں اضافہ کے ساتھ ہاؤس رینٹ میں اضافہ نہیں کیا جا رہا؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔اس کے تدارک کے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) جز (الف) کا جواب نفی میں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی پتا چلا ہے کہ انہوں نے ہاؤس رینٹ میں اضافہ کیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنا اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو fresh question بنتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب والا! میں اس سلسلے میں اتنی گزارش کروں گا کہ ٹوٹل اضافہ 134 فیصد ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی ایک تحریک التوائے کار پر کافی بحث ہوئی تھی اور جب وزراء اور دوسرے گورنمنٹ کے officials تھے ان کے ہاؤس رینٹ میں اضافہ کیا گیا تھا۔ اس وقت گورنمنٹ کا categorically یہ موقف تھا کہ واقعی ہی غالباً 1990 یا 1992 سے یہ ہاؤس رینٹ freeze ہے۔ یعنی تنخواہ میں اضافہ ہوتا رہا ہے لیکن ہاؤس رینٹ وہیں پر freeze ہوا ہے۔ اب انہوں نے altogether ایک different جواب دے دیا ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یا تو یہ جواب غلط ہے۔ اگر انہوں نے check کیا ہے تو پھر یہ بتا دیں کہ 1990 کے بعد سکیل ایک سے لے کر 16 تک کتنا کتنا اضافہ ہوا ہے؟ یہ quite relevant چیز ہے۔ ویسے میری information یہ ہے کہ یہ اضافہ نہیں ہوا، یہ freeze ہے۔ آج سے تین مہینے پہلے یہ بات debate ہوئی تھی اور وزیر خزانہ نے یہ بات catagorically کہی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! پہلی دفعہ discussion ہوئی تھی تو اس وقت یہ بات نہیں تھی۔ اب یہ جولائی 2005 سے شروع ہوا ہے اور اس سے اضافہ ہو گیا ہے اور اگر یہ چاہیں تو میں مزید انہیں بتا دیتا ہوں کہ جیسے کہ پہلے بتایا ہے یہ 1991 کے پے سکیل کے مطابق دیا جا رہا تھا اس وقت یکم جولائی 2005 سے یہ پے سکیل 2005 کے مطابق دیا جا رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات تو اب درست ہو گئی کہ 1991 سے لے کر جولائی 2005 تک یعنی وہ 15 سال freeze رہا۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ اس کا جواب دیتے وقت اس کی یہ تفصیل بیان کرتے اور صرف "یہ درست نہ ہے" تین لفظوں میں جواب نہ دیتے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود فرمایا ہے کہ 15 سال سے یہ ہاؤس رینٹ ان غریب ملازمین کا freeze تھا۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ جولائی میں انہوں نے جو اضافہ کیا ہے۔ کیا اس تنخواہ کے مطابق کیا ہے جس ratio سے تنخواہ 1991 سے لے کر جولائی 2005 تک بڑھی ہے اس کے مطابق کیا ہے اور جو 15 سال کا بقایا جات ہے اس کے متعلق گورنمنٹ کا کیا خیال ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! ہم نے پہلے بھی بتایا کہ یہ اسی کے مطابق بڑھا ہے۔ آپ جو 15 سال پہلے کا کہہ رہے ہیں اس وقت اگر یہ چیز نہیں تھی تو نہیں تھی۔ اب جب ہم نے یہ چیز شروع کی ہے تو یکم جولائی 2005 سے اضافہ کر دیا گیا ہے اور میں یہ بھی آپ کے نوٹس میں لا چکا ہوں کہ یہ اضافہ 134 فیصد average ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کی سچائی اور ان کے سوالات کے جوابات دینے کا یہ ملاحظہ فرما لیں۔ یہ سوال 2003-09-31 کو دیا گیا تھا، جواب 2003-10-10 کو آیا ہے۔ انہوں نے اس وقت جو جواب دیا تھا اس میں انہوں نے کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے" اس کا مطلب ہے کہ جو پارلیمانی سیکرٹری آج بات کر رہے ہیں، وہ درست نہیں ہے یا تو وہ جھوٹ ہے یا جو آج بات کر رہے ہیں وہ جھوٹی ہے۔ یہ جواب جب دیا گیا تھا تو انہوں نے اسے اس وقت freeze کیا ہوا تھا۔ آنا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ درست ہے کہ یہ freeze ہے لیکن انہوں نے 2003 کو جو جواب دیا ہے اسی سال یہ جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔ اب یہ مجھے فرما دیں کہ انہوں نے یہاں پر جو بات کی ہے یہ درست ہے یا جو بات یہ آج کر رہے ہیں یہ درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! کئی دفعہ ان دوستوں کی طرف سے یہ question اٹھایا گیا ہے کہ کوئی بھی جواب ہو وہ updated ہونا چاہئے۔ ہم نے انہیں جو جواب دیا ہے اور انہوں نے 3 سال پہلے سوال پوچھا ہے تو جواب ہم نے up to date دینا ہے اور یہ جواب up to date ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اگر جواب up to date دینا تھا تو اس میں amend کرتے ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! بگو صاحب غلط پڑھ رہے ہیں۔ یہ جواب 15-11-2005 کو آیا ہے۔ بگو صاحب اسمبلی سے سوال ترسیل کرنے کی date پڑھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک چیز حکومت نے کر دی ہے اور وہ اچھی چیز ہے کہ انہوں نے ہاؤس رینٹ بڑھا دیئے ہیں یا انہوں نے الاؤنسز بڑھا دیئے ہیں تو .It should be appreciated اگلا سوال ہے محترمہ ثمینہ نوید!

محترمہ طاہرہ منیر: On her behalf۔ سوال نمبر 3381 (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3381 دریافت کیا)

محکمہ سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو ملنے والی مالی سہولت کا دیگر محکموں کے لئے بھی اجراء

*3381: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ محنت کے زیر کنٹرول سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو سکیل وار ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت مہیا تھی کس حکم کے تحت؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ میں یہ سہولت واپس لے لی گئی ہے تو کس نوٹیفکیشن کے تحت؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ ملازمین کو سکیل وار ہاؤس ریکوزیشن کے برابر سہولت دے کر ان کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا ہے جبکہ محکمہ محنت اور پنجاب کے دوسرے محکموں کو اس سہولت سے محروم رکھا گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو دی جانے والی مالی سہولت کے برابر پنجاب کے دوسرے ملازمین کو بھی مالی سہولت دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ محنت کے زیر کنٹرول سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت P.E.S.S.I کے انتظامی حکم نامہ نمبر/(SS-Admn-IX(1170 3466/97 مورخہ 1997-03-01 کے تحت میسر تھی۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ یہ سہولت کچھ عرصہ بعد P.E.S.S.I کے انتظامی حکم نامہ نمبر SS-Admn-IX(1170)/97/1420 مورخہ 26-06-2002 کے تحت واپس لے لی گئی تھی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔P.E.S.S.I ایک خود مختار ادارہ ہے اور اپنے Pay & Allowances کے قواعد وضوابط بنانے کا مجاز ہے۔P.E.S.S.I کے ملازمین کو تنخواہ Pay Scale & Allowances Regulations کے تحت دی جا رہی ہے۔ حکومت پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 45. فیصد (بڑے شہروں میں) اور بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد (باقی شہروں میں) دیا جارہا ہے۔ یہ پالیسی ان تمام خود مختار اداروں پر لاگو ہوتی ہے جنہوں نے حکومت کی پے سکیل سکیم 2001 اختیار کی ہے۔ حکومت اس سکیم کو بدلنے کا فی الوقت کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ حکومت پنجاب سوشل سکیورٹی کے ملازمین کو دی جانے والی مالی سہولت کے برابر پنجاب کے دوسرے ملازمین کو مالی سہولت دینے کی پابند نہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ P.E.S.S.I ایک خود مختار ادارہ ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں جز (ج) کا جو جواب دیا گیا ہے کہ حکومت اس سکیم کو بدلنے کا فی الوقت کوئی ارادہ نہیں رکھتی تو اب جبکہ مہنگائی بہت زیادہ ہو چکی ہے تو کیا اب حکومت تنخواہوں کے پے سکیل اور دیگر الاؤنسز میں اضافے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں محترمہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے اس سوال یا پھر اس سوال کے جواب کو اچھی طرح نہیں پڑھا۔ اس میں بالکل صاف لکھا ہوا ہے کہ جہاں تک P.E.S.S.I کے Pay and Allowances کا تعلق ہے وہ ایک خود مختار ادارہ ہے انہوں نے خود اس میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ صرف ہمیں inform کرتے ہیں باقی سارا کام وہ خود کرتے ہیں۔ باقی اس کا جواب بالکل clear ہے کہ حکومت کا ارادہ ہے یا نہیں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کا جواب لکھا ہے کہ کونسی وجوہات تھیں یا عوامل تھے جن کی بنا پر انتظامی حکم جاری کر کے وہ سہولت واپس لی گئی حالانکہ سہولت جو ایک دفعہ دی جائے واپس لینا بڑا مشکل ہے اور ایک غیر انسانی سا کام ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انہوں نے کیوں کا لفظ پڑھا ہے اور پوچھا ہے۔ ہم نے اس جواب میں بتایا ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ یہ سہولت کچھ عرصہ P.E.S.S.I کے انتظامی حکم نامہ کا نمبر دیا ہے، باقاعدہ reference دیا ہے اور تاریخ دی ہے اس کے تحت واپس لے لی گئی تھی۔ اب یہ مزید کیا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ حکم نامہ واپس لینے کی وجوہات کیا تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں نے یہ بتایا ہے کہ ہمیں تو P.E.S.S.I نے بتایا ہے کہ ہم نے اس حکم کے تحت یہ واپس لے لی ہیں تو وہ خود مختار ادارہ ہے، وہ جانے اور ان کا کام جانے۔ جو سوال P.E.S.S.I کے متعلق ہے وہ P.E.S.S.I سے پوچھیں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وہ کون سے عوامل یا وجوہات تھیں جن کی بنا پر یہ سہولت ختم کی گئی۔ یہ تو ہر چٹھی پر لکھا جائے گا کہ اس کو فلاں چٹھی کے تحت withdraw کیا گیا ہے لیکن وہ کونسی وجوہات یا عوامل تھے جن کی بنا پر یہ سہولت ختم کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں ان کے ضمنی سوال کے جواب میں ان کا اپنا سوال ہی پڑھ دیتا ہوں انہوں نے کہا ہے۔

(ب) "کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ عرصہ میں یہ سہولت واپس لے لی گئی ہے تو کس نوٹیفکیشن کے تحت۔"انہوں نے نوٹیفکیشن پوچھا ہے۔ ہم نے نوٹیفکیشن انہیں بتا دیا۔ انہوں نے وجوہات نہیں پوچھیں اگر یہ وجوہات پوچھتے تو شاید ہم اس کا بھی جواب دے دیتے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ میرا آئینی حق ہے کہ میں کسی سوال کے جواب سے متعلق ضمنی سوال کر کے اس سے متعلقہ کوئی چیز پوچھ لوں۔ میں صرف وہ وجوہات، وہ عوامل پوچھنا چاہتا ہوں جن کی بنا پر یہ نوٹیفکیشن جاری کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نہیں بنتا کیونکہ ان کا main questionنوٹیفکیشن کی نشاندہی ہے۔ ہم نے نوٹیفکیشن کی نشاندہی کر دی ہے اگر یہ عوامل پوچھتے تو ہم انشاء اللہ عوامل کا جواب بھی دیتے اگر انہیں شوق ہے تو یہ fresh questionکر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بات صحیح ہے جو سوال پوچھا ہے انھوں نے اس کا جواب دے دیا ہے لیکن آپ جو پوچھنا چاہتے وہ نیا سوال بنتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ نوٹیفکیشن ہوا ہے یہ اس نوٹیفکیشن کی کاپی فراہم کر دیں۔ اس میں they must have assigned some reasonsکہ ہم نے یہ facilityواپس کیوں لی ہے تاکہ ہم دیکھ لیں کہ under which Rule اس میں انھوں نے کیا کہا ہے۔

جناب والا! آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ اس کا تعلق پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی سے ہے تو یہاں لیبر کا پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر ہوں گے وہ بتا دیں کہ کیا وجوہات تھیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت لیبر منسٹر موجود نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہی ہے کہ راجہ بشارت صاحب نے محنت کی ہے تو اس وقت 30/35لوگ موجود ہیں۔ ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ وزیر تو حاضر ہوتے ہی نہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ:

You must find out the reasons that whether there is frustration; whether they don't share power, whether they don't assets

کیا وجوہ ہیں کہ یہ آ نہیں رہے۔ آپ مہربانی کریں کہ اعجاز سماں کا یہ بڑا valid point ہے کہ کیا وجوہات تھیں کہ ان کی facility withdraw ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں ان کے علم میں مزید یہ لانا چاہتا ہوں کہ P.E.S.S.I نے 2002 میں نئے pay scale اختیار کئے تھے اس لئے جو P.E.S.S.I کے governing board نے پہلے pay scale ختم کر دیئے تھے۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ میں نے یہ entirely جو جواب دیا ہے یہ بھی P.E.S.S.I کی طرف سے ہی ہے، اسی نے یہ قدم اٹھایا ہے اگر یہ ہم سے وجوہات پوچھتے ہیں تو ہم وجوہات بھی دینے کے لئے تیار ہیں یہ fresh question کریں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ہم جو بھی بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ fresh question کریں۔ اس وقت سوال یہ ہے کہ اگر یہ وہ وجوہات نہیں بتائیں گے تو یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ اور ہم لوگوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: In any case آپ اس چیز کو نوٹ کر لیں اور اس بارے میں معزز ممبر کو اعتماد میں لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جی، ضرور لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 3382 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے، موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3830 میاں خالد محمود صاحب کا ہے، موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4831 جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا ہے، موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال 5888 جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf سوال نمبر 5988 (معزز رکن نے جناب سمیع اللہ خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5988 دریافت کیا)

پنجاب آرٹس کونسل لاہور، بورڈ آف گورنرز اور
ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*5988: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی میعاد کتنی ہے۔ کیا اس وقت کوئی بورڈ موجود ہے اگر ہے تو اس کا کون کون ممبر ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) مذکورہ بورڈ کی سال میں کتنی میٹنگز ہوتی ہیں اور کتنی ہونی چاہئیں، آخری میٹنگ کب ہوئی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کے عہدے اور گریڈ کیا ہیں۔ تفصیل بیان کی جائے؟

(د) اس وقت پنجاب آرٹس کونسل لاہور میں تعینات ملازمین کے نام، عہدے اور گریڈ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ثقافت:

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کے بورڈ آف گورنرز کی میعاد تین سال ہوتی ہے، اس وقت بورڈ موجود نہیں کیونکہ سابق بورڈ مورخہ 29۔ مئی 2001 کو تشکیل دیا گیا تھا جو کہ اپنی تین سالہ مدت مکمل کر کے مورخہ 29۔ مئی 2004 کو ختم ہو چکا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کی تشکیل نو کے لئے Summary وزیر اعلیٰ کی منظوری کے لئے بھجوادی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کونسل آف دی آرٹس ایکٹ مجریہ 1975 کے تحت بورڈ آف گورنرز کی میٹنگز منعقد کرنے کی کوئی تعداد متعین نہیں تاہم سال میں ایک دو میٹنگز منعقد ہوتی ہیں اور آخری میٹنگ مورخہ 2002-4-3 کو منعقد ہوئی تھی۔ اس سلسلے میں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ سابق بورڈ آف گورنرز جن دنوں تشکیل دیا گیا تھا اس وقت اسمبلیاں وجود میں نہیں آئی تھیں اور اس طرح اس کی ممبر شپ میں ایکٹ مجریہ 1975 کے تحت مطلوبہ پانچ ارکان پنجاب اسمبلی شامل نہ تھے، ماہ اکتوبر 2002 میں جب منتخب پنجاب اسمبلی دوبارہ وجود میں آئی تو اس قانونی تقاضے کو پورا کرنے اور سابق بورڈ آف گورنرز میں پانچ ممبران پنجاب اسمبلی شامل کرنے کے لئے معاملہ حکومت پنجاب کو مورخہ 14۔ جنوری 2003 کو بھجوادیا

گیا تھا۔ یہ معاملہ ابھی مجاز حکام کے زیر غور تھا کہ اسی دوران مورخہ 29۔ مئی 2004 کو بورڈ کی تین سالہ مدت بھی مکمل ہو گئی اس طرح مورخہ 3۔ اپریل 2002 کے بعد بورڈ آف گورنرز کا مزید اجلاس منعقد نہ ہو سکا۔

(ج) پنجاب آرٹس کونسل کا موجودہ بورڈ آف گورنرز فی الحال تشکیل کے مراحل میں ہے، سابق بورڈ جو کہ مورخہ 29۔ مئی 2004 کو اپنی مقررہ میعاد پوری کر چکا ہے کے ممبران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب آرٹس کونسل صدر دفتر لاہور میں اس وقت تعینات ملازمین کی تفصیل مع نام، عہدہ اور گریڈ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب ہے کہ اس وقت بورڈ موجود نہیں ہے۔ یہ تین سال بعد 29۔ مئی 2004 کو ختم ہو گیا تھا۔ اس کو ختم ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ بورڈ آف گورنرز کی منظوری کے لئے سمری وزیر اعلیٰ کے پاس گئی ہوئی ہے۔ اس سمری کی کیا پوزیشن ہے، دوسرا سوال یہ ہے کہ جو پانچ ارکان اس اسمبلی کے شامل ہوتے ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: پہلے یہ بورڈ آف گورنر بنا تھا تو اس وقت اسمبلیاں نہیں تھیں۔ بورڈ آف گورنر میں پانچ ایم۔ پی۔ ایز کا ہونا ضروری ہے، سمری وزیر اعلیٰ کے پاس بھجوا دی گئی ہے جب وہ واپس آئے گی تو ان اراکین کے نام رانا صاحب کو بھجوا دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: میرا سوال ہے کہ جو سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو گئی ہے اس سمری میں ان کی کیا تجاویز ہیں اور اس کی اس وقت کیا پوزیشن ہے؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جب سمری واپس آئے گی تو میں رانا صاحب کو بتا دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر کو یہ ہی نہیں پتا کہ سمری کیا گئی ہے، آپ دیکھیں کہ کہہ رہے ہیں کہ جب واپس آئے گی تو میں بتاؤں گا۔ This is very unfair کہ ایک منسٹر کو یہ علم نہیں ہے کہ اس کی سمری کیا گئی ہے؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ میں نے کیا سمری بھیجی ہے جب وہ واپس آئے گی تو میں آپ کو دکھا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے واضح کر دیا ہے۔ اس لئے آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ان کو bail out کرتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر آپ دیکھ لیں کہ کل نجف سیال نے کچھ کہا تھا۔ اس پر مجھے افسوس ہے کہ کسی وزیر نے اٹھ کر یہ نہیں کہا کہ وہ کیا کہتا رہا ہے۔ ہمیں آپ کو defend کرنا پڑا ہے۔ آپ وزراء بیٹھے تھے، آپ منتخب ہو کر آئے ہیں آپ کو چاہئے تھا کہ آپ کہتے کہ ہم اپنے محکمے میں صحیح کام کر رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: یہ ہماری اپنی پارٹی کا معاملہ ہے۔ آپ اپنے حالات ٹھیک کریں۔ پہلی لائن میں چار بندے بیٹھے ہیں۔ آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم شروع سے آتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ اپنا حال دیکھ لیں کہ آپ کے پیچھے کتنے لوگ بیٹھے ہیں اگر رانا ثناء اللہ صاحب اور بگو صاحب نہ ہوں تو اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بورڈ آف گورنرز ڈیڑھ سال سے ٹوٹا ہوا ہے۔ میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ یہ کب تک بورڈ کو تشکیل دے دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ سمری گئی ہوئی ہے اس کے آنے کے بعد تشکیل دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ حکومت کا حصہ ہیں حکومت ان کی ہے سمری بھی انھوں نے منگوانی ہے۔ یہ وزیر اعلیٰ سے بطور وزیر یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ یہ بورڈ آف گورنرز ٹوٹا ہوا ہے یہ اہم ادارہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سمری کو جتنی جلد منگوا سکتے ہیں منگوا لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ بتا دیں کہ کب تک کر دیں گے؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو دو تین دفعہ درخواست بھجوائی ہے انشاء اللہ ڈیڑھ دو مہینے تک سمری واپس آ جائے گی اور بورڈ آف گورنرز بن جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ڈیڑھ دو مہینے کی بات کیوں کرتے ہیں۔ اس کو جتنی جلد ہو سکے اس کی کوشش کریں۔ اگلا سوال نمبر 6404 ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کا ہے، وہ موجود نہ ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6514 محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 6514

سرکاری ملازمین کے لئے رہائش کی Requisition کرنے کی سکیم کا اجراء

*6514: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان نے وفاقی ملازمین کو Self Hiring Residential Accommodation کی پالیسی کے تحت رہائشی مکانات کی requisition کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا پالیسی کے تحت سندھ گورنمنٹ اور سرحد گورنمنٹ نے اپنے اپنے ملازمین کو بھی رہائشی مکانات کی requisition کی سہولت دی ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے اپنے ملازمین کو مندرجہ بالا پالیسی کے تحت سہولت نہ دی ہے جبکہ پنجاب کے بعض شہروں مثلاً لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد وغیرہ میں رہائشی مکانات کے کرایہ جات زیادہ ہونے کی وجہ سے ملازمین کی پہنچ سے باہر ہیں اور جو کرایہ ان کو دیا جاتا ہے اس میں سے مکان کا کرایہ دینا دشوار ہے اور ملازمین کو اپنی جیب سے ادا کرنا پڑتا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب بھی وفاقی حکومت، سندھ اور سرحد حکومتوں کی طرح اپنے ملازمین کو مذکورہ پالیسی کے تحت مکانات کی requisition کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب سے متعلق نہ ہے۔

(ج) سہولت نہ دینے کی حد تک یہ درست ہے تاہم 2005 کے نئے پے سکیلز کے تحت کرایہ مکان الاؤنس میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

(د) حکومت اپنے وسائل کے پیش نظر ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دینے کی پوزیشن میں نہیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب سے متعلق نہ ہے اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب سندھ اور سرحد گورنمنٹ اپنے اپنے ملازمین

کو رہائشی مکانات کی ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے تو پنجاب گورنمنٹ کا اپنے ملازمین کو یہ سہولت نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! یہ صوبوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ کچھ ہدایات ایسی ہوتی ہیں جو صرف ہدایات ہوتی ہیں، وہ صوبائی حکومت پر binding نہیں ہوتیں۔ اس کا فیصلہ ہم اپنے حالات اور اپنے وسائل کے مطابق کرتے ہیں اس لئے اس کو منظور نہیں کیا گیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بڑا سادہ معاملہ ہے کہ ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت سرحد، سندھ اور وفاقی حکومت میں حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اب کوئی ایسی سہولت ملازمین کو وفاق میں یا صوبہ سندھ میں یا صوبہ سرحد میں حاصل نہیں ہے جو پنجاب میں نہ ہو۔ یعنی یہ similarity پورے ملک میں ہے کہ ملازمین کو جو سہولت وفاق میں حاصل ہوتی ہے یا دوسرے صوبوں میں حاصل ہوتی ہے اس کے مطابق ہی پنجاب میں یا دیگر صوبوں میں ہوتی ہے۔ اس میں انھوں نے صرف اتنی بات کہہ دی ہے کہ ہم اپنے حالات کی وجہ سے یہ سہولت نہیں دے سکتے۔ یہ کم از کم House کو آگاہ کریں اور اعتماد میں لیں کہ وہ کون سے ایسے بُرے حالات ہیں کہ جس کی وجہ سے پنجاب کے ملازمین صوبہ سندھ، صوبہ سرحد اور وفاق کے ملازمین کے برابر نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: ہم نے 134 فیصد بڑھا دیا ہے، اس میں ساری باتیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں ان کے علم کے لئے بتا دوں کہ پنجاب حکومت نے یہ پالیسی نہیں اپنائی، حکومت بلوچستان نے بھی یہ پالیسی نہیں اپنائی، حکومت سرحد نے جزوی طور پر اپنائی ہے اور یہ سہولت صرف پشاور اور ایبٹ آباد کی میونسپل حدود میں میسر ہے۔ حکومت سندھ نے یہ سہولت صرف سندھ کے سیکرٹریٹ اے ملازمین تک محدود رکھی ہے تو اس میں ہم کوئی اکیلے نہیں ہیں لیکن باوجود اس بات کے ہم تمام ضروریات کا جائزہ لیتے ہوئے calculation کر کے ہم نے جو اوسطاً 134 فیصد بڑھایا ہے اس میں یہ ساری چیزیں اپنے آپ cover ہو جاتی ہیں اس لئے ہمارے ملازمین کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور جو بہت اہم information ہے وہ بھی میں دیتا چلوں کہ پنجاب کے ملازمین کی تعداد آٹھ لاکھ 75 ہزار 41 ہے، وفاق کے ملازمین کی تعداد 3 لاکھ 98 ہزار 307 ہے اس لئے ہمارے حالات کافی جگہوں پر کافی مد میں وفاق اور دوسرے صوبوں سے different ہیں اس لئے ہم فیصلہ اپنے حالات کے مطابق کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں دیکھیں کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ انہوں نے صرف کراچی اور پشاور میں اضافہ کیا ہے تو سوال میں بھی یہی پوچھا گیا ہے کہ بڑے شہروں میں مکانوں کا کرایہ ملازمین کی پہنچ میں نہیں ہے اور اب یہ کہتے ہیں کہ 134 فیصد اضافہ ہے۔ اس کے باوجود گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 16 تک جو اضافہ ہوا ہے اس میں کوئی ملازم لاہور میں ایک کمرے کا مکان بھی کرایہ پر نہیں لے سکتا۔ سوال میں بھی یہی پوچھا گیا ہے کہ اگر پشاور یا کراچی میں ہے تو پنجاب حکومت جو بڑے شہر ہیں جہاں پر مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے اس کے متعلق وہ غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ دوسرا انہوں نے جو ملازمین کی آٹھ لاکھ تعداد کی بات کی ہے تو پنجاب 60 percent of Pakistan ہے۔ اب اس کی آبادی اور ڈیپارٹمنٹ کے حساب سے ملازمین کی تعداد ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ پنجاب کے ملازمین فارغ بیٹھے ہیں اور وہ کوئی کام نہیں کر رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں۔ رانا صاحب اپنے دماغ میں باہر سے سوال لے کر آئے ہیں وہی جواب آ رہا ہے وہ جواب کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ تمام factors جو رانا صاحب نے mention کئے ہیں they were taken into account. جب ہم نے ٹوٹل 134 فیصد بڑھایا ہے تو یہ مہنگائی اور ساری کی بیشی ڈال کر ہم نے ایک average figure نکالی ہے کہ اگر ہم رینٹ الاؤنس 134 فیصد بڑھا دیں تو اس سے سارے economic grievances پورے ہو جائیں گے اس لئے اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم نے سوچا اور سمجھا نہیں ہے۔ ہم اپنا پورا home work کر کے پھر اس average پر پہنچے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ 134 فیصد جو انہوں نے بڑھایا ہے وہ تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے as a lumpsum رقم دی ہے تاکہ اس سے کچھ نہ کچھ ان کی اشک شوئی ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے جو کہا ہے کہ ہم نے بہت زیادہ غور و فکر فرمایا ہے۔ میری بات اس جواب سے واضح ہو جائے گی، میرے پاس ready reference نہیں ہے، یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس ہو گا۔ یہ مجھے بتا دیں کہ اس وقت گریڈ 11 کے ملازم کے ہاؤس رینٹ کی amount کتنی ہے اس سے واضح ہو جائے گا کہ آیا لاہور، فیصل آباد، ملتان یا راولپنڈی میں اس amount میں مکان easily available ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس پر کہتے ہیں کہ اس رینٹ سے وہ چیز پوری تو نہیں ہو سکتی لیکن کسی حد تک ان کی help ہو سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! حد کا اندازہ لگانے کے لئے آپ ان سے فرمادیں کہ گریڈ 11 کا موجودہ ہاؤس رینٹ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: سکیل 11 میں 574 روپے پہلے تھے اب 134 فیصد بڑھا کر یہ 1341 روپے ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ گریڈ 11 کے لئے ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جی، یہ گریڈ 11 کے لئے ہے جو رانا صاحب نے کہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اگر لاہور میں 1300 روپے میں کسی محلے میں کوئی مکان فیملی کے رہنے کے لئے مل سکتا ہے؟ تو یہ فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ بات تو مانتے ہیں کہ 1300 روپے انہوں نے ایک قسم کی substantional amount دی ہے تاکہ کچھ نہ کچھ ان کی help ہو سکے۔ جیسے رانا صاحب نے تجویز دی ہے، کوشش کی جائے کہ آئندہ بجٹ میں اس کو مدنظر رکھا جائے تاکہ مزید ان کی اشک شوئی ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: انشاء اللہ آئندہ کے حالات بہتر سے بہتر ہو جائیں گے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سہولت نہ دینے کی حد تک درست ہے اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے شہروں میں رہائشی مکانات کے کرایہ جات زیادہ ہونے کی وجہ سے ملازمین کو اپنی جیب سے زیادہ کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے تو حکومت اس کے حل کے لئے کیا اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ ایک ہی سوال ہے جو آپ نے یا رانا صاحب نے کیا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6572 شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: On his behalf سوال نمبر 6572۔(معزز رکن نے شیخ عزیز اسلم کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6572 دریافت کیا)

صوبہ میں تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز لوکل فنڈ آڈٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6572: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں اس وقت تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز، لوکل فنڈ آڈٹ کے نام اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ڈویژنل ڈائریکٹرز کے خلاف کن کن وجوہات کی بناء پر کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) ان میں سے کتنے افسران عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں اور ان کو تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ:

(الف) صوبہ میں تعینات ڈویژنل ڈائریکٹرز لوکل فنڈز آڈٹ کے نام اور تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	تعیناتی
1۔ سید صابر حسین شاہ	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	لاہور
2۔ مسٹر منظور احمد خادم	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	فیصل آباد
3۔ مسٹر بدر منیر	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	سرگودھا
4۔ مسٹر طارق اسد بٹ	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	گوجرانوالہ
5۔ مسٹر شاہد حسین زیدی (Officiating)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	ڈی جی خان
6۔ مسٹر خالد محمود الحسن (Officiating)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	ملتان
7۔ مسٹر افتخار الدین (Officiating)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	بہاولپور
8۔ محمد اکبر نوید (Current Charge)	ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ	راولپنڈی
9۔ محمد معظم (Current Charge)	ڈویژنل ڈائریکٹر، حالیہ ریذیڈنٹ ڈائریکٹر آڈٹ L.D.A (T.E.P.A)	لاہور

(ب) ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ فیصل آباد کے خلاف F.I.R No.040178 تھانہ A.C.E لاہور 96-1993 مورخہ 08-09-2000 کے تحت مقدمہ انٹی کرپشن کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی ڈویژنل ڈائریکٹر کے خلاف اس وقت کوئی محکمانہ

کارروائی زیر عمل نہ ہے۔

(ج) اس وقت کسی بھی ڈویژنل ڈائریکٹر کا تعیناتی کا عرصہ تین سال سے زائد نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جز (ب) ملاحظہ فرمائیں کہ ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ فیصل آباد کے خلاف ایف آئی آر نمبر 040178 تھانہ A.C.E لاہور 96-1993 مورخہ 2000-09-08 کے تحت مقدمہ انٹی کرپشن کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی ڈویژنل ڈائریکٹر کے خلاف اس وقت محکمانہ کارروائی زیر عمل نہ ہے۔ یہ فرمادیں کہ یہ مقدمہ جو انٹی کرپشن کی عدالت میں اتنے طویل عرصے سے زیر سماعت ہے اس کا end result کیا ہے۔ کیا اس ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ فیصل آباد کے خلاف کوئی conviction ہو چکی ہے یا وہ مقدمہ ابھی تک pending ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے یہ عرض کروں گا کہ جب وہ خود کہہ رہے ہیں کہ یہ مقدمہ زیر سماعت ہے۔ جب وہ زیر سماعت ہے تو اس کا فیصلہ زیر سماعت ختم ہونے پر ہی ہوگا۔ ابھی تو اس کی سماعت ہو رہی ہے، اب سماعت جو محکمہ کر رہا ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ ہم ان کو بار بار کہتے ہیں کہ آپ اس کا جلدی فیصلہ کریں لیکن ہم کسی عدالت یا ٹریبونل کو اتنا press نہیں کر سکتے کہ وہ دو دن میں ہمیں فیصلہ دے دے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ زیر سماعت ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں اور ان کا جواب یہی ہے کہ یہ زیر سماعت ہے۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر ڈیپارٹمنٹ مل کر مقدمات دس دس سال تک ان کا فیصلہ نہیں ہونے دیتے تو کیا یہ ایسے measures اختیار کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اس مقدمے کو یہ جلدی نمٹانے کی کوشش کریں گے اور کب تک اس کا فیصلہ متوقع ہے، میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں جو کونسل ہائر کیا ہوا ہے اس کو انہوں نے کیا fee دی ہے، ان کا کیا status ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں تو سرکاری وکیل پیش ہوتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس میں 125 ریگولر ہیں۔ ملتان، بہاولپور، راولپنڈی اور لاہور کے جو ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ہیں یہ سارے officiating ہیں اور یہ current charge پر ہیں، حکومت کب تک regular basis پر وہاں appointment کرے گی یا ان کی D.P.C بھی ہونی ہے۔ اس میں کیا وجوہات ہیں کہ آپ نے officiating اور current charge پر لوگوں کو لگایا ہوا ہے، کب تک حکومت ان کو regularize کرے گی اور proper لوگ وہاں پر appoint ہوں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! جو سوال پوچھے گئے ہیں ان کے ساتھ اس بات کا کوئی تعلق نہیں ہے، ان کی appointment وغیرہ کا اس سوال میں بالکل نہیں پوچھا گیا۔ ہم سے یہ پوچھا گیا ہے کہ کون کونسے ڈائریکٹر ہیں ہم نے ان کے نام دے دیئے ہیں، کسی کے خلاف اگر کوئی مقدمہ چل رہا ہے تو اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے۔ appointment کے متعلق ضمنی سوال نہیں بنتا یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ اس سے متعلق سوال کریں ہم انشاء اللہ اس کا بھی جواب دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا typical اور for-state سا جواب دے رہے ہیں۔ میں نے بڑا relevant سوال کیا ہے کہ What are the reasons? کہ آپ نے officiating and current charge پر لگائے ہیں۔ کیا آپ کے پاس regular officers موجود نہیں ہیں یا اگر ہیں تو ان کو آپ کب تک promote کریں گے۔ میں تو ملازمین کی بات کر رہا ہوں، good governance کی بات کر رہا ہوں کہ آپ نے کیوں current charge اور officiating پر لگائے ہوئے ہیں؟ آپ مہربانی کر کے ان کی D.P.C کر کے ان کو پروموٹ کر دیں اس میں کون سی ایسی بات ہے کہ میں fresh question کروں۔ میں نے وہاں پر کوئی ڈی۔ جی نہیں لگنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ لاہور چھوڑ کر وہاں نہیں جانا چاہتے اور جو وہاں کے مقامی ہوتے ہیں ان کو officiating لگانا پڑتا ہے کیونکہ اکثر لوگ لاہور اور بڑے بڑے شہروں میں تعینات ہوتے ہیں وہ لاہور یا بڑے شہروں کو چھوڑنا نہیں چاہتے اس لئے کام تو چلانا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر شہر چھوڑنا نہیں چاہتے تو کیا یہ حکومت کا point of view غلط نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ جیسے شرفاء اور دوسرے شرفاء بھی کہتے ہیں کیا کریں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب! ہمارے کہنے پر تو سپاہی کا تبادلہ نہیں ہوتا آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے میں آپ کی بات سمجھتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! rules کے مطابق آپ تین سال کے بعد تبادلہ کر سکتے ہیں۔ آپ تبادلہ کریں اور وہ آپ کے احکامات کو comply نہ کرے تو آپ اس کو فارغ کر سکتے ہیں، معطل کر سکتے ہیں اور اس کو آپ E&D رولز کے تحت proceed کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! in any case آپ کی بات valid ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں یہ fresh question بنتا ہے۔ اس کے باوجود میں پارلیمانی سیکرٹری کو ہدایت کروں گا کہ وہ اس چیز کو دیکھ لیں، اس کو نوٹ کر لیں اور اپنے ڈیپارٹمنٹ سے وضاحت پوچھ لیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اگلا سوال نمبر 6916 ملک اصغر علی قیصر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6917 بھی ملک اصغر علی قیصر کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6985 سید مجاہد علی شاہ صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: On his behalf سوال نمبر 6985 (معزز رکن نے سید مجاہد علی شاہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6985 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزارت ثقافت کی کارکردگی اور 05-2004 میں آرٹس سنٹرز کے ہالوں سے ہونے والی آمدن و خرچ کی تفصیل

*6985: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الحمرا آرٹس سنٹر لاہور میں 05-2004 میں ہالز کی بکنگ کی مد میں کتنی آمدنی ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے تفصیل فراہم کریں؟

(ب) وزارت ثقافت پنجاب مذکورہ بالا ہالز کی آمدنی بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) حکومت کو وزارت ثقافت قائم کرنے کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر ثقافت:

(الف) سال05-2004 میں الحمرا ہالز میں ڈرامہ، موسیقی اور دیگر مذہبی، تعلیمی اور ادبی پروگراموں کے انعقاد سے1,14,06,105روپے کی آمدنی ہوئی اور40,98,656 روپے خرچ ہوئے۔

(ب) پنجاب میں سٹیج ڈراموں کے گرتے ہوئے معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے لاہور آرٹس کونسل نے معیاری/فیملی ڈراموں کی ترویج و ترقی کے لئے ڈرامہ آرٹسٹوں اور سینئر پروڈیوسرز کی توجہ کے لئے الحمرا ہالوں کے منظور شدہ(Rates) میں33 فیصد کمی کر دی تاکہ کم سے کم لاگت میں پروڈیوسر معیاری ڈرامے پیش کر سکیں۔

(ج) صوبہ پنجاب اپنی ثقافتی روایات کی وجہ سے پوری دنیا میں اہمیت کا حامل ہے۔ پنجاب کے ہیروز مثلاً دلا بھٹی، ہیر رانجھا، مرزا صاحباں، سسی پنوں، سوہنی مہینوال کے علاوہ بزرگ صوفی شاعر سید وارث شاہ، پیر بُھلے شاہ اور خواجہ غلام فرید نے پنجاب کی روایات کو زندہ رکھنے کے لئے بہت سی قربانیاں دیں۔ ملکی ثقافت زندہ رہنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ اس ملک کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں وزارت ثقافت نے پنجاب کی ثقافتی روایات، پنجاب کا کلچر پنجاب کی کرافٹ حتیٰ کہ پنجابی زبان کی ترویج و ترقی کے لئے ایک ریسرچ سنٹر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج اینڈ آرٹ کلچر قائم کیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے کہ حکومت کو وزارت ثقافت قائم کرنے کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کی تفصیل فراہم کرنے کے لئے جو سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ ہم نے ایک ریسرچ سنٹر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج اینڈ آرٹ کلچر قائم کیا ہے۔ یہ تو ابھی گزشتہ دنوں قائم کیا گیا ہے انہوں نے جب سوال کیا تھا اس سے پہلے کی انہوں نے کارکردگی پوچھی تھی اس کارکردگی کے حوالے سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! الحمرا کلچرل کمپلکس already لاہور میں کام کر رہا ہے۔ پنجاب آرٹ کونسلیں بھی کام کر رہی ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص کی بات واقعی ٹھیک ہے کہ ریسرچ سنٹر بعد میں وجود میں آیا جبکہ سوال پہلے آیا ہوا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وزیراعلیٰ صاحب کی کوشش ہے کہ پنجاب کے کلچر کو زیادہ فروغ دیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جز(ج) کے سوال میں فرمایا گیا ہے کہ حکومت کو وزارت ثقافت کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کی تفصیل فراہم کریں اس کے جواب میں سسی پنوں، وارث شاہ اور خواجہ غلام فرید کا ذکر کرکے اہمیت کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ یہ جو انہوں نے پوچھا ہے کہ وزارت ثقافت قائم کرنے کے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کا انہوں نے ذکر نہیں کیا یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ تو بہت بعد میں قائم ہوا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ ادبی پروگراموں کے انعقاد سے ایک کروڑ چودہ لاکھ آمدن ہو رہی ہے۔ یہ آمدنی لاہور کے دوسرے ہالز سے بہت کم ہے اس کی وجہ بتائیں؟ سنا ہے کہ ایک دفعہ اس کی چھت بھی گر گئی تھی۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جس چھت کی یہ بات کر رہے ہیں وہ بہت پہلے کی بات ہے، یہ اس حکومت کے آنے سے پہلے کی بات ہے۔ انہوں نے سوال کیا ہے کہ اس کی آمدنی ایک کروڑ چودہ لاکھ ہے اور کم ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہالز کے ریٹ 33 فیصد کم کر کے اس کی آمدنی مزید بڑھائیں۔ اس کے علاوہ باہر کے لوگ جو ڈرامہ کرتے تھے ان کو ہم نے روک دیا ہے کہ اب لاہور آرٹ کونسل خود ڈرامے کرے گی اس طرح اس سے بھی زیادہ آمدنی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال سید مجاہد علی شاہ کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: on his behalf سوال نمبر 6987 (معزز رکن نے سید مجاہد علی شاہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6987 دریافت کیا)

الحمرا آرٹس کونسل لاہور، 05-2004، پیش ہونے والے ڈراموں کے موضوعات اور ثقافتی اہمیت کی تفصیل

*6987: سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الحمرا آرٹس کونسل لاہور میں 05-2004 میں کتنے ڈرامے پیش کئے گئے، ان کے موضوعات کیا تھے؟

(ب) مذکورہ بالا ڈراموں میں کتنے ایسے ڈرامے تھے جس میں پنجاب کی ثقافت کو اجاگر کیا گیا بیان فرمائیں؟

وزیر ثقافت:

(الف) سال 05-2004 کے دوران الحمرا ہالز میں درج ذیل کمرشل ڈرامے پیش کیے گئے۔

نمبر شمار	عنوان ڈرامہ	تاریخ پیشکش
1۔	جھوٹی سارے جگ دی	3۔جولائی 2004
2۔	دیوانہ	19۔جولائی 2004
3۔	جوڑی نمبرون	7۔اگست 2004
4۔	ایکٹر فیملی	25۔اگست 2004
5۔	ناجاویں اج	4۔ستمبر 2004
6۔	رنگ باز	11۔ستمبر 2004
7۔	بڈھا شوہر ماڈرن بیوی	16۔ستمبر 2004
8۔	اڈیکاں سہاگ دیاں	28۔ستمبر 2004
9۔	دھوم مچادے دھوم	14۔نومبر 2004
10۔	میری جان بلے بلے	12۔دسمبر 2004
11۔	عشق تو جادو ہے	4۔جنوری 2005
12۔	میاں بیوی اور بکرا	21۔جنوری 2005
13۔	جامیں نئیں بولنا	21۔جنوری 2005
14۔	گاؤں کی گوری	24۔فروری 2005
15۔	جانم سمجھا کرو	13۔مارچ 2005
16۔	اب تو آجا	29۔مارچ 2005
17۔	میں تیری آں	20۔اپریل 2005
18۔	نشہ عشق دا	30۔اپریل 2005
19۔	کراس میں نظارہ	12۔مئی 2005
20۔	رشتے ونڈی دے	19۔مئی 2005
21۔	سجن کملا	17۔مئی 2005
22۔	دل برائے فروخت	4۔جون 2005

علاوہ ازیں لاہور آرٹس کونسل الحمراء نے حکومت پنجاب کی ہدایات کے عمل میں عوام کو معیاری تفریح فراہم کرنے کے لئے از خود درج ذیل ڈرامے پیش کئے۔

1۔	پیرو پریمن	22۔مئی 2004
2۔	میرا کیا قصور	7۔جولائی 2004
3۔	چامعش چیخ	11۔اگست 2004
4۔	ٹوٹ بٹوٹ	14۔اگست 2004

5-	بلھا	4-ستمبر 2004
6-	جال	3-اکتوبر 2004
7-	جلسہ اردو ڈرامے کا	23-اپریل 2005

(ب) مذکورہ بالا ڈرامے پنجابی زبان میں تھے۔ان سب میں پنجاب کی ثقافت اور معاشرے کے مختلف حالات اور مسائل کی عکاسی کی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب صرف جواب پڑھ دیں۔

وزیر ثقافت وامور نوجوانان: جناب سپیکر! رانا صاحب ماشاء اللہ وکیل بھی ہیں اور پڑھے لکھے بھی ہیں اگر ان کو پڑھنا نہیں آتا تو میں پڑھ دیتا ہوں۔اگر یہ کہہ دیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا تو میں پڑھ دیتا ہوں۔(قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے تو کہا ہے کہ وزیر صاحب جواب پڑھ دیں۔

وزیر ثقافت وامور نوجوانان: جناب سپیکر! رانا صاحب مانیں کہ انہیں پڑھنا نہیں آتا تو پھر میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں آپ پڑھ کر سنا دیں۔

وزیر ثقافت وامور نوجوانان: جی، جناب والا! میں پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) سال 05-2004 کے دوران الحمرا ہالز میں درج ذیل کمرشل ڈرامے پیش کئے گئے۔

نمبر شمار	عنوان ڈرامہ	تاریخ پیشکش
1-	جھوٹی سارے جگ دی	3-جولائی 2004
2-	دیوانہ	19-جولائی 2004
3-	جوڑی نمبر ون	7-اگست 2004
4-	ایکٹر فیملی	25-اگست 2004
5-	ناجاویں اج	4-ستمبر 2004
6-	رنگ باز	11-ستمبر 2004
7-	بڈھا شوہر ماڈرن بیوی	16-ستمبر 2004
8-	اڈیکاں سہاگ دیاں	28-ستمبر 2004
9-	دھوم مچادے دھوم	14-نومبر 2004
10-	میری جان بلے بلے	12-دسمبر 2004

11۔	عشق تو جادو ہے	4۔جنوری2005
12۔	میاں بیوی اور بکرا	21۔جنوری2005
13۔	جا میں نئیں بولنا	21۔جنوری2005
14۔	گاؤں کی گوری	24۔فروری2005
15۔	جانم سمجھا کرو	13۔مارچ2005
16۔	اب تو آجا	29۔مارچ2005
17۔	میں تیری آں	20۔اپریل2005
18۔	نشہ عشق دا	30۔اپریل2005
19۔	کراں میں نظارہ	12۔مئی2005ء
20۔	رشتے ونڈی دے	19۔مئی2005
21۔	سجن کملا	17۔مئی2005
22۔	دل برائے فروخت	4۔جون2005

علاوہ ازیں لاہور آرٹس کونسل الحمراء نے حکومت پنجاب کی ہدایات کے عمل میں عوام کو معیاری تفریح فراہم کرنے کے لئے از خود درج ذیل ڈرامے پیش کئے۔

1۔	پیرو پریمن	22۔مئی2004
2۔	میرا کیا قصور	7۔جولائی2004ء
3۔	چامعش چخ	11۔اگست2004
4۔	ٹوٹ بٹوٹ	14۔اگست2004
5۔	بلھا	4۔ستمبر2004
6۔	جال	3۔اکتوبر2004
7۔	جلسہ اردو ڈرامے کا	23۔اپریل2005

(ب) مذکورہ بالا ڈرامے پنجابی زبان میں تھے۔ان سب میں پنجاب کی ثقافت اور معاشرے کے مختلف حالات اور مسائل کی عکاسی کی گئی ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! مذکورہ بالا ڈرامے پنجابی زبان میں تھے ان سب میں پنجاب کی ثقافت اور معاشرے کے مختلف حالات اور مسائل کی عکاسی کی گئی۔ان ڈراموں کے نام جو ابھی وزیر موصوف نے بتائے ہیں تو ان ڈراموں کے ناموں سے ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ ان میں پنجاب کی ثقافت کی عکاسی کتنی زیادہ بتائی گئی ہو گی۔براہ مہربانی! عوام کی آنکھوں پر پٹی نہ باندھ دیا کریں۔ایسے ڈرامے جن کے نام ہی اس قدر غلط گھٹیا قسم کے رکھے گئے ہیں تو ان میں کیا ثقافت اجاگر ہوئی ہو گی۔اگلے نام جو وزیر موصوف پڑھ کر نہیں سنا سکے ان کو یہ بتائیں کہ ان کے نام کسی کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔یہ چامعش چخ کا مطلب کیا ہے اور دوسرا پیرو پتر یمن کو یا تو صحیح طریقے سے

لکھا نہیں گیا یا یہاں پر بتایا نہیں گیا۔ وزیر موصوف اس کا ذرا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اس کے بارے میں انہوں نے "میرا کیا قصور" کہہ کر بات ختم کر دی تھی۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! میں اپنی فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے سوال کیا ہے تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔ جن ڈراموں کے نام میری بہن نے پڑھے ہیں تو میں ڈراموں کے نام selectنہیں کرتا یا میں نہیں رکھتا بلکہ پہلے ہی پرائیویٹ پروڈیوسر اپنی مرضی سے ڈراموں کے نام رکھتے ہیں اور ہم سے تو صرف ہال کرائے پر لیتے ہیں اگر میری یہ بہن کوئی ڈرامہ کروانا چاہیں تو سو بسم اللہ اس کا نام اچھا رکھ کے لے آئیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔(ایوان میں قہقہہ)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! محترمہ نے بڑا اچھا سوال کیا تھا اور میرا خیال ہے کہ بھٹی صاحب کو چاہئے تھا کہ اس کا بڑا مثبت جواب دیتے۔ انہوں نے تو سوال کیا تھا کہ ان ڈراموں سے نہ تو پنجاب کی ثقافت کا پتا چلتا ہے سوائے اور چیزوں کے، تو ان کا یہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے سوال کروں گا کہ ان میں سے کتنے ڈرامے آپ نے دیکھے ہیں؟(ایوان میں قہقہہ)

اگر آپ نے دیکھے نہیں تو آپ کو کیا پتا کہ اس میں کیا ہے؟ اگر آپ لوگ دیکھیں نہ اور اعتراض کریں تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔ آپ خود جا کر دیکھیں پھر آپ کو پتا لگے گا کہ پنجاب کی ثقافت اس میں آتی ہے کہ نہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ڈرامے کے نام ہیں "نشہ عشق دا"، "رشتے ونڈی دے"، "سجن کملا" تو جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ناموں پر مت جائیں بلکہ لوگ چاہتے ہیں کہ کسی پر تنقید ہو، طنز ہو، مزاح ہو بات تو یہ ہو رہی تھی۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ ڈرامے اتنے فحش اور غلط ہیں کہ کوئی شریف آدمی وہاں بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتا تو ہم کیسے دیکھیں گے۔ یا تو آپ کمیٹی مقرر کریں کہ وہ ان ڈراموں کو دیکھے، ان سے فحش پن نکالا جائے تاکہ کوئی شرفاء بھی اسے دیکھ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چاہوں گا کہ آپ لوگ جو بات کر رہے ہیں تو آپ مہربانی کر کے یہ ڈرامے خود جا کر دیکھیں اور give a report to the Assembly کہ اس میں کتنا فحش پن ہے یا نہیں۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز کا ہے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ میں اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سیال صاحب کو floor دے دیں کیونکہ یہ پورے ایوان کی بھلائی کی بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال کے بعد انہیں ٹائم دیا جائے گا۔ جی، زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7004 ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، مجلس عاملہ کے انتخابات سے متعلقہ تفصیل

*7004: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے بائی لاز کے مطابق اس کی مجلس عاملہ کے انتخابات کتنے عرصہ کے بعد ہونے تھے اور عملی طور پر کب تک ہوئے نیز کیا یہ انتخابات کروانا کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری تھی یا سوسائٹی کی، کیا ڈیپارٹمنٹ نے یہ انتخابات کروائے ہیں اگر نہیں تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوئی ہے؟

وزیر امداد باہمی:

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ لاہور کے بائی لاز کے مطابق اس کی مجلس عاملہ کے انتخابات رجسٹرڈ بائی لاز نمبر 42(b) کے تحت تین سال کے عرصہ کے لئے ہوتے ہیں، مذکورہ سوسائٹی کے آخری انتخابات مورخہ 2004-03-14 کو ہوئے،

سوسائٹی کے رجسٹرڈ بائی لاز نمبر 42(d) کے تحت مجلس عاملہ کے انتخابات کروانے کے لئے ایک الیکشن سب کمیٹی تشکیل دی جائے گی جس میں سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور کنوینر ہوں گے اور دو ممبران سوسائٹی جو الیکشن میں حصہ نہ لے رہے ہوں ممبر الیکشن سب کمیٹی ہوں گے۔ان دو ممبران کی نامزدگی انتظامیہ کمیٹی کرے گی۔اس طرح یہ الیکشن کروانا محکمہ کوآپریٹو اور سوسائٹی کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔آخری انتخابات مورخہ 14-03-2004 کو کروائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ سوسائٹی کے انتخابات مورخہ 14-03-2004 کو ہوئے۔سوسائٹی کے رجسٹرڈ بائی لاز 42(b) کے تحت مجلس عاملہ کے انتخابات کروانے کے لئے ایک الیکشن سب کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ جو الیکشن کمیٹی تشکیل دی جانی تھی وہ تشکیل دی جا چکی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ الیکشن کمیٹی الیکشن کروا کر فارغ بھی ہو چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کے علم میں نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وہاں 2004 میں الیکشن ہو چکے ہیں۔اس سوسائٹی میں آٹھ Ex-officio ممبر ہوتے ہیں جو تمام صوبائی سیکرٹری ہیں۔اس کے علاوہ 8 ممبران ووٹ سے منتخب ہوتے ہیں لیکن انتخابات کے بعد ان 8 میں سے 6 ممبران کو اس سوسائٹی کے صدر جو کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہوتے ہیں نے معطل کیا ہوا ہے۔ساری کی ساری سرگرمیاں وہاں پر منتخب ارکان کی معطل کر دی ہوئی ہیں۔اس سلسلے میں وزیر موصوف نے کیا انتظام کیا ہے کہ جو لوگ وہاں رہتے ہیں اور میں خود وہاں پر رہتا ہوں اور وہاں پر اپنی ایک انتظامیہ مسلط کی ہوئی ہے اور جو لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں انہیں کام نہیں کرنے دیتے۔خود مختلف صوبائی سیکرٹری اس کے عہدیدار ہیں اور وہی ہر چیز کرتے ہیں تو میرا سوال ہے کہ منتخب ممبران کی بحالی کا انہوں نے کیا انتظام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! اگر وہاں پر کوئی irregularity ہوئی ہے اور میرے فاضل دوست

سمجھتے ہیں کہ کسی کو غلط طور پر معطل کیا گیا ہے تو اس کے لئے کوآپریٹوز ایکٹ میں باقاعدہ ایک طریق کار موجود ہے کہ وہ رجسٹرار کے پاس یا ڈپٹی رجسٹرار کے پاس اپنی complaint دائر کریں گے تو محکمہ انشاء اللہ اس پر عمل کرے گا اور کچھ نہ کچھ کارروائی ضرور ہوگی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کی انکوائری کروائیں اور میں نے ذاتی طور پر بھی ان سے درخواست کی تھی اور انہوں نے شفقت کی ہے کہ میں انکوائری کرواؤں گا لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر بھی اس کی یقین دہانی کروائیں کہ اس سوسائٹی کے معاملات کی مکمل انکوائری رجسٹرار سے کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دو دن پہلے یہ مجھے ملے تھے اور انہوں نے اس سلسلے میں دو applications مجھے دی تھیں جن پر میں نے ضابطے کے مطابق کارروائی کے لئے رجسٹرار کوآپریٹوز کو کہا ہے اور ہم انشاء اللہ اس پر کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: next Question is: ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: On his behalf, sir سوال نمبر 7023 اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے ملک محمد اقبال چنڑ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 7023 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، پلاٹس کی تعداد و سائز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7023: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کب اور کتنے رقبہ پر بنائی گئی، اس میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے، اب تک کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے

ابھی تک خالی ہیں خالی پلاٹوں کے نمبر اور سائز کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) ایک اور دو کنال کے جو پلاٹ یکم جنوری 2003 سے آج تک جن جن افراد کو الاٹ کئے گئے ہیں ان کے نام، ولدیت اور پتاجات نیز ان سے جو رقم وصول کی گئی اس کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) فیز۔1، کل 1862 کنال 6 مرلے رقبہ خرید کیا گیا جس پر مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنا کر ممبران کو الاٹ کئے گئے:۔

2 کنال	90
ایک کنال	592
10 مرلہ	633
5 مرلہ	259
ٹوٹل	1574

تمام پلاٹ 1983 تک الاٹ ہو چکے ہیں۔

فیز۔ I: کل 1534 کنال ساڑھے 18 مرلے رقبہ خرید کیا گیا جس پر کل 1150 پلاٹ مختلف سائز کے بنائے گئے:۔

32 مرلے	72
17 مرلے	423
10 مرلے	539
5 مرلے	101
ٹوٹل	1135

بقایا 15 پلاٹ (4 پلاٹ 5 مرلے سائز اور 11 پلاٹ 10 مرلے سائز کے) مقدمہ بازی میں ہیں۔ جن کے بارے میں عدالتی کارروائی جاری ہے۔

(ب) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، کوآپریٹوز سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی شق 23 کے تحت صوبہ پنجاب کی دیگر انجمن ہائے امداد باہمی کی طرح ایک خود مختار رجسٹرڈ ادارہ(Corporate Body) ہے، دیگر ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی طرح سوسائٹی مذکورہ کے منظور شدہ بائی لاز کے مطابق منتخب مینجنگ کمیٹی، تابع منظوری ازاں

جنرل باڈی، ممبر شپ گرانٹ کرتی ہے نیز پلاٹ وغیرہ الاٹ کرتی ہے۔ محکمہ میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کاانفرادی ریکارڈ موجود نہیں ہوتا، تاوقتیکہ کوئی ممبر کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کی شق 54 اور 64 کے تحت رجسٹرار امداد باہمی یا سیکرٹری امداد باہمی کے پاس عدالتی نالش دائر کرے اور مذکورہ اتھارٹیز اس ضمن میں سوسائٹی متعلقہ کو ریکارڈ پیش کرنے کی ہدایت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اس سوسائٹی کے فیز 2 میں 28 کے قریب پلاٹ ہیں جن کی مارکیٹ میں قیمت 40 / 45 لاکھ کے قریب تھی اور میں نے ابھی جو عرض کیا ہے کہ Ex-officio ممبران نے اپنے اور اپنے عزیزوں اور اپنے دفتری عملہ کو اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے میں الاٹ کر دیئے ہوئے ہیں اور دیگر ممبران کو اس سلسلے میں کوئی دعوت نہیں دی گئی کہ اگر وہ خریدنا چاہتے ہیں تو وہ بھی خرید لیں۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب نے 45 لاکھ روپے کا ایک پلاٹ اڑھائی لاکھ روپے میں اپنے نام کر لیا۔ ان افسروں کو کوئی خدا کا خوف بھی ہوتا کہ پورے صوبے کے اندر ایک ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہے جس نے 45 لاکھ روپے کا پلاٹ اپنے نام پر اڑھائی لاکھ روپے میں خرید لیا ہے اور بعض لوگوں کو آج پلاٹ الاٹ کئے ہیں تو دو دن کے بعد مارکیٹ پرائس پر وہ بیچ کر چلے گئے ہیں۔ اس طرح کا ظلم ان سوسائٹیوں میں سرکاری افسران روا رکھتے ہیں۔ میں اس بارے میں بھی معزز وزیر سے درخواست کروں گا کہ اس پر بھی متعدد درخواستیں دی جا چکی ہیں، اب ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے خلاف کون درخواست دے، کون اس پر اٹھ کر بات کرے کہ جناب! یہ کیا آپ نے اندھیر نگری مچائی ہوئی ہے۔ باقی سیکرٹریوں نے اپنے اپنے نام پر اور اس محکمہ کے سیکرٹری بھی اس میں شامل ہیں اور انہوں نے بھی ایک پلاٹ 45 لاکھ یا 60 لاکھ روپے اس کی قیمت ہے اور اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے میں اپنے نام پر پلاٹ الاٹ کر لئے ہیں۔

جناب والا! 28 پلاٹ ہیں جو کہ سوسائٹی کا کروڑوں کا asset ہیں جن کی اس طرح سے بندر بانٹ کر لی گئی ہے تو میں اس بارے میں بھی وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ متعدد جگہوں پر بار بار درخواستیں دے چکے ہیں لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے اور اس کی انکوائری کے لئے بھی میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کی انکوائری کی جائے اور اس کا بھی فیصلہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کوآپریٹوز!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! جہاں تک ان پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے تو محکمہ کا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ سوسائٹی کا اپنا میکانزم ہے، ان کی مینجنگ کمیٹی اور مینجنگ باڈی ہے جنہیں ممبرز elect کرتے ہیں اور وہ اپنی سوسائٹی کے طریق کار کو وضع کر کے اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔ محکمہ کا پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بارے میں کوئی رول نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی تعلق ہے۔ جہاں تک بے ضابطگی کا تعلق ہے تو اگر وہاں پر کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے جیسا کہ میرے محترم رکن فرما رہے ہیں تو میری گزارش ہے کہ کوآپریٹوز لاء کے مطابق جب بھی کوئی بے ضابطگی کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے افسران کے نوٹس میں لائی جائے گی تو ہم انشاء اللہ ضابطے کے مطابق اس پر کارروائی کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بے ضابطگی ہو چکی ہے۔ وزیر موصوف نے درست فرمایا ہے کہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا محکمہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن کوآپریٹوز سوسائٹی محکمہ کوآپریٹوز کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں اور ان کے سارے کاموں کی نگرانی کرنا محکمہ کوآپریٹوز کی ذمہ داری ہے کہ وہ rules کے مطابق کام کریں۔ ایک طرف محکمہ کوآپریٹوز نے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی سرکاری افسر کسی سوسائٹی کا عہدیدار نہیں بن سکتا ہے لیکن دوسری طرف 8 سیکرٹری اس سوسائٹی کے عہدیدار بنے ہوئے ہیں اور سارے پلاٹوں کو "کبڑ کینس" کر کے اپنے ناموں پر الاٹ کر رہے ہیں اور کوئی دیگر ممبر انہیں پوچھنے والا نہیں ہے ڈیڑھ دو سال سے اجلاس عام آج تک نہیں ہوا وہ اجلاس صرف اس لئے نہیں بلا رہے ہیں کہ اگر اجلاس عام بلایا گیا تو دیگر ممبران شور مچائیں گے تو میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں رجسٹرار صاحب کو درخواستیں دی گئی ہیں لیکن رجسٹرار کوآپریٹو بچارہ اپنے سیکرٹری کوآپریٹو اور اے۔سی۔ایس کے خلاف کیا کارروائی کرے گا اس میں آپ مہربانی کریں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے سوسائٹی کے اندر اندھیر مچا ہوا ہے ممبران کے اتنے قیمتی پلاٹ لوٹ مار کی نظر ہو رہے ہیں۔ مہربانی کریں اور اس کی انکوائری کرائیں اور دیکھیں جہاں پر بھی کوئی بے ضابطگی ہو رہی ہو اس کو روکنا محکمہ کی اخلاقی، قانونی اور ہر طرح کی ذمہ داری ہے میں اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، کرنل صاحب! آپ اس معاملے کو دیکھ لینا۔

وزیر امداد باہمی: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال میاں ماجد نواز صاحب کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ سوالات مکمل ہو گئے اور وقفہ سوالات بھی ختم ہو گیا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملازمین کے ہاؤس الاؤنس کی موجودہ تنخواہوں کی نسبت سے بحالی

*3382: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تمام ملازمین کو پلاٹ اور اس پر قرضہ دینے کا عندیہ دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے کئی سالوں سے ملازمین کو قواعد وضوابط کے مطابق دیئے جانے والا ہاؤس الاؤنس منجمد کیا ہوا ہے جو ملازمین کے ساتھ زیادتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت منجمد کئے گئے ہاؤس الاؤنس کو اوپن کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے تمام ملازمین کو پلاٹ اور قرضہ دینے کا عندیہ دیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے کئی سالوں سے ملازمین کو قواعد وضوابط کے مطابق دیئے جانے والا ہاؤس الاؤنس منجمد کیا ہوا ہے۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کا جواب نفی میں ہے۔

شیخوپورہ۔ثقافت کی ترویج، ترقی کے لئے ادارے کا قیام

*3830: میاں خالد محمود: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تاریخی شہر شیخوپورہ میں ثقافت کے متعلق کوئی ادارہ قائم نہیں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تاریخی شہر میں ثقافت کے حوالے سے کوئی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک تاکہ نوجوان مستفید ہو سکیں اور صحت مند سرگرمیاں فروغ پا سکیں اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ثقافت:

(الف،ب) پنجاب آرٹس کونسل مرحلہ وار ضلع آرٹس کونسل قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن پہلے مرحلے میں ڈویژنل سطح پر پورے صوبے میں آرٹس کونسل کام کر رہی ہے جن کے ہاں

کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب کے ترقیاتی منصوبہ کے تحت بھی کام ہو رہا ہے۔ ریجنل آرٹس کونسل کے تمام آڈیٹوریم کے مکمل ہونے کے بعد ضلع کی سطح پر بھی آرٹس کونسل تعمیر کی جائے گی بشرطیکہ اس ضمن میں اخراجات فراہم کرے۔ فی الحال شیخوپورہ ڈسٹرکٹ میں وارث شاہ کلچرل کمپلکس قائم ہے جو کہ پنجاب آرٹس کونسل کے زیر اہتمام ضلع شیخوپورہ میں کام کر رہا ہے۔

لالہ موسیٰ / کھاریاں، ثقافتی اداروں کا قیام

*4831: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لالہ موسیٰ اور کھاریاں لاکھوں کی آبادی پر مشتمل دو بڑے قصبے ہیں لیکن ثقافت سے متعلقہ کوئی ادارہ قائم نہیں ہے؟

(ب) محکمہ ثقافت اس حوالے سے ان قصبوں میں کیا سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کب تک تاکہ نوجوان صحت مند سرگرمیوں سے مستفید ہو سکیں اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ثقافت:

(الف) لالہ موسیٰ اور کھاریاں میں پنجاب حکومت کا کوئی ثقافتی ادارہ موجود نہ ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے ثقافتی دفاتر ریجنل ہیڈ کوارٹرز (کالعدم ڈویژنل صدر مقام) پر قائم ہیں، نئے ضلعی حکومتی نظام کے حوالہ سے فنڈز دستیاب ہونے پر ضلعی صدر مقامات پر دفاتر قائم کئے جائیں گے۔ چونکہ مذکورہ بالا قصبات ریجنل آرٹس کونسل گوجرانوالہ کے دائرہ کار میں شامل ہیں اس لئے متعلقہ دفتر کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ سرگرمیوں کا دائرہ کار متذکرہ قصبات تک وسیع کرنے کا اہتمام کرے تاکہ مقامی لوگوں کی شرکت ممکن ہو سکے۔

بجٹ 05-2004 میں شامل A.D.P، S.N.E اور ریگولر سکیموں کی تفصیل

*6404: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کچھ سکیموں کو بطور S.N.E بجٹ منظور کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ S.N.E کی سکیمیں A.D.P میں شامل ہوتی ہیں؟

(ج) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بجٹ 05-2004 میں کتنی ایس۔این۔ای کی سکیمیں شامل کی گئی ہیں۔ کتنی اے۔ڈی۔پی اور کتنی ریگولر ہیں؟

(د) کتنی S.N.E کی سکیمیں 01-2000 سے مسلسل جاری ہیں۔ان کو کب مستقل کیا جائے گا ایوان میں رپورٹ پیش کی جائے؟

وزیر خزانہ:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) بجٹ 05-2004 میں جاری کردہ S.N.E سکیموں کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مروجہ طریق کار کے مطابق S.N.E سکیم پر تین سال کے بعد محکمہ متعلقہ کی سفارشات کی روشنی میں غور کیا جاتا ہے اگر محکمہ کی طرف سے سفارشات قابل قبول ہوں تو محکمہ خزانہ اسے S.N.E سے نکال کر ریگولر بجٹ میں شامل کر لیتا ہے بصورت دیگر S.N.E سکیم مزید غور کے لئے جاری رہتی ہے تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سال 05-2004، فیڈرل گورنمنٹ کی گرانٹ اور فیصل آباد میں کسانوں کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*6916: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 05-2004 کے دوران پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) اس سال کے دوران کتنی رقم مذکورہ بنک نے کسانوں کو بطور قرض دی؟

(ج) ضلع فیصل آباد میں اس عرصہ کے دوران کتنی رقم کسانوں کو دی گئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی درخواستیں اس ضلع سے کسانوں کی قرضہ جات کے حصول کے لئے موصول ہوئیں اور ان میں سے کتنے کسانوں کو قرضہ جات دیئے گئے اور کتنے

کسانوں کو قرضہ جات نہ دیئے گئے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) مالی سال 05-2004 میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کوئی رقم وصول نہیں ہوئی بلکہ صوبہ پنجاب میں زرعی مقاصد کے لئے قرضہ جات کے اجراء کے سلسلے میں فنڈز (بصورت قرضہ جات) سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک ہذا کو حکومت پاکستان کے T.Bill ریٹ پر اور پنجاب گورنمنٹ کی گارنٹی پر مہیا کر رہا ہے۔

(ب) اس سال کے دوران بنک ہذا نے صوبہ پنجاب میں کسانوں کو 5592.651 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران بنک نے ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو 253.144 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(د) اس عرصہ کے دوران کسانوں سے 1321 درخواستیں اس ضلع سے موصول ہوئیں اور 1321 درخواستوں کو قرضہ جاری کیا گیا اور کسی بھی درخواست دہندہ کو واپس نہیں کیا گیا۔

سال 04-2003، فیڈرل گورنمنٹ کی گرانٹ اور فیصل آباد میں کسانوں کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*6917: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 04-2003 میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ب) اس سال کے دوران کتنی رقم مذکورہ بنک نے کسانوں کو بطور قرض دی؟

(ج) ضلع فیصل آباد میں اس عرصہ کے دوران کتنی رقم کسانوں کو دی گئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی درخواستیں اس ضلع سے کسانوں کی قرضہ جات کے حصول کے لئے موصول ہوئیں اور ان میں سے کتنے کسانوں کو قرضہ جات دیئے گئے اور کتنے کسانوں کو قرضہ جات نہ دیئے گئے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) مالی سال 04-2003 میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو فیڈرل گورنمنٹ سے کسانوں کو قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے کوئی رقم وصول نہیں ہوئی بلکہ صوبہ پنجاب میں زرعی مقاصد کے لئے قرضہ جات کے اجراء کے سلسلے میں فنڈز (بصورت قرضہ جات) سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک ہذا کو حکومت پاکستان کے T.Bill ریٹ پر اور پنجاب گورنمنٹ کی گارنٹی پر مہیا کر رہا ہے۔

(ب) اس سال کے دوران بنک ہذا نے صوبہ پنجاب میں کسانوں کو 7197.853 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران بنک نے ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو 326.041 ملین کے زرعی قرضے دیئے۔

(د) اس عرصہ کے دوران کسانوں سے 1197 درخواستیں اس ضلع سے موصول ہوئیں اور 1197 درخواستوں کو قرضہ جاری کیا گیا اور کسی بھی درخواست دہندہ کو واپس نہیں کیا گیا۔

ضلع وہاڑی۔ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد اور گزشتہ تین سالوں کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*7025: میاں ماجد نواز: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) گزشتہ تین سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے سالانہ کتنی رقم کسانوں کو بطور قرضہ فراہم کی گئی تحصیل وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) یہ قرضہ جات کس شرح سود اور کن کن شرائط پر کسانوں کو دیا جاتا ہے اور وصولی کا طریق کار کیا ہے؟

(د) کیا حکومت کسانوں کو بھی انڈسٹریل قرضہ جات کی شرح سود پر قرضہ فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) ضلع وہاڑی میں کوآپریٹو سوسائٹیز کی کل تعداد 1738 ہے۔

(ب) گزشتہ تین سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے دی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2003	
تحصیل وہاڑی	8,53,18,980
تحصیل بوریوالہ	6,44,80,615
تحصیل میلسی	12,05,29,190
میزان	27,03,28,785
سال 2004	
تحصیل وہاڑی	7,75,36,400
تحصیل بوریوالہ	8,60,09,380
تحصیل میلسی	10,18,66,710
میزان	26,54,12,490
سال 2005	
تحصیل وہاڑی	7,16,76,700
تحصیل بوریوالہ	5,82,90,960
تحصیل میلسی	9,92,41,900
میزان	22,92,09,560

(ج) فصلی قرضہ جات(9 فیصد)جبکہ درمیانی مدت کے قرضہ جات(12 فیصد)شرح مارک اپ پر جاری کئے گئے تاہم حال ہی میں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے حاصل کئے جانے والے قرضہ جات کی شرح مارک اپ بڑھنے کی وجہ سے بنک کے تمام قرضہ جات (علاوہ سٹاف لون)پر یکساں شرح مارک اپ(15 فیصد)مورخہ 16-7-2005 بمنظوری جناب سلمان صدیق پرنسپل سیکرٹری فنانس اینڈ ٹیکسیشن جو بنک کے ایڈمنسٹریٹر بھی ہیں کر دی گئی ہے۔ فصلی قرضہ جات کی پالیسی سٹیٹ بنک آف پاکستان کی مجموعی ہدایات کی روشنی میں محکمہ امداد باہمی مرتب کرتا ہے جس میں جملہ شرائط برائے

قرضہ شامل ہوتی ہیں۔پالیسی قرضہ برائے فصل ربیع 06-2005ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فصل خریف کے قرضہ کی واپسی کی آخری تاریخ عموماً مارچ آئندہ سال اور فصل ربیع کے قرضہ کی واپسی جولائی اسی سال ہوتی ہے۔ان قرضہ جات کی مدت واپسی تقریباً 8تا10 ماہ ہوتی ہے۔ان قرضہ جات کی وصولی محکمہ امداد باہمی کا میدانی عملہ کرتا ہے جن کے پاس کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت وصولی کے اختیارات ہیں۔

(د) کوآپریٹو بنک کے ذریعے کسانوں کو انڈسٹریل قرضہ جات فراہم نہیں کیے جاتے ہیں تاہم انڈسٹریل قرضہ جات اور کسانوں کو دیئے جانے والے فصلی قرضہ جات یکساں شرح مارک اپ(15 فیصد) پر جاری کیے جاتے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

کوآپریٹو بنکس میں جدید سہولیات کی فراہمی کا مسئلہ

344:جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت کوآپریٹو بنک کے ذریعے دوسرے بنکوں کی طرح جدید سہولتیں عوام کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی:

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ زرعی شعبہ میں پاکستان کا دوسرا بڑا بنک ہے جو چھوٹے کسانوں کو آسان شرائط پر زرعی قرضہ جات گزشتہ 80سال سے بہم پہنچانے کے علاوہ جنرل بنکنگ کی تمام سہولیات بھی فراہم کر رہا ہے، حال ہی میں حکومت پنجاب اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سرپرستی و ہدایات کی روشنی میں بنک ہذا کو جدید خطوط پر استوار کرنے کا عمل(Restructuring Process)زیر کار ہے جس کے نتیجہ میں بنک ہذا عوام الناس کو جدید سہولتیں مزید احسن طریقے سے بہم پہنچائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: ابPrivilege Motionشروع کرتے ہیں، یہ تحریک پیر رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔پیر صاحب! مائیک کو استعمال کریں۔

ایکسیئن کینال ڈویژن لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کا ٹیلی فون سننے سے انکار

سید محمد رفیع الدین بخاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کو بوقت 00-11 بجے دن مسٹر عبدالمجید، X.E.N کینال ڈویژن لودھراں کو ٹیلی فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ "صاحب" نماز پڑھنے گئے ہیں سیٹ پر موجود نہیں ہیں جبکہ وہ دفتر میں موجود تھے۔ میں نے دوبارہ آدھے گھنٹے کے بعد ان کو فون کیا تو پھر یہی جواب ملا کہ صاحب دفتر میں موجود نہ ہے۔ میں نے اس سے قبل آفیسر موصوف کو پانچ مرتبہ فون کئے لیکن انہوں نے مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اپنے دیگر ذرائع سے معلوم کیا، جب میں نے فون کیا تو اس وقت X.E.N صاحب اپنی سیٹ پر موجود تھے اور ایک عوامی نمائندہ سے بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ایک عوامی نمائندہ جو اپنے حلقے کا نمائندہ ہوتا ہے، لوگوں کے مسائل لے کر آفیسر ان کے پاس جاتا ہے لیکن آفیسر موصوف اس سے بات کرنا گوارا نہیں کرتے بلکہ بار بار ٹرخایا جاتا ہے اور غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ آفیسر موصوف کے بارے میں غلط بیانی سے کام لینے سے اور مجھ سے ٹیلی فون پر بات نہ کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری اریگیشن!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اریگیشن: جناب سپیکر! X.E.N لودھراں حافظ عبدالمجید صاحب سے دریافت کیا گیا ہے اور انکوائری بھی کی گئی ہے معزز ممبر کو کوئی misunderstanding ہوئی ہے تاہم اگر وہ stress کر رہے ہیں تو میں oppose نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ Privilege Motion نہیں بنتی اور میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ ایسی چھوٹی موٹی باتوں کی آپ Privilege Motion مت لایا کریں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنی توہین خود کر رہے ہیں۔ اگر کوئی آفیسر موجود نہیں ہے یا اس نے کہہ دیا ہے کہ وہ نہیں ہے تو اس میں کیا privilege breach ہو جاتا ہے؟

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! موجود تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر ہوں گے تو مصروف ہوں گے۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب والا! میں نے کئی مرتبہ فون کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں عموماً Privilege Motion قبول کرتا ہوں لیکن یہ میرے ذہن کو قبول نہیں کر رہی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں اور آپ سے یہ request کروں گا کہ اس کو درگزر کریں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب! مہربانی کریں میں نے کئی مرتبہ فون کیا لیکن وہ بات سننا گوارا نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے request کروں گا کہ اس کو درگزر کریں، اس کو درگزر کریں پلیز، اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ نے Privilege Motion کو کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پارلیمانی سیکرٹری سے کہوں گا کہ وہ X.E.N کو کہیں کہ ان سے مل لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Privileges Act میں ممبر آف پارلیمنٹ کے جو privileges ہیں وہ لکھے گئے ہیں کہ وہ کیا ہیں۔ راجہ صاحب پچھلے تین روز سے مسلسل یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ممبران بڑی توہین کرتے ہیں، اپنی بھی، ہماری بھی اور اس ایوان کی بھی کہ جب چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں تو وہ ان کو House میں لے آتے ہیں۔ یہ ساری alarming position ہے یہ ایسا ہو رہا ہے اور بخاری صاحب گورنمنٹ کے آدمی ہیں اگر کوئی فاضل ممبر کسی X.E.N کو یا کسی S.P کو فون کرتا ہے اور وہ response نہیں دیتا تو اس طرح اس کا privilege breach ہوتا ہے اس نے ایم پی اے کو کوئی گالیاں تو نہیں دینی اس لئے اس کو اس House میں light نہ لیا جائے بلکہ حکومت اس کا مجموعی طور پر سخت نوٹس لے اور اپنے آفیسر اور ڈیپارٹمنٹ کو یہ پیغام دے کہ ممبر آف پارلیمنٹ کی کم از کم بات تو سن لیں بے شک کام نہ کریں، ان کی بات سننی چاہئے یہ تو کسی عام شہری کا بھی حق ہے چہ جائیکہ ایک فاضل ممبر پارلیمنٹ بات کرے اور وہ آفیسر اس کو response نہ دے لہذا میں آپ کو درخواست کروں گا کہ آپ حکومت کو direction دیں کہ وہ اس سلسلے میں

seriousہو اور اپنے تمام ڈیپارٹمنٹ کو یہ تنبیہہ کرے کہ اگر کوئی شہری یا ممبر آف پارلیمنٹ آپ سے کوئی معلومات لیتا ہے یا بات کرنا چاہتا ہے اگر وہ دفتر میں موجود نہیں ہے تو وہ واپس آ کر اس کو call backکرے کیونکہ یہ اس کا استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات آپ کی درست ہے اور میں اس حد تک آپ سے بھی متفق ہوں اور ان سے بھی متفق ہوں کہ تمام معزز ممبرز کا ایک مقام ہے اور ان کا استحقاق ہے لیکن ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی بھی فراخ دلی showکرنی چاہئے۔ دیکھیں جب کوئی آفیسر بدتمیزی کرے وہ privilegeمیں آتا ہے لیکن اگر کسی موقع پر وہ نہیں ہے یا آپریٹر غلط بیانی کر دیتا ہے یا اس کو اطلاع تک نہیں دیتا اور ممبر موصوف کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ملنا نہیں چاہتے اس لئے یہ دیکھنا چاہئے بعض اوقات نچلا سٹاف بھی غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے خود پتا کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے کہہ دیا ہے ایکسیئن صاحب ان سے ملیں گے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! اس کو تو بعد میں بھی کوئی مثال بنا لے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی مثال نہیں بنائے گا جہاں استحقاق بنتا ہے یا جہاں کسی کی تضحیک ہوتی ہے یا کوئی اگر arrogantlyسے پیش آتا ہے یہاں arroganceکی بات نہیں ہے۔ بات صرف یہیں تک ہے کہ وہ ملے نہیں اگر کوئی آفیسر arrogantlyسے پیش آتا ہے وہ Privilege Motionقبول کی جائے گی ایسی کوئی بات نہیں۔

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! شاہ صاحب ہمارے فاضل ممبر انتہائی شریف آدمی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بھی اس کا پتا ہے وہ قابل احترام ہیں میں نے ان سے ذاتی طور پر requestکی ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سید مجاہد علی شاہ: انہوں نے جو Privilege Motion moveکی ہے آپ ان کی شرافت کا اسی سے اندازہ لگا لیں میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ ان کی جگہ اگر کوئی اور فاضل ممبر ہوتے تو یقیناً وہیں اپنا حساب ان سے کر کے آتے۔ یہ انتہائی زیادتی ہے آپ بتائیں اگر آپ کسی کو فون کریں ایک دفعہ فون

کریں، دو دفعہ فون کریں، تین دفعہ فون کریں اور وہ فون ہی نہ سنے تو آپ اس کے ساتھ کیسے behave کریں گے کیا اس ایوان کا تقدس خراب نہیں ہو گا اس لئے مہربانی فرمائیں صرف E.X.N کو یہ نہ کہیں کہ وہ ملے بلکہ اس کو کہیں کہ جا کر ان سے معذرت کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ ملیں گے تو اس کا مطلب معذرت ہی کریں گے۔

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! یہ بات کریں کہ وہ sorry کرنے کے لئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے رولنگ فرما دی ہے اور جس طرح ممبران اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں انشاء اللہ we will ensure کہ وہ XEN یہاں لاہور آئے اور معزز ممبر سے معذرت کرے اور ان کی جو دل آزاری ہوئی ہے اس کے لئے اس کو معذرت خواہ ہونا چاہئے اور اگر وہ معذرت نہیں کرے گا تو یہ نئی Privilege Motion لے آئیں اس کو take up کر لیں گے لیکن اب چونکہ آپ فیصلہ دے چکے ہیں اور ہم اس کو پابند کریں گے کہ وہ آ کر ان سے معذرت کرے۔

رائے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! ایک ایم۔پی۔اے اپنے 370 کولیگ ایم۔پی۔ایز کے سامنے رونا روتا ہے اس کی بات جائز ہوتی ہے ہم اس کی بات سننے کے لئے گوارا نہیں کرتے یہ ناانصافی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! میرا ریکارڈ آپ کے سامنے ہے میں نے کبھی کوئی Privilege Motion reject نہیں کی لیکن جب میں نے اس کو پڑھا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کوئی بد تمیزی نہیں کی اگر کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تو وہ آ کر دور کر دے گا یہ بات ہے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ مجھے بھی ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: یہی رونا تھا جو آج سے تین دن پہلے میں نے اسی floor پر شروع کیا تھا۔ ایک انگریز نے ایک مقولہ بنایا ہے کہ:

Nip the evil in the bud.

برائی کو جڑ سے اکھاڑیں۔ معزز ممبر نہایت شریف آدمی ہیں ان کے والد صاحب ایک پیر تھے اللہ ان کو غریق رحمت کرے۔ لودھراں سے ان کا تعلق ہے اور یہ جھوٹ نہیں بولتے، میں 101 فیصد اس بات پر on the floor کہنے کو تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: راجہ صاحب نے جو بات کی ہے ہم اس کو honour کرتے ہیں۔ میری humble submission یہ ہے کہ اس ایکسیئن کو کل بلایا جائے اور بلا کر راجہ صاحب اپنے چیمبر میں معزز ممبر شاہ صاحب کو سامنے بٹھا کر ان کے خدشات کو دور کریں اگر اس نے دیدہ و دانستہ معزز ممبر کا فون نہیں سنا تو پھر اس کو سزا ملنی چاہئے۔ ہم ایسی روایات نہیں بنائیں گے آپ انگلینڈ میں جائیں، آپ انڈیا میں جائیں ہر جگہ پر پارلیمنٹیرین کی عزت ہے۔ خدارا! اس پارلیمنٹیرین کی عزت کو آپ بحال فرمائیں اور اس House کے تقدس کو آپ برقرار فرمائیں۔ آپ نے بھی رولنگ دی ہے لیکن میری التجاء یہ ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اس ایکسیئن کو راجہ صاحب اپنے چیمبر میں طلب کریں اور معزز ممبر کو بٹھا کر ان کے خدشات کو دور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ صرف یہاں ہی نہیں آئے گا بلکہ ان کے گھر پر بھی جا کر ان سے ملے گا اور کیا بات ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب نجف عباس سیال: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بات چل نکلی ہے تو آج میرے ہاتھ میں ایک اخبار "نیشنل" ہے اس کے اندر ایک خبر چھپی ہے جو وزیراعلیٰ سے متعلق ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وزیراعلیٰ کے احکامات کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو ممبران بیچاروں کا کیا قصور ہے؟ خبر یہ ہے کہ وزیراعلیٰ نے میانوالی کے تھانہ چکراله کے علاقہ میں ایک ڈھوک گزاں روڈ ہے وہاں پر 15 ملین روپے دیئے ہیں کہ اس روڈ کو بنایا جائے۔ چنانچہ محکمے نے اس کے ٹینڈر کئے اور اسے ایک پارٹی کو دیا اور جب اس پارٹی نے کام شروع کیا تو نائب ناظم ملک طارق مسعود نے

by force مسلح حالت میں جا کر کہا کہ یہ سڑک نہیں بنے گی۔ وہاں پر سڑک بننے سے روک دی، لوگوں نے اس پر احتجاج کیا، چیف منسٹر کو مراسلے بھیجے گئے کہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں کہ ہمیں چیف منسٹر نے 15 ملین روپے دیئے اور سڑک تعمیر نہیں ہو رہی۔ نائب ناظم نے سڑک تعمیر ہونے سے روک دی، وزیر اعلیٰ کے حکم کو violate کیا گیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ اس کے متعلق ذرا بتائے کہ ایسا کیوں ہوا ہے اور اس کے متعلق ان کا کیا خیال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے بھائی اصغر گجر صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے یہ کافی سنجیدہ معاملہ ہے۔ میں اس کے بارے میں رپورٹ لے کر ان کو گزارش کر دوں گا۔ rules کے مطابق، علاقے کے حالات کے مطابق اور آپ کی خواہش کے مطابق جو rules کے مطابق بنتا ہے ویسے ہی کیا جائے گا۔ میں پہلے ذرا اس کی رپورٹ لے لوں پھر آپ کی خدمت میں submit کر دیتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: A state within a state should not be created. Chief Minister Orders may be implemented as it is.

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں پھر گزارش کرتا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کے آرڈرز پر عمل کرایا جائے گا، ان کی compliance ہو گی، یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ چیف منسٹر صاحب کے آرڈرز ہوئے ہوں اور اس پر عمل نہ ہو۔

MR DEPUTY SPEAKER: It should be and the report should be given to the House

کہ اس پر implement ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم مسئلے پر سپیکر صاحب نے turn or out مہربانی فرمائی تھی کہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس پر مہربانی فرماتے ہوئے فوری طور پر توجہ ہو۔ وہ بڑا اہم مسئلہ ہے، اس میں اڑھائی ہزار کنال کا مسئلہ ہے۔ مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو تحاریک استحقاق ہیں اس کے بعد تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں اس وقت پھر آپ پیش کر لیں۔ ابھی تو تحاریک استحقاق ہیں، اس کے بعد پیش کریں۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد وارث کلو، پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، یہ move ہو چکی ہے اور یہ آج مورخہ 05-11-18 تک ملتوی تھی۔

ڈی۔ایس۔پی خوشاب کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ
(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اسے oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ oppose نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے۔

It is being referred to the Privilege Committee.

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: میں راجہ صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک استحقاق مہر اشتیاق صاحب کی ہے۔ آپ نے move کر دی تھی؟

مہر اشتیاق احمد: نہیں، ابھی move کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی کرنی ہے، ٹھیک ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں یہ move کروں کیونکہ آپ نے بھی پہلے رولنگ فرمائی تو میں یہ نہیں چاہتا کہ میری اس تحریک استحقاق کا بھی آپ یہی حال کر دیں تو میں تھوڑا سیاق وسباق میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! ہم یہاں پر اگر Rules and Regulations کے تحت بات کریں تو زیادہ مناسب ہے۔ بحیثیت مسلمان اگر ہمارا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہو، میری کسی کے ساتھ دشمنی، دوستی اللہ کی خاطر ہو تو ہم اس طرح ذلیل و خوار نہ ہوتے پھریں۔ یہاں پر میں مہر اشتیاق کی حیثیت سے کبھی نہیں آتا۔ میں ایک نمائندے کی حیثیت سے یہاں پر آتا ہوں۔ گزشتہ تین دنوں سے اور آج آپ کے ریمارکس ہیں کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر مت جائیں، ہمیں بھی یہی چاہئے کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتیں یہاں نہ لے کر آئیں۔ جب میں یہاں پر آؤں تو میرے نزدیک ایک بات ہونی چاہئے کہ Rules and Regulations کی بات ہو، چاہے ایک کانسٹیبل سے لے کر صدر پاکستان کی بات ہو، مجھے پاکستان کی، پاکستان کے عوام کی اور رولز آف لاء کی یہاں پر بات کرنی چاہئے۔ مجھے ذاتی حیثیت میں کوئی بات نہیں کرنی۔ ہم ذاتی حیثیت میں کبھی ایس، ایچ، او یا کسی چھوٹے آدمی کی کوئی بات نہیں کرتے اگر کسی کانسٹیبل کو بات کرتے ہیں---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ان سے پوچھیں اصل بات کیا ہے؟

مہر اشتیاق احمد: راجہ صاحب! اگر آپ کہیں تو پھر میں پوری طرح بات کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری کوئی بات نہیں ہے۔ آپ سپیکر صاحب سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے move تو کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شارٹ سٹیٹمنٹ تو بعد میں ہو جائے گی۔

مہر اشتیاق احمد: راجہ صاحب تو oppose کریں، آپ کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بعد کی بات ہے۔ آپ پہلے اپنی تحریک move تو کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرے لئے بھی یہی مسئلہ تھا کہ ایک طرف میری ذاتی انا تھی کہ میں اسے پیش کروں یا نہ کروں؟ دوسری طرف یہ تھا کہ جس شخص نے میرے لوگوں کے خلاف غلط کام کیا ہے اس کو سزا ملنی چاہئے۔ میں دو تین دفعہ راجہ صاحب کے پاس بھی حاضر ہو چکا ہوں۔ میں صرف یہ پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ move کریں۔ کیا پتا راجہ صاحب آپ کی بات کو سن لیں۔ آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟

مہر اشتیاق احمد: جناب! پریشان آپ کی باتوں سے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ move کریں۔ میں نے کونسی ایسی بات کی ہے جس سے آپ پریشان ہو گئے ہیں بھئی؟

ایس۔ایچ۔او تھانہ سبزہ زار (لاہور) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

مہر اشتیاق احمد: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 24۔اکتوبر 2005 کو مفاد عامہ کے حوالے سے ایک ضروری مسئلہ پر بات کرنے کے لئے محمد خان ایس۔ایچ۔او تھانہ سبزہ زار بوقت ساڑھے نو بجے صبح فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ

موصوف باتھ روم میں ہیں، بات نہیں ہو سکتی۔ میں نے تھوڑی دیر کے بعد پھر فون کیا اور بتایا گیا کہ صاحب ابھی مصروف ہیں بات نہیں ہو سکتی۔ میں نے بتایا کہ میں حلقہ 150 کا ایم۔پی۔اے بول رہا ہوں، میں نے ضروری بات کرنی ہے تو مجھے کچھ دیر انتظار کرنے کے لئے کہا گیا۔ تقریباً سات، آٹھ منٹ کے بعد موصوف ایس۔ایچ۔او نے انتہائی تلخ اور ہتک آمیز لہجے میں کہا ہم ادھر مصروف ہوتے ہیں، ادھر ایم۔پی۔اے تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا پہلے میری بات تو سن لیں۔ اس نے پھر بد تمیزی کی اور کہا بتاؤ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میرے حلقہ کا ایک شخص حفیظ جو آپ کے پاس اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا پرچہ درج کروانے آیا ہے آپ نے اس کا پرچہ درج کرنے کی بجائے الٹا اس شخص کو تھانہ میں بند کر رکھا ہے کیا وجہ ہے؟ اس پر ایس۔ایچ۔او مزید مجھ پر برسا اور کہا جاؤ جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ میں نے اس کے خلاف پرچہ درج کر دیا ہے۔ میں نے کہا یہ سب کچھ آپ ناجائز کر رہے ہیں، اسے بلاوجہ حبس بیجا میں نہیں رکھ سکتے اس پر ایس۔ایچ۔او مزید سیخ پا ہوا اور کہنے لگا ہم کسی قانون کو نہیں جانتے اور نہ قانون بنانے والے ایم۔پی۔اے کو، ہم وہی قانون مانتے ہیں جو ہم کرتے ہیں اگر تم ایم۔پی۔اے بنے پھرتے ہو جاؤ جو کچھ مرضی کر لو اور ساتھ ہی چیخ کر فون بند کر دیا۔

جناب والا! ایس۔ایچ۔او نے اس شخص کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کیا تھا بلکہ ڈرانے دھمکانے کے لئے بٹھا رکھا تھا۔ یہ بات اس وقت عیاں ہوئی جب حفیظ نامی شخص کے لواحقین نے بذریعہ بیلف اس شخص کی برآمدگی تھانہ سے کروائی۔ ایس۔ایچ۔او کی اس بد تمیزی اور ہتک آمیز رویہ اور ایک معزز رکن سے غلط بیانی کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج سے دو تین دن پہلے میں نے یہی گزارش کی تھی کہ اگر میرے کسی محترم ممبر کو کوئی شکایت ہو تو وہ تحریک دینے سے پہلے میرے ساتھ بات کر لے تاکہ اس کا کوئی حل نکالا جا سکے۔ میں مہر اشتیاق صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے تحریک استحقاق پیش کی اور میری درخواست پر انھوں نے دو دفعہ میرے ساتھ ملاقات کی اور میں نے ان کی موجودگی میں متعلقہ افسران کو بلوایا۔ دوران گفتگو یہ بات سامنے آئی کہ معزز ممبر کے ساتھ متعلقہ افسر نے غلط بیانی کی ہے،

اس نے ان کے ساتھ جھوٹ بولا ہے اور ان کے کہنے کے باوجود اس نے انھیں F.I.R کی نقل نہیں دی۔ لہذا اب میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کرتا، یہ کمیٹی کے پاس بھیج دی جائے۔ چونکہ اس نے غلط بیانی کی ہے لہذا کمیٹی اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس کے خلاف کارروائی کرے گی لیکن محکمانہ طور پر بھی ہم اس کے خلاف کارروائی عمل میں لا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، مہر اشتیاق صاحب کی یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو refer کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ ملک اصغر علی قیصر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 441/05 ہے۔ یہ move ہو چکی تھی اور آج کے لئے pending تھی۔ کیا ملک اصغر علی قیصر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 674/05 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد اور جناب سمیع اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

محکمہ صحت کی لیڈی ہیلتھ سپر وائزروں، ورکروں اور ڈرائیوروں کی تنخواہوں میں ایک ماہ کی ناجائز کٹوتی

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''ایکسپریس'' مورخہ 24۔ اکتوبر 2005 کی خبر کے مطابق محکمہ صحت نے ناقص کارکردگی، غیر حاضری، بوگس کارروائیوں اور دیگر وجوہات کی بناء پر 52 لیڈی ہیلتھ سپر وائزرز، ورکرز اور ڈرائیوروں کی تنخواہوں سے کٹوتی کا حکم دیا ہے۔ یہ لیڈی ہیلتھ سپر وائزرز، ورکرز اور ڈرائیور نیشنل پروگرام برائے فیملی پلاننگ اینڈ پرائمری ہیلتھ کیئر کے تحت ملازم ہیں جن میں بیشتر کی پورے مہینے کی تنخواہ کاٹ لی گئی ہے۔ اس خبر کی اشاعت سے نہ صرف عوام میں بلکہ محکمہ صحت کے ملازمین میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس وقت وزیر صحت صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا مناسب ہو گا کہ اس تحریک کو pending فرما لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے چونکہ وزیر صحت اس وقت موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک کو 21 تاریخ تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 05/675 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سمیع اللہ خان اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی طرف سے ہے۔

شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں نقشہ پاس کرائے بغیر کثیر المنزلہ پلازوں کی تعمیر

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 24-اکتوبر 2005 کی خبر کے مطابق شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں بارہ چودہ منزلہ پلازے تعمیر ہو رہے ہیں جو کسی بڑے جانی و مالی نقصان کا پیش خیمہ ہو سکتے ہیں۔ قانون کے مطابق شاہ عالمی میں آٹھ منزلہ سے زائد پلازے بنانے کی اجازت نہیں۔ شاہ عالمی میں پرانی عمارتوں کے نیچے تہہ خانہ کھودنے کی اجازت نہ ہونے کے باوجود کئی عمارتیں غیر قانونی ہیں اور وہاں یہ سلسلہ بھی جاری ہے۔ ایل۔ڈی۔اے کے متعلقہ حکام نے کبھی اس بارے میں سروے کرنے کی تکلیف نہیں کی بلکہ کارروائی کے طور پر چند ایک پلازوں کو نوٹس بھجوا کر ذمہ داری پوری کر لیتے ہیں۔ شاہ عالم مارکیٹ میں بارہ چودہ منزلہ غیر قانونی پلازے بنانے کی خبر سے نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب بھر کے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ایل۔ڈی۔اے بلڈنگ ریگولیشن کے مطابق شاہ عالم مارکیٹ میں 70 فٹ کی بلندی تک تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس تحریک میں یہ کہا گیا ہے کہ آٹھ منزلہ سے زیادہ اونچی عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ یہ 70 فٹ ہے اور ایک منزل کی اونچائی بشمول چھت 10 فٹ تک ہونا ضروری ہے۔ اس طرح 70 فٹ کی بلندی تک سات منزلہ عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس وقت شالم عالم مارکیٹ، ایل۔ڈی۔اے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں کوئی بھی تعمیر، پلازہ 12 یا 14 منزلہ نہ ہے۔ خلاف قانون اور بلا حصول اجازت تعمیرات کے خلاف قانون کے تحت موجودہ وسائل،

مشینری، عملہ مسماری کو بروئے کار لاتے ہوئے بلا امتیاز کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ ایسی تمام تعمیرات کے خلاف اتھارٹی میں تعین سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں چالان بھیجے جاتے ہیں تاکہ مالکان تعمیر کنندگان کے خلاف عدالتی کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔ شاہ عالم مارکیٹ میں وقتاً فوقتاً سروے کروایا جاتا ہے۔

جہاں تک پارکنگ کا مسئلہ ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ شاہ عالم مارکیٹ چونکہ باقاعدہ طور پر کمرشل ایریا ہے اور ایل ڈی اے بلڈنگ ریگولیشن کے تحت ایسی مارکیٹ میں ہر بلڈنگ کے لئے الگ سے پارکنگ چھوڑنا ضروری ہے۔ پرانی عمارتوں کے نیچے تہہ خانے کی تعمیر کے خلاف اتھارٹی قانونی کارروائی کرنے کے علاوہ متعلقہ پولیس سٹیشن میں F.I.R بھی درج کروائی جاتی ہے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شاید وزیر صاحب کو محکمہ نے صحیح جواب فراہم نہیں کیا۔ جیسا جواب ان کو لکھ کر دیا گیا ویسے ہی انھوں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔ شاہ عالم مارکیٹ میں 12 سے 14 منزلہ عمارات بغیر پاس کروائے نقشہ بھی بن رہی ہیں۔ حاجی حنیف صاحب جنھوں نے ابھی حال ہی میں ان کی پارٹی (ق) لیگ join کی ہے ان کا 12 منزلہ پلازہ بھی شاہ عالم مارکیٹ میں موجود ہے۔ آپ اس پر کوئی کمیٹی بنادیں اور سروے کروا کر دیکھ لیں کہ شالم عالم مارکیٹ میں اس وقت کیا پوزیشن ہے۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ حقائق سے بالکل ہٹ کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اگر کوئی ایسی بات ہے تو مہربانی کر کے محترمہ وہ میرے نوٹس میں لائیں تاکہ ہم اس بارے میں action لے سکیں۔ ایسی کوئی بات میرے نوٹس میں بالکل نہیں ہے کہ جس میں نقشہ پاس نہ ہوا ہو اور عمارت بنادی گئی ہو۔ محترمہ کے علم میں ہے تو وہ مجھے بتائیں میں بھرپور action لوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو مطمئن کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! He is ready to help اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ ان سے مل لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار لانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ معاملہ حکومت، محکمہ کے نوٹس میں آجائے۔ میں نے تحریک دے دی ہے اب یہ ان کے محکمہ کا کام ہے کہ وہ اس بارے میں باقاعدہ سروے یا انکوائری کروائیں کہ حقائق کیا ہیں؟ آج سے ڈیڑھ سال پہلے میں

نے وزیر موصوف کی توجہ ایک مسئلہ کی جانب مبذول کروائی تھی کہ فردوس مارکیٹ کے رہائشی علاقہ میں ایک غیر قانونی پلازہ بنایا جا رہا ہے جس پر مجھے باقاعدہ دھمکیاں بھی دی گئیں کہ آپ اس بابت بات نہ کریں۔ میں یہ سب کچھ ان کے نوٹس میں لائی، ایک اخبار کے فورم پر بھی میں نے اسے highlight کیا لیکن اس جانب کوئی توجہ نہ دی گئی اب وہ پلازہ بن چکا ہے، وہاں پر ٹریفک کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہو چکے ہیں اس کے باوجود محکمہ بالکل خاموش ہے۔ یہ تو اس محکمہ کی کارکردگی اور حالت ہے۔ میرا مقصد تحریک التوائے کار کے ذریعے ان کے محکمہ کو alert کرنا تھا کہ یہ ایک غلط کام ہو رہا ہے اس بات کا نوٹس لیا جائے so میں نے اپنا یہ فرض پورا کر دیا ہے۔ اب آگے کیا کرنا ہے یہ ان کے محکمہ کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وزیر ہاؤسنگ کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اس بارے میں انکوائری کروائیں اور ایک ہفتہ کے اندر مکمل رپورٹ پیش کریں اور mover کو بھی اس سے آگاہ کریں۔ In the meantime it is being disposed of.

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میری درخواست یہ ہے کہ اس حالیہ زلزلہ کے بعد بھی اگر ہم نے اپنے Building Laws کو دوبارہ review نہ کیا تو بہت زیادہ نقصان ہونے کا احتمال ہے۔ جس طرح کی عمارتیں بن رہی ہیں، ہمارے بلڈنگ انسپکٹرز کی پانچ پانچ ہزار روپے تنخواہ ہے جبکہ یہ سب کے سب کروڑ پتی ہیں۔ لاہور کے اندر جو ایل۔ڈی۔اے کے بلڈنگ انسپکٹرز ہیں یہ کروڑ پتی بن چکے ہیں۔ اگر یہ اسی طرح پیسے لے کر بلڈنگیں بنواتے رہے تو پھر خدانخواستہ یہ آفت لاہور پر بھی نازل ہو سکتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ building by-laws کو seriously لیں اور پورے لاہور اور باقی شہروں کے بھی نئے by-laws بنانے چاہئیں۔ یہ ان کی بڑی اہم ذمہ داری ہے لہذا میری محترمہ بہن نے جو توجہ دلائی ہے اس کو اس حوالے سے بھی لیں کہ پورے صوبے کے اندر نئے سرے سے building by-laws بنائے جائیں۔ خدارا! بلڈنگ انسپکٹروں کے چنگل سے نکالیں ان کو تو پیسے دے کر جو چاہیں وہاں بنا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، منسٹر صاحب! آپ اس کو note کر لیں this is a very important issue after the earthquake آپ نے اسے دیکھنا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 676 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سمیع اللہ خان، محترمہ فائزہ احمد۔ بی بی! پلیز move کریں۔

چاہ میراں لاہور میں ناقص سیوریج نظام کی وجہ سے مکینوں کو مشکلات کا سامنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ”جنگ“ مورخہ 25-اکتوبر 2005 کی خبر کے مطابق چاہ میراں میں ناقص سیوریج نظام کی وجہ سے گٹر ابلنے سے مکینوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ یونین کونسل نمبر 22 چاہ میراں کا علاقہ اور خاص طور پر گلی نمبر 40 کے گٹر خراب پڑے ہیں جس سے گندہ پانی جوہڑ کا منظر پیش کر رہا ہے جس سے بچوں، بوڑھوں اور بالخصوص خواتین کو مشکلات در پیش ہیں۔ بیشتر مکانات نیچے ہیں جس کی وجہ سے پانی گھروں میں داخل ہو رہا ہے اور مکانات کی دیواریں منہدم ہونے کا خدشہ ہے۔ نیز بچوں کو سکول جانے میں بھی بہت دشواری پیش آ رہی ہے۔ محکمہ واسا کی عدم دلچسپی کی خبر کی اشاعت سے عوام میں اضطراب پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کی بنیاد ایک اخباری خبر کو بنایا گیا ہے۔ مورخہ 25-اکتوبر کو اخبار میں ایک خبر چھپی اور اس کو بنیاد بنا کر انھوں نے تحریک التوائے کار دی۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 29-اکتوبر کو روزنامہ ”خبریں“ میں اسی خبر کی تردید بھی کی گئی ہے اور ضلعی ناظم میاں عامر محمود کا شکریہ بھی ادا کیا گیا ہے کہ انھوں نے اس سیوریج سسٹم کو ٹھیک کروا دیا ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جب اخبار میں یہ خبر آئی تو محکمے نے کارروائی کی اور وہاں کے مکینوں نے باقاعدہ ناظم کا شکریہ بھی ادا کیا۔ اب یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ محترمہ اپنی تحریک پریس نہیں فرمائیں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر تحریک پیش کی ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ مسئلہ وہاں exist کرتا تھا؟ اگر یہ exist کرتا تھا اور تحریک کے بعد حل ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے میں پریس نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے آپ نے اخبار پڑھ کر یہ تحریک دی انھوں نے بھی اخبار پڑھ کر عمل کر دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے اس پر عمل کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، درست ہے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وہاں تو اخبار پڑھ کر عمل کر دیا گیا ہے۔ کاش! ساؤنڈ سسٹم کو بھی ٹھیک کروا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو جلدی اس کی خوشخبری دی جا رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پتا نہیں یہ جلدی کب ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت جلدی within a few days

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک عام سی quotation ہے کہ:

> King is a person whose words are more effective than his whit; if he uses the whit then he is not a King then he is a bloody well sized.

جناب ڈپٹی سپیکر: anyhow اگلی تحریک التوائے کار نمبر 679 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تحریک out of turn لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ حاجی محمد اعجاز اور ملک اصغر علی قیصر تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک التوائے کار نمبر 679 dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 680 چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر!

لاہور میں قائم ٹینٹ فیکٹری کی جانب سے الخدمت فاؤنڈیشن کوزلزلہ متاثرین کے لئے ناقص ٹینٹوں کی فراہمی

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ شاہدرہ نے علاقہ کی ایک ٹینٹ بنانے والی فیکٹری سے آرڈر پر منہ مانگی قیمت ادا کر کے خیمے تیار کرائے اور فیکٹری بند ان پیکٹوں کو متاثرین زلزلہ میں متعلقہ علاقہ میں جاکر تقسیم کر دیا۔ جس دن یہ خیمے تقسیم کئے گئے اسی دن اس علاقہ میں ساری رات بارش ہوتی رہی۔ کیونکہ یہ خیمے عام کپڑے کے بنے ہوئے تھے اور ان میں دیگر میٹریل بھی ناقص استعمال کیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان خیموں میں رہائش اختیار کرنے والے بے چارے متاثرین زلزلہ نہ صرف رات بھر بھیگتے رہے بلکہ ان کی اشیائے خورد ونوش اور دیگر سامان بھی تباہ ہو گیا۔ حکومت پنجاب کے متعلقہ محکمہ اور افسران /اہلکاران کو اس بارے میں شکایت کرنے کے باوجود اس فیکٹری اور ان کے مالکان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! چونکہ اس وقت متعلقہ وزیر نہیں ہیں لہذا میری درخواست ہے کہ اسے pending کر دیا جائے جب وہ آئیں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک 21 تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 682 حاجی محمد اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور اصغر علی قیصر۔

ضلعی انتظامیہ اور مارکیٹ کمیٹی لاہور کی غفلت اور لاپروائی کے باعث اتوار بازاروں میں غیر معیاری اور مضر صحت پھلوں و سبزیوں کی فروخت

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔اکتوبر 2005 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں ضلعی انتظامیہ اور

مارکیٹ کمیٹی لاہور کی غفلت کے باعث اتوار بازاروں، سستے رمضان بازاروں کے علاوہ عام مارکیٹوں اور صوبائی دارالحکومت کی بڑی سبزی پھل منڈیوں میں غیر معیاری اور کیمیکل سے کلر زدہ سبزیوں کی دھڑلے سے فروخت کی جارہی ہے۔ اس وقت کوٹ لکھپت سبزی منڈی سمیت تمام بڑی مارکیٹوں میں غیر معیاری ادرک، لہسن، مٹر، پھلوں سمیت دیگر سبزیاں عام دکاندار چھیل کر فروخت کر رہے ہیں۔ ادرک کو ٹاٹری سے دھو کر فروخت کیا جارہا ہے جبکہ چھلی ہوئی لہسن، مٹر اور پھلیاں زائد المیعاد ہو چکی ہوتی ہیں جن کو دکاندار باقاعدہ رنگ دے کر عام سبزی کی موجودہ قیمت سے آدھی قیمت پر فروخت کرتے ہیں تو گاہک فوراً متوجہ ہو جاتا ہے۔ مگر جب گھر جا کر مذکورہ سبزی کو استعمال میں لایا جاتا ہے تو وہ خاتون خانہ کی محنت کے ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ صارف کو دہرا نقصان اٹھانا پڑتا ہے جبکہ پرائس کنٹرول کمیٹیاں ناجائز منافع خوری کو روکنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں منڈیوں میں زرعی اجناس اور پھل و سبزیوں کی نیلامی کی نگرانی کرتی ہیں۔ تھوک اور پرچون کے نرخ روزانہ کی نیلامی کی بنیاد پر مقرر کئے جاتے ہیں اور تمام دکاندار مارکیٹ کمیٹی سے ریٹ لسٹ حاصل کرتے ہیں۔ بازاروں میں نرخوں کی چیکنگ ضلعی حکومت کرتی ہے اور منافع خوروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ جہاں تک چھلی ہوئی اور رنگ لگی ہوئی سبزیوں اور پھلوں کی فروخت کا تعلق ہے۔ پنجاب کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں خصوصی طور پر ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی ہائے لاہور کوٹ لکھپت، ملتان روڈ اور سنگھ پورہ کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ چھلے ہوئے لہسن، ادرک، مٹر اور ناقص پھل اور سبزیوں کی اتوار بازار اور سبزی و پھل منڈیوں میں فروخت کی اجازت نہ دیں اور ان کے خلاف باضابطہ کارروائی کریں۔ مزید رنگ لگائی سبزیوں اور پھلوں کو پھل منڈی اور اتوار بازاروں میں فروخت کرنے پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے اور ان پر سختی سے عملدرآمد کرایا جارہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو انھوں نے point out کیا ہے آپ اس بارے میں notice دیں۔ جہاں یہ فروخت کی جارہی ہیں وہاں آپ notice دیں اور کسی کو depute کریں۔

وزیرزرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! اس میں there is no specific place کہ جہاں پر ہو اگر کوئی اس قسم کی حرکت کرنے کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف پوری محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! شاید وزیر موصوف کبھی بازاروں میں نہیں گئے۔ جہاں سبزی یا دوسری خورد و نوش کی دکانیں ہوتی ہیں وہاں یہ کم ہی جاتے ہوں گے۔ میرے ذاتی مشاہدے میں یہ بات ہے کہ جتنا کسی کا دل کرتا ہے وہ اتنی قیمت لگا لیتا ہے چاہے وہ پھل ہوں یا سبزیاں۔ اب بازار میں آلو 26 سے 30 روپے کلو تک بک رہے ہیں۔ دوسری سبزیاں بھی بڑی مہنگی ہیں اور ان میں سے بھی کئی باسی ہوتی ہیں۔ میں نے گوجرانوالہ کے اتوار بازاروں میں اپنے حلقہ نیابت میں دیکھا ہے کہ وہاں پر ادرک چھیلا ہوا بھی بکتا ہے۔ کبھی بھی مارکیٹ کمیٹی کے انسپکٹر موقع پر نہیں جاتے وہ دکانداروں کے ساتھ fit ضرور ہو جاتے ہیں اور ان سے پیسے لے لیتے ہیں لیکن موقع پر جا کر کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر موصوف سے رابطہ کریں اور ان پر چھاپہ لگوائیں۔

چودھری زاہد پرویز: وزیر موصوف کو لاہور سے گوجرانوالہ لے کر جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان سے رابطہ کر کے ان پر چھاپہ لگوائیں۔

چودھری زاہد پرویز: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن اس کو پریس نہیں کرتے تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پلیز پہلے مجھے عرض کر لینے دیں۔

جناب نجف عباس سیال: آپ فرمائیں!

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین!

وائس چانسلر کی پنجاب یونیورسٹی ہاؤسنگ سوسائٹی کے شیئرز کی فروخت میں بے ضابطگی

SHEIKH ALLAUDDIN: I move:

That the proceeding of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. According to a news item published in daily "Dawn" dated 15 November 2005, I raise a specific question of urgent public importance to the effect that Punjab University Vice Chancellor Lt.General (Rtd) Arshad Mehmood enjoys Controlling Authority over the affairs of the new Punjab University Employees Housing Society, as he owns 91 percent shares in the Company registered under the Companies Ordinance, 1984. Mr Mehmood has been issued 100 shares out of a total of 110 subscribed shares of the society as an individual and not in his capacity as the Vice Chancellor of the Punjab University. In fact instead of allotting 91 percent shares to an individual, these should have been issued to the Vice Chancellor's Office. So that, in case Mr Mehmood vacates the Vice Chancellor's Office, he may not still be enjoying the ownership of society due to the fact that he holds 91 percent of the shares of the company. The discriminative treatment with Vice Chancellor due to his influence has created resentment among the

people in general and the teachers in particular for not getting the society registered under the cooperative laws and allotting cent percent shares to the Vice Chancellor. Therefore, my motion be declared in order for discussion in the House.

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ 1974 کے کمپنی آرڈیننس میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ .Let me first allow وزیر موصوف تو اس کے بارے میں کچھ بتائیں گے لیکن ابھی فی الحال تو میں نے اس کی اجازت بھی نہیں دی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں میری دو گزارشات ہیں ایک تو یہ آج ہی موصول ہوئی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس میں تھوڑی سی اسمبلی سیکرٹریٹ سے غلطی ہو گئی ہے کہ چیک کر لیں کہ This pertains to Co-operative Department اور یہ جواب کے لئے ہاؤسنگ کو بھیج دی گئی۔ اس سے مزید delay ہو جائے گی یہ آپ درستی فرمالیں کیونکہ یہ کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے اس کا جواب آ جائے گا تو پھر اس پر بات کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہے کہ 1984 کا آرڈیننس جس کے تحت یہ رجسٹرڈ ہوئی ہے وہ کمپنی لاء ہے اس میں 29 profit and loss shares کے تحت دینا پڑتا ہے۔ یہ ایک beneficial for the employee تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے اس کو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے پاس جانے دیں اس کا جواب آ جائے اس کے بعد پھر اس کو take up کر لیتے ہیں۔ اس کو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کو refer کر دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ چونکہ محکمہ کوآپریٹو سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ پنجاب یونیورسٹی کا ہے اور بہت حساس مسئلہ ہے۔ جو کچھ شیخ صاحب نے فرمایا ہے یہ بالکل درست بات ہے۔ یہ تو ٹیچرز کی ہاؤسنگ سوسائٹی تھی اس کے لئے زمین خریدی گئی بجائے اس کے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوآپریٹو سوسائٹی ہے یا نہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں، جناب! یہ کوآپریٹو سوسائٹی کے تحت رجسٹرڈ نہیں ہوئی۔

(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! کمپنی ایکٹ میرے سامنے لائیں یہ کمپنی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کیسے ہو گئی۔ پھر یہ معاملہ کہاں جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر یہ سوسائٹی کس محکمے میں آتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ لمیٹڈ کمپنی کیسے ہو گئی۔ 1974 کا جو آرڈیننس ہے جس کے تحت ہم لمیٹڈ کمپنی چلاتے ہیں اس کا کیا تعلق ہے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بنیادی طور پر معاملہ سارا پنجاب یونیورسٹی سے متعلقہ ہے۔ اس کی ایک کاپی ہائر ایجوکیشن کو بھی بھیج دیتے ہیں ان سے بھی جواب لے لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دونوں محکموں سے جواب منگوا لیں۔ ہائر ایجوکیشن سے بھی منگوا لیں اور کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے بھی جواب منگوا لیں اس کے بعد پھر دیکھا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں سکیورٹی ایکسچینج کمیشن سے سوال پوچھنا چاہئے کہ یہ کس طریقے سے کمپنی آرڈیننس 1984 کے تحت رجسٹرڈ ہوئی ہے۔ وہ کمپنی آرڈیننس لمیٹڈ کمپنیوں اور profit and loss کو purely deal کرتا ہے۔ یہ اس میں کیسے آ گئی۔ یہ ایک بنیادی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن جن ڈیپارٹمنٹس سے اس کا تعلق ہے ان سے رپورٹ منگوا لیں اگر سکیورٹی ہے، کوآپریٹو ہے، ایجوکیشن ہے جتنے بھی متعلقہ محکمے ہیں ان سب سے رپورٹ مانگ لیں۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ نجف سیال صاحب۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس تحریک التوائے کار کو آپ نے pending کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ کے بعد آپ پھر اسے re-initiate کریں۔ Let the reply come اس کے بعد پھر دوبارہ initiate کیجئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ pending ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وہی کہہ رہا ہوں پھر دوبارہ آپ کو پیش کرنا پڑے گی۔

شیخ علاؤالدین: مائی لارڈ! آپ نے اسے pending کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کہا ہے کہ رپورٹ آ جائے اس کے بعد پھر اس کو take up کریں گے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ pending کرنے کی آپ نے اجازت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو اجازت تو دے رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ آپ کو put up کرنا ہوگی۔ جناب نجف عباس سیال صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر میں نہایت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: عرض یہ ہے کہ میں اپنی بات بابا غلام فرید کی اس رباعی سے کرنا چاہتا ہوں کہ:

عشق نہیں اے بھالے غضب دی
ایویں بھل چک وچ ونج پائی آں
سڑ بھج گئی آں
شرم حیا دا چولا چادر تے تھی گیا دھیاں دھیاں
پریار فرید اجیہ جئیں ہاں تے جیہی ہاں تیرے در تے پئی آں
پر سڑ بھج گئی آں۔

جناب! پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہن تساں ساڈے در تے پے او۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں نے تو دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ "جیہ جئیں ہاں تے جئیں ہاں تیرے در تے پئی آں پر سڑ بھج گئی آں"

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل جناب اساکوں تہاڈے نال پیار اے، ہمدردی اے اگے چلو۔

گندم کے گوداموں میں سٹاک شدہ گندم میں موسمی اثرات سے وزن میں اضافہ کی جانچ پڑتال کے لئے کمیٹی بنانے کا مطالبہ

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ نہایت ہی ایک اہم مسئلہ تھا اگر میں اس کو لیٹ کرتا تو اس پر گورنمنٹ کا بھی نقصان ہوتا۔ آج میرے نہایت قابل احترام وزیر خوراک یہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن جو چیز میرے علم میں آئی ہے میرے محترم سینئر وزیر راجہ بشارت صاحب تشریف فرما ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہتر تے ہا کہ وزیر خوراک صاحب ہوون ہا۔

جناب نجف عباس سیال: جی، جناب! عرض یہ ہے اور میں یہ چاہوں گا جناب شفیق صاحب ماشاء اللہ ہمارے نہایت ایماندار وزیر ہیں، ہمارے بھائی ہیں ان سے ہمارا جھگڑا بھی ہوا لیکن ہم نے ان کو تسلیم کروایا کہ بھرتی غلط ہوئی تھی۔ اس معاملے میں، میں نہیں جانا چاہتا لیکن محکمہ خوراک کا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں 99 فیصد زراعت پیشہ دوست بیٹھے ہیں۔ جب گندم کی کٹائی ہوتی ہے اس کے بعد گندم کو گوداموں میں سٹور کر دیا جاتا ہے۔ گوداموں میں رکھنے کے بعد اس کی جب ترسیل ہوتی ہے جس میں کوئٹہ شامل ہے، پشاور شامل ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! میں جناب کی توجہ چاہوں گا۔ جناب بھی زراعت سے وابستہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سن رہے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب والا! میرا جو rhythm ہے وہ ٹوٹ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

معزز اراکین: آپ rhythm جاری رکھیں۔

جناب نجف عباس سیال: عرض یہ ہے کہ تال آپ بجائیں گے تو میں rhythm سناؤں گا۔ وہ تو نوابوں کی عادت ہے ہماری نہیں۔ (قہقہے)

جناب والا! جب گندم purchase کی جاتی ہے تو storage ہو جاتی ہے۔ جب نئی بجائی کا سیزن شروع ہوتا ہے اس وقت گندم کو آگے مختلف اضلاع میں بارانی ایریاز میں، فرنٹیئر اور کوئٹہ میں

ترسیل کیا جاتا ہے۔ جب اگست اور ستمبر جیسے ساون اور بھادوں کا موسم کہتے ہیں۔ ہر بوری جو تقریباً سو کلو کی ہوتی ہے اس کا ایک کلو وزن بڑھ جاتا ہے۔ میں ایک نہایت اہم مسئلے کی جانب وزیر قانون صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اب میں مثال دیتا ہوں کہ جھنگ میں ایک میرا سنٹر گڑھ مہاراجہ ہے اس میں 4 لاکھ بوری خرید کی گئی ہے۔ اب اس 4 لاکھ بوری میں 4 ہزار من وہ گندم access ہے۔ میں floor پر جو بات کروں گا اگر اسے کوئی جھوٹا ثابت کر دے، صرف 1 percent chance ہوتا ہے تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن 99.90 فیصد جو بات کہوں گا حقائق اور بعد از تحقیق کہوں گا۔ وہ جو 4 ہزار کلو بنتا ہے اس کی ایک ہزار بوری بنتی ہے اور ایک ہزار بوری کی قیمت 10 لاکھ ہے اور میں کیلکولیٹر بھی ساتھ لے کر آیا ہوں۔ میرے جھنگ میں 18 سنٹر ہیں، 18 کو ضرب لگائیں تو صرف جھنگ میں ایک کروڑ اور 80 لاکھ کی گندم ہے جو کہ محکمہ فوڈ off the record بیچتا ہے۔ اگر آپ 34 اضلاع کی average لگائیں تو یہ 61 کروڑ اور 20 لاکھ روپے بنتے ہیں جو گندم access ہے اور یہ فلور ملز کو off the record بھی جاتی ہے اور فروخت بھی کی جاتی ہے۔ میری humble submission یہ ہے کہ ڈاکٹر شفیق چودھری کی سربراہی میں کل سے ہی یہ کمیٹی بنائی جائے اور یہ 61 کروڑ اور 20 لاکھ زلزلہ زدگان کی امداد میں دیا جائے۔ ایک مہینے کے اندر اندر اگر یہ نہ کیا گیا تو یہ انکم ضائع ہو جائے گی۔ میری یہ humble submission ہے کہ وزیر قانون صاحب آج سے ہی یہ آرڈر فرمائیں اور یہ کمیٹی بنائیں۔ ہر بوری میں ایک کلو اور ہر گودام میں 4 ہزار من گندم access ہوتی ہے اگر 62 کروڑ کسی زلزلہ زدگان کی امداد میں چلا جائے تو اس معاملے کو اگر آپ اہم نہیں سمجھتے تو پھر اللہ ہی مالک ہے۔ 61 کروڑ اور 20 لاکھ، یہ 70 کروڑ تو ہو سکتا ہے لیکن 60 نہیں ہوگا۔ یہ آپ کا اور میرا وعدہ ہے یا جناب وزیر قانون فوری طور پر ہر ایم پی اے کو یہ اجازت دیں کہ وہ اپنے گودام check کریں اور اپنا نمائندہ بٹھا کر ساتھ ساتھ ہر weight کی deduction کرتے جائیں اور اس گندم کو علیحدہ کرتے جائیں۔ شکریہ

رائے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ بھول گئے ہیں کہ وہ زمین دار کا گلہ گھونٹ کر ایک کلو تو extra تولتے ہیں۔ ایک کلو تو وہ فالتو ہوتی ہے اور ایک کلو ان کی ہے۔ ان کی تو مجھے نہیں پتا، ہے یا نہیں ہے لیکن زمیندار کا ایک کلو زیادہ تولتے ہیں۔ یہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ (قطع کلامیاں)

سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ میں Chair کو مخاطب کر رہا ہوں، آپ تشریف رکھیں Do't interrupt me. آپ تشریف رکھیں۔ میں سپیکر صاحب سے بات کر رہا ہوں۔ایک کلو کی تو genuine بات ہے، ایک کلو تو وہ ویسے ہی زیادہ تولتے ہیں۔اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے آپ جہاں مرضی جا کر check کر لیں۔ایک کلو کی نمی ہے تو وہ ختم ہو گئی ہو گی۔اب آپ کو ایک کلو زیادہ بوری مل سکتی ہے۔پنجاب کے تمام سٹورز میں آپ کو ایک کلو زیادہ تلی ہوئی بوری ملے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ بنیادی طور پر میرا ایک ایسے علاقے سے تعلق ہے کہ جہاں گندم وافر پیدا نہیں ہوتی اس لئے گندم کی خرید اور فروخت کے معاملے میں ضلع راولپنڈی کو کمی کا ضلع کہا جاتا ہے اس لئے مجھے technicalities کا تو پتا نہیں کہ اس میں کتنا moisturise رکھا جاتا ہے لیکن میں اتنی بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جن خدشات کا میرے بھائی نے ذکر کیا ہے وہ کافی حد تک درست نہیں ہیں اس لئے باقاعدہ moisturiser کا factor رکھا جاتا ہے اور بعد میں جب موسم dry ہوتا ہے تو اتنی ہی گندم خشک بھی ہو جاتی ہے۔دونوں موسموں میں اس چیز کا خیال رکھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے میں اپنے بھائی سے استدعا کروں گا کہ انہوں نے ایک انتہائی valid point اٹھایا۔آپ سے استدعا ہے کہ اس کو کل کے لئے pending فرمائیں۔I will request Minister Food. کہ وہ تشریف لائیں اور اس پر statement دیں تاکہ یہ ابہام دور ہو سکے۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی suggestion بالکل صحیح ہے لیکن میرا خیال ہے کہ جب تک وزیر خوراک صاحب موجود نہ ہوں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ moisture جس وقت اپنی اصلیت میں آتا ہے، پھر جب وہ پھولتا ہے تو واپس نہیں جاتا۔ میرا ایک پوائنٹ یہ ہے اور دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ میں نے اپنے سنٹر گڑھ مہاراجہ کی بات کی ہے اگر میں اس میں سے 8 سے 10 لاکھ روپیہ گورنمنٹ کو نہ دے سکا تو میں اپنی جیب سے ادا کروں گا۔

سرکاری کارروائی

زلزلہ پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر discussion on earthquake ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی! آپ نے بات کرنی ہے تو پہلے کر لیں۔ What you want to say?

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ ابھی پنجاب یونیورسٹی کی کمپنی ایکٹ کی بات ہو رہی تھی، یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ میں آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let their reports come اس کے بعد ہوگا۔ Lets not issue now. لاء منسٹر صاحب! آپ نے earthquake کے بارے میں policy statement دینی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ آج سے تین چار دن پہلے اس پر بڑی تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے policy statement آچکی تھی۔ اس کے بعد معزز اراکین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا لیکن وقت کی کمی کے باعث بعض دوستوں کا خیال یہ تھا کہ مزید دوستوں کو موقع دینا چاہئے کہ وہ بات کریں تو میرے خیال میں باقی دوست بات کر لیں۔ میں آخر میں ان کی تجاویز کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو چونکہ آج جمعتہ المبارک بھی ہے تو کیا آپ نماز جمعہ کے بعد بیٹھنے کے لئے تیار ہیں؟ (No, No) اگر آپ نے اس issue پر بحث کرنی ہے تو پھر ایک گھنٹے میں کیا بحث ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کل ارشد بگو صاحب نے فرمایا تھا تو میں نے اسی خطرے کے پیش نظر یہ کہا تھا کہ ہم Monday کا دن بھی اس کے لئے رکھنے کے لئے تیار ہیں اور already ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو Monday کے لئے بھی آگاہ کر دیا ہے تو اگر آج ابھی اس کو شروع کر لیں اور دو تین معزز ارکان اپنے خیالات کا ساڑھے بارہ بجے تک اظہار کر لیں۔ ساڑھے بارہ break کر دیں اور باقی Monday کو take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، جی۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبر ڈے والے دن ہمارے فاضل رکن شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک اہم قرارداد پیش کی تھی اور Chair کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ Minister for Finance خود یہ قرارداد پیش کریں گے۔ آج چونکہ Minister for Finance تشریف رکھتے ہیں اور یہ کاروباری طبقے کا مسئلہ ہے۔ کاروباری لوگ اور عام افراد جو بنک میں اپنے پیسے رکھتے ہیں اور اپنے ہی پیسے نکلوانے پر 25ہزار سے زائد کے چیک پر انہیں لوٹا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج صبح محکمہ فنانس سے متعلقہ سوالات تھے آپ اس دوران بات کر لیتے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! Minister for Finance تشریف رکھتے ہیں۔ آج نہیں تو کل لے آئیں یا پرسوں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فنانس منسٹر!

وزیر خزانہ: میں معزز ممبر کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے پرائیویٹ ممبرز ڈے والے دن ایک قرارداد move کی تھی تو جس طرح محترم احسان اللہ وقاص نے نشاندہی کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر شیخ علاؤالدین صاحب اور ہم jointly ایک قرارداد لے آئیں گے۔ میں نے اس روز بھی یہ یقین دہانی کرائی تھی اور اب بھی گزارش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، جی۔

The First Speaker on my list is Mr. Arshad Mehmood Baggu!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! زلزلہ زدگان کے حوالے سے اس پر پہلے بہت بحث ہو چکی ہے اب میں کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں جو میں نے وہاں پر personal visit کر کے observe کی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس سلسلے میں بہتر طور پر organize کرے۔ ہم نے جب مظفرآباد کا دورہ کیا تو وہ 7لاکھ آبادی کا شہر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! آپ مائیک کو استعمال کریں تاکہ ناظم حسین شاہ صاحب کو آپ کی آواز صاف سنائی دے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مظفر آباد سات لاکھ آبادی کا شہر ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! مائیک میں بات کریں تاکہ ناظم شاہ صاحب کو آواز سنائی دے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی رس بھری، سحر انگیز اور جادو بھری آواز بالکل سنائی دیتی ہے مگر میں نے اس لئے کہا ہے کہ یہ مجھ تک محدود نہ رکھ دیں اگر آپ لابی میں کھڑے ہو کر سنیں تو وہاں بالکل clear آواز آتی ہے لیکن House میں صحیح نہیں آتی۔ یہ ایک ٹیکنیکل خرابی ہے کہ لابی میں بالکل صحیح آواز سنائی دیتی ہے اور یہاں پر نہیں سنائی دیتی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں گڑھی حبیب اللہ گیا، بالاکوٹ گیا، راولہ کوٹ گیا، باغ گیا تو میں نے وہاں پر جو دیکھا خصوصی طور پر آپ سے درخواست کروں گا کیونکہ میں حکومت کو تجاویز دینا چاہتا ہوں تو وزیر قانون ذرا توجہ فرمائیں۔

جناب والا! میں نے وہاں پر جو بات محسوس کی ہے اور مجھے جو سب سے بڑی کمزوری نظر آئی وہ Co-ordination کی تھی۔ جب میکسیکو امریکہ میں طوفان آیا تو اس کے باوجود کہ امریکن گورنمنٹ بھی وہاں پر دیر سے پہنچی تو انھوں نے گورنمنٹ کی طرف سے ایک Co-ordinator وہاں پر مقرر کر دیا کہ جو لوگ امداد لے کر وہاں پر جائیں تو وہ Co-ordinator ان کو guide کرے۔ مظفر آباد، باغ، گڑھی حبیب اللہ، راولہ کوٹ میں صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بھی Co-ordinator مقرر نہیں ہے۔ وہاں پر لوگ جو امداد لے کر جا رہے ہیں، اپنے طور پر امداد لے کر گئے ہیں تو ان کو کوئی نظر نہیں آیا تو راستے میں جو لوٹ مار کرنے والے لوگوں کو دے کر وہیں سے وہ واپس آ گئے ہیں۔ ہم گورنمنٹ کو آپ کی وساطت سے یہ تجویز دینا چاہتے ہیں کہ وہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے ایک Co-ordinator مقرر ہو کہ اگر کوئی شخص وہاں پر امداد لے کر جاتا ہے تو اس کو proper guide کیا جائے اور اس کو بتایا جائے کہ کن علاقوں کو کس طریقے سے آپ اپنی امداد پہنچائیں۔

جناب سپیکر! آزاد کشمیر میں صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہاں پر نہ کوئی منسٹر ہے، نہ کوئی وزیر اعظم ہے۔ اس وزیر اعظم کی یہ حالت ہے کہ جب باہر سے کوئی آتا ہے تو وہ فوٹو اتروانے کے لئے وہاں پر موجود ہوتے ہیں لیکن عملی طور پر میں خود سول سیکرٹریٹ میں گیا ہوں اور دیکھا ہے کہ عملی طور پر آزاد کشمیر گورنمنٹ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ وہاں پر لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں N.G.O's اور N.G.O's میں بھی سب

سے بڑا ہاتھ الخدمت فاؤنڈیشن کا ہے جو جماعت اسلامی کے تحت ہے اور جماعت اسلامی کا ایک حصہ ہے۔ مظفر آباد میں سب سے بڑا فیلڈ ہسپتال بنا ہے وہ الخدمت ہسپتال ہے جس میں اب تک ساڑھے تین ہزار کے قریب بڑے آپریشن اور تقریباً چار ہزار کے قریب چھوٹے آپریشن کئے ہیں اور وہاں پر جو باہر سے N.G.O's آتی ہیں ان کے ڈاکٹرز اس ہسپتال میں کام کر رہے ہیں کیونکہ وہاں پر سی۔ایم۔ایچ ہسپتال مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکا ہے، آزاد کشمیر کا ہسپتال مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست ہے کہ ان لوگوں کو اب اس قسم کی امداد کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ یہاں سے راشن بھجوادیں، آپ ان کو یہاں سے کپڑے بھجوادیں۔ ان کو اب جس چیز کی ضرورت ہے تو وہ یہ ہے کہ حکومت ان کی کوئی مالی امداد کر دے اور جیسے کہتے ہیں کہ ہم ان کو پچیس ہزار روپیہ دیں گے تو ان کو وہ پچیس ہزار روپیہ دے دیا جائے تاکہ وہ اپنے مکانات اور گھر بنانا شروع کر دیں۔ اگر آپ ان کو کھانا دینا شروع کر دیں گے تو وہاں کی یہ روایت ہے کہ ہاتھ پھیلانے میں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب گورنمنٹ ان کی کوئی مدد کرنا چاہتی ہے تو یہ کرے کہ وہاں پر آزاد کشمیر گورنمنٹ کی وساطت سے یا N.G.O's کی وساطت سے ان لوگوں کو گھر مہیا کرنے کے لئے کچھ کریں یا ٹین کی چادریں مہیا کی جائیں، لکڑی کے بالے مہیا کئے جائیں تاکہ وہ لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں۔

جناب والا! تیسری بات میں نے وہاں پر یہ محسوس کی ہے کہ ان لوگوں کو beggar نہ بنایا جائے۔ آپ یہ نہ کریں کہ یہاں سے پرانے کپڑے بھیجتے جائیں، راشن بھیجتے جائیں۔ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ وہاں پر سفید پوش لوگ بھی ہیں جو مانگنا نہیں چاہتے اور امداد لینا نہیں چاہتے۔ ان لوگوں کا ہمیں پیغام تھا کہ اگر حکومت وہاں پر یوٹیلٹی سٹور بنا دے جہاں پر کم قیمت پر ضروریات زندگی فراہم کر دے اس لئے میں حکومت پنجاب سے یہ درخواست کروں گا کہ بجائے اس کے کہ یہ وہاں پر ٹرک بھیجیں۔ اب وہاں پر خیموں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں پر دسمبر یا جنوری میں خیمے بھی کام نہیں کر سکیں گے۔ اس وقت اس چیز کی جلد از جلد ضرورت ہے کہ ان لوگوں کو گھر کا shelter فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر! چوتھی بات یہ ہے کہ وہاں پر آرمی بہت اچھا کام کر رہی ہے لیکن آرمی کا کام بڑا سست کام ہے اگر آرمی اعلان کرتی ہے کہ فلاں علاقے میں لوگ بارہ بجے تک پہنچ جائیں اور چار بجے تک ہم ان کو ضروریات زندگی کی چیزیں فراہم کر دیں گے۔ وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ

پہنچ جاتے ہیں۔ اگر وہاں پر پانچ سو آدمیوں کو امداد دی جاتی ہے تو جب چار بجتے ہیں تو فوجی امداد دینا بند کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہمارا ٹائم ختم ہو گیا ہے اس لئے میری حکومت پنجاب کی وساطت سے وفاقی حکومت سے بھی یہ درخواست ہے کہ وہ اس سلسلے میں آرمی کے کام میں تھوڑی سی تیزی پیدا کرے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش حکومت پنجاب سے خصوصی طور پر یہ ہے کہ ابھی تک حکومت پنجاب نے یہاں پر کوئی ایسی کمیٹی تشکیل نہیں دی کہ جو یہ فیصلہ کر سکے اور تعین کر سکے کہ ہم نے ان کی مدد کس طریقے سے کرنی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ درخواست ہے کہ اس House پر مشتمل کوئی کمیٹی بنا دی جائے جس میں گورنمنٹ کے لوگ بھی موجود ہوں اور اپوزیشن کے لوگ بھی موجود ہوں اور پنجاب کی طرف سے ریلیف کا جو کام ہو رہا ہے اس کے متعلق اس کمیٹی کو بتایا جائے تاکہ بہتر طریقے سے ہم ان لوگوں کی امداد کر سکیں۔ شکریہ

تعزیت

رکن اسمبلی محترمہ شہلا راٹھور کے والد کے انتقال پر دعائے مغفرت

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہماری ممبر صوبائی اسمبلی محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ کے والد فوت ہو گئے ہیں میری استدعا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سمیع اللہ خان صاحب!

زلزلہ پر عام بحث

(---جاری)

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آج زلزلے پر بحث اس حوالے سے بہت اہم ہے کہ پنجاب اسمبلی میں دوسری بار یہ موقع آیا ہے۔ پہلی بار اس وقت جب اس زلزلے کا بھی پہلا مرحلہ تھا جب زخمی افراد وہیں پر تھے، لوگ ملبے کے نیچے تھے اور rescue کا کام زیادہ ضروری تھا۔ اب تعمیر نو کہہ لیں، بحالی کا کام کہہ لیں تو اس وقت یہ ایجنڈے پر ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے آج کا دن بہت اہم ہے کہ اس وقت اسلام آباد میں انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس بھی منعقد ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب اسمبلی میں جو بحث ہے اس کا اگر کوئی سب سے اہم پوائنٹ ہو سکتا ہے تو وہ وہی عالمی ڈونرز کانفرنس کے حوالے سے ہے۔ ہم اپوزیشن کی طرف سے اپنے ملک کے اندر جو جمہوری حقوق اور جو آئینی سوالات ہیں اس پر اپنے تمام تر تحفظات اور خدشات کے باوجود عالمی ڈونرز کانفرنس کے شرکاء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں پاکستان کے ان بھائیوں کی مدد کو پہنچیں کہ جن کے گھر تباہ ہو گئے، جن کے لخت جگر اس حادثے کا شکار ہو گئے، جن کے بھائی بہن اس حادثے میں ہلاک ہو گئے۔ ہم انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس کے شرکاء سے یہ اپیل کریں گے کہ ہمارے آپس میں بے شمار تحفظات کے باوجود اس وقت پاکستان کے ان بہن، بھائیوں کی مدد کو پہنچیں اور وہ مدد کریں جو عالمی قوتوں کا ایک چہرہ ہے کہ جب کوئی تباہی آتی ہے تو وہ دل کھول کر مدد کرتے ہیں لیکن اس میں اگر اس انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس کے نتائج کو دیکھیں، یہ ایک روایت ہے کہ وہ ہو جائے گی۔ جب زلزلہ آیا تو اس کے تین چار دن بعد حکومت کی طرف سے اسی House میں کھڑے ہو کر وزیر قانون نے یہ فرمایا کہ ایک شخص ہے جس کی بدولت کس طرح عالمی امداد کے منہ کھل گئے لیکن شاید وزیر قانون کو پھر خود ہی شرمندگی ہو کہ وہی فرد واحد جس کی وجہ سے ان کا دعویٰ تھا کہ عالمی اداروں نے امداد کے منہ کھول دیئے، وہی شخص کچھ دن بعد کہتا ہے کہ انٹرنیشنل قوتوں کی طرف سے عالمی امداد کا جو response آیا ہے میں اس سے مایوس ہوا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آج انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس ہو رہی ہے اس میں بھی یہ ہو گا کہ حکومت کہے گی کہ بہت اچھا response ہے اور پھر شاید جب دو چار ماہ بعد وہاں مکان نہ بن سکیں تو پھر سٹیٹمنٹ آئے گی کہ شاید ہم سے کچھ غلطیاں ہو گئیں۔ آج کے اس تاریخی دن کے حوالے سے جب یہ کانفرنس ہو رہی ہے، میں تین نکات کی نشاندہی کروں گا کہ بہت بہتر ہوتا کہ اگر ان تین نکات پر عمل کیا جاتا یا اس کا تجزیہ کیا جاتا تو وہ نتائج جو اس انٹرنیشنل کانفرنس سے حاصل ہونے ہیں وہ زیادہ بہتر حاصل ہو سکتے تھے۔

جناب والا! اس میں میرا پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ اس سارے disaster کی بحالی کے کام کی command اگر ایوان صدر اور جی۔ایچ۔کیو ہیڈ کوارٹر کے ہاتھ میں نہ ہوتی، عملاً پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ عالمی قوتوں کو، عالمی ڈونرز ایجنسیوں کو ہم زیادہ بہتر طریقے سے اپنے مسائل بتا سکتے تھے اور زیادہ attract کر سکتے تھے۔ وزیراعظم کی وساطت سے پارلیمنٹ کا ایک

نمائشی کردار جس کو ہم بنارہے ہیں اس کی بجائے اگر حقیقی اتھارٹی، commandاور ابتدائی فیصلے ایوان صدر میں نہ کئے جاتے، وزیراعظم ہاؤس میں ہوتے، ایوان صدر سے فرمان جاری ہونے کی بجائے وزیراعظم ہاؤس سے ہوتے، اس کی منظوری کابینہ سے لے کر پارلیمنٹ میں لایا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ساکھ زیادہ بہتر ہوتی اور اس میں اپوزیشن بھی تعاون کرتی لیکن یہ درست ہے کہ اس ملک کی اپوزیشن اس مرحلہ پر ویسے تو اپنا تعاون کر رہی ہے لیکن کسی ایسے نمائشی کردار ادا کرنے کو سمجھتی ہے کہ اس ملک کے عوام کے ساتھ بھی زیادتی ہے اگر ایوان صدر اور آرمی ہیڈکوارٹر کی بجائے پارلیمنٹ کے اندر اس کا مورچہ لگایا جاتا تو ہم اس کانفرنس کے شرکاء کو بہتر انداز سے اپنا پیغام دے سکتے تھے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر اب انٹرنیشنل ڈونرز کے نمائندوں نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ پاکستان دنیا کا شاید واحد ملک ہے جہاں پر عالمی امداد کسی نہ کسی ایشو کے حوالے سے آتی رہی ہے، کبھی افغان جنگ کے حوالے سے، کبھی زلزلہ کی تباہ کاریوں کے حوالے سے عالمی امداد آتی رہی ہے اور پھر وہ دور بھی بدقسمتی سے فوج کا دور تھا کہ فوج جب اس ملک کے اقتدار پر قابض تھی۔ ہم نے افغان جنگ کے گھی کے ڈبے اس ملک کے بازاروں اور پرچون کی دکانوں پر دیکھے۔ افغان جنگ میں مجاہدین کی جیکٹیں اس ملک کی درسگاہوں اور یونیورسٹیوں میں طالبعلموں کو پہنے ہوئے اور بازاروں میں بکتے ہوئے دیکھیں۔ پھر اس امداد کی حالت یہ ہو گئی کہ stinger missileاور دیگر اسلحہ غائب ہو گیا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے معاملات کو چھپانے کے لئے اوجڑی کیمپ کا واقعہ ہوتا ہے، آپ سمجھتے ہیں کہ انٹرنیشنل ڈونرز جو انٹرنیشنل فورسز ہیں وہ کیا ان تمام حقائق سے جو اوجڑی کیمپ کی شکل میں رونما ہوتے ہیں ان سے آنکھیں بند کرتے ہیں۔ یہ ہماری بھول ہو سکتی ہے وہ کسی وقتی مصلحت کے تحت اپنے فائدے کے تحت اپنی آنکھیں بند کر سکتے ہیں، حقائق ان سے پوشیدہ نہیں ہوتے اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی اس ملک پر ایک چیف آف آرمی سٹاف ایوان صدر پر قابض ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انٹرنیشنل ڈونرز کے نمائندوں نے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے بالکل واضح طور پر کہا کہ جو فنڈ ہم دیں گے اس پر فوجی طریق کار سے جو آڈٹ ہے اس پر ہم عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں چونکہ پاکستان کی 58سالہ تاریخ میں پارلیمنٹ کے اندر جو آج ایم۔این۔اے، ایم۔پی۔اے مراعات لیتے ہیں، میڈیکل بل کے حوالے سے یہاں کوئی ممبر سوال کر کے اسمبلی سیکرٹریٹ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھ سکتا ہے کہ سمیع خان کا اس سال ہیلتھ کے

حوالے سے کتنا خرچ آیا ہے۔ ہمارا حساب کتاب، ہمارا احتساب اور ہمارا آڈٹ اس ملک کا ہر شہری کر سکتا ہے لیکن ایک روپیہ جو کسی فوجی کی بوٹ پالش پر خرچ ہوتا ہے اس ملک کے کسی ادارے میں جرأت نہیں ہے کہ وہ پوچھ سکے۔ میرا میڈیکل کا بل چیک کیا جا سکتا ہے لیکن ان کے بوٹ پر پالش کی قیمت کا آڈٹ نہ اس ملک کا وزیر اعظم کر سکتا ہے، نہ اس سے پوچھ سکتا ہے۔ اسی لئے انٹرنیشنل ڈونرز کے نمائندوں نے کہا ہمیں فوج کے اس آڈٹ کے طریق کار پر اعتماد نہیں ہے، عالمی طور پر انہوں نے کہا کہ اس کا جو طریق کار ہے اس کو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے حوالے کیا جائے، transparent ہو، نمائشی نہیں بلکہ پارلیمنٹ کی بااختیار کمیٹی اس کو مانیٹر کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ سارے احکامات وہاں سے نہ آتے، اس کے حساب کتاب کا طریق کار صاف شفاف ہم نے پہلے طے کر دیا ہوتا تو شاید وہ امداد جس کا آج اعلان ہونے والا ہے، یقین مانیے اس میں کئی گنا زیادہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اب بھی یہ فوج کے اس آڈٹ سے نکال کر جہاں ہم ان کی کسی پائی کا حساب نہیں لے سکتے آج بھی اس کا حساب کتاب آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے حوالے کیا جائے تو اس میں بہت بہتری ہو سکتی ہے، اس میں بہت زیادہ امکان پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ پیسا انہی حق داروں اور انہی متاثرین پر لگے۔

جناب سپیکر! اس انٹرنیشنل کانفرنس کے حوالے سے میری آخری تجویز ہے کہ وقت بیت گیا اور آج کانفرنس ہو رہی ہے لیکن بہت بہتر ہوتا کہ اگر حکومتی سطح پر ہم عالمی اداروں کو یہ پیغام دیتے کہ اس ملک میں ایک ناگہانی آفت آئی ہے، جہاں پاکستانی قوم اپنا ایک ایک روپیہ اکٹھا کر رہی ہے وہاں حکومتی سطح پر اپنے تمام اخراجات جو بے جا ہیں جو ہماری حکومتوں کے اللے تللے ہیں اس میں ہم اعلان کرتے کہ ہم یہ کمی کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس صرف ایک بات کی نشاندہی کروں گا کہ ایوان صدر کا خرچ 90 کروڑ روپے سالانہ ہے۔ کاش! ہم ایوان صدر کی طرف سے یہ اعلان سنتے کہ ہم اس میں کمی کر رہے ہیں، سادگی کو اپنا رہے ہیں لیکن یہاں الٹ ہو رہا ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہاں مقامی ڈیلر شاہ نواز موٹرز ہے اس سے دو بلٹ پروف گاڑیاں جن کی قیمتیں کروڑوں میں ہیں وہ پچھلے ماہ سی۔ایم پول میں آئی ہیں۔ اس میں پہلے ہی چار گاڑیاں بلٹ پروف موجود ہیں۔ اس وقت ایسی کون سی مصیبت تھی کہ دو اور گاڑیاں اور ان ساری گاڑیوں کی قیمت 150 ملین بنتی ہے۔ ہم انٹرنیشنل ڈونرز کو کیا پیغام دے رہے ہیں کہ جہاں پر ہماری حالت یہ ہو کہ اس ملک کے حکمران اپنی حفاظت کے لئے کروڑوں کی گاڑیاں منگوا رہے ہیں، تیس تیس کروڑ کی ایک گاڑی ہے۔ ہم کیا پیغام دے رہے ہیں کہ اس ملک کا غریب تو اپنی دیہاڑی دو سو روپے میں سے پچاس

روپے کسی کیمپ میں جا کر دیتا ہے کہ یہ اس زلزلے تک پہنچا دیں لیکن ہماری حکومتوں کا عمل وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کوئی ایک message ایسا نہیں آیا ماسوائے اس کے کہ ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے صاحبان کی تنخواہ کٹ گئی۔ ہم نے بہت اچھا کیا لیکن حکومت کے جو اخراجات تھے، جو مصرف تھے اس پر کمی کا کوئی پیغام نہیں چھوڑا۔ وہ پیغام مجھے نہیں چاہئے تھا وہ پیغام انٹرنیشنل ڈونرز کو چاہئے تھا کہ اس مصیبت کی گھڑی میں جہاں اس ملک کے کروڑوں عوام سادگی سے عید منا رہے ہیں۔ ہم اپنے اخراجات میں کمی کر کے اس سادگی کا پیغام دیتے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ تین اقدامات جن کا میں نے ذکر کیا ہے اگر یہ کئے جاتے تو میں دعوے اور پورے یقین سے کہتا ہوں کہ جو response آج آنا ہے اس میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا تھا۔ ان تمام تر تحفظات اور تنقید کے باوجود آخر میں انٹرنیشنل ڈونرز کانفرنس کے شرکاء کو یہ کہوں گا کہ ہمارے تمام تر تحفظات اور خدشات کے باوجود ان لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس ملک کے حکمرانوں کا قصور ہو سکتا ہے لیکن ان بے گھر لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ دل کھول کر اپنے عطیات کا اعلان کیجئے تاکہ ہم سمجھیں کہ عالمی برادری جو کہتی ہے وہ کرتی بھی ہے۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اجلاس بروز سوموار مورخہ 21-نومبر 2005 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے اور یہ بحث جاری رہے گی۔

529

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔نومبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

زلزلہ پر عام بحث (۔۔۔جاری)

531

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

پیر 21-نومبر 2005

(یوم الاثنین، 18-شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

هُوَ الَّذِیۡ يُصَلِّیۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًاo تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَرِيۡمًاo يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًاo وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًاo

سورۃ الاحزاب آیات 43 تا 47

وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور خدا مومنوں پر مہربان ہے o جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہو گا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے o اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے o اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن o اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہو گا o

وما علینا الا البلاغ o

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 2627۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میڈیکل آفیسرز کی کنٹریکٹ پر بھرتی اور موجودہ صورتحال کی تفصیل

*2627: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت مرد / خواتین میڈیکل افسروں کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھیجے بغیر کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کرتی رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمیشن نے محکمہ کو مشورہ دیا ہے کہ یہ اسامیاں مفاد عامہ میں میرٹ پر اس کی وساطت سے پُر کی جائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہذا نے کمیشن کی سفارشات کو اپنی بعض وجوہات کی بناء پر نظر انداز کر دیا؟

(د) مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر کیا حکومت کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعیناتی کے نظام کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر میرٹ کی بنیاد پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے تقرریاں ممکن نہیں تو وجوہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب مرد / خواتین میڈیکل افسروں کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجے بغیر پانچ سالہ کنٹریکٹ پر پُر کر رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ یہ حکومت پنجاب کی اپنی پالیسی ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔

(د) یہ افسر مجاز کی صوابدید پر منحصر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پنجاب حکومت کے دو سب سے بڑے محکمے ہیں ایک محکمہ صحت اور دوسرا محکمہ تعلیم، ان دونوں محکموں میں تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے نہیں کی جارہیں اگر ان دو سب سے بڑے محکموں میں تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے نہیں کرنی ہیں تو پھر پنجاب سروس کمیشن کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ یہاں پر جز (ب) اور (ج) میں بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ کمیشن نے محکمہ کو مشورہ دیا ہے کہ یہ اسامیاں مفاد عامہ میں میرٹ پر اس کی وساطت سے پر کی جائیں" انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے۔" آپ 2003 کی رپورٹ منگوا لیں اس کے اندر دوٹوک الفاظ میں انہوں نے اپنی یہ recommendation دی ہے کہ یہ ساری تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونی چاہئیں۔ جز (ج) کا جواب بھی انھوں نے غلط دیا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہذا نے کمیشن کی سفارشات کو اپنی بعض وجوہات کی بناء پر نظر انداز کر دیا ہے۔" اس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ بھی درست نہ ہے" کمیشن کی رپورٹ میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ تقرریاں کنٹریکٹ پر کرنے کے نتیجے میں لوگوں کی heart burning ہوتی ہے، زیادتی ہوتی ہے، یہ غلط ہے اور میرٹ کے علاوہ اسامیاں پُر کر لی جاتی ہیں تو یہ بالکل غلط جوابات دیئے گئے ہیں۔ ہم اس پر کیا ضمنی سوالات کریں، مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ پانچ سال کے عرصہ میں انہوں نے کتنی بھرتیاں کنٹریکٹ پر کی ہیں اور کنٹریکٹ کی شرائط کیا ہیں، آخر پنجاب پبلک سروس کمیشن کس لئے بنایا گیا ہے؟ اگر محکمہ تعلیم اور محکمہ صحت کے لئے وہاں سے تقرریاں نہیں لینی ہیں تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے؟ میرے خیال میں صرف ماحولیات کا محکمہ رہ جاتا ہے اور اس میں تو کوئی خاص تقرریاں ہوتی ہی نہیں ہیں۔ یہاں پر تو پانچ سال میں دو اسامیاں بھی create نہیں ہوئی ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں معزز ممبر کی خدمت میں گزارش کرتی ہوں کہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتیاں سابقہ دور میں شروع ہوئی تھیں۔ ہم تو بہت زیادہ reformations لا رہے ہیں۔ دوسرا کنٹریکٹ پر بھرتی کے لئے پبلک سروس کمیشن میں requisition دینے کی ضرورت نہیں ہوتی چونکہ اٹانومی دی گئی ہے لہذا ہر ادارہ اپنی vacancy position دیکھتا ہے اور اس کے مطابق اخبار میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ درخواستیں

وصول کی جاتی ہیں اور پھر سلیکشن بورڈ یہ بھرتیاں کرتا ہے۔ سلیکشن بورڈ میں کالج کا پرنسپل، ایک نمائندہ پبلک سروس کمیشن، ایک نمائندہ حکومت پنجاب، متعلقہ محکمے کا ریٹائرڈ پروفیسر اور متعلقہ محکمے کا acting پروفیسر اس کے ممبران ہیں۔ اس کا میرٹ پبلک سروس کمیشن کی طرز پر ہی بنایا گیا ہے۔ پچاس فیصد نمبر academic record کے ہوتے ہیں اور پچاس فیصد نمبر انٹرویو کے ہوتے ہیں۔ extra curricular activities کا ایک نمبر اور حافظ قرآن کا ایک نمبر دیا جاتا ہے۔ مجھے معزز ممبر کی لاعلمی پر رونا آ رہا ہے انھوں نے سوال پڑھا ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ ہتھیار ڈال دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ویسے تو احسان اللہ وقاص صاحب علم و فہم رکھنے والے ہیں مگر صحت کے معاملات میں ان کی معلومات بالکل صفر ہیں۔ یہ کریڈٹ ہماری حکومت کو جاتا ہے۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تقرریاں شروع کر دی ہیں۔ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی تقرریوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن دے دی گئی ہے۔ یہ مطالعہ کیا کریں، information حاصل کیا کریں۔ عوام کو غلط معلومات فراہم کر کے گمراہ نہ کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لگتا یہ ہے کہ ہماری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کی بریکیں فیل ہو گئی ہیں اسی لئے رک نہیں رہیں، وہ بریک لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ ہماری بات تو سنیں۔ ہم نے سوال کچھ کیا ہے اور وہ جواب کچھ اور دے رہی ہیں۔ یہ کیا جواب ہے کہ یہ سب کچھ پچھلی حکومت نے کیا ہے؟ ہم نے پوچھا ہے کہ آپ کنٹریکٹ پر بھرتیاں کیوں کر رہے ہیں؟ ہم نے پچھلی حکومت کے متعلق سوال نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ جز (ب) اور جز (ج) کا بالکل غلط جواب دیا گیا ہے تو اس کی وضاحت کریں۔ انھوں نے تو بریکوں کے بغیر سائیکل چلانی شروع کر دی ہے اگر وقفہ سوالات کو آپ نے اسی طرح مذاق بنانا ہے تو ہم خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، سوالات کرتے ہی نہیں ہیں۔ یہ خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع کر رہی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کے پاس answer sheet موجود ہے، میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ اگر اسی طریقے سے سوالات کے جوابات آنے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے ماسوائے اس بات کے کہ وقت ضائع کیا جائے۔ آپ اس کا جز (د) ملاحظہ فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ "مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر کیا حکومت کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعیناتی کے نظام کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر میرٹ کی بنیاد پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے تقرریاں

ممکن نہیں تو وجوہ بیان فرمائیں۔" اس کا جواب ہے کہ "یہ افسر مجاز کی صوابدید پر منحصر ہے" کیا یہ جواب بنتا ہے؟ یعنی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کنٹریکٹ پر بھرتیاں کی جانی بہت مناسب ہیں تو اس کی وجوہات سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ جواب بالکل مبہم ہے، اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔ وزیر صحت بڑے محنتی اور قابل انسان ہیں لیکن آج انہوں نے وقفہ سوالات میں جو ذمہ داری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو سونپ کر بھیجا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انھوں نے اپنے محکمہ کا مذاق اڑانے کے مترادف فیصلہ کیا ہے یہ جوابات ہیں اور اس کے علاوہ ان کی جو تیاری ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اگر ان کو سمجھ نہیں آئی تو میں اسے repeat کرتی ہوں، یہ سن لیں کہ حکومت پنجاب نے پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی اسامیوں کی ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دی ہے۔ دو ہفتے کے اندر اندر اخبار میں مشتہر ہو جائے گا اور یہ تمام سینئر اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کی جائیں گی اور انشاءاللہ مرحلہ وار ہم جونیئر ڈاکٹروں کو بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ یہ بات پبلک سروس کمیشن کے بارے میں کر رہی ہیں لیکن وہ کنٹریکٹ پر رکھے ہوئے ملازمین کے بارے میں سوال کر رہے ہیں۔ لہذا آپ اس کا جواب دیں کہ کنٹریکٹ پر کیوں رکھے جا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! چونکہ جونیئر ڈاکٹروں سے کنٹریکٹ start کیا جاتا ہے۔ ہمیں ہسپتالوں میں جونیئر ڈاکٹروں کی کافی تعداد میں ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے آپریشن تھیٹر اور وارڈ میں کام کرنے کے لئے ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پبلک سروس کمیشن ایک long process ہے اس میں پہلے requisition دی جاتی ہے پھر advertise کیا جاتا ہے اور اس میں کم از کم چھ سات ماہ لگ جاتے ہیں اس لئے ان posts کو fill کرنے کے لئے جونیئر ڈاکٹروں کو کنٹریکٹ پر بھرتی کیا جا رہا ہے مگر اسے ہر چیز اسی طرح دی جا رہی ہے جس طرح ایک پبلک سروس کمیشن سے selectee کو ملتی ہے۔ جب یہ سینئر پوسٹیں fill ہو جائیں گی تو پھر جونیئر کے لئے بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سلیکشن شروع کر دی جائے گی۔ مزید برآں میں عرض کرتی ہوں کہ contract appointment میں میرٹ کا خیال رکھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دونوں ڈاکٹر صاحبان ہیں۔ پہلے ڈاکٹر وسیم صاحب بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ on record ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کسی پروگرام کے اندر اس بات کا اعلان کیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے کسی پروگرام میں یہ اعلان کیا تھا کہ کنٹریکٹ پر جو بھرتیوں کا سسٹم ہے اسے جلد ہی ختم کر دیا جائے گا اور ڈاکٹر صاحبان کی سروسز regularize کی جائیں گی۔ اس کے بعد مجھے یہ بھی یاد ہے کہ پچھلے بجٹ اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں اس بات کا اعادہ کیا تھا کہ ہم اس کنٹریکٹ کے سلسلے کو ختم کر کے تمام cadre میں ڈاکٹروں کو regular service فراہم کریں گے۔ یہاں پر ایک خاتون ڈاکٹر صاحبہ نے وزیر اعلیٰ کے اس اعلان پر ایک تہنیتی قرارداد بھی پیش کی جو اسمبلی نے منظور کی تھی۔ میرا تعلق بہاولپور سے ہے، جب ہم اپنے حلقے میں جاتے ہیں تو ڈاکٹر صاحبان یہی سوال کرتے ہیں اور یہ بات بالکل بجا ہے کہ job security نہیں ہو گی تو کیسے صحیح طریقے سے deliver goods ہوں گی؟ اگر اس پر عملدرآمد نہیں کرنا تو وزیر اعلیٰ صاحب کو اس طرح چوکے چھکے مارنے کی کیا ضرورت ہے تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر صحت صاحب کے بیان کے مطابق تمام cadre میں ڈاکٹروں کی بھرتیاں کب تک regularize ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تھوڑی سی مجھے وضاحت کرنے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! You are the custodian of the House وضاحت آپ کا کام نہیں ہے بلکہ یہ محکمے کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جو کنٹریکٹ کا مسئلہ چلا تھا وہ for the interest of the rural areas کیا گیا تھا۔ یہ ایک اصول بن چکا ہے کہ جو بھی ڈاکٹر بنتا ہے وہ اربن ایریاز میں تو کام کرنے کے لئے تیار ہے لیکن رورل ایریاز میں جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ کنٹریکٹ اس لئے رکھے گئے تھے کہ جو ڈاکٹر بن چکے ہیں They want to go to rural areas ان کو کنٹریکٹ پر رکھا گیا تھا کہ وہ وہاں جاکر کام سرانجام دیں اگر یک دم کنٹریکٹ ختم کیا جائے گا تو یہ حقائق ہیں کہ ابھی بھی رورل ایریاز میں ایسے ہسپتال موجود ہیں جہاں ڈاکٹرز موجود نہیں ہیں تو میرا خیال ہے کہ کچھ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونے چاہئیں اور کچھ کنٹریکٹ پر ہونے چاہئیں۔ اب لاہور کے ڈاکٹرز ہیں۔

They don't want to go to Rajanpur; they don't want to go to D.G. Khan; they don't want to go to Bahawalpur and they don't want to go to remote areas

تو وہاں کون جائے گا؟ کیونکہ سب چاہتے ہیں کہ ہم لاہور میں کام کریں، سب چاہتے ہیں کہ ہم اسلام آباد میں کام کریں، مریض تو سیالکوٹ میں بھی ہیں، گوجرہ میں بھی ڈاکٹرز درکار ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کنٹریکٹ بھی اچھی چیز ہے لیکن جو سسٹم چل رہا ہے آپ اس بارے میں مزید وضاحت کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے جو وضاحت فرمائی ہے میں اس سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ کنٹریکٹ کا جو concept introduce کروایا گیا تھا دراصل اس میں یہ problem نہیں تھا۔ کسی D.H.Q یا T.H.Q میں تو کسی پروفیسر نے نہیں جانا بلکہ وہاں پر تو ایک simple ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹر جائے گا اور اگر وہ regular ہوگا اور اسے رورل ایریا کا علیحدہ سے زیادہ الاؤنس دیا جائے یا اس کی تنخواہ اربن ایریا سے بڑھا دی جائے تو وہ لوگ وہاں جانے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ دراصل کنٹریکٹ کا معاملہ اس وقت درپیش آیا تھا کہ پروفیسر حضرات regular نوکری کرنے کو تیار نہیں ہیں اگر وہ ہسپتال سے ایک لاکھ یا دس لاکھ بھی تنخواہ لیں تو ان کی پرائیویٹ

پریکٹس پندرہ لاکھ ہے اس لئے ان لوگوں کو اپنے اداروں سے attach کرنے کے لئے اور ان کی skill سے فائدہ اٹھانے کے لئے کنٹریکٹ کا concept introduce کیا گیا تھا لیکن بعد میں اسے وہاں سے نیچے لاتے لاتے اب ایک عام ایم۔بی۔بی۔ایس جس نے first appointment لینی ہے اسے بھی کنٹریکٹ پر رکھا جا رہا ہے۔ وہ کنٹریکٹ تین یا پانچ سال کا ہوتا ہے اس لئے اس آدمی کی ہر وقت نظریہ رہتی ہے کہ میں نے تین سال کے بعد کیا کرنا ہے، جب تک اسے کسی اور جگہ پر اچھی ملازمت نہیں ملتی اس وقت تک وہاں stay کرتا ہے اس کے بعد چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں on a point of order آپ سے یہ بھی وضاحت چاہوں گا کہ آپ جوابی شیٹ ملاحظہ فرمالیں کہ اس پر تاریخ وصولی جواب 16-12-2003 درج ہے تو کیا 16-12-2003 کو موصول ہونے والا جواب 21-11-2005 کو شامل کیا جا سکتا ہے، کیا House کو اتنی late information دی جا سکتی ہے، rules اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے ایک دفعہ رولنگ دی تھی کہ uptodate جواب دیئے جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جواب تو fresh ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصولاً تو جواب fresh ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس میں کہیں 20 دنوں کا بھی ذکر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات درست ہے کہ جواب uptodate ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن یہ جواب تو 2003 کا ہے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں سوال نمبر 2627 کے متعلق تھوڑا سا عرض کروں گا۔ شاہ صاحب نے جو سوال پوچھا ہے اس کے دو ingredients ہیں، اگر آپ سوال کو غور سے پڑھیں "کیا یہ درست ہے کہ حکومت مرد / خواتین میڈیکل افسروں کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجے بغیر کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کرتی رہی ہے؟" اب اس کے دو ingredients ہیں۔ ایک through Public Service

Commissionاور دوسرا کنٹریکٹ ہے۔ ایجوکیشن میں جو لیکچرار کی بھی بھرتیاں ہو رہی ہیں بے شک وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو رہی ہیں لیکن وہ بھی کنٹریکٹ پر ہیں۔ یہ بھرتیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے نہیں ہو رہیں بلکہ Devolution Plan کے تحت محکمہ صحت، تعلیم اور دوسرے محکموں کے ساتھ اضلاع کو تفویض کر دیا گیا ہے۔ اب جس ضلع میں جتنی بھی requirement ہے انہوں نے وہاں پر میڈیکل آفیسرز کے لئے ایک ریکروٹمنٹ بورڈ بنا دیا ہوا ہے۔ اب ریگولر یا کنٹریکٹ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ recruitment کس ذریعے ہو رہی ہے؟ چاہے وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو یا ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعے لیکن یہ بھرتیاں ایک ضابطے کے تحت ہو رہی ہیں۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی بجائے یہ ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہو رہی ہیں جس میں E.D.O,D.C.O ہسپتال کا ایم۔ ایس یا ہیلتھ کا کوئی متعلقہ آدمی یہ بھرتیاں کرتا ہے۔ اب دوسرا ingredient رہ جاتا ہے کہ آیا یہ کنٹریکٹ پر ہیں یا ریگولر ہیں؟ اس میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بیان بھی دیا تھا کہ جو کنٹریکٹ پر بھرتیاں ہو رہی ہیں یہ میری نظر میں ٹھیک نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ مختصر کریں، آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب سپیکر! آئندہ جتنی بھی بھرتیاں ہوں گی وہ regular basis پر ہوں گی اور اس کے لئے سمری فنانس ڈیپارٹمنٹ میں move ہو گئی ہے۔ اسی کا ایک حصہ ہے کہ میڈیکل کالجوں میں ٹیچنگ کیڈر کے جتنے لوگ ہیں کنٹریکٹ کی بجائے ان کا کیس پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیا ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس میں میڈیکل افسروں کے متعلق سوال کیا گیا ہے لیکن محترمہ پروفیسروں کے متعلق جواب دے رہی ہیں۔ اب پروفیسروں کی حالت یہ ہے کہ پچھلے دنوں جو میڈیکل کالجوں کی رپورٹیں پیش کی گئی ہیں ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ 1995 سے قائداعظم میڈیکل کالج میں پروفیسروں کی 12 سیٹیں خالی پڑی تھیں جن میں سے تین fill up ہوئی ہیں اور بقیہ 9 خالی پڑی ہوئی ہیں، یہ بار بار پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیتے ہیں وہ اشتہار دیتے ہیں اور وہاں پر apply کوئی نہیں کرتا۔ اصل ضرورت تو میڈیکل آفیسرز کی ہے جنہوں نے نچلی سطح پر کام کرنا ہے۔

آپ اس کا جواب بھی دیکھیں اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سوال کو آپ مؤخر کریں اور انہیں کہیں کہ نئے سرے سے اس سوال کا پورا جواب دیں کیونکہ جز (ب) اور (ج) کا انہوں نے بالکل غلط جواب دیا ہے۔ میں آپ کے سامنے وہ رپورٹ پیش کرتا ہوں جس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے ان کو recommend کیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پوسٹیں fill کی جائیں۔ یہ جواب دے رہے ہیں کہ "یہ درست نہ ہے۔" یہ کیسے جواب دے سکتے ہیں؟ یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے۔ آپ اس کو pending کریں اور اگلی دفعہ اس کا تفصیلی جواب proper طریقے سے آنا چاہئے۔ یہ دو سال پرانا جواب ہے۔ پتا نہیں ایک دن پہلے انہوں نے کیا تیاری کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ any how میں نے ان کو ہدایت کر دی ہے کہ It should be updated in future. اور جو بھی جواب آئیں updated ہوں۔ جواب updated ہونے چاہئیں اور جو جاری سال ہے اس کے مطابق ہونے چاہئیں۔ (قطع کلامیاں)

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! انہوں نے جو غلط جواب دیا ہے اس کے بارے میں بھی تو کچھ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور اس کی تفصیل بھی فراہم کی جائے۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں اس کی تصحیح کر دیتی ہوں۔ انہوں نے سوال 2003 میں پوچھا تھا، جواب اس کے مطابق تھا لیکن میں نے جو زبانی جواب دیا ہے وہ 2005 کے مطابق دیا ہے، جو جونیئر ڈاکٹر ہیں وہ contract پر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! یہاں پر 2005 نہیں لکھا ہوا بلکہ 2003 لکھا ہوا ہے یا تو پھر یہاں پر بھی 2005 لکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! جب سوال 2003 کا ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، جب سوال 2005 میں پیش ہوا ہے تو جواب بھی 2005 کے مطابق update ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں گا کہ اس میں confusionیہ ہے کہ یہ جواب جب اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھیجا گیا ہے۔تاریخ وصولی یعنی سوال اسمبلی سیکرٹریٹ کو وصول ہوا ہے2003-07-02 کو، اس کے آگے تاریخ ترسیل لکھی ہوئی ہے یعنی محکمے کو یہ سوال2003-08-06کوcirculateہوا ہے،محکمے نے اس کا جواب 2003-12-16کو دیا ہے محکمے کی طرف سے جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو2003-12-16کوآ چکا ہے لہذا محکمے کےbehalfپر ایسا کوئیlapseنہیں ہے۔محکمے نے اس کا جواب بر وقت دے دیا تھا لیکن اسمبلی میں یہ پیش آج ہو رہا ہے جہاں تک ممبران کا یہ استدلال کہ جوابupdateہونا چاہئے۔یہ ضمنی سوال کریں جیسا کہ محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہupdateجواب دے رہی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب متعلقہ وزیر سوال سے متعلق تیاری کرتے ہیں یا پارلیمانی سیکرٹری تیاری کرتے ہیں تو وہ پھرlatestتیاری کر کے آتے ہیں لیکن جواب دینے میں محکمے کی طرف سے کوئی تاخیر نہیں ہوئی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! میں نے اپنے اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ ہدایت دی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ جب یہ جواب یہاں پرput upکرے تو .It should be updated

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے اعلان پر کب عملدرآمد ہوگا، کب تک ڈاکٹروں کیregular servicesہوں گی۔اس پر گورنمنٹ کاversionتو آنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورنمنٹ کاversionتو آ گیا ہے کہ اس پر پیشرفت ہو رہی ہے۔بی بی! آپ پبلک سروس کمیشن کے بارے میں بتائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں نےregularizationکے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بتائیں ان کیregularizationکب ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! انہوں نےspecificسوال نہیں کیا۔کیا وہ جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں یا ایسوسی ایٹ پروفیسروں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟ میں نے اسی کے مطابق جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! جونیئر ڈاکٹروں کے بارے میں، میں نے واضح عرض کیا ہے کہ پہلے جب سینئر ڈاکٹروں کی selection complete ہوگی اس کے بعد یہ اگلے مرحلے میں ہوگا۔ ابھی ہم ان کو exact date نہیں بتا سکتے کیونکہ ابھی سلیکشن بورڈ ان کو select کر رہا ہے؟ جس میں ایک نمائندہ پبلک سروس کمیشن کا بھی ہوتا ہے، پرنسپل بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ یہ جونیئر ڈاکٹر بھی آگے جا کر confirm ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! جونیئر ڈاکٹروں کے متعلق عرض کروں گی کہ Later on they will be confirmed.

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی تجویز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آگے جا کر ان کو confirm کیا جائے گا، فی الحال ایسا پروگرام نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! after completion of senior doctors کیونکہ ابھی یہ سارا جو ایمرجنسی کا کام ہے وہ تو جونیئر ڈاکٹروں نے ہی کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بار بار ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ کا ذکر ہوا ہے۔ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ مختلف ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی بھرتی کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مائیک کو استعمال کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! مختلف ہسپتالوں میں اور مختلف جگہوں پر ڈاکٹروں کی بھرتی ہو رہی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ میں کوئی پی۔ایم۔اے کا نمائندہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایم۔پی۔اے، کوئی ایم۔این۔اے کوئی سینیٹر اس میں شامل ہے یا اس کے علاوہ کوئی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نمائندہ اس میں شامل ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ریکروٹمنٹ بورڈ میں؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بارے میں جواب دیں۔ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ میں کوئی عوامی نمائندہ شامل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! وہ جو یہ فرما رہے ہیں کہ پی۔ایم۔اے کا نمائندہ اس میں شامل ہے یا نہیں؟ پی۔ایم۔اے تو ہماری پرائیویٹ ایسوسی ایشن ہے اس میں اس کا کوئی کردار نہیں ہوتا، اس میں ان کا کوئی نمائندہ شامل نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی عوامی نمائندہ اس بورڈ میں شامل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: نہیں۔ اس بورڈ میں کوئی عوامی نمائندہ بھی شامل نہیں ہے، کوئی ایم۔پی۔اے بھی شامل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر وہاں پر کون ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! وہاں پر ای۔ڈی۔او ہیلتھ ہوتا ہے، سینئر ڈاکٹر اس سلیکشن بورڈ میں شامل ہوتے ہیں اس کے علاوہ ناظم اس میں شامل ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! جو سوال میں نے پوچھا ہے اور یہ بھی عرض کروں گا کہ اچھے ڈاکٹر کی نشانی کیا ہوتی ہے؟ کتاب کے پہلے صفحے پر لکھا ہوا ہے He should be a pretty good listner. یہاں پر تو یہ دیکھا گیا ہے کہ ---

ایک معزز رکن: مریض کہاں ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میرے خیال میں مریض اس side پر بیٹھے ہوئے ہیں، ڈاکٹر اس side پر ہیں۔ بات یہ ہے اور simple سا سوال ہے کہ in a single tone کہ کیا کوئی عوامی نمائندہ اس سلیکشن بورڈ میں ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے فرمایا ہے کہ شامل نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو استدلال پیش کیا ہے کہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا قصور ہے کہ جیسے وہ جواب بھیجتے ہیں سیکرٹریٹ اسی طرح سے answer sheet publish کر کے

House میں پیش کر دیتا ہے لیکن اس سے آگے دوسرے نمبر پر جو سوال آتا ہے اس کا نمبر ہے 3984۔ یہ سوال 2004-2-10 کو محکمے کو بھیجا گیا تھا محکمے نے اس کا جواب 2005-5-5 کو دیا ہے۔ اسی طرح سے آگے ایک سوال ہے 4239 وہ 2004 میں سوال کیا گیا اس کا جواب 2005-1-24 کو دیا گیا ہے۔ یہ جو محکمے نے جوابات ایک مہینہ پہلے بھیجے ہیں وہ بھی answer sheet میں شامل ہیں اگر محکمہ اس سوال کا uptodate جواب دیتا تو وہ بھی اس answer sheet میں شامل ہوتا۔ یہ کوتاہی جو ہے وہ on behalf of the department ہے اگر محکمہ اپنے جواب کو update کرتا تو وہ اس answer sheet میں شامل ہو سکتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسمبلی سیکرٹریٹ نے مجھے inform کیا ہے کہ ایک ممبر دو سوال at a time بھیج سکتا ہے لیکن ایک ممبر کے پینتیس پینتیس سوال آتے ہیں ان کو دو سوالوں کا جواب in time دیتے ہیں باقی pending ہو جاتے ہیں اس وجہ سے delay ہو رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: رانا صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں نے ان کو جواب update دیا ہے۔(قطع کلامیاں)

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! پہلے ہمیں بتایا جائے کہ یہ کتنے منٹ کی کیسٹ ہے، یہ بند ہو گی تو ہم بات کریں گے۔(قہقہے)

جناب والا! آپ ہماری بات تو سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! یہ تہذیب سے بات کریں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! وہ آپ سے سوال نہیں کر رہے، مجھ سے سوال کر رہے ہیں۔ ایک وقت میں ایک بندہ بات کرے۔ اب بگو صاحب بات کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ماشاء اللہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں، آگے چلیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا بڑا اہم سوال تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت سارے سوال ہیں اور سارے ہی اہم ہیں آگے چلئے اگلا سوال۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے اور یہی سوال شاہ صاحب نے بھی کیا تھا لیکن ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! ابھی کافی سوال ہیں اور انہوں نے بہت سارے سوالات کا جواب دینا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: آج میرے خیال میں ان سے تیاری نہیں ہوئی جس کی وجہ سے۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! محترمہ تیاری کر کے نہیں آئیں اور ان کے اس رویّے سے کہ انہوں نے آج جوابات کو serious نہیں لیا۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر صاحب اور محکمے نے اپوزیشن کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ ہم تمام اپوزیشن کے اراکین ان کے اس رویّے کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اپوزیشن والے تو اپنا سیاسی کھیل کھیلنے آتے ہیں۔ عوام کے مسائل کے لئے یہ کیا کرتے ہیں؟ کیا عوام نے انہیں اس لئے منتخب کیا ہے کہ یہ ان کے مسائل حل نہ کریں؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 3267 حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! اس وقت تو ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ اس کو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو آپ House میں ہیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! لودھی صاحب سے گزارش کریں کہ وہ اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر واپس لے آئیں تاکہ اسمبلی کی کارروائی smoothly چلتی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانجھا صاحب! آپ خود چلے جائیں اور انہیں واپس لے آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! آپ اس بات کا سختی سے نوٹس لیں، کبھی کوئی اٹھ کر کہتا ہے، کیسے چل رہی ہے، انہیں تہذیب نہیں ہے کہ وہ یہاں عوام کے problems solve کر رہے ہیں یا ڈرامے کرنے آتے ہیں؟ آپ ان کے لئے order جاری کریں کہ ہم یہاں عوام کے لئے

محنت کر کے آتے ہیں اور عوام کے لئے جو جوابات تیار کئے جاتے ہیں ان کو مذاق کی نذر نہیں ہونا چاہئے۔آپ ان کے لئے کوئی سزا تجویز کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے آپ سے ruling لینی ہے کہ اگر یہ pending کہہ کر اسمبلی سے باہر چلے جاتے ہیں تو کیا Assembly business روک دینے کا کوئی rule ہے؟ آپ آگے چلا لیں، جب وہ واپس آ جائیں گے تو کر لیں یا کسی اور تاریخ کے لئے pending کر دیں۔ آپ آگے سوال پوچھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب.Now, no point of order اگلا سوال نمبر 3267 ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں اگر یہی جواب آنا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو موقع تو دیں ناں،.This is no way ان کا فرض ہے جواب دینا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ recruitment of doctors سب سے اہم چیز ہے۔ Whether there is through Public Service Commission or through contract. جو ملازمین contract پر ہیں وہ اس وقت feel کر رہے ہیں کہ They are not paid. اور پبلک سروس کمیشن recruitment نہیں کر رہا۔ احسان اللہ وقاص صاحب نے بڑا categorically بتایا ہے کہ 2003 کی رپورٹ میں پروفیسرز کی یہ main vacancies خالی ہیں۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ department should take the matter seriously. ہمارے سوال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بہتری ہو سکے۔ اب آپ دیکھیں کہ 30 منٹ میں ایک ایسا important question ہے کہ ڈاکٹر آئیں گے تو لوگوں کو دیکھیں گے۔ Are you satisfied to the answer? اگر آپ اس سے مطمئن ہیں تو ہم بات کرتے ہی نہیں ہیں۔ آپ دیکھیں کہ متعلقہ افسر پر منحصر ہے کہ جو وہ فیصلہ کرلے، بہتر ہے۔ پبلک سروس کمیشن ایک

constitutional body ہے جس کا یہ کام ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ان questions کو pending کر لیں، آئندہ Health Minister ان کا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے دو سوال کئے ہیں، ایک پبلک سروس کمیشن کا اور دوسرا contract کا۔ پبلک سروس کمیشن کے تحت بھی بھرتی ہو رہی ہے اور contract پر بھی بھرتی ہو رہی ہے۔ سوال یہ کیا گیا تھا کہ آیا contract کے ملازمین کو confirm کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دیا ہے کہ contract کے چھوٹے ڈاکٹروں کو فی الحال regular نہیں کیا جا رہا، پروفیسروں اور بڑے ڈاکٹروں کو پبلک سروس کمیشن کے through confirm کر کے پھر اسے take up کیا جائے گا۔ جواب تو انہوں نے دیا ہے اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو پھر وہ کیا کہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے انہیں autonomy دے دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس کو autonomy دی ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں جیسے الائیڈ ہسپتال کو آپ نے autonomy دے دی ہے تو اس طرح سے اس پر محکمے کا اختیار نہیں رہتا ہے، پھر اختیار سے متعلق گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے؟ بورڈ آف مینجمنٹ یا بورڈ آف گورنرز ایک body ہے جو advertise کر کے رکھ سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بورڈ آف گورنرز بھی entitled ہے، اس کے پاس بھی بھرتی کے اختیارات ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ رولز کی بات کریں کہ department devolve ہونے کے بعد ایک ای۔ڈی ہیلتھ ہو گیا ہے اور میڈیکل کالج علیحدہ ہیں۔ میڈیکل کالجوں میں اگر ہسپتال ہیں۔

They have got the autonomy. In autonomy they have autonomy powers but where under the preview of the Provincial Health Department.

اب issue یہ ہے کہ جب آپ کے پاس پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک ادارہ ہے تو آپ اس کے

ذریعے لوگوں کو کیوں نہیں regularize کر رہے ؟ چلیں، یہ بتادیں کہ انہوں نے 2003 میں کتنے ڈاکٹر پبلک سروس کمیشن کے ذریعے recruite کئے ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh question ہے۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، آپ انصاف کریں۔ آپ جو سوال کر رہے ہیں اس کا جواب تو آپ کو مل رہا ہے۔ اب اگر آپ اسے سننے کے لئے تیار نہیں تو یہ تو پھر کوئی ایسی بات نہیں۔ محترمہ تیاری کر کے آئی ہیں اور She has given a proper answer. (Interruptions)

وزیر کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانجھا صاحب!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اسمبلی کے اندر آج ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سوالات تھے۔ پہلے سوال پر ہی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے تو میں آپ سے یہ humble request کروں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے دوست ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے جو information چاہتے ہیں تو یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے درخواست کریں گے تو کل وہ یہاں پر گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق fresh بیان دے دیں گی۔ اب یہ ہے کہ دوسرے سوال کی باری آجانی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! منسٹر صاحب نے ایک تجویز دے دی ہے تو اس کو آپ consider کر لیں۔ آپ نے ان کے سوالات کے جوابات دے دیئے ہیں، for there satisfaction if they want تو اس کو آپ تھوڑا سا elaborate کریں تو اس کے بارے میں آپ انہیں تھوڑا سا بتادیں گی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ next question حاجی محمد اعجاز!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کنٹریکٹ کا مسئلہ بڑا اہمیت کا حامل ہے اور اس کے ساتھ concern ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ وہ آپ کو کنٹریکٹ کے حوالے سے گورنمنٹ کی پالیسی کے بارے میں وضاحت کریں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب وضاحت کریں گی اگر یہ question pending نہیں ہے تو پھر وضاحت کیسے ہو گی ؟ اب یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ سوال update بھی نہیں ہے اور غلط بھی ہے۔ یہ دونوں چیزیں ثابت ہو گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے جواب صحیح دیا ہے لیکن آپ کی satisfaction کے لئے وہ آپ کو مزید تفصیل سے آگاہ کر دیں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ جز (ج) اور (د) کا answer sheet میں جو جواب ہے وہ تو غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے آپ بتائیں کہ کونسی چیز غلط ہوئی ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جز (ب) میں سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ کمیشن نے محکمہ کو مشورہ دیا ہے کہ یہ اسامیاں مفاد عامہ میں میرٹ پر اس کی وساطت سے پُر کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے یہی کہا ہے کہ وہ پُر کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں۔ جناب! انہوں نے یہ کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے۔" آپ ریکارڈ منگوا لیں اور دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جز (ب) درست نہ ہے۔ یہ حکومت پنجاب کی پالیسی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: "یہ درست نہ ہے۔" یہ غلط جواب ہے۔ یہ درست ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ 2003 میں یہ لکھا ہوا ہے۔ میں نے پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کو پڑھ کر یہ سوال کیا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "ہم محکمے کو advice کرتے ہیں کہ وہ ساری اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میرٹ پر پُر کریں۔" یہ اس کا جواب دے رہی ہیں کہ یہ نہیں لکھا ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں رپورٹ پیش کرتا ہوں آپ اس کو پڑھ لیں اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔ میں تو یہ بات عرض کر رہا ہوں۔ انہوں نے 2002 کی رپورٹ میں اور 2003 کی رپورٹ میں بھی recommend کیا ہے اور یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس سوال کو pending کریں تاکہ اس پر آئندہ بات ہو سکے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس کا بڑا آسان سا حل ہے۔ آپ اس کو آج pending کر لیں، کل اس پر جواب آ جائے گا اور ساتھ ہی یہ سوال dispose of ہو جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! مہربانی کریں اور سوال کو pending کریں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس کا بڑا آسان سا جواب ہے کہ آج آپ اس کو pending کر دیں کل ان

کی statement آ جائے گی اس کے ساتھ ہی یہ سوال dispose of ہو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! وہ جان بوجھ کر الجھا رہے ہیں۔ یہ اپوزیشن کا کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آہستگی سے بات کریں، آرام سے بات کریں، وہ سمجھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اپوزیشن کا کام twist کرنا ہے۔ جناب احسان اللہ وقاص سے عرض ہے کہ حکومت کی اپنی پالیسی ہے۔ پبلک سروس کمیشن نے نہ ہی اس میں کوئی فیصلہ دیا ہے اور نہ ہی کوئی recommendation دی ہے اور recommendations حکومت دیا کرتی ہے اور وہ recommendation ہم نے سینئر پروفیسر کے لئے دے دی ہوئی ہے۔ پبلک سروس کمیشن دو ہفتے کے اندر اندر ان کو advertise کرے گی، اس کے بعد انٹرویو ہوں گے اور سینئر ڈاکٹرز select کر لئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے کہا ہے کہ دو ہفتے کے اندر اندر ہو جائے گا۔ انھوں نے وضاحت کر دی ہے۔ اگلا سوال نمبر 3267 حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3267

گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*3267: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کو Devolution Plan کے تحت 02-2001 سے کام کرنے سے روک دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو نے مختلف فرموں سے زائد المیعاد ہونے والی ادویات مالیتی سوا کروڑ روپے کی وصولی کرنی ہے جو گزشتہ 16/15 سالوں سے معرض التواء میں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو میں اس وقت بھی ڈیڑھ تا دو کروڑ روپے کا سامان instts/equipments/chemicals سٹاک میں موجود ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو سے متعلقہ کئی ڈرافٹ پیرے موجود ہیں اور کیسز عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپو کی فارماسیوٹیکل فیکٹری کی مشینری/ خام مال وغیرہ کی ڈسپوزل

تاحال مکمل نہیں ہوئی؟

(و) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ڈپو کو کام کرنے سے کیوں روک دیا گیا ہے وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت:

(الف) گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو سے Devolution Plan کے تحت 02-2001 سے مراکز صحت کے لئے ادویات کی خریداری کا کام ضلعی حکومتوں کو تفویض کر دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو وفاقی اور صوبائی حکومت کے تحت چلنے والے مختلف پراجیکٹس میں مہیا کی گئیں مختلف ادویات اور میڈیکل آلات کی وصولی اور ان کی ترسیل کا کام بدستور انجام دے رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 16/15 برسوں سے مذکورہ ڈپو نے مختلف فرموں سے غیر معیاری/زائد المیعاد ہونے والی ادویات کی مد میں مبلغ دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے کی مختلف فرموں سے وصولی کرنی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فرم	مالیت وصولی	موجودہ کیفیت
1۔	میسرز اکبر برادر	1,26,38,253	نیب میں کیس زیر سماعت ہے جس کی محکمہ باقاعدگی سے پیروی کر رہا ہے۔
2۔	میسرز سوکارنو	12,40,389	سول عدالت میں کیس زیر سماعت ہے جس ڈرگ ہاؤس کی محکمہ باقاعدگی سے پیروی کر رہا ہے۔
3۔	میسرز شیبا کارپوریشن	60,000	محکمہ وصولی کے لئے کوشاں ہے۔ وصولی جلد متوقع ہے۔
4۔	میسرز ایوران لیبارٹری	42,71,536	محکمہ نے Arrears of land Revenue کے تحت رقم کی وصولی کا کیس E.D.O ریونیو کو بھیج دیا ہے۔
5۔	میسرز شفاء لیبارٹریز	41,92,199-57	ایضاً۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈپو میں اس وقت مبلغ ایک کروڑ تہتر لاکھ سات ہزار اکیس روپے کا سامان instts./Equipments/chemicals موجود ہیں جن کے بارے میں گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو سے باقاعدگی سے circular جاری کرتا رہتا ہے اور جیسے ہی

کسی ضلع سے ڈیمانڈ وصول ہوتی ہے تو ایم۔ایس۔ڈی اس کے مطابق سٹور سپلائی کر دیتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مختلف آڈٹ پیرے میڈیکل سٹورز ڈپو سے متعلق موجود ہیں اور ان میں سے چند ایک کے متعلق کیسز مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ان پیروں کو حل کرانے کے لئے محکمہ آڈٹ سے باقاعدگی سے رجوع کیا جا رہا ہے۔

(ہ) میڈیکل سٹورز ڈپو کی فارماسیوٹیکل فیکٹری کی مشینری محکمہ صحت کے متعلقہ قوانین وضوابط کے تحت نیلام ہو چکی ہے اور مبلغ 22,50,000 روپے سرکاری خزانہ میں جمع کرایا جا چکا ہے۔خام مال مالیت مبلغ تہتر لاکھ ستر ہزار پانچ سو اکہتر روپے ابھی تک فروخت نہیں کیا جا سکا تاہم اس کی فروخت کے لئے متعدد بار قومی اخبارات میں نیلامی کے لئے اشتہارات دیئے گئے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) لیکن تاحال کوئی مناسب بولی وصول نہیں ہوئی۔نیلامی کے لئے مزید کارروائی زیر عمل ہے۔

(و) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے تحت مراکز صحت کے لئے ادویات کی خریداری کا کام گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور ضلعی حکومتوں کو تفویض کرا دیا گیا ہے۔ تاہم وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے تحت چلنے والے مختلف پراجیکٹس میں مہیا کی گئیں ادویات اور میڈیکل آلات کی وصولی اور ان کی ترسیل کا کام بدستور گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور سرانجام دے رہا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ 15/16 سال سے دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے گورنمنٹ نے ان فرموں سے وصول کرنے ہیں اس کی آج جو تازہ صورتحال ہے وہ کیا ہے؟ کیا یہ بتائیں گی کہ وصول ہوئے ہیں کہ نہیں یا کتنے پیسے وصول ہو چکے ہیں کیونکہ اس سوال کے جواب کو آئے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں سے کتنے پیسے وصول ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے کی مختلف فرموں سے جو وصولی کرنی ہے وہ اس مد میں ہے کہ جب گورنمنٹ میڈیکل ڈپو سے میڈیسن خریدتی ہے تو قواعد وضوابط کے تحت خریدتی ہے۔ جیسے ایک میڈیسن خریدی ہے اور اس کی expiry date تین سال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ کتنے پیسے وصول ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں اس لئے بتا رہی ہوں کہ ان کو پھر سمجھ نہیں آنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تفصیل چھوڑیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ابھی process میں ہے۔ کچھ وصول ہو چکے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کتنے وصول ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ہم نے دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے وصول کر لئے ہیں اور باقی under process ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی میرا استحقاق باقی ہے کہ اگر اس سوال کا جواب غلط ہوا۔ انھوں نے کہا ہے کہ دو کروڑ بیس لاکھ دو ہزار روپے وصول پا لئے ہیں اگر یہ جواب غلط ہوا تو میرا استحقاق مجروح ہو گا اور میں ان کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آؤں گا۔ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں اور یہ غلط جواب دے رہی ہیں۔ مجھے علم ہے کہ ابھی تک ایک پائی بھی وصول نہیں ہوئی۔ یہ کیسے کہتی ہیں کہ وصول ہو گئے ہیں جو 15/16 سال سے pending ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اب پہلے سوال کی طرح سے اس سوال کے ساتھ بھی وہ سلوک نہ فرمائیے گا۔ آپ جواب ملاحظہ فرمالیں کہ انھوں نے کہا ہے کہ دو کروڑ بیس لاکھ دو ہزار روپے ہم نے وصول کر لئے ہیں۔ اس سوال کے جز (ب) میں جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ 15/16 برسوں سے مذکورہ ڈپو نے مختلف فرموں سے غیر معیاری / زائد المیعاد ہونے والی ادویات کی مد میں مبلغ دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے کی مختلف فرموں سے وصولی کرنی ہے۔ یہ کل رقم دو کروڑ چوبیس لاکھ ہے۔ جب انھوں نے دو کروڑ بیس لاکھ وصول کر لئے ہیں تو پھر جو نیچے figures دی ہیں کہ ایک کروڑ چھبیس لاکھ، بارہ لاکھ، بیالیس لاکھ تو پھر یہ کہاں سے آ گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ابھی وصول کرنی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! بات یہ ہے کہ انھوں نے یہ جواب 2004-1-15 کو دیا ہے اور 2004-1-15 کو آپ نے کل دو کروڑ چوبیس لاکھ روپے ان سے لینے تھے اب آپ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہم نے دو کروڑ بیس لاکھ روپے وصول کر لئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: وصول کرنے ہیں۔ انھیں سمجھ نہیں آ رہی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنے وصول ہو گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! کرنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی، پہلے آپ میرا سوال سنیں اور اس کے بعد جواب دیں۔ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس رقم میں سے کتنا وصول ہوا ہے؟ آپ اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ابھی یہ تمام under process ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ ابھی ریکارڈنگ چلا کر دیکھ لیں۔ اس سے پہلے انھوں نے جو جواب دیا ہے کہ ہم نے پیسے وصول کر لئے ہیں۔ میں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ انھوں نے جواب غلط دیا ہے۔ آپ ریکارڈنگ چلوا کر دیکھ لیں اگر انھوں نے یہ نہ کہا ہو تو جو مرضی ہو سزا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ خود اپنے سوالوں کے لئے serious نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف ایک humble request کرنا چاہ رہی ہوں کہ محکمہ صحت بہت بڑا محکمہ ہے۔ جب بھی وزیر صحت جواب دیتے ہیں بڑا اچھا اور مربوط جواب دیتے ہیں۔ یہاں پر ہمارے جو ہیلتھ کمیٹی کے چیئرمین ہیں ان کو موقع دے دیا جاتا اگر ہماری پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ اس کام کی مجاز نہیں تھیں یا وہ کر نہیں پا رہی تھیں تو ان کو موقع دے دیا جاتا۔ میں آپ سے ایک اور بھی humble request کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر صاحبہ کی ڈگری چیک کروا لیں۔ ایسے جواب آج تک کسی ڈاکٹر نے نہیں دیئے ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میری ڈگری تو ٹھیک ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں کام کر رہی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! بات یہ ہے کہ آپ نے جو جواب دینا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں سے کتنا آپ کو وصول ہو چکا ہے؟ فی الحال اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ یہ جو کہہ رہی ہیں کہ محترمہ منسٹر ہیلتھ کے سامنے اپنے کام کروانے کے لئے بھیگی بلی بنی ہوتی ہیں۔ اب پارلیمانی سیکرٹری

کے سامنے چمچہ گیری کے لئے کہ ---اپنے منہ سے پچھلی دفعہ تو انھوں نے میری تعریفوں میں اتنے کلا بے استعمال کر دیئے تھے۔اس کا مطلب ہے کہ ان کا کوئی ذہن، کوئی IQ ہے ہی نہیں۔آج یہ proof ہو گیا کہ یہ بےپیندہ لوٹا ہیں۔یہ جو ڈپو کی ساری کہانی ہے یہ شہباز شریف کے دور میں شروع ہوئی تھی۔انھوں نے ایک پائی بھی وصول نہیں کی۔ہم تو پھر بار بار کورٹس میں جاکر پیروی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد وصول کر لیں گے۔حقیقت تو یہ ہے کہ یہ میری زبان کھلوانا چاہتے تھے تو میں نے آج کھول دی ہے جو میں ان کا لحاظ رکھ رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر!اس سال بجٹ میں پنجاب حکومت نے تقریباً ساڑھے تین ارب روپیہ محکمہ صحت کو دیا۔ میری گزارش ہے کہ محترمہ کے لئے specially ایک psychiatrist کو involve کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Don't be personal. This is no point of order. I will not allow a personal point of order. Please sit down.

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چار فرموں کے جو نام دیئے گئے ہیں ان چار فرموں سے دو کروڑ چوبیس لاکھ دو ہزار روپے گورنمنٹ نے وصول کرنے ہیں جو کہ پچھلے چودہ پندرہ سال سے pending ہیں۔انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ وصولی کے لئے کوشاں ہے، وصولی جلد متوقع ہے۔مجھے اس کی وضاحت کر دیں محکمہ نے کیا ایکشن لیا جو یہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ وصولی کے لئے کوشاں ہے، وہ کونسی کوششیں ہیں مجھے اس کی ذرا وضاحت فرما دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میسرز اکبر برادرز کا کیس نیب میں چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ تیسرا سوال کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ کوششوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو میں صحیح بتا رہی ہوں کہ میسرز اکبر برادرز کا جو کیس کافی دیر سے نیب میں ہے، محکمہ صحت باقاعدہ اس کی پیروی کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کوشاں ہے، وہ میسرز شیبا کارپوریشن کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی کہ انہوں نے جواب کے جز (ب) میں کہا ہے کہ محکمہ نے ان فرموں سے دو کروڑ چوبیس لاکھ روپے وصول کرنے ہیں اور ان کی وصولی 1,26,38253 ایک میسرز سے ہے، 42,71,536 ایک میسرز سے ہے، 12,40,389 ایک سے ہے، 60,000 ایک میسرز سے ہے۔ اب اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے دو کروڑ چوبیس لاکھ روپے وصول کر لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ وصول کرنے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے وصول کر لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ وصول نہیں کئے، کرنے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جواب انہوں نے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے دیا ہے۔ اب یہ ڈیڑھ سال کی کارکردگی بتادیں کہ انہوں نے ڈیڑھ سال میں کیا کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں۔ یہ سوال آپ کر سکتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال میں جو کہانی پوشیدہ ہے، محکمہ صحت کے بعد اس House میں اس کو منظر عام پر لانا آپ کی بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے، یہ پاکستان کے ان مگر مچھوں کی کہانی ہے جنہوں نے ہر ڈیپارٹمنٹ میں قوم کے خزانے کو مختلف طریقوں سے لوٹا ہے۔ یہ مسئلہ اس رقم کا نہیں ہے، یہ مسئلہ ان مگر مچھوں کا ہے جو ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہوتے ہیں، اب اس کی طرف کوئی نہیں جا رہا کہ اگر بالکل یہ مان بھی لیا جائے کہ ان کی وصولی نہیں ہوئی۔ اس ملک میں ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ پچاس ہزار ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرضہ

لیتا ہے تو اس کے نام پر اشتہار اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور جو غریب آدمی قرضہ لیتا ہے، ٹھیک تین ماہ بعد اس کے گھر کے سامنے پولیس کھڑی ہوتی ہے لیکن ان مگر مچھوں کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ دو کروڑ چوبیس لاکھ انہوں نے دینا ہے، دو سال پہلے یہ جواب آیا کہ ہم پیروی کر رہے ہیں۔ اس وساطت سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دو سال پہلے اگر نیب میں یہ اکبر برادرز کے خلاف پیروی کر رہے ہیں جنہوں نے ایک کروڑ چھبیس لاکھ روپیہ محکمہ ہیلتھ کے حوالے سے اس قوم کا ادا کرنا ہے تو دو سال کے بعد بھی ان کی statement یہی ہے کہ ہم پیروی کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر دو سال پہلے بھی یہ پیروی کر رہے تھے، آج بھی اگر یہ پیروی کر رہے ہیں تو اس سے ان ملک کے لوٹنے والوں کا اندازہ ہوگا کہ محکمے کتنے بے بس ہیں کہ دو سال بعد بھی صرف پیروی ہو رہی ہے، غریب آدمی سے رقم نکلوانے کے لئے اسے گرفتار کیا جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال بالکل واضح ہے یہ وضاحت کر دیں کہ اب موجودہ پوزیشن میں نیب میں کس طرح کی یہ پیروی کر رہے ہیں، جو کیس نیب کے پاس ہے وہ اس وقت کس status میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ آج کی بات نہیں، پندرہ سال پہلے کی یہ ریکوری ہے۔ انہی کے دور کے ہیں اور ان ہی کے بوئے ہوئے بیج ہیں، ہم پیروی کر رہے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو بھی تو defend کریں کہ جب عدالت میں مجرم اور رٹ کرنے والا آمنے سامنے ہوتا ہے تو اپنی بات کو protect کر رہا ہوتا ہے۔ ہم تو پیروی کر رہے ہیں اور ہم شفاء لیبارٹریز کے کیس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ عدالت نے انہیں پابند کر دیا ہے کہ اس کی فرم pre-qualify کر دیں، یہ فوری طور پر next hearing پر ساری رقم آپ کو return کر دیں گے۔ یہ ہم محنت کر رہے ہیں، انہوں نے مگر مچھوں کو دیئے ہیں اور یہ ساری ڈیمانڈ انہوں نے provide کی تھی ہم تو پھر بھی پیروی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اگلی ساعت میں ہم آپ کو positive جواب دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کیس تقریباً پانچ سال سے چل رہے ہیں اور ابھی تک کوئی ریکوری نہیں ہوئی اور ہم پیروی کر رہے ہیں۔ اس سے ایک طرف تو نیب کی صورتحال بھی سامنے آجاتی ہے کہ نیب وہ ادارہ ہے جو ایک سیاسی لیڈر کو صرف خط موصول کرنے پر تیس دن کے اندر اندر تیس سال سزا دیتا ہے اور دوسری طرف یہ کرپٹ لوگ ہیں کہ پیروی ہو رہی ہے اور ابھی تک کوئی وصولی نہیں

ہوئی۔اب یہ بتائیں کہ ان کیسز کی stages کیا ہیں، یہ evidence پر ہیں یا فیصلے پر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! نیب کے پاس ایک مقدمہ ہے، پیروی کر رہے ہیں۔ انہوں نے دس سال آنکھیں بند کی ہوئی تھیں ہمیں تو ابھی تین سال ہوئے ہیں ہم جلد ہی ریکوری کروالیں گے۔ یہ اُس وقت کہاں تھے، ان کا اس وقت کوئی ضمیر نہیں تھا، اس وقت ان سے کوئی ریکوری نہیں ہوئی؟ اس وقت کے سارے بیج انہوں نے بوئے ہوئے ہیں۔اب ہم محنت کر رہے ہیں، ہمارا ڈیپارٹمنٹ اس کو pursue کر رہا ہے۔جب اگلی دفعہ ہمارا question hour ہوگا تو ہم انشاء اللہ آپ کو بتادیں گے کہ ہم ریکوری کروا چکے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ درست ہے، ہم نشاندہی کرتے ہیں اس ملک میں جو ہوتا رہا ہے اس میں یہ نہیں ہے۔اب اگر آپ قوم کے پیسے کے ساتھ اس طرح کا مقابلہ بنالیں کہ انہوں نے پانچ سال آنکھیں بند کی ہیں، ہم نے تین سال کی ہیں۔ یہ اس قوم کے پیسے کے ساتھ مذاق ہے اگر ان مگرمچھوں کی طرف سے آنکھیں بند کرنے کا مقابلہ یہاں یہ حکومت کر رہی ہے کہ آپ نے پانچ سال آنکھیں بند کی تھیں اب ہم نے بھی پورے پانچ سال کرنی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمیں تو آنکھیں بند کئے ہوئے تین سال ہوئے ہیں، یہ ان کی statement ہے، ریکارڈ نکلوالیں۔ اگر کسی بھی دور میں کچھ ہوا ہے تو یہ اس کو جواز بنا کر آئندہ کرپشن کے راستے نہیں کھول سکتے، کسی بھی دور میں کچھ ہوا ہے تو اس کو جواز بنا کر اگر اس House میں کہا جائے کہ ان سے پیسے وصول نہیں کرنے ہیں، ہمیں تو آنکھیں بند کئے ہوئے صرف تین سال ہوئے ہیں۔ اس سے ان کی حالت کا اندازہ لگالیں کہ یہ کس طرح کے مقابلے کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کو recover کر کے ہمیں بتانا چاہئے تھا کہ آپ کے دور میں یہ ریکوری نہیں ہوئی اور ہم نے یہ کر کے دی ہے لیکن یہ تو الٹا کہہ رہے ہیں کہ ہمارا آپ کے ساتھ مقابلہ ہے، مختلف حکومتوں کے ساتھ مقابلہ ہے۔اب ان کی آنکھیں بند کرنے کے دو سال رہ گئے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت پرویز مشرف کی حکومت کا تسلسل ہے ان کو آنکھیں بند کئے ہوئے چھ سال ہو گئے ہیں انہوں نے کوئی ریکوری نہیں کی۔ یہ سوال اس بات کا ثبوت ہے کہ اب ماسوائے پیروی، پیروی، پیروی کے ان کے پاس اور کوئی جواب نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جو پیروی کر رہے ہیں وہ صرف رقم دینے کے پابند نہیں ہیں۔ جو agreement ہے وہ دوائیوں کا ہے۔ وہ دوائیوں کی صورت میں بھی واپس ہو جائے گا۔ میرا کہنے سے

مراد کسی سے مقابلہ نہیں تھا، مراد انہیں باور کرانا تھا کہ جتنے بگڑے ہوئے حالات، جتنی ٹوٹی پھوٹی چیزیں ہمیں دی تھیں ان چیزوں کی اصلاح کرنے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے، کوئی الہ دین کا چراغ نہیں ہوتا کہ راتوں رات اصلاح کر دی جائے۔ ہم نے چیزوں کو صحیح طریقے سے ٹھیک کرنا ہے اور ہم پیروی کر رہے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ قوم کے خون پسینے کی کمائی ہے اور جب ہمارا اگلا اجلاس ہو گا تو آپ کو ثابت کریں گے اور بتائیں گے کہ ہم نے اتنی ریکوری کی ہے۔ یہ ہمارا aim ہے کہ ہمارے عوام نے اپنے خون پسینے کی کمائی جن چوروں کو دی تھی، کنٹریکٹ ان سے واپس ہم ہی لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ فرما رہی ہیں کہ اگلے اجلاس تک وہ بتا دیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میری آپ سے، راجہ بشارت صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے گزارش ہے کہ جب خواتین کو اس اسمبلی میں بھیجا گیا تھا اس کا کریڈٹ لینے کی یہ بہت کوشش کرتے ہیں لیکن ان کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا اب رپورٹس پر آ رہے ہیں۔ محترمہ جس قسم کی تیاری کر کے آئی ہیں، جس قسم کے جواب دے رہی ہیں اور اوپر سے personal ہو رہی ہیں۔ ان سے بات کچھ کی جاتی ہے اور وہ personal ہو جاتی ہیں کہ فلاں نے یہ کیا، فلاں نے یہ کیا۔ ایسی باتیں ایوان میں زیب نہیں دیتیں۔ دوسری بات سوال کے متعلقہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ پیروی کر رہے ہیں۔ پیروی کیا ہو رہی ہے، ان کو کچھ پتا نہیں ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ پیروی کس تاریخ کو ہے یا کیس کس سٹیج پر ہے، ان کو کچھ پتا نہیں اور ان کی پیروی کی یہ حالت ہے۔ راجہ بشارت صاحب بھی ہنس رہے ہیں اور مذاق بنا رہے ہیں اس طرح محکموں کا مذاق نہ اڑایا جائے، اس طرح خواتین کی نمائندگی کا بھی مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ میں اس کی مذمت کرتی ہوں اگر خواتین کو اسمبلیوں میں بھیج کر اس طرح مذاق اڑایا جائے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح خواتین کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کی قومی خدمات کے لئے بحالی کا مسئلہ

*3268: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کو 02-2001 سے کام کرنے سے روک دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آرمی پراونشل مانیٹرنگ اینڈ کوآرڈینیشن سیکرٹریٹ ہیڈکوارٹر، لاہور کینٹ نے اپنے مراسلہ مورخہ 20-اگست 2000 کے تحت چیف سیکرٹری پنجاب / سیکرٹری ٹو گورنر پنجاب / سیکرٹری محکمہ صحت پنجاب اور سیکرٹری خزانہ پنجاب کو مذکورہ ڈپو بند کرنے کے فیصلے پر نظرثانی کا مشورہ دیا اور اس سلسلہ میں بھرپور سفارش کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈپو سے ماضی میں قدرتی آفات، پاک بھارت جنگوں میں افواج پاکستان اور حال ہی میں عراقی عوام کے لئے ادویات سپلائی کی گئیں؟

(د) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تاریخی گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کو کیوں بند کیا جا رہا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کی رو اور ضلعی حکومتوں کے قیام کی وجہ سے گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو کا کام ضلعی حکومتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ آرمی پراونشل مانیٹرنگ کوآرڈینیشن سیکرٹریٹ ہیڈکوارٹر لاہور کینٹ نے اس کو بحال رکھنے کا مشورہ دیا تھا لیکن اسی دوران پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کا نفاذ ہو چکا تھا اور بعد میں ضلعی حکومتیں قیام پذیر ہوئیں جس کی وجہ سے یہ کام انہیں تفویض کر دیا گیا۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کا کام ضلعی حکومتوں کے قیام کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور۔ 2001 سے تا حال ہونے والی بھرتیوں کی تمام تر تفصیلات

*3636(A): ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک سروسز ہسپتال لاہور میں کتنے افراد کو کس کس اسامی پر بھرتی کیا گیا، بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات، ڈومی سائل اور ولدیت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا نیز یہ بھرتی کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت دی گئی؟

(ج) کیا اس سلسلہ میں اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان کی نقل مع تاریخ اور اخبارات کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا مذکورہ بھرتی سے قبل بھرتی کمیٹی تشکیل دی گئی تو اس کمیٹی کے ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے ان کی تفصیل وغیرہ الگ دی جائے؟

(و) کتنے افراد کو وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل الگ دی جائے؟

(ز) اس وقت ہسپتال ہذا میں کون کون سی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک سروسز ہسپتال میں بھرتی ہونے والوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد کو میرٹ پر بورڈ آف گورنرز سروسز ہسپتال لاہور کی منظوری سے بھرتی کیا گیا۔

(ج) اس سلسلہ میں اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا ان کی نقل مع تاریخ اور اخبارات کے نام کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! مذکورہ بھرتی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کی کاپی ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) کسی بھی فرد کو وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ز) خالی اسامیوں کی لسٹ ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے ٹیسٹ کا مسئلہ

*3984: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے F.Sc کے بعد entrance کا امتحان لیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ کا فیصلہ دونوں امتحانوں کے مجموعی نمبروں پر ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں امتحانوں کا نصاب ایک ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں entrance کے امتحان کی تیاری کے لئے اکیڈمیاں ہزاروں روپے فیس لے کر تیاری کرواتی ہیں؟

(ہ) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت وقت، پیسے اور ذہنی دباؤ سے بچنے کے لئے دو امتحانوں کی بجائے پہلے کی طرح F.Sc کے نمبروں کو داخلہ کا معیار بنانے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے کیونکہ انٹری ٹیسٹ بھی ایف۔ایس۔سی (پری میڈیکل) کی کتابوں سے لیا جاتا ہے۔

(د) حکومت کسی بھی طالب علم کو یہ نہیں کہتی کہ وہ ہزاروں روپے دے کر اکیڈمیوں سے تیاری کرے یہ ہر طالب علم کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ انٹری ٹیسٹ کی تیاری کیسے کرتا ہے، حکومت کا کسی بھی اکیڈمی سے کوئی تعلق نہ ہے اور بے شمار طالب علم بغیر کسی اکیڈمی کی مدد کے ہی انٹری ٹیسٹ میں امتیازی نمبر حاصل کر رہے ہیں۔

(ہ) یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (PM&DC) کو قانونی اختیار حاصل ہے کہ میڈیکل اینڈ ڈینٹل ایجوکیشن کے لئے قانون اور طریق کار وضع کرے۔ میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں میں داخلہ کے خواہشمند طالب علموں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق انٹری ٹیسٹ دیں۔ مزید بیان کیا جاتا ہے کہ عدالت عظمیٰ نے بھی PM&DC کے بنائے ہوئے قانون کی تائید کی ہے۔ اس طرح انٹری ٹیسٹ کا ہونا لازمی ہے کیونکہ اسے قانونی حیثیت حاصل ہو چکی ہے تاہم ایف۔ایس۔سی کے امتحانی معیار کے بتدریج بہتر ہونے پر حکومت

پنجاب ایف۔ایس۔سی میں حاصل کردہ نمبر کی(weightage) کو 50 سے 65 فیصد پر لے آئی ہے۔

راولپنڈی میڈیکل کالج، فرسٹ ایئر کی نشستوں، اوپن میرٹ و کوٹاجات کی تفصیل

*4063: جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میڈیکل کالج میں ہر سال فرسٹ ایئر کے لئے کتنی نشستیں مخصوص ہیں؟

(ب) ان میں اوپن میرٹ اور کوٹاجات کے لئے کیا فارمولا مقرر ہے؟

(ج) انٹری ٹیسٹ کے نتیجے میں 2003 میں کتنے طلباء و طالبات نے اوپن میرٹ پر داخلہ لیا؟

وزیر صحت:

(الف) راولپنڈی میڈیکل کالج میں فرسٹ ایئر کی نشستوں کی کل تعداد 252 ہے۔

(ب) اوپن میرٹ اور کوٹاجات کی تخصیص درج ذیل ہے:۔

I۔اوپن میرٹ	209
II۔معذور طلباء	02
III۔ F.A.T.A	01
IV۔شمالی علاقہ جات، AJK	04
V۔غیر ملکی طلباء (PTAP)	10
VI۔غیر ملکی طلباء (سیلف فنانس)	04
VII۔بین الصوبائی	02
VIII۔سیلف فنانس (مقامی)	20
مقامی طلباء کے لئے فارمولا، ایف ایس سی اوسط	50 فیصد
میڈیکل داخلہ ٹیسٹ	50 فیصد

(ج) سال 04-2003 میں اوپن میرٹ پر کل 209 طلباء نے داخلہ لیا۔

پی پی۔8 راولپنڈی۔ سرکاری ہسپتال اور مراکز صحت کے قیام کا مسئلہ

*4064: جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی-8 ضلع راولپنڈی جس کی آبادی کم و بیش 5 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے میں حکومت پنجاب کا کوئی ہسپتال نہ ہے؟

(ب) کیا کسی ہسپتال یا مزید بنیادی صحت مراکز کا منصوبہ مذکورہ علاقہ میں زیر غور ہے؟

(ج) نئے ہسپتال / بنیادی صحت مرکز کے قیام کے لئے کیا معیار اور طریق کار ہے؟

وزیر صحت:

(الف) حلقہ پی پی-8 ضلع راولپنڈی میں حکومت پنجاب کے ہسپتالوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1- تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال ٹیکسلا

2- چار عدد بنیادی مراکز صحت

I- براہما II-پنڈ نوشہری III- بدھو IV- لب ٹھٹو

(ب) پی پی-8 راولپنڈی میں فی الحال کسی نئے ہسپتال یا بنیادی مرکز صحت کا منصوبہ نہیں ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت بنایا جاتا ہے۔ موجودہ ضلعی نظام کے تحت اب مراکز بنانے کی ذمہ داری ضلعی حکومتوں کے پاس ہے۔

سر گنگا رام ہسپتال لاہور- ڈبوں میں بند مشینری کی تفصیلات

*4200: **جناب کامران مائیکل**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گنگا رام ہسپتال لاہور میں لاکھوں روپے کی مشینری انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ڈبوں میں پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے اور غریب مریض پرائیویٹ لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کروانے پر مجبور ہیں؟

(ب) ایسی تمام مشینری کی تفصیل مہیا کی جائے جو عرصہ دراز سے ڈبوں میں پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس مشینری کو خراب کرنے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گنگا رام ہسپتال لاہور میں لاکھوں روپے کی مشینری انتظامیہ کی غفلت

کی وجہ سے ڈبوں میں پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ غریب مریض پرائیویٹ لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کروانے پر مجبور ہیں۔ تمام ٹیسٹ ہسپتال کی کلینیکل پیتھالوجی لیبارٹری سے فری ہوتے ہیں اور کسی مریض کو مجبور نہیں کیا جاتا کہ پرائیویٹ لیبارٹری سے ٹیسٹ کروائے۔

(ب) ہسپتال میں کوئی ایسی مشینری نہیں ہے جو ڈبوں میں بند پڑی ہو۔

(ج) اس طرح کی کوئی شکایت نہ ہے اور نہ ہی کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کا کوئی ارادہ ہے۔

جنرل ہسپتال لاہور۔ڈبوں میں بند اور خراب مشینری کی تفصیل

*4204: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل ہسپتال لاہور میں لاکھوں روپے مالیت کی مشینری جس میں سی۔ٹی سکین مشین بھی شامل ہے کو ڈبوں سے نکالا بھی نہیں گیا، پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے اور غریب مریض پرائیویٹ ٹیسٹ کروانے پر مجبور ہیں؟

(ب) جنرل ہسپتال لاہور کی ایسی مشینری کی تفصیل مہیا کی جائے جو خراب ہے۔اس کو درست نہ کروانے کی کیا وجوہات ہیں اور جن افراد کی وجہ سے یہ مشینری خراب ہوئی، ان کے خلاف حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ جنرل ہسپتال میں کوئی مشینری ڈبوں میں بند نہیں ہے۔ تمام مشینیں کام کر رہی ہیں۔ خاص طور پر سی۔ٹی سکین مشین کام کر رہی ہے اور کسی مریض کو پرائیویٹ ٹیسٹ کروانے کے لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مشین ڈبوں میں پڑی خراب ہوئی ہے۔

(ب) جنرل ہسپتال میں 40عدد مشینیں جو ٹینڈر کے ذریعے اخبار میں اشتہار آنے کے بعد 11-06-2003 کو مرمت کے آرڈر دیئے تھے اور یہ مشینیں ٹھیک ہو کر ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہی ہیں۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے بعد مورخہ 21-11-2003 کو سات مشینوں کی مرمت اور (43) عدد مشینوں کے پرزہ جات کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا مگر کوئی بھی پارٹی ٹینڈر میں شامل نہ ہوئی۔ اس کے بعد دوبارہ

مورخہ 2003-12-19 اور 2003-12-23 کو مشینری کی مرمت اور پرزہ جات کے لئے اشتہار دیا گیا لیکن کسی فرم نے حصہ نہ لیا۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے بعد ان مشینوں کی مرمت اور سپیئر پارٹس کے لئے مشینوں کے ٹول ڈسٹری بیوٹرز سے خط و کتابت کی مگر صرف تین کمپنیوں نے مشینوں کی مرمت کے بارے میں رابطہ کیا لیکن کوئی فرم سپیئر پارٹس دینے کو تیار نہیں۔ ان مشینوں کی مرمت کروانے کے لئے ہسپتال نے اپنا بائیو میڈیکل ٹیکنیشن رکھ لیا ہے اور اب وہ مشینوں کا سروے کر رہا ہے جو مشینیں اس سے ٹھیک ہو گئیں بقایا کے لئے دوبارہ اخبار میں اشتہار دیا جائے گا۔ مرمت شدہ مشینوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پانچ عدد مشینیں مرمت ہو گئی ہیں یہ مشینیں کسی کی نااہلی کی وجہ سے خراب نہیں ہوئیں۔ یہ مشینیں عرصہ دراز سے چل رہی تھیں اور پرزہ جات میں خرابی کی وجہ سے خراب ہوئی ہیں۔ یہ مشینیں گورنمنٹ ریپئر ورکشاپ کے انجنیئرز نے بھی چیک کی ہیں اور انہوں نے بھی پرزوں میں خرابی کی لسٹ دی ہے۔

P.I.C لاہور۔ ڈاکٹروں کو تنخواہ کے علاوہ دی جانے والی نقد رقم اور مقالہ جات کی اشاعت کی تفصیل

*4239: محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کے مختلف شعبوں کے سربراہان کو ہسپتال کی وصولیوں میں حصہ دیا جاتا ہے اگر ہاں تو چیف ہارٹ سرجن اور چیف کارڈیالوجسٹ کو سال 2003 میں تنخواہوں اور ہسپتال کی وصولیوں میں ان کے حصے کے طور پر کتنی رقوم دی گئیں؟

(ب) کیا پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور نے پچھلے سال بین الاقوامی سطح کے کسی رسالے / جریدہ میں کوئی مقالے شائع کئے ہیں اگر ہاں تو اس بارے میں تفصیل بتائی جائے، نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت:

(الف) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق 45 فیصد حکومت شیئر اور 55 فیصد ہسپتال سٹاف شیئر

دیا جاتا ہے۔مذکورہ لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مالی سال 2003 میں 45 فیصد ہسپتال شیئر کی مد میں مبلغ 7,95,50,000 روپے بجٹ میں شامل کئے گئے اور مریضوں کے علاج معالجہ پر خرچ ہوئے۔ چیف ہارٹ سرجن کو سال 2003 میں تنخواہ کی مد میں مبلغ 3,68,557 روپے اور 55 فیصد ہسپتال سٹاف شیئر میں سے مبلغ 65,65,183,53 ملے۔ چیف کارڈیالوجسٹ کو سال 2003 میں تنخواہ کی مد میں مبلغ 3,45,402 روپے ملے اور 55 فیصد ہسپتال سٹاف شیئر میں سے مبلغ 54/41,85,744 روپے ملے۔

(ب) پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور سال 2005 سے بین الاقوامی رسالہ The Journal of Cardiovascular Diseases باقاعدہ شائع کر رہا ہے۔اس رسالہ کے چیف ایڈیٹر پروفیسر ڈاکٹر جواد ساجد خان، ایڈیٹر کارڈیالوجی پروفیسر ڈاکٹر محمد اظہر اور ایڈیٹر کارڈیک سرجری ڈاکٹر عبدالوحید ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ رسالے کی شائع شدہ بین الاقوامی جلدیں 6 عدد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد۔ کنٹریکٹ پر تعینات چیف ایگزیکٹو کی شرائط و مراعات

*4242: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں چیف ایگزیکٹو کو کنٹریکٹ پر کن شرائط پر رکھا گیا ہے، تنخواہ کے علاوہ ان کو کون کون سی مراعات دی جا رہی ہیں؟

(ب) کیا چیف ایگزیکٹو رکھنے سے حکومتی خزانے پر لاکھوں روپے کا اضافی بوجھ نہیں پڑا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت حاضر سروس ڈاکٹر کو چیف ایگزیکٹو لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے۔الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کسی کو بھی کنٹریکٹ پر چیف ایگزیکٹو بھرتی

نہیں کیا گیا ہے۔اس وقت الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ایک حاضر سروس پروفیسر (ڈاکٹر اے۔جی۔ریحان) کو پرنسپل کے عہدہ پر تعینات کیا گیا ہے۔مزید برآں موجودہ پرنسپل کو حکومت کے مروجہ سکیلوں کے مطابق تنخواہ اور دیگر مراعات دی جارہی ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر تفصیل بتا دی گئی ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں حاضر سروس پروفیسر کو بطور پرنسپل تعینات کیا گیا ہے لہذا حکومتی خزانے پر کوئی اضافی بوجھ نہ ہے۔

(ج) اس کی تفصیل اوپر جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔

پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن لاہور، 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*4304: میاں یاور زمان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن، لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے۔

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن میں یکم جنوری 2002 کے بعد مندرجہ ذیل چار افراد کو ڈیلی ویجز پر بھرتی کیا گیا:۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ BS	قابلیت	تاریخ بھرتی	پتا/ڈومیسائل
1۔	محبوب انور ولد انور احمد	جونیئر کلرک	5	میٹرک	14-1-02	مکان نمبر S-82B/39 حاجی عبداللہ سٹریٹ سعید

						پارک، شاہدرہ لاہور
2۔	محمد صدیق خان ولد محمد شریف خان	نائب قاصد	1	پرائمری	24-6-02	چوک نوناریاں، خدا بخش روڈ گلی نمبر 3 مکان نمبر 2 لاہور
3۔	نصرت بی بی بنت محمد مالک	جونیئر کلرک	5	میٹرک	24-7-02	ڈاکخانہ کلر سیداں، بمقام طوطا، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی
4۔	فوزیہ ناز بنت محمد بشیر	اسسٹنٹ	11	MBA B.Sc	3-12-02	مکان نمبر 5 قادری سٹریٹ نمبر 11 لیاقت آباد کوٹ لکھپت لاہور

(ب) یہ بھرتیاں ڈیلی ویجز کی بنیاد پر کی گئیں تھیں۔

شریف خان بخش روڈ گلی نمبر 3

(ج)

نمبر شمار	نام ملازم	افسران بھرتی کنندہ	عہدہ	گریڈ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	محبوب انور	1۔انوار احمد خان	مینجنگ ڈائریکٹر	20	سیکرٹری سروسز، حکومت پنجاب لاہور
		2۔ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E) ،	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E) PHF لاہور
		3۔ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)PHF لاہور
2۔	محمد صدیق خان	چودھری محمد اعجاز	مینجنگ ڈائریکٹر	20	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان
		محمد عثمان پنہور	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر	19	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ٹھٹھ، سندھ
		ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)، PHF لاہور
		ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) PHF لاہور
3۔	نصرت بی بی	چودھری محمد اعجاز	مینجنگ ڈائریکٹر	20	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان
		محمد عثمان پنہور	ڈپٹی مینجنگ	19	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن

			ڈائریکٹر		آفیسر ٹھٹھہ، سندھ
		ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)، PHF لاہور
		ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)PHF، لاہور
4۔	فوزیہ ناز	چودھری محمد اعجاز	مینجنگ ڈائریکٹر	20	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان
		محمد عثمان پنہور	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر	19	ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ٹھٹھہ، سندھ
		ڈاکٹر عنبرین رضا	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E)،	18	ایڈیشنل ڈائریکٹر (A&E) PHF لاہور
		ڈاکٹر اختر حسین	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) PHF،لاہور

(د) ڈیلی ویجز پر بھرتی کرنے کے لئے اخباری تشہیر نہ کی گئی ہے۔

(ہ) رولز میں کسی قسم کی ترمیم نہ کی گئی ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے برن یونٹ کی منتقلی کا مسئلہ

*4307: **شیخ اعجاز احمد**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں قائم برن یونٹ لاہور منتقل کیا جا رہا ہے جس سے دس بارہ اضلاع کے عوام اس سہولت سے محروم ہو جائیں گے ؟

(ب) کیا حکومت اس برن یونٹ کو فیصل آباد میں ہی رکھنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے۔

وزیر صحت:

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں purpose built برن یونٹ قائم نہ ہے اور نہ ہی اسے لاہور منتقل کیا جا رہا ہے۔

(ب) محکمہ صحت حکومت پنجاب تمام بڑے ہسپتالوں میں مرحلہ وار purpose built modren burn unit قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ فنڈز کی فراہمی کو مدنظر رکھتے ہوئے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں بھی purpose built modren burn unit قائم کیا جائے گا۔

D.H.Q اور T.H.Q ہسپتالوں میں میڈیکل آفیسرز (مرد و خواتین) کی اسامیوں کی تفصیلات

*4308: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں ڈسٹرکٹ ہسپتالوں اور تحصیل ہسپتالوں میں مرد و خواتین میڈیکل آفیسرز کی کتنی سیٹیں ہیں اور اس وقت کتنی سیٹیں خالی پڑی ہیں؟

(ب) حکومت پنجاب مرد اور خواتین میڈیکل آفیسرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) پنجاب کے ڈسٹرکٹ اور تحصیل ہسپتالوں میں مرد و خواتین میڈیکل آفیسرز کی کل سیٹیں 1078 ہیں اور اس وقت 405 سیٹیں خالی پڑی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب مرد و خواتین میڈیکل آفیسرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہر ضلع میں contract کی بنیاد پر بھرتیاں کر رہی ہے اور اچھی تنخواہ اور دیگر سہولیات کا پیکج بھی دیا جا رہا ہے۔ تنخواہ اور دیگر مراعات کی تفصیل کے لئے کنٹریکٹ پالیسی 2004 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیالکوٹ شہر میں ذہنی امراض کے ہسپتال کا قیام

*4382: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر سیالکوٹ میں ذہنی مریضوں کے لئے کوئی ہسپتال یا ڈسپنسری موجود نہ ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت شہر سیالکوٹ میں ذہنی مریضوں کا ہسپتال یا ڈسپنسری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) سیالکوٹ شہر میں اگرچہ علیحدہ سے ذہنی مریضوں کے لئے کوئی ہسپتال یا ڈسپنسری نہیں ہے تاہم علامہ اقبال میموریل ہسپتال میں ایک وارڈ ذہنی مریضوں کے لئے مختص ہے اور

کوالیفائیڈ Psychiatrist بھی ہسپتال میں کام کر رہے ہیں جو ذہنی مریضوں کی دن رات دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

(ب) اس حصہ کا جواب اوپر جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

سیالکوٹ کے ہسپتالوں میں برن یونٹس کا قیام اور Sound Proof Box کی فراہمی

*4384: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ اور سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ میں بہت زیادہ برن patients آتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں مذکورہ ہسپتالوں میں کوئی برن یونٹ نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں میں برن یونٹس کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں توکب تک؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتالوں کے شعبہ ای-این-ٹی میں Sound Proof Box بھی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، توکب تک؟

وزیر صحت:

(الف) مذکورہ ہسپتالوں میں برن مریض کافی آتے ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتالوں میں کوئی باقاعدہ برن یونٹ نہ ہے البتہ علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ میں 4 کمرے برن کے مریضوں کے لئے پچھلے دس سال سے استعمال ہو رہے ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سیالکوٹ نے علامہ اقبال میموریل ہسپتال کے لئے برن یونٹ کی ایک سکیم 19.866 (ملین) کی اس سال تیار کی ہے جو حال ہی میں مورخہ 04-03-06 کو ڈی۔ڈی۔او۔سی سیالکوٹ نے اپنے اجلاس میں منظور کی ہے اور اس کی construction کا کام 4 جون سے پہلے ہی شروع ہو جائے گا۔

(د) مذکورہ ہسپتالوں کے شعبہ ای این ٹی میں Sound Proof Box مہیا کرنے کے بارے میں ابھی تک کوئی proposal / سکیم زیر غور نہ ہے۔

چک نتھوڈھاکا، بہاولنگر، B.H.U کا قیام

*4451: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نتھوڈھاکا بہاولنگر میں لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولت نہ ہے، مریضوں کو علاج معالجہ کے لئے کئی میلوں کا سفر کرنا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گاؤں میں ڈسپنسری تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت:

(الف) چک نتھوڈھاکا یونین کونسل جنڈوالہ میں ہے۔بنیادی مرکز صحت جنڈوالہ مذکورہ چک سے صرف پانچ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے اور اسی چک میں رورل ڈسپنسری (نتھوڈھاکا) منظور شدہ ہے اور علاج معالجہ کی سہولت موجود ہے جبکہ دیہی مرکز صحت ڈونگہ بونگہ مذکورہ چک سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی ہدایت / پالیسی کے مطابق ایک یونین میں صرف ایک ہی بنیادی مرکز صحت تعمیر ہو سکتا ہے جبکہ مذکورہ یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت اور ایک رورل ڈسپنسری موجود ہے اور اپنے فرائض منصبی نہایت احسن طریقے سے سرانجام دے رہی ہے لہذا نیا بنیادی مرکز صحت تعمیر نہ ہو سکتا ہے۔

L.S.M.F ڈاکٹرز، میڈیکل اسسٹنٹس کے لئے پرائیویٹ پریکٹس کی سہولت کا اجراء

*4452: چودھری اظہر ندیم گجر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کا لائسنس جاری کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے میڈیکل اسسٹنٹ کو L.S.M.F ڈاکٹرز کے برابر تسلیم کیا تھا؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا میڈیکل اسسٹنٹس کو پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ سرگودھا ڈویژن میں میڈیکل اسسٹنٹس کو قانونی طور پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت باقی پنجاب کے اضلاع میں میڈیکل اسسٹنٹ کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت تھی۔

(ب) جی نہیں۔ L.S.M.F کا کورس چار سال کا تھا جبکہ میڈیکل اسسٹنٹس کا کورس دو سال کا تھا۔

(ج) میڈیکل اسسٹنٹس کو پریکٹس کی اجازت اس وقت تک نہ ہے جب تک وہ Allopathic system (Prevention & Roisuse) Rules 1968 کے تحت مجاز اتھارٹی سے پرمٹ حاصل نہ کر لیں۔

(د) مجاز اتھارٹی نے کسی میڈیکل اسسٹنٹ کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہ دی ہے۔

(ہ) میڈیکل اسسٹنٹس پریکٹس کا پرمٹ حاصل کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ کو درخواست دیتے ہیں جو انٹرویو کر کے صوبائی بورڈ کو بھیجتے ہیں صوبائی بورڈ اپنی سفارشات کے ساتھ کیس مجاز اتھارٹی کو بھیجتا ہے اگر پرمٹ مل جائے تو پریکٹس کر سکتا ہے، وگرنہ نہیں کر سکتا۔

ضلع قصور، ہیپاٹائٹس کی صورتحال اور حکومتی اقدامات

*4458: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں (خصوصاً ملز ایریا میں) بیماری ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کی کیا پوزیشن ہے، حکومت نے دیہی سطح پر اس موذی مرض کے تدارک کے لئے کون کونسے اقدامات کئے ہیں؟

(ب) گزشتہ دو سال میں کتنے کیس ضلع بھر میں سامنے آئے، کیا محکمہ نے ان کا مفت علاج معالجہ کیا اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع قصور (خصوصاً ملز ایریا) میں ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) بیماری کی پوزیشن کا سروے

خاص طور پر نہ کروایا گیا ہے تاہم حکومت نے اس مرض پر قابو پانے کے لئے بچوں کو ہیپاٹائٹس (بی) کی ویکسین کا انتظام کیا ہے جس کے تحت بچوں کو ویکسین دی جارہی ہے۔

(ب) سالانہ ریٹرن رپورٹ کے مطابق 1724 مریضوں نے ضلع قصور کے ہسپتالوں میں جگر کے امراض میں مبتلا تکلیف کے علاج کے لئے رجوع کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آؤٹ ڈور مریض: 1433

انڈور مریض: 291

نیز ان مریضوں کو ممکنہ علاج مہیا گیا ہے۔

ضلع قصور، ہسپتال، ڈسپنسریوں، سٹاف اور ادویات کی تفصیلات

*4459: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کتنے سرکاری ہسپتال / ڈسپنسریاں ہیں اور کہاں کہاں قائم ہیں، کیا ان میں سٹاف پورا ہے، کمی کی صورت میں کب تک عملہ / سٹاف تعینات کر دیا جائے گا؟

(ب) ضلع بھر میں کتنے B.H.U اور R.H.C میں ڈاکٹرز تعینات نہ ہیں، کتنے عرصہ سے ڈاکٹر اور دیگر لازمی سٹاف موجود نہ ہے؟

(ج) ان B.H.U اور R.H.C کو گزشتہ دو سال اور رواں مالی سال میں کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں ہیں، تفصیلات مہیا کی جائیں؟

(د) کیا یہ ادویات مقامی ضروریات کے مطابق تھیں اگر نہیں تو کیوں نیز کون کونسی ادویات ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کو مہیا کی جاتی ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع قصور میں تین ہسپتال ہیں۔

1۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قصور

II۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چونیاں

III۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پتوکی۔

اس کے علاوہ 12 عدد رورل ہیلتھ سنٹرز، 81 عدد بنیادی مراکز صحت، 83 عدد رورل ڈسپنسریز اور 22 عدد ضلع کونسل ڈسپنسریز ہیں جبکہ ایک عدد ٹی بی کلینک پتوکی میں

موجود ہے۔ان میں تمام سٹاف پورا نہ ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔سٹاف کی موجودہ کمی کو بھرتی کے اگلے مرحلہ میں پورا کر لیا جائے گا۔

(ب) ضلع بھر کے جن بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی میں ڈاکٹرز اور دیگر لازمی سٹاف جو تعینات نہ ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع قصور کے بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی کو گزشتہ دو سالوں میں جتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! گورنمنٹ کی ایک منظور شدہ فہرست ہے جس میں سے ان کی ضروریات /ڈیمانڈ کے مطابق ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میڈیکل اسسٹنٹس کو پرائیویٹ پریکٹس کی سہولت کا اجراء

*4492: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کا لائسنس جاری کیا گیا تھا اگر جواب ہاں میں ہے تو معیار کی وضاحت کی جائے؟

(ب) کیا حکومت نے میڈیکل اسسٹنٹس کو L.S.M.F ڈاکٹرز کے برابر تسلیم کیا تھا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا میڈیکل اسسٹنٹس کو پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ سرگودھا ڈویژن میں میڈیکل اسسٹنٹس کو قانونی طور پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دی گئی ہے؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت پنجاب باقی کے اضلاع میں میڈیکل اسسٹنٹس کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت:

(الف) پاکستان میڈیکل کونسل آرڈیننس 1962 کے تحت L.S.M.F ڈاکٹرز کی تعلیمی قابلیت منظور شدہ ہے اور ایسے رجسٹرڈ L.S.M.F ڈاکٹرز کو پرائیویٹ میڈیکل پریکٹس کی اجازت ہے۔

(ب) نہیں۔
(ج) میڈیکل اسسٹنٹس کا شمار کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کی کیٹیگری میں نہ ہے اور نہ ہی ان کی تعلیمی قابلیت پاکستان میڈیکل کونسل آرڈیننس کے تحت منظور شدہ ہے۔
(د) درست نہ ہے۔ایسی کوئی اجازت حکومت پنجاب کی طرف سے نہیں دی گئی ہے۔
(ہ) نہیں۔وجوہات اوپر جواب (ج) میں دی گئی ہیں۔

بہاولپور۔لیڈی ہیلتھ ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی

*4494: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) ضلع بہاولپور میں نیشنل ہیلتھ پروگرام کے تحت کتنی لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کررہی ہیں؟
(ب) ان میں سے کتنی ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی ہورہی ہے؟
(ج) کتنی ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی نہ ہورہی ہے اور ادائیگی تنخواہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟
(د) کیا حکومت جن ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی نہ کررہی ہے ان کو جلد از جلد تنخواہ کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:
(الف) ضلع بہاولپور میں نیشنل پروگرام کے تحت 1381 لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کررہی ہیں۔
(ب) تمام لیڈی ہیلتھ ورکرز کو تنخواہ کی ادائیگی کے لئے بل بناکر ہر ماہ پراونشل کوآرڈینیٹر پروگرام برائے فیملی پلاننگ وبنیادی صحت لاہور کے دفتر کو ارسال کردیا جاتا ہے اور وہاں سے تنخواہیں متعلقہ ورکرز کے بنک اکاؤنٹ میں ارسال کردی جاتی ہیں۔
(ج) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ بہاولپور/ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام بہاولپور سے تنخواہ کے بل ہر ماہ 20 تاریخ کو بناکر پراونشل کوآرڈینیٹر پروگرام آفس لاہور بھیج دیا جاتا ہے اور تنخواہوں کا بل ماہ ستمبر 2005 تک بھیج دیا گیا ہے۔پراونشل کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام آفس سے براہ راست متعلقہ لیڈی ہیلتھ ورکر کے اکاؤنٹ میں تنخواہ ماہ اگست 2005 تک بذریعہ لیٹر نمبر Pb/PPIU-2005/15068-91/Account dated Lahore the 11th Sep:2005 بھیجی جاچکی ہے۔
(د) تمام ورکرز کو تنخواہ پراونشل کوآرڈینیٹر نیشنل پروگرام کی طرف سے ادا ہورہی ہے۔البتہ

جس ورکر کے خلاف کوئی حسب ضابطہ کارروائی ہو رہی ہو تو اس کی تنخواہ روک دی جاتی ہے اور کارروائی مکمل ہونے پر تنخواہ کی ادائیگی بذریعہ پراونشل کوآرڈینیٹر پروگرام کر دی جاتی ہے۔

بہاولپور، نیشنل ہیلتھ پروگرام کے تحت ادویات کی فراہمی

*4495: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نیشنل ہیلتھ پروگرام کے تحت ضلع بہاول پور کو کتنی ادویات اس سال فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع کی لیڈی ہیلتھ ورکرز کے پاس ادویات کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ عوام کو ادویات فراہم نہ کر رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ورکرز کو ادویات فراہم کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت:

(الف) تفصیل امسال مہیا کردہ ادویات از نیشنل پروگرام پراونشل ہیڈ کوارٹر لاہور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پراونشل ہیڈ کوارٹر سے موصولہ ادویات تمام لیڈی ہیلتھ ورکرز کو گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ تعداد کے مطابق ادویات متعلقہ مرکز صحت سے دی جاتی ہیں جو متعلقہ لیڈی ہیلتھ ورکرز اپنے علاقے میں عوام کو مہیا کر رہی ہیں۔

(ج) گورنمنٹ پہلے ہی کافی مقدار میں ادویات مہیا کر رہی ہے اور اس میں مزید بہتری لانے کا پروگرام بھی بنایا جا رہا ہے۔

پی پی۔188 اوکاڑہ۔یونین کونسل کی سطح پر صحت کی سہولیات کی فراہمی

*4503: جناب افتخار حسین چھچھر: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔188 تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ جو کہ کل چودہ(14) یونین کونسلز پر مشتمل ہے میں عوام کے لئے کتنی ڈسپنسریاں، B.H.U، R.H.C اور ہسپتال موجود ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔188 کی جن یونین کونسلز میں عوام کے لئے سرکاری ہسپتال موجود نہ ہیں تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) حلقہ پی پی۔188 کی جن یونین کونسلز میں سرکاری دواخانہ / ہسپتال نہ ہیں ان میں حکومت ہسپتال B.H.U,R.H.C بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں بنانا چاہتی تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) حلقہ پی پی۔188 تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی چودہ (14) یونین کونسلز میں فراہمی صحت کے درج ذیل ادارے موجود ہیں۔ دیہی مراکز صحت (Rural Health Centre) (بصیر پور، ہٹک، منڈی احمد آباد) بنیادی مراکز صحت (Basic Health Unit) پھلاں تولی، بدری داس، رکن پورہ، روہیلہ تیجیکا، محمد نگر، فیض آباد، معروف، کانی پور، بھیلا گلاب سنگھ، گدڑ ملکانہ، قادر آباد، اٹاری، چشتی قطب دین)

رورل ڈسپنسری (Rural Dispensary)	02	(منڈی احمد آباد، ڈھلیانہ)
سول ڈسپنسری (Civil Dispensary)	01	(بصیر پور)

ٹوٹل۔19 مراکز صحت

(ب) حلقہ پی پی۔188 کی تمام یونین کونسلز میں صحت کی سہولتوں کے ادارہ جات موجود ہیں۔

(ج) ۔ایضاً۔

نرسز کے لئے کلینک / میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت

*4516: جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ L.H.V کا کورس کرنے والی خواتین کو کلینک اور میڈیکل سٹور چلانے کی اجازت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نرسز کا کورس کرنے والی خواتین کو کلینک / میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت نہیں ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نرسز کو کلینک / میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست نہ ہے۔البتہ delivery کیسوں میں زچہ بچہ سنٹر چلا سکتی ہیں اور زچہ و بچہ کو ابتدائی طبی امداد دے سکتی ہیں۔

(ب) درست ہے۔البتہ کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کے کلینک میں بطور نرس اپنے فرائض ادا کر سکتی ہیں۔

(ج) نرسز کا اصل کام کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کی زیر نگرانی مریضوں کی دیکھ بھال، تیمار داری اور ابتدائی طبی امداد دینا ہے اور آپریشن کے بعد مریض کی مکمل نگہداشت کرنا، انجکشن لگانا اور مرہم پٹی وغیرہ کرنا شامل ہے۔ میڈیکل سٹور کھولنا ایک علیحدہ پروفیشن ہے جس کی اجازت کوالیفائیڈ ڈسپنسرز اور پنجاب فارمیسی کونسل کے تحت رجسٹرڈ کوالیفائیڈ پرسن کو ہے اسی لئے اس وقت نرسز کو کلینک، میڈیکل سٹور کھولنے کی اجازت دینے کا معاملہ زیر غور نہ ہے۔

بہاولپور، پرائیویٹ پیرا میڈیکل سکول سے متعلقہ معلومات

*4525: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں پیرا میڈیکل سٹاف کی ٹریننگ کے لئے ایک پرائیویٹ ادارہ، نیشنل پیرا میڈیکل کالج، امریکن ہسپتال احمد پور روڈ، بہاولپور Regd No 35 کیمپس یونیورسٹی چوک دربار روڈ بہاولپور قائم ہوا ہے ؟

(ب) یہ ادارہ کس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے قائم ہوا ہے ؟

(ج) اس میں بھاری بھر کم فیسوں کی منظوری کس قانون کے تحت ہوئی ہے ؟

(د) اگر یہ ادارہ غیر قانونی ہے تو کیا حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے کہ نہیں ؟

وزیر صحت:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) یہ ادارہ پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ہوا ہے تاہم یہ سکل ڈویلپمنٹ کونسل نیشنل ٹریننگ بورڈ اسلام آباد اور پنجاب میڈیکل فیکلٹی سے الحاق شدہ ہے۔

(ج) چونکہ یہ ادارہ پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ہوا ہے اس لئے اس کی فیس بھی ادارہ نے خود مقرر

کی ہے جس کا وہ مجاز ہے۔

(د) اس ادارے کا الحاق پنجاب میڈیکل فیکلٹی سے کچھ شرائط پر کیا گیا ہے جن کی خلاف ورزی پر اس کا الحاق ختم بھی ہو سکتا ہے۔

D.H.Q ہسپتال بہاولنگر، عملہ کی کمی کا مسئلہ

*4614: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر میں قبل ازیں وقت کی ضرورت اور ڈاکٹروں کی تعداد کے لحاظ سے عملہ تعینات کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب متذکرہ ہسپتال میں 35 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں جبکہ عملہ میں اضافہ نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہسپتال میں ضرورت کے مطابق اور ڈاکٹروں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے نیا عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ہاں تو کب تک، نہیں تو اسکی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز شعبہ وائز عملہ کی تعداد کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاولنگر سال 1954 میں مکمل ہوا تھا اور ضلع بہاولنگر اور ملحقہ ضلع پاکپتن، ضلع وہاڑی کی آبادی کو صحت کے علاج معالجے کی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ سال 77-1976 میں بستروں کی تعداد 175 تھی جبکہ منظور شدہ عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس وقت ہسپتال ہذا میں 35 ڈاکٹرز کی پوسٹیں منظور شدہ ہیں جبکہ عملہ میں اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ تفصیل سٹاف جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایڈیشنل سٹاف کی منظوری کے لئے اس سے پیشتر گورنمنٹ آف پنجاب کو کیس بھیجا گیا تھا مگر اب عملے کی منظوری کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو کیس بھیج دیا گیا ہے۔ ہسپتال ہذا کی موجودہ Sanctioned Strength کی فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چک نمبر D.B/59، خوشاب، B.H.U کا قیام

*4638: جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 59/D.B چک ضلع خوشاب جو کہ مسیحیوں کا چک ہے میں B.H.U نہ ہے؟

(ب) کیا محکمہ ہیلتھ کی سروے رپورٹ کے مطابق مذکورہ چک میں B.H.U کا بنایا جانا ضروری ہے اور محکمہ کا سروے criteria پر پورا اترتا ہے؟

(ج) اگر سروے کے مطابق B.H.U بنایا جانا ضروری ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں B.H.U تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ متعلقہ چک کے مسیحیوں کو ہر سہولت میسر آ سکے؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔

(ب) جی نہیں۔ کیونکہ یونین کونسل 59/D.B کی حدود میں ایک رورل ڈسپنسری جلالپور سیداں کام کر رہی ہے۔ T.H.Q ہسپتال خوشاب 10 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور D.H.Q ہسپتال جوہر آباد میں 15 کلومیٹر کے فاصلے پر صحت کی سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔

(ج) چک نمبر 59/D.B میں B.H.U بنانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں قائم ہسپتالوں، بیڈز اور دیگر متعلقہ تفصیل

*4656: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کتنے ہسپتال ہیں ان کے نام کیا ہیں اور ہر ہسپتال کتنے بیڈوں پر مشتمل ہے؟

(ب) کتنے اور کون کونسے ہسپتالوں میں برن یونٹ اور دماغی امراض کے یونٹ ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں میں برن اور دماغی امراض کے علاج کے لئے کون کون ماہرین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں 2003 سے آج تک مذکورہ امراض کے داخل ہونے والے مریضوں کی

تعداد ماہوار بیان فرمائیں؟

(ہ) ان ہسپتالوں کو گورنمنٹ کی طرف سے سال 2003 سے آج تک فراہم کردہ فنڈز اور ادویات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) گوجرانوالہ میں صرف ایک گورنمنٹ ہسپتال ہے اور 412 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) اس ہسپتال میں کوئی برن یونٹ اور دماغی امراض کے یونٹ نہ ہیں۔ آؤٹ ڈور میں دماغی امراض کے مریض دیکھے جاتے ہیں۔

(ج) اس ہسپتال میں صرف اور صرف ایک نیوروسرجن کی پوسٹ ہے جو خالی پڑی ہے۔

(د) اس ہسپتال میں 2003 سے آج تک ان امراض کا کوئی مریض داخل نہیں ہوا۔

(ہ) 04-2003 کے لئے گورنمنٹ نے ادویات کی مد میں مبلغ 1100000 روپے دیئے ہیں اور ادویات کی خرید جاری ہے۔

تحصیل کوٹلی ستیاں راولپنڈی، T.H.Q ہسپتال کا قیام

*4717: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں صرف ایک R.H.C ہے اور کوئی تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نہ ہے۔ لوگوں / مریضوں کو علاج معالجے کے لئے T.H.Q نہ ہونے کی وجہ سے راولپنڈی آنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس پسماندہ تحصیل میں T.H.Q کی سہولیات سٹاف و دیگر ضروری اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کب تک مذکورہ R.H.C کو T.H.Q کا درجہ دے دیا جائے گا نیز کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔ایچ۔کیو کی دیگر ضروریات جیسے اراضی و بلڈنگ وغیرہ کی شرائط پوری ہونے کے باوجود راولپنڈی میں یہ واحد تحصیل ہے جہاں T.H.Q ہسپتال نہ ہے جس سے مقامی آبادی بے پناہ مسائل و پریشانی کا شکار ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل مری کے ٹی۔ایچ۔کیو میں گائنی کا شعبہ نہ ہونے سے زچہ و بچہ

کی درجنوں اموات واقع ہوئی ہیں اور ماہر گائناکالوجسٹ نہ ہونے کی وجہ سے اس کام کے لئے دائیوں کی خدمات لی جاتی ہیں جس سے بعض اوقات پیچیدگیاں پیدا ہوئیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ بی۔ایچ۔یو کالی مٹی، یونین کونسل دریا گلی مری وہزارہ، ایبٹ آباد کی ملحقہ آبادی کے لئے واحد یونٹ ہے جس سے ہزاروں افراد مستفید ہوتے ہیں؟

(و) کیا حکومت مقامی آبادی کی ضروریات کے پیش نظر مذکورہ بی۔ایچ۔یو کو آر۔ایچ۔سی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بی۔ایچ۔یو کی موجودہ بلڈنگ وملحقہ اراضی آر۔ایچ۔سی کے لئے کافی ہے اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) تحصیل کوٹلی ستیاں میں ایک نہیں بلکہ دو R.H.C ہیں۔ایک کوٹلی ستیاں اور دوسرا الہتراڑ میں ہے۔T.H.Q ہسپتال بنانے کا معاملہ ضلعی حکومت کے زیر غور ہے۔انہوں نے اس R.H.C میں داخل مریضوں کی کم تعداد کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ فی الحال یہاں پر نئی اضافی بلڈنگ نہ بنائی جائے بلکہ صرف سپیشلسٹ ڈاکٹروں اور عملے کی منظوری دے دی جائے۔ان ڈاکٹروں کے آنے کی وجہ سے داخل مریضوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور بعد میں نئی بلڈنگ کے لئے منظوری دے دی جائے گی۔

(ب) جی ہاں! حکومت کوٹلی ستیاں میں THQ ہسپتال کے معیار کا سٹاف اور دیگر سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف) میں تفصیل سے ذکر کر دیا گیا ہے کہ جونہی سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی بھرتی ہوتی ہے کوٹلی ستیاں کو T.H.Q ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے گا تاہم نئی عمارت بنانا ضلعی حکومت کی صوابدید ہے۔

(د) T.H.Q ہسپتال مری میں گائنی کا شعبہ تو موجود ہے۔گائناکالوجسٹ کی بھرتی کے لئے اشتہار دیا لیکن کسی نے بھی مری ہسپتال کے لئے درخواست نہ دی۔اب جلد ہی دوبارہ ڈاکٹروں کی بھرتی کے لئے پروگرام شروع کیا جائے گا جس میں مری کے ہسپتال کے لئے گائناکالوجسٹ بھرتی کرنے کے لئے کوشش کی جائے گی۔

(ہ) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(و) جی نہیں۔ حکومت کی پالیسی کے تحت R.H.C صرف مراکز ہیڈ کوارٹرز پر بنائے جاتے ہیں جبکہ گاؤں کالی مٹی مرکز ہیڈ کوارٹر نہیں ہے اس لئے اس B.H.U کو R.H.C کا درجہ دینے کے لئے حکومت کے پاس کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

D.H.Q ہسپتال جہلم، گائناکالوجسٹ کا رویہ اور خواتین کے میٹرنٹی مسائل

*4718: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم مارچ 2003 سے آج تک ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال جہلم میں میٹرنٹی وارڈ میں دو بجے دوپہر سے صبح آٹھ بجے کے عرصہ کے دوران کتنی خواتین داخل ہوئیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ اور وقت کے دوران کتنی خواتین مریضوں کے آپریشن کئے گئے؟

(ج) یکم مارچ 2003 سے قبل دو سال کے عرصہ کے دوران کتنی خواتین داخل ہوئی تھیں اور یکم مارچ 2003 سے 2004 تک داخل ہونے والی میٹرنٹی کیسز کے لئے خواتین مریضوں میں کمی ہوئی ہے، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال میں تعینات گائناکالوجسٹ نے جہلم شہر میں اپنا پرائیویٹ کلینک بنا رکھا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر سرکاری ہسپتال میں آنے والی میٹرنٹی کیسز والی خواتین کو اپنے پرائیویٹ کلینک پر داخل ہونے کا مشورہ دیتی ہے اور جو ان کے پرائیویٹ کلینک پر داخل نہ ہو اس کا آپریشن ایک ماہ تک نہیں کرتی؟

(و) کیا حکومت اس صورتحال کی اصلاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یکم مارچ 2003 سے آج 26-6-2004 تک ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال جہلم میں میٹرنٹی وارڈ میں 935 مریض داخل ہوئے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران 294۔آپریشن کئے گئے۔

(ج) یکم مارچ 2003 سے قبل دو سال کے عرصہ کے دوران 7714 خواتین مریض داخل ہوئی

تھیں۔ یکم مارچ 2003 سے 2004-6-20 (ایک سال دو ماہ بیس دن) کے دوران 5273 خواتین مریض علاج کے لئے داخل ہوئیں۔ یہ غلط ہے کہ مریضوں میں کمی ہوئی ہے، 730 دن میں 7714 مریض داخل ہوئے تھے، 445 دنوں میں 5273 مریض داخل ہوئے۔ پہلے 730 دنوں میں 10.57 (per day) اوسط یومیہ تھی بعد میں 11.85 (445 دنوں میں) اوسط یومیہ اضافہ ہوا۔ مریضوں کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا ہے۔

(د) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال جہلم کی رپورٹ مراسلہ نمبر MSJ/3656 مورخہ 2004-4-29 کے مطابق اس کا کوئی ذاتی پرائیویٹ کلینک نہ ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا جز (د) کے مطابق جو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے مورخہ 2004-6-9 مراسلہ بھیجا ہے اس کے مطابق درست نہیں ہے۔

(و) حکومت تو ہر وقت ہر معاملہ کی ارادہ کی بجائے عملی طور پر اصلاح کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں نہ تو ضلعی گورنمنٹ اور نہ ہی پبلک میں سے یا کسی مریض نے حکومت کو شکایت کی ہے۔ اگر کسی ڈاکٹر کے متعلق کسی قسم کی بھی شکایت حکومت کو موصول ہو تو حکومت فوراً اس کی اصلاح کرتی ہے اور ڈاکٹر کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی ہے۔ اس کی کوئی وجوہات نہیں کہ جس کی حکومت اصلاح نہ کر سکے۔

(اذان مغرب)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس کو لیتے ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 469 حاجی محمد اعجاز کا ہے۔

ہربنس پورہ لاہور میں نوجوان کی بوری بند لاش سے متعلقہ حکومتی کارروائی کی تفصیل

469: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 16-نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق نواب

پورہ(ہربنس پورہ)لاہور کے علاقہ میں 22 سالہ نوجوان کی بوری بند لاش ملی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرحوم کو پھندہ دے کر قتل کیا گیا تھا؟

(ج) کیا اس مقدمہ میں کوئی ملزم نامزد کیا گیا ہے اگر ہاں تو ملزم کے نام وپتا کی تفصیل فراہم کی جائے نیز اس مقدمہ کی ایف۔آئی۔آر کی نقل فراہم کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ برکت ٹاؤن گلی نمبر 5 سے ایک بوری بند لاش برآمد ہوئی جس کی شناخت ہونے پر مقتول کا نام محمد نعیم عرف گوشی ولد سعدی احمد سکنہ زاہد چوک فیصل آباد معلوم ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقتول کو گلے میں پھندہ دے کر قتل کیا گیا ہے۔

(ج) اس واقعہ کے متعلق مقتول کے بھائی محمد وسیم کی درخواست پر مقدمہ نمبر 681 مورخہ 2005/11/15 بجرم 302/34 ت پ تھانہ ہربنس پورہ لاہور درج رجسٹر ہو کر تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش مدعی نے دو کس ملزمان محمد اختر اور محمد افضل کو نامزد کیا ہے جبکہ ایک شخص نامعلوم ہے۔ ملزمان کی ولدیت سکونت معلوم نہ ہے جن کے ایڈریس معلوم کرنے کے لئے تحرک کیا جا رہا ہے۔ نقل ایف آئی آر لف ہے۔ جو میں ایوان کی میز پر رکھ رہا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ایک تو مجھے نقل دے دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ملزمان نامزد کئے ہیں ان کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا، ان کو گرفتار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ مقتول کے بھائی جس نے ایف۔آئی۔آر درج کروائی ہے نے پولیس کو صرف یہ clue دیا تھا کہ دو اشخاص جن کا تعلق لاہور سے ہے اور ان کے نام یہ ہیں جبکہ وہ ان کو جانتا بھی نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ یہ دو نام ہیں جنہوں نے میرے بھائی کو ٹیلی فون کر کے لاہور بلایا۔ اس سلسلہ میں ہمیں کچھ ٹیلی فون نمبروں سے بھی معلومات ملیں۔ ہمیں دو موبائل نمبر ملے جو کہ میں معزز رکن کو بتا دوں گا، میں نہیں چاہتا کہ وہ پریس میں آ جائیں کیونکہ ابھی پولیس کی تفتیش ابتدائی مراحل میں ہے۔ یہ دو موبائل نمبر جو ہمیں ملے ہیں جن پر آخری بار متوفی کو ٹیلی فون کیا گیا تھا وہ دونوں ان ملزمان کے نہیں ہیں۔ ہم متعلقہ محکمہ سے رابطہ کر کے

کوشش کر رہے ہیں، ان دو ٹیلی فون نمبروں سے جو ٹیلی فون کالیں ہوئی ہیں ان کی بھی تفصیل مل جائے اور پھر جہاں جہاں کالیں کی گئی ہیں وہ نمبر بھی ہمیں مل جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو دن میں یہ ساری معلومات حاصل کر لی جائیں گی۔ یہ ایک blind murder ہے، کسی کے خلاف کوئی ایف۔آئی۔آر نہیں ہے۔ متوفی فیصل آباد کا تھا اور لاہور میں اس کا قتل ہوا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو جلد از جلد trace کر لیا جائے۔

حاجی محمد اعجاز: وزیر قانون صاحب یقین دہانی کرا رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 472 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز کا ہے۔

گوجرانوالہ میں خاتون کے اغواء و قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

472: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق اسد کالونی گوجرانوالہ کے رہائشی محمد ابراہیم مغل کی بیوی رشیدہ بی بی گھر سے شاپنگ کے لئے بازار گئی جس کی بوری بند لاش دوسرے روز سیم نالہ تھانہ سبزی منڈی گوجرانوالہ کی حدود سے ملی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کو انتہائی سفاکی سے قتل کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل گوجرانوالہ میں اغواء برائے تاوان اور قتل کی وارداتیں بڑھ گئی ہیں اور آئے روز ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس کے ذمہ دار افراد کو گرفتار نہ کرنے پر متعلقہ پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ متوفیہ مسماۃ رشیدہ بی بی کی لاش نالے کے کنارے سے برآمد ہوئی ہے۔ مورخہ 2005/11/14 کو مدعی محمد ابراہیم کی درخواست پر مقدمہ نمبر 871 جرم 302 ت پ تھانہ سبزی منڈی گوجرانوالہ برخلاف نامعلوم اشخاص درج ہوا۔ تفتیش

جاری ہے ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

(ب) مطابق بیان مدعی مقتولہ کو بذریعہ تیز دھار آلہ قتل کرنا تحریر کرایا گیا ہے جبکہ پوسٹ مارٹم رپورٹ ڈاکٹر صاحب تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بمطابق ریکارڈ ضلع گوجرانوالہ میں آج تک 2005 میں اغواء برائے تاوان کے چھ مقدمات رجسٹر ہوئے جس کے مقابلے میں پچھلے سال 2004 میں 9 مقدمات درج ہوئے تھے۔ اس سال درج ہونے والے چھ مقدمات میں سے ایک چالان عدم پتا، دو خارج اور دو تاحال زیر تفتیش ہیں جبکہ تمام مقدمات میں مغوی برآمد ہو چکے ہیں۔ اسی طرح 2005 میں آج تک 276 مقدمات قتل درج ہوئے ہیں جبکہ گزشتہ سال 280 مقدمات درج ہوئے تھے۔

(د) مدعی مقدمہ نے کسی پر شک ظاہر نہیں کیا۔ تلاش ملزمان جاری ہے۔ مدعی پولیس کی اب تک کی جانے والی کارروائی سے مطمئن ہے لہذا کسی قسم کی غفلت کا سوال پیدا نہیں ہوتا اگر کسی موقع پر پولیس کی غفلت سامنے آئی تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر نامعلوم ملزمان کے خلاف بھی مقدمات درج ہوئے ہیں تو پولیس نے انہیں trace کیا ہے کہ کونسے نامعلوم ملزمان تھے جنہوں نے ایک عورت کو بے دردی سے قتل کر دیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سے مطمئن ہیں کہ تفتیش صحیح سمت جا رہی ہے؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! تفتیش تو ہوئی نہیں ہے وہ صحیح سمت میں کیا جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! پرچہ درج کروایا گیا یا جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! کوئی ملزم پکڑا گیا ہے یا کوئی نامزد ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ پولیس کی تفتیش سے وہ مطمئن ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انہوں نے کوئی ملزم نامزد کیا بھی نہیں اور کوئی ابھی تک گرفتار بھی نہیں ہوا۔ اس میں کوئی ملزم نامزد نہیں کیا گیا تھا۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں ایک Call Attention Notice

تھانہ باغبان پورہ ضلع گوجرانوالہ سے متعلق دیا تھا کہ احسن نامی صنعتکار شام سات بجے اپنا کارخانہ بند کر کے اپنے گھر جا رہا تھا کہ راستے میں اس کو تین ڈاکوؤں نے روکا تو مزاحمت پر اسے گولی ماری گئی جس سے وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا جبکہ اس کے ایک ساتھی کو گولی ٹانگ میں لگی اور جب وہ سول ہسپتال داخل کروایا تو ڈاکٹروں نے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ dispose of ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس واقعہ کو لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں mention کر رہے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ان کے ضمنی سوال کے سلسلے میں عرض کر رہا ہوں کہ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس بارے میں ضمنی سوال نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! پولیس کی کارکردگی بتا رہا ہوں اور ساتھ ہی ڈاکٹروں کی بھی بتا رہا ہوں کہ ڈاکٹر نے اس زخمی کا علاج نہیں کیا بلکہ اس کو لاہور refer کر دیا حالانکہ گوجرانوالہ میں بھی اتنے ڈاکٹر ہیں جو ٹانگ میں گولی لگ جانے سے اس کا علاج کر سکتے تھے۔ یہ ڈاکٹر لاپرواہی برتتے ہیں اور ذرا بھی کوئی serious مریض ہو تو وہ فوری طور پر اسے لاہور refer کرتے ہیں اور وہاں علاج نہیں کرتے اور آج بھی میرا ایک سوال صحت کے بارے میں تھا جس میں کافی باتیں پوچھی ہوئی تھیں اور گوجرانوالہ میں ٹراما سنٹر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہیلتھ کو چھوڑیں اس پر آئیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! پولیس کی کارکردگی بہتر ہونی چاہئے اور اغواء برائے تاوان کے مقدمے درج ہوئے ہیں اور جو راجہ صاحب نے بتایا کہ پولیس نے دو تین trace out کئے ہیں لیکن کئی ایک ایسے قتل ہیں جو بالکل untraced ہیں جو کہ میرے علم میں بھی ہیں اس لئے مزید کارکردگی بہتر بنانی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں بہتر کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! نماز کے لئے اذان ہو چکی ہے اور چونکہ نماز مغرب کا وقت کم ہوتا ہے اس لئے نماز کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اب نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بجے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! صبح بھی میں نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے وقت نہیں دیا گیا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ ہمارے جو سوالات ہوتے ہیں، تقریباً پونے دو سال بعد میرا وقفہ سوالات میں سوال آیا تھا لیکن پھر وہی حسب معمول میرا سوال پیش نہ ہو سکا۔ایک تو آج وزیر صحت بھی نہیں تھے اگر وزیر صحت صاحب تشریف نہیں لا سکے ان کو کوئی مجبوری تھی تو آج کے سوالات کسی اور دن کے لئے pending کر دیتے۔دوسرا میں یہ بھی گزارش کروں گی کہ دو سوالوں پر تقریباً ایک گھنٹہ ضائع ہوا۔ ہم بڑی محنت سے یہ سوالات تیار کرتے ہیں جو اپنے علاقے کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ سوالات اپنے علاقے کی ضروریات کے تحت دیئے جاتے ہیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے آدھے سوالات dispose of ہو گئے اور آئندہ پتا نہیں وہ سوالات دو سالوں میں کب آئیں گے؟ میں نے 2004-2-28 کو سوال دیئے تھے اور آج اس کا House میں جواب آیا تھا لیکن آج چونکہ جوابات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔اسی طرح سے میری تحاریک التوائے کار ہیں لیکن ان کا بھی تین دن سے میں انتظار کر رہی ہوں کہ ان کا بھی وہی حشر نہ ہو۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ سید محمد رفیع الدین بخاری!

محکمہ کوآپریٹوز کے جوائنٹ رجسٹرار (ایڈمن) ڈاکٹر پرویز عباس اور چیف آڈیٹر کا رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 2۔ نومبر 2005 کو ایک عوامی مفاد سے متعلق مسئلہ کے سلسلہ میں محکمہ کوآپریٹوز کے جوائنٹ رجسٹرار (ایڈمن) ڈاکٹر پرویز عباس اور چیف آڈیٹر سلیم پیرزادہ کے پاس ان کے دفتر میں گیا۔ میں نے ڈاکٹر پرویز عباس کو اپنا مسئلہ بتایا اور ان کو کہا کہ اس سلسلے میں چیف منسٹر ڈائریکٹو بھی آیا ہوا ہے۔ میرا کام کرنے کی بجائے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس روزانہ ہزاروں کی تعداد میں C.M کے ڈائریکٹو اور ایم۔پی۔ایز کام کروانے کے لئے آتے ہیں۔ ہم کسی کے کام کرنے کے پابند نہیں ہیں بلکہ یہاں ہماری مرضی سے اور ہمارے حکم سے کام ہوتے ہیں۔ C.M کو اس سلسلے میں کوئی اختیارات نہ ہیں۔ آپ ایم۔پی۔ایز صاحبان بلاوجہ منہ اٹھا کر ہماری طرف آجاتے ہیں۔ آپ کو دفتر میں آنے کے آداب نہ ہیں اس کے علاوہ بھی انہوں نے میرے خلاف نازیبا الفاظ بولے۔ انہوں نے اس طرح نہ صرف میرا بلکہ چیف منسٹر پنجاب کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کر کے ان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر کوآپریٹو!

وزیر امداد باہمی: شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے اس کا جواب تو آگیا ہے مگر ان کا version یہ ہے کہ ایم۔پی۔اے صاحب نے اپنا تعارف نہیں کروایا تھا اور ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ایم۔پی۔اے ہیں۔ بہر حال اگر آپ اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن in case اگر وہ ایم۔پی۔اے نہیں ہیں انسان تو ہیں۔ That is why I send or refer it to the Privilege Committee. اگلی تحریک استحقاق بابو نفیس احمد انصاری!

خاتون ڈی۔ایس۔پی ٹریفک (ملتان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

بابو نفیس احمد انصاری: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے وزیر قانون نے اس کا جواب دینا تھا۔ وزیر قانون سے میں گزارش کروں گا کہ اسے بھی oppose نہ کریں کیونکہ میں نے بالکل سچ بولا ہے، کوئی غلط بیانی نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک استحقاق بھی استحقاق کمیٹی کو refer کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 593/5 ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 597/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of تحریک التوائے کار نمبر 664/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 666/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 667/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 668/05 بھی محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں disposed of محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک التوائے کار نمبر 669/05۔

معزز رکن: تشریف لے آئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ Please go ahead

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! میں ویسے ادھر ہی تھی اور آ رہی تھی، سیڑھیوں میں تھی اگر possible ہو تو جو dispose of ہو چکی ہیں ان کو بھی take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تین تین دفعہ آپ کا نام لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ہم بھی تو آ کر بیٹھے ہیں، یہ بھی تشریف لے آتیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: محترمہ تھوڑا صبر کا مظاہرہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 669/05 اور یہ بہت اہم ہے۔

تھانہ صدر سیالکوٹ کی پولیس کا اجتماعی زیادتی کے نامزد ملزمان کو گرفتار نہ کرنا

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اکتوبر 2005 کو روزنامہ "خبریں" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ تفتیشی افسر نے زیادتی کا شکار خاتون کو تھانہ میں برہنہ کر دیا۔ ایک گھنٹے تک قہقہے اور صلح کے لئے دباؤ ڈالتا رہا۔ تفصیل یوں ہے کہ تھانہ صدر سیالکوٹ کے علاقہ چنوں موم میں بااثر زمیندار نے اپنے ایک ساتھی کی مدد سے بشریٰ بی بی کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا اور شور مچانے پر ملزمان موقع سے دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہو گئے۔ پولیس نے مقدمہ درج کرنے کے باوجود ملزمان کو جان بوجھ کر آزاد چھوڑا ہوا ہے جبکہ زیادتی کا شکار بننے والی خاتون پر صلح کے لئے شدید دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور صلح نہ کرنے پر جھوٹے مقدمات میں ملوث کرنے کی دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ حدود کے متذکرہ مقدمہ میں نامزد ملزمان کو گرفتار نہ کر کے مقامی پولیس فرائض میں غفلت کی مرتکب ہوئی ہے اور اس واقعہ سے صوبہ کے عوام میں خوف و ہراس پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ نے ایک اخباری خبر کی بنیاد پر یہ تحریک التوائے کار پیش کی اور اس پر جب ہم نے متعلقہ محکمے سے جواب مانگا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اس جواب کو اس ایوان میں پڑھنا نہیں چاہتا اس لئے کہ جواب کی language کچھ اس قسم کی لکھی گئی تھی کہ جن باتوں کا محترمہ نے ذکر بھی نہیں کیا وہ بھی جواب میں لکھ دی گئی تھیں اور میں اس بات کو confess کرتا ہوں کہ یہ سارا واقعہ متعلقہ پولیس آفیسر جو اس تھانے کا انچارج ہے۔ اس کی نااہلی کی بنیاد پر ہوا ہے۔ اس میں ہم already instruction دے چکے ہیں کہ ڈی۔پی۔او بذات خود اس

سارے معاملے کی انکوائری کریں گے۔15 تاریخ کو بھی انہوں نے فریقین کو بلایا ہوا تھا لیکن اس میں سے کچھ لوگ 15 تاریخ کو نہیں آئے تھے۔ دوبارہ انہوں نے ان کی hearing کے لئے وقت رکھا ہوا ہے۔اس سارے معاملے کی ہم گورنمنٹ کی طرف سے بھی انکوائری کروا رہے ہیں۔ میں محترمہ سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جن خدشات کا انہوں نے اظہار کیا ہے کافی حد تک وہ درست ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور گورنمنٹ نے اس کا نوٹس already لے لیا ہے۔ تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے نوٹس میں ایک بات لائی جائے تاکہ گورنمنٹ اس پر کوئی action لے سکے تو میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں باقاعدہ کارروائی کی جائے گی اور جو بھی کارروائی کی جائے گی اس سے محترمہ کو آگاہ بھی کیا جائے گا۔اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ اس تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گی کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے میں یہ assurance دیتا ہوں کہ جو بھی اس واقعہ کے ذمہ دار لوگ اس انکوائری میں پائے گئے انشاءاللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اچھی بات ہے، راجہ صاحب نے اس پر یقین دہانی کروائی لیکن اس میں ایک دو باتیں اور بھی ہیں ایک تو جو ایس۔ ایچ۔ او مذکورہ تھے ان کے خلاف ابھی تک کیا ایکشن لیا گیا یا پولیس ڈیپارٹمنٹ نے اس پر کیا کارروائی کی؟ ایک تو یہ بڑی اہم بات ہے دوسری ایک اور بات جو میں ابھی پوچھ لیتی ہوں تاکہ وزیر موصوف کو جواب دینے میں آسانی ہو۔ میری جو باقی تحاریک التوائے کار ہیں ان میں بھی یہی تھا کہ حکومت کی توجہ مختلف issues کی طرف دلائی جائے۔ان میں سے جو تین تحاریک ہیں وہ بھی اسی طرح کی خواتین ہیں جن کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں اور وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے کسی نہ کسی طرح ہتھے چڑھ گئیں اور ان کو وہ سارے consequences face کرنے پڑے۔ تحریک نمبر 666 میں بھی یہی تھا کہ ایک بیچاری خاتون حلیمہ بی بی کو ڈلیوری کیس کا بہانہ بنا کر اسے لے جایا گیا اور راستے میں اس کو اغواء کر لیا گیا اور اس کا بچہ بھی ساتھ تھا۔ پولیس نے اس کا بھی پرچہ درج نہیں کیا اور ان کے رشتہ داروں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ صلح کر لیں اور ان پر ایف۔ آئی۔ آر نہ کٹوائیں۔ اسی طرح سے ایک اور Adjournment Motion میں نے جمع کروائی ہے۔ اس میں بھی پنڈی کی ایک 13 سالہ بچی کے ساتھ بھی ایسی ہی زیادتی کی گئی اور اس ایریا کے بااثر سیاسی لوگ پولیس پر دباؤ ڈال کر مقدمہ درج نہیں ہونے دے رہے ہیں اور اس میں جو لڑکے arrest ہو چکے ہیں

انہیں وہاں VIP treatment دیا جا رہا ہے اور ان کی پشت پناہی کی جا رہی ہے۔ یہ بڑے افسوسناک اور دکھ بھرے واقعات ہیں کہ ہماری چھوٹی بچیاں جو گھروں سے سکول کے لئے جاتی ہیں ان کا پیچھا کیا جائے، انہیں اغوا کیا جائے یا ریپ کیا جائے یہ ایک بہت دکھ کی بات ہے تو میں اس کے لئے لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو اتنے زیادہ تعداد میں واقعات ہو رہے ہیں اور اچھی بات ہے کہ ہم اسمبلی میں ان کی نشاندہی کر پاتے ہیں تو ان کے لئے کیا ایسے اقدامات کئے گئے ہیں یا ایسے وہ کونسے فوری actions لئے گئے ہیں جن کی وجہ سے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہی تھوڑا سا خوف پیدا ہو کہ اگر ہم نے ایسے cases میں کوئی کوتاہی برتی تو حکومت سخت action لے گی کیونکہ بیٹیاں اور مائیں بہنیں سب کی سانجھیاں ہوتی ہیں تو اس طرح کے لئے جانے والے actions کی کوئی مثالیں موجود ہیں جن کے پیش نظر دیکھا جائے کہ اب آئندہ کیا ہو گا؟ باقی قوانین تو بہت زیادہ بنائے جا چکے ہیں لیکن ان قوانین کی implementation کس حد تک ہے، عدالتی کارروائی تو بعد کی چیزیں ہیں جس میں بے چاری خواتین انصاف حاصل کرنے کے لئے الجھ جاتی ہیں لیکن جہاں تک پولیس ڈیپارٹمنٹ کا تعلق ہے جو کہ direct گورنمنٹ کے زیر اثر ہے اس پر آج تک کیا ہوا ہے اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب ذرا فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جن Adjournment Motions کو محترمہ نے refer کیا ہے اور وہ ابھی پیش نہیں ہوئیں اور اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ Adjournment Motion پیش کرنے کا basic concept یہی ہے کہ گورنمنٹ کی attention اس پر مبذول کروائی جائے اور گورنمنٹ کوئی نہ کوئی ایکشن لے لے اور محترمہ نے خود دیکھا ہے کہ ابھی انہوں نے جو ایک Adjournment Motion دی تھی اس پر پولیس کی طرف سے جو جواب آیا اس جواب کو تسلی بخش نہ سمجھتے ہوئے ہم نے اس پر کارروائی کی اور انکوائری کے لئے کہا اور میں نے انہیں یقین دلایا کہ انکوائری کے نتیجے میں جو بھی findings ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ ان پولیس افسران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اسی طرح انہوں نے راولپنڈی کی ایک بچی سے زیادتی کے واقعہ سے متعلق بات کی تو میں ابھی دیکھ رہا تھا کہ اس میں بھی already کارروائی ہو چکی ہے، چالان عدالت میں submit ہو چکا ہے، ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کو اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ ایک دفعہ جو معاملہ اس معزز ایوان میں اٹھایا جاتا ہے تو اس پر انشاء اللہ تعالیٰ

کارروائی بھی ہوتی ہے اور میڈم نے جتنے معاملات point out کئے ہیں ان میں سے کسی میں انکوائری ہو رہی ہے، کسی میں گورنمنٹ ایکشن لے چکی ہے اور آپ کے حکم سے جو جو معاملات dispose of ہوئے ہیں میں تحریری طور پر میڈم کو جواب دے دوں گا اگر یہ محسوس کرتی ہیں کہ کہیں پر ان کی تسلی کے مطابق یا فریقین کی تسلی کے مطابق کارروائی نہیں ہوئی تو گورنمنٹ مزید ایکشن لینے کے لئے تیار ہے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے خود یہاں پر کہا ہے کہ یہ متعلقہ ایس۔ایچ۔او کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے۔ What action has been taken against that S.H.O?

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں اس کی مزید انکوائری کر رہے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی fault ہے تو. It will be carrying care of

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں ہمیشہ کی طرح اپنے صوبے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی بھی بات کرتی ہوں۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ کسی بھی ملک میں جو سسٹم بنائے جاتے ہیں وہ اس کو مضبوط بنانے کے لئے بنائے جاتے ہیں، اس کے استحکام کے لئے وہ قوانین بنائے جاتے ہیں۔ میں صرف دو باتیں کرنا چاہ رہی ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارا ملک نظریاتی ملک ہے اس کے ساتھ مذاق نہ کیا جائے ورنہ اللہ کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکے گا۔ اس سے پہلے بھی دنیا نے سونامی کو دیکھ لیا اور زلزلے کو بھی دیکھ لیا۔ میں آپ سے یہ کہتی ہوں کہ یہاں پر دوغلی پالیسی نہ بنائی جائے اس لئے کہ سب سے پہلے تو آپ اپنے رب کو جوابدہ ہیں۔ وہ آپ کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک جنبش سے آگاہ ہے۔ آپ غلط طریقے سے جتنے چکر چلائیں گے اتنے ہی گرفت میں آتے جائیں گے اور اس دلدل میں اتنے ہی دھنستے چلے جائیں گے۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جن کے پاس جو فرائض منصبی ہوتے ہیں اسے دیانتداری سے نبھانا لازمی ہے اس لئے کہ وہ اپنے رب کے بعد اپنے اس معاشرے کو بھی جوابدہ ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت تو ہے ہی اور انشاء اللہ تعالیٰ حق سچ ثابت ہوگا۔ میں اپنے رب کے علاوہ دنیا کی کسی اور طاقت سے نہیں ڈرتی۔ نعرہ تکبیر۔ (اللہ اکبر) میرے بھائیو اور بہنو! جب اللہ کا نام ہو اس میں آپ کو تکلیف

نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا رب خالق، مالک اور رازق ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فرزانہ راجہ! تحریک نمبر 670۔

فیروزپور روڈ (لاہور) کی گرین بیلٹ پر پٹرول پمپ کی غیر قانونی تنصیب

محترمہ فرزانہ راجہ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں فیروزپور روڈ پر قذافی سٹیڈیم سے ملحقہ کروڑوں روپے کی اراضی جو گرین بیلٹ پر واقعہ ہے۔ سرکاری اداروں کی ملی بھگت سے شہر کے انتہائی بااثر اور سیاسی اثر و رسوخ کے حامل افراد نے ایک پٹرول پمپ نصب کر دیا ہے جبکہ rules، پالیسی اور حکومتی ہدایات کے مطابق شہر کی کسی گرین بیلٹ پر پٹرول پمپ نصب نہیں کیا جا سکتا مگر حیران کن امر یہ ہے کہ قواعد و ضوابط کی صریحاً خلاف ورزی پر حکومت نے کوئی نوٹس نہ لیا ہے۔ متذکرہ خبر کی تمام قومی اخبارات میں اشاعت کی وجہ سے صوبہ کے عوام میں غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کی تحریک التوائے کار کے سلسلے میں میری معروضات یہ ہیں۔ کینال بنک سروس سٹیشن گلبرگ نمبر II نزد ایف۔ سی کالج روڈ کی توسیع کے لئے گرا دیا گیا ہے۔ سید فیاض احمد پروپرائٹر نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک درخواست گزاری کہ میرا 44 سالہ روزگار چھین لیا گیا ہے لہذا وعدہ کے مطابق مجھے متبادل جگہ برائے پٹرول پمپ عطا کی جائے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور سے رپورٹ طلب کی جنہوں نے ایک سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی جس میں مندرجہ ذیل دو جگہوں کا انتخاب کیا۔

(1) رقبہ تعدادی دو کنال خسرہ نمبر 5008 واقعہ فیروزپور روڈ نزد قذافی سٹیڈیم لاہور

(2) رقبہ تعدادی دو کنال خسرہ نمبر 3248 ملحقہ موضع اچھرہ لاہور۔

ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر لاہور نے یہ سفارش کی کہ یہ جگہ بورڈ آف ریونیو کی منظوری کے مطابق درخواست گزار کو فروخت کر دی جائے تاہم بورڈ آف ریونیو نے یہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے حکم دیا کہ جگہ (1) درخواست گزار کو بازاری قیمت پر گورنمنٹ

پالیسی کے مطابق بیچ دی جائے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے اس کی قیمت بمطابق پالیسی ضلعی تشخیصی کمیٹی سے تشخیص کرواکر قانون کے مطابق منظوری دے دی ہے۔ درخواست گزار اس جگہ پر پٹرول پمپ بنا رہا ہے۔ میں اس میں مزید یہ عرض کروں گا کہ 2003 میں مفاد عامہ کے سلسلے میں اس سڑک پر ایک underpass بنایا گیا تھا اس سلسلے میں محکمہ سی۔ اینڈ۔ ڈبلیو نے 44 سال سے وہاں پر چلنے والے پٹرول پمپ کے مالک سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو متبادل جگہ دیں گے لہذا آپ یہ جگہ ہمیں دے دیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے وہ جگہ ان سے بغیر کسی معاوضہ سے حاصل کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر under pass تعمیر کیا گیا۔ اس کے بدلہ میں گورنمنٹ آف پنجاب نے انہیں یہ جگہ دی ہے جس جگہ پر یہ زمین دی گئی ہے اس کی بازاری قیمت 6 لاکھ روپیہ مرلہ ہے لیکن بورڈ آف ریونیو نے تقریباً 7 لاکھ 15 ہزار فی مرلہ کے حساب سے اس زمین کی تشخیص کی ہے جس کے مطابق یہ ٹوٹل رقم تقریباً 2 کروڑ 86 لاکھ روپے بنتی ہے جو اس پٹرول پمپ کے مالک سے وصول کی جائے گی اور گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرائی جائے گی۔

جناب محمد آجاسم شریف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آجاسم شریف صاحب!

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس جگہ کا میں فی مرلہ پندرہ لاکھ روپے دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ فی مرلہ پندرہ لاکھ روپے کے حساب سے ہمیں بھی فروخت کرنا شروع کر دیں۔ اس کی جتنی جگہ بنتی تھی اس سے زیادہ یعنی اسے ڈبل اسے جگہ دے دی گئی اور سات لاکھ روپے فی مرلہ میں دے دی۔ وہ جگہ تو پچیس لاکھ روپے میں بھی سستی ہے کیونکہ وہ جگہ مین کے اوپر ہے۔ میں کسی سے بھی انھیں پندرہ لاکھ روپیہ فی مرلہ دلوا کر دے سکتا ہوں۔ انھوں نے سات لاکھ کی دی ہے تو ہم ڈبل سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ میں اسمبلی کے floor پر بات کر رہا ہوں کہ اگر یہ مجھے دو کنال جگہ سات کی بجائے پندرہ لاکھ روپے میں دیتے ہیں تو ہم لینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب والا! یہ مال کو کس طریقے سے اڑایا جا رہا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سات لاکھ روپیہ یعنی سونے کو چاندی کے بھاؤ فروخت کر رہے ہیں۔ یہ کہاں کا اصول ہے؟ جناب اس کا جواب دیں۔ میں ابھی floor پر کہہ رہا ہوں کہ میں اس کا پندرہ لاکھ روپیہ فی مرلہ دینے کے لئے تیار ہوں، سولہ لاکھ روپے تک بھی تیار ہوں آپ دے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پچھلے دور حکومت میں ایک پٹرول پمپ وحدت روڈ پر Shell والوں نے لگایا تھا۔ اس وقت حکومت کی یہ پالیسی بن گئی تھی کہ کوئی گرین بیلٹ نہیں دی جائے گی۔ وہ بنا بنایا پٹرول پمپ گورنمنٹ نے بند کروا دیا تھا اور اکھڑوا دیا تھا اور اس کو ختم کر دیا تھا۔ یہ ہر وقت سابقہ گورنمنٹ کی بات کرتے ہیں۔ میں on the floor of the House بتا رہا ہوں کہ وحدت روڈ پر بھیکھے وال موڑ کے پاس Shell کا پٹرول پمپ جس پر کروڑوں روپے لگا کر اس کی بلڈنگ بنی اور پمپ شروع ہو چکا تھا لیکن اس کے خلاف جب آواز بلند کی گئی تو وہ پٹرول پمپ بند کروا دیا گیا۔ لاہور کے اندر جو چند گرین بیلٹس باقی ہیں خدا کے لئے ان کے سودے نہ کرنا شروع کر دیں اور شہریان لاہور کو جو نعمت میسر ہے، pollution پہلے ہی بہت بڑھ رہی ہے۔ میرے فاضل Pollution Minister بھی یہاں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھی ہماری اس بات کی پوری تائید کریں گے کہ گرین بیلٹس کسی صورت الاٹ نہیں کرنی چاہئیں۔ آپ نے ان کو اگر جگہ دینی ہے تو گورنمنٹ کے پاس بے شمار جگہیں موجود ہیں کسی اور جگہ پر دے دیں۔ میری ان سے یہ درخواست ہے کہ یہ جگہ دینا بڑی زیادتی ہے، یہ جگہ الاٹ نہ کی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جیسے آجاسم شریف نے کہا ہے۔ یہاں پر میں نے ایک ڈیڑھ سال پہلے ایک تحریک التوائے کار دی تھی کہ sale by private treaty پر انھوں نے فیصل آباد کی اہم ترین جگہ پانچ لاکھ روپے فی مرلہ میں دے دی تھی۔ انھوں نے اس پر ایک انکوائری کمیٹی بٹھائی، ہم ان کے پاس گئے ان کا بڑا مثبت رد عمل تھا۔ انھوں نے کہا کہ یہ غلط ہوئی ہے۔ ہم نے ان کو کہا کہ اگر اسی زمین کو نیلام کریں تو آپ کو زیادہ پیسے مل سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ آپ اس پر bonafide show کریں اور اس پر application دیں۔ میں نے اپنے نام پر کہا کہ I am prepared to give the double price کہ جتنی بھی آپ نے جگہ دی ہے۔ چار ماہ کے بعد ان کے محکمے کا جواب آیا کہ It is sure you are bonafide آپ ہمیں 50 فیصد جگہ دے دیں۔ میں نے یہاں on the floor of the House کہا تھا کہ آپ ایسا کریں کہ ہمیں آرڈر دے دیں۔ ہم اگلے دن نو بجے اس کے پیسے جمع کروا دیتے ہیں۔ ہمارا مقصد گورنمنٹ کی زمین کو خریدنا نہیں تھا۔ اس پر اگر آپ ریونیو generate کر سکتے ہیں، assets بڑھا سکتے ہیں اس لئے اس کو اس طرح نہ دیں جیسے فاضل رکن نے کہا ہے کہ بندر بانٹ ہو رہی ہے، کوئی آرمی آفیسر لے رہا ہے، کوئی سول بیوروکریٹ لے رہا ہے اور بدنام سیاستدان ہو رہے ہیں کیونکہ process through وزیر اعلیٰ

waive rulesکرتے ہیں تو کل کو منسٹر کالونیز کو بھی یہfaceکرنا پڑے گا۔ میری ان سے بڑیhumble requestہے کہ آپ بجائےsale by private treatyدینے کے آپ نیلام عام کریں۔اس کے بعد آپ پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔اگر وزیر صاحب مناسب سمجھیں کہ میں نے جو ان کوbidدی تھی اگر یہ اس کو دینے کے لئے تیار ہیں تو ڈاکٹر اسد صاحب نے کہا تھا کہ یہ جس دن کہیں گے ہم چوبیس گھنٹے میں اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر!اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جو حالیہ تحریک التوائے کار ہے اس میں، میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس آدمی کا وہاں پر ایک پٹرول پمپ تھا، سروس سٹیشن تھا اور structureتھا جو اس نے آج سے 44سال پہلے قائم کیا ہوا تھا۔ جس سے وہ آمدنی وصول کر رہا تھا۔ اس کے بدلے میں حکومت پنجاب نے اس کو ایک پائی بھی نہیں دی لہذا اس کو یہ ریلیف دینے کے لئے کہ ہم نے اس سے زمین بھی حاصل کی ہے اور اس کاstructureبھی ضائع گیا ہے اور اس کو اس کا کوئی متبادل بھی فراہم نہیں کیا گیا۔اس کے بدلے میں یہ زمین اس کو دی گئی ہے اور اس سے اس زمین کی قیمت وصول کی گئی ہے اور کوئی ریلیف نہیں دیا گیا۔اس تحریک التوائے کار میں، میں یہ عرض کروں گا کہ جو بھی کام ہوا ہے وہ قانون، ضابطے اور طریق کار کے مطابق ہوا ہے۔

اس کے علاوہ میرے دوست رانا صاحب جو فرما رہے ہیں۔ان کی یہoptionہمارے پاس آئی تھی۔یہ اسمبلی کاfloorہے۔ اگر انھوں نے کوئی زمین خریدنی ہو تو قانون اور ضابطے کے مطابق تشریف لائیں ہم بھی کوشش کریں گے کہ قانون کے دائرے کے اندر رہ کر ان کی مدد کر سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!انھوں نےapplicationمانگی تھی تو میں نے دے دی تھی۔ انھوں نے اس کا چار ماہ بعد جواب دیا۔میںon the floor of the Houseکہہ رہا ہوں کہ یہ مجھے دفتر بلا لیں۔ میں کل چلا جاتا ہوں، یہ مجھے مثبت جواب دیں کہ جو چیز انھوں نے پانچ لاکھ روپیہ فی مرلہ میں فروخت کی ہے میں اس کا دس لاکھ روپیہ فی مرلہ دے رہا ہوں۔یہ میرے ساتھ یہاں پر وعدہ کریں میں نے وہاں آنا جانا تو نہیں ہے۔یہ واضح طور پرstatementدیں کہ ہم دینا چاہتے ہیں یا نہیں دینا چاہتے۔اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ پٹرول پمپ کے حوالے سے اس کو compensateکیا گیا ہے مگر میں جو جگہ کہہ رہا ہوں without any reason

for a specific purposeدے دی گئی ہے اور وہ آدمی آگے تیرہ لاکھ روپے میں فروخت کر رہا ہے جو اس نے پانچ لاکھ میں لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مشہود صاحب!

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس وقت جو بات compensation دینے کی ہوئی ہے۔ وہ جو پٹرول پمپ تھا وہ پہلے بھی گرین بیلٹ پر بنا ہوا تھا۔ آپ اگر اس کا محل وقوع دیکھیں تو وہ مکمل گرین بیلٹ ہے۔ وہاں پہلے بھی ایک پٹرول پمپ تھا اور باقی ساری گرین بیلٹ تھی۔ اب جہاں پر یہ compensate کرنے کی بات کر رہے ہیں تو حکومت پنجاب کو ہم on the floor of the House کہہ رہے ہیں یعنی حکومت پنجاب کو انھوں نے جو price offer کی ہے اس سے double price ہم offer کر رہے ہیں۔ آپ پرسوں کا ٹائم رکھیں ہم ان کو ادائیگی کرتے ہیں۔ یہ کاغذات لے کر آئیں۔

جناب والا! لاہور میں شروع ہو گیا اور یہ افسوسناک بات ہے کہ لاہور کی پراپرٹی کی اس وقت بندر بانٹ ہو رہی ہے۔ لاہور کے کمرشل علاقے ہیں اور جو رہائشی علاقے ہیں ان کے اندر اس طرح پٹرول پمپوں کی بھرمار ہو چکی ہے۔ وہاں نہ صرف آلودگی کی بات ہے بلکہ وہاں security and safety hazards بھی پیدا ہو گیا ہے یعنی رہائشی گھر ہیں، ساتھ کمرشل پلازے ہیں، پیسے لے کر ان کے ساتھ پٹرول پمپوں کی اجازت دے دی گئی ہے۔ کل کو خدانخواستہ وہاں پر کوئی حادثہ ہو گیا تو اس کی ذمہ داری بھی کوئی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ یہاں پر جو پالیسی بنائی گئی ہے میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ ان صاحب کو جن کو اب یہ accommodate کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں پر on the floor of the House منسٹر صاحب کو کہہ رہے ہیں کہ ساڑھے سات لاکھ روپے اگر وہ دے رہا ہے تو پندرہ لاکھ روپیہ ہم دینے کو تیار ہیں۔ اس پر وہ ہمیں جواب دیں۔ ہم یہ ساری بات House کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ اس اصل پٹرول پمپ کے کیا rates تھے جس کو compensate نہیں کیا گیا، جس کا already ایک پمپ ایف سی کالج کے پاس تھا اس کی value کیا تھی؟ پہلے اس کو طے کریں پھر باقی باتیں ہوں گی۔

وزیر کالونیز: وہ جگہ بھی گرین بیلٹ پر تھی، valuable جگہ تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی value کیا تھی؟

وزیر کالونیز: جہاں پر انڈر پاس تعمیر ہوا ہے وہاں پر وہ پٹرول پمپ بھی تھا، اس کے ساتھ ان کا سروس سٹیشن بھی تھا اور ان کا structure بھی تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے ان کو ایک پائی بھی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ یہ alternate land کے طور پر ان کو دی گئی ہے اور ان سے قیمت بھی وصول کی گئی ہے۔ وہ جگہ بھی قیمتی تھی اور یہ جگہ بھی قیمتی ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا! وہاں پر سروس سٹیشن نہیں تھا۔ ہم لاہور کے رہنے والے ہیں، منسٹر صاحب باہر سے آئے ہیں۔ وہاں کوئی بھی سروس سٹیشن نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس بات کا جواب دے دیں کہ اگر کل کو کوئی شخص کسی سڑک پر مکان بنالیتا ہے یا کسی سرکاری جگہ پر مکان بنالیتا ہے، ناجائز تجاوزات کرتا ہے۔ اس کو کسی وقت گرادیا جاتا ہے تو کیا حکومت اس کو بھی compensate کرے گی؟

جناب والا! اس کے علاوہ جب دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو default treaty لکھی گئی۔ اس میں لکھا گیا کہ جرمن ٹیکنالوجی برطانیہ اور اتحادی فوجوں کو ٹرانسفر کریں گے۔ اس treaty میں جب یہ بات آئی کہ جرمنی کے جنگلات کاٹ کر لکڑی اتحادی فوجوں کو معاوضے کے طور پر دی جائے گی تو جرمنیوں نے انکار کر دیا۔ environment ایسا مسئلہ ہے جو کہ ہم نے اپنی آنے والی نسل کو دینا ہے، اپنے بچوں کو دینا ہے۔ اس کو اگر اس لئے تباہ کر دیا جائے کہ ہم نے کسی کو compensate کرنا ہے تو ایک شخص کو compensate کرنے کے لئے آپ سینکڑوں ہزاروں کا حق مار رہے ہیں اس کی اجازت کسی صورت نہیں ملنی چاہئے۔ اس پر ہمیں جس حد تک resist کرنا پڑا تو ہم کریں گے کیونکہ گرین بیلٹ لاہور کے شہریوں کا اثاثہ ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس میں یہ بڑا واضح ہے یہاں رنگ روڈ بھی بن رہا ہے اور سارے معاملات چل رہے ہیں۔ اگر لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت اس شخص کی اپنی زمین ہے تو وہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق لے سکتا ہے۔ جس جگہ سے اس کا پٹرول پمپ گرایا گیا ہے اگر تو وہ سرکاری جگہ پر تھا پھر تو اس کا حق نہیں بنتا لیکن اگر اس کی اپنی پراپرٹی تھی اور

وہ claim کرتا ہے کہ میری اپنی پراپرٹی تھی تو اس کو لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت acquire کر کے مارکیٹ ریٹ کے مطابق payment کی جا سکتی تھی۔ بجائے اس کے کہ اس کے متبادل اسے ہیرے کی کوئی کان الاٹ کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ نیازی انٹر چینج بن رہا ہے، بند روڈ پورا گرایا گیا ہے اور ابھی کل ایک شور تھا کہ ہر بنس پورہ کے قریب بھی رنگ روڈ بن رہا ہے اور لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ کیا وہاں جو مکانات آپ گرا رہے ہیں سب کو اسی طرح قیمتی گرین بیلٹ میں ہی جگہ دیں گے، یعنی یہ مہربانی اس ایک شخص پر کیوں ہے رنگ روڈ کے نتیجے میں جن کے گھر گر رہے ہیں، جن کی چھتیں گرائی جا رہی ہیں کیا ان کو بھی لاہور کی گرین بیلٹ اسی طرح compensate کرتے ہوئے متبادل جگہ کے طور پر دی جائیں گی؟ میرا بڑا واضح سوال ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! اصل درمیان میں ان کا جو سسٹم ہے وہ یہی ہے کہ چھ لاکھ روپیہ فی مرلہ ان کے محکمے نے ان سے رشوت کے طور پر لیا ہے کیونکہ وہ جگہ کم از کم بیس لاکھ سے سستی نہیں ہے۔ انہوں نے چھ لاکھ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے اپنا لیا ہے اور سات یا ساڑھے سات لاکھ روپیہ اس کی قیمت لگائی ہے۔ میں تو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ کہہ دیں کہ ہم آپ کو پندرہ لاکھ میں دینے کے لئے تیار ہیں تو ہم انہیں پرسوں ساری payment کر دیتے ہیں اگر اس کے ساتھ ہمیں دو کنال جگہ دے دیتے ہیں تو ہم انہیں پرسوں ساری payment کر دیں گے۔

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بات یہاں پر compensation کی ہو رہی ہے۔ اب لاہور میں جو ایل۔ڈی۔اے کے rules ہیں اس میں پہلے یہ تھا کہ ایل ڈی اے اگر کوئی جگہ acquire کرتا تھا تو اس کے بدلے وہ پلاٹس یا زمین دیا کرتا تھا۔ جب لاہور میں زمین کی value زیادہ ہو گئی تو پھر ایل۔ڈی۔اے نے اپنے rules کو تبدیل کیا اب وہ in lieu of that land, in cash compensation دیتا ہے۔ ایک طرف لاہور کے لئے ایل۔ڈی۔اے کے رولز بنے ہوئے ہیں جس میں بڑا clear ہے کہ جہاں پر زمین acquire کی جائے گی اس کے بدلے جو compensation

that will be inہے cashیہاں پر ایک ایسے پٹرول پمپ پر جو پہلے بھی لیگل نہیں تھا۔ جس طرح یہاں پر بات رنگ روڈ کی ہو رہی ہے تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب جیل روڈ کی extensionہو رہی تھی تو وہاں پر بھی چالیس چالیس سال پرانے پٹرول پمپس تھے تو میاں محمد شہباز شریف کی حکومت میں ان پٹرول پمپس کو گرایا گیا تھا کیونکہ وہ سارے گرین بیلٹس پر تھے۔اب ایک پٹرول پمپ جو گرین بیلٹ پر ہے اس کی compensationدی جارہی ہے اور کس priceمیں دی جا رہی ہے۔ ہم تو اس Houseکے سامنے منسٹر صاحب کو یہی کہیں گے کہ آپ جو compensate ان کو کر رہے ہیں وہ in cashکریں اور جو ہم نے پندرہ لاکھ روپے کی یہاں پر offerکی ہے اس کو acceptکریں۔ ہم یہ Houseکے سامنے کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! یہ ماحولیات کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ ہمارے احساسات اور ذمہ داری بھی وہی ہے جس طرح آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ باقی میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ جو لاہور کا ماسٹر پلان بنا تھا اس کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ Industrial areas اور کمرشل ایریاز آپس میں mixہو گئے۔ residential areasاور کمرشل ایریاز آپس میں mixہو گئے۔ اس وقت ہم نے تمام لوکل گورنمنٹ کے افسران کو کہا ہے کہ فوری رابطہ کریں، ڈی۔ سی۔ اوز اور ناظمین کو کہیں کہ آپ rulesکی violationکیوں کر رہے ہیں، residential areasمیں کیوں سی۔ این۔ جی سٹیشن کی اجازت دے رہے ہیں؟ ہم نہیں دیں گے۔ انسانوں کو خوراک، انسانوں کو ہوا، انسانوں کو اچھا ماحول دینا ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! Please address to the Chair and not to them.

وزیر تحفظ ماحولیات: یہ environmentکی federal strategyہے اس کے تحت ہم ذمہ دار ہیں کہ انسان، جانور، پرندے اور سب کی غذا، ہوا اور پانی کا تحفظ کریں۔ ہم قطعی اجازت نہیں دیں گے کہ شہروں میں residential areasکے اندر سی۔ این۔ جی سٹیشن کی اجازت دے دی جائے۔ دائیں، بائیں یا پیچھے گھر ہیں اور درمیان میں سی۔ این۔ جی سٹیشن کی اجازت دے دی گئی ہے، ہم سختی سے اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور ہم اسے اکھڑوا دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اس مگر مچھ کا نام بھی بتادیں جس کو یہ الاٹ کیا گیا ہے، بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ خواہ مخواہ پانی میں مدھانی ڈال کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! سید فیاض احمد شاہ صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں اور ان کا گھر بھی لاہور میں ہی ہے، آپ کی برادری سے ان کا تعلق ہے، کسی اور خاندان سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ پٹرول پمپ وہاں پر 44 سال سے قائم ہے یہ اس کے مالک ہیں اور اس پر قابض تھے۔ ان کے پاس وہی source of income تھا۔ جب ان سے پراپرٹی حاصل کرنے کے لئے بات کی گئی تو وہ کورٹ میں بھی جا سکتے تھے، اس کا stay order لے سکتے تھے لیکن ہم نے اس confusion سے بچنے کے لئے ان سے یہ commitment کی کہ ہم آپ کو اس کے متبادل زمین دیں گے تاکہ آپ کا کاروبار چلتا رہے۔ گورنمنٹ نے اس پٹرول پمپ کے بدلے میں اس کو ایک پائی بھی معاوضہ نہیں دیا۔ پہلی حکومتیں بھی ایسا کرتی رہی ہیں جہاں پر زمین حاصل کی جاتی ہے اس کے متبادل زمین دی جاتی ہے، یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے جو بھی کیا ہے قانون، ضابطے اور اصول کے مطابق کیا ہے۔ غریب خاندان سے اس کے بچوں کے منہ سے کوئی نوالہ نہیں چھینا، اس سے روٹی نہیں چھینی بلکہ اس کو معاوضہ دیا ہے تاکہ ان کی آمدنی کا ذریعہ قائم و دائم رہے اور وہ لوگ سکون، آرام اور صبر سے اپنی روزی کما سکیں۔ باقی دوستوں نے رنگ روڈ سے متعلق کہا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت کا یہ مقصد ہے کہ کسی غریب آدمی کی پراپرٹی ہتھیائی نہ جائے، کسی مل کے مالک سے مل کا قبضہ نہ لیا جائے۔ جس سے ایک انچ بھی زمین حاصل کریں گے اس کو ہم انشاء اللہ معاوضہ دیں گے بغیر معاوضے کے ایک انچ کی زمین بھی حاصل نہیں کی جائے گی۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! یہ اس کے بدلے جگہ نہ دیں۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: I would like the Law Minister to come in it.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ڈی۔ سی۔ او لاہور اس کے پیچھے ہے اور اس کی اس شخص کے ساتھ پارٹنر شپ ہے۔ پورے لاہور میں ہزاروں، سینکڑوں لوگوں کو رنگ روڈ کے نتیجے میں معاوضے دیئے جا رہے ہیں لیکن ڈی۔ سی۔ او لاہور صرف ایک فرد کے لئے سمری تیار کرتا ہے کہ اس کو گرین بیلٹ جو لاہور کی سب سے قیمتی جگہ ہے وہاں متبادل زمین دی جائے۔ ان کو غریب کا بڑا احساس ہے کہ اس کو سات لاکھ میں دے رہے ہیں۔ بند روڈ پر جن کے بچوں کا رزق چھینا

گیا ان کو لاہور کی دیگر جگہوں پر کیوں جگہ الاٹ نہیں کی گئی۔ اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ ان کے پیچھے ڈی۔ سی۔ او لاہور پارٹنر نہیں تھا لیکن اس کے پیچھے ڈی۔ سی۔ او لاہور پارٹنر ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ سمجھ نہیں آ رہی کہ میرے بھائیوں نے اس کو issue کیسے بنا لیا ہے؟ اس میں دو چیزیں ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو ڈیل ہوئی ہے کیا اس میں گورنمنٹ کو نقصان ہوا ہے یا فائدہ ہوا ہے؟ جس طرح متعلقہ منسٹر فرما رہے ہیں کہ جب اس شخص کا پٹرول پمپ ختم کیا گیا تو اس وقت اس کو کوئی compensation نہیں دی گئی اور اس کے ساتھ agreement یہ کیا گیا کہ آپ کو متبادل جگہ دیں گے۔ متبادل جگہ دی گئی اور اس کے علاوہ سات ساڑھے سات لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے اس سے قیمت بھی لی گئی تو اس شخص سے خاص مہربانی نہیں کی گئی۔ حالانکہ اصولی طور پر یہ چاہئے تھا کہ بے شمار ایسے agreements موجود ہیں جہاں اگر کسی سے جگہ لی جاتی ہے تو اس کے متبادل اس کو جگہ دے کر اسے accommodate کر دیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ رانا مشہود صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ پٹرول پمپ پہلے بھی گرین بیلٹ میں موجود تھا اور اب بھی گرین بیلٹ میں ہی بنایا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے وہاں کوئی auction نہیں کیا یا کوئی دکانداری تو نہیں کی کہ سات لاکھ میں دیا ہے اور پندرہ میں دینے کے لئے تیار ہوں، تیرہ میں دینے کے لئے تیار ہوں، یہ بات نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے ایک شخص کو compensate کیا ہے اور اس شخص کو compensate کیا ہے جو وہاں پر چالیس سال سے کاروبار کر رہا تھا اور پھر اس سے پیسے بھی نہیں لئے ہیں۔ رہی بات یہ کہ جیسا کہ میرے بھائی سمیع صاحب فرما رہے ہیں کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس طرح کسی کو compensate کیا گیا ہو۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ ہمارے سارے دوست جن کا لاہور سے تعلق ہے جانتے ہیں کہ جب جیل روڈ پر extension ہوئی تھی تو وہاں پر پٹرول پمپ بنے ہوئے تھے ان لوگوں کو وہاں سے dislocate کیا گیا اور ان کو متبادل جگہیں اسی لاہور میں دی گئیں۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ان تمام پٹرول پمپ کے مالکان کو لاہور میں متبادل جگہیں دی گئیں لیکن ان سے معاوضہ نہیں لیا گیا اس کیس میں تو معاوضہ بھی لیا گیا ہے۔ نہ صرف جگہ دی گئی ہے بلکہ اس کا معاوضہ بھی لیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو پہلے deals ہوئی ہیں یہاں اس سے بہتر negotiate کیا گیا ہے اور

معاوضہ بھی لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک چھوٹی سی بات بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ فرمایا کہ رنگ روڈ بن گئی ہے۔ جب حکومت کسی معاملے اور اپنے ترقیاتی منصوبے کو litigation سے بچانا چاہتی ہو، تو پھر حکومت negotiation میں چلی جاتی ہے۔ ہمارے راولپنڈی میں جو انڈر پاس بنا ہے میں اس کی مثال دینا چاہوں گا کہ وہاں 110 فیکٹریاں تھیں جن کی زمین یا دکانیں اس انڈر پاس کی کنسٹرکشن میں آ رہی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب compulsory land requisitioning کی جاتی ہے تو جس شخص کی زمین compulsory accord کی جا رہی ہو تو اس کا حق ہوتا ہے کہ عدالت میں جائے اور عدالت میں stay ہو جاتا ہے اور پھر وہ منصوبے لٹک جاتے ہیں۔ negotiations سے یہ ہوتا ہے کہ معاملہ افہام و تفہیم سے طے ہو جاتا ہے۔ راولپنڈی میں 110 لوگ تھے ان 110 لوگوں نے حکومت کے ساتھ negotiate کیا اور کہا کہ ہمیں compensation نہیں چاہئے ہمیں اس کے متبادل جگہ دے دیں۔ حکومت نے ان کے ساتھ negotiate کر کے باقاعدہ ایک agreement کیا اور اس کو بورڈ آف ریونیو سے تصدیق کروایا اور باقاعدہ ضابطے کی کارروائی کرنے کے بعد ان کو compensate کر دیا گیا۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے چند دوست جن کے ناموں کا ذکر میں نہیں کرنا چاہتا میرے پاس تشریف لائے تھے اور شاہ صاحب جن کا یہاں پر ذکر کیا گیا وہ ان کے ساتھ موجود تھے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں متبادل جگہ دی جائے۔ انہوں نے خود متبادل جگہ کے متعلق کہا تھا اور متبادل جگہ دے دی گئی اور ان سے پیسے بھی لے لئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت کی کوئی بدنیتی ثابت نہیں ہوتی۔ یہ اس طرح کی ڈیل نہیں تھی کہ تیرہ یا پندرہ لاکھ مارکیٹ value ہے اگر پندرہ لاکھ مارکیٹ value ہے تو یہ وصول کر لیتے تو پھر جگہ دینے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم خالی compensation دے دیتے۔ ہم نے جگہ بھی دی اور اس سے سات لاکھ روپے فی مرلہ بھی لیا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی بدنیتی نہیں ہے، یہ انتہائی دیانتداری سے کیا گیا ہے اور میرے دوستوں کو جو ابہام تھا کہ خدانخواستہ کس شخص کو دیا گیا ہے یہ وہ شخص ہے جو چالیس سال سے کاروبار کر رہا تھا اور اسی شخص کو یہ جگہ دی گئی ہے۔ خدانخواستہ کوئی آدمی باہر سے نہیں لایا گیا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ بھی کیا گیا ہے انتہائی دیانتداری کے ساتھ کیا گیا ہے میری جناب سے استدعا ہے کہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہاں پر وزیر قانون صاحب نے تین باتیں کی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ انتہائی دیانتداری سے یہ ڈیل ہوئی ہے۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ رولز کے مطابق ہوئی ہے۔ تیسرا انہوں نے فرمایا کہ حکومت negotiation کے لئے کہتی ہے کیونکہ لوگ عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور اس کے بعد منصوبے لیٹ ہوتے ہیں۔

جناب والا! اس میں پہلی بات یہ ہے کہ گرین بیلٹ پر جتنے بھی پٹرول پمپ لگے ہوئے تھے ان میں سے کوئی بھی آدمی ان جگہوں پر مالکانہ حقوق کے ساتھ قابض نہیں تھا۔ وہ تمام کے تمام لوگ لیز پر تھے اور حکومت اس لیز کو کسی بھی لمحے قانونی طور پر ختم کر سکتی تھی اس لئے وہ لوگ as owner یا مالکانہ حقوق رکھتے ہوئے بھی کورٹ میں جانے کے مجاز نہیں تھے۔ دوسرا یہ کہتے ہیں کہ rules کے مطابق ہوا ہے۔ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ گرین بیلٹ قانون کے مطابق پرائیویٹ treaty کے طور پر sale کی ہی نہیں جا سکتی۔ مجھے یہ کوئی rule یا کوئی قانون بتا دیں کہ گرین بیلٹ as private treaty کسی کو دی جا سکتی ہے یا فروخت کی جا سکتی ہے۔ پچھلے 58 سالوں میں آج تک جتنی بھی گرین بیلٹس پر کوئی پٹرول پمپ لگا کر یا کوئی اور چیز کر کے بیٹھا تھا وہ تمام کے تمام لیز ہولڈر تھے۔ کسی کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے، کسی کو private treaty کے طور پر یہ زمین فروخت نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ کہ پٹرول پمپ کو لگانے کے لئے 38 محکمے involve ہوتے ہیں۔ اس پٹرول پمپ کے لئے N.O.C ایک دن میں جاری ہوا ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اس گرین بیلٹ پر جو پٹرول پمپ لگایا گیا ہے میری اطلاع کے مطابق لاہور کی سوئی گیس کی مین سپلائی بھی اسی جگہ سے گزرتی ہے۔ نہ یہ rules کے مطابق ہے، نہ یہ قانون کے مطابق ہے، نہ یہ دیانتداری کا معاملہ ہے اس میں جس شخصیت کا نام اخبارات اور لوگوں میں لیا جا رہا ہے اس کا تعلق وزیر اعلیٰ سے ہے۔ وہ شخصیت کافی عرصہ سے ان خبروں میں چلی آ رہی ہے کہ وہاں پر قبضہ ہو گیا، وہاں پر قبضہ ہو گیا۔ پراپرٹی کا کام، ریئل اسٹیٹ کا کام، میں ان دوستوں سے گزارش کروں گا کہ آپ خواہ مخواہ ان کو defend نہ کریں۔ اب تو جن لوگوں نے چار پانچ ماہ سے ان کو defend کرنے کا ٹھیکہ اٹھا رکھا تھا انہوں نے بھی چھوڑ دیا ہے۔ وہ بھی اب

پیچھے ہٹ گئے ہیں۔اب یہ خواہ مخواہ ان کو defend نہ کریں۔اب اس بات کو سر عام آنے دیں تاکہ ان چیزوں کا تدارک ہو سکے۔ورنہ یہ پورا جہاز جو ہے یہ ان کی حرکات کی وجہ سے ڈوبے گا تو آپ بھی ساتھ ڈوب جائیں گے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو سمری منظور کی تھی اس میں یہ تھا کہ گرین بیلٹ سے ان کو صرف نکلنے اور داخل ہونے کا راستہ ملا ہے۔پورے گرین بیلٹ پر ان کا قبضہ نہیں ہے۔ان کا صرف راستہ منظور کیا گیا ہے باقی یہ جگہ صرف پٹرول پمپ کی تنصیب کے لئے دی گئی ہے۔وہ اس جگہ کو فروخت کر سکتے ہیں اور نہ اس کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔وہ جگہ صرف انہی مقاصد کے لئے استعمال کی جا سکے گی اور اگر وہ کسی اور مقصد کے لئے یا اس جگہ کو فروخت کرنا چاہیں تو ہمارے ساتھ ان کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا اور اس زمین کو گورنمنٹ آف پنجاب واپس لے لے گی۔لہذا یہ زمین صرف اور صرف پٹرول پمپ کے لئے ہے اور ہم نے اس کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے،ان کو بلینک چیک نہیں دے دیا گیا کہ جو مرضی آپ کریں۔صرف اور صرف پٹرول پمپ کی تنصیب کے لئے اور گورنمنٹ کے مروجہ قواعد وضوابط کے مطابق ان کو اجازت نامہ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ basically جو question involved ہے the way it is put to the rules of Procedure سب سے اہم چیز constitutional issue ہے to right to participate as a business person کہ جس آدمی کا وہاں پر پچھلے 44 سال سے کاروبار تھا He had a constitutional right there وہ غلط تھا اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت غلط تھا تو وہ for 44 years غلط تھا۔اب اگر ایک ڈویلپمنٹ پلان کے تحت اس جگہ کی ضرورت پڑ گئی تو گورنمنٹ اس کو acquire کرے تو اس کو گورنمنٹ نے acquire کرتے وقت ایک modelity طے کی جن کو Minister Colonies نے rightly point out کر دیا۔اس کی compensation کس طرح دی ہے یہ آج کی present Government کا اپنا crieteria ہے کہ وہ کیسے دے رہی ہے۔اب میرا وہ constitutional right کہ میں بزنس کروں مجھ سے وہ زمین لے لینا کہ یہاں تو ہم نے ڈویلپمنٹ پلان دینا ہے،یہاں سے ہم نے انڈر پاس بنانا ہے یا رنگ روڈ گزارنا ہے۔میری زمین جو ہے

وہ مجھ سے گورنمنٹ acquire کرے گی، سیکشن 64 apply کرے گی تو میرے اس constitutional right کو to have a business in this country and equal right to have a business in this country اس right کو breach کرتے وقت گورنمنٹ کو ایک فارمولے سے گزرنا پڑے گا۔ اب گورنمنٹ نے اس فارمولے پر application کیسے کی کہ جس شخص کا پٹرول پمپ تھا اس کو compensate کیا in the lieu of land or in the lieu of cash یہ گورنمنٹ کی اپنی modelity ہے گورنمنٹ اپنے rules of business خود طے کرتی ہے۔ ان rules of business کے اندر کسی جگہ پر کوئی ایسا سقم رہ گیا یا گنجائش رہ گئی They should have pointed out اس تحریک کے اندر وہ چیز point out کی جاتی یہ وہ چیز تھی جو کہ اس formulation کے مطابق ایسا ہونا اس کا ضروری تھا جو کہ گورنمنٹ نے ignore کیا اور اس کو bypass کر کے آگے چلی گئی۔ جیسے راجہ صاحب نے کہا that is again a very thing جو رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا وہ بھی بڑی درست بات ہے۔ کیا اس ملک کے وہ شہری جو کاروبار کرتے ہیں حکومت کی دی گئی پالیسیوں کے مطابق، اگلی آنے والی حکومت یک دم اپنی وہ پالیسی تبدیل کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم نے اس روڈ کو wide کرنا ہے اور یہاں پر جو لوگ بزنس کر رہے ہیں ان سب کو at once signature ہم set کر دیں، اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ لیز پراپرٹی کو آپ کیا further sub-lease کر سکتے ہیں I don't think so کبھی بھی نہیں ہوتی اگر پی۔ ایس۔ او نے پٹرول پمپ لگایا ہے تو اس نے terms and conditions کے مطابق گورنمنٹ کے ان 38 محکموں سے واقعی N.O.Cs حاصل کئے ہوں گے۔ اب اگر گورنمنٹ نے وہاں سے انڈر پاس گزارنا تھا، وہاں پر ڈویلپمنٹ کی ضرورت تھی، ٹریفک جام ہوتی تھی، وہاں سے گزرا نہیں جاتا تھا تو اس پٹرول پمپ کو demolish کرنا was the necesstity and the need of the time اب اس کو گورنمنٹ نے کیسے cater کیا، سات لاکھ روپیہ دیا، دس لاکھ روپیہ تھا، اگر کرپشن کی ہے تو pinpoint کرے۔ آپ کے پاس کیا اینٹی کرپشن کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے؟ اگر اس تحریک میں آپ نے کوئی ایسی بات لکھی ہے جس سے یہ واقعی ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے یہاں پر زیادتی کی، کسی ایک شخص کے ساتھ favouritism کی تو That should have been pinpointed precisely آپ اپوزیشن میں بیٹھ کر گورنمنٹ کی کچھ چیزوں کو stare تو کر سکتے ہیں مگر گورنمنٹ کی پالیسی formulation کو dictate نہیں کر سکتے this is what I want

As a citizen that I can participate for ہےrightکہ میراto say
businessمجھے اس ملک کے اندر کاروبار کرنے کا حق ہے اور اگر مجھ سے سیکشن 64 applyکر
کے کوئی چیز لی جارہی ہے تو اس کی compensationدینے کا فارمولا گورنمنٹ نے طے کرنا ہے
نہ کہ کوئی یہاں کھڑے ہوکر Houseمیں ہم بولیاں لگائیں کہ میں 15 لاکھ روپے دیتا ہوں۔
آپ کس طرح سے یہ بات کررہے ہیں جبکہ وہ rightمیرا تھا، وہ بزنس میرا تھا، کام میرا تھا جو پچھلے 44
سالوں سے میں کررہا تھا تو گورنمنٹ نے مجھے compensateکرنا تھا کہ 15 لاکھ روپے میں وہ چیز
آپ کو بیچنی تھی It should have been a bit rationalبات درست ہے۔جب میاں
محمد شہباز شریف نے یہاں سے پٹرول پمپس اتارے تو وہ Christian graveyardکی
landتھی۔ کس گورنمنٹ نے اس کی اجازت دی تھی؟ 1963 کے اندر پہلا پٹرول پمپ وہاں لگا تھا
اس ageکی factorکا میں بھی واقف ہوں۔ ہائی کورٹ کا کیس subjudiceرہا جس وقت میں اس
کے کیس کو pleadکرتا تھا۔ 1963 سے پٹرول پمپ وہاں پر موجود تھا، ایک حکم کے ساتھ اس پٹرول
پمپ کو اتار دیا گیا اور نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کے سامنے ملتان روڈ پر اس land
کے بدلے میں land compensationدی گئی۔ اس landکی valueکیا اس landسے کم
تھی؟ یہ گورنمنٹ کے اپنے criteriaہوتے ہیں کہ وہ کس طریقے سے کس modelitiesکے ساتھ،
کن formulationsکے ساتھ اس ownerکو جو اپنے constitutional rightکے تحت بزنس
کررہا ہے اس کو کس طریقے سے وہ compensateکرتی ہے think ا کہ اس پر کافی بحث ہو چکی
ہے اب اس کو dispose ofکر دینا چاہئے۔ شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: I think I have heard both sides and I have come to the conclusion that this is being disposed of and if any party has any objection to go into the court

یہ dispose ofہو گئی۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

زلزلہ پر عام بحث

(---جاری)

MR DEPUTY SPEAKER: Let's resume the discussion on earthquake

جو کہ very important matter ہے، اس پر discuss کریں جو اصل چیز ہے۔ ٹائم بہت تھوڑا ہے۔ The first Speaker is Uzma Zahid Bokhari

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! زلزلے پر بحث کرنے سے پہلے کچھ اہم issues کی طرف جناب کی توجہ چاہوں گی۔ ایوان کی دلچسپی دیکھ لیں---

(اس مرحلہ پر ایوان سے کچھ معزز ارکان باہر جانے لگے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! نماز عشاء کا وقت ہے اس لئے وہ نماز کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بالکل یہیں سے بات کا آغاز بھی کرنا چاہتی تھی کہ ایوان میں اگر ممبران کی توجہ زلزلے پر بحث پر بالکل حق بجانب ہے اور یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جب زلزلے کا واقعہ ہوا تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ملک میں موجود نہیں تھے، ان کی ذاتی مصروفیات تھیں یا وہ طبی معائنے کے لئے گئے تھے یہ ایک الگ issue ہے لیکن زلزلے پر بہت بحث کی جا چکی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور آج جب دوبارہ زلزلے پر بحث کی جا رہی ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ایک گھنٹہ یا آدھے گھنٹے کا ٹائم نہیں تھا؟ آخر وہ اس ایوان کے قائد ہیں تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ ایوان میں موجود ہوتے تاکہ جو suggestions یا recommendations ہماری طرف سے آتیں وہ وزیر اعلیٰ صاحب خود سنتے اور آگے لے کر چل سکتے لیکن بے بس تو صرف رو ہی سکتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو نہ اس وقت ٹائم ملا جب یہ زلزلہ آیا اور نہ آج ان کے پاس ٹائم ہے کہ وہ زلزلے پر بحث کے دوران ہی ایوان میں تشریف لے آتے۔

جناب والا!آج جب زلزلے پر بحث کی جاتی ہے تو اس زلزلے پر بحث میں سب سے بڑا issueمیں سمجھتی ہوں کہ ڈونر کانفرنس ہوگی جو کہ پرسوں منعقد کی گئی جس پر ہم نے اخبارات میں بھی بہت کچھ پڑھااور گورنمنٹ سائیڈ سے بہت سی شاباش بھی حاصل کی کہ ہم نے یہ کردیا، ہم نے وہ کردیااور ہمیں بین الاقوامی سطح پر اتنی مدد ملی ہے کہ شاید یہ امداد حاصل کرکے پاکستان بہت زیادہ سرخرو ہوگیا۔(ایوان میں شوروغل)

جناب سپیکر!اگرHouse in orderنہیں ہوگا تو میں بات نہیں کرنا چاہتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آرڈرپلیز،آرڈر۔جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جن لوگوں کوinterestنہیں ہے اور جن کی باتیں زلزلے کےissueسے زیادہimportantہیں تو وہ باہر تشریف لے جائیںthis is not the way کہ ہم سے مذاق کرنے کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے یعنی پہلے بھی جب زلزلے پرspeechہوئی تھی تب بھی اس سائیڈ پر پانچ چھ افراد موجود تھے اور اس سائیڈ پر چھ سات موجود تھے۔اگر زلزلے پر ہم نے بحث کرنی ہے تو میں نہیں سمجھتی کہ زلزلے پر بحث کا کوئی فائدہ ہے اگر ہماری recomendationسنی نہیں جائیں گی، انہیں بٹھا دیں خدا کے واسطے یہ بہت کر چکی ہیں سارا دن۔۔۔

(پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر فرزانہ نذیر ایوان میں کھڑے ہوکر پوائنٹ آف آرڈر پکارتی رہیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!آپ بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!اسdistrubanceکے اندر تو بات نہیں کی جاسکتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ مجھے صرف مظفر آباد کا راستہ ہی بتا دیں۔یہ تو ابھی گنگا رام ہسپتال اور میو ہسپتال میں پڑے ہوئے مریضوں کو دیکھنے نہیں آئیں۔ان سے کیا امید کی جاسکتی ہے؟ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ زلزلہ کے متاثرین کے بارے میں ایک بڑی اہم بحث ہے اس میںcontroversyمیں مت پڑیں۔آپ اس پر اپنی بحث کو مرکوز رکھیں وہ زیادہ بہتر رہے گا ورنہ ٹائم ضائع ہوگا اور کچھ نہیں ہوگا۔جی، محترمہ فرمائیے!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقین کریں سارے House کی بے بسی دیکھ کر مجھے سب پر ہی بہت ترس آ رہا ہے کہ وہ جس طرح non stop بولتی ہیں انہیں یہاں پر روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے ابھی یہ کہا کہ مظفر آباد کا راستہ بتا دیں ایک تو میں سب سے پہلے یہ بتانا چاہوں گی کہ ہم چاہے راولا کوٹ گئے، مظفر آباد گئے یا مانسہرہ کے علاقوں میں گئے جہاں جہاں گئے ہم جیوٹی۔ وی لے کر گئے، پریس لے کر گئے، کوئی اخباری نمائندہ ساتھ لے کر گئے اور نہ ہی کوئی فوٹو گرافرز لے کر گئے کیونکہ اگر ہم گئے تو اپنے ضمیر کی آواز کے لئے، ہم گئے تو اپنی بہنوں کے لئے، اپنے بھائیوں اور ان بچوں کے لئے گئے۔ ہم ان کی طرح نہیں کرتے کہ انکی ایک شال دیتے ہوئے چار تصویریں بنتی ہیں اور پھر تین دن میڈیا پر چلتا ہے کہ ڈاکٹر فرزانہ فلاں فلاں جگہ جا کر بات کر کے آئی ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی آج مجبوراً مجھے اس House میں یہ بتانا پڑ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر فرزانہ پلیز بیٹھیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! مسلم لیگ ڈاکٹر ونگ اور میو ہسپتال کا آرتھوپیڈک سرجن، گنگارام کا سرجن یہ سارے حکومت پنجاب کی طرف سے تھے۔ وہاں وہ ہمارے بہن بھائی ہیں، ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے، ابھی میں رات کو ان کو چیزیں provide کر رہی تھی وہاں پر ایک بھی خاتون اپوزیشن آئی ہے کیا؟ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فرزانہ اور عظمیٰ بخاری صاحبہ! پلیز آپ میری بات تو سنیں، پلیز میری بات سنیں، پلیز میری بات سنیں۔ میں آپ کی بات ہی کر رہا ہوں، I am talking to you میں آپ کی بات کر رہا ہوں، آپ ذرا بات سنیں، پلیز آپ بیٹھئے، آپ دونوں بیٹھئے۔ بی بی! آپ continue کریں۔ آپ تقریر کریں، جب آپ تقریر ختم کریں گی تو پھر ہم شروع کریں گے۔ پہلے آپ تقریر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! جو 8۔اکتوبر کو قیامت صغریٰ برپا ہوئی ہے اور جس طرح repeatedly سب نے quick response دیا ہمارا کوئی احسان نہیں ہے وہ ہمارے بہن بھائی ہیں اور اس مشکل گھڑی میں ہم نے آنا تھا لیکن اپوزیشن کا بھی کوئی کردار ہوتا ہے۔ جناب کسی کو abnormal کہہ دینا کوئی بات نہیں ہوتی کیونکہ آئینے میں اپنی شکل نظر آتی ہے۔ میں دعوت دیتی ہوں میرے ساتھ کل کون تھا، ہم نے ہی کیمپ لگایا تھا۔ بات یہ ہے کہ یہ اپنے گھروں سے اٹھیں اور

میرے ساتھ مظفر آباد چلیں۔ ہر ایم۔پی۔اے پانچ پانچ گھر بنا کر دے، یہ کوئی اتنی قیمت نہیں ہے۔ لکڑی وہاں سے مل رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ اٹھیں گی کہاں اور جائیں گی کہاں؟ یہ تو یہاں پر بھی گنگارام ہسپتال میں نہیں آئیں، میو ہسپتال اور جناح ہسپتال میں عید والے دن وہ لوگ منتظر ہی رہے۔ ہمارے اپوزیشن والے جو بڑی کہانیاں کرتے ہیں یہ بتائیں، وہاں کون گیا تھا؟ وہاں ہم گئے تھے اس لئے کہ ہمیں دکھ ہے، ہماری حکومت کو دکھ ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ایک لاکھ لوگوں کی آبادکاری کریں گے، جو تنخواہیں کٹوائی ہیں یہ ہم نے ہی دی ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء، کپڑے، ڈاکٹرز تمام چیزیں حکومت پنجاب مہیا کر رہی ہے۔ اب جو چیف منسٹر پنجاب نے ٹینٹ سٹی اور adopt the family ایک لاکھ فیملی کو adopt کر رہے ہیں اور چھ چھ ہزار روپیہ ہم سب اپنی جیب سے ادا کر رہے ہیں اور اس سے زیادہ بھی ادا کر رہے ہیں، ہم اس سٹی کو بنانے میں سب سے زیادہ کردار ادا کر رہے ہیں، کس کے لئے خط لکھا وہاں سے؟

MR DEPUTY SPEAKER: Speech will only be made by Farzana Nazir and she can speak as she wants

آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا خون کا آخری قطرہ بھی اپنے بہن بھائیوں کی reforms کے لئے ہوگا۔ ہم نے بین الاقوامی طور پر بھی بین الاقوامی ڈونرز سے رجوع کیا ہے۔ ابھی کل جو کانفرنس ہوئی ہے اس میں جو ہماری expectation تھی اس سے کہیں زیادہ انہوں نے donate کیا۔ ہم یہ کس لئے سب کو کہہ رہے ہیں اس لئے کہ ہم اپنے اجڑے ہوئے بہن بھائیوں کو آباد کرنا چاہتے ہیں، ہم کھانا نہیں کھا سکتے، ہم خود اٹھ بیٹھ نہیں سکتے۔ یہ ہمارا عزم ہے، ہمارے وزیر اعلیٰ کا عزم ہے، یہ صرف الفاظی بات نہیں ہے اس وقت ہمارے جو بہن بھائی برٹش ہیں، دبئی میں ہیں، سعودی عریبیہ میں ہیں۔ ان سب کو خطوط کے ذریعے مطلع کیا ہے۔ وہ اگلے ماہ کانفرنس میں آرہے ہیں۔ جہاں ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہر فیملی وہاں پر ایک گھر بنائے گی اور ہم انہیں ٹینٹوں سے باعزت طور پر وہاں شفٹ کریں گے، وہ کشمیر کے لوگ بڑے باعزت خوددار لوگ ہیں ہم ان کو یہ احساس دلا رہے ہیں، ابھی بھی ہم ان کو ہسپتال میں جا کر بتا رہے ہیں کہ یہ پاکستان آپ کا اپنا گھر ہے، اس کو آپ اپنا گھر سمجھیں اور ابھی یہ اپوزیشن کی خواتین صرف زبانی کلامی باتیں کر رہی تھیں میں نے انہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ چلیں یہ کیوں نہیں گئیں؟ محترمہ عظمیٰ بخاری جو اٹھ کر

چلی گئی ہیں، میں نے ان سے کہا کہ میں کل کشمیر جا رہی ہوں آپ چلیں ناں میرے ساتھ تو انہوں نے کہا کہ آپ پہلے ایک دفعہ چکر لگا آئیں پھر ہم دیکھیں گے۔ بات اس طرح نہیں ہوتی، بات جذبوں کی ہوتی ہے، بات عمل کی ہوتی ہے، جس وقت ان کو تکلیف ہوئی تھی ہم اسی وقت گئے تھے۔ آپ یہاں ایک rule implement کریں کہ ہر نمائندہ خواہ وہ اپوزیشن سے ہو، خواہ وہ حکومت کا ہو پانچ پانچ لوگوں کا گروپ بنائیں جو وہاں پر جائیں اور آبادکاری میں حصہ لیں۔ اپنے بہن بھائیوں کو console کریں جو رو رہے ہیں جن کا خاندان اجڑ گیا ہے، کسی کی ٹانگ کٹ گئی ہے وہ ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ایوان میں تو بہت کہانیاں ہو سکتی ہیں، عملی طور پر میری آپ سے درخواست ہے میں خود بھی کشمیری ہوں لیکن میں اس وجہ سے بتا رہی ہوں وہاں کبھی ہم جایا کرتے تھے یہ کہنے کے لئے کہ کشمیر بنے گا پاکستان۔(شور وغل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر! ان کی کیا بات ہے۔ ان کو تو ہمیشہ سے ہی تکلیف رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے عملی کام کیا ہے۔ انہوں نے کام نہیں کرنا اور اپنا منہ چھپا کر جا رہے ہیں۔ یہ واک آؤٹ ایک دفعہ چھوڑ کر ہزار دفعہ کر لیں، یہاں اتنے ممبرز موجود ہیں کہ ایوان چل سکتا ہے۔ یہ جھوٹے لوگوں نے کرنا ہی کیا ہے سوائے عوام کا وقت ضائع کرنے کے۔ میں آپ کی اجازت سے بول رہی ہوں اور ان کے سوئے ہوئے ضمیروں کو جگا رہی ہوں تاکہ یہ ان کی تعمیر کے لئے کام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بی بی! بولتی رہیں، بولتی رہیں، بولتی رہیں، بولتی رہیں۔۔۔ جب تک آپ بولتی رہیں گی ہم سنتے رہیں گے۔۔۔ بی بی! آپ بیٹھیں نہیں۔ آپ اٹھیں، بی بی! اٹھیں، بی بی! اٹھیں۔ please continue, don't stop.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں اپنے لوگوں کا کردار بتا رہی ہوں جو ہمارے بنچوں میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے تمام منسٹرز نے عید بھی اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ منائی ہے۔ وزیر صحت، وزیر جنگلات، وزیر تعلیم، راجہ بشارت اور چودھری ظہیر الدین نے اپنے ان غریب بہن بھائیوں اور مصیبت زدہ بہن بھائیوں کے ساتھ عید منائی ہے۔ بات یہ ہے کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ عید اس لئے منائی تاکہ ان کو احساس دلایا جائے کہ اس مشکل گھڑی میں آپ اکیلے نہیں ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اپوزیشن والے کیوں نہیں گئے؟ اپوزیشن لیڈر تو وہیں پر بیٹھے رہے، یہ سارے لوگ تو enjoy کر رہے تھے، انہوں نے اپنا گھر بار کیوں نہیں چھوڑا؟ بات ہے ضمیر کے جاگنے کی، ان کے

سوئے ہوئے ضمیروں کو میں جگانا چاہتی ہوں، صرف کرسی لینے کے چکروں میں نہ پڑیں۔ یہ بتائیں کہ کشمیر کی آبادکاری میں انہوں نے کیا کیا، انہوں نے راولاکوٹ میں کیا کیا، انہوں نے گڑی دوپٹہ میں کیا کیا، ان کا کونسا کیمپ تھا؟ وہ صرف حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان کے کیمپ تھے۔ میں اس وقت آرمی کو بھی خراج عقیدت پیش کروں گی جنرل مالک، آرمی کے ڈاکٹرز اور ہمارے سویلین ڈاکٹرز نے جو ایک ایک دن میں چالیس چالیس آپریشنز کئے ہیں، اپنا بلڈ وہاں پر دیا ہے جب وہ وہاں کیمپوں میں تھے اس وقت بھی زلزلہ آ رہا تھا وہاں اتنی آرمی بھی شہید ہوئی تھی لیکن انہوں نے اپنے زخم سینے میں بند رکھے اور اپنے بہن بھائیوں کی آبادکاری میں تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ کیسے پتھروں کو کاٹ رہے تھے اور اپنے پھنسے ہوئے بہن بھائی جو بیچارے مردہ ہو چکے تھے انہیں نکال رہے تھے۔

جناب والا! یہ وہی مظفرآباد تھا جو روشنیوں کا شہر ہوتا تھا جو اب ڈوب گیا ہے۔ میری تو آپ سے صرف یہی استدعا ہے as a human being کہ آپ ان کو بھی پابند کریں کہ صرف کہانیاں نہ کہیں۔ انہوں نے آپ کو کیا positive policy دی ہے، صرف ایک کہانی سنائی کہ یہ ہو گیا، چیف منسٹر نہیں تھا، چیف منسٹر کو تو ایک ایک لمحے کی خبر تھی، ایک ایک منٹ کی ہمیں instructions تھیں، ہم کس کی instructions پر جا رہے تھے، کس نے donation دی تھی؟ یہ CM کے بھیجے ہوئے ٹرک تھے جو ہم لے کر جا رہے تھے، ان کے بھیجے ہوئے نہیں تھے، یہ تو گئے بھی نہیں ہیں۔ چیف منسٹر صاحب وہاں پر خود گئے ہیں، وہ راولاکوٹ بھی گئے ہیں، مظفرآباد بھی گئے ہیں، وہ یہاں پر میرے ساتھ سروسز ہسپتال گئے ہیں، انہوں نے باقاعدہ instructions دی ہیں کہ ان کو کھانا بھی دیا جائے اور ادویات بھی دی جائیں اور وہ خود وہاں پر رو پڑے تھے، یہ کسی کا concern ہوتا ہے۔ ان کے تو لوگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں، کیوں نہیں ان کی بے نظیر صاحبہ یہاں پر تشریف لے آئیں کہ بے شک مجھے گرفتار کر لیں میں اپنے مصیبت زدہ بہن بھائیوں کی مدد کے لئے آئی ہوں لیکن وہ کیوں اپنے سرے محل چھوڑیں گی، وہ کیوں اپنی اتنی خوبصورت جگہ چھوڑیں گی ان کا کام صرف کرسیاں لینا ہے اور یہ انہوں نے نمائندے چھوڑے ہوئے ہیں۔ جناب! دکھ جو ہے وہ ہمیں ہے جن کے سینے میں کوئی درد بھرا دل ہے یہ سارے حکومتی بنچ اپنے بہن بھائیوں کے غم میں شریک ہیں اور ہم آج اس ایوان میں وعدہ کرتے ہیں حکومت پنجاب کے behalf پر کہ انشاء اللہ ایک سال کے اندر اندر ہم آباد کر کے دکھائیں گے اور ہمارے سارے اجڑے ہوئے بہن بھائی اپنے گھروں کو جائیں گے۔ شکریہ،

جو واک آؤٹ کر کے گئے ہیں وہinterestedتو ہیں ہی نہیں، انہوں نے تو پیسے لینے ہوتے ہیں، انہوں نے آنا ہوتا ہے اور چلے جانا ہوتا ہے اور پھر جا کر فون کرنا ہوتا ہے کہ آج پارلیمانی سیکرٹری کے سوال جواب میں ہم نے بڑیinterferenceکی، آپ ہمیں دس لاکھ کا چیک بھیج دیں۔ یہ ان کا ذہن ہے اور یہی ان کا دماغ ہے۔ بات سوچ کی یہ ہے کہ رات بھی وہاں کشمیر سے لوگ آئے ہیں۔ آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ رات بارہ بجے جب مجھے فون آیا، میں ایمرجنسی میں گئی، نیم پلیٹس انہیں لگی ہوئی تھیں، ان کی کھڑے ہو کر ڈریسنگ کرائی، یہ میرا کوئی احسان نہیں ہے۔ ان کو بھی اتنا پتا تھا لیکن یہ یہاں صرف ایک میلے میں آتے ہیں۔ آپ ان کو بھی پابند کریں اور یہ تنقید کی بجائے آپ کو بتائیں کہ عملی کام کیا کیا ہے؟ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنی وسیع الظرفی دکھاتے ہوئے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔

آوازیں: نہیں، نہیں۔ ابھی آپ بولیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں، ابھی آپ بات کریں۔ ابھی آپ بات کریں۔ بی بی!continue بی بی!continue بی بی! آپcontinueکریں۔ بی بی! آپcontinueکریں۔ آج آپ نے بولنا ہے کسی اور نے نہیں بولنا۔ آپ نے بولنا ہے۔ بی بی نے آج بولنا ہے۔ آپcontinueکریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں آپ کو ان کا ماضی بھی بتا دیتی ہوں۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ دماغ کی طاقت کے لئے کیا کھاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں عرض کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جن پر رحمت ہوتی ہے اور جو کام کرنے کا عزم رکھتے ہیں ان کو خداextraدماغ دیا کرتا ہے اور جو سوچتے رہتے ہیں وہ سوال ہی کرتے رہ جاتے ہیں، جنھیں کوئی سوچ ہی نہیں ہوتی، ان کا دماغ ہی نہیں ہوتا تو وہ اور کیا کریں؟ بات یہ ہے کہ نہ ہی ان کے والدین کی پاکستان بنانے میں کوئیcontributionتھی اس لئے انہیں کیا پتا؟ میں آپ کو اپنے دل کی بات بتاتی ہوں۔ جب میں سٹوڈنٹ تھی تو میں مظفر آباد speechesکرنے کے لئے جایا کرتی تھی، کشمیر بنے گا پاکستان، وہاں خواتین آیا کرتی تھیں، وہ اتنا خوبصورت شہر تھا جو کہ اب زلزلے کی تباہ کاریوں سے بالکل تہس نہس ہو کر رہ گیا ہے۔ دریائے نیلم میں تین ہزار بچہ ڈوبا ہے، سکولtintہو کر اس دریا میں گرا ہے، وہ خوبصورت روشنیوں کا شہر جب

وہاں پر آپ داخل ہوتے ہیں تو اگر آپ انسان ہیں تو آپ کا تو دل پھٹ جاتا ہے۔ میں وہاں اب تیسری مرتبہ بھی اپنی پوری ٹیم کو لے کر جاؤں گی، منسٹر ہیلتھ بھی جا رہے ہیں۔ بات تو یہ ہے۔۔۔

معزز اراکین: آپ کب جا رہی ہیں؟

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: ابھی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جب بھی جاؤں۔ آپ تشریف رکھیں اس لئے کہ آپ بھی انہی کا ایک حصہ ہیں۔ (قہقہے)

بات یہ ہے کہ ہمارے بنچز میں سے بھی جو یہ پوچھ رہے ہیں کہ کب جائیں گے؟ ان کا بھی اگر دل ہو نا اں یہ کہیں کہ جی، ابھی میں اسی وقت آپ کے ساتھ وہاں جاتا ہوں۔ انھوں نے تو بس یہاں حاضری پوری کرنی ہوتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

بہر حال اپنی قبر میں ہر ایک نے خود جانا ہے۔ انھوں نے اپنی قبر میں جانا ہے اور میں نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ ہم اپنے وزیر اعلیٰ کی پالیسیوں اور اپنے صدر کی پالیسیوں کی تقلید کرتے ہوئے، ہمارا تو یہ aim ہے کہ آباد کاری، آباد کاری کشمیر۔ راولا کوٹ، گڑھی دوپٹا جہاں جہاں تباہ کاری ہوئی ہے وہاں آباد کاری ہو۔ میں سب سے زیادہ سعودی عرب کو سلام پیش کرتی ہوں کہ جنھوں نے 70 فیصد ہماری امداد کی۔ پریذیڈنٹ صاحب اور سی۔ ایم کو بھی خصوصی خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اب اجازت ہے کہ میں اپوزیشن کو بلا لوں؟ اب اجازت ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اپوزیشن کو بلا لوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ہاں، اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر تو نہیں آپ بولیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں بول چکی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بول چکیں۔ آپ نے تسلی کر لی؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! بی بی کو بھیجیں کہ وہ اپوزیشن کو منا کر لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیانی صاحب! اپوزیشن کو بلا لائیں۔ اب میری گزارش ہے کہ یہ بڑا important matter ہے، میں نے آپ کو بولنے دیا ہے، جتنا آپ بول چکی ہیں اب اس کو seriously لیں، مہربانی کریں اور ان سب کو بولنے دیں، اب no further interruption،

میں نے آپ کو جو ٹائم دیا ہے اور آپ نے جو بولنا تھا وہ بول لیا ہے۔ جی، کیانی صاحب! آپ اپوزیشن کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر چلے گئے)

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: میری چیئر سے request ہے کہ ہماری ساتھی معزز ممبر نے جتنی بھی یہاں پر speech کی ہے اس کو for God sake ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے، اس کو expunge کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا کیا جائے؟

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: ان کی جتنی بھی یہاں تقریر ہوئی ہے اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے اس کو expunge کر دیا جائے، میری request ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ کون ہوتے ہیں میری تقریر کو حذف کروانے والے؟ میں نے ایک اہم معاملہ پر بات کی ہے تاکہ پریس یہ باتیں چھاپے اور لوگوں کو پتا چلے کہ پنجاب اسمبلی میں حکومتی بنچز والے کتنا درد محسوس کرتے ہیں۔ یہ کون ہوتے ہیں آرڈر کرنے والے؟ آپ all in all ہیں، آپ فیصلہ سنائیں۔ He has no right

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں نے فیصلہ آپ کے حق میں دے دیا ہے اور کیا کروں میں؟ بتائیں! آپ نے جو بولنا تھا وہ بول لیا ہے۔ وہ اخبارات میں چھپ جائے گا جو آپ نے بولا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایوان میں کھانا پینا بالکل منع ہے لیکن ڈاکٹر صاحبہ تقریباً پانچ منٹ سے کچھ کھا رہی ہیں۔

معزز اراکین: بلڈ پریشر کی دوائی کھا رہی ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: بلڈ پریشر کی، جو بھی ہے ابھی تک وہ کھا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں جی، Any body else for speech?

وزیر چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم، آئی اینڈ سی: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خانزادہ صاحب! آپ کا لسٹ میں نام ہے۔

وزیر چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم، آئی اینڈ سی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں جو اسلام آباد میں ڈونر کانفرنس ہوئی ہے اس پر پریذیڈنٹ آف پاکستان اور پرائم منسٹر آف پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ ان کی فارن پالیسی کی وجہ تھی جو یہ ہماری کانفرنس اتنی کامیاب ہوئی ہے اور تقریباً ہمیں کوئی ساڑھے پانچ ارب ڈالر pledge ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ڈالر ہمیں بہت جلد پاکستان میں ملیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے ہاں کئی ایسے دن آئے کہ لوگوں نے بڑا شور مچایا ہے خاص طور پر مغرب کے خلاف کہ ان کے عزائم ہمارے لئے بالکل مختلف ہیں تو اس لئے شاید وہ ہمیں یہ aid یا یہ گرانٹ نہ دے سکے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو مغرب کے لئے فارن پالیسی بنائی ہے، اس کو ہم نے جو pursue کیا ہے اور جو یورپ اور امریکہ میں acceptable رہی ہے اس کی وجہ سے یہ ساری aid آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ N.W.F.P اور آزاد کشمیر کا جو ایریا متاثر ہوا ہے اس میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ aid جائے گی۔ پانچ سال کے عرصہ کے اندر اندر انشاء اللہ تعالیٰ میں سمجھتا ہوں کہ میں وہاں پر نئے ٹاؤن دیکھنا چاہتا ہوں، وہاں پر انشاء اللہ تعالیٰ نئے گھر اور نئے گاؤں بنیں گے اور زندگی کی ساری سہولتیں ان کو مہیا کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ میں چیف منسٹر پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے اپنی پوری طاقت اور قوت اس علاقے میں جو earthquake disaster ہوا ہے اس میں لگائی میں آپ کو آج بتا دینا چاہتا ہوں کہ تقریباً 2۔ارب روپے کا سامان جس میں فوڈ، شیلٹر اور میڈیسن جو ہیں وہ N.W.F.P میں اور آزاد کشمیر کے علاقے میں پہنچ گئی ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ چیف منسٹر صاحب کا ان دونوں حکومتوں کو pledge ہے کہ جب تک earthquake کے متاثرہ لوگ settle نہیں ہوتے تب تک پنجاب حکومت یہ aid ان کو ریگولر دیتی رہے گی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ جناب چیف منسٹر، پنجاب حکومت کی اور پنجاب کے عوام کی ایک بہت بڑی کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر! میں earthquake کی صورتحال کو اور زیادہ تفصیل سے زیر بحث نہیں لاؤں گا بلکہ میں ابھی آپ کے ساتھ co-operation کر کے ایک تھوڑی سی تھیوری میں جاؤں گا اور یہ House جو ہمارا ہے، میں سمجھتا تھا کہ House میں اس وقت کافی لوگ ہوں گے، میں اس تھیوری کے جو نکات ہیں اس House پر چھوڑوں گا کہ ان پر House بحث کرے کہ earthquake کے affectees پر آئندہ لائحہ عمل ہمارا کیا ہونا چاہئے؟ دنیا میں جتنی بھی demographic changes ہوتی ہیں ان کے اس علاقے میں بہت بڑے اثرات ہوتے ہیں جہاں سے وہ چلتی ہیں اور جہاں پر وہ اختتام پذیر ہوتی ہیں اس میں نہ کوئی انٹرنیشنل بارڈر ہوتے ہیں، اس میں نہ کوئی جغرافیکل بارڈر ہوتے ہیں اور نہ کوئی انٹر پراونشل بارڈر ہوتے ہیں لیکن یہ پاپولیشن شفٹ and population dust پر منحصر ہوتا ہے either way ادھر جائے یا پاپولیشن ادھر چلی جائے۔ اس دنیا میں کافی demographic changes ہوئی ہیں اور یہ ہماری سوشل لائف، ہماری ethnic life، ہمارے کلچر اور ہماری language پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئی ہے۔ جب سے دنیا شروع ہوئی ہے اس کی ہزاروں مثالیں ہیں اور پاکستان کی تاریخ میں اگر آپ 1947 کو دیکھیں تو تقریباً ڈیڑھ کروڑ لوگ ہجرت کر چکے ہیں۔ تقریباً 60 لاکھ لوگ ادھر سے انڈیا گئے تھے اور اس سے زیادہ تعداد میں تقریباً 90 لاکھ لوگ انڈیا سے ادھر آئے تھے۔ اس کے علاوہ کافی لوگ اس میں شہید ہوئے، بے شمار عورتیں بیوہ ہوئیں اور بہت سے بچے لاپتا ہو گئے تھے اگر آپ تاریخ پاکستان کی اس ریجن کی pre 1947 study کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس علاقے کا کردار اس وقت بالکل مختلف تھا۔ ہماری boundary, durand line، ہمارا انڈیا کے ساتھ جو بارڈر ہے اگر آپ اس علاقے کے character، کلچر کو دیکھیں تو یہ بالکل مختلف تھا لیکن جب سے یہ demographic change ہوئی ہے اس کا کردار بالکل بدل گیا۔ اس نے ہمیں کیا دیا، ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ وہ میں House پر چھوڑ دیتا ہوں۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی demographic change افغانستان کی آئی اور تقریباً 40 لاکھ لوگ پاکستان میں آئے، یہاں پر انھوں نے پناہ لی۔ اس وقت ہمارے جو aim and objects تھے وہ بالکل مختلف تھے۔ ہم افغانستان میں روس کو

beatکرنا چاہتے تھے، ہم روس کوdestroyکرنا چاہتے تھے تو اس کی وجہ سے ہم نے ان کو accommodateکیا وہ ہمارے بھائی ہیں اور ابھی تک ہمارے پاس ہیں۔اس demographic changeسے ہمیں کیا نقصانات ہوئے ہیں؟ کلاشنکوف کلچر آیا، ڈرگ آیا۔ آج کل جو وارداتیں ہو رہی ہیں یہ اسی weaponsسے ہو رہی ہیں، یہ وہی لوگ ہیں، یہ وہی instanceچل رہا ہے۔ اس کی repercussionsاگر آپ international worldمیں دیکھیں تو terrorismآیا جس نے ہمارے مذہب کوwestمیں ایک extremeمذہب دکھایا ہے۔ مسلمانوں کو لوگوں نےterroristsکہنا شروع کر دیا ہے۔ پاکستان دنیا کی limelightمیں آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں پر پرویز مشرف نہ ہوتا،اس کی یہ زبردست قسم کی foreign policyنہ ہوتی تو آج ہمارا حشر عراق اور افغانستان جیسا ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرویز مشرف صاحب کی ایک بڑی اچھی foreign policyکی وجہ سے یہ بہتر impressionبنا ہے۔ ہم ایک friendlyملک کا تاثر دینا چاہتے ہیں۔ آج جتنی بھی ہمارے پاس گرانٹ،امداد آ رہی ہے یہ اسی وجہ سے آ رہی ہے۔ ہم سب کو یہ سوچنا چاہئے کہ جو ابھی demographic changeہوئی ہے جو بہت جلدی ہوئی ہے۔عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اگر 50 سال کے بعد کوئی demographic changeہوتی ہے تو اس کے اثرات کم ہو جاتے ہیں لیکن یہ تو 20 سال کے بعد ہی demographic changeہو گئی۔ یہforced demographic changeہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن ہمیں ابھی سے یہ سوچنا چاہئے کہ اس کے ہمارے کلچر، سوسائٹی، زبان یا پورے social sectorپر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اس بابت ہمیں غور کرنا ہوگا،اس کو debateکرنا ہوگا اور اس بارے میں ہمیں ایک مثبت پلان بنانا ہوگا کہ ہماری آبادی اس بابت کیا کرے؟ میں نے بڑے brieflyانداز میں یہ demographic changeکی بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی ہمیں موقع ملے تو ہم اس پر مزید discussکریں اور کوئی ایک ایسا عمل اختیار کریں جو ہماری آنے والی نسل پر ایک positiveاثر ڈالے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ زلزلہ کی صورت میں واقعی ایک بہت بڑی آفت اس ملک پر آئی ہے جس سے ہر دل رکھنے والا انسان ہل کر رہ گیا ہے اور کچھ ایسے لوگ تھے جن کے شاید دماغی توازن بھی درست نہیں رہے۔ اس بڑی آفت نے ان پر بھی بہت زیادہ

اثر کیا۔یہاں پر کچھ باتیں کل کی ڈونرز کانفرنس کے حوالے سے کرنی ضرور ہیں۔کل کی ڈونرز کانفرنس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ سب کچھ ایک بندے کی charismatic قسم کی personality اور بہتر خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہوا ہے۔کتنے پیسے اکٹھے ہوئے اس پر میں بعد میں بات کرتی ہوں۔سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ پاکستان کی territorial importance کو ذرا دھیان میں رکھا جائے۔میں سمجھتی ہوں کہ خداتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اس طرح سے ہے کہ پاکستان ایک ایساملک ہے جو کہ Asia کے centre place پر واقع ہے۔اس کی تمام ترجو territorial importance ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ پاکستان میں مشرف صاحب کی regime میں جتنی خدمات war against terrorism کی گئی ہیں اس کی نسبت پاکستان کو reward یا return کیا ملا ہے؟ تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امریکہ بادشاہ کی تمام تر خدمات کرنے کے باوجود، سونامی سے بڑا زلزلہ آنے کے باوجود ہمیں ڈونرز کانفرنس بلانی پڑی، ہمیں منت کرنی پڑی کہ ہماری مدد کی جائے۔اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی اتنی اچھی ہوتی اگر پاکستان میں صحیح، حقیقی جمہوریت ہوتی تو یورپین یونین کو فنڈز دینے کے بعد یہ نہ کہنا پڑتا کہ پاکستان میں حقیقی جمہوریت قائم کی جائے۔یہ کہنا کہ یہ کسی ایک شخص کی وجہ سے پاکستان کو مدد ملی ہے بالکل غلط ہے۔ اب مدد کتنی ملی ہے یہ بھی ایک issue ہے۔ ہمارے وزیراعظم صاحب بھی اس پر statement دے چکے ہیں کہ ایک ارب ڈالر سے زیادہ ہمیں مدد ملی ہے اور 3۔ارب ڈالر سے زیادہ ہمیں قرضے ملے ہیں۔مجھے ان کی ناقص عقلی پر رونا آتا ہے کہ یہ جو تین ارب ڈالر کے قرضے ہمیں ملے ہیں یا ملنے ہیں کیا یہ ہم نے واپس نہیں کرنے؟یہ elusive money ہوتی ہے،اس میں سے کئی ایسے قرضے ہیں جو کہ tied loans ہیں جن کی شرائط متعلقہ ادارہ یا ملک خود بتائے گا کہ کس قسم کی شرائط کے تحت یہ رقم استعمال کی جائے گی۔ elusive money کے اوپر جس طرح سے یہ خوش ہوئے جا رہے ہیں یہ غیر مناسب ہے۔جو لوگ زلزلے میں شہید ہوئے وہ تو ہو گئے اور جو قوم باقی بچی ہے اسے tax لگا کر شہید کیا جائے گا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت initiative لیتی، حکومت کہتی کہ ہم اپنے خرچے کم کرتے ہیں، اربوں روپے سے جو G.H.Q بنانے لگے ہیں وہ نہیں بناتے۔یہ پیسے ہم زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے استعمال کریں گے۔چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے خرچے کم کئے جاتے اس کے برعکس ہم بین الاقوامی برادری کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہماری جھولی میں کچھ ڈال دے۔

جناب سپیکر! پہلے اپنا گھر درست کرنا چاہئے، پہلے ہمیں خود انسانیت کا ثبوت دینا چاہیے۔ باتیں کرنا، کہنا کہ فلاں جماعت نے یہ کر دیا، وہ کر دیا کافی نہیں ہے۔ میں on the floor of the House کہنا چاہتی ہوں کہ 8۔اکتوبر سے لے کر آج تک پاکستان پیپلز پارٹی کے کسی رکن کی طرف سے یہ سننے کو نہیں ملے گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا کیا ہے؟ ہم صرف یہ چاہتے تھے، محترمہ کا حکم یہ تھا کہ اس issue پر سیاست نہ کی جائے۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ ناقص العقل لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کو کچھ چیزیں بتانی پڑتی ہیں، ان کو پکڑ کر سمجھانی پڑتی ہیں تو آج میں یہاں categorically بتانا چاہوں گی کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے چھ سو سے زیادہ ٹرک لاہور سے جا چکے ہیں جن میں راشن، خیمے اور دوسری مختلف چیزیں تھیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب نے مظفر آباد میں ٹینٹ سٹی قائم کیا ہے جس میں 400 سے زیادہ لوگوں کو تین وقت کا کھانا دیا جاتا ہے، ان کی proper رہائش کا وہاں بندوبست کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں، آزاد کشمیر میں ہماری اپنی پارٹی موجود ہے جس کے through ہم بہت سی امداد پہنچا رہے ہیں۔ ہم ایسا نہیں کرتے کہ وزیر اعلیٰ کا انتظار کیا جائے کہ وہ آئیں تو ہم فوٹو بنوا کر چیک پیش کریں۔ ہماری ایسی کوئی intention نہیں ہے۔ ہماری طرف سے نہ تو کسی نے دس دس دفعہ چیکوں کی تصویریں بنوائیں اور نہ ہی کسی نے اس پر سیاست چمکائی ہے۔ یہ جن لوگوں کا کام ہے وہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر یہاں پر رونا یہ رویا جاتا ہے کہ جی ہمیں انسانیت کا بہت درد ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمیں زلزلہ زدگان کی آباد کاری کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہلی لیبر، دوسری land اور تیسری land capatilization ہمارے پاس موجود ہے۔ لیبر میں سمجھتی ہوں کہ ہماری جو پہاڑی عوام ہے ان کی محنت کشی کی ہم سب یہاں بیٹھ کر مثال دیتے ہیں کہ یہاں بھی جو بڑی بڑی عمارتیں بنتی ہیں ان میں وہ پٹھان لوگ زیادہ محنت کش سمجھے جاتے ہیں اس لئے لیبر ہمارے پاس موجود تھی۔ اب collection کی رقم کیسے اکٹھی کی جائے؟ ہم نے تو کچھ نہیں کیا بلکہ ہم نے دوسروں کی طرف دیکھا کہ ہماری جھولی میں کچھ ڈال دیا جائے۔ اب کہا یہ جا رہا ہے کہ 5.4۔ ارب ڈالر اکٹھے کئے گئے ہیں جن میں گرانٹس اور pledge کتنے ہیں؟ یہ ایک different issue ہے۔ ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک جس نے ہمیں ایک ارب ڈالر مہیا کئے ہیں۔ اس 5.4۔ ارب ڈالر میں ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کا ایک ارب ڈالر خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ ان میں یہ categorize کرنا بہت ضروری ہے کہ 300 کروڑ ڈالر fresh

grantدی گئی ہے اور 700 کروڑ ڈالر وہ گرانٹ ہے جو ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک پہلے ہی پاکستان میں مختلف جگہوں پر استعمال کر رہا تھا اسے وہاں سے divertکر کے اس طرف shiftکیا گیا ہے۔اب یہ بھی ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ اس رقم سے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے جو پہلے پراجیکٹس شروع کئے گئے تھے یا جو کام چل رہے تھے ان کو بند کرنا پڑے گا یعنی اس پر خام خیالی اور اس پر خوش ہونے کی بجائے یہ بات سوچنی پڑے گی کہ اتنے بڑے lapsesاور کمی کو کیسے fulfilکیا جائے گا؟

جناب سپیکر!ڈونرز کانفرنس ہو گئی ہے اور لوگوں نے وعدے کر لئے لیکن اب importantبات یہ ہے کہ ان وعدوں کو پورا کرایا جائے۔ اس کے لئے permanent infrastructureکی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ہماری وزارت خارجہ کا بہت اہم کردار ہو گا۔اس پر ٹیکنوکریٹس کی خدمات لی جائیں جو مختلف ملکوں سے in touchرہیں انھیں یاد دلائیں اور یہ یقینی بنایا جائے کہ جو وعدے کئے گئے تھے انھیں پورا کیا جائے۔ پھر اس پر human resourceکی بات کی جائے گی۔اب ہمارے پاس foreign resourceاور local resource بھی ہیں تو local and foreign resourcesکا ایک combination createکر کے ایک اچھی رہائش تعمیر کی جا سکتی ہے۔ مشرف صاحب نے اپنی تقریر میں بھی تین بار انڈیا کو مخاطب کیا اور کہا کہ انڈیا کی بہت importanceہے اس کو چاہئے کہ وہ کشمیر کا مسئلہ solveکر دے۔یہ درست بات ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم انڈیا کے ترلے کر سکتے ہیں، ہم انڈیا کے بارڈرز کھول سکتے ہیں، کنٹرول لائن پر relaxationدے سکتے ہیں، نیٹو کی فوجوں کو ملک میں آنے کی اجازت دے سکتے ہیں لیکن جو پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کے لیڈر ہیں انھیں پاکستان آنے کی اجازت نہیں ہے۔اس اہم وقت پر ملک و قوم کو ان کی ضرورت ہے، ان کے ideasکی ضرورت ہے،ان کی نمائندگی کی ضرورت ہے لیکن انھیں اس ملک میں آنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔اس سے زیادہ اور لمحہ فکریہ کیا ہو گا کہ آپ انڈیا پر اعتبار کرنے کے لئے تیار ہیں، نیٹو کی فوجوں کو بلانے کے لئے تیار ہیں، لیکن محترمہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کو اس ملک میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کے partپر یہ سب سے بڑی بد دیانتی ہے کہ آپ باقی سب کچھ کرنے کو تیار ہیں، آپ نیٹو کی فوجوں کو بلانے کے لئے تیار ہیں، آپ انڈیا کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے لئے تیار ہیں لیکن اپنے لیڈر جو بڑی سیاسی جماعتوں کے لیڈر ہیں انھیں پاکستان میں آنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرتی ہوں کہ قدرتی آفات تو روکی نہیں جا سکتیں لیکن اب تمام ملکوں میں بلکہ اب تو انڈیا میں بھی Crisis Management Centres بنائے جا چکے ہیں جن کی سنٹرل، پراونشل اور پھر لوکل لیول پر organization ہوتی ہے تاکہ خدا نخواستہ اگر کوئی ایسا disaster آئے یا کوئی ایسا problem ہو تو فوری طور پر اس سے نمٹا جا سکے اور ہمیں کرینیں ڈھونڈنے نہ جانا پڑے۔ پھر ہمیں وہ رونا نہ رونا پڑے کہ ہمارے پاس ہیلی کاپٹر نہیں ہیں اگر ہوتے تو شاید کچھ لوگوں کو بچا سکتے تھے تو میں سمجھتی ہوں کہ with the legislation of the Parliament ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو Disaster Management Centre ہو جس کی organization لوکل لیول تک ہو تاکہ خدا نخواستہ ملک میں کوئی ایسا problem ہو تو اس سے نمٹا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ وہ خواتین جن کے شوہر، سربراہ یا گھر کے مرد اس دنیا میں نہیں رہے ان کے inheritance problems بہت زیادہ ہو گئے ہیں لہذا میں وفاقی حکومت سے التجا کروں گی اور صوبائی حکومت سے بھی درخواست کروں گی کہ وہ بھی وفاقی حکومت سے بات کرے اور ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو ان بیواؤں اور بے سہارا خواتین جن کے مرد اس دنیا میں نہیں رہے ان کی inheritance ان کی زمین ان کے نام کی جائے پیشتر اس کے کہ کچھ لوگ اس پر قبضہ کر لیں۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ آپ اس House کے کسٹوڈین ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اس کا ڈیکورم برقرار رکھیں۔ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ آپ تمام لوگوں کو اس House میں بیٹھنے کے لئے manners اور ڈیکورم سمجھائیں کہ اس میں آنے کا مطلب کیا ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھنے کا طریق کار کیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح تو مچھلی بازار، غلہ منڈی اور اس اسمبلی میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے مقرر ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت ہی اہم موضوع ہے۔ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کی تاریخ کے اندر شاید اتنا تباہ کن زلزلہ کبھی نہیں آیا۔ یقیناً نہ صرف پاکستان عوام، ملت اسلامیہ بلکہ پوری دنیا نے اس کی gravity کو محسوس کیا ہے۔ میں بالخصوص پاکستان عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس کے اندر دل کھول کر مدد کی ہے۔ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو، شاید

ہی کوئی فرد ایسا ہو جس نے اس دکھ کو محسوس کر کے اپنی بساط کے مطابق ریلیف کے لئے کچھ نہ کچھ نہ دیا ہو۔ حتی کہ سکول کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی اپنی pocket money میں سے اس میں حصہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ رب العالمین اس کو قبول کرے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ یقیناً میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ افواج پاکستان نے بھی اس کو اپنی ایک ڈیوٹی سمجھتے ہوئے پوری محنت کے ساتھ کیا۔ اس میں ان کے جوان بھی شہید ہوئے ہم انھیں بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن افواج پاکستان کی یہ ساری کارکردگی جنرل مشرف کے سایہ کی وجہ سے گہنا جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات قابل غور بھی ہے اور میں اس پر جہادی تنظیموں کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں جنھوں نے سب سے پہلے اس ریلیف کام کو اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہوئے بھاگ دوڑ کی ہے۔ میں ایک حوالہ دوں گا کہ میں بہاولپور کی عید گاہ میں اندر جا کر عید کی نماز ادا کرتا ہوں لیکن میں نے اس دفعہ عید گاہ کی مسجد کے باہر اپنی چادر کو بچھایا اور میرے ہاتھ میں ایک banner بھی تھا جس پر میں نے زلزلہ زدگان کی مدد کی اپیل کی ہوئی تھی۔ الحمد اللہ عید گاہ کے اندر جاتے ہوئے اور باہر آتے ہوئے بھی لوگوں نے اس میں کافی contribute کیا۔ جب لوگ باہر آ رہے تھے تو ان میں سابقہ چیف جسٹس اللہ نواز صاحب بھی تھے۔ جب وہ باہر آئے تو مجھے کھڑا دیکھ کر تیزی سے میری طرف آئے اور مجھے گلے لگایا اور مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو سلام پیش کرتا ہوں اور آپ کی تنظیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور انھوں نے کہا کہ ہم ریلیف کے کام کے لئے باغ کے علاقے میں گئے تو وہاں جا کر ہم نے معلومات لیں تو لوگوں نے بتایا کہ اگر باغ کے علاقے کے اندر سب سے پہلے کوئی تنظیم پہنچی ہے تو وہ جماعت اسلامی ہے، الخدمت فاؤنڈیشن پہنچی ہے اس کے بعد انھوں نے کہا کہ ''الدعوۃ'' والے آئے ہیں انھوں نے کہا کہ ہم تیسرے نمبر پر پہنچے اور فوج چوتھے نمبر پر اس کام کے لئے پہنچی۔ ہو سکتا ہے کہیں پہلے پہنچی ہو اور کہیں بعد میں پہنچی ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے حکومت کی یہ بڑی بد دیانتی ہے کہ جن جہادی تنظیموں نے اس کام کے اندر محنت کی ہے حکومتی میڈیا اسے proper طریقے سے patronize نہیں کرتا، اسے recognize نہیں کرتا اس طریقے سے جو volunteer workers ہیں ان کی بڑی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ پھر آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اور اہم حوالے اور اہم ڈیوٹی کے حوالے سے اس clamity کے موقع پر بھی جو مخصوص گروہ ہیں انہوں نے اس کے اندر سیاست کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ اخبارات بھی اس چیز کے گواہ ہیں کہ وہاں مظفر آباد کے اندر جو جماعت اسلامی کا ریلیف کیمپ

تھا جس کے اندر مرد بھی موجود تھے اور خواتین بھی موجود تھیں اور اس کیمپ پر ایم۔کیو۔ایم نے جس طرح کراچی کے اندر ان کا ایک رویہ ہے جو لاشوں، بھتوں اور غنڈہ گردی کی سیاست کرتے ہیں وہاں بھی انہوں نے اسی طرح کی سیاست کرنے کی کوشش کی۔ وہاں پر فائرنگ کی گئی، وہاں پر لوگ زخمی بھی ہوئے ہمارے ایک ورکر کے پیٹ میں گولی لگی اور وہ شدید زخمی ہو گیا اور باقاعدہ ایک ایم۔کیو۔ایم کا کارکن تھا اسے لوگوں نے گھیرا اور پکڑ لیا اور حکومت کے حوالے کیا کہ یہ آدمی یہاں پر fuss creat کر رہا ہے لیکن اس کو چھوڑ بھی دیا گیا اور مسلسل میڈیا اور حکومت کی طرف سے اسی طرح کا پراپیگنڈا ہوتا رہا کہ ایم۔کیو۔ایم والے شاید بڑا کوئی ریلیف کا کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کو سیدھی سی بات on oath کہہ سکتا ہوں کہ وہاں پر ایم۔کیو۔ایم والوں نے ایک آدھا کیمپ لگایا ہوا ہے۔ ایک مظفر آباد کے اندر، ایک ایبٹ آباد کے اندر، ایک مانسہرہ کے اندر کیمپ لگایا ہوا ہے اور میز پر ان کا جو غنڈہ اعظم ہے "الطاف حسین" اس کی فوٹو رکھی ہوئی ہے۔ اس طرح ایک پراپیگنڈا کا سلسلہ انہوں نے چلایا ہوا ہے۔ اس طرح کا جو معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بھی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے اور میں بالخصوص refer کروں گا پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن کو کہ یہ جماعت کے ڈاکٹروں کی ایک ذیلی تنظیم ہے۔ نوائے وقت اور دیگر اخبارات نے ایڈیٹوریل لکھے ہیں کہ اس تنظیم نے وہاں پر بڑا کام کیا ہے۔ بیرونی دنیا میں جماعت سے منسلک جو ڈاکٹر صاحبان تھے وہ بڑی تعداد میں equipment کے ساتھ، ادویات کے ساتھ وہاں پر آئے اور انہوں نے وہاں پر بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس میں ہمیں تکلیف بھی ہوئی ہے۔ سعودی عرب سے ہماری جماعت کے دوستوں نے وہاں سے خیمے بھجوائے تھے اور یہاں لاہور کے اندر اسی ریلیف کے حوالے سے ہماری ایک میٹنگ تھی۔ وہاں پر briefing میں لیاقت بلوچ صاحب نے ہمیں بتایا کہ کوئی پانچ چھ روز تک کراچی پورٹ پر یہ خیمے stuck up رہے اور وہاں پر انہیں ہدایات یہ تھیں کہ یہ خیمے گورنمنٹ کے حوالے کر دیئے جائیں۔ اسی طرح لاکھوں روپے مالیت کی میڈیسن سعودی عرب سے آئیں جو وہاں سے ہمارے دوستوں نے پیسے اکٹھے کر کے بھجوائیں وہ بھی کراچی پورٹ پر stuck up رہیں۔ اس کے بعد بڑی مشکل کے ساتھ ہم نے انہیں حاصل کیا اور اب کیفیت یہ ہے کہ وزارت خارجہ کی طرف سے ایک سرکلر تمام بیرونی سفارت خانوں کو جاری ہوا ہے کہ کوئی بھی اگر کوئی چیز بھیجنا چاہے اس کو اس وقت تک clearance نہ دی جائے جب تک وہ اسے صدر کے ریلیف فنڈ کے اندر یا گورنمنٹ کی طرف اس کا flow نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھا طریق کار نہیں ہے۔ اس طرح کی کارروائی

کے نتیجے میں nation as a whole جس کے اندر یہ سارا جذبہ پیدا ہوا ہے وہ پھر تقسیم کا شکار ہوتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موقع کو احسن طریقے سے استعمال کیا جائے۔ الحمدللہ اس میں ہم نے یہ بھی کیا ہے کہ ہمارا ایک انجینئرنگ ونگ ہے انہوں نے باقاعدہ وہاں پر جو زلزلہ پروف یا زلزلے کو sustain کرنے والے مکان ہیں اس حوالے سے بھی ان کے نقشے بنائے ہیں۔ انشاء اللہ یہ جب سردی کا spell ختم ہوگا تو دنیا دیکھے گی کہ جماعت اسلامی اور جماعت کا "الخدمت ونگ" ہے۔ ہم باقاعدہ لوگوں کو اپنی بساط کے مطابق جتنا بھی کر سکے انشاء اللہ وہاں پر گھر بھی بنا کر دیں گے۔ اس میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بیرونی دنیا نے جو اس وقت وعدے کئے ہیں وہ یقیناً خوش آئند ہیں لیکن قوم کے اندر جو بات flow کر رہی ہے، پچھلے منگل کی بات ہے میں بہاولپور کے ایک دو بازاروں میں گیا۔ اس زلزلے کے relief کے سلسلے میں ہمارے جو مرکزی coordinater نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ ہیں وہ تشریف لائے۔ وہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی کے ناظم بھی رہے ہیں وہ جب بہاولپور تشریف لائے تھے تو میں نے بھی اپنے الخدمت کے کارکنان کے ساتھ بہاولپور کے بازار کا راؤنڈ کیا۔ الحمدللہ لوگوں نے بہت response دیا اور ایک دو گھنٹے کے اندر ہی لوگوں نے پونے دو لاکھ روپے، مختلف دکانداروں نے ہماری جھولی کے اندر ڈالے لیکن ساتھ لوگوں کے یہ تبصرے بھی تھے کہ گورنمنٹ کو بھی بہت کچھ مل رہا ہے اگر حکومت دیانت داری اور صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ خرچ کرے گی تو اس کے نتیجے میں ہمیں مزید کچھ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ جو ایک چیز پیدا ہو رہی ہے اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے اسی لئے ہمارے قائدین کی طرف سے بھی بار بار یہ مطالبہ آ رہا ہے کہ پارلیمنٹ کے اندر اس سارے معاملے کو لایا جائے۔ پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ پارلیمنٹ ان لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جن پر لوگوں کا اعتماد ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو آپ باہر رکھنا چاہتے ہیں اور نیچے سے لے کر اوپر تک وہ تمام معاملات کے انچارج جنرل مشرف صاحب نے فوج کے لوگ بنا دیئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ایک بداعتمادی کی فضا پیدا ہو رہی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو چاہئے کہ یہ سارا معاملہ باضابطہ طریقے سے لائے اور پارلیمنٹ کو اس ریلیف کے کام کے اندر باقاعدہ طریقے سے involve کرے۔ تاکہ قوم کو اس حوالے سے اعتماد ملے کہ یہ جو رقوم آئی ہیں یا یہ جو relief کا کام ہے، rehabilitation کا کام ہے یہ دیانت داری کے ساتھ سرانجام پائے۔ یہ جو عدم اعتماد ہے اس پر ہمارے جو بیرونی مہمان آتے ہیں یا ہمارے حاکم آ جاتے ہیں، ابھی چند روز پہلے کرسٹینا روکا اسلام آباد تشریف لائی تھیں تو ان کا ایک

بیان شہ سرخیوں کے ساتھ لگا ہوا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہم مدد کرنا چاہتے ہیں لیکن ہماری reservations ہیں، ہمارے تحفظات ہیں کہ گورنمنٹ صحیح طریقے سے دیانت داری کے ساتھ relief کا کام نہیں کر پائے گی۔ یہ جو ایک معاملہ آ رہا ہے اس کے حوالے سے بھی ضروری ہے کہ لوگوں کا ذہن clear کیا جائے اور اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ پارلیمیٹ کو اس میں بھی involve کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ حکومت نے اس حوالے سے باتیں تو بہت کی ہیں کہ کوئی بھی ایسا ایک بچہ جو affectee ہے وہ کسی کے حوالے نہیں کیا جائے گا لیکن اخبارات کے اندر یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ لوگ جاتے ہیں اور وہاں سے کوئی نہ کوئی بچہ اٹھا کر ادھر ادھر ہو جاتے ہیں، کچھ لے بھی جاتے ہیں۔اس حوالے سے بھی اس ذمہ داری کو محسوس کیا جائے اور اس میں جو جہادی تنظیمیں ہیں، این۔جی۔اوز ہیں ان سب کو اس کام کے اندر involve کیا جائے۔اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ملک کے اندر اتنے سارے کیڈٹ کالجز ہیں جو اس طرح کے تعلیمی residential ادارے ہیں ان کے اندر ان بچوں کو تقسیم کیا جائے۔وہ مسلسل ان کی نگرانی بھی کریں ان کی ایجوکیشن بھی کریں اور ان کو brought up کریں۔اس کام کی monitoring ہر ضلع کی سطح پر بنا کر اس کام کو احسن طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں آخر میں یہ بات بھی عرض کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ بہت ساری سائینٹفک توجیہات سائنس دانوں نے دی ہیں کہ جی underground جو plates تھیں آپس میں ان کا کوئی interaction ہوا ہے اور وہ نئے طریقے سے settle ہوئی ہیں اور مسلسل ان کے اندر ابھی تک movement جاری ہے اور اس وجہ سے گھمبیر سطح کا ریکٹر سکیل کا زلزلہ پاکستان کے اس علاقے کے اندر آیا ہے۔یہ ساری چیزیں اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک ہیں لیکن میں اس کو قرآن پاک کی طرف بھی refer کرنا چاہتا ہوں۔الحمد للہ ہمارا ملک ایک اسلامی ملک ہے اور ہم سب قرآن پاک پر ایمان رکھتے ہیں، اس کو پڑھتے ہیں، اس کے اندر بہت سارے حوالے مختلف قوموں کے حوالے موجود ہیں۔اللہ رب العالمین اس حوالے سے غضبناک ہوتے ہیں جب اس کی نافرمانیاں ہوتی ہیں۔اس پہلو سے بھی ہمیں غور کرنا چاہئے۔پوری قوم کو اس پر استغفار بھی کرنا چاہئے، اللہ سے توبہ بھی کرنی چاہئے۔لوگ بعض اوقات پوچھتے ہیں کہ ہمارا جرم کیا ہے؟ آپ جو یہ بات کرتے ہیں کہ نافرمانیاں ہو رہی ہیں۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ جناب آج اس ملک کو بنے 56 سال ہو گئے

ہیں۔1947 میں آپ نے اس ملک کو حاصل کیا اور اس وقت ایک پاپولر نعرہ تھا کہ "پاکستان کا مطلب کیا"لاالہ الااللہ"56 سال ہو گئے ہیں اور یہ بات سب پر عیاں ہے کہ ہم نے قرآن کو تو نیچے رکھا ہوا ہے اور انگریزوں، سکھوں اور ہندوؤں کا بنایا ہوا جو قانون ہے وہ قرآن کریم کے اوپر پڑا ہوا ہے۔وہ سسٹم، منشور جو نظام مصطفیٰ اللہ رب العالمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہمارے پاس بھیجا تھا وہ اس وقت حکم نہیں ہے۔بڑے اچنبھے کی بات ہے اور اس حوالے سے لمبی چوڑی بات کی جا سکتی ہے لیکن اس طرح کا جو سلسلہ ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ یقیناً بڑے غضبناک ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے کہ ہم اپنی پسند کے قوانین جن کو ہم ہضم کر سکتے ہیں جس میں ہمیں آسانی ہے اس کو تو ہم adopt کر لیں اور جو چیزیں ہمیں سخت لگتی ہیں ان کو ہم بالکل چھوڑ دیں اور اپنی مرضی کے مطابق اپنے نظام کو وضع کرتے رہیں۔یہ اس طرح کی جو نافرمانیاں ہیں اس کے بارے میں بھی ہیں سوچنا چاہئے اور یہ ہمارے 1973 کے آئین میں باقاعدہ ایک شق بھی اس زمانے میں بھٹو صاحب کی سرکردگی میں جب یہ آئین منظور ہوا تھا، اپوزیشن نے محنت کر کے یہ شق اس کے اندر ڈلوائی تھی۔جب یہ آئین منظور ہو گیا کہ دس سال کے اندر اندر اس ملک کے تمام قاعدے، قوانین قرآن وسنت کے مطابق کئے جائیں گے لیکن وہ وعدہ ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوا ہے۔اب بھی اتنے بڑے گھمبیر سانحے کے باوجود ہمارا میڈیا اسی قسم کے ڈرامے، اسی قسم کے ناچ اور اب تو سلسلہ یہ ہو گیا ہے کہ ریلیف کے کام بھی ناچ گانے سے منسلک ہو گئے ہیں اور ہمارے میڈیا کے اندر جو لوگ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں وہ بھی ناچ گانے اور ڈرامے کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ہمیں اس حوالے سے بھی سوچنا چاہئے اور اپنی اصلاح کی بھی فکر کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور اللہ نہ کرے کہ مستقبل کے اندر اس قوم کے ساتھ اس قسم کا کوئی اور سانحہ پیش آسکے۔بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:.Thank you ملک اصغر علی قیصر صاحب!

ملک اصغر علی قیصر:جناب سپیکر!8۔اکتوبر کا سانحہ قیامت صغریٰ نہیں بلکہ قیامت کبریٰ تھا جس نے اس ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا۔ٹریژری بنچز کی طرف سے میرے بہت سے دوستوں نے باتیں کیں اور خصوصاً محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ نے وہ کام گنوائے جو اب کئے جا رہے ہیں لیکن اصل میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جب یہ سانحہ وقوع پذیر ہوا تو اس کے بعد گورنمنٹ آف پاکستان نے کیا کیا؟ ہمیں اپنی خامیوں کی نشاندہی کرنی ہو گی کیونکہ جب ایسے crisis آتے ہیں تو 72 hours بڑے

crucial ہوتے ہیں کہ جو آہیں اور سسکیاں اینٹوں اور ملبے کے نیچے سے آ رہی تھیں اور دم توڑتی انسانیت وہاں تڑپ رہی تھی تب گورنمنٹ آف پاکستان کچھ نہ کر سکی، ہمارے ادارے کچھ نہ کر سکے اور نہ ہی انہیں موقع پر وہ ریلیف دیا گیا جن کے وہ مستحق تھے اور جو کیا جانا از حد ضروری تھا۔ کیونکہ اسلام آباد میں مارگلہ ٹاور گرا تو پوری فیڈرل گورنمنٹ اسی ٹاور کے ارد گرد پھرتی رہی اور یہ اندازہ بھی نہ لگا سکے کہ کہاں کہاں، کیا کیا تباہی وقوع پذیر ہو گئی ہے اور میں آج کے میڈیا، چینلز خصوصاً اے۔آر۔وائی اور جیو کو یہ خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے public awareness کی اور لوگوں کو دکھایا بلکہ گورنمنٹ کو بھی دکھایا کہ کہاں کہاں پر کتنی تباہی ہوئی ہے اور ان علاقوں میں سب سے پہلے جو امداد پہنچی وہ گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی ادارے کی طرف سے نہیں تھی وہ عوام کی امداد تھی۔ میں پاکستان کی عوام کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو سب سے پہلے ان جگہوں پر پہنچ گئے جہاں تک ہیلی کاپٹروں، افواج پاکستان اور نہ ہی اس گورنمنٹ کے اداروں نے رسائی حاصل کی۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو دعوے کئے گئے کہ گورنمنٹ نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ ٹھیک ہے جو لوگ بچ گئے ہیں ان کے لئے کیا جا رہا ہے اور کرنا بھی چاہئے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو پہلے 72 گھنٹے گزرے اس میں گورنمنٹ کی performance کیا تھی؟ بی۔بی۔سی کے رپورٹر نے جنرل پرویز مشرف سے پوچھا کہ آپ نے ابھی تک کیا اقدامات کئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم کر رہے ہیں اور پھر شیخ رشید سے اس کی بات ہوئی تو وہ لڑنے کے انداز میں ان سے جھگڑا کہ گورنمنٹ آف پاکستان اس وقت کوئی اقدام اٹھائے گی جب ملبے کے نیچے سسکتی ہوئی انسانیت دم توڑ جائے گی۔ مجھے بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جب گورنمنٹ کا پنڈورا بکس کھولا گیا تو چھ یا سات ہیلی کاپٹر نکلے۔ وہ بھی weather کے ساتھ compete نہیں کرتے تھے جو بُرے موسم میں وہاں پر جا سکتے۔ ہم تقریباً 12/13 تاریخ کو اپنے دوستوں سے collection کر کے وہاں پر گئے اور مانسہرہ میں بے نظیر دستر خوان کے نام سے کیمپ لگایا گیا، جہاں پر دو سو دیگ کھانے کی روزانہ پکا کر مانسہرہ کے کیمپوں، ڈگری کالج مانسہرہ، ظفر گراؤنڈ مانسہرہ اور ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال مانسہرہ اور ایوب میڈیکل کمپلیکس ایبٹ آباد میں جو کیمپ لگے ہوئے تھے وہاں پر سحری اور افطاری deliver کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ 50/60 بندوں کی ٹیم تھی جن میں کھانا پکانے والے اور کھانا تقسیم کرنے والے بھی تھے۔ پھر ہم وہاں سے کھانے اور خشک راشن کی گاڑیاں بھر کر move کرتے تھے شنکیاری کی طرف گئے، گڑھی حبیب اللہ کے دیہاتوں میں گئے، بالاکوٹ کے نیچے اتر کر دیہاتوں میں گئے۔ پھر ہم نے مظفر آباد کی

طرفmoveکیااور آزاد کشمیر اسمبلی کے اندر لگے ہوئے کیمپ میں ہم نے تین گاڑیوں میں جو پیک راشن تھا، چادریں تھیں، کپڑے تھے وہ انہیںdeliverکئے اور میں وہاں پر کام پر مامور ڈاکٹر صاحبان کی عظمت کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ وہ مزدوروں کی طرح ہمارے ساتھ گاڑیاںunloadاور سامان پیک کرنے میں رات دن کام کر رہے تھے۔ وہاں پر ایک ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ جب ہم ہٹیاں بالا پانچ دن بعد پہنچے تو آپ یقین کریں کہ جب ہم نے ہیلی کاپٹر سے میڈیسن اتاری تو لوگوں نے ہمیں گھیرا ڈال لیا اور گلوکوز کی ڈرپوں کو کاٹ کرdirectمنہ سے پینا شروع کر دیا۔ یہ ہماری گورنمنٹ کی performanceتھی۔ وہاں پر سرحد گورنمنٹ کا کوئی کام نظر نہیں آیا۔ وہاں پر اگر کام ہو رہا تھا تو وہ سیاسی جماعتیں کر رہی تھیں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہاں پر پبلک کام کر رہی تھی۔ سنا تھا کہ سرحد میںdisputeچل رہا ہے کہ وہاں پر آرمی پیسے لگائے گی یا سرحد گورنمنٹ لگائے گی۔ یہ ہمارے لئے انتہائی شرمناک بات ہے کہ معصوم بچے جو سکول بلڈنگز کے نیچے آکر دب گئے، ملازم جو اپنی نوکریوں پر تھے اور دفاتر کے نیچے آکر دب جانے سے ان کی آہیں ختم ہو گئیں، ان کی چیخیں رک گئیں تب ہم نے جا کر کچھ کرنا شروع کیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ فوری طور پر اس کے لئے کوئی اقدام کیا جاتا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ نہ ہی این ایل سی کے پاس، نہ ہی ایف۔ ڈبلیو۔ او کے پاس اور نہ ہی گورنمنٹ آف پاکستان سے بلڈوزر نکلے، کرینیں نکلیں اور نہ ہی ملبہ ہٹانے والے دوسرے آلات نکلے۔ اب جو بچ گئے ہیں ان کے لئے ہم نے خیموں کی رٹ لگانی شروع کر دی۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ملک نذر فرید کھوکھر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! وہاں پرweatherاتنا سخت ہے، تیز ہوائیں ہیں، بارش ہے، برف باری ہے، کوئی بھی خیمہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے اوپر برف پڑی ہو اور اس میںleakageنہ ہو۔ وہاں پر بستر گیلے ہو رہے ہیں اور وہاں پر خیموں کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان گاؤں کے لوگوں کو میدانی علاقوں میں شفٹ کیا جاتا جب تک کہ ان کے گھروں کےtemporary arrangementsنہ ہو جاتے لیکن اس کے بعد گورنمنٹ نے اپنا کام جیسے بھی کیا اور ڈونرز نے ہمیں جو دیا اور ہم ان کو بھی بچانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جب تک ان لوگوں کے بارے میں ایک ماسٹر پلان نہیں بنے گا، جو بچیاں بیوہ ہو گئی ہیں، جو بچے یتیم اور مسکین ہو گئے ہیں ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں سوچیں گے تو پھر یہی ہو گا کہ صرف کاغذوں میں ہر چیز رہ جائے گی۔ وہاں کے آدھے لوگ نفسیاتی مریض ہو چکے ہیں، جو بچ گئے ہیں وہ بھی اپنا سر پیٹتے ہیں کہ ہم کیوں بچ گئے ہیں، ہمارے

تو خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔ شیریں وحید آزاد کشمیر کی منسٹر تھیں جو ہمارے ساتھ چائنا بھی گئی تھیں اس کے خاندان کے 14 کے 14 افراد اور ان کا نیلم ویلی ہوٹل تباہ ہو گیا۔ مظفر آباد جو واقعی روشنیوں کا شہر تھا وہاں ہم نے 16۔ اکتوبر کی رات کو پورے شہر کا چکر لگایا تو ہماری 30 لوگوں سے بھی ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ جو اعداد و شمار دیئے جا رہے ہیں کہ 73 ہزار یا 84 ہزار لوگ مر گئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نعشیں نکال کر کہیں نہ کہیں اجتماعی قبروں میں دفنایا گیا۔ مظفر آباد اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر ممتاز راٹھور سے میری بات ہوئی، اس نے کہا کہ تقریباً اڑھائی تین لاکھ آدمی صرف مظفر آباد میں شہید ہوئے ہیں اور گورنمنٹ صرف وہی بتاتی ہے جو انہوں نے نعشیں نکالی ہیں اور جو لوگ ملبے کے نیچے پڑے ہیں ان کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ ان کو نکال ہی کوئی نہیں سکا، ان کا کوئی ایک آدھ بچ گیا ہے، وہ صبح اٹھتے ہیں، ملبے پر بیٹھتے ہیں، روتے ہیں۔ ان کے آنسو خشک ہو گئے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسی آفات سے ہمیں اور اس ملک کو محفوظ رکھے کیونکہ نہ ہی اس ملک کی عوام اتنی پیسے والی ہے اور نہ ہی ہمارے وسائل اتنے ہیں لیکن معاملہ یہ ہے کہ ہر سال فیڈرل گورنمنٹ سے ایک آدمی گورنمنٹ کے خرچے پر کرائسز مینجمنٹ کے کورس کے لئے آسٹریلیا جاتا ہے۔ جس پر تین ماہ کے لئے لاکھوں روپے خرچ پاکستان گورنمنٹ برداشت کرتی ہے۔ کیا حکومت پاکستان بتائے گی کہ وہ افسران کہاں دفن ہو گئے جو گورنمنٹ کے پیسے پر وہاں سے کورس کر کے آئے تھے؟ وہ Post Warden کا محکمہ، شہری دفاع جس کو اتنے فنڈز دیئے جاتے ہیں وہ کہاں پر چلا گیا اور ہم اس علاقے کو آرتھوپیڈک سرجن ہی فراہم نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں پر زیادہ تر injuries ٹانگ اور کمر کی ہڈی کی تھیں۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت آدھ گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! میں نے وہاں پر دیکھا کہ ڈاکٹر انتہائی محنت سے کام کر رہے تھے لیکن حکومتوں کا کام ان کو manage کرنا ہوتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ مانسہرہ کے ہسپتال میں ایک لیڈی ڈاکٹر چار مریضوں کو زمین پر لٹا کر ان کے آپریشن کر رہی تھی۔ جب ہم کھانا دینے جاتے تھے تو جیسے گونگے بہرے لوگ ہوتے ہیں، جیسے ان کی دنیا لٹ چکی ہے۔ ہمیں اس بات کو سوچنا ہو گا اور آگے اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں سے بچائے لیکن ناگہانی آفات آتی رہتی ہیں ہمیں اس کا بہتر انتظام کرنا ہو گا۔ جیسے امریکا نے اپنے بیس لاکھ آدمی ٹیکساس سے منتقل کئے تھے، جب وہاں پر سمندر کی لہر آئی تو انھوں نے ٹرینیں فری کر دیں، انہوں نے ہوائی جہاز فری کر دیئے، بسیں فری کر دیں، لوگوں کو

سہولتیں دیں لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہ حکومت پاکستان جو وسائل تھے ان کو بھی بروئے کار لا کر ان لوگوں کو نہ بچا سکی جو اس انتظار میں رہے کہ شاید ہمارے اوپر کوئی لینٹر، کوئی اینٹ، کوئی ملبہ اٹھا کر ہمیں نکال لے اور ہماری جان بچ جائے۔ اس طرح تقریباً ہمارا تین لاکھ سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔ جوں جوں ہم اس کو ٹٹولیں گے تو اور زیادہ نقصان بنے گا۔ ہمیں چاہئے کہ جو بچیاں بے سہارا ہو گئی ہیں۔ پنجاب بڑے بھائی کے ناتے ان کے لئے سپیشل سنٹرز بنائے، جو بچیاں جوان ہیں ان کی شادیوں کا بندوبست کیا جائے اور جو بچے لاوارث ہو گئے ہیں ان کی تعلیم اور تربیت کا انتظام کیا جائے۔ اگر آج گورنمنٹ نے کوئی جھولی پھیلائی ہے اور ڈونرز نے وہاں پر عطیات دیئے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اس حد تک ہم ان کو سراہتے ہیں لیکن اصل سراہنے والی بات یہ ہو گی کہ جب حقداروں کو ان کا حق ملے گا اور یہ پیسا واقعتاً ان کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محمد وارث کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس موضوع پر بولنے کے لئے میں تو اپنے آپ کو اس پر compose کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زلزلہ نہیں، یہ قیامت تھی۔ جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ قیامت صغریٰ نہیں قیامت کبریٰ تھی جس میں زمین پھٹ گئی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے رہے، عمارتیں مسمار ہو گئیں۔ جتنا نقصان ہوا اس پر بحث نہیں ہے کہ پچاسی ہزار لقمہ اجل بنے یا زیادہ بنے۔ میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ بہت زیادہ ہوئے، دو لاکھ یا اڑھائی لاکھ ہوئے۔ میں یہ کہوں گا کہ اللہ کرے پچاسی ہزار سے زیادہ نہ ہوں۔ جتنا ہم سوچیں کہ یہ کم سے کم لوگ مرے ہیں تاکہ ہمیں تسلی ہو، جو مر چکے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ایک پورا خطہ جو پاکستان کا حصہ تھا، پاکستان کا حسن تھا جس کو ہم کشمیر کہتے ہیں وہ پورے کا پورا تباہ ہو گیا۔ اسی طرح سرحد کے دو تین اضلاع تباہ ہوئے لیکن اس میں ایک روشنی جو نظر آئی کہ چالیس سال بعد 1965 کے بعد پہلی دفعہ پاکستانی قوم میں وہ جذبہ حریت دیکھنے میں آیا، وہ یکجہتی دیکھنے میں آئی۔ یہ موقع تنقید برائے تنقید کا نہیں ہے۔ اپوزیشن جماعتوں کے جتنے بھائی یہاں ہماری حکومت پر تنقید کرتے رہے ہیں یا بعد میں کریں گے تو میری استدعا ہے کہ یہ موقع ہماری قوم کے لئے ایسا نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کریں۔ ہمارے ملک کے ہر شخص نے، ہر جماعت نے جتنی جس کی طاقت تھی حتی المقدور پوری محنت کی اور لوگ جتنی مدد کر سکتے تھے وہ کی۔ اس کے علاوہ بچوں اور بیبیوں کے جو بس میں تھا وہ

سارا حاضر کر دیا۔ اس سلسلے میں افواج پاکستان کو خراج تحسین پیش نہ کرنا بھی کنجوسی کے مترادف ہو گا۔ ہماری جو تنظیمیں ہیں، انھوں نے اپنا حق ادا کیا، بالکل اپنا حق ادا کیا۔ انھوں نے اپنا حق ادا کیا تو ہمارا فرض بنتا تھا کہ اس مصیبت میں ہم اپنا سارا کچھ چھوڑ کر بھاگ پڑیں۔ آپ دیکھیں کہ سڑک پر آپ جا رہے ہوتے ہیں تو راستے میں ایک حادثہ ہوتا ہے تو آپ بغیر سوچے سمجھے رک جاتے ہیں اور گاڑی سائیڈ پر لگاتے ہیں اور بھاگ پڑتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ جذبہ انسانیت ہے۔ آپ کو پتا نہیں ہوتا کہ اس میں مسلمان مر رہے ہیں، عیسائی مر رہے ہیں یا کون مر رہا ہے؟ آپ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں تو یہ آپ کے اندر جذبہ ہوتا ہے کہ آپ بھاگ کر مدد کرتے ہیں اسی لئے آپ کو افضل بنایا گیا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے افضل قرار دیا ہے۔ کچھ نہ کچھ خوبیاں ہی تو انسان میں بہتر ہیں۔ میں اس کی تعداد کے سلسلے میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں اب مسلمان ممالک کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے سب سے پہلے مدد کی اور بالخصوص سعودی عرب کا کہ انھوں نے اپنی پوری محبت اور پیار جس طرح ان کی روایت پاکستان کے بارے میں رہی ہے انھوں نے اس روایت کے مطابق ہماری مدد فوری طور پر شروع کی اور کر رہے ہیں اور بہت زیادہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے مسلمان ممالک بھی ہماری مدد کر رہے ہیں میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ دنیا نے ہماری مدد نہیں کی۔ ہم اس میں اپنی خارجہ پالیسی کو لے آتے ہیں، یہ انتہائی زیادتی ہے۔ دنیا نے بھی جس حد تک ہو سکتا تھا یہ چیز کسی خارجہ پالیسی کی محتاج نہیں ہے، یہ نہ کسی کا کریڈٹ ہے اور نہ کسی کے خلاف والی بات ہے۔ یہ ایک جذبہ انسانیت ہے جس کے تحت پوری دنیا سے مدد پہنچنی شروع ہو گئی۔ ابھی ہم نے ڈونرز کانفرنس بلائی۔ وہ ہمارے زعماء نے، ہماری حکومت نے بلائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی کریڈٹ والی بات نہیں ہے۔ دل یہ کرتا تھا کہ کاش ہمارے پاس وسائل ہوتے اور ہم ماؤزے تنگ کی طرح لوگوں کو کہتے کہ تمھارا شکریہ۔ ہم اپنے آپ کو خود سنبھال لیں گے کہ یہ ہمارا حصہ ہے۔ چین میں جب زلزلہ آیا تھا اور تباہی مچی تھی تو اس وقت دنیا بھاگ کھڑی ہوئی، ماؤزے تنگ نے کہا تھا کہ نہیں، یہ ہمارے ملک میں ہماری مصیبتیں ہیں اور اسے ہم خود اٹھائیں گے، آپ لوگوں کو ہم تکلیف نہیں دیں گے تو انھوں نے ہر خاندان کو بسایا تھا، establish کیا تھا لیکن ہمارے وہ وسائل نہیں تھے۔ آج ہم نے جو ڈونرز کانفرنس بلائی اس میں پانچ ارب ڈالر سے زیادہ کے جو وعدے ہوئے ہیں ہم اس کے لئے پوری دنیا کے انتہائی مشکور ہیں کہ انہوں نے مہربانی کی، اس میں کوئی طعن و تشنیع والی بات نہیں ہے کہ دنیا مدد کم

دے رہی ہے یا زیادہ دے رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ نہیں کہ ہم نے کوئی ایسا کام کر دیا جس کے لئے دنیا ہماری مدد کر رہی ہے۔ یہ ایک جذبہ انسانیت ہے جس کے لئے دنیا اپنا فرض نبھا رہی ہے اور جب دنیا کے دوسرے خطوں سے کوئی ایسی مصیبت آتی ہے تو ہم سے جتنا ہو سکتا ہے، حتی المقدور ہم بھی پورے جذبے کو بروئے کار لاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہماری حکومت کی طرف سے، پرویز مشرف صدر پاکستان، چودھری شجاعت صاحب، وزیر اعظم صاحب اور ہمارے جتنے دیگر وفاقی وزراء تھے انہوں نے بھی حتی المقدور پوری کوشش کی، ہمارے حزب مخالف جماعتوں کے جتنے لوگ تھے انہوں نے بھی اپنی پوری کوشش کی۔ یہ حتی المقدور کی بات ہے کہ کوئی کتنا کر سکتا ہے اس میں جس کسی نے بھی کیا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ہر ایک نے اپنے اوپر احسان کیا ہے۔ یہ جذبہ انسانیت ہے، جبلت ہے اس floor پر میری استدعا ہے کہ خدارا! اس کو سیاسی issue نہ بنائیں یہ تو ابھی شروعات ہیں، ابھی تو آپ نے بہت لمبا سفر کرنا ہے۔ جو لوگ مر گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے لیکن جو لوگ بچ گئے ہیں کسی کی ٹانگ نہیں ہے، کوئی اپاہج ہو گیا ہے، کسی کا باپ نہیں ہے، بیٹا نہیں ہے، عورتیں ہیں تو ان کا پورا پورا خاندان تباہ ہو گیا ہے۔ ذرا ان حالات میں سوچیں اور یقین مانیں کہ جب میں یہاں بیٹھا تو میری جرأت نہیں تھی کہ میں compose کر کے اس topic پر بولتا لیکن میں حیران ہوں کہ ادھر جو ماحول رہا ہے کہ زلزلے پر بحث ہوتی ہے اور ماحول اتنا غیر سنجیدہ رہا ہے مجھے اس پر افسوس ہے۔ میں اپنے دوستوں سے استدعا کروں گا کہ یہ ایک ایسا topic ہے کہ دنیا کو ہم نے message دینا ہے کہ ہم لوگ اکٹھے ہیں، ہم الگ الگ نہیں ہیں۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، جماعت اسلامی سب ایک ہیں، ہمارا نعرہ ایک ہے، ہم مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں۔ ہم نے ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے یہ ایک دن کی بات نہیں ہے، لاکھوں گھر اجڑ گئے ہیں، لاکھوں بچے یتیم ہو گئے ہیں، لاکھوں عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں ہمیں ان خاندانوں کو بسانا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو vision دیا ہے اس کی تعریف نہ کرنا کنجوسی ہو گی۔ انہوں نے vision "ایک خاندان اپنائیے" دیا اس سلسلے میں وہ جو start لے چکے ہیں اس میں یہ نہیں ہے کہ یہ صرف پنجاب کرے گا، یہ نہیں ہے کہ یہ مسلم لیگ (قائداعظم) کرے گی اس میں سب مل کر کریں گے۔ میں اپنے مسلم لیگ (نواز)، پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی کے بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بھی آئیں اور ایک ایک خاندان اپنائیں اور اپنے نام لکھوائیں۔ ماؤزے تنگ نے یہی کیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ نام لکھوا دیں کہ کون کون آتا ہے، کون کون volunteer

کرتا ہے اور انہوں نے ایک ایک خاندان ایک ایک بندے کے حوالے کر دیا تھا۔ میں آج اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی ایک خاندان اپنائیے کے حوالے سے دعوت دیتا ہوں کہ آئیں، اپنے نام لکھوائیں اور آج کے بعد میرے ساتھ عہد کریں کہ اس سلسلے میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ یقین مانیں کہ اس میں ہمارے وزیر اعظم نے کوتاہی کی ہے ہمارے صدر نے کوئی کوتاہی کی ہے، ہمارے وزیر اعلیٰ نے کوئی کوتاہی کی ہے نہ ان کے زعماء نے کوتاہی کی ہے۔ اس سلسلے میں آج میرے ساتھ عہد کریں کہ ہم ایک دوسرے پر تنقید نہیں کریں گے، ہم تعمیری مشورے اور تعمیری تنقید کریں گے۔ وہ روشنی دکھائیں گے کہ یہ کریں۔ ابھی بات ہو رہی تھی کہ ان کو ادھر نہیں لایا گیا۔ میں آج یہ کہتا ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ ان لوگوں کو اپنے علاقوں میں ان کی عزت نفس کی حفاظت کرتے ہوئے بسائیں۔ چونکہ ایک کہاوت ہے کہ وطن کشمیر ہے، آپ نے، میں نے اور سب نے سنا ہوگا، کسی کا وطن جیسا بھی ہو کون اپنے وطن کو چھوڑتا ہے۔ ان کو وہاں اپنے علاقوں میں ہم اتنا کچھ دیں کہ وہاں ان کی عزت نفس کو بحال رکھیں، ان کے رہائشی مکانات تیار کریں۔ ان کے جانور مر گئے ہیں، ان کا روزگار ختم ہو گیا ہے۔ ہم گاؤں کے رہنے والے ہیں، کسی گھر میں قتل ہو جاتا ہے تو یقین مانیں وہ مصیبت میں آ جاتے ہیں اور دوسرے پڑوسی اٹھ کر ان کی کاشتکاری شروع کر دیتے ہیں، ان کے مویشیوں کو چارہ کھلانا شروع کر دیتے ہیں تاکہ ان لوگوں کے مویشی ضائع نہ ہوں۔ آئیں آج مل کر ان کے لئے کچھ کریں۔ جس کے پاس پیسا ہے تو وہ پیسا دے، کسی کے پاس وسائل ہیں تو وہ دیں۔ جو کوئی یہاں سے جا سکتا ہے تو وہاں وہ سروسز دیں۔ ہمیں ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ہم ان لوگوں کو جو ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا حصہ ہے، میں اس کو اپنا ملک کہتا ہوں۔ آج پاکستان نے، پنجاب نے کشمیر کے ساتھ جو پیار محبت دیا ہے تو آج یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشمیر ہم سے الگ نہیں ہے۔ ہم کوشش کریں کہ ان لوگوں کی شایان شان، عزت نفس کو بحال رکھتے ہوئے ان کا اپنے ہی علاقوں میں بندوبست کریں۔ جو بچے یتیم ہو گئے ہیں اس کے لئے میری گورنمنٹ سے استدعا ہے کہ کوئی ایسا لائحہ عمل بنائیں جس سے وہ بچے کسی فراڈیئے کے ہاتھ میں نہ آئیں، عورتوں کی حفاظت کریں۔ شکریہ

رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر چیئر کی رولنگ

جناب چیئرمین: اس سے پہلے کہ اگلے مقرر کو دعوت دی جائے ایک پوائنٹ آف آرڈر رانا ثناء اللہ صاحب نے raise کیا تھا جس وقت مجالس قائمہ کی رپورٹیں پیش ہو رہی تھیں اور وہ time extension کے لئے move motion کی گئی تھی تو اس پر رانا صاحب نے کہا تھا کہ جب motion

پیش کی جاتی ہے تو اس کو oppose کیا جاتا ہے اور اس پر discussion ہوتی ہے۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر reserve کیا گیا تھا میں اس پر اپنا decision دیتا ہوں۔ میرا اس پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق decision یہ ہے کہ جب موشن for the extension of time for presentation of report of a Committee till a date specified in the motion پیش کی جاتی ہے تو کیا اس کو oppose کر کے discuss کیا جا سکتا ہے تو میں اس بارے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی جو regulate کی جاتی ہے وہ آئین کے آرٹیکلز اور Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے تحت ایک تو ان کو regulate کیا جاتا ہے، دوسرا ان proceedings کو precedents کے حوالے سے چلایا جاتا ہے۔ اس میں کسی rule یا کسی proceeding کے بارے میں کوئی ابہام ہو یا اس میں کوئی معاملہ ایسا تصفیہ طلب ہو تو سپیکر صاحب اس پر جو رولنگ دیتے ہیں وہ under rule 169 فائنل ہوتا ہے۔ چونکہ یہ معاملہ جو اٹھایا گیا ہے یہ rules میں otherwise provided ہے اس پر کوئی رولنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ جو رول 166 ہے وہ Reports of Commitees lay کرنے کا طریقہ ہے۔

> **166. REPORTS OF COMMITTEES.-** (1) The report of a Committee shall be presented within the limit fixed by the Speaker under rule 94 or within thirty days from the date on which reference was made to it by the Assembly unless the Assembly, on a motion being made directs that the time for presentation of the report be extended to a date specified in the motion.

اب چونکہ motion کا لفظ استعمال ہوا تھا اس پر رانا صاحب کو خیال آیا کہ motion کو oppose بھی کیا جا سکتا ہے اور اس پر discussion بھی ہو گی۔ میں ان کو یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو رولز آف پروسیجر کا رول 155 ہے کہ Reference to Committees وہ motions ہوتی ہیں اسمبلی میں on a motion made by a member, remit to the Committee concerned any subject or matter which may be studied by that

.Committeeاس موقع پر نہ ہی اس کو opposeکیا جاتا ہے اور نہ ہی اس پر discussion ہوتی ہے۔ یہ ایک simpleطریق کار ہے جو رول155 میں layکیا گیا ہے۔ اسی طرح رول166 میں Reports of Committeesکو layکرنے کا طریقہ وضع کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ اس اسمبلی کے precedentsاس پروسیجر کو regulateکرنے کا طریقہ ہے۔ آج تک جب سے یہ اسمبلی بنی ہے precedentبھی یہی ہے کہ جب time extensionکے لئے کوئی motionپیش کی جاتی ہے تو اسمبلی یا سپیکر صاحب directکرتے ہیں وہ جو specific timeہوتا ہے اس وقت تک اس کو extendکر دیا جاتا ہے۔ اس طرح میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ اس time extensionکی motionپر نہ ہی کوئی discussionہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کو opposeکیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

اب میں بحث کے لئے ملک محمد احمد خان کو دعوت دیتا ہوں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر اسد معظم صاحب۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ احسان الحق نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! تنقید کا پہلو صرف اس حد تک ہوتا ہے کہ معاملات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے کہ یہ جو آفت ہماری قوم پر آئی تھی اسے جتنی خوبصورتی سے tacleکرنا چاہئے تھا کیا ہم نے وہ کیا ہے یا نہیں کیا؟ اگر عوام نے سرمایہ دینے میں کوتاہی کی ہے تو ادھر توجہ دلائی جاتی ہے، اگر سرمایہ اور امداد بہت زیادہ موجود ہو تو اس کو manageکرنے کے لئے غلطی یا کوتاہی ہوئی ہو تو اس کو پوائنٹ آؤٹ کرنا صحت مندانہ تنقید ہے جو کہ اپنے معاملات کا جائزہ لینے کے لئے کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق زلزلے کے دس دنوں بعد تک انہوں نے کہا کہ 80 فیصد علاقے ایسے ہیں جہاں تک آج بھی ہماری گورنمنٹ اور ہماری آرمی نہیں پہنچ سکی۔ جب یہ زلزلہ آیا تو اس کے بعد ہمارے پاس وسائل کیا تھے؟ ان کا جائزہ لے کر اپنے ان زلزلہ زدگان کے علاقے کا جائزہ لے کر ہم نے ایک پلاننگ کرنی تھی کہ ہم کیسے کریں یا اسے ان معنوں میں لے لیں کہ اگر ہم آپ کی جگہ ہوتے تو ہم اس آفت سے کس طرح نمٹتے۔ ہمارے پاس سول بیوروکریسی چالیس لاکھ کے قریب ہے جس میں autonomous bodiesکے ملازمین اور تمام محکموں کے ملازمین شامل ہیں۔ ہمارے پاس ساڑھے پانچ لاکھ آرمی، پانچ لاکھ کے قریب ریزرو فورس اور سکاؤٹس ہیں گرلز گائیڈ کی مد میں پاکستان بننے سے لے کر آج تک چھ کروڑ لوگوں کو تربیت دے چکے ہیں، ان میں ضعیف، بوڑھے اور جو مر چکے ہیں وہ نکال کر بھی ایک کروڑ کے قریب سکاؤٹس اور گرلز گائیڈ موجود

ہیں۔این۔سی۔سی کے تربیت یافتہ افراد کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔یہ وہ available human resourcesہیں جن کی بنیاد پر ہمیںminimum timeمیں زلزلہ زدگان تک پہنچنا تھا۔ ہمارے پاس اس علاقے کے لئے ایک سٹرکچر ہے کہ ایک ریونیو اسٹیٹ ہے جہاں کا ہیڈ ایک پٹواری ہوتا ہے۔ دس بارہ پٹواریوں کو ملا کر ایک قانون گوئی، اس پر تین چار نائب تحصیلدار، پھر ایک تحصیلدار، ڈی۔ڈی۔او(آر)، ڈی۔او(آر)اور ایک ای۔ڈی۔او(آر)کے اوپر ڈی۔سی۔او، چاہئے تو یہ تھا کہ اس وقت زلزلہ زدگان کا پورے کا پورا علاقہ سامنے رکھ لیا جاتا کہ اس تحصیل کے اندر کتنے مواضعات ہیں۔ جن جن پٹواریوں نے اپنے حلقے کے مطابق ہم سے رابطہ نہیں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس علاقے تک آج تک ہم نہیں پہنچ سکے۔ جب ایک ڈی۔ڈی۔او(آر) اپنے دفتر میں بیٹھتا ہے تو ایک ایک ریونیو اسٹیٹ پر اس کی نظر ہوتی ہے کہ اتنے لوگوں سے مالیہ مل گیا ہے، اتنوں سے نہیں ملا، اتنے لوگوں کے لئے ہم نے ایکشن لینا ہے۔ زلزلے کے فوری بعد اس انداز میں جبکہ ہمارے پاس ٹیلیفون، نیٹ کا رابطہ، وائرلیس اور پھر موبائل جتنا عام ہو چکا ہے اس سب کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ زلزلے کے دس یا بارہ گھنٹے کے بعد ہر ریونیو اسٹیٹ تک ہمارا رابطہ ہو چکا ہوتا۔پندرہ دن کے بعد بھی اخبارات میں ایسی خبریں آئیں کہ ایک ہیلی کاپٹر گزرا لوگوں نے چادریں لہرائیں تو پھر پتا چلا کہ ادھر بھی کچھ زلزلہ زدگان موجود ہیں۔ جب پاکستان کے ایک ایک کونے سے انہوں نے مالیہ وصول کرنا ہو، انہوں نے ٹیکس وصول کرنا ہو تو ان کے پاس پورے کا پورا انظام، پوری مشینری سب کچھ موجود ہوتی ہے لیکن زلزلہ زدگان تک پہنچنے کے لئے 25/25 دن تک ان کو ان علاقوں کا پتا نہیں چلتا تھا جہاں پر لوگ عمارتوں کے نیچے گرے ہوئے تھے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! محترم نولاٹیا صاحب زلزلہ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ بڑی اچھی بات کر رہے ہیں لیکن یہ جو بات کر رہے ہیں کہ 25/25 دن تک زلزلہ زدگان تک ریلیف نہیں پہنچایا گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں یہ تصحیح کر لیں۔ میری اس میںreservations ہیں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: یہ عام بحث ہے اور نولاٹیا صاحب اپنے انداز سے بات کر رہے ہیں۔ حقائق کا آپ کو پتا ہے سب کو پتا ہے وہ جو کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں اگر وہrules کے خلاف کوئی بات کریں گے تو پھر

ہم اس پر object کریں گے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس بات کے لئے اسمبلی rules موجود ہیں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے یہ بات غلط کی ہے تو اس کے لئے بھی اسمبلی میں procedure ہے وہ لے کر آئیں۔ پریس میں یہ خبریں آئی ہیں کہ پندرہ پندرہ، بیس بیس، پچیس پچیس دن تک امداد نہیں پہنچی۔ ٹھیک ہے کہ زلزلے کی وجہ سے جو زمینی راستے تھے وہ ختم ہو گئے تھے لیکن پھر بھی مواصلات کا نظام تھا، ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچا جا سکتا تھا۔ ہم اس لئے بتاتے ہیں کہ کوتاہی ہوئی ہے اور اس کوتاہی کی صورت میں اچھائی کے لئے تدابیر ہو سکتی تھیں جو کہ نہیں کی گئیں۔ یہ تو وہ بات ہے جو وقت گزر گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا مطلب ہے کہ جہاں پر نشاندہی نہیں ہو سکی، جہاں پتا نہیں چلا وہاں تک لوگ نہیں پہنچ سکے ہوں گے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جہاں تک حکومت کو پہنچنا چاہئے تھا جو کہ بروقت نہیں پہنچی اور دیر سے پہنچی ہے۔ آج کے بعد کی صورتحال کے لئے ان لوگوں کے پاس کیا پلاننگ ہے اس کے لئے میں تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ یہ بڑی تلخ حقیقت ہے کہ آج بھی جس طرح زلزلہ زدہ علاقوں میں سب سے پہلے سرکاری عمارتیں گری ہیں اور پرائیویٹ عمارت اور سرکاری عمارت پر اٹھنے والے اخراجات ہیں اس کو بھی سارے جانتے ہیں کہ تقریباً ڈبل قیمت کے ساتھ سرکاری عمارتیں بنتی ہیں اور پھر گرتی بھی سب سے زیادہ وہ ہیں۔ اب اس میں پہلا قدم اٹھانے کی جو ضرورت ہے وہ یہ کہ کم از کم ہمارا نام ان لوگوں کی فہرستوں میں نہیں آنا چاہئے کہ ہم لاشوں کے نام پر اکٹھی ہونے والی رقم سے بھی اپنا کمیشن وصول کریں۔ جس طرح انڈیا میں ان کے تابوتوں پر بھی ان کے لوگوں اور ان کی بیوروکریسی نے کمیشن لئے ہیں۔ میں تجویز یہ دینا چاہتا ہوں کہ ہماری یہ خوشنامی ضرور آنی چاہئے کہ ہم نے ان لوگوں کے خون کی قیمت وصول نہیں کی۔ آج بھی اس علاقے سے بردہ فروشی کے لئے بچوں اور بچیوں کے لئے کئی لوگ تگ ودو کر رہے ہیں، کئی کامیاب بھی ہو چکے ہوں گے۔ وہاں پر اس کے لئے سسٹم بنانے کی ضرورت ہے کہ ایک گھر کو اپنانے کا جو نظام ہے اس کو بھی centrally organized کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کون سا فرد کتنے بچوں کو، کتنے گھروں کو لے کر جا رہا ہے جس کے ساتھ حکومت کا مسلسل رابطہ رہنا چاہئے۔ ہم سب کے ذہنوں میں جو بری بات آ چکی ہے کہ ہر حکومت کی توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ شاید یہ تنقید کر کے

صرف حکومت کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں ہوتی۔ جب تک جمہوریت کے اندر ایک مثبت قسم کی تنقید کے رواج کو تعمیری اور مستقبل میں بہتری کی خاطر سامنے نہ لایا جائے اور ایسی تجاویز اور implementation میں جو نقائص ہیں ان کو سامنے نہ لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ good governance کا کبھی بھی image حاصل نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت 15 منٹ extend کیا جاتا ہے۔ آخری مقرر محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ ہیں۔ محترمہ زاہدہ سرفراز!

محترمہ زاہدہ سرفراز: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں کھلی آنکھوں سے سورۃ الزلزال کی ان روشن آیات کا مطالعہ کر رہی ہوں جس میں رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے زمین کو پوری شدت سے ہلا دینے کی حقیقت موجود ہے۔ 1905 میں لاہور سمیت پورے ہندوستان کی زمین میں تھرتھراہٹ محسوس کی گئی اور 19 ہزار افراد لقمہ اجل بنے۔ ٹھیک 30 برس بعد اسی قیامت صغریٰ نے کوئٹہ کے سینے پر دبے پاؤں چلنا شروع کیا اور لگ بھگ 35 ہزار افراد موت سے نبرد آزما ہوئے۔ ٹھیک 8۔اکتوبر کو اسی زمین کو ہلا دینے والے زلزلے نے ہزاروں افراد کو لقمہ اجل بنا دیا۔ انہی ہزاروں افراد کی طرح بے شک ہمیں بھی لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہے مگر یہ قدرتی، حادثاتی اور اچانک آفات جہاں جسموں اور روحوں کے تعلق منقطع کرتی ہیں وہاں اپنے پیچھے گہرے زخم بھی چھوڑ جاتی ہیں۔

جناب والا! زندگی موت کے سامنے انتہائی بے بس ہے۔ مظفر آباد ہو یا باغ، گڑھی حبیب اللہ ہو یا شانگلہ، مانسہرہ ہو یا ایبٹ آباد موت ہر گلی کوچے میں دندناتی پھر رہی تھی۔ اس سانحہ کی پیروی آسمان سے برسنے والی بارش، آندھی، پہاڑوں کے جسموں سے علیحدہ ہونے والے پتھروں، لوگوں کے ذہنوں میں خوف اور کسی بھی وقت زندگی کے چھن جانے کے اندیشے نے کی اور ان سب کی شراکت نے اس سانحہ کو سانحہ عظیم بنا دیا۔ یقیناً کشمیر، سرحد اور پنجاب کے قبرستان ان جنازوں کو برداشت نہیں کر پائے۔

جناب چیئرمین! موت اور زندگی تو رب کائنات کی ایجاد ہے اور بزرگ و برتر ہے وہ رب کائنات جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جس نے موت اور زندگی کو اس لئے بنایا کہ وہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھ سکے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

جناب والا! 8-اکتوبر کا زلزلہ ایک امتحان ہے، ایک آزمائش ہے اور ایک مشکل گھڑی ہے جو ہم سب کو متحد ہونے کا تقاضا کر رہی ہے۔ یہ امتحان، یہ آزمائش اور یہ مشکل گھڑی ہماری قوم کے جذبہ ایثار، قربانی اور نظم وضبط کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس وقت ہر جگہ پر، ہر دروازے پر موت دستک دیتی پھر رہی تھی اس وقت ہر مرد ہر عورت، ہر بچہ، جوان اور بزرگ زندگیوں کو بچانے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہمارے ہر پاکستانی نے، ہماری حکومت پاکستان نے اور حکومت پنجاب نے اپنے عمل سے زندہ قوم ہونے کا ثبوت دیا۔ یہ کوشش وہی کوشش تھی جو اُحد کے میدان میں کی گئی تھی جبکہ اسلام کی سربلندی کے لئے شہید ہونے والے صحابہ کرام نے زخموں سے چُور ہونے کے باوجود اپنی پیاس کو پس پشت ڈالا اور دوسرے زخمیوں تک پانی پہنچانے کی تلقین کی۔ انہی اصحاب کے اس فعل کی پیروی اب ہمارے ملک کی عوام کر رہی ہے۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے اس آفت کو اپنے سمیت قوم کے لئے ایک امتحان قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اور قوم کو اس امتحان میں سرخرو کیا۔

جناب چیئرمین! وزیر اعظم پاکستان جناب شوکت عزیز، پاکستان مسلم لیگ (ق) کے مرکزی صدر چودھری شجاعت حسین، وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی سرپرستی میں متاثرین زلزلہ کی بحالی اور بروقت امداد کے لئے جو اقدامات کئے گئے اس کی حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ مسلم لیگ (ق) کے مرکزی صدر چودھری شجاعت حسین اپنی بیماری کے باوجود ان علاقوں میں پہنچے اور ہر طرح کی مدد اور امداد بہم پہنچائی۔ اسی طرح سے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی سرپرستی میں حکومت پنجاب نے ایک ارب 70 کروڑ روپے کی امداد ان علاقوں میں پہنچائی ہے جس میں نقدی بھی شامل ہے، اس میں اشیاء بھی شامل ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب ہر وقت آرمی کے سیکٹر کمانڈر سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور جونہی ان کی طرف سے کوئی فوری ڈیمانڈ آتی ہے تو اسے فوری طور پر پورا کرتے ہیں۔

جناب والا! اس سارے سسٹم کی مانیٹرنگ کی جا رہی ہے۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ایک خاندان اپناؤ سکیم کو بھی انتہائی تائید حاصل ہوئی ہے اور بہت سے لوگ ان خاندانوں کو اپنانے کے لئے آگے بڑھے ہیں۔ اس کے بعد اگر میں فوج کے کردار کو قابل ستائش نہ قرار دوں تو یہ بہت زیادتی ہوگی۔ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی سرپرستی میں فوج نے اپنا انتہائی کردار ادا کیا ہے۔ فوج کے سپوتوں نے جہاں سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے

جیسے گوشت پوست کے انسانوں کو بچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔اسی طرح سے میرے اپوزیشن کے بھائی تنقید برائے تنقید کرتے ہیں جبکہ ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ مظفر آباد کے سی۔ایم۔ایچ کے سی۔او کے اپنے گھر میں اس کے 14 سال کے بیٹے کی میت پڑی تھی اور سی۔او صاحب سی۔ایم۔ایچ میں زخمیوں کو بچانے میں مصروف تھے۔اسی طرح سے فوج کے جوانوں نے جس جوانمردی سے ملبے تلے سے زندگی کے منتظر افراد کو نکالا اس کے لئے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔اسی طرح سے ایک جوان سے لے کر صدر پاکستان تک متاثرین زلزلہ کے لئے بروقت امداد کی مخلصانہ کوششیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین!اقوام متحدہ،او آئی سی،امریکہ،سعودی عرب،برطانیہ،آئرلینڈ،جرمنی، بھارت اور دوسرے ممالک آگے بڑھے اور سب نے عملی تعاون کا ثبوت پیش کیا۔ابھی تک مظفر آباد میں U.K کا ایک ہسپتال کام کر رہا ہے جہاں پر امریکہ کے ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ متاثرہ علاقوں میں زندگی کی بازی ہارنے والے افراد کے خاندانوں کے لئے اس حکومت نے جو اخلاقی اور مالی مدد فراہم کی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔میں اپنی قوم کے اس جذبے کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔اپنے اندرونی اور ذاتی اختلافات کو بھلا کر اس مقصد کے لئے جس طرح سے ہر گلی کوچے سے مرد،خواتین،بچے،بزرگ،جوان اور بچے آگے بڑھے اس کا بہترین اجر تو رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دے سکتا ہے مگر میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اس قوم کا یہ جذبہ ہمیشہ برقرار رہے گا۔یہ قوم ہمیشہ قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دے گی۔شکریہ

جناب چیئرمین:اب میں متعلقہ وزیر صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔شکریہ۔جناب چیئرمین!میں سب سے پہلے اس معزز ایوان کے تمام اراکین کا دلی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے زلزلہ سے متاثرہ علاقوں کے عوام کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر رکن کا خواہ اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہے،کسی بھی دھڑے سے ہے،کسی بھی گروپ سے ہے نے اپنا کردار ادا کیا اور مصیبت میں گرفتار اپنے بھائیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کیا اور عملی طور پر ان کی بحالی کے لئے جو بھی کردار ادا کر سکتے تھے،تمام بھائیوں نے کیا۔میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو یہ کہہ سکتے ہیں،یہ علیحدہ بات ہے کہ کچھ جماعتوں نے محض سیاست برائے سیاست یا تنقید برائے تنقید کے حوالے سے بھی کردار ادا کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ in the larger interest of

this cause ہمیں پھر بھی ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ اس معزز ایوان میں دوسری دفعہ یہ بات ہو رہی ہے اور تفصیل detailed figures کے ساتھ اس سے پہلے جواب دیا جا چکا ہے تو میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ٹریژری بنچز کے بھائیوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے ان تمام اقدامات کا ذکر کیا جو حکومت پنجاب نے اپنے متاثرہ بھائیوں کی مدد کے لئے کئے۔ میں اس تفصیل میں جانے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں جو ڈونرز کانفرنس منعقد ہوئی اس کو بھی مختلف حوالوں سے لیا گیا۔ میں صرف آج کی بحث کے حوالے سے بات کرتا ہوں کچھ معزز اراکین نے کہا کہ کانفرنس ہونی ہی نہیں چاہئے تھی، کچھ نے کہا کہ کانفرنس ہوئی تو ہمیں اس میں سے ملا کیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کا انعقاد اس میں شرکت اور اس کے بعد جو اعلانات ہوئے اور pledge ہوئی ہیں وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان کو بین الاقوامی برادری میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہاں میری ایک محترمہ colleague نے کہا کہ یہ سارا اس حوالے سے ہوا کہ پاکستان کی اس وقت territorial situation ایسی ہے کہ تمام ملک پاکستان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کے لئے صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان آج نہیں بنا یہ 1947 سے قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رہے گا تو یہ territorial situation آج نہیں ہے یہ تو 1947 سے چلی آ رہی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آج کے حالات میں پاکستان کو جو importance مل رہی ہے میں سمجھتا ہوں آپ کسی کو کتنی بھی عزت اور احترام دیں اور اس کی کتنی بھی strategic position ہو لیکن اصل کردار اس شخص کا اپنا ہی ہوتا ہے کہ وہ کس طرح behave کرتا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ قیادت کا اپنا ایک کردار، قیادت کا بین الاقوامی برادری کے ساتھ behave کرنے کا، اس کے ساتھ چلنے کا اور ان کے معیار پر پورا اترنے کا بھی ایک صحیح انداز ہوتا ہے تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کو بین الاقوامی برادری میں ایک عزت اور وقار کا مقام حاصل ہے اور یہ ہماری موجودہ قیادت جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم پاکستان جناب شوکت عزیز پر بین الاقوامی برادری کا اظہار اعتماد بھی ہے۔ یہاں میرے کچھ بھائیوں نے یہ بھی کہا کہ پہلے تو یہ کہتے تھے کہ آج جو بین الاقوامی برادری ہماری مدد کر رہی ہے یہ جنرل مشرف کے باعث کر رہی ہے لیکن پھر خود ہی جنرل پرویز مشرف نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو ہمیں بین الاقوامی برادری کی طرف سے مدد مل رہی ہے وہ ناکافی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات سے ہمیں خود اندازہ لگا لینا چاہئے کہ ہم صرف الفاظ پر یقین نہیں رکھتے بلکہ عملی طور پر یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ بین

الاقوامی برادری ہمارے ساتھ کیا کرتی ہے؟ جب تک بین الاقوامی برادری نے ہماری ضرورت کے مطابق pledge، ہماری ضرورت کے مطابق اعلانات نہیں کئے، ہماری ضرورت کے مطابق ہماری امداد کے لئے نہیں آئے تو ہم نے اس بات کو برملا کہا کہ بین الاقوامی برادری کو آگے آنا چاہئے اور بڑھ چڑھ کر ہمارے متاثر بھائیوں کی مدد کرنی چاہئے اور اس مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دینا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی جب ہم یہ محسوس کریں کہ بین الاقوامی برادری ہماری call پر ہمارے کہنے پر ہماری ضرورت کے مطابق آگے آ رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا اعتراف کر لینا بھی کوئی بری بات نہیں ہے کہ آج بین الاقوامی برادری نے اپنا حق ادا کیا ہے اور یہ پاکستان پر اعتماد کا اظہار ہے، پاکستان کی قیادت پر اعتماد کا اظہار ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے اپوزیشن بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان میں موجود قیادت ملک اور وقار کے منافی کوئی اقدام نہیں کرے گی اور ہمیں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے جو ہم نے بین الاقوامی برادری سے اپیل کی وہ اپنی جگہ پر لیکن جس طرح یہاں پر ہر بھائی نے اپنے خیالات کے اظہار میں خواہ اس کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا ٹریژری بنچز سے اس عزم کا اظہار کیا کہ اپنے کشمیری بھائیوں اور فرنٹیئر کے بھائیوں کی اس مشکل مرحلے میں مدد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا عزم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب تک ہمارے بھائی اس مشکل وقت سے نکل نہیں جاتے اس وقت تک ہماری قوم کا جذبہ قائم رہے گا۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت 5.8 بلین سے اوپر کی جو pledges آئی ہیں اس پر ہم پوری بین الاقوامی برادری کے مشکور ہیں کہ انہوں نے پاکستان کے ان عوام کا جو اس مشکل میں گھرے ہوئے ہیں مدد کی اور ہم اس معزز فورم سے اپنے ان تمام بھائیوں اور ان دوست ممالک کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ جنہوں نے اس مشکل گھڑی میں ہمارا ساتھ دیا۔

جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ آج کی اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں مخالفت برائے مخالفت سے احتراز کرنا چاہئے۔ آج بھی میں نے کچھ اخبارات میں اپنے قومی رہنما کی statement پڑھی ہے جس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے جس طرح امداد کے سلسلے میں یہ جو خبریں آ رہی ہیں اس میں کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے یا جس طرح اپوزیشن ایک واویلا کر رہی ہے اس سلسلے میں ہم تمام امداد دینے والے ممالک کو ٹیلی گرامز اور تفصیل بھیجیں گے کہ یہ گڑبڑ ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ ضرورت نہیں ہے، یہ قوم کی ضرورت نہیں ہے، ملک کی ضرورت نہیں ہے، ان لوگوں کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے

اختلافات اگر مجھ میں کوئی کوتاہی ہے، ہماری جماعت میں کوئی کوتاہی ہے، ہماری حکومت میں کوئی کوتاہی ہے تو یہ ایک مناسب فورم ہے کہ جس پر ہم ایک دوسرے کی تنقید سن سکتے ہیں اس کا جواب دے سکتے ہیں اور جس طرح میرے بھائیوں نے بات کی ہے میں سمجھتا ہوں ہم نے کھلے دل سے اس کو لیا ہے اس لئے یہاں جو بھائی بات کر رہے تھے میں اس کو اسی حوالے سے لیتا ہوں کہ ان کی تجاویز ہمارے لئے رہنمائی کی حیثیت رکھتی ہیں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جو انہوں نے مثبت تجاویز دی ہیں ان پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ عمل بھی کریں گے اس لئے کہ ہمارا اور ان کا مقصد ایک ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ مشکلات میں گھرے ہوئے بھائیوں کی مدد کرنا اس لئے ان قومی رہنماؤں کو، ان قومی سیاسی جماعتوں کو اس بات سے اجتناب کرنا چاہئے کہ ہم اپنے اختلافات کی خاطر اپنی کسی کمزوری کو دوسرے ملکوں تک پہنچائیں اور یہ بات ثابت کریں کہ یہ قوم، یہ ملک اور یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت باہر کے ممالک کو یہ تحفظ دینے کی ضرورت ہے کہ ہم ایک قوم ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں جس طرح پوری قوم نے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کریڈٹ پولیٹیکل لیڈر شپ کو کم جاتا ہے اور عوام کو زیادہ جاتا ہے کیونکہ جو امداد دے رہے ہیں انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ پیپلز پارٹی کے کیمپ میں دے رہے ہیں، مسلم لیگ (نواز گروپ) کے کیمپ میں دے رہے ہیں، جماعت اسلامی کے کیمپ میں دے رہے ہیں یا پاکستان مسلم لیگ کے کیمپ میں دے رہے ہیں۔ عوام نے اس سیاسی تقسیم سے بالاتر ریلیف کی activity میں حصہ لیا تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے جذبات کے پیش نظر یا عوام کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے قیادت کو بھی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! یہاں ہمارے دونوں اطراف کے تمام ممبران نے فوج کے کردار کی تعریف کی میں سمجھتا ہوں کہ فوج کا کردار واقعتاً قابل تعریف رہا ہے اس کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے اور آج بھی ہماری فوج وہاں relief activities میں مشغول ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ وہاں پر اس وقت تک یہ کام سرانجام دیتے رہیں گے جب تک ہمارے متاثرہ بھائی مکمل طور پر بحال نہیں ہو جاتے۔ میں یہاں پر بغیر کسی تفصیل میں گئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت مزید دس منٹ تک بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے اس وقت تقریباً 193 کروڑ روپیہ relief activities میں دیا ہے اور چیف منسٹر پنجاب کی یہ pledge ہے کہ جب تک ہمارے بھائیوں کو پنجاب گورنمنٹ، پنجاب کے عوام، پنجاب کی حکومت اور پاکستان مسلم لیگ کی مدد کی ضرورت ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے relief activities جاری رہیں گی۔

جناب چیئرمین! یہاں گورنمنٹ آف پنجاب کا ایک انتہائی اہم incentive تھا میں اس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے دو tent villages بنائے تھے ایک چکوال اور دوسرا اٹک میں۔ آج بھی چکوال کے tent village میں تقریباً 1900 خاندان زیر کفالت ہیں اور اٹک میں 1750 خاندان زیر کفالت ہیں۔ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے یہ کھلی پیش کش وفاقی حکومت، آزاد کشمیر کی حکومت اور سرحد کی حکومت کو کہ جتنے خاندان بھی وہ بھیجیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو چھت فراہم کی جائے گی اور ان کی بھرپور طریقے سے کفالت کی جائے گی۔ میں یہاں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ ریلیف کا سلسلہ تقریباً rehabilitation کا فیز اس کو ٹیک اوور کر رہا ہے، rehabilitation میں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے پھر ایک اہم کردار ادا کرنا ہے اور چیف منسٹر پنجاب نے جس طرح ایک گھر اپناؤ کی پالیسی دی ہے اسی طرح ایک گاؤں اپنانے کی، ایک خاندان اپنانے کی اور تحصیل اپنانے کی پالیسی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے آ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب اس سلسلے میں بھی بھرپور کردار ادا کرے گا۔ انشاء اللہ ہم تحصیل بھی اپنائیں گے، گاؤں بھی اپنائیں گے اور اگر شہر ہے تو وہ بھی اپنائیں گے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ ہم نے rehabilitation کے کام میں بھی اسی طرح دل کھول کر حصہ لینا ہے جس طرح ہم نے ریلیف کے کام میں لیا۔ میری اپنے تمام بھائیوں سے یہ استدعا ہو گی کہ جس طرح ہم نے ریلیف کے کام میں ایک قومی یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انشاء اللہ تعالیٰ rehabilitation میں بھی کسی قسم کی تفریق کو سامنے لائے بغیر ایک قومی سوچ کو اپناتے ہوئے اور قومی ضرورت کو اپناتے ہوئے اپنا قومی کردار ادا کریں گے۔ میں ایک دفعہ پھر ٹریژری بنچز، اپوزیشن اور تمام اپنے بھائیوں کا دلی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنی قیمتی آراء سے ہمیں نوازا میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ آف پنجاب ریلیف کے بعد جو rehabilitation کا پروگرام اپنائے گی اس میں ان کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا ثناء اللہ صاحب! شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں انتہائی مختصر صرف ایک منٹ میں جو محترم لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے میں ان کے صرف اس حصے کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں اور میں ان کی اس سوچ پر انہیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں جو انھوں نے کہا کہ قومی قیادت خواہ اس کا تعلق اپوزیشن سے ہے، خواہ اس کا تعلق حکومت سے ہے اسے چاہئے کہ وہ قومی کردار اور قومی سوچ کو اپناتے ہوئے اپنا کردار ادا کرے۔ میری اس سلسلے میں محترم لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش بھی ہے کہ جس سوچ کا انھوں نے اظہار کیا ہے یقیناً ہم اپنی لیڈر شپ کو بھی اس بات کا تقاضا کرتے بھی رہے ہیں، کریں گے بھی لیکن ایک بات میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں، ان سے بھی یہ امید رکھوں گا کہ وہ بھی اس سوچ کو آگے بڑھائیں گے کہ یہ جو incident ہوتا ہے خواہ وہ زلزلے کا ہو، سیلاب کا ہو، کسی جنگ کا ہو یا کسی اور آفت کا ہو، یہ ایک incident ہوتا ہے اور اسے دیکھنے والا ہر آدمی، جیسے کلو صاحب نے بھی کہا کہ وہ بھاگ پڑتا ہے اور کہتا ہے کہ اس وقت جو لوگ مصیبت میں گرفتار ہیں میں ان کو بچاؤں لیکن جو قومی یکجہتی ہے، تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ قومی یکجہتی جو ہے وہ زلزلوں سے نہیں آتی، قومی یکجہتی جو ہے وہ سیلابوں سے نہیں آتی، قومی یکجہتی جو ہے وہ آفات سے نہیں آتی، قومی یکجہتی جو ہے وہ rule of law سے آتی ہے، قومی یکجہتی جو ہے وہ انصاف سے آتی ہے، قومی یکجہتی جو ہے وہ قوم میں participation احساس جو ہے اسے لانے سے آتی ہے۔ 1965 کی جنگ جو تھی اس وقت بھی اس قوم نے قومی یکجہتی کا بہت بڑا جذبہ دکھایا۔ لوگ نہتے محاذ کی طرف دوڑ پڑے تھے اور وہ وہاں سے اپنے ملک کو ڈیفنس کرنا چاہتے تھے لیکن اس وقت ایک قومی قیادت نے خواہ اس کا تعلق اپوزیشن سے تھا، خواہ اس کا تعلق گورنمنٹ سے تھا اس نے اپنا وہ قومی کردار نہیں اپنایا جو اس قومی جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے اس قوم کے بنیادی مسائل کو حل کیا جاتا۔ جب وہ حل نہیں ہوئے تو وہی قومی یکجہتی کا جذبہ جو تھا وہ چھ سال بعد بالکل otherwise ہو گیا۔

جناب والا! میں، آپ بھی، اپوزیشن بھی اور جو قومی قیادت اس وقت برسر اقتدار ہے میں ان سے راجہ صاحب کی وساطت سے کہتا ہوں کہ آج بھی ہماری جو بنیادی قومی، نیشنل contradictions ہیں، آج یہ وقت ہے کہ ہم اس جذبے کو جہاں rescue اور Rehabilitation کے لئے خرچ کر رہے ہیں، وہ علاقہ پھر سے اللہ کے فضل و کرم سے شاداب و آباد ہو گا۔ اس سلسلے میں

پوری قومی قیادت سر جوڑ کر بیٹھے۔اس ملک کے بڑے بنیادی مسائل ہیں۔جس ملک کے چار بھائی اس بات پر متفق نہ ہوں کہ انھوں نے اپنی آمدن کو تقسیم کیسے کرنا ہے؟این۔ایف۔سی کا مسئلہ ہے،کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہے، اس کے بعد پانی کی تقسیم کا مسئلہ ہے یہ وہ بنیادی مسائل ہیں، ہمارے سیاسی سسٹم کا مسئلہ ہے، ہمارے constitution کا مسئلہ ہے، ہمارے sovereignty کا مسئلہ ہے۔ میں راجہ صاحب کی اس بات پر یقین دلاتا ہوں کہ اگر برسر اقتدار قومی قیادت اپنا یہ قومی کردار ادا کرے تو خدا کی قسم اپوزیشن اس سے پہلے بھی اس بات کا ثبوت دے چکی ہے، تمام لیڈر اس بارے میں بات کر چکے ہیں، وہ تمام اپنی internal یا political contradictions کو دور کر کے سر جوڑ کر بیٹھنے کو تیار ہیں تاکہ یہ ملک جو ہے نہ صرف اس مصیبت سے سرخرو ہو بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس طرف بھی چل پڑے کہ جس طرف چل کر پوری قوم اور پورا ملک سرخرو ہو۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اجلاس بروز منگل مورخہ 22۔نومبر 2005 صبح 00-10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

655

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 22-نومبر 2005

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود و بیت المال اور آبکاری و محصولات)

(i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ii) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

3- مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں

4- عام بحث

(مفاد عامہ کے موضوعات پر بحث کے لئے اراکین اسمبلی کی طرف سے تحاریک)

657

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

منگل 22-نومبر 2005

(یوم الثلاثہ، 19- شوال المکرم 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 28 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِن صَلۡصَٰلٖ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٖ مِّن نَّارٖo فَبِأَيِّ
ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٞ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ o يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o وَلَهُ
ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِي ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَٰمِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ
عَلَيۡهَا فَانٖo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِo

سُوۡرَۃُ الرَّحمٰن آیات 14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایاo اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں o دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ o دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ o اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گیo

وما علینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ سماجی بہبود و بیت المال و آب کاری و محصولات کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

تعزیت

محترمہ شہلا راٹھور ایم۔پی۔اے کے والد (مرحوم)

کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت

وزیر برائے چیف منسٹر انسپکشن ٹیم و ایمپلیمنٹیشن و کوآرڈینیشن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر برائے چیف منسٹر انسپکشن ٹیم و ایمپلیمنٹیشن و کوآرڈینیشن: جناب سپیکر! محترمہ شہلا راٹھور کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے لہٰذا ان کے ایصال ثواب کے لئے دعا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ان کے لئے ہاؤس میں دعا پہلے ہی ہو چکی ہے لیکن آج وہ تشریف لائی ہیں لہٰذا دعا کر لی جائے۔

جناب سپیکر: دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ شہلا راٹھور کے والد (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و بیت المال اور آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی پہلا سوال محترمہ کنول نسیم صاحبہ کا ہے۔

DR. SYED WASEEM AKHTAR: On her behalf question No.3224.

(معزز رکن نے محترمہ کنول نسیم کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3224 دریافت کیا)

مستحق خواتین کی پلاسٹک سرجری کے لئے بیت المال سے امداد کی تفصیل

*3224: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 03-2002 کے دوران تشدد کا شکار غریب خواتین کی پلاسٹک سرجری کے لئے پنجاب بیت المال سے کتنی خواتین کا علاج کروایا گیا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر بیت المال:

سال03-2002 کے دوران تشدد کا شکار کسی خاتون نے پلاسٹک سرجری کے لئے بیت المال سے امداد حاصل نہیں کی، تاہم ملتان اور پاکپتن کے اضلاع سے تعلق رکھنے والی دو خواتین کے کیس زیر کارروائی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جن خواتین کا حوالہ دیا گیا ہے کہ مختلف تشدد کی وجہ سے اور بالعموم جو تیزاب پھینکا جاتا ہے اس سے چہرہ مسخ ہو جاتا ہے اس سے کسی خاتون کی پوری زندگی تباہ ہو جاتی ہے ایسے بیشتر واقعات غریبوں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ اس میں جو جواب آیا ہے وہ03-2002 کے دوران صرف دو کیس process ہو رہے ہیں۔ علاج تو فوری طور پر درکار ہوتا ہے اور طریق کار اتنے لمبے ہو جاتے ہیں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بیت المال کے پاس اس قسم کے کیسز کے لئے کتنی allocations ہیں اور دوسرا یہ کہ اس قسم کے کیسز کو مکمل کر کے امداد پہنچانے تک کتنے دن کا time limit انہوں نے مقرر کیا ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! اس میں ہمارے پاس دو کیسز ایک پاکپتن سے شاہینہ اختر اور دوسرا ملتان سے زبیدہ خانم کے تھے۔ ان کو بیس بیس ہزار روپیہ دے دیا گیا تھا۔ اس process کا مطلب یہ تھا کہ یہ جواب 2003-12-8 کو آیا تھا۔ ہم نے ایسے کیسز کے لئے بڑا short process رکھا ہوا ہے۔ ہمارے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں Patient Welfare Societies ہیں ان سوسائٹیز میں اگر کوئی مریض ایمرجنسی میں چلا جاتا ہے تو process سے پہلے ہی اس کا علاج شروع کر دیتے ہیں، بعد میں process مکمل ہوتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ اس process میں کتنا وقت لگتا ہے؟

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! یہ ایک دو ہفتے میں مکمل ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کام کے لئے بیت المال کو کتنی allocations دی گئی ہیں؟

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ہمارے ٹوٹل بجٹ کا آٹھ فیصد میڈیکل گرانٹ میں رکھا جاتا ہے اور اس میں سے ہم نے سپیشل طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر تین فیصد allocation صرف ان خواتین کے لئے رکھا ہوا ہے جو burn ہو جاتی ہیں۔ ہر ڈسٹرکٹ کا علیحٰدہ علیحٰدہ بجٹ آبادی کے حساب سے ہوتا ہے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا کہ 03-2002 کے دوران سوائے دو خواتین کے امداد کے لئے کسی نے apply نہیں کیا، کسی نے وہاں سے امداد حاصل نہیں کی تو میرا سوال یہ ہے کہ کتنی خواتین نے درخواستیں دی تھیں، یہ دو کا تو انہوں نے process کر دیا لیکن کتنی خواتین نے امداد کے لئے درخواستیں دی تھیں جو کہ turn down کی گئیں یا انہیں امداد نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: وزیر بیت المال صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ ان درخواستوں کے علاوہ بھی کوئی درخواست آئی ہے؟

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! یہ fresh question ہے کیونکہ پہلے اس سوال میں یہ نہیں پوچھا گیا، اگر یہ کہیں گے تو میں انہیں بعد میں بتا دوں گا۔ یہ fresh question کر لیں کہ ٹوٹل کتنی تھیں۔ پوچھا یہ گیا تھا کہ کتنی عورتوں کا علاج کروایا گیا تو دو کی تفصیل ہم نے بتا دی ہے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! fresh question تو نہیں بنتا کیونکہ یہ related question ہے اور بالکل وہی سوال میں پوچھ رہا ہوں کہ کتنی درخواستیں آئی تھیں؟ کم از کم انہیں تیاری کر کے آنا چاہئے تھا کہ ضمنی سوال اس سے related ہی آئیں گے اور اسی سے related سوال ہے یہ کوئی irrelevant نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ہمارے پاس دو ہی درخواستیں آئی تھیں جن کے بارے میں پہلے میں گزارش کر چکا ہوں کہ ملتان اور پاکپتن سے اس کے علاوہ اس duration میں ہمارے پاس ان cases کی کوئی درخواست نہیں آئی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔ جی!

جناب محمد وقاص: میرے سوال کا نمبر 3467 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اجواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شراب فروخت کرنے والے ہوٹلوں کی تعداد
اور فروخت کے سلسلے میں احتیاطی اقدامات

*3467: جناب محمد وقاص: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے بھر میں 10 عدد فور یا فائیو سٹار ہوٹلوں کو شراب فروخت کرنے کی اجازت ہے؟

(ب) ایسے کونسے اقدامات کئے گئے ہیں کہ شراب صرف غیر مسلموں کو فروخت کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ صوبہ بھر میں 11 عدد فور سٹار یا فائیو سٹار ہوٹلوں کو شراب فروخت کرنے کی اجازت ہے جو کہ Punjab Prohibition (Enforcement of Hadd) Rules1979 کے تحت دی گئی ہے۔

(ب) Punjab Prohibition (Enforcement of Hadd) Rules 1979 کے تحت صرف غیر مسلموں کو ہی شراب کے پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں اور ہوٹل سے شراب خریدتے وقت پرمٹ اور شناختی کارڈ دکھانا لازمی ہے۔ مزید برآں حکومت کی طرف سے متعلقہ افسران کو وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جاتی ہیں کہ شراب خریدنے کے پرمٹ جاری کرتے وقت غیر مسلموں کے شناختی کارڈ اور ان کے غیر مسلم ہونے کی اچھی طرح تصدیق کر لی جائے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب مثلاً یہود، نصاریٰ اور مسلمان تینوں کے ہاں شراب حرام ہے تو پہلے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پھر غیر مسلم کی definition کیا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام میں شرعی طور پر شراب بنانا، شراب فروخت کرنا اور شراب پینا تینوں حرام ہیں چنانچہ یہاں پر تو صرف یہ condition لگائی گئی ہے کہ کوئی مسلمان شراب خرید نہیں سکتا تو میں ان سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا شراب بنانے والے

اور فروخت کرنے والے بھی غیر مسلم ہیں اور خریدنے والے تو ظاہر ہے کہ وہ غیر مسلم ہوں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ممبر موصوف کو سوال پر غور کرنا چاہئے کہ سوال کا حصہ (الف) یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں 10 عدد فور سٹار یا فائیو سٹار ہوٹلوں کو شراب فروخت کرنے کی اجازت ہے؟" دوسرے حصے میں سوال کیا گیا ہے کہ "ایسے کون سے اقدامات کئے گئے ہیں کہ شراب صرف غیر مسلموں کو فروخت کی جائے؟" بات یہیں تک محدود ہے اور اس حد تک ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے ضمنی سوال کیا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کیونکہ سوال کا جواب تو محکمہ کی طرف سے آ گیا لیکن ضمنی سوال تو وہ کر سکتے ہیں ناں؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جہاں تک شراب کی فروخت، شراب کا بنانا، اس کا غیر مسلموں کو دینا حدود آرڈیننس کے تحت ہوتا ہے اور یہ وفاقی حکومت کا قانون ہے جس پر ہم عمل کر رہے ہیں اور اس کے اندر غیر مسلموں پر کوئی قانونی پابندی نہیں ہے کہ وہ ضرور شراب پیئیں۔ ایک انہیں سہولت دی گئی ہے کہ اگر وہ خریدنا چاہتے ہیں یا لینا چاہتے ہیں اور ان کا مذہب انہیں اجازت دیتا ہے تو وہ ضرور لیں اور یہ صرف اور صرف غیر مسلموں کے لئے محدود ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! دو تین سیشن پیچھے یہاں پر ہمارے کرسچئن دوست بیٹھے ہیں یہ بائبل لے کر آئے تھے اور انہوں نے بائبل پر ہاتھ کھڑا کر کے یہ دکھایا تھا کہ عیسائیت میں بھی شراب حرام ہے اور اس پر وزیر موصوف اس وقت کوئی واضح جواب نہیں دے سکے تھے جب اسلام میں شراب ویسے ہی حرام ہے اور Constitution کے مطابق ہم کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنا سکتے تو یہ کہتے ہیں کہ شراب غیر مسلموں کے لئے ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب عیسائیت میں بھی شراب حرام ہے، مسلمانوں میں بھی شراب حرام ہے اور یہودی یہاں پر رہتے نہیں ہیں تو یہ کن کو شراب دینا چاہتے ہیں، اگر شراب سارے مذاہب میں حرام ہے تو کیا حکومت پنجاب بنائے جانے والے پرمٹوں کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میں بائبل کا ماہر ہوں اور نہ ہی یہاں پر ہمارے جتنے بھی مسیحی بھائی آئے ہیں وہ بائبل پر اتھارٹی ہیں۔ یہ ایک ایسا وسیع موضوع ہے جس پر مرکزی سطح پر کام ہونا چاہئے اور اگر اس قانون کے اندر ترمیم آ جاتی ہے اور جو بھی فیصلہ ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جہاں تک بات قرآن وسنت کی ہو رہی ہے تو قانون کے جتنے بھی ذرائع ہیں اس میں سر فہرست قرآن وسنت ہے لیکن اس کا بھی ایک طریق کار ہے کہ یہاں پر بل move ہوتا ہے، اس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ آتی ہے، اس کے بعد مزید سفارشات لی جاتی ہیں پھر سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ہوتا ہے اور پورے process کے بعد اس کے اندر ترمیم ہوتی ہے اگر ہم اس کو حل کرنا چاہتے ہیں اور واقعی serious ہیں تو صرف بیان بازی کرنے سے اور اخبارات کو خبریں دینے سے تو بات نہیں بنے گی بلکہ اس کے لئے procedure adopt کریں تو حکومت ہر طرح سے ان کے ساتھ تعاون کے لئے تیار ہو گی۔

جناب محمد وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ Punjab Prohibition (Enforcement of Hadd) Rules, 1979 گویا یہ پنجاب کا قانون ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور clear کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ clear نہیں ہے تو پھر ہم بل کے ذریعے اسے clear کریں گے تو وہ یہ ہے کہ شریعت میں شراب بنانا، بیچنا اور پینا حرام ہے۔ غیر مسلم بنا سکتے ہیں، غیر مسلم فروخت کر سکتے ہیں اور غیر مسلم پی سکتے ہیں تو یہ جن 10 ہوٹلوں کو پرمٹ دیا گیا ہے کیا یہ غیر مسلموں کے ہوٹل ہیں یا مسلمانوں کے ہیں، کیا وہ فروخت کرنے والے مسلمان ہیں یا غیر مسلم ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! یہاں پر دو مسئلوں کو آپس میں گڈمڈ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک شرعی بات ہے جو وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ دیکھیں، دوسری بات ہے کہ قانون جس پر عمل ہو رہا ہے اور ہم سب کو پتا ہے کہ جھوٹ نہیں بولنا، بے ایمانی نہیں کرنی، کرپشن نہیں

کرنی، ہزاروں باتوں کا علم ہے لیکن اس کے باوجود تمام چیزیں چل رہی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو اس وقت مروجہ قانون پر عمل ہو رہا ہے اب اس کے اندر ترمیم لانی ہے تو میں یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جتنے وہ مسلمانی کے دعویدار ہیں اتنا میں بھی ہوں۔ آپ کام شروع کریں اور اس پر جو بھی آپ چاہتے ہیں وہ کریں گے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ضرور ہے لیکن یہاں پر بسنے والے اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اور ان کے rights دینا بھی ہمارا فرض بنتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ فلسفہ ہم ان سے بہتر جانتے ہیں اور یہ قانون جو ہمیں سکھا رہے ہیں یہ بھی ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ یہ ضمنی سوال کا جواب دیں۔ یہ ہمیں تقریر کر کے نہ دکھائیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ فائیو سٹار ہوٹلوں کے مالک مسلمان ہیں یا غیر مسلم ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ لمٹیڈ کمپنیز ہیں، یہ پبلک لمٹیڈ کمپنیز ہیں جنہیں قانون کے مطابق ہم نے پرمٹ جاری کئے ہیں اور کسی فرد کو جاری نہیں کیا جیسے "مری بروری" ہے، کسی فرد واحد کو نہیں دیا بلکہ ایک کمپنی کو دیا ہے اور وہ مسلمان بھی ہو سکتا ہے اور غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کمپنی کے ڈائریکٹر وغیرہ مسلمان ہیں یا کسی دوسری قوم سے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! وہ مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور غیر مسلم بھی ہو سکتے ہیں اور میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو اس وقت قانون ہے ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ فرمیں مسلمانوں کی ہیں یا غیر مسلم کی ہیں؟ یہ خود انہوں نے اس سوال میں تسلیم کیا ہے کہ یہ پرمٹ ہم غیر مسلموں کو جاری کرتے ہیں اور اب یہ floor پر کہہ رہے ہیں کہ یہ فرمیں مسلمانوں کی بھی ہیں اور غیر مسلم کی بھی۔ ہمارا سوال یہ تھا کہ یہ لوگوں کو بتادیں کہ جن فرموں کو یہ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں وہ پاکستانی فرمیں ہیں، مسلمانوں کی فرمیں ہیں، کتنی فرموں کو انہوں نے پرمٹ جاری کیا ہے اور وہ کون سی فرمیں ہیں۔ ذرا بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! فرم نہ مسلمان کی ہوتی ہے اور نہ غیر مسلم کی ہوتی ہے۔ اس کے مالکان اور شیئر ہولڈرز کے اندر وہ مسلم / غیر مسلم ہو سکتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ ultimately

وہ شراب کن کو دی جاتی ہے۔یہاں پر بسنے والے غیر مسلم جو ہیں ہمارے پاکستانی بھائی ہیں ہم ان کو شراب دیتے ہیں،اس کے لئے ہم یہ PR.1 جاری کرتے ہیں جس میں واضح طور پر اس کا نام، باپ کا نام،شناختی کارڈ religion, address, profession اور تمام تفاصیل لی جاتی ہیں یہ جو دوسرا پرمٹ ہے وہ غیر ملکی جو باہر سے آتے ہیں اور غیر مسلم ہوتے ہیں ہم ان کو جاری کرتے ہیں اس میں بھی تمام تفاصیل کا اندراج ہے۔جہاں تک consumption کی بات ہے وہ پرمٹ صرف اور صرف غیر مسلم کو جاری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پرمٹ ہولڈرز کی تعداد کیا ہے اور کتنے فیصد پرمٹ ہولڈرز اپنا کوٹا لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر!اس کے لئے انہیں fresh question دینا چاہئے لیکن میں اس کے بارے میں بتاتا ہوں کہ یہ فوٹو کاپی جو مجھے اس میں سے دی گئی ہے میں خود اس سے مطمئن نہیں ہوں لیکن اس کے مطابق جو میں عرض کر سکتا ہوں کہ ٹوٹل نمبر PR-1 and PR2 وہ 11763 ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! کتنے فیصد لوگ اس میں سے اپنا کوٹا لیتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات: میرے پاس اس کی تفصیل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں قرآن پاک کی صرف وہ آیت پڑھ کر اس کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں اور شراب کے حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے---

جناب سپیکر: پلیز!ضمنی سوال کریں، بعد میں آپ منسٹر صاحب سے مل کر یہ بات کر لیں۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ معاملہ اتنا sensitive ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے برتن بھی تڑوا دیئے تھے اور اس کے مٹکے بھی تڑوا دیئے تھے تو صرف consumption کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ فروخت کرنے والا اور بنانے والا بالکل اسی طرح

involve ہے جس طرح پینے والا ہے لہذا اس پر ان کا clear vision ہونا چاہئے، یہ مجھے اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جواب تو وہ پہلے دے چکے ہیں۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے یہ بات تسلیم کی ہے الحمد للہ بڑی خوشی کی بات ہے انہیں اس کا ادراک بھی ہے اور انہوں نے اظہار کیا ہے کہ جتنی شریعت یہ جانتے ہیں اتنی میں بھی جانتا ہوں۔ اس میں کوئی دو راہیں نہیں ہیں، ماشاء اللہ شفیق صاحب ایک باعمل اور باشرع مسلمان ہیں انہوں نے اس بات کو admit کیا ہے کہ یہ غلط معاملہ ہے اور انہوں نے ہمیں offer دی ہے کہ اگر آپ اس حوالے سے کوئی قانون سازی یا بل لے آئیں تو ہم تعاون کے لئے تیار ہیں۔ میں ان سے صرف یہی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ یا تو یہ خود بل لے آئیں یا جس طرح انہوں نے admit کیا ہے ہم بل لے آتے ہیں تو یہ اس میں تعاون کریں، کمیٹی کو refer کریں اور وہاں اگر کمیٹی اس کو منسوخ کرتی ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اگر یہ اس بات کی commitment دیتے ہیں تو پھر ہم مزید ضمنی سوال نہیں کرتے، ہم بل لے کر آ جاتے ہیں یا پھر یہ لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! یہ تو اب ہمارے دوست اس سے لذت کشی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خود جانتے ہیں کہ قانون سازی کیسے ہوتی ہے؟ اس کا ایک procedure ہے، یہ بل لائیں گے اور وہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جائے گا پھر اس کے بعد سارا follow procedure ہو گا اور جو اس پر عمل ہو گا وہ کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ انہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ یہ بل لے آئیں ہم سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیں گے۔ ہم اسی کے اوپر done کرتے ہیں اور انشاء اللہ بل لے آئیں گے اور یہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer ہو جائے وہاں پر ہم مزید بات کر کے معاملے کو آگے چلائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جو بھی قانون سازی کا طریقہ ہے یہ اس کو adopt کریں اور وہ prescribed ہے اس میں کوئی چیز مبہم نہیں ہے، تمام چیزیں واضح طور پر لکھی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بار بار بیان بدل رہے ہیں۔ پہلے انہوں نے کہا کہ آپ بل لے آئیں ہم تعاون کریں گے، پھر انہوں نے کہا کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس تو ہم نے کہا بالکل اور اب جب آپ نے ان سے پوچھا تو پھر یہ آئیں بائیں شائیں کر رہے ہیں۔ اس میں میری التماس ہے کہ یہ بل ہم لے آتے ہیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی کو یہ refer کریں وہاں اس پر مکمل بحث ہو اور جس طرح یہ کہہ رہے ہیں یہ ہمارے ساتھ تعاون کریں تاکہ یہ لعنت ختم ہو۔ یہ کہاں کا اصول ہے، اگر پانچ من دودھ میں ایک قطرہ بھی پیشاب کا چلا جائے تو وہ سارے کا سارا حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چند ٹکوں کی خاطر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر یہ ایک حرام چیز چل رہی ہے اور ابھی اتنا بڑا زلزلہ اور تباہی آئی ہے اس پر بھی اگر ہمارے کان کھڑے نہیں ہوتے اور ہم اللہ کی حدود کی پامالی کرتے ہیں تو اس کے اوپر میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ ہمیں سوچنا چاہئے اور اپنی حالت کے اوپر غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب محمد وقاص! براہ مہربانی یہ بیان فرما دیں کہ اسلام میں شراب کن حالات میں بند ہوئی؟

جناب سپیکر: آپ نے وقاص صاحب پر سوال کیا ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: دوسری بات یہ ہے کہ میں جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال اور ڈاکٹر اسرار کی باتیں سن رہا تھا تو میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ جسٹس جاوید صاحب فرما رہے تھے کہ قرآن میں شراب پر کہیں بھی پابندی نہیں ہے۔ میں تو زیادہ اسلامی آدمی نہیں ہوں سمجھ نہیں سکتا تو از راہ نوازش وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ان کے behalf پر جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال نمبر 3857 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3857 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

1988تا1993وزیر اعلیٰ کے احکامات سے ایکسائز انسپکٹروں کی بھرتی کی تفصیلات

*3857: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 90-1988 اور 93-1990 میں کتنے افراد بطور ایکسائز انسپکٹر براہ راست وزیر اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل میں محکمہ ایکسائز میں بھرتی کئے گئے؟

(ب) ایکسائز انسپکٹر کی بھرتی کے لئے کیا تعلیمی معیار ہے، کتنے افراد معیار کو نظر انداز کر کے بھرتی کئے گئے؟

(ج) محکمہ میں کرپشن کے انسداد اور چیک اینڈ بیلنس کا مؤثر نظام قائم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) 90-1988 اور 93-1990 میں کل 92۔افراد بطور ایکسائز انسپکٹر براہ راست وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت محکمہ ایکسائز میں بھرتی کئے گئے۔

(ب) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر کی بھرتی کا کم از کم تعلیمی معیار بی اے ہے۔اس دوران اس معیار کو نظر انداز کر کے کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

(ج) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے تمام دفاتر میں کمپلینٹ سیل قائم کر دیئے گئے ہیں جن کے تحت کسی بھی اہلکار کی کوتاہی یا کرپشن ثابت ہونے کی صورت میں فوری قانونی کارروائی، ملازمت سے برخاستگی کے آرڈیننس 2000 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔مزید برآں ڈائریکٹر جنرل آفس میں انفورسمنٹ/آڈٹ کا شعبہ ایک ڈائریکٹر کے زیر نگرانی قائم ہے جس کے تحت کسی بھی بے قاعدگی یا کرپشن کی نشاندہی پر فوراً کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔محکمہ میں انٹرنل آڈٹ کا بھی اپنا ایک نظام قائم ہے۔مزید برآں ڈائریکٹر جنرل آڈٹ ریونیو بھی اس سلسلہ میں اپنا موثر کردار ادا کر رہا ہے اور محکمہ ہذا میں سالانہ آڈٹ کرتا ہے۔ان کے علاوہ ڈائریکٹر جنرل کی طرف سے اچانک چیکنگ کا سلسلہ بھی باقاعدگی سے جاری ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز (الف) میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ 90-1988 اور 93-1990 میں کتنے افراد بطور ایکسائز انسپکٹر براہ راست وزیر اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل میں محکمہ ایکسائز میں بھرتی کئے گئے؟ انہوں نے کہا کہ 92 افراد بھرتی کئے گئے، میرا سوال یہ ہے کہ موجود حکومت کے قیام کے بعد ان سیٹوں پر بھرتی کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! یہ جو بھرتیاں 90-1988 اور 93-1990 میں ہوئیں ہمارے بھائی بہتر جانتے ہیں کہ کن کی حکومت تھی اور کن لوگوں نے چیف منسٹر ڈائریکٹو کے ذریعے یہ بھرتیاں کیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس دور حکومت میں تمام بھرتیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے توسط سے ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جس طرح سوال میں بھی واضح ہے اور جواب میں بھی انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے براہ راست احکام کے تحت ہوئی ہیں اور موجودہ پالیسی جو ہے پہلے بھی یہی پالیسی تھی کہ یہ بھرتیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتی تھیں اور اگر یہ غلط precedent نواز شریف نے اس زمانے میں set کیا تھا تو یہ جب برسر اقتدار آ گئے ہیں تو انہوں نے اس کی rectification کی کیا کوشش کی ہے؟ اس ملک کا جو پڑھا لکھا نوجوان ہے ان کا المیہ ہے کہ وہ بے چارے ڈگریاں لئے پھرتے ہیں۔ وزیر، مشیر اپنے کام کروا لیتے ہیں اور معاشرے کے اندر ایک محرومی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ بھرتیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے نہیں ہوئی ہیں تو کیا انہوں نے ان کو منسوخ کرنے کے لئے کوئی اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جب یہ بھرتیاں ہوئی تھیں تو اس وقت پبلک سروس کمیشن کے ذریعے انسپکٹرز کی بھرتیاں نہیں ہوتی تھیں اس وقت ڈائریکٹر مجاز ہوتے تھے اور جس طرح ہم نے جواب میں لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب احکامات صادر کرتے تھے اور ڈائریکٹر ان کی بھرتیاں

کرتے تھے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4399 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ میں بے سہارا خواتین و حضرات کے لئے رہائشی اداروں کو گرانٹس کی تفصیل

*4399: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر نے ضلع سیالکوٹ میں بے سہارا خواتین و حضرات کے لئے کتنے رہائشی ادارے قائم کئے ہیں، اگر جواب ہاں میں ہے تو ان اداروں کو حکومت سالانہ کتنی گرانٹ دیتی ہے؟

(ب) مذکورہ اداروں میں داخلہ کا کیا طریق کار ہے؟

(ج) اس وقت مذکورہ اداروں میں کتنے مرد و خواتین رہائش پذیر ہیں، تفصیل بتائیں۔

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر نے ضلع سیالکوٹ میں بے سہارا خواتین کے لئے ایک رہائشی ادارہ "دارالفلاح" قائم کیا ہے۔ حکومت نے اس ادارے کو مبلغ 77,000 روپے بابت سال 04-2003 کے لئے گرانٹ دی۔

(ب) دارالفلاح میں داخلہ کے لئے خواتین کو باقاعدہ مطبوعہ داخلہ فارم دیا جاتا ہے جس کی تصدیق مقامی ناظم / نائب ناظم، کونسلر، چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی و دیگر معززین سے کرا کر دفتر ہذا میں برائے ضروری کارروائی و منظوری جمع کرائی جا سکتی ہے۔

(ج) اس وقت دارالفلاح میں 14 بیوہ / بے سہارا خواتین مع تیس بچے رہائش پذیر ہیں۔

فہرست رہائشی بیوہ / بے سہارا خواتین (دارالفلاح) سیالکوٹ

	نام رہائشی خواتین	تعداد بچے	پتا
1۔	شفقت ندیم	2 بچے	ادارہ حمایت اسلام چوبرجی لاہور
2۔	آسیہ بی بی زوجہ محمد عرفان	2 بچے	مقصود پیلس پورن نگر سیالکوٹ
3۔	عائشہ بی بی زوجہ محمد صدیق	3 بچے	جوشن جٹاں، چونڈہ
4۔	ریحانہ صدیق زوجہ رشید	2 بچے	میانہ پورہ، سیالکوٹ

5۔	نرگس پروین زوجہ محمد بوٹا	3 بچے	امین پورہ سیداں، سیالکوٹ
6۔	مسرت بی بی زوجہ محمد رشید	3 بچے	ظہورہ تحصیل، سیالکوٹ
7۔	مقبولہ بی بی بیوہ سید	3 بچے	آڈھا سیالکوٹ
8۔	طاہرہ بی بی دختر محمد اقبال	1 بچہ	میانہ پورہ، سیالکوٹ
9۔	زاہد قیصر زوجہ محمد امین	2 بچے	کپوروالی، سیالکوٹ
10۔	کبریٰ بی بی زوجہ فدا حسین	2 بچے	سیدووالی، سیالکوٹ
11۔	ارشاد بی بی زوجہ محمد یوسف	1 بچہ	کالا گھناں، سیالکوٹ
12۔	ناصرہ بی بی بیوہ یوسف	2 بچے	کھاں والی، سیالکوٹ
13۔	قمر بی بی زوجہ نبی بخش	2 بچے	رنگ پورہ، سیالکوٹ
14۔	شہناز بی بی زوجہ اختر علی	2 بچے	بن نزد ایک والا، پل سیالکوٹ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز (الف) میں میرا سوال تھا کہ محکمہ سوشل ویلفیئر نے ضلع سیالکوٹ میں بے سہارا خواتین و حضرات کے لئے کتنے رہائشی ادارے قائم کئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دارالفلاح قائم کیا گیا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آبادی کے لحاظ سے ایک ادارہ کافی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ بتا دوں کہ یہ حقیقت ہے کہ آبادی کے لحاظ سے ایک ادارہ ناکافی ہے اور اسی چیز کو سوچتے ہوئے گورنمنٹ اقدامات کر رہی ہے کہ ڈسٹرکٹ سطح سے تحصیل سطح تک ہم اپنے اداروں کو لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ مجھے یقین دہانی کرا دیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ تحصیل سطح تک تو یہ بتا دیں کہ کب تک سیالکوٹ میں ایک اور ادارہ قائم کر دیں گے؟

جناب سپیکر: یہ جو تحصیل سطح تک ادارے قائم کرنے کا process ہو رہا ہے یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! حکومتی سطح پر تو ہمارے پاس ایک ہی ہے اور ہم نے اور بھی ادارے قائم کرنے کے لئے حکومت کو لکھ کر بھجوا دیا ہے لیکن میں اپنے بھائی کی clearance کے لئے یہ بھی بتا

دوں کہ یہ ایک قسم کا model ادارہ ہوتا ہے اور اس کے بعد این جی اوز کے لئے یہ ایک role model ہوتا ہے کہ وہ اس کی کاپی کرتے ہوئے اور بھی اس طرح کے ادارے بنا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ ہے کہ حکومت اس بارے میں کیا کر رہی ہے؟

وزیر سماجی بہبود: جی، اگلے سال تک انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے یہ کہا ہے کہ سیالکوٹ کے لئے 04-2003 کے لئے 7,7000 روپے گرانٹ مقرر کی ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 7,7000 روپے کی گرانٹ جو ہے کیا یہ سیالکوٹ کے دارالفلاح کے لئے کافی ہے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 05-2004 کے لئے انہوں نے کتنی گرانٹ مقرر کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! انہوں نے جو پہلا سوال کیا ہے کہ کیا 7,7000 روپیہ کافی ہے؟ اس کے لئے میں کہوں گی کہ بے شک یہ بالکل صحیح کہتے ہیں، وہ ناکافی ہے لیکن اس میں ہمارے پاس خواتین اور بچوں کی تعداد تھوڑی اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مخیر حضرات اور این۔ جی۔ اوز بھی اس میں بڑی مدد کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا گزارا ہو جاتا ہے۔ دوسرا جو انہوں نے کہا ہے 04-2003 کا وہ ہم نے بتا دیا ہے۔ اگر یہ 05-2004 کا آگے چاہیں گے تو اس کے لئے fresh question کر دیں میں آپ کو وہ بھی بتا دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! 05-2004 کا تو حکومت پہلے ہی یہ بجٹ منظور کر چکی ہے۔ اس میں تو definitely انہوں نے یہ تعین کر لیا ہوگا۔ اب یہ بھی سال ختم ہو رہا ہے تو اس میں اگر میں سوال کروں گا تو پھر اس کا دو سال بعد جواب آئے گا۔ یہ اس میں فرما دیں کہ اس سال میں انہوں نے سیالکوٹ کے دارالفلاح کے لئے کیا مقرر کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: اس سال ہم نے 85 ہزار روپیہ مقرر کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو دارالفلاح کے نام سے ادارہ ہے اس میں وہاں جو خواتین و بچے رہائش پذیر ہیں وہ جو مستقل وہاں رہتے ہیں اور جن کا کوئی اور سہارا نہیں ہے تو کیا ان کے لئے یہ چیک کرنے کے لئے کہ آیا ان کو کھانا ٹھیک مل رہا ہے، ان کی رہائش ٹھیک ہے، ان کو ڈریس صحیح مل رہا ہے، اس کے لئے انہوں نے اس پر کوئی ایسی چیکنگ باڈی رکھی ہوئی ہے، اگر رکھی ہوئی ہے تو اس کا نام بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جی ہاں۔ اس کے لئے باقاعدہ ہماری ایک ایڈوائزری کمیٹی ہوتی ہے جس میں ہمارے محکمے این جی اوز کے لوگ اور مخیر حضرات ہوتے ہیں اور متعلقہ ڈی۔ سی۔ او کی مسز اس کی head ہوتی ہے اور اس کا باقاعدہ چیک اینڈ بیلنس رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال نمبر 4400۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گداگری کے خاتمہ کے لئے حکومتی اقدامات

*4400: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں خصوصاً لاہور میں گداگری پیشہ عروج پر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جونہی گاڑی ریڈ لائٹ پر کھڑی ہوتی ہے تو چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور بوڑھے مرد و خواتین لوگوں کی گاڑیوں پر ہلہ بول دیتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پیشہ ور لوگ ہیں اور مختلف خطرناک لوگ، ان معصوم اور بوڑھے لوگوں کو اس پیشہ پر مجبور کرتے ہیں؟

(د) کیا حکومت گداگری کی لعنت کو ختم کروانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور میں گداگروں کی کثیر تعداد موجود ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ حکومت کی طرف سے قائم کردہ Child Protection Bureau کے کام کے آغاز کرنے کے بعد بچوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ البتہ

خواتین اور بوڑھے اب بھی چوراہوں پر موجود ہوتے ہیں۔

(ج) اس قسم کے کسی گروہ کے بارے میں ابھی انکشاف نہ ہوا ہے۔

(د) گداگری کے خاتمے کے لئے محکمہ سماجی بہبود درج ذیل اقدامات کر رہا ہے:۔

I۔ پہلے سے موجود Vagrancy Ordinance, 1958 کو مؤثر بنانے کے لئے اس میں ترامیم زیر غور ہیں۔

II۔ وفاقی حکومت کے اشتراک سے دارالکفالہ قائم کرنا۔

III۔ گداگری کے خلاف N.G.Os کے تعاون سے awareness campaign کا آغاز۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب میں، خصوصاً لاہور میں گداگری کا پیشہ عروج پر ہے۔ ان کا جواب ملاحظہ فرمالیں "ہاں یہ درست ہے کہ لاہور میں گداگروں کی کثیر تعداد موجود ہے"۔ مطلب یہ کہ یہ جواب بھی دینا چاہتے ہیں اور جواب نہیں بھی دینا چاہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب اسمبلی کی بدقسمتی ہے کہ ایک طرف ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم نے چالیس سے زیادہ قانون یہاں پر پاس کئے ہیں اور اس کی دوسری طرف تصویر یہ ہے کہ ہم نے یہاں پر چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا قانون پاس کیا ہے لیکن جتنے قانون یہاں پر پاس کئے ہیں ان میں سے ایک قانون بھی ایسا نہیں ہے کہ جس پر عملدرآمد کیا ہو۔ اسی طرح یہ بھی ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ اگر ہم لاہور چلے جائیں، گاڑی کھڑی کر دیں، بچے وہاں پر اس طرح جھرمٹ کی طرح آتے ہیں اور وہ آ کر آپ کی گاڑی کے شیشے knock کرتے ہیں، آپ کو وہ مجبور کرتے ہیں لیکن حکومت اس سلسلے میں کوئی عملی اقدام نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب ارشد محمود بگو: یہ جو انہوں نے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا نیا قانون بنایا تھا کہ ہم جو گداگر بچے پکڑ کر لے جائیں گے ان کو کوئی کام سکھائیں گے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک پنجاب گورنمنٹ نے کتنے گداگر بچوں کو وہاں کام پر لگایا ہوا ہے اور کتنے بچے وہاں پر موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں ذرا تھوڑا سا آپ کو بتا دوں کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے تحت

بچوں کو اٹھایا جارہا تھا اور جب بچوں کو اٹھایا تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ یکدم سے لاہور میں گداگر بچوں کی کمی بھی واقع ہوگئی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ بڑوں، بوڑھوں اور معذور لوگوں کی بہتات زیادہ ہو گئی۔ اب چونکہ یہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ link کرتا ہے اور وہی ان سب معاملات کو deal کرتے ہیں اس لئے اگر آپ یہ سوال ہوم ڈیپارٹمنٹ سے کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پھر میرا یہ سوال pending کر دیں۔ یہ اس ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیا جائے جنھوں نے اس کا جواب دینا ہے۔ یہ تو کہتی ہیں کہ میں نے اس کا جواب نہیں دینا۔ اس کو پھر اس ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر: تو یہ پھر آپ fresh question کر دیں اور وہ محکمہ جواب دے دے گا کیونکہ یہ ضمنی سوال ہے ناں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ اس ادارے کی منسٹر ہیں، بہبود کی منسٹر ہیں۔ ان کو تو پتا ہونا چاہئے کہ کتنے گداگر بچوں کو ہم نے بیورو سنٹر میں رکھا ہوا ہے۔ اگر یہ کہتی ہیں کہ یہ سوال میرے متعلقہ نہیں ہے تو پھر جواب کس نے دینا ہے؟

جناب سپیکر: یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ دے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: ہوم ڈیپارٹمنٹ تو راجہ صاحب باہر فرار ہو گئے ہیں ان سے کہیں کہ وہ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: وہ تو پھر fresh question ہوگا۔

جناب ارشد محمود بگو: نہیں، جناب سپیکر! اس سے متعلقہ میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ضمنی سوال تو اس سے متعلقہ ہے لیکن جو اصل سوال ہے وہ اس محکمے کا نہیں بنتا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ پھر ہوم ڈیپارٹمنٹ کو bound کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال کر دیں ناں۔ یہ اب دوبارہ کرنا پڑے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پھر یہ اس لائن میں نہ لگ جائے۔

جناب سپیکر: کوشش کریں گے کہ اس کا جواب جلدی آ جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! شکریہ۔ اسی سوال کے جز (د) میں فرمایا گیا ہے کہ "وفاقی حکومت کے اشتراک سے دار الکفالہ قائم کرنا"۔ یہ دار الکفالہ کب تک قائم ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: اس کا PC-1 بنا کر ہم نے پی اینڈ ڈی کو بھی بھیج دیا ہے اور وفاقی حکومت کو بھی بھیجا ہے، جونہی وہاں سے ہمیں واضح اطلاع آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ہم امید کرتے ہیں کہ اگلے سال تک اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری زاہد پرویز صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: سوال نمبر 5056 ہے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! rules کے بارے میں آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ پلیز ابھی چلنے دیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: یہ سوال میں نے آپ سے پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھ سے کیا پوچھنا ہے؟ فرمائیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر میں اسمبلی ہال میں موجود ہوں تو کیا میں سپیکر گیلری میں کسی شخص سے بات کر سکتا ہوں؟ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ کیا میں ان سے کوئی بوٹی یا کوئی چٹ پکڑ سکتا ہوں یا نہیں؟ اس کے بارے میں مجھے ذرا وضاحت چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بات بھی نہیں کرنی چاہئے اور بوٹی بھی نہیں چلنی چاہئے۔ (قہقہے)
شکریہ۔ جی، چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: سوال نمبر 5056۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا میں 04-2003، گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس اور رجسٹریشن سے آمدن کی تفصیل

*5056: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے 2003 اور 2004 میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) اس عرصہ میں ان ٹیکسوں کی وصولی پر حکومت کی طرف سے کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(د) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر کس حساب سے فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) گاڑیوں کی دو نمبر رجسٹریشن کرنے پر ملازمین کے خلاف کیا محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف)	2002-03	49,354,175
	2003-04	56,500,782
(ب)	2002-03	2,65,732
	2003-04	3,03,000

(ج)	1۔ ملک محمد افضل	انسپکٹر	BPS-11	ڈی۔کام
	2۔ محمد صادق علی	انسپکٹر	BPS-11	میٹرک
	3۔ عبدالعزیز جہاں	جونئیر کلرک	BPS-5	ایف۔اے
	4۔ شوکت حیات	کانسٹیبل	BPS-1	میٹرک
	5۔ آل رضا	کانسٹیبل	BPS-1	مڈل

(د) 1 تا 1000 سی سی کی گاڑیوں کی مالیت کا ایک فیصد

1000 تا 2000 سی سی کی گاڑیوں کی مالیت کا دو فیصد

2000 سی سی سے زائد گاڑیوں کی مالیت کا چار فیصد

(ہ) اس عرصہ کے دوران کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہوا ہے اس لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز(ج) میں ہے کہ "موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں"۔ یہ ملازمین وہاں پر کتنے عرصہ سے تعینات ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ج) کے II میں لکھا ہوا ہے کہ "محمد صادق علی انسپکٹر BPS-11 تعلیمی قابلیت میٹرک"۔ کیا میٹرک آدمی انسپکٹر بھرتی ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ دو تین ضمنی سوال آپ اکٹھے ہی کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایک کر کے کرنے چاہئیں۔ جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! یہاں پر پانچ حضرات کام کر رہے ہیں۔ ملک محمد افضل 7-6-2004 سے وہاں پر متعین ہیں اور جہاں تک محمد صادق علی انسپکٹر کے بارے میں سوال ہے کہ کیا میٹرک انسپکٹر ہو سکتا ہے؟ جی ہاں، پروموشن کے ذریعے ہو سکتا ہے کیونکہ میٹرک بطور کلرک کے بھرتی ہوتے ہیں۔ پھر ان کا کوٹا ہے اور وہ پروموشن کے ساتھ انسپکٹر بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جز(ہ) میں ہے کہ وزیر صاحب یہ assurance کرا دیں کہ وہاں آج تک کوئی بھی دو نمبر گاڑی کی رجسٹریشن نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق وہاں پر کسی قسم کی دو نمبر گاڑی جو کہ انہوں نے سوال کیا ہے، کوئی جعلی رجسٹریشن کی رپورٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے تو کہا ہے کہ دو نمبری نہیں ہوتی لیکن ہوتی رہتی ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس کا جو سارا ریکارڈ ہے محکمے نے کمپیوٹرائزڈ کر لیا ہے، اگر نہیں کیا تو کب تک یہ کمپیوٹرائزڈ کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! ابھی تک ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ نہیں ہوا۔ اس پر کام ہو رہا ہے اور آئی، ٹی ڈیپارٹمنٹ کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ بیان فرمادیں کہ برانچ کی اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر ان ملازمین کے انعام کے لئے کچھ تجویز کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! انفرادی طور پر نہیں بلکہ اجتماعی طور پر پورے صوبے کے وہ ملازمین جو کہ اپنے targets achieve کرتے ہیں اور اچھے نتائج دیتے ہیں انہیں انعام دینے کے لئے میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری move کی ہے کہ 3 کروڑ روپے کی رقم دی جائے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میرا سوال یہ ہے کہ رجسٹریشن برانچ کی جو اعلیٰ کارکردگی ہے اس پر وہ انعام کے مستحق ہیں ان کو انعام دینے کے لئے انہوں نے کیا تجویز کیا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے سمری بھجوائی ہوئی ہے۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5059۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان میں 04-2003 میں گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس اور رجسٹریشن کی وصولی سے متعلقہ تفصیل

*5059: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رحیم یار خان سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے 2003 اور 2004 میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) اس عرصہ میں ان ٹیکسوں کی وصولی پر حکومت کی طرف سے کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں۔

(د) گاڑیوں کی رجسٹریشن پر کس حساب سے فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) گاڑیوں کی دو نمبر رجسٹریشن کرنے پر ملازمین کے خلاف کیا محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف)	2002-03	32,416,613
	2003-04	51,517,399
(ب)	2002-03	3,83,294
	2003-04	5,21,153

(ج) تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 1 تا 1000 سی سی کی گاڑیوں کی مالیت کا ایک فیصد

1000 تا 2000 سی سی کی گاڑیوں کی مالیت کا دو فیصد

2000 سی سی سے زائد کی گاڑیوں کی مالیت کا چار فیصد

(ہ) اس عرصہ کے دوران کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہوا ہے اس لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 04-2003 میں کتنی گاڑیاں رجسٹر اور کتنی بوگس کی رجسٹریشن ہوئی ہے، کتنی بوگس رجسٹریشن پکڑی گئی ہے، اگر پکڑی گئی ہے تو اس بابت کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور ان متعلقہ افسران کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! چونکہ گاڑیوں کی تعداد کا سوال نہیں پوچھا گیا۔ سوال کے جز (الف) سے لے کر (ہ) تک سب میں رقم کے بارے میں سوال ہوا ہے اور اس کی تفصیل دے دی گئی ہے۔ جہاں تک بوگس گاڑیوں کی رجسٹریشن کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو اس کا جواب درج ہے کہ اس دوران کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ اگلا سوال بھی ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5060 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان میں 04-2003 میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی سے متعلقہ تفصیلات

*5060: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رحیم یار خان سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال 04-2003 کا ٹارگٹ کیا مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر کتنے اخراجات آئے؟

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی صحیح تشخیص نہ کرنے پر کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) رحیم یار خان سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال 2003 اور 2004 کا ٹارگٹ درج ذیل ہے۔

سال	ٹارگٹ
2002-03	32,500,000روپے
2003-04	34,125,000روپے
میزان	66,625,000 روپے

(ب) رحیم یار خان سے جتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا اس کی تفصیل سال وار درج ذیل ہے۔

سال	وصولی پراپرٹی ٹیکس
2002-03	33,072,596روپے
2003-04	31,760,647روپے
میزان	64,833,243 روپے

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر اخراجات درج ذیل ہیں۔

سال	اخراجات
2002-03	1,295,342روپے
2003-04	1,611,791روپے
میزان	2,907,133روپے

(د) تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص صحیح نہ کرنے پر کسی ملازم کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی اس لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ 03-2002 میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں 33,072,596 روپے کی وصولی ہوئی ہے اور 04-2003 میں اس مد میں 31,760,647 روپے کی وصولی ہوئی۔ یعنی تقریباً 13 لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ کمی کن وجوہات کی بناء پر ہوئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! یہ جو targets ہم مقرر کرتے ہیں یہ اندازے کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ یہ کوئی حتمی چیز نہیں ہوتی لیکن عمومی طور پر گزشتہ پچاس سالوں سے محکمہ کی یہ practice ہے کہ اگر ہم 90 فیصد تک اپنے targets achieve کر لیتے ہیں تو اسے ہم satisfactory سمجھتے ہیں۔ ہم نے یہ جو targets achieve کئے ہیں یہ تقریباً 97 فیصد بنتے ہیں اس لحاظ سے یہ کوئی بُری کارکردگی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! سوال نمبر 5527 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں 04-2003 میں گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹوکن فیس کی آمدن و دیگر تفصیلات

*5527: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹوکن فیس سے ضلع فیصل آباد میں سال 04-2003 میں کتنی آمدن محکمہ کو ہوئی؟

(ب) مذکورہ ٹیکس کی وصولی کے لئے ضلع ہذا میں جو ملازم کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی نیز اس ضلع میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) کتنے ملازم عرصہ تین سال سے اس ضلع میں کام کر رہے ہیں نیز عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی ضلع میں تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ہذا میں گاڑیوں کی غلط رجسٹریشن اور ٹوکن فیس میں خورد بُرد کرنے کے سلسلہ میں کتنے ملازمین کے خلاف کارروائی کی گئی اور کتنوں کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) 2003-04 199,523,084 آمدن ہوئی۔

(ب) تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پندرہ (15) ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ضلع فیصل آباد تعینات ہیں۔ جس کی وجہ انتظامی امور، سٹاف کی کمی اور تبادلوں پر پابندی ہے۔

(د) گاڑیوں کی غلط رجسٹریشن و دیگر بے قاعدگیوں کے سلسلہ میں 15 اہلکاروں کو معطل کرنے کے بعد انضباطی قوانین کے تحت کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! فیصل آباد، موٹر برانچ میں عاشق حسین شاہ بطور ای۔ٹی۔او 31-7-2001 سے تعینات ہیں۔ فیصل آباد میں مشہور زمانہ گاڑیوں کا سکینڈل بنا جس میں سونیا ناز کا خاوند عاصم یوسف بھی ملوث ہے۔ جب یہ دو نمبر گاڑیوں کو رجسٹر کرنے کا مشہور زمانہ سکینڈل ہوا، کیا اس وقت بھی عاشق حسین شاہ وہاں پر ای۔ٹی۔او تھے۔ محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق تو ہیں، اگر یہ وہاں پر تعینات تھے تو ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! یہ سوال ہمیں 8-9-2004 کو بھجوایا گیا جس کا جواب 6-10-2004 کو دیا گیا یعنی جواب ایک سال پرانا ہے۔ تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ وہاں پر جتنے افراد بھی تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات تھے وہ تمام کے تمام یا تو معطل ہیں یا پھر ٹرانسفر ہو چکے ہیں۔ جس وقت گاڑیوں کا سکینڈل ہوا اس وقت وہاں پر عاشق حسین شاہ ای ٹی او نہیں تھے بلکہ فرمان مسعود صاحب تھے جو ابھی تک معطل ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! ان کی 31-7-2001 date of posting ہے اور یہ سکینڈل اس کے بعد کا ہے۔ میرے پاس محکمہ کا جواب ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ای۔ٹی۔او، موٹر برانچ عاشق حسین شاہ جن کی پوسٹنگ 31-7-2001 سے وہاں پر تھی یا تو محکمہ نے غلط جواب دیا ہے یا پھر وزیر صاحب کو proper information نہیں ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں اور جو کچھ آپ فرما رہے ہیں اس میں تھوڑا فرق ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات: حضور والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ جس وقت اس سکینڈل کا انکشاف ہوا ہے اس وقت عاشق حسین شاہ وہاں پر انچارج نہیں تھے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! جواب غلط دیا گیا ہے۔ یہ میرے پاس ایک proforma ہے جس میں عاشق حسین شاہ کی date of posting as ETO, 31-7-2001 لکھی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ محکمہ نے غلط جواب دیا ہے۔ یہ اسمبلی کے لئے concealment of fact ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ ٹھیک ہے، میں اسے own کرتا ہوں۔ معزز ممبر کے پاس جو کاغذ ہے میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر معزز ممبر مجھے یہ دکھا دیں تو میں اس بابت معلومات حاصل کر لوں گا۔

جناب سپیکر: ان کا کہنا یہ ہے کہ جو جواب آپ نے on the floor of the House دیا ہے وہ درست ہے یا جو معزز ممبر بتا رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب والا! جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر موصوف جو یہاں پر زبانی باتیں کرتے ہیں ہم ان کو درست تسلیم کریں یا جو محکمہ کی طرف سے جوابات آتے ہیں انہیں درست تسلیم کریں، کیا محکمہ کی طرف سے جو جوابات آتے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟ محکمہ کی طرف سے اگر کوئی غلط جواب یا اعداد و شمار یہاں پر پیش کئے جاتے ہیں تو کیا اس پر ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہو سکتا؟ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اس وقت وہاں پر فرمان مسعود، ای ٹی او تھے تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ وہاں پر 13 افراد کے خلاف کارروائی ہوئی،ان کو معطل کیا گیااور ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔چونکہ گاڑیوں کا سلسلہ کافی وسیع ہے۔ان کی کراچی کسٹم ہاؤس سے verification ہوتی ہے اور اس کے بعد ان تمام کاغذات کو اکٹھا کرنے کا سلسلہ چل رہا ہے۔موٹر رجسٹریشن برانچ میں اس وقت جتنا عملہ موجود تھا وہ تمام اس وقت معطل ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر!ظلم کی بات یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے،1400 سے زیادہ دو نمبر گاڑیاں رجسٹر ہوئیں۔وہاں پر سونیا ناز کا سکینڈل بنا جو ڈی۔آئی۔جی فیصل آباد اور ایس۔پی خالد عبداللہ کا سر لے گئی جبکہ دوسری طرف ابھی محکمہ ایکسائز کی انکوائری مکمل نہیں ہوئی کہ کون کون قصوروار ہے،کس کو کیا سزا دینی چاہئے اور کس سے پیسے recover ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کوشش کریں،ذرا انکوائری expedite کروادیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جی،بہتر ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی؟ وزیر صاحب on the floor of the House اس بارے میں یقین دہانی کروادیں۔ڈاکٹر صاحب ماشاءاللہ بڑے اچھے آدمی ہیں لیکن لگتا ہے کہ راجہ صاحب کی صحبت کا ان کی صحت پر اثر ہو گیا ہے اس لئے کہ یہ راجہ صاحب کے نزدیک بیٹھتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر!راجہ صاحب ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم ان سے سیکھتے رہتے ہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے،اچھا اثر لینا کوئی بُری بات نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: راجہ صاحب آج کمیٹی میٹنگ میں ہم سے لڑ کر یہاں پر آئے ہوئے ہیں۔آج وہ صبح سے ایسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں میں اسی لئے کہہ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میرے بھائی ارشد بگو صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں۔ویسے ان کو آج کل میری obsession ہو گئی ہے لیکن میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں۔وہ میرے بھائی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ انکوائری دو ماہ میں مکمل کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ یہ انکوائری دو ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔ اگلا سوال رانا تجمل حسین صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 5835۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔ (معزز رکن نے رانا تجمل حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5835 دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

موٹر سائیکل رکشہ کی رجسٹریشن فیس اور قانونی حیثیت سے متعلقہ تفصیل

*5835: رانا تجمل حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹر سائیکل رکشہ پر رجسٹریشن فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موٹر سائیکل رکشہ کی کوئی قانونی حیثیت نہیں؟

(ج) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت اس کو قانونی حیثیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبکاری و محصولات:

(الف) یہ درست ہے، موٹر سائیکل رکشہ کو رجسٹر کرتے وقت اس کی قیمت کے ایک فیصد کے حساب سے رجسٹریشن فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے، رکشہ یا موٹر سائیکل رکشہ، موٹر وہیکل آرڈیننس کی دفعہ 2(22) اور دفعہ 2(23) کے تحت موٹر سائیکل اور موٹر وہیکل کی تعریف میں آتے ہیں۔ ان کو باقاعدہ 3-wheeler کے طور پر رجسٹر کیا جاتا ہے۔ اور فنانس آرڈیننس کے تحت اس پر 3-wheeler کے طور پر مبلغ 400 روپے سالانہ موٹر وہیکل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ اس طرح موٹر وہیکل آرڈیننس کے تحت ہی موٹر وہیکل ایگزامینر اسے پاس کرتا ہے اور سیکرٹری آر ٹی اے اسے روٹ پرمٹ جاری کرتا ہے نہ صرف یہ بلکہ اس کی مینوفیکچرنگ بھی پاکستان سٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PS&QCA) کے مروجہ اصولوں کے

مطابق کی جاتی ہے اور وہی ادارہ اس کے استعمال کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں رائے قائم کرتا ہے۔

(ج) متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جز(ب) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ 3-wheeler رکشے باقاعدہ رجسٹر کئے جاتے ہیں، ان سے فیس بھی وصول کی جاتی ہے اور ان کو ایگزامینر چیک بھی کرتا ہے۔ یہ جو 3-wheeler رکشے سڑکوں پر بہت زیادہ شور مچاتے ہوئے پھر رہے ہیں کیا ان کو کبھی چیک کیا گیا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! موٹر سائیکل رکشہ بھی موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت رجسٹر ہوتا ہے اور rules کے اندر دو طرح کے رکشے define کئے گئے ہیں۔ اس کی انسپکشن اور دوسرا سلسلہ ٹرانسپورٹ برانچ کرتی ہے ہم صرف اس کی رجسٹریشن کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ موٹر رکشہ چلانے کے لئے کتنی عمر تک ڈرائیور کو allow کرتے ہیں؟ کیونکہ آپ کسی بھی روٹ پر چلے جائیں دس، بارہ اور پندرہ، پندرہ سال کے بچے رکشے چلا رہے ہوتے ہیں اور ان سے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ اس کی چیکنگ میں مکمل طور پر ناکام ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وزیر موصوف اس کی وضاحت کریں کہ موٹر رکشہ چلانے کے لئے کتنی عمر تک لائسنس allow کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! جہاں تک ڈرائیونگ لائسنس کا تعلق ہے وہ ہمارے محکمہ سے متعلق نہیں ہے لیکن میری اطلاع کے مطابق عمومی طور پر 18 سال سے پہلے کسی کو بھی لائسنس جاری نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: جب تک شناختی کارڈ نہیں بنتا اس وقت تک ڈرائیونگ لائسنس جاری نہیں ہوتا۔

وزیر آبکاری و محصولات: جی۔اگر کوئی ایسا کر رہا ہے تو وہ غیر قانونی طور پر کر رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن میں تو عمل کی بات کر رہا ہوں۔ میں وزیر موصوف کو لے کر چلتا ہوں۔ جس روٹ پر بھی چلے جائیں میں ان کو دکھا دوں گا کہ چھوٹے چھوٹے بچے رکشے چلا رہے ہیں۔انہوں نے تو یہ بلا اپنے سر سے اتار دی کہ یہ میرا کام نہیں ہے لیکن راجہ بشارت صاحب بیٹھے ہیں انہیں اس چیز کا نوٹس لینا چاہئے اور ہدایت کرنی چاہئے کہ teenagers اس کو نہ چلائیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال طاہر اقبال چودھری صاحب کا ہے۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 6522، جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد، سماجی بہبود کے اداروں، پروگراموں اور مزید اداروں کے قیام کی تفصیل

*6522: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں سوشل ویلفیئر کے تحت کون کون سے ادارے قائم کئے گئے ہیں اور ان میں فلاح و بہبود کے لئے کون کون سے پروگرام ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد کی آبادی کے لحاظ سے یہ ادارے بہت کم ہیں۔

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی فلاح و بہبود کے لئے مزید ادارے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) تفصیل ضمیمہ (الف) صفحہ نمبر 1 تا 2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی آبادی کے لحاظ سے سوشل ویلفیئر کے ادارے کم ہیں۔

(ج) اس ضمن میں محکمہ سوشل ویلفیئر مندرجہ ذیل ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کے مالی تعاون سے محکمہ آئندہ تین سال میں یہ سکیمیں شامل کرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

1۔ دارالفلاح:

بے سہارا، مطلقہ، لاوارث اور بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کے لئے بحالی، فلاح و بہبود اور تربیت کا ادارہ۔

2۔ عافیت:

عمر رسیدہ اور ضعیف افراد کے لئے پناہ گاہ، خوراک، رہائشیں، تفریح کی سہولتوں کے ساتھ

3۔ کاشانہ:

لاوارث اور بے سہارا بچیوں کی بحالی، تعلیم و تربیت کا ادارہ۔

4۔ چلڈرن پروٹیکشن سنٹر:

قانونی، نفسیاتی، طبی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لئے ادارہ۔ جس میں بچوں کو تربیتی تعلیمی تفریحی اور امدادی سہولتیں فراہم ہوں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! جز (الف) میں ہے کہ ضلع فیصل آباد میں سوشل ویلفیئر کے تحت کون کون سے ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ محکمے کے جواب کے مطابق وہاں پر ورکنگ ویمن ہوسٹل کے نام سے بھی ایک ادارہ ہے۔ تو میں منسٹر صاحبہ سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں پر کتنی لڑکیاں کتنے عرصہ سے رہائش پذیر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! rules کے مطابق تو وہاں پر تین سال سے زیادہ کسی کو بھی رہنے کی اجازت نہیں ہوتی اور انہیں automatically خالی کر دینا چاہئے لیکن مجھے یہاں پر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں پر جو بھی ایک دفعہ آ جاتا ہے تو پھر وہ وہاں سے جانے کا خواہش مند نہیں ہوتا۔ اس لئے وہاں کچھ لوگ ہیں جو تین سال سے زیادہ عرصہ سے مقیم ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد کے پوش ایریا میں ورکنگ ویمن ہوسٹل ہے۔ جن لڑکیوں کا ورکنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے یعنی جن کا کوئی کام ہی نہیں ہوتا وہ

عرصہ دراز سے وہاں رہ رہی ہیں۔ وہاں پر ایک DDO اقبال ہے جس نے وہاں پر رنڈی خانہ بنایا ہوا ہے اور دلالی کرتا ہے۔ وہاں ورکنگ ویمن ہوسٹل میں گاڑیوں کی لائنیں لگی رہتی ہیں۔ وہاں کے رہائشی لوگ اتنے اکتائے ہوئے ہیں کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ وہاں لڑکیوں کے کمروں میں ائر کنڈیشنز اور ڈی وی ڈی، ٹی وی۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحبہ کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ کوئی خصوصی کمیٹی بنا کر وہاں چیک کیا جائے۔ اس کے اوقات مقرر کئے جائیں۔ جو لڑکیاں پانچ پانچ، چھ چھ سال سے وہاں بیٹھی ہیں اور عورتیں بن چکی ہیں ان کو وہاں سے نکالا جائے اور جو deserve کرتی ہیں ان کو میرٹ پر رہائش دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی میرے بھائی نے بتایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں اس پر انکوائری کرواتی ہوں اور اگر یہ ثابت ہوا تو پھر rules کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 6825، جناب طاہر اقبال چودھری صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 6831 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ اگلا سوال شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6858 اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے شیخ عزیز اسلم کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6858 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں بزرگ شہریوں کے لئے رہائشی اداروں کی تفصیل

***6858:** شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے کتنے رہائشی ادارے قائم کئے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں مقیم بے سہارا بزرگ شہریوں کو کیا سہولیات مہیا کی جاتی ہیں اور ان اداروں میں داخلے کا کیا معیار ہے؟

(ج) آئندہ کس کس شہر میں مزید ادارے قائم کرنے کا منصوبہ تیار ہے اور اگر کوئی منصوبہ نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے، کیا حکومت بزرگ شہریوں کے لئے رحیم یار خان شہر میں رہائش گاہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) پنجاب میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے تین رہائشی ادارے لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں قائم کئے ہیں۔

(ب) اس ادارہ میں بزرگ شہریوں کو رہائش، کھانا پینا اور تفریحی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ اس ادارہ میں داخلہ کے لئے ایسے بزرگ شہری جن کی عمر 50 سال سے زائد اور وہ کسی اچھوتی بیماری میں مبتلا نہ ہوں، داخلہ کے اہل ہیں۔

(ج) موجودہ مالی سال کے دوران مزید دس ادارے درج ذیل شہروں میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، 1۔ شیخوپورہ، 2۔ گوجرانوالہ، 3۔ نارووال 4۔ ساہیوال، 5۔ سرگودھا، 6۔ بہاولپور، 7۔ جھنگ، 8۔ ڈی جی خان، 9۔ فیصل آباد، 10 رحیم یار خان

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "اس ادارہ میں بزرگ شہریوں کو رہائش، کھانا پینا اور تفریحی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ اس ادارہ میں داخلہ کے لئے ایسے بزرگ شہری جن کی عمر 50 سال سے زائد اور وہ کسی چھوتی بیماری میں مبتلا نہ ہوں داخلے کے اہل ہیں۔" جب کسی بزرگ کو چھوت کی بیماری ہو جاتی ہے تو گھر والے بھی اس سے تنگ آ جاتے ہیں۔ یہاں پر حکومت خود لکھتی ہے کہ اس کو چھوت کی کوئی بیماری نہ ہو تو اسے داخلہ دیا جا سکتا ہے otherwise نہیں۔ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے اور بزرگ بھی ہوتا ہے تو بزرگی بذات خود ایک بہت بڑی بیماری ہے تو کیا انہوں نے اس کے علاج کے لئے کوئی انتظام کر رکھا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! جو بزرگ شہری ہمارے پاس ہوتے ہیں ان کے میڈیکل چیک اپ کے لئے باقاعدہ ہر ہفتے ڈاکٹر آتا ہے۔ ان کا میڈیکل چیک اپ ہوتا ہے اور انہیں مکمل طور پر میڈیکل کی سہولیات بھی مہیا کرتے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: تو پھر یہاں پر یہ کیوں لکھا گیا ہے کہ ان کو کوئی ایسی بیماری نہ ہو، ان کا داخلہ ممنوع ہے، باقی داخل ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! وہ اس لئے لکھا ہوا ہے کہ وہاں پر پہلے سے موجود جو بوڑھے بزرگ ہوتے ہیں، آپ کو پتا ہے کہ جب انسان بوڑھا اور کمزور ہو تو اسے جلدی بیماری لگ جاتی ہے اس لئے وہاں پر یہ provision رکھی گئی ہے کہ لوگ اپنے والدین یا بزرگوں کو چھوت کی بیماری کی وجہ سے بوجھ سمجھتے ہوئے انہیں وہاں پر نہ پھینکیں بلکہ ان کا علاج کروائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم صاحب!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب والا! جواب کے جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ "حکومت موجودہ مالی سال کے دوران مزید دس ادارے درج ذیل شہروں میں قائم رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے ان میں بہاولپور کا نام بھی ہے۔ میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت یہ ادارے کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ کوئی تاریخ بتادیں چونکہ تین سال تو ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: ہم نے منظوری کے لئے P&D کو بھیجا ہے اور انشاء اللہ جون 2006 تک کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہماری سوسائٹی کا یہ المیہ ہے کہ جیسے ہمارے بچے سڑکوں پر گداگری کرتے پھرتے ہیں اس طرح ہماری قدریں جو ہماری خاندانی روایات تھیں ان کے خلاف ہم نے اپنے بزرگوں کو سڑکوں کے لئے چھوڑ دیا ہے اس لئے اب یہ "اولڈ ہاؤس" جیسے ادارے بن رہے ہیں۔ محترمہ نے کہا کہ اس مالی سال میں دس اضلاع میں یہ ادارے بنائیں گے تو میرا ان سے ضمنی

سوال ہے کہ سیالکوٹ چھ لاکھ آبادی کا شہر ہے اور انڈسٹریل سٹیٹ بھی ہے کیا یہ سیالکوٹ میں بھی کوئی "اولڈ ہاؤس" بنانے کا ارادہ رکھتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! اگلے مالی سال میں جن دس اضلاع کی provision ہو گی ان میں سیالکوٹ بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر: جی اگلے مالی سال میں ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں بہاولپور شامل ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے اور بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ محکمہ سماجی بہبود ہے اور آپ یقیناً اس سے اتفاق کریں گے کہ جب آدمی بزرگی کے اندر ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر میں بچوں، پوتوں اور پوتیوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس قسم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ بزرگوں کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے تو کیا محکمے کے پاس ایسا کوئی نظام موجود ہے کہ وہ اس خاندان والوں کے ساتھ کوئی negotiation کر کے معاملات کی اصلاح کر کے اس بزرگ کو واپس اپنے گھر میں بھجوا سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! بالکل۔ ہم باقاعدہ ایڈوائزری کمیٹی کے ذریعے ان لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے بزرگوں کی عزت کریں اور ان کو بوجھ تصور نہ کریں بلکہ ان کو اپنے گھروں میں رکھیں لیکن اگر ان کا کوئی فیملی ممبر ہی نہیں ہے یا وہ نہیں رکھنا چاہتے تو پھر محکمہ ان کو adopt کرتا ہے اور ان کو باقاعدہ بڑی عزت و احترام کے ساتھ رکھتا ہے۔ اگر محترم بھائی دیکھنا بھی چاہیں تو most welcome ہم انہیں دکھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! On his behalf Q. No. 6897(معزز رکن نے جناب سمیع اللہ خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6897دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھاہوا تصور کر لیا جائے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، پڑھاہوا تصور کر لیں۔

لاہور میں خواتین کی بہبود کے ادارہ جات اور ویلفیئر منصوبہ جات کی تفصیل

*6897: جناب سمیع اللہ خان: کیاوزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں خواتین کی بہبود کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول کام کرنے والے ادارہ جات کے نام اور تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا خواتین کی ویلفیئر اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ جات زیر غور ہیں۔ اگر ہاں تو کیا اور ان پر لاگت کا تخمینہ کیا ہے اور کب تک ان پر عملدرآمد ہونے کا امکان ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام خواتین کے درج ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:۔

نمبر شمار	نام ادارہ	تعداد
1۔	صنعت زار	1
2۔	دارالامان	1
3۔	دارالفلاح	1
4۔	ہوسٹل فار ورکنگ ویمن	1
5۔	عافیت(زنانہ/مردانہ)	1
6۔	نشیمن(زنانہ/مردانہ)	1
7۔	کاشانہ	1
8۔	قصر بہبود	1
9۔	پناہ	1
10۔	ہاف وے ہاؤس(زنانہ/مردانہ)	1

11-	ڈس ایبلڈ ہوم (زنانہ/مردانہ)	1
12-	وومن جیل پراجیکٹ	2
	کل تعداد	13

(ب) خواتین کی بے روزگاری اور ویلفیئر کے لئے محکمہ بہت سارے منصوبہ جات چلا رہا ہے جن میں سرفہرست ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) ہے جہاں پر خواتین کو ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی طور پر خود کفیل ہو سکیں گزشتہ سال کے دوران 30897 خواتین کو ٹریننگ دی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں تھا کہ کیا خواتین کی ویلفیئر اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ جات زیر غور ہیں۔ اگر ہاں تو کیا اور ان پر لاگت کا تخمینہ کیا ہے اور کب تک، ان پر عملدرآمد ہونے کا امکان ہے؟ میری گزارش ہے کہ وزیر صاحبہ اس جز کا جواب پڑھ کر بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! ذرا سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنا سوال دہرایا ہے۔ انہوں نے جز(ب) کا جواب مانگا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جز(ب) کا جواب پڑھ کر سنادیں۔

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! جز(ب) کا جواب ہے کہ "خواتین کی بے روزگاری اور ویلفیئر کے لئے محکمہ بہت سارے منصوبہ جات چلا رہا ہے جن میں سرفہرست ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) ہے جہاں پر خواتین کو ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی طور پر خود کفیل ہو سکیں۔ گزشتہ سال کے دوران 30897 خواتین کو ٹریننگ فراہم کی گئی۔"

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اب آپ یہ خود دیکھ سکتے ہیں کہ سوال کیا دیا گیا تھا اور وزیر صاحبہ نے اس کا جواب کیا دیا ہے۔ ہم نے تو بے روزگاری ختم کرنے کے لئے منصوبہ جات اور ان پر لاگت کا پوچھا تھا لیکن آپ اس کا جواب دیکھ لیں۔ پوچھا کچھ گیا ہے اور جواب کچھ آیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ جواب تھوڑا ساdiffer کرتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عظمیٰ بخاری صاحبہ کو تھوڑا سا بتا دوں کہ بے روزگاری ختم کرنے کے لئے محکمہ سماجی بہبود کے پاس as such کوئی پلاننگ نہیں ہوتی۔ ہم نے جو تمام ادارے بنائے ہوئے ہیں یہ خواتین کو ہنر مند بنا کر اپنے پاؤں پر خود کھڑا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ہم نے یہ ٹریننگ سنٹر بنائے ہیں جہاں پر خواتین ہنر مند بن کر خود کفیل ہو سکیں۔ as such ہم بے روزگاری ختم کرنے کے لئے کوئی ایسا پراجیکٹ رکھتے ہیں اور نہ ہی گورنمنٹ ہمیں اس کے لئے کوئی ایسا فنڈ دیتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اب آپ خود دیکھ لیجئے کہ ایک اور misstatement ہے کہ خواتین کی بے روزگاری اور ویلفیئر کے لئے محکمہ بہت سارے منصوبے چلا رہا ہے۔ ایک طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ منصوبہ جات چلائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف محترمہ فرما رہی ہیں کہ کوئی منصوبہ ہم نہیں چلا رہے۔ کس بات کو ہم صحیح مان لیں یعنی یہ misstatement کی انتہا ہے پہلے اس کا جواب غلط دیا گیا اور محترمہ کو محکمے نے جو جواب دیا ہے بالکل اس کو differ کر کے فرما رہی ہیں۔ کونسا جواب درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! عظمیٰ بخاری صاحبہ ویسے سوالوں میں سے سوال نکال رہی ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا محکمہ ویلفیئر کے لحاظ سے خواتین کی بھلائی کے لئے بے شمار کام کر رہا ہے۔ بے روزگاری ختم کرنا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے۔ بلکہ اس میں خواتین کو ہنر مند بنا کر بے روزگاری کے مسئلے کو تھوڑا سا کم کرنے کے لئے بھلائی کا پہلو نکالا گیا ہے۔ اس پر ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! محترمہ نے دو دفعہ فرمایا ہے کہ وہ خواتین کو ٹریننگ دے رہی ہیں---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! پہلے تو جز(ب) کا جواب ہی غلط دیا گیا ہے لیکن میں ان سے اگلا سوال پوچھتی ہوں کہ یہ بار بار ٹریننگ کا کہہ رہی ہیں کہ ہم خواتین کو دے رہے ہیں۔یہ کس چیز کی ٹریننگ دے رہے ہیں، ان کو ہنر مند بنانے کے لئے وہ کیا ٹریننگ ہے اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر آپ ان خواتین کو ہنر مند بنا دیتے ہیں تو پھر اس کے بعد ان خواتین کو کیا مواقع میسر کئے جاتے ہیں، کیا ان کو loan دیا جاتا ہے یا ان کے لئے کوئی مارکیٹنگ سنٹر بنائے گئے ہیں یا ان کو آگے بھی کوئی ایسی سہولتیں دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ فرزانہ راجہ: ان کو جو ٹریننگ ملی ہے اس سے کیسے فائدہ اٹھا سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس کے لئے میں ان کو تھوڑا سا brief کر دوں کہ "صنعت زار" اور "قصر بہبود" میں خواتین کا جو ویلفیئر سنٹر ہے اس میں باقاعدہ candle-making سے لے کر کمپیوٹر کی ٹریننگ، ٹائپنگ، تمام سلائی کڑھائی اور بیوٹیشن کے کورسز تک ان کو کرواتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں ان کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ ورکنگ ویمن کے لئے بنک کے through ہم ان کو loaning کرتے ہیں اور "اخوت" ہماری ایک آرگنائزیشن ہے جس کا پچھلے دنوں میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا ہم ان کو قرض حسنہ کے طور پر فنڈز دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکیں۔

جناب سپیکر: حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی سوال کے جز(ب) میں فرمایا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم میں خواتین کو ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی طور پر خود کفیل ہو سکیں۔گزشتہ سال کے دوران 30897 خواتین کو ٹریننگ دی گئی۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جن 30897 خواتین کو ٹریننگ دی گئی ہے۔ظاہر ہے یہ trained لوگ ہو گئے، ہنر مند ہو گئے کیا ان کو گورنمنٹ کی jobs دلوانے کے لئے بھی کوئی بندوبست کیا گیا ہے تاکہ یہ لوگ گورنمنٹ کی ملازمت حاصل کر سکیں؟

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس مسئلے پر میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گی کہ ہم ان کو یہاں پر جو ٹریننگ دیتے ہیں وہ زیادہ تر ایسی ہے کہ self basis پر یہ لوگ آگے آئیں۔ جو لوگ ٹیکنیکل سائیڈ پر اپنی ٹریننگ لیتے ہیں وہ لوگ گورنمنٹ کی ملازمت کے لئے apply کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ لاہور میں سوشل ویلفیئر کے تحت کوئی 12 پراجیکٹ کام کر رہے ہیں، اس کی لسٹ بھی دی گئی ہے، اس میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اتنے سارے ادارے کام کر رہے ہیں براہ مہربانی اس کی وضاحت کر دیں کہ ہر ادارے کا ایریا اور اس کا purview کیا ہے، اس کی تفصیل بتائیں کہ کیا کیا کام کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! یہ fresh question بنتا ہے انہیں کہیں کہ یہ fresh question کریں۔

جناب سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی محترمہ نے فرسٹ ویمن بنک کے حوالے سے بھی ہمیں کہا کہ وہ خواتین کی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے قرضہ جات دیتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ جو فرسٹ ویمن بنک قائم کئے گئے تھے یہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی گورنمنٹ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں ضمنی سوال ہی پوچھ رہی ہوں، میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آج کل جن خواتین کو قرضے دیئے جاتے ہیں ان کا criterion کیا ہے۔ کس criterion پر خواتین کو قرضے دیئے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! یہ fresh question ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ایک تو غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ پہلے تو میں محترمہ سے کہوں گی کہ جز (ب) کا غلط جواب دینے پر ان کو ایوان سے معافی مانگنی چاہئے۔ یہ غلط بات ہے اور غلط جواب دیا گیا ہے اوپر سے ہر بات جو ہم پوچھتے ہیں تو وہ کہتی ہیں کہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! محترمہ اگر تیاری کر کے نہیں آئیں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ پھر ایک fresh minister بنا دیں۔ fresh question ہم ان سے پوچھ لیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: سوال نمبر 6934

لاہور اور گوجرانوالہ میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے رہائشی اداروں میں داخلہ کا معیار اور دستیاب سہولیات کی تفصیل

*6934: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ اور لاہور میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے کتنے رہائشی ادارے قائم کئے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں مقیم بے سہارا بزرگ شہریوں کو کیا سہولیات مہیا کی جاتی ہیں اور ان اداروں میں داخلہ کا کیا معیار ہے؟

(ج) آئندہ کس کس ضلع میں مزید ادارے قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور اگر کوئی منصوبہ نہیں تیار کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے، کیا حکومت بزرگ شہریوں کے لئے گوجرانوالہ میں رہائش گاہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) فی الحال لاہور میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے صرف ایک ادارہ کام کر رہا ہے۔

(ب) اس ادارہ میں بزرگ شہریوں کو رہائش، کھانا پینا اور تفریحی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ اس ادارہ میں داخلہ کے لئے ایسے بزرگ شہری جن کی عمر 50 سال سے زائد اور وہ کسی چھوتی بیماری میں مبتلا نہ ہوں، داخلے کے اہل ہیں۔

(ج) موجودہ مالی سال کے دوران حکومت مزید دس ادارے درج ذیل شہروں میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے:۔

1۔ شیخوپورہ 2۔ گوجرانوالہ 3۔ نارووال 4۔ ساہیوال 5۔ سرگودھا 6۔ بہاولپور

7۔ جھنگ 8۔ ڈی۔جی۔خان 9۔ فیصل آباد 10۔ رحیم یار خان

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! میرا سوال تھا کہ " گوجرانوالہ اور لاہور میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے کتنے رہائشی ادارے قائم کئے۔"اس کا انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ "فی الحال لاہور میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے صرف ایک ادارہ کام کر رہا ہے۔"تقریباً بیس سال ہو گئے ہیں کہ گوجرانوالہ ڈویژن بنا ہوا ہے اور اس کی آبادی سولہ، سترہ لاکھ سے زیادہ ہے لیکن وہاں پر آج تک بزرگ شہریوں کے لئے کوئی ادارہ قائم نہیں کیا گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کا جو ادارہ ہے اس میں کتنے بزرگ شہری رہائش پذیر ہیں جن کو گورنمنٹ سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو بتا دوں کہ اگلے دس اضلاع جن میں ہم نے یہ ادارے بنانے ہیں ان میں گوجرانوالہ دوسرے نمبر پر ہے۔ دوسرا لاہور میں اس وقت 37 افراد موجود ہیں جن میں 23 مرد ہیں اور باقی خواتین ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم دس ادارے بنائیں گے۔ اگر کوئی پرائیویٹ این جی اوز یا آرگنائزیشن کسی بھی ضلع یا شہر میں بزرگوں کے لئے کوئی ادارہ بنانا چاہے تو حکومت کس حد تک ان کو compensate کر سکتی ہے، کیا حکومت ان کو کوئی اس سلسلے میں land دے سکتی ہے، یا lease پر مل سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! حکومت ان کو land provide نہیں کر سکتی۔ ان کو اپنی accommodation پر محکمے کی طرف سے جو بھی قانونی طور پر تحفظ چاہئے وہ ہم دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ پروین مسعود بھٹی!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! محترمہ کی بات پر ہی میرا یہ ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ویمن بنک خواتین کو قرضے دیتا ہے۔ بنک کا طریق کار اتنا غلط ہے، 25ہزار روپے یہ ایک خاتون کو دیتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ پانچ عورتیں اکٹھی ہو جائیں یا چار عورتیں اکٹھی ہو جائیں تو وہ قرضہ لے سکتی ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ چار یا پانچ عورتیں کیسے اکٹھی ہوں گی کیونکہ جو غریب عورتیں ہوتی ہیں ان کو کچھ پتا نہیں ہوتا۔ یہ مجھے بتائیں کہ اس کے لئے انہوں نے کوئی دوسرا طریق کار اختیار کیا ہے یا وہی پرانا طریقہ رائج ہے؟

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! ہر بنک کا اپنا ایک چارٹر ہوتا ہے اور وہ اس کے مطابق چلتے ہیں۔ وہ ہمارے محکمے کے ماتحت نہیں ہیں۔ میں یہ چاہوں گی کہ یہ سوال چونکہ بنکوں سے related ہے اس لئے اُنہی کے ساتھ کیا جائے تاکہ وہی اس کا بہتر جواب دے سکیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ طارق کیانی صاحب!

راجہ طارق کیانی: سوال نمبر 7108

ضلع راولپنڈی میں محکمہ کے زیر انتظام دستکاری سکولز و دیگر تفصیلات

*7108: راجہ طارق کیانی: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کے ضلع راولپنڈی میں قائم دستکاری سکولز کی مکمل تفصیل مع ایڈریس بیان کی جائے۔ ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان سکولز میں دستیاب سہولیات، سٹاف اور خواتین کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا نئے اقدامات کرنا چاہتی ہے۔ ایسی صنعت سازی کے ٹیکنیکل سکولز یا اداروں کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ضلع ہذا میں خواتین کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس پوسٹ پر کام کر رہی ہیں؟ ان کے نام، ایڈریس اور مکمل کوائف مع تعیناتی کا عرصہ تفصیلاً بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کی طرف سے این جی اوز کے اشتراک سے قائم کردہ انڈسٹریل سکولز کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان اداروں میں خواتین کو مقامی کڑھائی اور سلائی کی تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ ان تمام سکولوں میں تعینات خواتین ٹیچرز کی تعداد اور استفادہ کنندگان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین راولپنڈی میں ویمن ڈویلپمنٹ سنٹر، سلائی مرکز، صنعت زار اور ویمن کمیونٹی سنٹر کام کر رہے ہیں۔ محکمہ صنعت زار کے طرز پر انڈسٹریل ہوم اب راولپنڈی کی تمام تحصیلوں میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں دستکاری سکولوں میں صرف ایک خاتون ٹیچر این جی او کی طرف سے تعینات کی جاتی ہے اور حکومت اس کو 500 روپے ماہانہ اعزازیہ دیتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ طارق کیانی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ب) میں فرمایا ہے کہ "ویمن ڈویلپمنٹ سنٹر "سلائی مرکز" کے تحت باقی تحصیلوں میں بھی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔" میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ پچھلے ایک سال سے ان کا پروگرام چل رہا ہے۔ آپ کا محکمہ کب تک اس کو تحصیل سطح تک لے جائے گا۔

وزیر سماجی بہبود: انشاء اللہ اسی سال ہو جائے گا اور ہم نے اس پر کام شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ "مالی امداد کی تفصیل تتمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" اس کی تفصیل یہ پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! انہیں تتمہ (الف) کی تفصیل چاہئے یا (ب) کی چاہئے؟

جناب سپیکر: جز (ب) کی تفصیل چاہئے۔

وزیر سماجی بہبود: گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین راولپنڈی میں ویمن ڈویلپمنٹ سنٹر سلائی مرکز صنعت زار اور ویمن کیمونٹی سنٹر کام کر رہے ہیں۔ محکمہ صنعت زار کی طرز پر انڈسٹریل ہوم اب راولپنڈی کی تمام تحصیلوں میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس میں اب اور کیا پڑھنا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پھر وہی بات ہے کہ جز (ج) کے متعلق میں عرض کروں گی کہ پہلے محترمہ سوال پڑھ لیں پھر اس کے بعد جواب بھی پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: جز (ج) کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! ضلع ہذا میں دستکاری سکولوں میں صرف ایک خاتون ٹیچر این جی او کی طرف سے تعینات کی جاتی ہے اور حکومت اس کو پانچ سو روپے ماہانہ اعزازیہ دیتی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میری محترمہ سے گزارش ہے کہ وہ سوال بھی پڑھ دیں۔ سوال پہلے پڑھ دیں اور اس کے بعد اس کا جواب پڑھ دیں۔ اس کے بعد اس کو explain کر دیں۔

وزیر سماجی بہبود: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ! اگر آپ سب سے پہلے question پر آتی ہیں تو میں پڑھ دیتی ہوں۔ ضلع ہذا میں خواتین کے دستکاری سکولوں کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس پوسٹ پر کام کر رہی ہیں۔ ان کے نام، ایڈریس اور مکمل کوائف مع تعیناتی عرصہ تفصیل سے بیان فرمائیں؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! محترمہ کو جس چیز کا difference لگ رہا ہے یہ تمام دستکاری سکول این جی اوز چلاتی ہیں ان کا انتظامی ڈھانچہ بھی این۔جی۔اوز بناتی ہیں اور وہی ٹیچر رکھتی ہیں۔ محکمہ صرف پانچ سو روپے اعزازیہ دیتا ہے، باقی تنخواہ این جی او خود دیتی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ہم نے پوچھا تھا کہ انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس پوسٹ پر کام کر رہی ہیں؟ ان کے جواب کے مطابق تو مجھے لگتا ہے کہ این۔جی۔او کی ایک ہی

خاتون ہے جو اس پورے صنعت زار کو چلاتی ہے۔

وزیر سماجی بہبود: جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ دستکاری سکول صنعت زار کے تحت نہیں آتا۔ دستکاری سکول این جی اوز خود چلاتی ہیں۔ ہم انہیں صرف اعزازیہ دیتے ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: اگر اعزازیہ گورنمنٹ دیتی ہے جو پانچ سو روپے ماہانہ ہے تو پھر گورنمنٹ کا concern کیوں نہیں ہوتا؟ مزید ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ پانچ سو روپے ماہانہ کتنی خواتین کو جاتا ہے اور کہاں کہاں جاتا ہے اور اس کا ٹوٹل بجٹ کتنا ہے؟

وزیر سماجی بہبود: جناب چیئرمین! یہ fresh information پوچھ رہی ہیں لہٰذا یہ fresh question کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! محترمہ کی جس سوال کی تیاری نہیں ہوتی تو کہتی ہیں کہ fresh question کریں۔ 500 روپے اعزازیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ پنجاب گورنمنٹ کے تحت آتا ہے۔

جناب چیئرمین: عظمیٰ صاحبہ! ان کے پاس جواب نہیں ہے اس لئے آپ fresh question کر لیں۔ عظمیٰ صاحبہ! آپ بیٹھ جائیں، شکریہ۔ next question حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 7113۔

ضلع لاہور میں خدمت خلق کی رجسٹرڈ انجمنوں کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*7113: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) ان میں سے جن انجمنوں کو بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے، ان کے نام کیا ہیں؟

(ج) حکومت نے بیرونی ممالک سے امداد وصول کرنے والی انجمنوں کے فنڈز کی آڈٹ اور ان کی عملاً کارکردگی کا جائزہ لینے کا کیا انتظام کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد 878 ہے۔

(ب) بیرون ملک سے امداد لینے والی تنظیمیں اپنے اکاؤنٹس کی تفصیل محکمہ کو بتانے کی پابند نہ ہیں جس کی وجہ سے محکمہ کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہ ہے۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ تنظیمیں اپنی سالانہ کارکردگی اور آڈٹ رپورٹ محکمہ کو جمع کروانے کی پابند ہیں۔ اگر کوئی تنظیم اپنی رپورٹ جمع نہیں کرواتی تو محکمہ اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرتا ہے۔ تاہم یہ تنظیمیں اپنی غیر ملکی امداد کی تفاصیل محکمہ کو بتانے کی پابند نہ ہیں لیکن جب بھی محکمہ کو ان کے خلاف کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو محکمہ ضروری کارروائی کرتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئرمین! اس میں میرا ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ بیرون ملک سے امداد لینے والی تنظیمیں اپنے اکاؤنٹس کی تفصیلات محکمے کو بتانے کی پابند نہ ہیں جس کی وجہ سے محکمے کے پاس ان کا کوئی ریکارڈ موجود نہ ہے۔ بہت سی ایسی تنظیمیں جو بوگس طور پر بنی ہوئی ہیں وہ بیت المال سے امداد بھی لیتی ہیں، گورنمنٹ سے بھی لیتی ہیں اور بیرون ملک سے بھی امداد لیتی ہیں تو ان کا آڈٹ ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں چیک نہیں کر سکتے اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر سماجی بہبود: جناب چیئرمین! جو این جی اوز ہمارے ساتھ رجسٹرڈ ہیں ان کا باقاعدہ check and balance کا قانون 1961 موجود ہے اس کے تحت ہم ہر سال ان کا باقاعدہ آڈٹ کرواتے ہیں اور ان کا باقاعدہ check and balance رکھتے ہیں اور جو این۔ جی۔ اوز ہمارے ساتھ رجسٹرڈ نہیں ہیں ہم ان کا آڈٹ نہیں کر سکتے۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! ہمارے ہاں ایک پاکستان بیت المال اور دوسرا پنجاب بیت المال دو ادارے ہیں جو ایک ہی کام کرتے ہیں۔ پنجاب بیت المال کے پاس کم فنڈز ہوتے ہیں اور پاکستان بیت المال کے پاس زیادہ فنڈز ہوتے ہیں لیکن دونوں ادارے ایک ہی کام کرتے ہیں اور سٹاف علیحدہ علیحدہ رکھا ہوا ہے تو ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اس کو کیوں merge نہیں کر دیتے؟

جناب چیئرمین: فیڈرل کے پاس زیادہ فنڈز ہیں یہ تو ان کی مرضی ہے نا۔ آپ پنجاب کی بات کریں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب چیئرمین! میری یہ گزارش ہے کہ بیت المال ایڈمنسٹریشن پر سارے فنڈز ضائع ہو رہے ہیں۔ فرض کریں کہ گجرات میں فنڈ صرف ایک لاکھ آتا ہے اور وہاں پر سٹاف ممبرز پاکستان بیت المال کے بھی ہیں اور پنجاب بیت المال کے بھی ہیں تو وہ سارے فنڈز تو

ایڈمنسٹریشن پر خرچ ہو جاتے ہیں تو اس طرح سے دو ادارے ایک ہی کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ کو بتایا ہے کہ یہ پاکستان بیت المال کے جواب دہ نہیں ہیں۔ آپ صوبے کے بارے میں بات کریں۔ جی، اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئرمین! ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ جو رفاہی ادارے ان کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں یہ ان کا سالانہ آڈٹ کرتے ہیں۔ اسی سوال کے جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ "بیرون ملک سے امداد لینے والی تنظیمیں اپنے اکاؤنٹس کی تفصیل محکمہ کو بتانے کی پابند نہ ہیں جس کی وجہ سے محکمہ کے پاس کوئی ریکارڈ موجود نہ ہے۔" ایک طرف تو یہ فرما رہی ہیں کہ جو تنظیمیں ان کے پاس رجسٹرڈ ہیں محکمہ ان کا سالانہ آڈٹ کرتا ہے اور ایک طرف یہ فرما رہی ہیں کہ جو امداد بیرون ملک سے آتی ہے ہمارا محکمہ ان کا آڈٹ کرنے کا پابند نہ ہے۔ اس کو clear کریں کہ اس میں تضاد کیوں ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر صاحبہ!

وزیر سماجی بہبود: جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہمارے ساتھ ایسی کوئی این۔جی۔او رجسٹرڈ نہ ہے جو کہ بیرون ملک سے فنڈز لیتی ہے اس لئے ہمارے پاس اس کا کوئی ریکارڈ بھی نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ 1961 کے قانون میں کوئی ایسی شق موجود نہیں جس کی وجہ سے ہم ان سے کوئی تفصیل لے سکیں۔

جناب چیئرمین: .Thank you جی، محترمہ عابدہ بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں یہاں یہ بات کہنا بے حد ضروری سمجھتی ہوں کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی مملکت ہے۔ یہاں پر ہم جو خدمت خلق کرنا چاہتے ہیں آپ کو یہ دیکھنا اور سوچنا ہے کہ کیا آپ دیانتداری سے کام کر رہے ہیں۔ خدمت خلق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ ساری انسانیت سے کہا کہ ایک دوسرے کا خیال رکھا کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی سے پیش آئیں، ان کی مشکلات میں ان کے کام آئیں اور میں یہاں یہ بات کرنا چاہتی ہوں اور یہاں پر میں بہت لمبی چوڑی بات نہیں کرتی کہ میں اپنے نکتے سے نہ ہٹ جاؤں۔ میں یہاں یہ بات کہنا چاہ رہی ہوں کہ حکومت نے بیرونی ممالک سے امداد وصول کرنے والی انجمنوں کے فنڈز کے آڈٹ اور ان کی عملی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں۔ یہاں پر ہمیشہ سے چکر بازی ہوتی ہے۔ جو لوگ سچائی سے کام کرتے ہیں ان کے لئے

مشکلات پیدا کی جاتی ہیں اور جو لوگ چکر بازیاں کرتے ہیں ان کے لئے آسانیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ حق سچ اللہ تعالیٰ نے بے نقاب کرنا ہے۔ ہم لوگوں نے اگر دیانتداری سے کام کیا ہے تو ہماری ہر چیز شفاف ہے اور آپ کے سامنے ہے۔ ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ جو پیسے باہر سے لے کر ہمارے ملک میں آتے ہیں تو وہ آپ سٹیٹ بنک کے ذریعے کیوں نہیں منگواتے؟ اس کا شفاف طریقہ واضح کیا جائے تاکہ ایک ایک پائی دکھائی دے اور عوام کو بتایا جائے کہ پیسے کہاں سے آئے اور کہاں گئے۔ دیانتداری، امانت اور خیانت یہ سب چیزیں آپ کے کردار سے نمایاں ہوتی ہیں۔ جس وقت تک آپ دیانتداری، خلوص، محنت اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے غریب لوگوں اور عوام کے لئے کام نہیں کریں گے تو آپ کیا result حاصل کریں گے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک بات کرتی ہوں۔ میں نے آج تک بات نہیں کی لیکن میں اب یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ سبیل ویلفیئر آرگنائزیشن میری این۔جی۔او ہے جو رجسٹرڈ ہے اور ہم نے out of the way چولستان میں جا کر 13 نلکے لگوائے جو کہ میرے بھائی ڈاکٹر خالد بیگ کے صدقہ جاریہ کے طور پر لگوائے گئے۔ میں آپ سے یہ کہتی ہوں کہ اگر یہ ایک کام کرتے ہیں تو یہ جتا جتا کر اپنے آپ کو پاگل کرتے ہیں۔ میں آپ کو سچے دل سے بات کر رہی ہوں کہ ہم نے ان علاقوں میں جا کر کام کرنے کی کوشش کی اور ہم نے ثابت کیا کہ ہم جذبہ خدمت رکھتے ہیں اور ہم دیانتداری سے کام کرنا چاہتے ہیں اور ہم نے شفاف طریقے سے وہ کام کیا اور اس کا ایک ایک پائی کا حساب ہمارے پاس ہے۔ میں منسٹر صاحبہ سے پوچھتی ہوں کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ سبیل ویلفیئر آرگنائزیشن رجسٹرڈ نہیں ہے، کیا اس کے تحت ہم نے چولستان میں نلکے نہیں لگوائے؟ منسٹر صاحبہ جواب دیں کہ کیا ہمارا ریکارڈ شفاف نہیں ہے؟ ہمارا تمام ریکارڈ شفاف ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ شفاف طریقے سے ہو۔ جھوٹوں پر تو لعنت ہے۔ منسٹر صاحبہ جواب دیں، میں سچے دل سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں اپنے وطن سے محبت کرتی ہوں۔ میں اپنے وطن کی وفادار ہوں۔ اگر مجھ میں کوئی خامی ہے تو وہ مجھے بتائیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ تشریف رکھیں۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی-137 لاہور میں 2000 سے تا حال، جہیز فنڈ سے متعلقہ تفصیلات

*6144: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی-137 لاہور میں سال 2002 سے آج تک بیت المال جہیز فنڈ سے جن یتیم بچیوں کو جہیز مہیا کیا گیا، ان کے نام، پتاجات اور ولدیت کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) سال 2000 سے آج تک پی پی-137 لاہور میں جہیز فنڈ کی کتنی درخواستیں موصول ہوئیں۔ ان میں سے کتنی پر عملدرآمد ہوا اور کتنی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(ج) بیت المال جہیز فنڈ سے کیا صرف یتیم بچیوں کو جہیز ملتا ہے یا کسی غریب نادار کو بھی جہیز ملتا ہے؟

(د) بیت المال جہیز فنڈ سے یتیم بچیوں کو جہیز دیا جاتا ہے یا پھر جہیز کے لئے رقم دی جاتی ہے۔ اگر رقم دی جاتی ہے تو کتنی؟

وزیر بیت المال:

(الف) حلقہ پی پی-137 لاہور میں سال 2002 سے اکتوبر 2005 تک بیت المال فنڈ سے جہیز کی مد میں جن یتیم بچیوں کو مالی امداد فراہم کی گئی، ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2000 سے اکتوبر 2005 تک حلقہ پی پی-137 لاہور میں جہیز کے فنڈ کے حصول کے لئے کل 221 درخواستیں وصول ہوئیں۔ جن میں سے ممبران ضلعی بیت المال کمیٹی کی سفارش پر 44 مستحقین کو مبلغ 1,83,500 روپے کی مالی امداد جاری کی گئی اور 177 درخواستیں مسترد ہوئیں۔

(ج) پنجاب بیت المال rules مجریہ 2003 کے مطابق جہیز فنڈ کا استحقاق طے کرتے وقت مندرجہ ذیل ترجیحات کو مدنظر رکھا جاتا ہے:۔

1۔ بیوائیں
2۔ یتیم بچیوں کے غریب سرپرست
3۔ غریب اور نادار والدین

(د) بیت المال سے مستحقین کو جہیز فنڈ کے لئے رقم دی جاتی ہے جس کو اب پنجاب بیت المال کونسل کے فیصلہ کے مطابق پانچ ہزار روپے سے بڑھا کر دس ہزار روپے فی کس کر دیا گیا ہے۔

ضلع وہاڑی میں لاوارث / گم شدہ بچوں کی بازیابی و بحالی کے لئے حکومتی اقدامات

*6455: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) محکمہ سماجی بہبود ضلع وہاڑی میں لاوارث، گھر سے بھاگے ہوئے، گم شدہ بچوں / بچیوں کی بازیابی اور بحالی کے لئے کیا خدمات سرانجام دے رہا ہے؟

(ب) گداگری کی لعنت کے خاتمہ کے لئے حکومت جو اقدامات کر رہی ہے، اس سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر سماجی بہبود:

(الف) لاوارث، گھر سے بھاگے ہوئے، گم شدہ بچے / بچیوں کی بازیابی اور بحالی کے لئے محکمہ سماجی بہبود نے نگہبان سنٹر کے نام سے سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ادارے قائم کر رکھے ہیں جبکہ ضلعی ہیڈکوارٹر پر یہ ادارہ جات ابھی تک قائم نہ کئے گئے ہیں تاہم اب ضلع وہاڑی میں ایسے سنٹر کے قیام کے لئے منصوبہ زیر تجویز ہے جو کہ ضلعی ترقیاتی کمیٹی میں جلد ہی پیش کر دیا جائے گا۔

(ب) گداگری کے خاتمہ کے لئے سماجی تنظیموں کے ذریعہ لوگوں کو ترغیب دی جارہی ہے تاہم اس مقصد کے لئے کوئی ادارہ باقاعدہ طور پر قائم نہ ہے لیکن محکمہ سماجی بہبود اس سلسلے میں مناسب اقدامات کر رہا ہے اور جلد دارالکفالہ (Beggars Home) کے لئے PC-1 محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھجوا دیا جائے گا جس کے بعد صوبے بھر میں گداگری کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا جائے گا۔

ملازمین محکمہ سماجی بہبود کے لئے سروس rules کا اجراء

*6825: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سماجی بہبود پچاس سال سے قائم ہے مگر اس محکمہ میں کام کرنے والے آفیسرز اور اہلکاران کے سروس rules نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سروس rules نہ ہونے کی وجہ سے اس محکمہ میں بھرتی ہونے والے اکثر ملازمین جس عہدہ پر بھرتی ہوتے ہیں، اسی میں ریٹائر ہو جاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت محکمہ ہذا کے ملازمین کے سروس rules تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ کو قائم ہوئے پچاس سال ہو گئے ہیں۔ محکمہ معاشرتی بہبود 1964 میں باقاعدہ طور پر قائم ہوا اور سروس rules بھی 1964 میں فریم ہوئے۔ جیسے جیسے محکمہ ترقی کرتا رہا اسامیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ان اسامیوں کے لئے 1973 میں rules بنائے گئے، تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، بعد ازاں باقاعدہ طور پر محکمہ معاشرتی بہبود کے سروس rules پنجاب سوشل ویلفیئر و زکوٰۃ ڈیپارٹمنٹ (ڈائریکٹوریٹ آف سوشل ویلفیئر) کے نام سے 1982 میں notify کرائے گئے، تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ مزید برآں عرض ہے کہ 1982 کے سروس rules کے بعد بھی محکمہ میں اسامیوں کا اضافہ ہوتا رہا جن کے سروس rules بتدریج notify کرائے جاتے رہے، تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ سروس rules 1982 میں ملازمین کی ترقی کا کالم موجود ہے کیونکہ محکمہ میں ڈائریکٹ سوشل ویلفیئر آفیسرز بھرتی کئے جاتے ہیں جو کہ بعد ازاں اسسٹنٹ ڈائریکٹرز اور ان کے مساوی اسامیوں پر ترقی حاصل کرنے کے بعد سینئر سپرنٹنڈنٹس/ڈپٹی ڈائریکٹرز گریڈ 18 میں ترقی پاتے ہیں اور بعد ازاں انہی میں سے ڈائریکٹرز گریڈ 19 میں rules کے مطابق کافی افسران ترقی پا چکے ہیں۔

(ج) ضمنی (الف) کے جواب میں تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔

ضلع رحیم یار خان کے رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں اور فنڈز سے متعلقہ تفصیل

*6831: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) ان میں سے جن انجمنوں کو بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے، ان کے نام کیا ہیں؟

(ج) حکومت نے بیرونی ممالک سے امداد وصول کرنے والی انجمنوں کے فنڈز کی آڈٹ اور ان کی عملاً کارکردگی کا جائزہ لینے کا کیا انتظام کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد 158 ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان میں بیرون ممالک سے براہ راست امداد لینے والی کوئی تنظیم نہ ہے۔

(ج) بیرون ممالک سے براہ راست امداد وصول کرنے والی انجمنوں کی فہرست محکمہ میں دستیاب نہ ہے۔ کسی بھی سماجی ادارے میں ملکی یا غیر ملکی امداد کے غلط یا ناجائز استعمال کی صورت میں اگر محکمہ کو کوئی تحریری شکایت موصول ہو تو محکمہ ضروری کارروائی کرتا ہے۔ رضاکار سماجی اداروں کے آرڈیننس مجریہ 1961 کے تحت ایسے اداروں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے ان کو تحلیل کیا جا سکتا ہے۔

راولپنڈی کی رجسٹرڈ N.G.Os و دیگر تفصیلات

*7125: راجہ طارق کیانی: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں خدمت خلق انجام دینے والی محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ N.G.Os کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) حکومت ان میں سے کون سی N.G.Os کو بیت المال، زکوٰۃ یا دیگر ذرائع سے فنڈز فراہم کرتی ہے؟ یکم جنوری 2004 سے ان کو جتنی رقم دی گئی، تفصیل این۔جی۔او وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان پر چیک کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع راولپنڈی میں کل 471 رفاہی ادارے رضاکار رجسٹریشن اینڈ کنٹرول آرڈیننس

مجریہ 1961 کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) پنجاب بیت المال صرف ان این جی اوز کی مالی امداد کرتا ہے جو محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین وبیت المال کے ساتھ رجسٹرڈ ہوں۔ یکم جنوری 2004 سے اب تک ڈسٹرکٹ راولپنڈی کی این۔جی۔اوز کو پنجاب بیت المال کونسل اور ضلعی بیت المال کمیٹی، راولپنڈی کی طرف سے دی گئی مالی امداد کی تفصیل تتمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بیت المال rules مجریہ 2003 کے مطابق ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحاریک استحقاق پیش نہ ہوئی)

جناب چیئر مین: اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ ملک جلال الدین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ ان کی request آئی ہے، اس لئے یہ pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئر مین: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے فنڈز اور سٹاف کی عدم دستیابی

(---جاری)

جناب چیئر مین: رانا آفتاب احمد خان، سید ناظم حسین شاہ اور ڈاکٹر اسد معظم کی تحریک التوائے کار 671 پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا اور 21 تاریخ کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ درست نہیں ہے کہ حکومت کی طرف سے اس منصوبے کے لئے فنڈز فراہم نہیں کئے گئے۔ مختصراً عرض یہ ہے کہ یہ منصوبہ 13.309 ملین روپے کی رقم سے منظور ہوا۔ مالی سال 2000-1999 تک مکمل رقم فراہم کر دی گئی تھی مگر صرف 8.313 ملین روپے خرچ ہو سکے۔ اس کے بعد مختلف مالی سالوں میں اس

منصوبے کے لئے فنڈز فراہم کئے جاتے رہے لیکن جتنے فنڈز فراہم کرتے رہے ہیں وہ تمام خرچ نہیں ہوئے اس لئے باقی ماندہ رقم بھی 05-2004، 03-2002 میں مختص کی گئی تھی، Instruments کی قیمتوں میں فرق آ گیا تھا اور ان کی قیمتیں زیادہ ہو گئی تھیں اس لئے خریداری نہیں ہو سکی کیونکہ اس میں ترمیم کی ضرورت تھی۔ باقی ماندہ آلات کی خریداری کے لئے ترمیم شدہ بجٹ کی منظوری ضروری ہے اس لئے یہ محکمہ خزانہ کی منظوری کے لئے بھجوایا گیا تھا لیکن محکمہ خزانہ نے پراجیکٹ کی تکمیل کا سرٹیفکیٹ مانگا تھا۔ ابھی یہ منصوبہ زیر تکمیل ہے اور سرٹیفکیٹ فراہم نہیں کیا جا سکا۔ علاوہ ازیں مقامی ڈاکٹر کو پراجیکٹ ڈائریکٹر کی ذمہ داری سونپ دی گئی تھی۔ انہیں بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ اسے جلد از جلد مکمل کر کے بھجوائیں تاکہ محکمہ خزانہ میں اسے بھجوایا جا سکے۔ چیئرمین ہیلتھ سروسز پنجاب کو بھی یہ ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ ترمیم شدہ منصوبہ DDSC کی منظوری کے لئے جلد از جلد بھجوائیں تاکہ اس کی منظوری دی جا سکے اور باقی ماندہ آلات خریدے جا سکیں۔

یہ لیبارٹری ایک senstive چیز ہے۔ اس میں drug testing کے لئے بہت highly qualified person کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ایم فل یا پی ایچ ڈی فارمیسی کی ضرورت ہے جو کہ بار بار اشتہار دینے کے باوجود کسی نے انٹرویو نہیں دیا۔ حکومت اس کو follow کر رہی ہے جو نہی کوئی پوسٹ گریجوایٹ فارماسسٹ ملے گا تو اس کو لگا دیا جائے گا۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے فرمایا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس کی time limit بتا دیں کہ ایک مہینے، دو مہینے یا تین مہینے میں ہو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: ہم جلدی کرنے کی کوشش کریں گے لیکن میں 6 ماہ کی time limit بتا رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 674 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ جب تک ڈاکٹر طاہر صاحب خود نہیں آتے اس وقت تک اسے pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے آگے تحریک التوائے کار نمبر 675 تھی، یہ disopose of ہو چکی ہے۔ تحریک التوئے کار نمبر 676 بھی dispose of ہو چکی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 680، حاجی محمد اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔

یہ بھی پیش ہو چکی ہے۔اس کا جواب آنا ہے۔جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت:جناب سپیکر!ابھی مجھے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین:اس کا جواب کل تک آ جانا چاہئے،اتنی دیر نہیں ہونی چاہئے۔اس تحریک التوائے کار کو کل تک pending کیا جاتا ہے۔

وزیر صنعت:ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 684 حاجی محمد اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔

حاجی محمد اعجاز:جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 681 ہے؟

جناب چیئرمین:یہ dispose of ہو چکی ہے۔

ضلع اوکاڑہ موضع رسول پور اٹاری کی سڑک کی تعمیر میں رکاوٹ

حاجی محمد اعجاز:میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں موضع رسول پور اٹاری کی سڑک کی تعمیر ضلعی سالانہ ترقیاتی پروگرام 05-2004/66 میں شامل ہے اور چھ ماہ قبل ٹینڈر بھی کیا گیا اور متعلقہ ٹھیکیدار نے وہاں پر مٹی ڈالنے کا کام بھی شروع کر دیا مگر ڈسٹرکٹ آفیسر شاہرات اور ڈسٹرکٹ آفیسر پلاننگ کے درمیان ذاتی رنجش اور اختلاف کی وجہ سے متذکرہ سڑک پر کام روک دیا گیا جس سے علاقہ کے عوام سراپا احتجاج ہیں اور متذکرہ سڑک پر کام بند ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ڈسٹرکٹ آفیسر پلاننگ جو اسی ضلع کا رہائشی ہے انتہائی بااثر اور سیاسی اثر ورسوخ کی وجہ سے پورے ضلع کے آفیسران پر حاوی ہے اور اس کی وجہ سے فنڈز جاری اور ٹینڈر منظور ہو جانے کے باوجود متذکرہ سڑک کی تعمیر کا کام شروع نہ ہو رہا ہے جس سے موضع رسول پور کے رہائشیوں میں بالخصوص اور صوبہ کی عوام میں بالعموم غم وغصہ اور پریشانی واضطراب پایا جاتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین:جی،راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین!ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی اوکاڑہ نے مورخہ 30-8-2004 کو برائے تعمیر پختہ سڑک از نئی آبادی رسول پور نزد پٹرول پمپ سے گاؤں رسول پور جس کی لمبائی 1.6 کلو میٹر اور لاگت 1.648 ملین روپے کی منظوری ضلعی ترقیاتی پروگرام کے تحت دی۔ ضلعی محکمہ شاہرات نے 18-2-2005 کو کام ٹھیکیدار کو الاٹ کر دیا۔ ضلعی بجٹ 05-2004 میں ابتدائی طور پر دس لاکھ روپے مختص کئے گئے لیکن کام مکمل نہ ہونے کی وجہ سے revise بجٹ میں مزید تین لاکھ روپے اس کے لئے مختص کئے گئے۔ اس کے بعد چودھری محمد عظیم گھمن، چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی پنجاب کی طرف سے مورخہ 4-5-2005 مقامی لوگوں کی ایک درخواست ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اوکاڑہ کو بھجوائی گئی، جس میں راجباہ پر موجودہ سڑک کی بجائے دوسرے کنارے پر نئی سڑک بنانے کا کہا گیا تھا۔ ضلعی محکمہ شاہرات نے اس کا دوبارہ تخمینہ 2.543 ملین یعنی تقریباً 9 لاکھ روپے کے اضافہ کے ساتھ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی منظوری کے لئے بھجوایا۔ نئے تخمینہ کا جائزہ لینے کے بعد ڈی۔سی۔او اوکاڑہ نے ڈی۔او۔پی اور ٹی۔ٹی۔او ٹیکنیکل کو موقع کا معائنہ کرنے کے لئے بھیجا اور درج ذیل وجوہات کی بناء پر محکمہ شاہرات کو مورخہ 28-7-2005 کو پہلے والی جگہ پر ہی سڑک تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ جس طرح محترم ممبر فرما رہے ہیں کہ اس میں ضرور delay ہوئی ہے اور delay اس وجہ سے ہوئی ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین صاحب کی طرف سے ایک application آ گئی تھی۔ ہم نے باقاعدہ اس پر انکوائری کروائی، اس وجہ سے تھوڑی سی اس میں delay ہوئی ہے لیکن اب چونکہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ سڑک وہیں بنی ہے جہاں پر پہلے شروع کی گئی تھی اور جس طرح میں نے گزارش کی ہے کہ پہلے اس کے لئے رقم رکھی گئی وہ خرچ ہوئی پھر مزید ضمنی بجٹ میں بھی اس کے لئے رقم رکھی گئی۔ اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سڑک کو مکمل کیا جائے جہاں سے یہ شروع کی گئی تھی۔ میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ مزید برآں ان کو ہدایت کی جائے گی کہ جلد از جلد اس سڑک کو مکمل کریں تاکہ وہاں پر جو پیسا خرچ ہو چکا ہے وہ ضائع نہ ہو۔ متعلقہ ممبر درست تھے کہ وہ رقم ضائع ہو رہی ہے اس کو مکمل کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مکمل کیا جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئرمین! یہ کب تک بن جائے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ان کے پاس پیسے موجود ہیں اور اس کو جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی اور میں ان کو کہوں گا کہ جتنے مختصر وقت میں اس کو مکمل کر سکتے ہیں، کریں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 685 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کی ہے۔

سنٹرل جیل ملتان کے قیدی ریاض کے ہونٹوں کا سیا جانا

ملک محمد اقبال چنڑ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 19۔اکتوبر 2005 کے ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق سنٹرل جیل ملتان کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل نے جیل میں بند خانیوال کے رہائشی قیدی ریاض عرف چڑی کے ہونٹ دو افراد کی مدد سے سی دیئے اور اس کو پیشی کے لئے خانیوال کی عدالت میں جب پیش کیا گیا تو اس وقت پتا چلا کہ قیدی کے ہونٹ سلے ہوئے ہیں۔ عدالت کے حکم پر اس قیدی کے ہونٹ D.H.Q ہسپتال خانیوال سے علیٰحدہ کروائے گئے۔ جیلوں میں ایسے مظالم قیدیوں پر روزانہ ہو رہے ہیں مگر کوئی بھی جیل کے افسران کو پوچھنے والا نہیں ہے جس کی وجہ سے ایسے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں جواب دوں گا۔

جناب چیئر مین: آپ کے پاس جواب ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، جناب چیئر مین! اس ضمن میں گزارش ہے کہ قیدی ریاض عرف چڑی ولد اقبال مقید سنٹرل جیل ملتان کی طرف سے لگائے گئے الزامات حقائق پر مبنی نہ ہیں۔ اس واقعہ کی انکوائری ڈی۔آئی۔جی ملتان رینج سے کروائی گئی جنہوں نے اس واقعہ کو مکمل طور پر بے بنیاد قرار دیا لیکن مزید برآں اسی سلسلے میں ایک جوڈیشل انکوائری چل رہی ہے جو کہ اقبال گورایہ جوڈیشل مجسٹریٹ خانیوال کر رہے ہیں چونکہ اس میں ابھی جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ نہیں آئی۔ 16 تاریخ کو انہوں نے فریقین کو طلب کیا ہوا تھا لیکن 16 تاریخ کے بعد مزید اب جوڈیشل انکوائری کو 30 تاریخ

کے لئے pending کر دیا گیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ جو بھی جوڈیشل انکوائری کی findings ہوں گی انشاء اللہ ان پر عملدر آمد کیا جائے گا اور جو بھی اہلکار اس جوڈیشل انکوائری میں مجرم ٹھہرایا گیا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین! تشدد کسی قسم کا ہو، جب صبح قیدی ایک دفعہ چلا جائے تو پھر ڈسٹرکٹ جج یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رپورٹ کے مطابق اس کو دوبارہ وصول کر سکتے ہیں otherwise نہیں کر سکتے۔ انہوں نے law کا gross misconduct کیا ہے حالانکہ ان کو اس قیدی کو جیل میں وصول نہیں کرنا چاہئے تھا۔ پہلے نمبر پر وہ کیوں وصول کیا گیا، دوسرے نمبر پر یہ کہ جنہوں نے وصول کیا ان کے خلاف انہوں نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں نے یہی استدعا کی ہے کہ جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے، جوڈیشل انکوائری کی جو findings ہوں گی اس میں جس کسی کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: سماں صاحب! جوڈیشل انکوائری کے بعد جو جواب آئے گا پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب چیئرمین! اس کو اگلے سیشن کے لئے pending کر دیں تاکہ جو بھی انکوائری کی رپورٹ آئے وہ ہمیں اس کے بارے میں بتائیں۔

جناب چیئرمین: وہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: ٹھیک ہے لیکن اسے pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: یہ اسمبلی میں پیش کر دیں، dispose of کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ اس کو dispose of فرمادیں جو بھی انکوائری کی رپورٹ ہو گی ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 686 محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ کی ہے۔

بہاولپور میں سبزی منڈی کی گندگی کی وجہ سے شہریوں کو مشکلات کا سامنا

محترمہ پروین مسعود بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہاولپور میں سبزی منڈی بہت ہی چھوٹی جگہ پر واقع ہے صبح کے وقت وہاں سے عام شہری کا گزرنا مشکل ہے آمد و رفت میں مشکلات کے علاوہ ہر وقت بدبو، تعفن اور گندگی کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے اور اس کی وجہ سے عوام مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: منسٹر ایگریکلچر مارکیٹنگ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ محترمہ! یہ pending کر دیتے ہیں وہ کل جواب دے دیں گے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 687 نجف عباس سیال صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین! "Dawn" اخبار میں آیا ہے کہ ان کی خاصی پکڑ دھکڑ ہوئی ہے، حکماً ایوان میں نہیں ہیں۔ یہ آپ ذرا چیک کروائیں۔ آج "Dawn" اخبار میں نجف سیال صاحب کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ question کر لیں۔ حکومت کا معاملہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: آپ ذرا چیک تو کریں کہ وہ پابند تو نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھ لیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب! کوئی ولائی کیمپ دی یادگار تے نئیں۔

جناب چیئرمین: حکومت کے نوٹس میں بھی یہ بات نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 688 سید عبدالعلیم شاہ، جناب محسن خان لغاری اور جناب محمد یوسف خان کی ہے۔ ان کی request ہے کہ اسے pending کر دیں۔ اگلے سیشن تک pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 689

جناب ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔

شرقپور میں دکانداروں کا طلباء پر تشدد

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 27۔اکتوبر 2005 کے اخبار روزنامہ "نوائے وقت" کی اشاعت میں یہ خبر جلی حروف میں شائع ہوئی ہے کہ "شرقپور ضلع شیخوپورہ میں دکانداروں کا طالب علموں پر تشدد۔" تفصیلات کے مطابق طالبعلموں کا ویگن کے کنڈیکٹر سے جھگڑا ہوا جو طول پکڑ گیا جس میں علاقہ کے دکاندار بھی شامل ہو گئے۔ وقوعہ سے چند قدم پر تھانہ شرقپور موجود ہے۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر نے 2 مرتبہ بروقت اس جھگڑے کی اطلاع دی مگر پولیس نے کوئی نوٹس لیا اور نہ موقع پر پہنچی جس کی وجہ سے جھگڑا انتہائی طول پکڑ گیا جس سے 2 اساتذہ اور 13 طلباء زخمی ہو گئے۔ مظاہرین جو کہ دکاندار تھے لوہے کے راڈ لے کر سکول میں داخل ہو گئے۔ طالبعلموں اور سکول کے ٹیچروں پر تشدد کیا۔ جس پر علاقہ کے رہائشی بھی موقع پر آ گئے اور علاقہ میدان جنگ بن گیا اور ٹریفک معطل ہو کر رہ گئی اور امن عامہ کی صورتحال پیدا ہو گئی۔ پولیس کو طالبعلموں پر فائرنگ کی اطلاع بھی دی گئی مگر پھر بھی پولیس موقع پر نہ آئی جس کی وجہ سے یہ معمولی جھگڑا طول پکڑ گیا۔ مظاہرین نے مشتعل ہو کر دکانوں کو آگ لگا دی جس میں کافی مالی نقصان بھی ہوا۔ پولیس کا بروقت وقوعہ پر نہ پہنچنا جبکہ انہیں اطلاع بھی ہو چکی تھی پولیس کے خلاف علاقہ میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے یہ درست ہے کہ 05-10-26 کو یہ واقعہ رونما ہوا اس کے بعد جو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی، محترم فاضل رکن نے جن واقعات کا ذکر کیا وہ درست ہیں۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ مورخہ 05-10-26 کو ہی ایک فوجداری مقدمہ نمبر 495 ان لوگوں کے خلاف درج ہوا ہے جنہوں نے اس ہنگامہ آرائی میں حصہ لیا لیکن اس سلسلے میں جو معزز رکن کا استدلال تھا کہ اس میں جو پولیس کا کردار ہے وہ موقع

پر نہیں پہنچی تو اس سلسلے میں ہم نے ایک انکوائری کا آرڈر کیا تھا۔ جس کا جواب مجھے آج آنا تھا۔ اس وقت تک مجھے اس کا جواب نہیں آیا۔ مناسب یہ ہے کہ کل تک اس کو pending فرمالیں، کل میں اس کا وضاحت کے ساتھ جواب دے دوں گا کیونکہ اس کا interim جواب آیا ہوا ہے لیکن حتمی طور پر جو کارروائی ہوئی ہے وہ کل جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: اسے کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: کل اس کا اکٹھا ہی جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر کی تحریک صحت سے متعلقہ ہے وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے وہ آجائیں گے تو اس کا جواب دیں گے لہٰذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 691 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔

بہاولپور کے ترقیاتی کام کے لئے ماسٹر پلان کی ضرورت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Southern Punjab Basic Urban Support Programme کے تحت بہاولپور تحصیل و سٹی کونسل کے علاقوں پر کم و بیش ایک ارب اور 33 کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں یہ رقم ایک soft loan کے تحت ایشین ڈویلپمنٹ بنک فراہم کر چکا ہے اور یہ رقم سیوریج کے نظام، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ، صاف پانی کی فراہمی اور راستوں کی درستی پر خرچ ہو رہی ہے لیکن اس کے لئے کوئی ماسٹر پلان نہیں بنایا جا رہا اور patch work کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ جس سے اس رقم کے بھی ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ لوگوں میں اس حوالہ سے اضطراب ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ معزز رکن کا یہ فرمانا درست نہ ہے کہ ماسٹر پلان تیار نہیں کروایا گیا اور patch work کیا جا رہا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ ایک پلان بنایا گیا ہے اور اس کے تحت اس منصوبہ پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ ابھی تک فیلڈ میں کام شروع نہیں ہوا اس لئے میری استدعا یہ ہو گی کہ اگر آپ اجازت

فرمائیں تو میں تھوڑی سی تفصیل بتا دوں کہ حکومت پنجاب نے ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے جنوبی پنجاب کے چھ اضلاع خانیوال، ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور بہاولپور کی 21 تحصیلوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی، غربت اور پسماندگی میں خاطر خواہ کمی اور روزگار کے مواقع میں اضافہ کی خاطر 7.459 بلین روپے کی لاگت سے ایک جامع منصوبہ شروع کیا ہے جو کہ تحصیل میونسپل انتظامیہ کے ذریعے عمل پذیر ہو گا۔ اس منصوبہ کے چیدہ چیدہ اہداف اس طرح ہیں کہ 425 پسماندہ علاقوں میں میونسپل سروسز فراہم کی جائیں گی۔ بہاولپور، حاصل پور، ڈیرہ غازی خان، تونسہ شریف، جلال پور پیر والا، روجھان اور ملتان میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے واٹر سپلائی سکیموں کا اجراء کیا جائے گا۔ ماسوائے احمد پور شرقیہ، حاصل پور 19 تحصیل کونسلوں میں نکاسی آب یعنی سیوریج اور گندے پانی کے treatment کا انتظام کیا جائے گا۔ احمد پور شرقیہ، یزمان، جہانیاں، کبیر والا، خانیوال، میاں چنوں، قادر پور راں، شجاع آباد، جتوئی، جام پور، روجھان اور ملتان میں مذبحہ خانوں کی تعمیر کی جائے گی۔ میاں چنوں میں بے گھروں کے لئے ایک رہائشی منصوبہ بھی بنایا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب کی 21 تحصیلوں کے لئے تحصیل میونسپل انتظامیہ کے بلدیاتی انتظامی سسٹم میں بہتری اور capacity building کے لئے انتظامات کئے جائیں گے۔ مقامی سطح پر منصوبوں کی نشاندہی اور عملدرآمد کی تکمیل مقامی TMAs کے ذمہ ہے یہ ان کے ذریعے سے کی جائے گی۔ مطلوبہ ٹارگٹ پسماندہ بستیوں اور آبادیوں کے لئے بنیادی اور ضروری شہری سہولیات فراہم کرے گا۔ علاقہ میں معاش کی جدوجہد کے ارتقاء اور روزگار کے مواقعوں کی فراہمی اور مقامی اداروں کی سرپرستی سے آمدنی میں اضافہ اور غربت میں خاطر خواہ کمی ہو گی۔ نچلی سطح پر منصوبہ سازی کے اجراء سے عوامی اعتماد بحال ہو گا۔ لوکل کونسلوں کے ملازمین اور سرکاری اور عوامی نمائندوں کی وسیع پیمانے پر تربیت اور capacity building ہو گی۔ اس سلسلہ میں، میں مزید گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا باقاعدہ ایک پراجیکٹ آفس قائم کیا گیا ہے۔ تحصیل کی سطح پر پراجیکٹ یونٹ قائم کئے گئے ہیں۔ تحصیل کی سطح پر پراجیکٹ پر عملدرآمد کے لئے Project Implementation Review Committees قائم کی گئی ہیں۔ Project Stearing Committees قائم کی گئی ہیں اس کے علاوہ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم اپنے مقامی نمائندگان کی باقاعدہ involvement رکھیں، ہمارے TMAs کے جو ناظمین ہیں ان کی باقاعدہ involvement ہے اور ان کے ذریعے سے ہی یہ سارا کام کروایا جائے گا۔ میں معزز رکن کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر

کے پہلے ہفتے میں اس سارے پراجیکٹ کی بریفنگ ہم نے ملتان میں رکھی ہوئی ہے اور میں نہ صرف معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں بلکہ ہماری ان 21 تحصیلوں کے جتنے ایم پی اے صاحبان ہیں ان تمام کو ہم دعوت دیں گے ،اس سلسلے میں جو کچھ ہو رہا ہے ان کو presentation دیں گے کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے جو تجاویز آئیں گی ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بھی accommodate کریں گے اس لئے میں اپنے بھائی سے استدعا کروں گا کہ اپنی تحریک التوائے کار کو press نہ کریں۔ اس کو dispose of ہونے دیں انشاء اللہ تعالیٰ اس میں آپ کی inputs لی جائیں گی اور ان کو اس پراجیکٹ میں شامل کیا جائے گا۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں یہ التماس کروں گا کہ یہ معاملہ 2002 سے چل رہا ہے لیکن آج تک باضابطہ طور پر محکمے نے تجاویز یا مشاورت کے لئے کوشش نہیں کی۔ اس میں عرض یہ ہے کہ یہ کام بہت ہی slowly move ہوا۔ انہوں نے پنجاب لیول پر جو کنسلٹنٹ رکھے ہوئے ہیں میں نے دو میٹنگز ان کے ساتھ کیں، ڈی۔ سی۔ او بہاولپور نے مجھے قاعدہ قانون نکال کر دکھایا کہ ڈاکٹر صاحب میں اس میں کسی stage پر نہیں آتا لیکن اس کے باوجود میں نے انہیں کہا کہ یہ ایک بڑا پراجیکٹ ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ وہ آپ کو بلائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! آپ میری بات سن لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ڈی سی او صاحب نے میرے press کرنے پر میٹنگ بلائی اور اس میں انہوں نے ہدایت کی کہ اس کو speed up کیا جائے۔ اس کے بعد میں نے خود دو میٹنگز ٹی ایم اے افسران سے کیں اور انجینئر صاحبان سے درخواست کی تو وہ بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ 2002 میں سیٹلائٹ کے ذریعے کوئی ایریا سروے ہوا تھا، اس کے ذریعے وہ کنسلٹنٹ لاہور سے آئے ہیں۔ انہوں نے یہاں کسی نمائندے سے اور even میں یہ بات on record کر رہا ہوں کہ جو لوگ لاہور سے سروے کرنے گئے تھے انہوں نے ٹی ایم اے کے افسران اور اہلکاران سے بھی مشاورت کرنا مناسب نہیں سمجھا اور میٹنگ میں انہوں نے کہا کہ ہمیں تو معلوم نہیں کہ وہ کہاں کر کے گئے ہیں؟ سروے کی لسٹ میں ایک دو ایسے علاقے رکھے ہوئے تھے جو بڑی مغزماری کے بعد نہ مجھے سمجھ آ رہے تھے اور نہ تحصیل مونسپل ایڈمنسٹریشن کو سمجھ میں آ رہے تھے اور پھر ایریا سروے میں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کوئی گلی چھ فٹ سے کم ہے تو سیٹلائٹ اس کو ایریا سروے میں شامل ہی نہیں کرتا۔ میں نے انہیں

press کیا کہ اتنی بڑی رقم لگ رہی ہے، پہلے کیا ہوتا رہا ہے، سیوریج کا نظام جو ہے پورے پنجاب بلکہ پورے ملک میں ہوتا رہا ہے کہ کوئی ماسٹر پلان اگر موجود نہیں ہے، مجھے کچھ رقم ملی ہے اور کسی علاقے میں کوئی مسئلہ پیدا ہوا ہے تو ہم نے اس میں سے رقم دے دی ہے۔ پھر وہ بلاک ہو گئی، میں نے اس میں سیوریج کا چھوٹا سا سسٹم ڈلوا دیا۔ پھر ایم۔این۔اے صاحب کے پاس لوگ پہنچے، سسٹم بلاک ہوا، انہوں نے بھی ڈلوا دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سسٹم کا کوئی ماسٹر پلان نہیں بنایا گیا تھا۔ بہاولپور میں جو سیوریج کا نظام ہے وہ کم از کم پچاس سال پرانا ہے۔ وہاں پر لوگ پہلے ہینڈ پمپ استعمال کرتے تھے اب ڈونکی پمپ لگ گئے ہیں۔ پانی زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اگر ایک کنال کا گھر تھا تو اس میں آٹھ گھر بن گئے ہیں۔ گھر کے افراد کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے۔ وہ سسٹم کافی پرانا ہو گیا اور گل سڑ گیا، وہ obsolete ہو گیا تو اب وہی سسٹم revive کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پراجیکٹ میں ماسٹر پلان نہ ہے اور میں یہ پوری ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ ہر میٹنگ میں جو کہ لاہور میں بھی ہوئی اور وہاں بھی ہوئی۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ ایسا نہ کریں اس کا ایک ماسٹر پلان بنا لیں تاکہ فنڈز ضائع نہ ہوں۔ پہلے یہ ہوتا رہا ہے کہ ایک ایک مقام پر سیوریج کی تین تین لائنیں ڈلوائی جاتی رہیں تو یہ سارا سلسلہ وہاں پر ہو رہا ہے۔ اس میں جو خدشات میں نے آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ اتنی بڑی رقم اس ہنگامہ آرائی میں گزر گئی تو علاقے کا نقصان ہو جائے گا۔ منسٹر صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دسمبر میں اس کی بریفنگ رکھیں گے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں یہ ہوتا ہے کہ جب ایک باضابطہ پلان کو افسران OK کر دیتے ہیں تو پھر وہ قرآن و حدیث بن جاتا ہے اس پر کسی ترمیم کی اجازت نہیں دیتے اور وہ as such چل پڑتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر یہ مناسب سمجھتے ہیں تو میرے خدشات کا ازالہ کیا جائے، میں اس میں کوئی اپنے نمبر بنانے کی بات نہیں کرتا۔ وہاں پر جو اس کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں کیونکہ میں اس شہر کا وہاں سے ایم پی اے ہوں اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی پلاننگ کے اندر ہدایت کریں اور مجھے بھی پلاننگ کے حوالے سے induct کریں تاکہ کوئی بہتر صورتحال نکل سکے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! وہ بریفنگ کریں گے۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں جو عرض کر رہا ہوں یہ ملتان کی بریفنگ کی بات تو ٹھیک ہے لیکن جو preliminary stage ہے، جہاں پر اس کو باقاعدہ plan ہونا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ

وہاں پر بیٹھوں تو میں اپنے خدشات رفع کرواؤں۔۔۔

جناب چیئر مین: ڈاکٹر صاحب! یہ میٹنگ میں آپ کو بلائیں گے اور بریفنگ دیں گے اور یہ Chair کی direction ہے اور یہ کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! وہ جواب دینا چاہتے ہیں تو انہیں جواب دینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کے تمام خدشات بے بنیاد ہیں۔ ابھی ایک کام شروع ہی نہیں ہوا تو انہوں نے خدشات کا اظہار کر دیا ہے اور میں نے گزارش یہ کی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ملتان میں میٹنگ رکھ لیں گے لیکن اگر انہیں بہت زیادہ emergency ہے تو جمعہ کے دن تین بجے آپ تشریف لے آئیں۔ باقی ان تحصیلوں سے متعلقہ ایم پی اے صاحبان کو بھی اطلاع کر دیتے ہیں اور proper انہیں بریفنگ دیتے ہیں اور ان سے input لیتے ہیں اور آپ کی رائے کو انشاء اللہ تعالیٰ شامل کریں گے۔

جناب چیئر مین: لاہور میں بریفنگ ہوگی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی ہاں! لاہور میں بریفنگ ہوگی۔

جناب چیئر مین: جی، لاہور میں بریفنگ ہوگی۔ شکریہ۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھوں گی کہ چونکہ بہاولپور میں سیوریج سسٹم نہیں تھا تو اب یہاں پر پتا چلا ہے کہ میگا پراجیکٹ کے ذریعے ایک پراجیکٹ جو بن رہا ہے وہاں پر یہ کہا جا رہا ہے کہ بہاولپور کا جتنا سیوریج کا پانی ہے وہ دریا کی طرف بہایا جائے۔ پانی کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہمیشہ نیچی سطح پر آتا ہے تو بہاولپور کا دریا اونچائی پر ہے جس کی وجہ سے اگر وہ نیا پراجیکٹ بنا رہے ہیں تو اس میں پھر یہ ہے کہ پہلے تو یہاں پر سیوریج سسٹم ہی نہیں تھا اور لوگوں نے اپنے گھروں کے باہر کنوئیں سے بنائے ہوئے تھے یا جیسے اب ڈاکٹر وسیم صاحب نے کہا کہ تھوڑا سا فنڈ دیتے ہیں اور وہ کسی گلی کے سیوریج پر لگ جاتا ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ میٹنگ میں تشریف لائیں اور وہاں پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئر مین! میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ میگا

پراجیکٹ ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! جمعہ کو انہوں نے میٹنگ رکھ لی ہے۔آپ تشریف رکھیں اور اس میٹنگ میں آئیں تو آپ کی شکایات کا ازالہ کیا جائے گا۔تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئرمین! بہاولپور میں چونکہ پانی کی کمی ہے اس لئے اگر اس سیوریج کا رخ دیہاتوں میں یا منڈی یزمان کی طرف دوسرے علاقوں میں کر دیا جائے جہاں پر پانی کی کمی ہے تو اس سے پانی کی کمی دور ہو جائے گی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ میٹنگ میں تشریف لے جائیں اور وہاں پر بات کریں تو آپ کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔تشریف رکھیں۔اگر آپ نے ایگریکلچر مارکیٹنگ کے حوالے سے بات کرنی ہے تو وزیر صاحب آ گئے ہیں۔رانا قاسم نون صاحب! محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 686 کا جواب دیں۔

بہاولپور میں سبزی منڈی کی گندگی کی وجہ سے شہریوں کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر زرعی مارکیٹنگ: شکریہ۔جناب چیئرمین! اس میں محکمہ زراعت حکومت پنجاب نے نئی سبزی منڈی بہاولپور کے تعمیراتی کاموں کے لئے ضروری فنڈز مہیا کر دیئے ہیں جبکہ نقشہ کی تیاری اور تعمیراتی تخمینہ جات کے لئے نیسپاک سے دو اجلاس بھی ہو چکے ہیں۔محکمہ ہذا ترجیحی بنیادوں پر fruit and vegetable مارکیٹ کے تعمیراتی کام شروع کرنے اور وہاں جلد از جلد کاروبار کو منتقل کرنے کی کوشش کر رہا ہے،نقشہ کی منظوری کے بعد ترقیاتی کام بہت جلد شروع ہونے والے ہیں اور مستقبل قریب میں منڈی ہذا بیرون شہر منتقل ہو جائے گی۔موجودہ سبزی منڈی T.M.A کی ملکیت ہے اور اس کا کل رقبہ ایک کنال کے قریب ہے۔جہاں تک صفائی کا تعلق ہے تو منڈی کے اندر مارکیٹ کمیٹی کے سویپر روزانہ صفائی کرتے ہیں اور منڈی کے باہر T.M.A کی حدود بنتی ہے اور تہ بازاری کی بنیاد پر T.M.A نے کرائے پر دکانیں دے رکھی ہیں جس کی صفائی کی ذمہ داری متعلقہ ادارے کی ہے اور صفائی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے مارکیٹ کمیٹی کے سٹاف کو خصوصی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور منڈی کے باہر صفائی کے لئے T.M.A کو ضلعی حکومت نے بھی ہدایات جاری کر دی ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئرمین! وزیر موصوف نے بڑے پیار اور محبت سے اس کا جواب دیا ہے لیکن آپ یقین کریں کہ وہاں پر کوئی صفائی کا انتظام نہیں ہوتا اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ کب سے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے وہ کام شروع کر دینا ہے اور وہاں پر تعمیر ہو رہی ہے۔ ابھی تو وہاں پر کچھ بھی نہیں ہوا اور یہ دو سال سے یہی کہہ رہے ہیں کہ پہلے بھی ہم نے کہا تھا تو انہوں نے کہا کہ جی ہم شفٹ کر رہے ہیں تو یہ بتادیں کہ کب تک شفٹ کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: راناصاحب! کب تک کام شروع کروادیں گے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! ہر کام کا ایک طریق کار ہے محکمہ نے زمین acquire کر کے اس کے لئے فنڈز allocate کر دیئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: کیا یہ چھ ماہ میں مکمل کر دیں گے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ: نہیں، جناب چیئرمین! یہ بہت جلد کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: تو پھر تین ماہ کا ٹائم دے دیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ 90 days میں ہم اس کو کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ 90 days میں اس کو مکمل کر دیں گے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! وہاں پر کوئی مشکلات تھیں people were reluctant to go outside the city اب ہم نے وہ مسئلہ حل کر لیا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئرمین! یہ بتائیں کہ پہلے جو لوگ منڈی کے اندر ابھی کاروبار کر رہے ہیں کیا انہیں ہی دوبارہ سے وہاں دکانیں دیں گے یا کوئی نیا طریق کار ہوگا؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر ایگریکلچر مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! ایک مروجہ طریق کار ہے جس کی بنیاد پر لائسنس ہولڈر ہوتے ہیں، آکشن کا کوٹا ہے، الاٹمنٹ کا کوٹا ہے، 70 فیصد الاٹیز کو ملتا ہے اور 30% growers کو آکشن میں ملتا ہے تو اسی کو سامنے رکھتے ہیں انہی کو ہم prefer کریں گے۔ یہ نہیں ہے کہ باہر سے کوئی آ جائے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔اب قرار دادیں شروع کرتے ہیں لیکن شیخ علاؤالدین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

لیڈی کانسٹیبلز کی بھرتی میں عمر کی رعایت

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئر مین!میں مرزا غالب سے معذرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔انہوں نے فرمایا تھا کہ :۔

مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

بات یہ ہے کہ لیڈی کانسٹیبلز کی جو بھرتی ہو رہی ہے اس میں، میں اس معزز ایوان کی توجہ بڑے اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کیونکہ آج literally میرے حلقے کی خواتین نے لاہور میں اس بات پر میرا گھیراؤ کیا جو یہاں سب لوگوں کو سن کر حیرانگی ہو گی کہ جو خواتین پہلے ہی گورنمنٹ سروس میں door to door جا کر اس قوم کی خدمت کرتی رہی ہیں ان کی سروس چار، پانچ، چھ سال ہے تو انہیں صرف اس بات پر conside نہیں کیا گیا ہے کہ وہ overage ہو گئی ہیں۔ان خواتین کے ساتھ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ جو پہلے ہی سروس میں ہیں اور انہیں صرف اس لئے eligible قرار نہیں دیا جا رہا کہ وہ overage ہو رہی ہیں جبکہ وہ پہلے ہی گورنمنٹ سروس میں ہیں تو میں نے اس لئے مرزا غالب کے ساتھ معذرت کے ساتھ یہ بات کی ہے کہ یہ فوری توجہ کا مسئلہ ہے کیونکہ آج ہی پیمائش اور ٹیسٹ شروع ہو گئے ہیں۔ بہتر تو یہ تھا کہ کوئی خاتون اس مسئلے کو اٹھاتی لیکن یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے اور اس کے اندر اتنی عورتیں اس وقت hurt ہو رہی ہیں کہ انہوں نے ایک تو door to door جا کر خدمت کی اور وہ پانچ چھ سال سے in service بھی ہیں لیکن آج انہیں صرف اس لئے consider نہیں کیا جا رہا کہ وہ overage ہو گئی ہیں تو اس میں جب دوسروں کو overage کے لئے consider کیا جاتا ہے اور relaxation دی جاتی ہے تو میری استدعا ہے کہ ان کے لئے یا تو آپ فوری طور پر کوئی کمیٹی بنائیں یا پھر گورنمنٹ سے کہیں کہ وہ انہیں consider کرے۔ پھر وہ میرٹ پر جائیں نہ جائیں لیکن ان کو اس بات پر discredit نہ کیا جائے کہ

وہ overage ہو گئی ہیں when they are already in service, thank you sir.

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، عظمیٰ صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ شیخ صاحب نے بہت اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ دلائی ہے اور ہم اس سے بالکل متفق ہیں۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ان خواتین کے ساتھ واقعی زیادتی ہے کیونکہ جب تک بھرتی پر پابندی تھی تو خواتین سے پہلے مردوں کو relaxation مختلف ملازمتوں میں عمر کے حساب سے دی جاتی ہے تو میری request ہو گی اس حکومت سے اور وزیر قانون سے بھی کہ براہ مہربانی اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے اور ان خواتین کو عمر کی حد میں relaxation دی جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ابھی معزز رکن نے بات بتائی ہے تو مناسب ہوتا کہ یہ صبح ہی مجھے بتا دیتے تو اس مسئلے کا ہم کوئی نہ کوئی حل نکال لیتے۔ ابھی یہ میرے نوٹس میں لائے ہیں اور اس سے پہلے یہ بات میرے نوٹس میں نہیں تھی تو میں متعلقہ حکام سے پوچھ کر پھر۔۔۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! یہ ہونا چاہئے وہ already service میں ہیں ان کو دوبارہ موقع ملنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہا ہوں کہ میں پہلے اس سلسلے میں معلومات تو حاصل کر لوں کہ اصل صورتحال کیا ہے۔

جناب چیئرمین: پھر آپ یہ وعدہ کریں کہ آپ یہ کروا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں متعلقہ حکام سے بات کر کے بتاتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اس میں urgency کی بات یہ ہے کہ وہاں صرف دو دن دیئے گئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! کل وہ جواب لائیں گے پھر اس پر فیصلہ کریں گے، تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! یہ کر دیا جائے کہ ان کو consider کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میری بہت ہی محترم بہن بشریٰ گردیزی صاحبہ ہیں ان کی قیادت میں ہماری ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس میں خواتین کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے اور اس کمیٹی کو بنے ہوئے ایک ڈیڑھ سال ہو گیا ہے لیکن ابھی تک ان کے پاس کوئی کیس refer نہیں ہوا۔ میں نے آج ہی کل کے اخبارات میں خبر پڑھی کہ ہماری اپنی صوبائی اسمبلی کی ایک محترم خاتون رکن محترمہ ربیعہ عالیہ صاحبہ نے یہ شکایت کی کہ میرے ساتھ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ یہ سارے اخبارات میں خبریں شائع ہوئی ہیں۔ میں اس کی فوٹو کاپی لے کر آیا ہوں تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ کوئی میرے مکان پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا حکومت کے ساتھ تعلق ہے، ہماری کوئی بھی رکن ہو۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ حکومت کی ممبر ہیں، وہ خود نہیں کہتیں اور اخباروں میں خبریں دیتی ہیں وہ خود ہاؤس میں آئیں اور اپنی بات سنائیں، جو ہو گا انشاء اللہ حل کیا جائے گا، تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! ہمارا بھی تو فرض ہے۔ اس کیس کو آپ خود دیکھیں کہ وہ پہلے ہی مظلوم ہے اور اوپر سے آپ کہہ رہے ہیں کہ جی وہ خود کیوں نہیں بات کرتی۔ انہوں نے بات کی ہے اور اخبارات میں بھی ان کی طرف سے خبر چھپی ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، وہ کل آکر اپنی بات سنا دیں گی، ہم سن لیں گے۔ راجہ صاحب بھی میرے ضلع کے ہی ہیں، میں خود کر لوں گا، تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! انہوں نے جو خواتین کے لئے نشاندہی کی ہے یہ صرف خواتین کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ مردوں کے لئے بھی یہ بڑا مسئلہ ہے کہ پابندی تو مردوں اور خواتین کے لئے برابر تھی اگر حکومت کے پاس ان کے لئے کوئی نرم گوشہ ہو تو مردوں پر بھی مہربانی فرمائیں اور ان کی بھی

عمریں اسی انتظار میں ہیں کہ نوکری ملے گی، ہم overage ہو رہے ہیں لہذا ان پر بھی مہربانی کرتے ہوئے عمر میں relaxation کی جائے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں، میں نے اسی لئے کہا تھا کہ جواب آنے دیں اس کے بعد فیصلہ کریں گے کہ کیا کرنا ہے۔ جی، طارق کیانی صاحب!

میرپور پولیس کا پانچ خواتین کو غیر قانونی حراست میں رکھنا

راجہ طارق کیانی: جناب چیئرمین! اس مسئلہ پر بات ہو رہی تھی۔ میں آپ کے توسط سے راجہ صاحب کی خصوصی توجہ اور امداد کا متمنی ہوں، شاید راجہ صاحب کے علم میں ہو گا کہ میرے حلقہ کے اندر پانچ خواتین کو جن میں ایک فوجی فاؤنڈیشن یونیورسٹی کی طالبہ ہیں، ایک ہمارے لوکل گورنمنٹ ڈگری کالج فار ویمن کی طالبہ ہیں، ایک ان کی ماں اور دو ان کے بھائیوں کی بیویوں کو گزشتہ پچیس دنوں سے میرپور کی پولیس نے بغیر پنجاب گورنمنٹ کے علم میں لائے ہوئے ان کو میرپور کے تھانہ تھوتھال کے اندر محبوس رکھا ہوا ہے پرسوں گوجر خان کے اندر وہاں کے ایم۔پی۔ایز، ایم۔این۔اے اور تحصیل ناظم کی قیادت میں جلوس نکالے گئے اور ڈی۔پی۔او راولپنڈی نے یقین دہانی کروائی میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میرپور کی پولیس نے کس قانون کے تحت لوکل پولیس اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کی اجازت کے بغیر پچیس دن پہلے گجر خان سے اٹھایا یقین کریں، پانچ خواتین ابھی تک وہ انصر نامی ایس۔ایچ۔او اور چوہان نامی ایس۔پی میرپور کے دفتر کے اندر محبوس ہیں اور ان کا مطالبہ یہ ہے کہ جب تک ان کا کوئی بھائی جو کسی مقدمے میں مطلوب ہے وہ واپس نہیں آئے گا تو ہم ان پانچ خواتین کو جن میں دو نوجوان طالبہ ہیں نہیں چھوڑیں گے تو میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کیونکہ ان کا تعلق بھی راولپنڈی سے ہے اور یقیناً یہ معاملہ ان کے نوٹس میں ہو گا کہ یہ اپنے ذاتی ذرائع کو طاقت کے ساتھ استعمال کر کے متعلقہ ایس پی میرپور سے رابطہ کریں اور ان سے باز پرس کریں کہ کس قانون اور جواز کے تحت ان پانچ خواتین کو پچیس دن سے غیر قانونی حراست میں رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ آج سے تقریباً پچیس دن پہلے پانچ خواتین کا کوئی علم نہیں ہے کہ وہ ابھی تک کہاں پر ہیں بقول

ان کے لواحقین کے کہ ان کو آزاد کشمیر کی پولیس لے گئی ہے۔ آج سے دو دن پہلے جب میں راولپنڈی میں تھا تو ان خواتین کے لواحقین سے میری ملاقات ہوئی تھی اور اس وقت میری Interior Mininster for State وسیم شہزاد صاحب سے بات ہوئی تھی اور میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی کہ چونکہ یہ inter-provincial معاملہ ہے تو آپ براہ مہربانی حکومت آزاد کشمیر سے بات کریں اور اس سلسلے میں کوئی مثبت بات سامنے آنی چاہئے اور انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس بات کو take up کریں گے لیکن آج صبح میں نے اپنے بھائی کا بیان اخبار میں پڑھا انہوں نے بھی show concern کیا ہوا تھا کل گوجر خان میں کچھ لوگوں نے اس سلسلے میں مظاہرہ بھی کیا تو میں معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ یہ ابھی اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں ہم دونوں بیٹھ کر آئی۔ جی آزاد کشمیر سے رابطہ کریں گے اور میں خود ذاتی طور پر بھی بات کروں گا اور اگر چیف منسٹر صاحب کی intervention کی ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کو بھی request کروں گا اور اس معاملے کا حل نکالیں گے۔

قرار دادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مفاد عامہ سے متعلقہ زیر التواء قرار داد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔

طویل قید کاٹنے والوں کو اپنی بیویوں سے ملاقات کی اجازت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب چیئرمین!

"اس ایوان کی رائے ہے کہ طویل قید کاٹنے والے قیدیوں کو سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنی بیویوں سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے لئے متعلقہ قوانین و قواعد میں فوری طور پر ضروری ترمیم کی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ طویل قید کاٹنے والے قیدیوں کو سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنی بیویوں سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے لئے متعلقہ قوانین و قواعد میں فوری طور پر ضروری ترمیم کی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اسی قرارداد پر ایک ترمیم ارشد بگو صاحب کی طرف سے آئی ہوئی ہے۔ میری بگو صاحب سے استدعا ہو گی کہ وہ بھی ترمیم پیش کر دیں، آپ oppose کر کے ترمیم move کر دیں کیونکہ یہ گزشتہ منگل کو تحریک آئی تھی اور اس میں، میں نے کہا تھا کہ اگر اس میں لفظ مرحلہ وار شامل کر دیا جائے تو ہم اس کو oppose نہیں کریں گے تو accordingly انہوں نے وہ amendment دے دی ہے تو ہم اس کو oppose نہیں کریں گے پہلے وہ amendment لے آئیں۔

جناب چیئرمین: جناب ارشد محمود بگو، سید احسان اللہ وقاص، چودھری اصغر علی گجر، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت اور محترمہ طاہرہ منیر نے اس قرارداد میں ترمیم کی تحریک پیش کی ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عملدرآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار نفاذ عمل میں لایا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ڈاکٹر وسیم اختر کی طرف سے پیش کی جانے والی قرارداد کے آخر میں حسب ذیل عبارت ایزاد کی جائے۔

"نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عملدرآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار نفاذ عمل میں لایا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر وسیم اختر کی طرف سے پیش کی جانے والی قرارداد کے آخر میں حسب ذیل عبارت ایزاد کی جائے۔

"نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عملدرآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار نفاذ عمل میں لایا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: ترمیم شدہ قرارداد ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ طویل قید کاٹنے والے قیدیوں کو سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنی بیویوں سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے لئے متعلقہ قوانین و قواعد میں فوری طور پر ضروری ترمیم کی جائے نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عملدرآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار نفاذ عمل میں لایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

پرائیویٹ اراکین کے مسودات قانون کو وزراء کی رائے کے لئے ارسال کرنا

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی اس پر رولنگ چاہتا ہوں، آپ آج کے ایجنڈے میں دیکھ لیں کہ کوئی بھی پرائیویٹ ممبر کی طرف سے بل شامل نہیں ہے۔ حالانکہ میں اور میرے ساتھیوں کی نے کم از کم چار بل جمع کروائے ہوئے ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ جو بل ہم جمع کرواتے ہیں اس بل کو ہمارے اسمبلی دفتر کی طرف سے یہ اعتراض لگا کر رائے لینے کے لئے منسٹر کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ ایک محتسب کا بل ہے جس کے لئے اسمبلی دفتر کی طرف سے کم از کم پانچ reminders منسٹر صاحب کو بھیجے گئے ہیں کہ وہ اس بارے میں رائے دیں اور ڈیڑھ سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس کی کوئی رائے نہیں آئی ہے۔ اب اس وقت کسی rules میں یا کسی جگہ اس کی provision نہیں ہے، اگر پرائیویٹ ممبر بل جمع کروائے اور اس میں کوئی قواعد و ضوابط کی غلطی نہ ہو تو اس کو accept کر کے یہاں لانا چاہئے اور منسٹر نے اگر کوئی رائے دینی ہو تو وہ ہاؤس میں دے، اگر اس کو reject کرانا ہو تو وہ reject کرائے، accept کرانا ہو تو accept کرائے اور کمیٹی کو بھیجنا ہے تو کمیٹی کو بھیجے لیکن اگر آپ اس طرح یہ کریں گے اور اس طرح حوصلہ شکنی کی جائے گی کہ پرائیویٹ ممبر جو بل پیش کرے ان کو آپ منسٹر کے پاس بھیج دیں اور وہاں سے ڈیڑھ ڈیڑھ سال کوئی جواب ہی نہ آئے تو یہ بڑی زیادتی کی بات ہے، یہ بالکل rules کے خلاف ہو رہا ہے، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس بارے میں رولنگ دیں کہ اس طرح ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے اور یہ بالکل غلط ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! یہ سپیکر صاحب نے technically ایک disorder سمجھی ہے اس لئے یہ وزیر کو بھیجی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں۔ جناب چیئرمین! اگر یہ disorder technically کریں تو وہ ہے---

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ میں سپیکر کی رولنگ کو change over نہیں کر سکتا۔ جب ادھر آ جاتی تو پھر میں فیصلہ دے سکتا تھا۔ سپیکر صاحب چیمبر میں کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو وہ بااختیار ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ہم نے سپیکر صاحب کے فیصلے کو کبھی چیلنج نہیں کیا، چیلنج نہیں کرتے، یہ بات ٹھیک ہے لیکن ایک بل ہم جمع کرواتے ہیں تو اس کو رائے کے لئے منسٹر صاحب کے پاس کیوں بھیج دیا جاتا ہے؟ یہ کس rule کے تحت بھیجا جاتا ہے؟ کوئی rule اس کے اندر موجود نہیں ہے۔ اگر منسٹر صاحب نے کوئی رائے دینی ہے تو وہ یہاں اسمبلی کے floor پر دیں، اس کو reject کرائیں یا اس کو accept کرائیں لیکن وہ بل ان کو بھیج دیا جاتا ہے، سیکرٹری صاحب میری اس بات کی تائید فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین: میں سپیکر صاحب سے بات کرنے کے بعد انشاء اللہ آپ کو اس کا جواب دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جی، کب جواب دیں گے؟

جناب چیئرمین: سپیکر صاحب سے بات کر کے کل آپ کو بتا دوں گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جی، مہربانی۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ آج کا روزنامہ "انصاف" ہے اس میں ایک خبر ہے کہ "زلزلے سے پنجاب اسمبلی کی چھت میں دراڑوں کا کسی رکن نے نوٹس نہیں لیا، 43 روز گزرنے کے باوجود کسی نے اوپر جا کر نہ دیکھا"---

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب! مجھے قرار دادیں پڑھ لینے دیں، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ میں سیشن adjourn نہیں کروں گا۔ آپ سے وعدہ ہے، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! 43 روز گزر چکے ہیں، پنجاب اسمبلی کی چھت میں دراڑیں پڑ چکی ہیں لیکن گورنمنٹ نے نوٹس نہیں لیا۔

قرار دادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)
(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: اب ہم بنا رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہی ہیں، اکیلے آپ نہیں ہیں۔ as a member of House Committee میں آپ کو assure کرتا ہوں کہ dont worry۔ زندگی موت اللہ کے پاس ہے۔ آج پہلی قرار داد محترمہ صغریٰ امام صاحبہ پیش کریں گی۔

حکومت پنجاب کی طرف سے تجویز کردہ قومی وسائل کی تقسیم کا فارمولا ضلعوں میں اپنانے کا مطالبہ

SYEDA SUGHRA IMAM: Thank you. Mr Chairman!

> "This House is of the opinion that the formula proposed by the Government of the Punjab in respect of distribution of national resources by the National Finance Commission among the provinces be adopted by the Provincial Government of the Punjab in distribution of provincial resources amongst the districts of the Province."

جناب چیئر مین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ :

> "This House is of the opinion that the formula proposed by the Government of the Punjab in respect of distribution of national resources by the National Finance Commission among the provinces be adopted by the Provincial Government of the Punjab in distribution of provincial resources amongst the districts of the Province."

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I oppose it.

RANA SANA ULLAH KHAN: I oppose it.

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I oppose it.

MR SAMMI ULLAH KHAN: I oppose it.

جناب چیئر مین: سیدہ صغریٰ امام اپنی قرارداد کے حق میں تقریر کریں۔

SYEDA SUGHRA IMAM: Thank you, Mr Chairman! If I could be allowed to speak in English. I have raised this resolution before the Provincial Assembly today in order to highlight the importance of resource allocation in governance and in modern society.

ہمارے ملک اور معاشرے میں جس طریقے سے resources allocate ہوتے ہیں اس کے تحت ہی ہمارے ملک کی ترقی کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

Therefore, in the Constitution of Pakistan you have the National Finance Commission which is a constitutional body and has been formed so that all the four federating units of the country of Pakistan can get together and present their point of view and the respective positions before the National Finance Commission.

این۔ایف۔سی ایوارڈ decide کرتا ہے کہ کس province کو کس طریقے سے فنڈز allocate کئے جائیں گے۔

The position of the four provinces as we know: The Punjab has always taken the point of view that the resources of the federation should be divided or allocated according to population. The position of Sindh has been that the resources of the federation should be divided on to the basis of revenue collection.

بلوچستان کا مؤقف یہ رہا کہ اب رقبے کی بنیاد پر جو پاکستان کے وسائل ہیں وہ تقسیم کئے جائیں، N.W.F.P کا مؤقف یہ رہا کہ level of development کو آپ criteria بنائیں۔

That should be the formula whereby the resources of the federation should be distributed. In the past, Mr Chairman! We know that the position of Punjab has more or less prevailed in the NFC and that population has been the primary criteria whereby resources have been distributed among the four federating units. However, despite the fact that the resources among the four federating units are divided according to population. Once those resources come into the respective provinces, once Punjab gets those resources on the basis of its population, we do not know what criteria, what formula, and what logic of rationale of the internal distribution of the resources, is among the districts. I think that it is of absolute essential importance that a formula or criteria be set for the internal distribution of Punjab resources be created so that they can be rationale and logical. I would like to draw your attention to the fact that...

جیسے میں نے کہا کہ این۔ایف۔سی ایوارڈ جب بھی decide ہوا تو آبادی کی بنیاد پر ہی ہوا لیکن جب وہ پیسے پنجاب میں آئے، کیا وہ آبادی کی بنیاد پر تقسیم ہوئے ؟کیونکہ اگر پنجاب کو سندھ کی نسبت، بلوچستان کی نسبت، سرحد کی نسبت زیادہ وسائل ملے تو وہ جھنگ کی آبادی کی وجہ سے، مظفر گڑھ کی آبادی کی وجہ سے، بہاولپور، بہاولنگر، لیہ

All of the districts of the Punjab are equal claimants according to their population. However, I would like to share some figures of the Annual Development Programme which is afterall a component part of the provincial budget and I would like to share how the allocations within Punjab have been made. You will realize even appreciate that population is not the criteria...

میں آپ کو مثال دیتی ہوں، لاہور کو 2004-05 کے Annual Development Programme کے تحت 2014.64 million rupees ملے،

Jhang which is the district that I represent, we got 62.635 million. The allocation to Lahore is 21.8% of the ADP allocation district-wise. Jhang has only got 0.679%. Lahore's population is 6.3 million according to the 1998 census and I would quote the figures of 1998 census becuase there has been no population census that has been carried out after 1998. 6.3 million is Lahore's population, Jhang's population is 2.8 million. So Jhang's population would be about 40 % of the Lahore's population.

لیکن جو Annual Development Programme میں resource allocate ہو رہا ہے وہ لاہور کو 21.8 فیصد ہے اور جھنگ کو 0.67 فیصد ہے۔ جھنگ کی آبادی it is that of 40% Lahore لیکن لاہور کو 40 گناہ زیادہ فنڈز allocate کئے جا رہے ہیں۔ سرگودھا میں its a similar situation سرگودھا کی آبادی 2.66 million ہے لاہور کی 6.3 again ہے

But Sargodha is getting 0.5% of the Annual Development Programme.

اسی طرح ضلع لودھراں

Has been given the least funds in the Annual Development Programme for 2004−05

لودھراں کو 19.9 million روپے مل رہے ہیں جو کہ

The percentage amount of allocation is 0.2 percent to Lodhran which has a papulation of 1.172 million which is of 1/6th of Lahore but rather than getting 1/6th of the funds it is getting 100% of the funds of Lahore. So the idea is to create a system, to create a rationale, to create a logic whereby the internal distribution of Punjab resouces will be done district-wise in a manner, in a fashion which will be logical, which will be rationale, which will be fair and what would be fair, what would be rational, what would be logical, would be that the position that Punjab assumes in the NFC Award that position should then be applied to where the Punjab resources are distributed internally among the districts within the Punjab. Mr Chairman! in order to make sure that development takes place on a parity basis we must be aware, we must be congnizant of the fact that resource allocation should be done in a transparent, just and logical manner and a formula should be fixed so that whoever, is the leader of this Province not change certain set parameters Because if the parameters are changed then injustice can prevail and we have to make sure that development takes palce in a fair manner so that it can be sustainable. Thank you Mr Chairman.

جناب چیئرمین: جی، اس کے حق میں کوئی اور معزز رکن بات کرنا چاہتے ہیں؟ رانا صاحب! آپ نے اسے oppose کیا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ہم سے پہلے وزیر خزانہ صاحب نے اسے oppose کیا تھا لہذا پہلے وہ بات کر لیں اس کے بعد ہم بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ بات کر لیں وہ winding up تقریر میں بات کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، جناب! پہلے ان کا مؤقف آ جائے تو پھر ہم بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: اس میں مزید دو co-movers بھی ہیں۔ جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میں بھی اس قرار داد کے co-movers میں سے ایک ہوں۔ جناب والا! قبل ازیں جو بھی بجٹ آئے میں ان میں یہی گزارش کرتا رہا ہوں کہ جو resource allocation ہے وہ مناسب اور fair نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی بھی parameters set نہیں ہیں۔ اس حوالے سے کوئی بھی واضح پالیسی نہیں ہے کہ ہمارے صوبے کے جو وسائل ہیں ان کو کس طرح استعمال کرنا ہے۔ اگر ہم اسمبلی میں یہ ایک قرار داد پاس کر کے حکومت کو پیش کرتے ہیں کہ آپ بے شک کوئی بھی فارمولا بنا دیں، کوئی قانون یا rules آف بزنس، rules آف گیم بنا دیں کہ کس فارمولے کے تحت ہم resources کی تقسیم کریں گے۔ فی الحال یہی ہو رہا ہے کہ جو بھی صاحب اقتدار ہوتا ہے، جو بھی وزیر اعلیٰ یا گورنر ہوتا ہے اس کا جس طرح دل چاہتا ہے، کر لیتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ایک شخص کی ذاتی خواہش یا مرضی کے مطابق صوبے کے اندر وسائل کی تقسیم ہو یہ کسی ایک واضح قانون یا فارمولے کے تحت کی جانی چاہئے۔ میں اکثر issues اٹھاتا رہتا ہوں کہ ہمارے علاقے development کے لحاظ سے پیچھے رہ جاتے ہیں وہ اسی لئے کہ ہم somehow نظر میں نہیں آتے اور پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جب ہم ایک قانون بنا دیں گے تو پھر یہ disparity انشاء اللہ remove ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ حمیرا اویس صاحبہ!

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جنہوں نے اسے oppose کیا ہے وہ اپنا point of view دے دیں، میں آخر میں تمام کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: شکریہ۔ جناب والا! favouritism and adhocism کی بنیادوں پر ہمیشہ ہمارے بجٹ اور ADP کی allocation ہوئی ہے۔ یہ ابھی سے نہیں بلکہ ہماری ایک tradition

رہی ہے، پچھلی سیاسی حکومتوں نے بھی یہی کیا اور یہ accusation ہمیشہ حکومت پر رہی کہ Cabinet میں ممبرز always get a major chunk and share of the ADP اسی لئے ہمارے ہاں وزارت کو اہمیت دی جاتی ہے کہ:

> "One should be in the Cabinet and then you can influence and get a major chunk in the ADP. If the Government has its own internal formula then it needs to be declared."

حکومت کے لئے یہ بہترین موقع ہے to defend and bring forward کہ ان کا way of allocation کیا رہا ہے۔ دوسرا This is a way you know the Cabinet members can defend کہ ہمیشہ ان کی accusation آتی ہے کہ چونکہ فلاں منسٹر رہا تو اتنا زیادہ allocation or chunk of money went to that particular district. As my co-member said I would say that coming towards my co-member who has moved کہ there are no parameters set for this. This has created an air of resentment. ساؤتھ پنجاب کے ممبرز نے repeatedly اس ہاؤس میں بہت دفعہ آواز اٹھائی ہے کہ They have been a victim of unfair system میں یہ کہوں گی کہ اگر یہ قرارداد پاس ہوتی ہے تو

This would be a very good contribution towards bringing justice, equity and fairness to the districts. Thank you.

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: وارث کلو صاحب! آپ نے تو اسے oppose نہیں کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب والا! میں ابھی پہنچا ہوں اور پوائنٹ آف آرڈر پر میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جنہوں نے اسے oppose کیا ہے انہیں پہلے بات کر لینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بہتر تو یہ تھا کہ پہلے وزیر خزانہ صاحب بات کر لیتے، اپنا مؤقف دے دیتے پھر ہم بات کرتے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے کہا ہے کہ پہلے اپوزیشن کے ممبران اس پر بات کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ کوئی ضروری نہیں ہے اس کا طریق کار تو یہی ہے کہ ترتیب کے ساتھ جس جس نے پہلے oppose کیا ہے اسے ہی پہلے موقع دیا جاتا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ وزیر خزانہ پہلے بات کر لیتے بہر حال اب چونکہ آپ کا حکم ہے تو میں بات کرتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب بھی کوئی قرار داد پیش ہوتی ہے تو definitely متعلقہ وزیر یا تو اس کی مخالفت کرتا ہے یا اس کی تائید کرتا ہے۔ اس میں جتنے بھی oppose کرنے والے یا movers ہوتے ہیں وہ پہلے اس پر debate کرتے ہیں اور متعلقہ وزیر آخر میں winding up speech میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتا ہے۔ یہی اس اسمبلی کی روایات ہیں، ہمیشہ اسی طرح ہوتا آیا ہے۔ اگر کسی کی اپنی قرار داد ہو گی تو وہ خود discuss کرے گا اور اس کے بعد باقی ممبران اس پر بحث کریں گے۔ otherwise اسی طرح ہوتا ہے کہ متعلقہ وزیر اس کو آخر میں wind up کرتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جو کچھ سعید اکبر نوانی صاحب نے فرمایا ہے وہ یہاں پر اس لئے relevant نہیں ہے کہ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب نے کوئی wind up speech نہیں کرنی۔ اس میں یہ ہے کہ ایک قرار داد پیش ہوئی ہے اور اس میں جو point اٹھایا گیا ہے اس میں movers نے اپنا نقطہ نظر دے دیا ہے۔ اس قرار داد میں یہ ہے کہ :

This House is of the opinion that the formula proposed by the Government of the Punjab.

انہوں نے proposed formula کی بنیاد پر یہ قرار داد دی ہے اور اس کے بعد movers نے arguments میں یہ بات کی ہے کہ آبادی کی بنیاد پر اضلاع کو sources ملنے چاہئیں۔ آیا وہ آبادی کی بنیاد پر مل رہے ہیں ؟ backward areas کے ممبران یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمیں پورے sources نہیں مل رہے۔ ہو سکتا ہے کہ جب وزیر خزانہ اپنا نقطہ نظر پیش کریں تو وہ اس میں بتائیں کہ

آپ کو تو آپ کی آبادی سے زیادہ share مل رہا ہے یعنی جو figures movers نے پیش کئے ہیں ان کو وہ contradict کریں۔ یہ proposed formula جس کا ذکر نہ قرار داد میں ہے اور نہ اس کا ذکر movers نے اپنی تقاریر میں کیا۔ وزیر خزانہ صاحب کو پتا ہے کیونکہ NFC ایوارڈ سے متعلقہ جتنی میٹنگز ہوئی ہیں ان میں وہ شریک رہے ہیں لیکن واپس آکر انہوں نے ہمیں بتانا کبھی مناسب نہیں سمجھا کہ وہاں پر ان کا کیا مؤقف ہے، وہاں پر انہوں نے کیا propose کیا ہے تو یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے متعلق اگر حکومت اور وزیر خزانہ کا نقطہ نظر سامنے آجائے تو ہم اپنی بات کو زیادہ بہتر انداز سے کر سکیں گے۔ ورنہ یہ کہ ہم ایک دفعہ بات کریں گے اس کے بعد جب یہ اپنے figures پیش کریں گے تو پھر altogether یہ بات irrelevent ہو جائے گی اور ہمیں دوبارہ اس کی وضاحت یا بحث کرنا پڑے گی۔ اس میں winding up والا کوئی مسئلہ نہیں ہے ہر کسی نے اپنا نقطہ نظر دینا ہے۔ اس میں وزیر خزانہ نے wind up نہیں کرنا۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! حکومت کا جو point of view ہو گا، اس بارے میں جو پالیسی ہو گی یا اس میں پائی جانے والی تفریق کی وہ وجوہات بتائیں گے۔ انہوں نے بات کرنی ہے اور اس پر بحث ہونی ہے۔ بحث اور ہوتی ہے لیکن جب کوئی قرار داد move ہوتی ہے یا on the floor of the House کوئی بھی بات move ہوتی ہے اگر اس پر بحث ہو تو پھر ٹھیک ہے کہ متعلقہ منسٹر اپنا point of view دے اور پورا ہاؤس اس پر بحث کرے۔۔۔

(اذان ظہر)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! نوانی صاحب نے تو مسئلہ ہی حل کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس پر کوئی بحث نہیں ہونی

When there is no discussion, there is no wind up. Who opposes first, speaks first.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ابھی ایک mover رہتے ہیں پہلے ان کی بات سن لیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! وارث کلو صاحب mover نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، عابد چٹھہ صاحب! آدھے گھنٹے کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ آدھے گھنٹے بعد دوبارہ ہاؤس شروع کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد 1.43 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! پہلی بات جو میں اس قرارداد کو oppose کرنے سے متعلق کرنا چاہتا ہوں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ قرارداد محترمہ سیدہ صغریٰ امام اور جناب محسن لغاری صاحب وہاں بیٹھ کر نہ کرتے بلکہ یہاں آ کر پیش کرتے۔ آپ دیکھیں کہ within the Party frustration کیا ہے کہ یہ مسائل ایسے ہیں کہ جن پر پارٹی کے اندر بیٹھ کر discussion ہو سکتی ہے، گورنمنٹ کے لوگ گورنمنٹ کو مجبور کر سکتے ہیں کہ فلاں فارمولا آپ اپنائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ این ایف سی ایوارڈ پر پچھلے ایک سال سے اپوزیشن کی طرف سے بار بار گورنمنٹ کو کہا جاتا رہا ہے کہ خدا کے لئے یہ این ایف سی ایوارڈ کا کوئی اتنا secret معاملہ نہیں ہے، جب بلوچستان نے اپنا مؤقف پریس کانفرنس میں بیٹھ کر پیش کر دیا، سندھ حکومت نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہمارا فارمولا یہ ہے کہ ہم ریونیو کی بنیاد پر اس فارمولے کو تسلیم کریں گے۔ سوائے پنجاب کے اسی طرح صوبہ سرحد کا مؤقف بھی یہ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ پنجاب اپنا مؤقف بیان نہیں کرنا چاہتا، یہ کیوں اعتراض کر رہا ہے، اس پر کیوں avoid کر رہا ہے اور یہ این ایف سی ایوارڈ کا فارمولا سب سے بڑے فورم میں اس اسمبلی میں پیش نہیں کرنا چاہتا؟

جناب چیئرمین! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ میں نے اس قرارداد کو oppose اس لئے کیا ہے کہ محترمہ نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ پنجاب کو این ایف سی ایوارڈ سے آبادی کی بنیاد پر حصہ ملتا ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ آبادی ہی کی بنیاد پر ڈسٹرکٹ level پر بھی اس کی تقسیم کریں۔ ابھی تو این ایف سی ایوارڈ announce ہی نہیں ہوا۔ یہ تو پہلے کا فارمولا ہے، یہ یہاں پر ابھی applicable نہیں ہوا۔ جب یہ این ایف سی ایوارڈ announce ہو جائے گا۔۔۔

سیدہ صغریٰ امام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سیدہ صغریٰ امام: جناب چیئرمین! میں فاضل رکن کو وضاحت کر دوں کہ میں نے جو resolution Propose کی ہے میں نے اس میں یہ واضح طور پر کہا ہے کہ جو این ایف سی ایوارڈ کا فارمولا اپنائیں،

یہاں جو پنجاب گورنمنٹ فارمولا propose کرے، میں نے آبادی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ میں نے یہی کہا ہے کہ:

> Whichever formula the NFC adopts or that is proposed by the Provincial Government should be the formula which is then applied towards the internal distribution of resources.

این ایف سی ایوارڈ جو بھی فارمولا adopt کرتا ہے یا پنجاب گورنمنٹ جو بھی فارمولا propose کرتی ہے۔ گو کہ وہ آبادی کی بنیاد پر ہو، لیول آف ڈویلپمنٹ کی بنیاد پر ہو، ایریا کی بنیاد پر ہو یا ریونیو collection کی بنیاد پر ہو، یہ تو آگے کی بات ہے لیکن اسی فارمولا کے تحت پھر logical بات یہ ہوگی کہ جب وہ پیسے، resources یا وہ وسائل پنجاب میں آتے ہیں تو اس کی internal distribution اسی فارمولا کے تحت کی جانی چاہئے تاکہ کوئی criteria بنے، کوئی فارمولا بنے، کوئی logic بنے، کوئی priorities بنائی جائیں۔ بجائے اس کے کہ جو موجودہ حالات ہیں یعنی کسی بھی بنیاد پر یہ distribution ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! مجھے اس بات سے تو کوئی اختلاف نہیں کہ یہ distribution کس بنیاد پر ہونی چاہئے۔ یہ جو تقسیم ہو رہی ہے اس کا تو پتا ہی نہیں ہے۔ یہ جو این ایف سی ایوارڈ ہے اس فارمولے کے تحت یہ distribution نہیں ہو رہی۔ پتا نہیں گورنمنٹ کی کیا priorities ہیں، بہتر طور پر تو گورنمنٹ ہی بتا سکتی ہے کہ یہ کس بنیاد پر تقسیم ہو رہی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ جو frustration ہے یا روزانہ اس اسمبلی کے فورم پر کبھی ادھر سے، کبھی ادھر سے، کبھی جنوبی پنجاب کی طرف سے آوازیں اٹھتی ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا سدباب ہونا چاہئے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ یا تو اس فورم پر اس کو decide کریں کہ اس کا سدباب کس طرح ہونا چاہئے یا پھر within the Party اس کا سدباب ہونا چاہئے کہ وہاں پر بیٹھ کر کوئی فارمولا بھی طے کیا جائے لیکن میں یہ کہوں گا کہ سب سے بڑی بات یہی ہے کہ این ایف سی ایوارڈ کو announce ہونا چاہئے۔ پنجاب گورنمنٹ کو اس اسمبلی میں اپنی observation ضرور بتانی چاہئے، انہوں نے وہاں پر کیا فارمولا adopt کیا ہے، پنجاب کا کیا مؤقف ہے اور یہ کس مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس کی کیا وجوہات ہیں کہ ابھی تک این

ایف سی ایوارڈ announce نہیں ہوا؟ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ابھی عابد چٹھہ صاحب تقریر کریں گے۔ جی، عابد چٹھہ صاحب!

جناب عابد حسین چٹھہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس قرارداد پر میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو ریونیوز فیڈرل level پر اکٹھے ہوتے ہیں ان کے دو components ہوتے ہیں۔ ایک وہ which is available for distribution among the provinces اور دوسرا وہ جو کہ فیڈرل گورنمنٹ اپنے پاس رکھتی ہے۔ وہ پیسا جو کہ provinces کے درمیان distribute ہوتا ہے وہ این ایف سی ایوارڈ کی basis پر ہوتا ہے مگر وہ پیسا جو فیڈرل گورنمنٹ اپنے پاس رکھتی ہے اس حد تک اس کی discretion ہونی چاہئے کہ فیڈرل گورنمنٹ اپنی مرضی سے اسے invest یا expend کر سکے کیونکہ بہت سارے پروگرام ایسے ہوتے ہیں جو area based یا population based نہیں ہوتے۔ For instance Defence کا پیسا جانا ہے یا نیوکلیئر پروگرام کو finance کرنا ہے تو وہ سارے ملک کے لئے collective programmes ہوتے ہیں جو اس پیسے سے finance کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جب provinces کے پاس پیسا آتا ہے اس کے بھی دو components ہوتے ہیں ایک وہ پیسا Which is available and which is reserved for distribution among the constituent units such as the Districts and Tehsils اور دوسرا وہ پیسا جو کہ Provincial Governement اپنے پروگراموں کو fund کرنے کے لئے اپنے پاس رکھتی ہے تو میں اس Resolution کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ جو پیسا for distribution among the constituent parts reserved ہے وہ پیسا population کی بنیاد پر distribute ہونا چاہئے اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں Provincial Finance Commission کی provision ہے۔ میرے علم میں نہیں ہے کہ کیا وہ اب تک بن چکا ہے اور کیا پیسا اس کی recommendations کے مطابق disribute ہو رہا ہے اگر نہیں تو ایسا ہونا چاہئے اور وہاں پر population کا criterion استعمال کرنا چاہئے۔ باقی وہ پیسا جو کہ صوبائی حکومت کا اپنا پیسا ہے اور جو اس نے اپنے پروگراموں کے ذریعے سے خرچ کرنا ہے وہاں اس قسم کی parity میری نظر میں ممکن اس لئے نہیں ہے کہ صوبائی حکومت کے بہت سے ایسے پروگرام ہیں جو کہ area based ہیں population based نہیں ہیں۔ وہاں پر Provincial Government کا prerogative ہونا چاہئے کہ وہ اس کو اپنی ترجیحات کے مطابق خرچ کر سکے۔

For instance اگر آپ نے ایک یونیورسٹی بنانی ہے وہ پورے پنجاب کے لئے ایک بنانی ہے وہ اگر لاہور میں بن جاتی ہے تو گورنمنٹ کا اتنا prerogative ضرور ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہر شہر اور صوبے کے حالات وواقعات کے حساب سے ایک chunk جو ان کے اپنے پاس available ہے اس میں اگر گورنمنٹ کا prerogative نہیں ہوگا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہوگی لیکن وہ پیسا جو کہ distribution کے لئے available ہے وہ population کی base پر spend ہونا چاہئے۔ اسی طرح جب وہ پیسا constituent units کے پاس، districts کے پاس یا تحصیل کے پاس جاتا ہے تو ان کا بھی ایک حصہ جو کہ مساوی بنیادوں پر یونین میں تقسیم ہونا چاہئے۔ یہ میرا نقطہ نظر ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب چیئرمین! جس طرح این ایف سی ایوارڈ کا فیڈرل گورنمنٹ ہمیشہ یہ ذہن میں تصور رکھتی ہے کہ جو سندھ ہے وہاں revenue collection بہت زیادہ ہے یا پنجاب کی آبادی زیادہ ہے، بلوچستان رقبے کے لحاظ سے بڑا ہے۔ اس لحاظ سے محترمہ کا مسئلہ صحیح ہے کہ پنجاب میں بھی ایسی ہی بنیادوں پر ہونا چاہئے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور کے سوا پنجاب کے جتنے بھی اضلاع ہیں جس طرح گوجرانوالہ ڈویژن ہے جس کی آبادی کراچی ڈویژن کے برابر ہے لیکن سہولتوں کے حساب سے پنجاب میں گوجرانوالہ، وزیرآباد، نارووال، حافظ آباد سب سے پسماندہ ہے۔ خصوصی طور پر وزیرآباد جو کہ میرا حلقہ ہے وہاں پر ہسپتال، سکول، سڑکیں، کوئی بھی چیز آپ وہاں جا کر دیکھ لیں کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے ہمارا نقصان ہو رہا ہے، ہماری حق تلفی ہو رہی ہے۔ وہاں پر پاکستان بننے سے پہلے جو سکول تھے آج بھی وہی سکول ہیں۔ بنیادی جھگڑے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ضلعی حکومتوں اور ایم۔پی۔ایز کا آپس میں رابطہ نہیں۔ جس طرح محکمہ ایجوکیشن کے سوالات چل رہے تھے تو ایک honourable ممبر جو ابھی اسی ہاؤس کی ممبر ہیں، Federal Interior Minister شاہ جیونہ سے ہیں۔ لاہور گرائمر سکول کی مالکہ اسی سے ہیں، جھنگ ضلع کو ایک اعزاز حاصل تھا کہ پاکستان میں ایک ہی نوبل پرائز فزکس میں ملا اور وہ جھنگ ضلع تھا۔ ایک طرف وہ ایم۔پی۔ایز ہیں دوسری طرف وہاں کے ضلعی ناظم پچھلے چار سال سے وہی رہے، اب پھر چار سال کے لئے منتخب ہو گئے ہیں۔ ان کا جو سلطان باہو سکول ہے اس میں سائنس ٹیچر نہیں، اسی طرح کھیانہ دیکھ لیں، یہ جو تنازعے ہیں، یہ ہمارے ہر ضلع کا ایک جھگڑا ہے۔ یہ جو بنیاد ہے اس کو ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ ہم اس کو

کس تناظر میں لیں گے اور جو بھی ہماری پسماندگی ہے ، ہمارے جو مسائل ہیں۔ہم ہمیشہ مستقل agitation کریں گے کہ جو لاہور میں ذرائع استعمال ہو رہے ہیں یہ ہمارے ضلعوں کے برابر ہونے چاہئیں۔ہمارے بچوں کو یہاں پڑھنے کے لئے آنا پڑتا ہے یہ بھی پنجاب کے ہر ضلع کے ساتھ ناانصافی ہے۔حکومت کو اس چیز کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ کس طرح یہ پنجاب کے ہر ضلع کو برابری کی بنیاد پر رکھ سکیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین!اصولی طور پر دو بنیادوں پر میں اس قرارداد کی مخالفت کر رہا ہوں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ سب سے پہلے تو ایوان کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ این۔ایف۔سی ایوارڈ کیا ہے اور پنجاب گورنمنٹ اس کے بارے میں کیا لائحہ عمل رکھتی ہے اور ان کا کیا سٹینڈ ہے اور انہوں نے کیا فارمولا مرکز میں پیش کیا ہے؟ مجھے اس کے بارے میں پورا تحفظ ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایوان میں یہ معاملہ بار بار آیا ہے۔مجھے یاد ہے کہ پچھلے اجلاس میں اس پر لمبی بحث ہوئی تھی اور ہاؤس کی طرف سے بڑا مطالبہ تھا کہ وزیر خزانہ صاحب پوری تفصیل سے بیان کریں کہ حکومت پنجاب کا این۔ایف۔سی ایوارڈ کے حوالے سے کیا مؤقف ہے؟ صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کا سٹینڈ جو ہے ان کے فنانس منسٹر صاحبان،ان کے چیف منسٹر صاحبان ہاؤس میں بھی بیان کر چکے ہیں اور ہاؤس سے باہر بھی بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالتے ہیں اور اگر کوئی پس پردہ چیزیں ہیں تو وہ پنجاب کی طرف سے ہیں،دال میں کالا ہے اور کوئی نہ کوئی چیز fishy fishy ہے۔جس کے نتیجے میں یہ ساری باتیں یہاں ایوان میں نہیں رکھنا چاہتے۔یہ پنجاب کا سب سے اہم اور معزز ایوان ہے۔یہیں سے اس قسم کے فیصلے ہونے چاہئیں اور ہوتے بھی رہے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تو فنانس منسٹر صاحب کو اس ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہئے کہ ہم یہ فارمولا پیش کر رہے ہیں۔تاکہ اس کے بعد اس پر بحث چل سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ابھی انہوں نے فارمولا پیش نہیں کیا۔ہمیں کوئی معلوم نہیں کہ کیا چیز ہے، کیا نہیں؟ ماضی میں اس کے بارے میں جس طرح کے ڈویلپمنٹ فنڈز اور جس طرح کے منصوبے پورے پنجاب میں منظور ہوتے رہے ہیں اس کے بارے میں بالخصوص جنوبی پنجاب کے لوگوں کے بڑے تحفظات ہیں۔اس بارے میں پسماندہ علاقوں کے لوگوں میں محرومیوں کا احساس ہے اور اسی احساس کا اس ایوان میں مسلسل اظہار بھی ہماری طرف سے ہوتا رہتا ہے اور اس کے نتیجے

میں چیف منسٹر، دو چار اور منسٹر بھی اس بارے میں بات کرتے ہیں کہ نہیں جی جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ازالہ کیا جائے گا۔ یعنی اب وہ بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ماضی میں Southern Punjab کے ساتھ زیادتی ہوتی رہی ہے۔اس حوالے سے ضرورت اس بات کی ہے کہ مستقبل میں جو منصوبہ بندی کی جائے اس میں جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقوں اور پنجاب کے دوسرے پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی جائے۔اس حوالے سے اگر انہوں نے یہاں پر کوئی ایسا فار مولا پیش کر دیا جس میں پھر developed علاقوں ہی کے لئے فنڈز رکھ دیئے گئے تو پھر ہمارے حقوق پر شب خون مارنے کے مترادف ہو گا۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔پہلے یہ پوری تفصیل بیان کر دیں اس لئے ہم بار بار اس بات کا اعادہ کر رہے ہیں کہ فنانس منسٹر صاحب پہلے اس پر بات کر دیں۔اگر یہ پہلے بتا دیتے اور ہو سکتا ہے کہ ہم اس سے agree کرتے اور اتنی لمبی debate کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور ہم سب لوگ فنانس منسٹر صاحب کے نقطہ نظر سے متفق ہوتے۔اب بھی جب آپ نے پوچھا تو فنانس منسٹر نے کھڑے ہو کر کہا کہ جی میں سب سے آخر میں بات کروں گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ سب سے آخر میں کیا ہو گا۔اسی طرح گول مول کر کے کوئی چیز یہاں پر پیش کر دیں گے اور پھر یہ ہاؤس لاعلم رہے گا، پورا پنجاب بھی لاعلم رہے گا کہ پنجاب کے فنانس منسٹر صاحب نیشنل فنانس کمیشن(N.F.C) کے حوالے سے کیا سٹینڈ رکھتے ہیں اور ان کی کیا ترجیحات ہیں اور کس طرح اس کی distribution وہاں پر طے کر رہے ہیں؟ پہلے ہی کافی ٹائم lapse ہوا ہے اور finances کے حوالے سے بالکل غیر آئینی طور پر سارے معاملات چل رہے ہیں اس لئے میں آپ سے دوبارہ یہ درخواست کروں گا کہ آپ ایک بااختیار کرسی کے اوپر بااختیار چیئر مین بیٹھے ہیں اور اس میں آپ انہیں اب بھی ڈائریکٹ کریں کہ فنانس منسٹر اپنا مؤقف بیان کریں تاکہ اس کی روشنی میں مزید بہتری کے لئے کوئی تجاویز دی جا سکیں۔یہ اتنا حساس معاملہ ہے کہ اس کو ہم کسی debate، کسی بحث برائے بحث اور کسی سیاسی مخالفت کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہتے بلکہ ہم بالکل honestly چاہتے ہیں کہ یہ کوئی چیز پیش کریں۔اس کے اندر اصلاح کے لئے اور صوبے کے مفاد کے لئے ہم کوئی چیز پیش کرنا چاہیں تو وہ بات پھر اس کے بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ انہیں کہیں کہ یہ اپنا فار مولا پیش کریں اور دوسری بات میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی بھی یہ ساری صورتحال کو clear نہیں کریں گے اور نہ ہی انہوں نے کبھی اس بات کو ماننا ہے جو صغریٰ امام صاحبہ نے پیش کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوٹے بنانے کا، لوگوں کی خرید و فروخت کرنے کا، لوگوں

کو pressurize کرنے کا یہی تو ایک ہتھکنڈہ ہوتا ہے تو یہ کلچر انہوں نے کبھی بھی ختم نہیں ہونے دینا اس لئے کبھی بھی ان کے مفاد کے اندر نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے فارمولے کو باضابطہ approve کر لیں۔ اس کے بعد فنانس منسٹر صاحب کے بھی ہاتھ کٹ جائیں گے، چیف منسٹر صاحب کے بھی ہاتھ کٹ جائیں گے اور یہ سارا سلسلہ ایک streamline ہو جائے گا اس لئے تو یہ چاہتے نہیں ہیں، خوامخواہ کی بحث کے اندر اسمبلی کو ڈالا ہے، میں اس حوالے سے اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ جو قرارداد ہماری معزز رکن اسمبلی نے پیش کی ہے جس کی حکومت اور اپوزیشن دونوں مشترکہ طور پر مخالفت کر رہے ہیں میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد بالکل درست ہے اور قرآن حکیم میں ہے کہ "لم تقولون ما لا تفعلون" وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے ہو۔ یہ بالکل درست بات ہے کہ حکومت جس فارمولے کی بنیاد پر پاکستان کی فیڈرل گورنمنٹ سے اپنا حصہ لینا چاہتی ہے اسی فارمولے کی بنیاد پر باقی اضلاع کو سارے علاقوں کو finances دینے چاہئیں۔ یہ ہمارا صوبہ ہے اور ہم سب یہاں مل جل کر رہتے ہیں۔ ہر علاقے کی ترقی صوبے کی ترقی ہو گی اور کبھی بھی اس صوبے کے معاشی حالات اس وقت تک بہتر نہیں ہوں گے جب تک یہاں پر سارے کے سارے صوبے کو آپ بہتر بنانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ چند مخصوص جگہوں پر آپ انڈسٹریل سٹیٹس بنا لیں، آپ چند مخصوص جگہوں پر کروڑوں، اربوں روپے کے فنڈز دے دیں لیکن باقی علاقوں کو محروم رکھیں تو اس سے کبھی بہتری نہیں ہو گی اور معاملات تبھی بہتر ہوں گے کہ جب آپ انصاف کے ساتھ ایک فارمولا بنا کر وسائل فراہم کریں اور اگر حکمرانوں کے ہاتھ میں رہنے دیں تو وہ جس طرح چاہتے ہیں، اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہیں لیکن اس کا ایک فارمولا بنا ہوا ہو جس کی طرف ہماری معزز رکن اسمبلی نے اشارہ کیا ہے۔ اگر اس فارمولے کی بنیاد پر یہ وسائل سب علاقوں کو اس کی ضرورت کے مطابق فراہم کئے جائیں گے تو یہ انصاف کے قریب ہو گا۔ اس لئے میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرے خیال میں تین سال میں پہلی قرارداد ہے

جس میں بہت ساری confusions ہیں یعنی جو اس کے حق میں ہیں ان کے پاس بھی کوئی واضح stand نہیں ہے اور جو اس کو oppose کر رہے ہیں ان کے پاس بھی نہیں، اس کی دو تین وجوہ ہیں پچھلے سے پچھلے سیشن میں این۔ایف۔سی ایوارڈ پر اس اسمبلی میں بہت ہنگامہ بھی ہوا تھا، اتنے شدید احتجاج کے باوجود فنانس منسٹر پنجاب نے اس فارمولے کا کوئی point اس ہاؤس میں نہیں بتایا اس لئے ابھی تک پنجاب کے proposed فارمولے کی کوئی شکل اس ہاؤس میں کسی ممبر کے پاس فنانس منسٹر یا چیف منسٹر کے علاوہ پتا نہیں کسی کے پاس ہو گی یا نہیں ہو گی، جس کی base پر یہ قرارداد آئی ہے اور logically بات یہ ہے کہ معزز ممبر نے یہ move کیا ہے کہ جو بھی فارمولا پنجاب تجویز کرے اسی طرح سے پھر resources کی distribution اضلاع میں کی جائے لیکن اپنی speech میں انہوں نے ایک نقطہ نظر کی وکالت کی ہے جو یقینی بات ہے کہ وہ پاپولیشن کا ہے یعنی اب یہ ایسی بات نہیں ہے ان کی قرارداد کی کہ انہوں نے کہا کہ جو بھی پنجاب کرے وہی same districts ہو۔جب انہوں نے detailed میں بات کی ہے اور اس میں انہوں نے کچھ figures quote کئے ہیں وہ یقینی بات ہے لاہور، جھنگ اور لودھراں یعنی وہ ساری پاپولیشن کو base کر کے انہوں نے اپنا case مفروضے پر یہ لیا ہے کہ یہ پاپولیشن پر ہو گا۔۔۔

سیدہ صغریٰ امام: جناب چیئرمین! میں وضاحت کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

سیدہ صغریٰ امام: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں نے وہ figures اس وجہ سے quote کئے تھے، میں فاضل رکن کو بتا دوں کہ میں نے یہ کہا تھا کہ جو ماضی میں چھ این۔ایف۔سی ایوارڈز Announce کئے گئے ہیں They have been on the basis of the population اور 2004-05 کے A.D.P میں اسی فارمولے کے تحت حکومت پنجاب کو فنڈز دیئے گئے تھے، It was on the basis of population. So that is why on that issue I raised کیونکہ ماضی میں یہی چلا ہے اور اب آئندہ جو این۔ایف۔سی ایوارڈ آ رہا ہے یا زیر بحث ہے یا زیر غور ہے جب announce ہو تو اس کا جو فارمولا آئے اس کے تحت ہمیں چلنا چاہئے۔ میں نے اس وجہ سے population کا نکتہ raise کیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین!اس سے آگے جائیں تو جو میری انفارمیشن ہے کہ پنجاب جو اپنے resources کی distribution کرتا ہے اس میں وہ 67 فیصد پاپولیشن پر کرتا ہے اور 33 فیصد جو level of development وہاں پر capital کے حوالے سے کرتا ہے۔یہ ہو سکتا ہے کہ فنانس منسٹر صاحب اس کے بعد اگر اس میں کوئی بات کریں لیکن محترمہ نے جو اپنی speech میں کہا،میں کہہ رہا ہوں کہ اس میں بھی وہ ایک طرح سے نہیں ہے جو 67 فیصد پاپولیشن پر یہ resources تقسیم ہوتے ہیں پنجاب کے districts ہیں۔اب جو figures محترمہ نے رکھے ہیں وہ اس سے match نہیں کرتے یا تو ماضی میں districts کو distribution اس فارمولے کے تحت نہیں ہوئی کہ پاپولیشن کی base پر 67 فیصد ہوگا چونکہ جتنا بڑا gap جھنگ اور لاہور میں انہوں نے بتایا ہے وہ یہ 67 فیصد اور 33 فیصد کو match نہیں کر رہا جو پنجاب کا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ ماضی میں پنجاب میں جس کی بھی حکومت رہی اور جس بھی انداز سے رہا یعنی یہ 67 فیصد کا جو فارمولہ ہے اس کی violation کی گئی ہے یا اس کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا۔۔۔

سیدہ صغریٰ امام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

سیدہ صغریٰ امام: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں نے جو figures quote کئے ہیں وہ Annual Development Programme کے ہیں 67% population اور 33% level of development جو ہے وہ آپ Provincial Finance Commission کے فارمولے کی بات کر رہے ہیں اور کیونکہ budget making میں There are more than one components parts and the Provincial Finance Commission is one component part but the Annual Development Programme is another component part. میں نے A.D.P پر اس وجہ سے غور کیا ہے کہ اس میں تضاد زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین!میری اس میں گزارش ہے کہ این۔ایف۔سی ایوارڈ کے حوالے سے اگر پنجاب کا کوئی نقطہ نظر ہے تو وہ بھی ہمت کرے۔یہ بحث بہت مثبت انداز سے تبھی ہو سکتی ہے جب اس کا کوئی ٹھوس نتیجہ نکلے نیشنل فنانس کمیشن کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر

سندھ کا فنانس منسٹر بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ revenue collection کے فارمولے کے اوپر نہ صرف ہاؤس کے اندر اپنے ایوان کو اعتماد میں لیتا ہے بلکہ وہ میڈیا کے سامنے جا کر بھی کہتا ہے کہ Revenue Collection پر ہونا چاہئے۔اسی طرح بلوچستان بھی ایریا کے حوالے سے کہتا ہے تو وہ open کہتے ہیں اور ہمارا جو بھی نقطہ نظر ہے میری فنانس منسٹر سے یہی request ہے کہ پنجاب کے نقطہ نظر کو جرأت اور دلیری سے رکھیں جیسے باقی تینوں صوبے رکھ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، مشتاق صاحب!

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئر مین!میں اس قرارداد کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنا چاہتا اور میں صغریٰ امام صاحبہ کی قراداد کی حمایت اس لئے کرتا ہوں کہ آج تک ڈویلپمنٹ فنڈز کا بہت بڑا حصہ ہے اس میں جیسے کہ ہر علاقے کو آپ نے ڈویلپمنٹ فنڈز دیئے اور ہر ایم۔پی۔اے کو ڈویلپمنٹ فنڈز دیئے لیکن اپوزیشن اس سے محروم ہے۔راجہ صاحب ہم سے بے شمار دفعہ وعدے کرتے رہے ہیں کہ ہر ایم۔پی۔اے کو ڈویلپمنٹ فنڈز دیں گے لیکن آج تک مجھے ایک پیسا نہیں دیا گیا۔

جناب چیئر مین: یہ این ایف سی کا حصہ ہے؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): میں اسی لئے عرض کر رہا ہوں، میں نے مثال پیش کی ہے۔راجہ صاحب ہم سے ہمیشہ وعدے کرتے رہے ہیں لیکن آج تک انہوں نے مجھے ایک پیسا نہیں دیا۔وہ اس لئے کہ میں نے راجہ صاحب کو جا کر سجدہ نہیں کیا، میں ان کے سامنے جا کر جھکا نہیں ہوں۔جناب!میں آپ کی پارٹی میں آ رہا ہوں، میں نے یہ نہیں کہا کہ میں آپ کی پارٹی میں آ رہا ہوں، مجھے فنڈ دے دیں، جو یہ کہتے رہے ہیں انہیں یہ فنڈز دیتے رہے ہیں اور ممبروں کو خریدنے کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ ان کو فنڈز دیئے جائیں، ڈویلپمنٹ کرائی جائے تاکہ ممبرز دوبارہ اسمبلی میں آ سکیں۔اب رہی این ایف سی والی جو قرارداد پیش کی گئی ہے تو اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی فارمولا set کر دیا جائے تو ہم ایسے نہیں ہوں گے جیسا کہ ہم راجہ صاحب کے ہاتھوں میں اس وقت ہیں اگر آبادی کی بنیاد پر کوئی فارمولا طے پا جائے تو وزیر اعلیٰ مجبور ہوں گے وہ اپنی مرضی سے فنڈز نہیں دے سکیں گے۔یہ نہیں ہو گا کہ یہ اپوزیشن کا ضلع ہے ان کو فنڈز نہ دیں اور یہ ہم خرید سکتے ہیں ان کو فنڈز دے دیں۔جیسا کہ ہماری mover نے move کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ جھنگ کو as compared to Lahore بہت کم فنڈز ملے ہیں تو اسی لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ جیسے فنڈز آبادی کی بنیاد پر طے پا

جائیں گے تو یہ لوگوں کو خرید نہیں سکیں گے جیسا کہ ڈاکٹر وسیم نے کہا ہے کہ یہ فنڈز لوگوں کو خریدنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب ہمیں پتا ہے کہ فنڈز ہمیں خریدنے کے لئے دیئے جاتے ہیں تو پھر ہم گورنمنٹ کو کیوں موقع دیں اگر یہ گورنمنٹ کی طرف سے ایکmovementچلی ہے کہ یہ ایک طریق کار طے کر لیا جائے تو ہمیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس طریق کار کوadoptکر لیا جائے اور اس کو تسلیم کر لیا جائے اور اسی کی بنیاد پر فنڈز تقسیم کئے جائیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، طارق کیانی صاحب!

راجہ طارق کیانی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ریاستوں کے اندر جب تک اس کے بنیادی یونٹس، اکائیوں کے جوperceptionsہوتے ہیں ان کو اگر کسی آئین کے ذریعے، کسی ٹھوس بنیاد پر حل نہ کیا جائے تو وہ ریاست یا ریاستیں ہمیشہ کمزور رہتی ہیں۔ پاکستان طے شدہ تاریخی اور آئینی طور پر ایک فیڈریشن ہے اور اقوام عالم میں اسی طرح کے آئین اور اسی طرح کی بنیاد پر بے شمار ریاستیں فیڈریشن کے اوپر اپنا نظام چلا رہی ہیں جن میں کینیڈا ہے، ہندوستان ہے اور آسٹریلیا ہے اور سب ریاستوں نے اور ان کےfathers of Constitutionsنے اپنی قومی آمدنیوں کی تقسیم کے بارے میں آئین کے اندر حل دیئے ہوئے ہیں ہمیں بھی فخر ہے کہ ہمارےfathers of Constitutionsنے بھی اس انتہائی سلگتے ہوئے مسئلے کو آئین کے اندر اپنی ریاست کا ایک حل پیش کر دیا تھا مگر وہ وجوہات اور اسباب میری سمجھ سے بالاتر ہیں کہ وہ آئین کے اندر ایک طے شدہ ایک متفقہ آئین کے ذریعے اپنی مالیات اور اپنےcapitalکو تقسیم کرنے کے جو فارمولے اور طریق کار درج ہیں ان سے انحراف کر کے ہم نے ایک دوسری شاہراہ پر چل کر اپنی مالی آمدنیوں کے مسئلے کو حل کرنے کی ایک کوشش کی جس کی بدولت آج ہم ان کوششوں میں گرداب کے اندر پھنسے ہوئے ہیں اور مختلف لسانی چھوٹی چھوٹی تنظیموں اور چھوٹی چھوٹی بلیک میل کرنے والی سیاسی جماعتوں کے نرغے میں آئے ہوئے ہیں۔ میری وزیر مالیات سے یہ گزارش ہے، میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ یہensureکریں کہ جو تقسیم 1973کے آئین کے بعدvolumeیا حجم کے لحاظ سے نہیں بلکہpercentageکے لحاظ سے پنجاب کا حصہ بنتا رہا ہے یہ پنجاب حکومت کے مالیات کے وزیر ہونے کے ناتےon the floor of the Houseہمیں اس percentageمیں وہ جو فیڈرل سے ہمیں سرمایہ ملے گا اس کی یقین دہانی کروائیں۔ دوسرا حصہ وہ

پنجاب کے اندر کی تقسیم کا عمل ہے وہ بھی بڑا اہم عمل ہے اور مجھے ڈاکٹر صاحب کی رائے سے پورا اتفاق ہے کہ capital جو ہے That is the mother of all politics; that is the mother of all sciences اور ہم نے اپنی ریاست کو ایک مکروہ شکنجے کے اندر کسنے کے لئے اپنی ریاست کی سب سے بڑی صداقت جس کو ہم capital یا مالیات کہتے ہیں اس کو ایک غلیظ اور متعفن طریقے سے استعمال کر کے ہم اپنی سیاست اور governance کی گاڑی کو آگے لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں اور نتیجتاً ہم ڈوب رہے ہیں، ہم کمزور ہو رہے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور محترمہ کی قرارداد کے اس portion کی حد تک کہ صوبے کے اندر بھی جو ہماری اپنی آمدن ہے یا جو ہمیں فیڈرل کی طرف سے گرانٹ ملتی ہے اس کی تقسیم کار کے لئے بھی ٹھوس حقیقی اور substantive بنیادوں پر تقسیم کار کا معاملہ طے ہونا چاہئے۔ کوئی بھی ریاست اپنی آمدنیوں کو، اپنے وسائل کے بڑے بڑے ذرائع کو اپنے individual کی whim, caprice یا discretion پر نہیں چھوڑا جا سکتا کیونکہ کسی individual خواہ اس کا تعلق جمہوریت کے ذریعے منتخب ہونے والے منتظم اعلیٰ سے ہو یا مسلح ٹمینوں کے ذریعے آئے ہوئے کسی فوجی جرنیل سے جب کوئی صوبہ یا ملک اپنے مالیات کے اختیارات individual یا group of individuals کی discretion اور caprice پر چھوڑ دیتا ہے تو پھر اس کی سیاست گندی ہو جاتی ہے اور جب سیاست گندی ہو جاتی ہے تو پھر پوری ریاست اور پورے صوبوں کا انتظام وانصرام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ میری وزیر مالیات اور حکومت پنجاب سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ صوبے کے اندر بھی distributive justice کی بنیاد پر کوئی rule of business یا کوئی قانون طے کر دیں کہ اتنا حصہ ڈسٹرکٹ کے پاس جائے گا، اتنا حصہ اسمبلی کے ذریعے خرچ کیا جائے گا اور اتنا حصہ چیف منسٹر یا کیبنٹ کی discretion پر چھوڑ دیا جائے گا تاکہ ہم سیاست سے اس مالیات کو، اس اپنی آمدنیوں کو جو ہماری مجموعی آمدنیاں ہیں جس پر پورے ملک اور صوبے کے ہر فرد کا حق ہے وہ کسی individual or group of individuals کی discretion یا صوابدید یا caprice یا whims پر نہ چھوڑی جا سکیں تاکہ ریاست کے اندر اور صوبوں کے اندر سیاست کا دوسری دنیا کی طرح بہاؤ smooth باوقار اور بامتانت ہو سکے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، وارث کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ نے اجازت دی۔ آج کا جو issue ہے اس کو میں ذرا مختلف انداز سے پیش کروں گا اس میں Distribution of national

resources by the National Finance Commission among the provinces be adopted by the Provincial Government of the Punjab in the distribution of provincial resources amongst the districts of the province. میں اس قرارداد کی اس حوالے سے favour کرتا ہوں کہ distribution of resources among the districts جو ہے وہ بھی ایک فارمولے کے تحت ہونے چاہیئں جو بھی فارمولہ طے پائے لیکن اس حد تک میں اس قرارداد کو اپنی بہن اور عزیزہ کو گزارش کروں گا کہ یہ amend کر لیں کہ اس کا جو National Finance Commission ہے اس کے ساتھ اس کو link کرنا جائز نہیں بنتا۔ National Finance Commission کے حوالے سے تھوڑی سی عرض کروں گا کہ اپوزیشن سے میرے دوستوں نے اس پر تنقید کرنے کی کوشش کی تو میں ان کے گوش گزار یہ کرنا چاہوں گا کہ جس طرح سندھ والوں نے revenue collection کی بنیاد پر stress کیا، بلوچستان والوں نے رقبے کے لحاظ سے stress کیا اور آج تک اگر National Finance Commission کا فیصلہ نہیں ہو سکا تو اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پوری تندہی اور جرأت کے ساتھ آبادی پر contest کیا کہ این ایف سی ایوارڈ آبادی کی بنیاد پر ہونا چاہئے تو وہ جو بھی فیصلہ ہوگا اس میں۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب پوائنٹ آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! چاہئے تو یہ تھا کہ وزیر خزانہ صاحب اس principle کا جواب دے دیتے یہ لڑائی تو ایک سال سے ہو رہی ہے کہ پنجاب کا فارمولا این۔ایف۔سی ایوارڈ میں کیا ہے؟ یہ آج کلو صاحب فرما رہے ہیں کہ آبادی کی بنیاد پر وزیراعلیٰ صاحب وہاں پر بڑی جنگ لڑ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ ان کی اپنی رائے ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میری اپنی submission ہے کہ یہ جواب تو وزیر خزانہ کی طرف سے آنا چاہئے کہ اگر یہ فارمولا آبادی کی بنیاد پر ہے تو وہ بیان دے دیں لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو disclose نہیں کرنا چاہتے کہ یہ کس بنیاد پر ہے اس لئے کہ اس میں صوبے کا مفاد ہے۔ پچھلی دفعہ جب ڈپٹی سپیکر صاحب چیئر پر بیٹھے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ پنجاب کا مفاد اس میں

ہے کہ ہم اس کو disclose نہ کریں، اگر یہ disclose ہو گیا تو پنجاب کا سارا مفاد خراب ہو جائے گا تو یہ ان کا جواب آ جائے، یہ اپنی بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کلو صاحب! آپ ذرا جلدی wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جہاں سے ان لوگوں نے یہ پڑھ لیا ہے کہ بلوچستان کا stance یہ ہے کہ رقبے کی بنیاد پر allocation ہونی چاہئے، جہاں سے انہوں نے یہ پڑھ لیا ہے کہ سندھ کا stance یہ ہے کہ وہ revenue collection کی بنیاد پر کرتے ہیں تو میں ان کے گوش گزار یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر between the lines یہ پڑھ سکتے ہیں تو یہ بھی پڑھ لیں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کا stance یہ ہے کہ آبادی کے لحاظ سے انہیں چاہئے، ہم اس کو highlight نہیں کرنا چاہتے، اس کو for the sake of nation, publicize نہیں کرنا چاہتے۔

جناب چیئرمین: کلو صاحب! یہ تو گورنمنٹ نے کرنا ہے۔ یہ گورنمنٹ کا کام ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: دیکھیں! وہ ایک جنگ لڑ رہے ہیں، جو بھی ہو گا، اپنا اپنا stance جو ہے، صوبے کے مفاد کو look after ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئرمین! وارث کلو صاحب فرما رہے ہیں کہ in between the lines آپ read کر لیں کہ بلوچستان اپنا حق کیسے مانگ رہا ہے یا سندھ یا سرحد تو I don't know کہ یہ اخبارات پڑھتے ہیں یا ٹی وی دیکھتے ہیں یا نیوز سنتے ہیں یا نہیں؟ وہ جو اپنا stance ہے یا اپنے حق کے لئے openly اپنے عوام کی آواز کو پریس میڈیا کے ذریعے ساری دنیا کو بتا رہے ہیں کہ ہمارا stance یہ ہے، ہمیں اپنا حق اس طریقے سے چاہئے، چاہے وہ بلوچستان ہو، سرحد ہو یا سندھ ہو اور ہمارا جھگڑا ہی یہاں پر یہ ہے، ہمارا سوال ہی یہاں پر یہ ہے کہ پنجاب کا جو stance ہے، جو پنجاب کا مؤقف ہے وہ clear نہیں ہے۔ اب یہ floor پر کھڑے ہو کر ایک غلط بات کر رہے ہیں کہ وہ in between the lines آپ نے پڑھ لیا تو یہ کیوں نہیں پڑھا؟ آپ کے پاس information ہے، ہم in between the lines نہیں، یہ پریس اور میڈیا کے ذریعے جو representation

ہو رہی ہے وہ clear اپنے عوام کا جو مؤقف ہے یا ان کی جو خواہشات ہیں ان کے منافی ہم کوئی کام نہیں کرنا چاہتے اور وہ عوام کو اعتماد میں لے کر چل رہے ہیں لیکن یہاں پر اعتماد میں نہیں لیا جا رہا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! وارث کلو صاحب نے جو policy statement دے دی ہے اور انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ in between the lines معلوم ہونا چاہئے کہ پنجاب کا مؤقف یہ ہے، یہ in between the lines کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بڑی clear line ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے نمائندے جو پنجاب کا مقدمہ لڑنے کے لئے گئے تھے یہ وہاں پر ایک فرد واحد کو جسے ہم آئینی طور پر اس ملک کا صدر تسلیم نہیں کرتے اس کو یہ خالی کاغذ پر دستخط کر کے دے آئے ہیں۔ یہ تمام اخبارات میں آیا ہے اور تمام ٹی، وی چینلز پر آیا ہے۔ یہ وارث کلو صاحب نے نہیں پڑھا میں ان کے مؤقف کی بات کر رہا ہوں کہ یہ دستخط کر کے وہاں پر دے آئے ہیں کہ وہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں وہ منظور ہو گا۔ اب اس کے بعد ان کا کوئی مؤقف رہا ہی نہیں ہے۔

جناب والا! یہ جو قرارداد محترمہ سیدہ صغریٰ امام صاحبہ نے پیش کی ہے اس میں جس سوچ فکر اور مطالبے کا انہوں نے اظہار کیا ہے میں اسے fully support کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آبادی کی بنیاد پر ہی اس ملک کے national resources کی تقسیم ہونی چاہئے۔ اس کے بعد جب وہ resources کسی صوبے کے پاس آ جائیں تو اس میں بھی ان کی جو major utilization ہے وہ آبادی کی بنیاد پر ہونی چاہئے۔ ٹھیک ہے اس کا ایک حصہ جو ہے وہ گورنمنٹ کے پاس جیسے پہلے یہاں پر ذکر ہوا کہ کسی جگہ پر یونیورسٹی بنانی ہے یا کسی جگہ پر بڑے منصوبے کو روبہ عمل لانا ہے تو اس کے لئے گورنمنٹ کے پاس کچھ percentage میں discretionary powers ہونی چاہئیں لیکن اس کا جو major portion ہے اس کی utilization جو ہے وہ آبادی کی بنیاد پر ہونی چاہئے لیکن اس قرارداد میں انہوں نے جو یہ کہا کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب چیئرمین! رانا صاحب نے جو یہ کہا کہ میں نے policy statement دے دی ہے میں policy statement نہیں دے سکتا، وہ تو فنانس منسٹر صاحب

دیں گے۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ فنانس سیکرٹری ہیں یا چیئرمین فنانس کمیٹی ہیں؟ آپ as an MPA نہیں کر سکتے بلکہ بطور منسٹر، پارلیمانی سیکرٹری یا چیئرمین کمیٹی بات کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: میں statement نہیں دے سکتا۔ میں یہی بتا رہا ہوں کہ میں statement نہیں دے سکتا لیکن انہوں نے اٹھ کر اس قرارداد پر اپنی تقریر شروع کر دی ہے۔ میں اس پر object کرنا چاہتا ہوں کہ میری ابھی تقریر ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں نے floor ان کو دے دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: رانا صاحب نے اپنی تقریر شروع کر دی ہے تو میں نے تو ابھی اپنی تقریر شروع ہی کی تھی۔

جناب چیئرمین: میں نے floor ان کو دے دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب! آپ wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ جو قرارداد میں کہا گیا ہے کہ:

> The formula proposed by the Government of the Punjab in respect of distribution of national resources by the NFC.

تو اس کے مطابق ہونا چاہئے۔ میرا یہاں پر یہ استدلال ہے کہ دراصل یہ جو national resources کی distribution ہے وہ اسی بنیاد کے اوپر ہے اور میں اس کا حوالہ دوں گا کہ جو اس سال وائٹ پیپر کے صفحہ 10 پر فیڈرل ٹرانسفرز ہیں اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو فیڈرل ٹرانسفرز ہیں اس میں جو Divisible Pool ہے اس میں سے فیڈرل گورنمنٹ چارجز، 5% collection charges یعنی جتنا بھی یہ ٹیکس Divisible Pool اکٹھا ہوتا ہے تو اس میں 5% collection charges فیڈرل گورنمنٹ charge کرتی ہے۔ اس کے بعد جو باقی ہے اس میں سے 62.5 فیصد فیڈرل گورنمنٹ اپنے پاس رکھتی ہے اور جو 73.5 فیصد ہے وہ provinces کو available ہوتا ہے کہ from the first day اس کو among the provinces تقسیم کیا جائے۔ اب تک اس کی جو تقسیم ہے کہ اس سے پہلے جتنے بھی این۔ایف۔سی ایوارڈ ہوئے ہیں ان کی جو تقسیم کی

بنیاد ہے وہ آبادی کی بنیاد پر ہے اور 1998 کا جو population census ہے اس کے مطابق پنجاب کا جو حصہ ہے وہ 57.36 فیصد ہے۔ ٹوٹل میں سے 57.36 فیصد پنجاب کو ملتا ہے۔ اب اس میں یہ ایک بہت اہم بات ہے اور میں یہاں پر یہ معزز ممبران کو گوش گزار کرتا چلوں کہ یہ جو Federal Divisible Pool ہے اس میں جو ٹیکسز ہیں، جن ٹیکسز سے یہاں پر پیسا اکٹھا ہوتا ہے اس میں سیلز ٹیکس 44 فیصد ہے۔ انکم ٹیکس 31 فیصد ہے۔ لینڈ کسٹمز 18 فیصد ہے اور جو فیڈرل ایکسائز ہے وہ 07 فیصد ہے۔ اب اس میں سے کوئی بھی ٹیکس رقبے کی بنیاد پر ہے، پسماندگی کی بنیاد پر ہے اور نہ revenue collection کی بنیاد پر ہے۔ یہ انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی، فیڈرل ایکسائز جو ہیں یہ تمام لوگ ادا کرتے ہیں، آبادی ادا کرتی ہے تو پھر جب لوگ ٹیکس ادا کرتے ہیں تو جب اس کا return ہوگی تو وہ بھی پھر انسانوں کی بنیاد پر ہی ہوگا۔ وہ پھر پسماندگی پہاڑوں، دریاؤں، ریگستانوں کی بنیاد پر نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ معاملہ آئین میں بالکل طے شدہ ہے اور یہ طے شدہ جو معاملہ ہے اس کو دوسرے صوبے جو نئے سرے سے اٹھا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ غیر آئینی طور پر اس کو اٹھا رہے ہیں۔ ان کو اس کو اٹھانے میں اس لئے شہ مل رہی ہے کہ پنجاب کی کوئی آواز نہیں ہے۔ یہ آئین کا آرٹیکل 160 ہے اس میں یہ درج ہے کہ:

160.(1) Within six months of the commencing day and thereafter at intervals not exceeding five years, the President shall constitute a National Finance Commission consisting of the Ministers of Finance of the Federal Government, the Ministers of Finance of the Provincial Governments, and such other persons as may be appointed by the President after consultation with the Governors of the Provinces.

(2) It shall be the duty of the National Finance Commission to make recommendations to

the President...

اب اس آئین میں اس نیشنل فنانس کمیشن کا ایریا اور jurisdiction طے ہے۔ اب اس نے recommendations within this area کرنی ہیں۔ وہ اس area سے باہر recommendations نہیں کر سکتا۔ اگر وہ اس area/jurisdiction سے باہر جاتا ہے تو اس کی recommendations یا کارکردگی unconstitutional ہوگی۔ اب اس میں یہ ہے کہ :

160 (2) (a) the distribution between the Federation and the Provinces of the net proceeds......

اب یہ جو distribution ہے جس کے متعلق NFC نے اپنی recommendations دینی ہیں وہ آبادی کی بنیاد پر revenue collection کی بنیاد پر یا رقبے کی بنیاد پر نہیں دینی بلکہ اس نے 62.5 اور 37.5 کے حساب سے between the Federation and the Provinces جو تقسیم ہے اس پر اپنی recommendations دینی ہیں کہ آیا یہ 37.5 فیصد اب 50,45,40 فیصد ہونا چاہئے۔ یہ معاملہ under consideration ہے اور صوبوں کا مطالبہ ہے کہ 37.5 فیصد کو بڑھا کر 50 فیصد کر دیا جائے۔ کلاز (a) کے تحت اسے اس recommendation کا اختیار ہے۔ آگے کلاز (b) میں ہے کہ:

160(2) (b) the making of grants-in-aid by the Federal Government to the Provincial Governments;

اب اس میں یہ بات بھی طے ہے کہ:

160(2) (c) the exercise by the Federal Government and the Provincial Governments of the borrowing powers conferred by the Constitution; and

(d) any other matter relating to finance referred to the Commission by the President.

اب آگے کلاز (3) ہے کہ:

160(3) The taxes referred to in paragraph (a) of clause (2) are the following taxes raised

under the authority...

اس میں انکم ٹیکس، ایکسائز ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹیز وغیرہ ہیں تو آئین کا آرٹیکل 160 واضح طور پر کہتا ہے کہ NFC نے ان تین areas میں اپنی recommendations دینی ہیں۔ پہلا یہ کہ جو share Federal and Provinces کا ہے that is 62.5% and 37.5% اور اس کے بعد grants ہیں جو کہ مرکزی حکومت صوبوں کو دیتی ہے اس پر اس نے اپنی سفارشات دینی ہیں اور اس کے علاوہ صوبوں کی جو exercise of borrowing ہے اس پر اس نے recommendation دینی ہے۔ آئین اس بات کو permit نہیں کرتا ہے، آئین اس بات کی اجازت نہیں دیتا، آبادی جو کہ tax collection کا base ہے اس سے ہٹ کر وسائل کی تقسیم ہو یعنی وسائل کی تقسیم، return بھی آبادی کی بنیاد پر ہونی ہے۔ یہ logical and rationale بات ہے۔ اس کو نئے سرے سے discuss کرنا بنتا ہی نہیں ہے۔ دوسرے صوبے صرف اور صرف اس بات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ پنجاب کی اس سلسلے میں کوئی آواز نہیں ہے۔ پنجاب اس سلسلے میں اپنا کوئی مؤقف پیش نہیں کرتا۔ اس لئے سندھ، سرحد اور بلوچستان کو جو criterion suit کرتا ہے اس کے مطابق وہ اپنا اپنا مطالبہ آگے لا رہے ہیں۔ اب میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر سندھ اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کی جاسکتی ہے کہ N.F.C ایوارڈ revenue collection کی بنیاد پر ہونا چاہئے اور وہ قرارداد اس ہاؤس سے after discussion متفقہ طور پر پاس ہو سکتی ہے، اگر بلوچستان اسمبلی میں قرارداد پیش ہو سکتی ہے کہ N.F.C ایوارڈ رقبے کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ وہاں اس پر اس حوالے سے بحث ہو سکتی ہے اور بحث کے بعد وہ وہاں سے پاس ہو سکتی ہے، اگر سرحد اسمبلی میں قرارداد پیش ہو سکتی ہے، اس پر بحث ہو سکتی ہے اور ووٹنگ ہو سکتی ہے کہ N.F.C ایوارڈ backwardness کی بنیاد پر ہونا چاہئے تو پھر وہ کون سا امر مانع ہے کہ پنجاب حکومت اس سلسلے میں کوئی قرارداد پیش کرنے کو تیار نہیں ہے؟ یہ تو یہاں کسی قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دینے پہ تیار ہیں اور نہ ہی اس پر اپنا مؤقف پیش کرنے کو تیار ہیں۔ اس پر جب ہم یہ بات کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت اس وقت اپنا مؤقف پیش کرنے میں، اس صوبے کے عوام کے حقوق کا تحفظ کرنے میں اس لئے لیت ولعل سے کام لے رہی ہے کہ پنجاب کی حکومت کو اس ایوان پر بھروسہ نہیں ہے۔ پنجاب کی حکومت کو اس ایوان پر اعتماد نہیں ہے۔ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں اس ایوان کے اعتماد کی وجہ سے اس صوبے کا وزیراعلیٰ ہوں۔ اس نے ہمیشہ اس بات کو ترجیح دی ہے کہ میری صدر مشرف سے one

one to دو گھنٹے ملاقات ہوئی ہے اس لئے وہ تصویر اخبارات میں آئے اور لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ دیکھیں کہ میری one to oneملاقات ہوئی ہے اس لئے ان کا confidence میرے اوپر ہے لہذا میں اس صوبے میں بطور وزیر اعلیٰ continue کروں گا۔ یعنی انہیں اس بات پر اعتماد ہی نہیں ہے کہ میں اس ایوان کے اعتماد کے ساتھ اس صوبے کا Chief Executive رہ سکتا ہوں۔ یہاں پر ایک دو صاحبان نے تھوڑی بہت باتیں ادھر ادھر کی کیں تو اس کے بعد انہیں پارلیمانی میٹنگ میں کہا گیا کہ "اوئے تسیں بندے دے پتر بن جاؤ۔ تہانوں نئیں پتا کہ میں کیویں اس سارے معاملے نوں لے کے چلیا آ رہیا آں۔ میں چھ مہینے جیل وچ وی رہیا آں تے تسیں کدی جیل وچ نئیں رہے۔ اس واسطے تسیں بندے دے پتر بن جاؤ"اور ہم نے اگلے دن دیکھا کہ وہ واقعی بڑے "بندے دے پتر" بنے ہوئے تھے۔

جناب چیئرمین: راناصاحب! اب آپ اسے wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! آئین کی کتاب سے آرٹیکل 160 کو پڑھ کر میں نے یہ عرض کیا ہے کہ تینوں صوبوں کا مؤقف unconstitutional ہے۔ وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ very basis of N.F.C کو تبدیل کر دیا جائے۔ آئین کے مطابق وہ اس very basis of area پر اپنا مؤقف نہیں دے سکتے، وہ اس حوالے سے قرار دادیں پاس نہیں کر سکتے۔ یہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ وہ جو آوازیں اٹھا رہے ہیں صرف اور صرف اس وجہ سے اٹھا رہے ہیں کہ ہمارے اس ہاؤس میں خاموشی ہے۔ وہ اس وجہ سے اٹھا رہے ہیں کہ ہمارے پنجاب کے حکمران اس سلسلے میں بات نہیں کرنا چاہتے، وہ اس لئے بات نہیں کرنا چاہتے کیونکہ انہیں صدر صاحب کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔ اجازت تو شاید دوسرے صوبوں کو بھی نہ ہو لیکن ان میں پھر بھی اتنا دم خم ہے کہ وہ اپنے عوام کے حقوق کی بات کے لئے ڈٹ جاتے ہیں۔ چونکہ انھیں اگر سو فیصد نہیں تو پچاس فیصد اعتماد ہے کہ ہمیں لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں، لوگ ہمیں دوبارہ بھی ووٹ دیں گے اور ہم منتخب ہو کر ان ایوانوں میں آ سکتے ہیں۔ اب یہ ہمارے جو صاحبان بیٹھے ہیں، جن کے متعلق میں ایک مخصوص لفظ استعمال کرتا ہوں جس پر یہ بڑا ناراض ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، آپ وہ استعمال نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں نہیں کرتا تو انہیں اس ایوان پر اعتماد نہیں ہے اور وہاں سے ان کو اجازت نہیں مل رہی۔ انہیں کہا گیا ہے کہ اس معاملے کے بارے میں آپ نے اس ہاؤس میں کوئی قرار داد آنے

دینی ہے، کوئی قرار داد لانی ہے اور نہ ہی اپنا کوئی مؤقف اس بابت پیش کرنا ہے۔اس بات کی انتہا پھر یہی ہے کہ انہیں پھر یہی کہا جاتا ہے کہ "بندے دے پتر بن کے آرام نال جیویں تسیں چل رہیہ اوا ویں چلی جاؤ"۔ میں آخر میں یہ conclude کرنا چاہوں گا کہ یہ جو N.F.C. ایوارڈ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! انہوں نے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کے بارے میں جو غیر پارلیمانی الفاظ کہے ہیں میں on the floor of the House ان کی تردید کرتا ہوں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے قطعاً کوئی ایسی بات نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا۔ یہ کسی ایک لفظ کا حوالہ دیں۔

جناب چیئرمین: کلو صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب! آپ بھی wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا اگر میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال کیا ہوتا تو راجہ بشارت صاحب بڑے attention بیٹھے ہیں، ہوشیار بیٹھے ہیں وہ فوری طور پر اس بات کی نشاندہی کر دیتے۔ میں اپنے ان بھائیوں سے یہ عرض کروں گا کہ یہ جو بات کرتے ہیں ناں کہ "میں بڑا سنبھال کے تے بڑے طریقے نال تھانوں لے کے چل رہیا آں"۔ اس establishment کے ساتھ کوئی بھی طریقے سے نہیں چل سکا۔ لوگوں نے پچھلے 58 سال میں بڑے طریقے آزمائے ہیں۔ میں اس میں کسی کو بھی باہر نہیں رکھتا سب نے بڑے طریقے آزمائے ہیں اور ہر کسی کو یہی مان تھا کہ میں بڑے طریقے سے چل رہا ہوں۔ ان کے آگے کوئی طریقہ بھی اڑھائی تین سال سے زیادہ نہیں چلتا اور اس کے بعد آخری ٹائم آجاتا ہے۔ ان کا آخری ٹائم آیا ہوا تھا لیکن زلزلے کی وجہ سے اب مارچ، اپریل تک چلا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اصل point پر آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری آخری گزارش ہے کہ یہ اب بھی اس بات کو جانے دیں۔ یہ طریقے کوئی نہیں چلنے، مارچ اپریل آجانا ہے۔ یہ آج بھی اس صوبے کی عوام کے لئے، اس ملک کی عوام کے لئے، اس ملک میں rule of law کے لئے، اس ملک میں جسٹس کے لئے، اس ملک میں ڈیموکریسی کے لئے، اس ملک میں آئین کی بحالی اور عمل داری کے لئے اگر یہ سیاسی قوتوں کے ساتھ شامل ہو جائیں تو میں اپنی پارٹی کی قیادت کی طرف سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میاں نواز شریف اس

بات پر تیار ہیں کہ میرے ساتھ کسی نے جو زیادتی کی یا کمی کی میں اس کا معاملہ اللہ پر چھوڑتا ہوں۔ میں اس ملک اور قوم کے مفاد کے لئے، اس ملک میں آئین اور جمہوریت کی بحالی کے لئے ہر کسی سے تعاون کرنے کو تیار ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج ایم۔ایم۔اے کی قیادت، پیپلز پارٹی کی قیادت، پی۔ایم۔ایل (این) کی قیادت میں راجہ صاحب کو ایک ڈکٹیٹر کا ساتھی تو کہہ سکتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاسی کارکن ہیں۔ میں چودھری پرویز الٰہی کے سیاسی فیصلے کی مخالفت تو کر سکتا ہوں۔ میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت ان کا سیاسی stand ٹھیک نہیں ہے لیکن میں قطعی طور پر یہ بات کہنے کو تیار نہیں ہوں کہ وہ جمہوری عمل کی پیداوار نہیں ہیں۔ وہ سیاسی عمل کی پیداوار نہیں ہیں۔ میں نے خود ان کے ساتھ کام کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر آج بھی یہ لوگ اس بات پر آ جائیں کہ اس ملک میں آئین، جمہوریت اور انصاف ہونا چاہئے اور یہ اسٹیبلشمنٹ کے کندھوں سے نیچے اتر آئیں تو پھر جوان کا ٹائم ختم ہو رہا ہے اس کی بجائے اسٹیبلشمنٹ کا ٹائم ختم ہو جائے گا اور اس ملک میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جمہوریت اور آئین کی حکمرانی کا سورج طلوع ہو جائے گا۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: ورنہ یہ ٹائم جو اکتوبر، نومبر میں ختم ہو رہا تھا یہ اب مارچ، اپریل میں ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر ان کے پاس کوئی ٹائم نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اب میں آخر میں این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے ان سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ جن بنیادوں پر اسٹیبلشمنٹ / پریذیڈنٹ ہاؤس چاہتا ہے اگر ان بنیادوں پر اس کی تقسیم ہو گی تو خدا کی قسم پنجاب کے ان حکمرانوں کا سیاسی طور پر جنازہ نکل جائے گا۔ اگر یہ اپنے آپ کو سیاسی طور پر زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو اس بات پر stand لے لیں۔ یہ ان کا وائٹ پیپر ہے میں اپنے طور پر کوئی چیز quote نہیں کرتا بلکہ اس میں جو figures ہیں۔ وائٹ پیپر کا صفحہ نمبر 9 اور Table 2.2 ہے۔ اس میں اس سال کا یعنی 06-2005 کا جو بجٹ دیا ہے اس کا 74 فیصد این۔ایف۔سی ایوارڈ سے ملنی والی رقم سے دیا ہے۔ اپنے 26 فیصد resources ہیں۔ یعنی 74 فیصد

این۔ایف۔سی ایوارڈ سے ملتے ہیں اور صرف 26 فیصد اپنے resources ہیں۔ اگر اس میں کمی آتی ہے تو پھر صوبے کو irreparable loss ہو گا اس لئے گزارش ہے کہ یہ اس صوبے کے 8 کروڑ عوام کے بنیادی حقوق کا مسئلہ ہے۔ یہ اس پر قرارداد لائیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے وہاں پر جو بھی مؤقف اختیار کیا ہے جیسے وارث کلو صاحب نے فرمایا کہ ہم نے وہاں پر بڑا stand لیا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ آپ نے stand نہیں لیا ہو گا لیکن آپ چھپتے کیوں ہیں؟ آپ نے جو stand لیا ہے ہم اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں، اسے endorse کرنا چاہتے ہیں اور ہم آپ کی طاقت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ نے جو بھی stand لیا ہے جو کہ یقیناً آئین کے مطابق اور آبادی کی بنیاد پر ہو گا اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔ آپ آج اس ضمن میں قرارداد پیش کریں۔ ہم اسے endorse کریں گے اور ہم یہ بھی چاہیں گے کہ جیسے Federal Divisible Pool میں مطالبہ ہے کہ آپ 50 فیصد صوبوں کو دے دیں اور 50 فیصد وفاقی حکومت خود خرچ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو این۔ایف۔سی سے جتنے resources ملیں یا اس کے بعد جو اپنے resources ہوں، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ سارے کے سارے اس قرارداد کے مطابق آبادی کے حساب سے خرچ کر دیں، آپ اس میں 40 یا 50 فیصد رکھ لیں اور اپنی صوابدید کے حساب سے ان منصوبوں پر خرچ کریں جو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے ضروری ہیں لیکن کم از کم 50 فیصد آبادی کی بنیاد پر کر دیں۔ اس کے بڑے فائدے ہوں گے۔ اس سے آپ کے بڑے شہر over populated نہیں ہوں گے اور جو remote areas ہیں وہاں پر بھی ترقی ہو گی اس سے ان لوگوں کے مطالبات بھی پورے ہوں گے اور grievances بھی دور ہوں گے۔ شکریہ

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب چیئرمین! میرے محترم seasoned فاضل ممبر نے این۔ایف۔سی ایوارڈ پر جو گفتگو فرمائی ہے اس کے علاوہ جو بھی کلمات اور ارشادات فرمائے ہیں وہ حذف کئے جائیں۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! مجھے ان کے مطالبے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر یہ حذف کروانا چاہتے ہیں تو بے شک آپ کر دیں لیکن ان کی نشاندہی کر دیں۔ میں دوبارہ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں بجٹ اجلاس میں بھی این ایف سی ایوارڈ پر ہی بات کرنا چاہتا تھا لیکن بات

ہنگامہ آرائی کی نذر ہو گئی۔ آج میں نے دانستہ طور پر ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیا جس پر ان دوستوں کو اعتراض ہو۔ میں نے facts and figures اور آئین کے مطابق بات کی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے یہ حذف کرانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس قرارداد کے متعلق بات کرنا چاہوں گا پھر یہاں پر جن خدشات کا اظہار ہوتا رہا اور جو باقی باتیں ہوتی رہیں ان کے متعلق گزارش کروں گا۔ مجھے اس قرارداد پر جو سب سے بڑا اعتراض تھا جس وجہ سے میں نے اسے oppose کیا وہ یہ تھا کہ یہ ایک assumption پر base ہے کہ جو بھی کلیہ یا جو بھی فارمولا نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ میں طے ہوا اسی فارمولے کے ذریعے وسائل ڈسٹرکٹ میں تقسیم کئے جائیں۔ بہت ہی مناسب اور بہت ہی بہتر ہوتا کہ یہ قرارداد اس وقت آتی جب نیشنل فنانس کمیشن کا ایوارڈ سامنے آ چکا ہوتا۔ ممکن ہے ایوارڈ ایسا ہوتا کہ محرک اس کو کسی ترمیم کے ساتھ اضلاع میں apply کروانا چاہتے۔ ابھی تو نیشنل فنانس کمیشن کا ایوارڈ آیا ہی نہیں تو ہم کس طرح طے کر سکتے ہیں کہ اسی کے مطابق اضلاع کو وسائل دیئے جائیں گے۔

جناب والا! محرک اور ہاؤس کا بھی یہ sense تھا کہ شاید جتنے بھی سرکاری وسائل ہیں وہ 100 فیصد discretionary طریقے سے اپنی خواہش کے مطابق خرچ کئے جاتے ہیں۔ جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب یا ان کی کابینہ کے اراکین چاہتے ہیں اسی طرح طے کرتے ہیں اور اس میں کوئی فارمولا نہیں ہے تو میں آپ کی وساطت سے یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ ہم دو طریقے سے اضلاع کو وسائل دیتے ہیں۔ ایک جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نظام آیا ہے اس کے تحت ضلعی حکومتوں کے قیام کے ساتھ ہی پراونشل فنانس کمیشن تشکیل دیا گیا۔ وہ ضلعی حکومتوں کو وسائل دیتا ہے جو formula based ہے جس کا فارمولا سمیع اللہ صاحب نے بیان بھی کیا ہے اور میں دوبارہ اسے ایوان کے علم میں لاؤں گا۔ دوسرا portion وہ ہے جو صوبائی حکومت کے پاس ہوتا ہے۔ کچھ ایسے محکمے ہیں جو non-devolved ہیں۔ ان کی ترجیحات محکمے خود بناتے ہیں۔ محکمہ خزانہ وسائل کی تقسیم کرتا ہے کہ کتنے وسائل ڈویلپمنٹ سائیڈ پر جائیں گے اور کتنے وسائل non-development side پر جائیں گے۔ جو ڈویلپمنٹ سائیڈ کے وسائل ہیں وہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو مختص کر دیئے جاتے ہیں اور وہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے ترجیحات لے کر Annual Development Programme بناتا ہے۔

جناب والا! میں سب سے پہلے آپ کو پراونشل فنانس کمیشن کے متعلق بہت مختصر بتاؤں گا۔ اکثر لوگ تو اس سے واقف ہوں گے اور جو واقف نہیں ہیں ان کی رہنمائی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اگر صوبے کو 100 روپیہ ملتا ہے تو اس میں سے تقریباً 40 روپے 40% of all resources ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دیتے ہیں اور یہ 40 فیصد اس وقت نہیں ہے یہ 2001-02 میں جب سے یہ سسٹم وجود میں آیا اس وقت یہ 33 فیصد تھی اور 2004-05 کے بجٹ کے مطابق تقریباً 41 فیصد ہے جو ہم ضلعی حکومتوں کو دے رہے ہیں۔ ضلعی حکومتوں کو دی جانے والی رقم کے دو components ہیں ایک development کا اور دوسرا non development کا اور non development کا benchmark ہم نے exactly اسی current expenditure کو بنایا تھا جس وقت یہ ضلعی حکومتیں وجود میں آئی تھیں۔ وہ سال 2000-01 ہے۔ جتنا جتنا کوئی ضلعی حکومت non development خرچہ کرتی تھی اسی کو benchmark بنا کر تمام اضلاع کو وسائل دیئے جانا شروع ہو گئے۔ جہاں تک ڈویلپمنٹ کا تعلق ہے، ڈویلپمنٹ کا جو پہلا سال تھا جو ضلعی حکومتوں کا پہلا سال تھا اس میں 20 فیصد وسائل on the basis of population دیئے گئے تھے اور 80 فیصد on the basis of under-development اس کے بعد جو آئندہ سال آیا اس ایوارڈ میں ترمیم کی گئی اور اس وقت فوجی حکومت تھی اور اس interim award میں اس فارمولا کو تبدیل کیا گیا جس میں 67 فیصد on the basis of population اور 33 فیصد on the basis of under-development per capita اور آج بھی یہی فارمولا چل رہا ہے کیونکہ کمیشن نے اس وقت کوئی نیا ایوارڈ نہیں دیا۔ ہم existing interim award ہی کے تحت وسائل دے رہے ہیں۔ I am talking of districts. لیکن ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے علاوہ بھی ضلعی حکومتوں کے دو tiers ہیں۔ ایک ہے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو سو فیصد آبادی کی بنیاد پر وسائل دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یونین کونسلوں کو across the board تمام پنجاب کی یونین کونسلوں کو 60 ہزار روپیہ ماہوار دیا جاتا ہے۔ سوائے لاہور شہر کے، لاہور شہر میں تین گنا زیادہ رقم دی جاتی ہے جو کہ ایک لاکھ اسی ہزار روپے فی یونین کونسل ہے۔

جناب والا آپ کی وساطت سے میں اس ایوان میں یہ بھی ضرور پیش کرنا چاہوں گا کہ سال 2001-02 میں اس صوبے کا ڈویلپمنٹ بجٹ 20۔ارب روپے اور اگر آپ اس کو as the

percentage of total budget دیکھیں تو یہ صرف 18.61 فیصد تھا جس کو ایک سوچی سمجھی پالیسی کے تحت ہم نے اپنے ڈویلپمنٹ بجٹ کو 20 فیصد ٹوٹل بجٹ سے بڑھا کر 33.46 فیصد کیا ہے۔ جو اگر آپ volume میں سننا چاہیں تو یہ 20۔ارب روپے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تقریباً 53۔ارب روپے ہو چکا ہے۔ جو کہ ایک بہت بڑا اور substantial increase ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں جناب والا! این۔ایف۔سی کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں میں رانا ثناء اللہ صاحب کا بے پناہ احترام کرتا ہوں کہ یہ بہت ہی expert پارلیمنٹرین ہیں اور یہ بہت will prepared آتے ہیں لیکن میں آج بہت شدت کے ساتھ اور مایوسی کے ساتھ ان سے اختلاف کروں گا کہ یہ اس طرح ڈگری دیتے ہیں کہ جس وقت صدر مشرف صاحب نے call meeting کی تو یہ اس میٹنگ کے اندر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی presence کے اندر تمام چیف منسٹرز نے اور تمام فنانس منسٹرز نے دستخط کئے تھے۔ اس سے مجھے شدید اختلاف ہے اور چیف منسٹر صاحب اس کمیشن کا حصہ نہیں ہیں۔ اس کا حصہ ہیں فنانس منسٹر، ایک ex-officio member، فیڈرل فنانس منسٹر اس کو Chair کرتے ہیں اور فیڈرل فنانس سیکرٹری اس کمیشن کے سیکرٹری ہوتے ہیں۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ فنانس کمیشن کی recommendations آچکی ہیں وہ اگر ان کے علم میں ہیں تو ان کو مجھ سے بہت زیادہ بہتر پتا ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک تو جو انہوں نے فرمایا کہ میں اس میٹنگ میں موجود تھا۔ میں نے categorically اس بات کا حوالہ دیا تھا کہ یہ خبر نہ صرف میں نے پڑھی ہے بلکہ میں نے ٹی وی پر دیکھی بھی ہے اور اس میٹنگ میں باقاعدہ چیف منسٹر پنجاب بھی موجود تھے اور اس کے بعد یہ خبر آئی کہ تمام صوبوں نے صدر صاحب پر اعتماد کا اظہار کیا ہے کہ وہ اس میں جو بھی فیصلہ کریں گے سب کو قبول ہو گا اور اس بات کی دوبارہ تردید نہیں ہوئی۔ دوسری یہ بات ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ کہا ہے کہ صدر صاحب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ ہم ان سے فیصلہ نہیں پوچھ رہے، ہم ان سے صرف ان کا مؤقف پوچھ رہے ہیں کہ جیسے سندھ، سرحد، بلوچستان نے اپنے اپنے ہاؤس سے قرار دادیں پاس کروا کر اپنا مؤقف plead کیا ہے لیکن Punjab has no

voice. ہم ان سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کا اپنا جو مؤقف ہے وہ ہمیں بتادیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں جناب کی خدمت میں گزارش کر رہا تھا کہ آپ اور ہم اس بات کو own کرتے ہیں کہ صدر صاحب کے پاس ایک میٹنگ ہوئی جس میں چاروں وزرائے اعلیٰ چاروں وزرائے خزانہ اور وزیر اعظم صاحب بھی موجود تھے اور تمام صوبوں نے اپنا نقطہ نظر صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب چونکہ فیڈرل فنانس منسٹر بھی ہیں تو اپنی اس پوزیشن کی وجہ سے وہ اس کمیشن کے چیئرمین ہیں۔ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر میں دوبارہ اپنی بات کو دہراؤں گا کہ نیشنل فنانس کمیشن کی کوئی بھی recommendations اس وقت بنتی ہیں جس وقت consensus ہو۔ اس میں پانچ stakeholders ہیں۔ چار صوبے اور ایک وفاقی حکومت۔ جب تک پانچوں stakeholders کسی ایک بات پر متفق نہیں ہوتے وہ recommendations نہیں بنتیں۔ جب تک recommendations نہیں بنتی تب تک وہ صدر کے پاس ایوارڈ کی شکل میں منظوری کے لئے نہیں جاتا۔ میں اس معزز ایوان کو آپ کی وساطت سے مکمل طور پر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم پنجاب کے مفادات کی حفاظت کرنا بہت اچھے طریقے سے جانتے ہیں اور انشاء اللہ جو بھی ایوارڈ آئے گا اس میں پنجاب کے تمام مفادات protected ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اب آپ دیکھیں کہ وزیر خزانہ بات کو ابہام میں ڈال رہے ہیں۔ جس میٹنگ کا میں نے ذکر کیا تھا اب انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ جی ہاں میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میٹنگ میں تمام صوبوں نے اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کیا تھا۔ یہاں پر اس بات کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔ جو نقطہ نظر اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاں پر بیان کیا تھا وہ نقطہ نظر یہاں بھی بیان کر دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگر رانا صاحب پسند کریں تو ان کو پوری detailed presentation دی جا سکتی ہے۔ میری کل سمیع اللہ خان صاحب سے بات ہوئی تھی۔ این ایف سی ایوارڈ صرف

ایک population کے فارمولے کا فیصلہ نہیں ہے۔اس میں multiple چیزیں ہیں۔ جس کے اندر اگر ایک indicator یا ایک item کو چھیڑا جائے تو اس سے باقی تمام چیزوں کی صورتحال تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ اس وقت بالکل fluid شکل میں ہے۔ کچھ چیزیں ہیں جن پر اتفاق رائے ہو گیا ہے کچھ چیزیں ایسی ہیں جن پر گفتگو جاری ہے۔ جب تک تمام چیزوں پر ایک package deal کی شکل میں consensus نہیں ہو جاتا اس وقت تک on the floor of the House میں کسی قسم کی کوئی statement نہیں دے سکتا۔ میں آپ کی وساطت سے آخری گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! انہوں نے کہا ہے کہ میں قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔ انہوں نے تسلیم بھی کر لیا ہے کہ 80 فیصد یا اتنے resources ہم آبادی کی بنیاد پر allocate کرتے ہیں۔ پھر میرے خیال میں ان کو اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے تھی۔ محرک کا بیان کرنے کا یہ مقصد تھا کہ جو resources ہیں وہ انصاف کے تحت استعمال ہونے چاہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ اس قرارداد کی مخالفت نہ کریں اور اس کو پاس ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، وزیر خزانہ!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! ہاؤس کا time extend کر دیں۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا وقت آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جس وقت میں نے بات شروع کی تھی۔ میں نے معزز رکن سے گزارش کی تھی کہ وہ اس کو withdraw کر لیں۔ till the time کہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کی recommendations نہ آ جائیں۔ پھر اس کی روشنی میں یہ اپنی Resolution لے کر آئیں پھر اسمبلی اس پر vote کرے۔ میری آپ کی وساطت سے ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس کو withdraw کر لیں۔

جناب چیئرمین: آپ اس مسئلے کو فنانس کمیٹی میں discuss کرنے کے لئے لے جانا چاہتے ہیں؟

وزیر خزانہ: جناب والا! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر یہ withdraw کر لیں اور آپ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ آپ فرمائیں!

سیدہ صغریٰ امام: جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ وزیر خزانہ نے جو ایک دو گزارشات کی ہیں میں ان پر توجہ دلانا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اگر آپ کمیٹی میں بیٹھ کر یہ بات کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

سیدہ صغریٰ امام: جناب والا! اگر ایک وضاحت ریکارڈ کے لئے یہاں پر ہو جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ وزیر خزانہ نے بات کی کہ جو پنجاب کا بجٹ ہے اور سمیع اللہ خان صاحب نے بھی بات کی اور میں نے اس پر وضاحت بھی کی کہ بجٹ کے ہمیشہ ایک سے زیادہ componant ہوتے ہیں اور ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ Provincial Finance Commission Award کے تحت صوبہ پنجاب کے فنڈز ڈسٹرکٹس کو دیئے جاتے ہیں لیکن Annual Development programme جس کے figures میں نے quote کئے، That is the second major component part of the budget. اور اس میں جیسے وزیر خزانہ صاحب نے از خود floor پر یہ بات تسلیم کی کہ 40% of the provincial allocation goes to the Provincial Finance Commission, 60% goes to the Annual Development Programme. تو 60 فیصد پیسا کس بنیاد پر تقسیم ہو رہا ہے، کس فارمولے اور کس criterion کے تحت تقسیم ہو رہا ہے؟ وہ انہوں نے وضاحت نہیں کی۔ اگر یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ ایشوز کمیٹی کو refer کئے جائیں تو I shill be grateful. کہ یہ ایشو پنجاب کے فنڈز کی allocation and distribution کا اور جو logic ہے، rationale ہے وہ develop ہو، جس کے تحت ایک فارمولہ بننا چاہئے جس کے تحت نہ صرف Provincial Finance Commission Award بلکہ سب resources کے لئے کوئی logic یا create rational ہونا چاہئے۔ کمیٹی پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین: یہ فنانس کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں وہ اس کو دیکھ لے گی۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! مجھے کوئی problem نہیں ہے۔ میری صرف ایک submission ہے کہ ADP بنانا Planning and Development کا major role ہوتا ہے۔ آپ براہ مہربانی پارلیمانی سیکرٹری برائے Planning and Development کو بھی اس کا حصہ بنالیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس resolution کے پاس ہونے سے ہمارے پنجاب کے مؤقف کو بھی تقویت ملتی، دوسری بات یہ ہے کہ فنانس منسٹر صاحب نے پہلے بھی ایک مرتبہ یہ بات کی تھی کہ اگر رانا صاحب چاہیں تو ہم انہیں اس سلسلے میں پورا brief کر دیں گے، فلاں صاحب کو کر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہاؤس کو اس بات سے آگاہ کریں۔

جناب چیئر مین: اس کو فنانس کمیٹی دیکھ لے گی اور اس پر اپنی recommendations دے دے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر اس میں جن لوگوں نے oppose کیا ہے یا contribute کیا ہے پھر انہیں بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیں۔

جناب چیئر مین: ہم انہیں بھی اس کمیٹی میں بلا لیں گے۔ دوسری قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پچھلے منگل والے دن آپ نے یہ رولنگ دی تھی کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو قرارداد پیش کی تھی---

جناب چیئر مین: میں اس پر ہی آ رہا ہوں۔ یہ انٹری ٹیسٹ کی قرارداد ضروری ہے۔ یہ سب سے اہم ہے۔ جی، سید وسیم صاحب!

پنجاب کی انجینئرنگ یونیورسٹی اور میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ کو ختم کرنا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! میں نے یہ قرارداد ایوان میں ٹینڈر کی ہے جس پر آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔ اس وقت پورے پنجاب کے والدین اور سٹوڈنٹس کی نظریں اس پر ہیں کہ پنجاب

کا ہاؤس اس پر کیا فیصلہ کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ قرارداد پڑھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"انجینئرنگ یونیورسٹی اور پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلوں کے لئے انٹری ٹیسٹ کے سلسلے کو ختم کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"انجینئرنگ یونیورسٹی اور پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلوں کے لئے انٹری ٹیسٹ کے سلسلے کو ختم کیا جائے۔"

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I oppose it, sir.

DR ASAD ASHRAF: I also oppose it, sir.

MINISTER FOR HEALTH: I oppose it.

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب! آپ اس پر بحث کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! فنانس منسٹر صاحب باہر جا رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: حکومت پنجاب نے وفاق کو refer کر دیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! آپ نے رولنگ دی تھی کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! تشریف رکھیں۔ وہ انہوں نے move کر دی ہے اگر ان کا جواب نہیں آئے گا تو ہم ہاؤس میں پاس کریں گے۔ یہ پیش ہو جائے گی تو اس کو take up کریں گے۔ اس کو adjourn نہیں کریں گے۔ جی، وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس کی مخالفت ہوئی ہے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے بہت سارے اہلکاران سے اس پر میری discussion ہوئی ہے اور کم و بیش سارے اس پر متفق ہیں کہ انٹری ٹیسٹ والی زیادتی کو ختم ہونا چاہئے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ایجوکیشن کا ایک پورا سسٹم ہے۔ تمام ڈویژنوں کے اندر بورڈ

ہیں جو میٹرک، ایف۔اے اور ایف۔ایس۔سی کے examinations لیتے ہیں۔ کسی زمانے میں حالات کافی خراب تھے جس کی وجہ سے سفارش کا سلسلہ چلتا تھا لیکن میں اس حوالے سے میاں شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس پر کافی محنت کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بوٹی مافیا اور سفارش کے سلسلے کو کوئی 99 فیصد تک ختم کیا تھا۔ اب اس وقت بھی یہ صورتحال ہے کہ ہمارے وزیر تعلیم میاں عمران مسعود صاحب اس حوالے سے کافی فکر مند بھی رہتے ہیں اور دو تین دفعہ بہاولپور تشریف لائے اور بہاولپور بورڈ میں ہم بیٹھے تو ہم نے کافی اطمینان کا اظہار کیا کہ یہاں کے حالات کافی اچھے ہیں۔ اس وقت overall میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی school of thought کی طرف سے پنجاب کے اندر بورڈوں کے حوالے سے کبھی پریس میں کوئی بات آئی ہے اور نہ ہی کسی نے اس کے خلاف کوئی آواز اٹھائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے عمران مسعود صاحب تعلیم کے ایک کامیاب وزیر ہیں اور انہوں نے میرٹ کو وہاں پر ensure کیا ہے۔ پھر اس پورے امتحانی نظام کے اوپر کروڑوں اور اربوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ہر بورڈ میں بہت سارے ملازمین ہیں، ان کی تنخواہیں ہیں، ان کے کام کے لئے علیٰحدہ ٹی۔اے، ڈی۔اے ہیں۔ پھر بڑی تعداد میں طلباء جو وہاں امتحان دیتے ہیں ان سے فیس بھی لی جاتی ہے اور اس حوالے سے پورا ایک set pettern چل رہا ہے اور اس حوالے سے کوئی عدم اطمینان بھی نہیں ہے۔ اب اگر آپ اس کو violate کر کے اس کے اندر ایک نئی بدعت کھڑی کرتے ہیں کہ جی انٹری ٹیسٹ ہوگا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور in a way حکومت کے اپنے ہی نظام پر اس حوالے سے بالکل عدم اعتماد ہوتا ہے اور یہ کوئی اچھا سلسلہ نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس وقت جو صورتحال ہے کہ جب سے یہ انٹری ٹیسٹ کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس کے بارے میں شور و غوغا ہو رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جب پہلی دفعہ یہ انٹری ٹیسٹ ہوا تھا تو اس پر بڑی لے دے ہوئی تھی اور پھر یہ بات admit کی گئی تھی کہ لاہور کے اندر پیپر آؤٹ ہو گیا تھا اور اس پر بڑا شور شرابا ہوا تھا۔ اس کے بعد نئے سرے سے اس کو کروانا پڑا تھا۔ ہر دفعہ اس طرح کی چہ مگوئیاں ہوتی ہیں اور وہ بجا ہیں۔

جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو محرومی اس حوالے سے ہے کہ لاہور اور راولپنڈی کے اندر اکیڈمیاں وجود میں آ گئی ہیں جن کا اس انٹری ٹیسٹ کے سسٹم کے ساتھ connection ہے وہاں سے leakage ہوتی ہے جس کے نتیجے میں یہ ہوتا ہے کہ جو پسماندہ علاقے کے طلبا ہیں وہ ان اکیڈمیوں کی لمبی لمبی فیسیں نہیں دے سکتے۔ اس حوالے سے وہ محروم رہ

جاتے ہیں اور میرٹ کی بالکل دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ یہ مثالیں موجود ہیں کہ اگر کوئی بچہ ساڑھے سات سو نمبر لیتا ہے اور انٹری ٹیسٹ میں زیادہ نمبر لیتا ہے تو اس کے ذریعے سے وہ میڈیکل کالج میں داخلہ حاصل کر لیتا ہے اور دوسرا بچہ جو ساڑھے نو سو نمبر لیتا ہے لیکن چونکہ وہ اس سارے سسٹم کو نہیں سمجھتا اور اس نے کسی اکیڈمی کو join نہیں کیا ہوتا اور اس کا والد لمبی چوڑی فیس برداشت نہیں کر سکتا جس کے نتیجے میں وہ بے چارہ رہ جاتا ہے تو اس حوالے سے اس شعبے میں بڑی heart burnning چل رہی ہے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ انٹری ٹیسٹ کا جو سسٹم ہے یہ "A" اور "O" لیول کے حساب سے ہوا ہے۔ جو پسماندہ علاقے ہیں جیسے ڈی جی خان، میانوالی، بہاولپور اور اس طرح کے دوسرے علاقے ہیں وہاں طلباء "O" لیول میں بہت کم ہوتے ہیں۔ چونکہ پنجاب گورنمنٹ کا سسٹم ایف۔اے اور ایف۔ایس۔سی کا ہے۔ اس لئے طلباء اس سسٹم کو سمجھتے نہیں ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ امتحان صحیح طریقے سے نہیں دے سکتے کیونکہ گورنمنٹ نے اس حوالے سے ان کو ٹرینڈ نہیں کیا ہوتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ انتہائی حق تلفی ہے کہ آپ ان کو پڑھاتے تو کسی اور سسٹم کے تحت ہیں، میڈیکل اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے اندر ان کو داخلے کے لئے کسی اور سسٹم کے تحت examine کرتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی ہے۔ یہ کیا طریق کار ہے؟ میں اس پر ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ کسی زمیندار کو خالص دودھ چاہئے تھا۔ اس نے ایک گوالہ رکھا کہ مجھے دودھ خالص ملنا چاہئے۔ گوالے نے ڈنڈی مارنی شروع کر دی۔ اس نے گوالے پر سپروائزر رکھ دیا پھر کچھ دن ٹھیک دودھ ملا اس کے بعد سپروائزر بھی اس کے ساتھ میل ملاپ کرنے لگا۔ اس نے سپروائزر پر ایک اور سپر سپروائزر رکھ دیا اس لئے یہ اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ پہلے ہی آپ کا ایک سسٹم موجود ہے۔ اس سسٹم پر سب کا اعتماد بھی ہے، اس ہاؤس کا اعتماد بھی ہے، پنجاب کے لوگوں کا اور طلباء کا اعتماد بھی ہے۔ اس سسٹم کو صحیح طریقے سے چلنے دیں۔ اس پر جو عدم اعتماد کی کیفیت اس انٹری ٹیسٹ کے ذریعے سے پیدا کی گئی ہے جس کے اندر بہت سی دو نمبریاں ہیں، paper leakage ہے، "او" لیول ہے اور چند مخصوص لوگوں کے مفادات کا اس ذریعے سے تحفظ ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بڑی محرومی اور frustration پیدا ہو رہی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ بھی جب اس پر بحث ہوئی تو جنوبی پنجاب کے بہت سارے شہروں سے ٹیلیفون پر لوگوں نے مجھے مبارکباد بھی دی اور بات بھی کی اور کہا کہ مہربانی کر کے یہ جو انٹری ٹیسٹ کے حوالے سے زیادتی ہو رہی ہے اس کو ختم کروائیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب پچھلی دفعہ اجلاس میں یہ بات آئی تھی اور وزیر

موصوف نے کہا تھا کہ میں آج ہی سیکرٹری ہیلتھ کو بلاتا ہوں اور اس سارے معاملے کو thrash out کرتا ہوں کہ کیا معاملہ ہے۔اس کی بھی کوئی رپورٹ ایوان کے پاس نہیں آئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے جو ساری باتیں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں یہ پنجاب کے عوام اور یہاں کے طلباء کا مطالبہ ہے کہ یہ جو انٹری ٹیسٹ کا سلسلہ ہے۔یہ ناجائز ہے، زیادتی ہے، حق تلفی ہے اور اس کو ختم ہونا چاہئے۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے اور بعض دوست بھی یہ کہہ رہے ہیں اور ڈاکٹر صاحب بھی بڑی حیرانی کے ساتھ مجھے کہہ رہے ہیں کہ کیا آپ مجھے oppose کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ "ہاں" ہم oppose کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس سے پہلے یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے بحث چل رہی تھی۔یہ بد قسمتی ہے کہ اگر کوئی اچھی بات ہو جاتی ہے اور بعد میں اس میں کوئی خرابی ہوتی ہے تو بجائے اس کے کہ ہم اس خرابی کو دور کرنے کی کوشش کریں ہم چاہتے ہیں کہ جو بات کسی اچھی وجہ سے ہوئی ہے ہم اس کو اکھاڑ کر نیچے پھینک دیں۔

جناب سپیکر! شہباز شریف کی گورنمنٹ میں جو تین چار اچھے کام ہوئے تھے۔ان میں میاں شہباز شریف کا تعلیم کے حوالے سے جو کام تھا کہ اس نے بوٹی سسٹم ختم کرایا اور اس نے جو کام کیا تھا اس کو بڑا سراہا گیا تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ جو اچھی بات ہے اس کو کرنا چاہئے۔یہ انٹری ٹیسٹ کیوں شروع کیا گیا؟ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔میں نے 1982 میں لاہور لاء کالج میں داخلہ لے لیا۔میں نے ایف۔ای۔ایل یہاں کیا اور جب ہمارا فائنل امتحان تھا تو انہوں نے ہمارا داخلہ روک لیا۔انہوں نے کہا کہ آپ کی حاضریاں کم ہیں لہذا ہم آپ کا داخلہ نہیں بھیجیں گے۔اس وقت اقبال مؤکل ہمارے پرنسپل تھے، وہ بڑے سخت تھے۔میں نے ان سے کہا کہ میں تو ایک سال afford نہیں کر سکتا تو مہربانی کریں اور مجھے کوئی حل بتائیں۔انہوں نے کہا کہ تمہیں ایک ہی حل بتایا جا سکتا ہے کہ تم یہاں سے اپنی مائیگریشن کروالو اور کہیں چلے جاؤ اور امتحان دے لو۔میں تمہیں یہاں امتحان نہیں دینے دوں گا۔میں نے بڑی مشکل سے یہاں سے مائیگریشن کروائی اور میں کراچی چلا گیا۔میں ساری رات تیاری کرتا رہا کہ دوسرے دن پیپر تھا۔جب میں صبح examination hall میں گیا تو پیپر دینے کے لئے بیٹھا، پرچہ سوالات میرے سامنے آیا تو ایک منٹ میں ہال میں ہلچل مچ گئی۔وہ ہلچل ایسے مچی

کہ لوگوں نے کتابیں کھول لیں، سندھیوں، بلوچوں اور لوگوں نے کتابیں اوپر رکھ کر لکھنا شروع کر دیا۔ آپ یقین کیجئے کہ مجھے جو یاد تھا وہ سارا بھول گیا۔ میں دو منٹ انہیں دیکھتا رہا کہ یہ کیا مشکل ہے۔ میاں شہباز شریف نے جو انٹری ٹیسٹ کو شروع کیا تھا، اس کی ایک وجہ یہ تھی۔ میں اب جنوبی پنجاب کے ان حصوں کو point out نہیں کروں گا کہ بعض حکومت کے وزیر موجود تھے۔ انہوں نے وہاں پر بورڈ بنوا لئے اور وہاں وہ اپنے بچوں کو یا وہ جو کچھ کرنا چاہتے تھے۔ ان کو نقلیں مروا مروا کر ساڑھے آٹھ آٹھ سو نمبر لے کر وہ بچے آ جاتے تھے اور میڈیکل کالجوں میں داخل ہو جاتے تھے۔ اس سے بھی شور پڑا، پھر اس کا حل یہ سوچا گیا کہ انٹری ٹیسٹ کو لاگو کیا جائے اور جب تک یہ انٹری ٹیسٹ شفاف ہوتا رہا تو میں کہتا ہوں کہ اس پر کوئی شکایات پیدا نہیں ہوئیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کی اس بات سے اختلاف نہیں کرتا کہ یہ اکیڈمیاں بنی ہیں، papers leakage ہوئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ leakage نہیں ہونی چاہئے اور جو اکیڈمیاں بنی ہیں ان کے متعلق گورنمنٹ کو کوئی بہتر حل سوچنا چاہئے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ایک اچھی بات کو آپ ایک منٹ میں اٹھا کر دریا برد کر دیں۔ میں خود اس کے خلاف ہوں کہ جو زیادتیاں طلباء کے ساتھ ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ باتیں کون دیکھے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ یہ کام گورنمنٹ کا ہے۔ میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ کسی صورت انٹری ٹیسٹ ختم نہیں ہونا چاہئے لیکن اس کو شفاف ہونا چاہئے۔ اس پر چیک ہونا چاہئے۔ اس کو اتنا اچھے طریقے سے کرنا چاہئے کہ لوگوں کو جو شکایات پیش آئی ہیں کہ انٹری ٹیسٹ میں paper leak out ہوا ہے یا وہاں پر کوئی ایسی گڑبڑ ہوئی ہے۔ وزیر صحت نے پچھلی میٹنگ میں بڑے اچھے طریقے سے brief کیا تھا۔ یہاں صدیقی صاحب نے روتے ہوئے یہ کہا تھا کہ سات آدمی جنوبی پنجاب سے ہوئے ہیں اور باقی سارا پنجاب ہو گیا ہے، سارا لاہور ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اعداد و شمار کے ساتھ یہ بتایا تھا کہ سات آٹھ سو لوگ اس حلقے سے ہوئے تھے اور باقی پورے پنجاب سے ہوئے تھے۔ لہذا کسی بات کو سکینڈل نہیں بنانا چاہئے۔ کسی بات کو اس طرح سے high light نہیں کرنا چاہئے کہ پتا نہیں جنوبی پنجاب میں کیا ہو گیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کا جو حق ہے ان کو ملنا چاہئے۔ ان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کا بھی ازالہ ہونا چاہئے لیکن یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جنوبی پنجاب اپنی مظلومیت اور محرومی کی وجہ سے ہمیں دبانا شروع کر دے اور یہ سنٹرل پنجاب کو کہے کہ ہم ان زیادتیوں میں شامل ہیں تو ہم ان زیادتیوں میں شامل نہیں ہیں۔

ہم حکومت سے یہ کہیں گے اور وزیر صحت جو اچھے اور competent ہیں۔ ان سے درخواست کریں گے کہ انٹری ٹیسٹ پر انہوں نے جو انکوائریاں کی ہیں اور جو انکوائری ہو رہی ہے اس سلسلہ میں یہ اس انٹری ٹیسٹ کو بہترین بنانے کی کوشش کریں، اچھا بنانے کی کوشش کریں تاکہ کسی کو اس سے کوئی گلہ اور شکوہ نہ ہو۔ شکریہ

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو قرارداد پیش ہوئی تھی تو اس میں سوائے محرک کے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر بحث ہو سکتی ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے قرارداد پیش کی تھی تو میں نے oppose کیا تھا۔ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر ان کی بحث بنتی ہے، اگر انہوں نے oppose کیا ہے تو پھر آپ ان کو موقع دیں۔ اگر انہوں نے oppose نہیں کیا تو کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتے ہیں؟ یہ مجھے بتا دیں۔

جناب چیئرمین: یہ پہلے بات کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت میں نے انہیں ٹائم نہیں دیا تھا کہ یہ بعد میں بات کر لیں گے۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

سید مجاہد علی شاہ: جناب چیئرمین! محترم بگو صاحب نے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے تو democratic باتیں کرتے ہیں اور خود ڈکٹیٹر بن جاتے ہیں اور دوسروں کی بات سننا بھی ان کو گوارا نہیں ہے۔ انہوں نے یہاں پر کھڑے ہو کر یہ بیان دے دیا ہے کہ جنوبی پنجاب میں اس طرح ڈگریاں ملتی ہیں، وہاں لوگوں نے بورڈ ایسے ہی بنوا لئے ہیں، وہاں پر امتحان اس طریقے سے ہوتے ہیں اور ہماری طرف امتحانات اس طریقے سے ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ وہاں پر کیا دیکھ کر آئے ہیں؟ یہ بتائیں کہ کون سے بورڈ، کون سے علاقے میں یہ مسائل ایسے ہو رہے ہیں؟ یہ حقیقت ہے اور پورے جنوبی پنجاب کی آواز ہے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کو خود بھی یہ request کریں گے کہ یہ اس علاقے کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ جو رزلٹ آئے ہیں اور جس طریقے سے نتیجہ نکلا ہے یہ سراسر زیادتی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ پنجاب کے میڈیکل students کا بڑا اہم مسئلہ ہے اور جیسے میرے دوستوں نے پہلے بات کی ہے مجھے اپنی حکومت کو define کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ انٹری ٹیسٹ کیسے ہو رہے تھے اور کہاں ہیں؟ انشاء اللہ جب مورخ تاریخ لکھے گا تو وہ ہر چیز کا ذکر کرے گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب مورخ تاریخ لکھے گا تو جس طرح کوئی عورت Pope نہیں ہو سکتی اسی طرح کوئی اچھی بین الاقوامی سطح کی مؤرخہ بھی عورت نہیں ہو گی، کوئی مرد ہی لکھے گا۔ بات اتنی ہے کہ یہ انٹری ٹیسٹ 1998 میں شروع ہوا، اگر میں غلط کہوں تو منسٹر ہیلتھ مجھے بعد میں rectify کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل (PMDC) پارٹی تھی اور وہ کورٹ میں گئی تھی کہ جو students میڈیکل فیلڈ میں آ رہے ہیں ان کی basic knowledge in Physics, Chemistry and Biology اتنی تھرڈ کلاس ہے کہ وہ پریشان تھے۔ اس پر کورٹ نے آرڈر کیا تھا اور یہ سب سے پہلے خیبر میڈیکل کالج میں انٹری ٹیسٹ ہوا تھا۔ یہ میں ایک ریکارڈ کے لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ بار بار یہ بات کی جاتی ہے کہ پنجاب میں سب سے پہلے انٹری ٹیسٹ ہوا۔ جب 1998 میں ٹیسٹ شروع ہوا تو 2002 تک اس پر کوئی انگلی نہیں اٹھائی گئی۔ یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں ریکارڈ پڑا ہوا ہے اور ابھی بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ جو بچے چاہے وہ لیہ کے ہوں، راجن پور کے ہوں، ڈیرہ غازی خان کے ہوں، وہ محنت کرتے ہیں اور امتحان پاس کرتے ہیں۔ جن کی محنت پر کوئی سرمایہ دار، کوئی سیاستدان، بیوروکریٹ یا powerful ڈکیتی نہیں کر سکتے تھے۔ ان لوگوں کو داخلے ملے اور انہوں نے انٹری ٹیسٹ دیا۔ پانچ سال کا difference نکال کر دیکھ لیں، previous جو وزیر صحت تھے اور میرا خیال ہے کہ اس وقت سیکرٹری وسیم افضل صاحب تھے یہ میٹنگ کی on record باتیں ہیں کہ انہوں نے مکمل طور پر اس کی مخالفت کی کہ یہ انٹری ٹیسٹ جو internationally acknowledged ہے یہ ایک neutral ادارہ جو شہباز شریف کے دور میں تھا اس کا نام IBA تھا اور اس کا ہیڈ آفس کراچی میں تھا، پانچ سال سے وہ conduct کر رہا تھا اور انہوں نے کہا کہ کسی قسم کی کوئی discrepancy نہیں آ رہی۔ صرف زیادہ سے زیادہ انٹری ٹیسٹ اور ایف۔ایس۔سی میں اگر کسی student جس نے محنت کر کے خود نمبر لئے ہیں، خود پریکٹیکل کئے ہیں۔ دو سے پانچ percent کا difference آ رہا تھا اور یہ کوئی difference نہیں تھا لیکن جب سے یہ 04-2003 اور 2005 میں پرائیویٹ لاہور کے ایک تعلیم فروش کو انٹری ٹیسٹ کا انچارج بنایا گیا۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ بات ڈاکٹروں کی ہو رہی ہو اور ٹیسٹ انجینئرز لے رہے ہوں۔ خلیق الرحمٰن

نام کے پروفیسر ہیں، میں نام بھی لے لوں گا۔ کنگ ایڈورڈ کے پروفیسر جو سارے پنجاب کے ہیں یہ مافیا دوبارہ active ہو گیا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ان کے بچے نے 831 نمبر لئے اور پنجاب کے کسی میڈیکل کالج میں انہی کے دو بچوں میں سے ایک کا بھی داخلہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ نے nerve conduction پڑھی ہو گی۔ میں یہ کہوں گا کہ جو merit queue تھا ادھر سے جمپ لگا کر اڑھائی ہزار لوگوں کے اوپر آ گیا۔ جس بچے کا پنجاب کے کسی میڈیکل کالج میں داخلہ نہیں ہونا تھا وہ کنگ ایڈورڈ میں پانچویں نمبر پر آیا ہے۔ صرف یہی نہیں ہے، ان کا دوسرا بچہ بھی اسی طرح آیا اس نے merit queue کو cross کیا اور 1600 بچوں کے آگے آ گیا، یہ on record باتیں ہیں۔ ابھی لوگ سپریم کورٹ گئے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ سپریم کورٹ میں pending ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین! pending کی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے آج سے تین سال پہلے ایک ادارہ UHS کے نام سے بنایا۔ اس وقت ایک سال میں 92 امتحان conduct ہو رہے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر صاحب! kindly میری بات ذرا غور سے سنیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ UHS والے سال 1992 سے امتحان لے رہے ہیں جس میں ایم۔بی۔بی ایس فرسٹ، سیکنڈ، تھرڈ، فورتھ، dentistry, midwifery, DGO's ہر طرح کے وہ امتحان لے رہے ہیں لیکن آج تک کہیں سے کوئی شکایت نہیں آئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ امتحانی سسٹم ایسا transparent ہونا چاہئے کہ جس میں لوکل لوگوں کی involvement نہ ہو اور اسی طرح ہو جس طرح پہلے ہوتا تھا کہ کسی کی کوئی involvement نہیں ہوتی تھی۔ میں یہاں پر ہیلتھ منسٹر صاحب سے request کروں گا۔ انہوں نے 1988 میں ہاؤس جاب کی اس کے بعد باہر چلے گئے۔ یہاں بہت سی چیزیں جو آپ کہتے ہیں وہ پہلی دفعہ نہیں ہوئیں۔ Burn Unit میں آپ طالبعلم تھے آپ جاتے تھے، ایمرجنسیوں میں drugs کی لسٹ پہلے بھی لگی ہوتی تھی۔ مخدوم اشفاق صاحب بیٹھے ہیں ان کے بھائی مخدوم اعجاز I should remember correctly دس سال پہلے میں نے ان کو 'Streptokinase' لگایا تھا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چیز کوئی پہلی دفعہ نہیں ہو رہی۔ ٹھیک ہے کہ there is always a place for improvement but at the top اور improvement ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ سسٹم میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ ہم ڈاکٹر ہیں، یہ بھی ڈاکٹر ہیں، دو دو، تین تین ماہ بعد refresher

courses کرتے ہیں۔ ہمارا تو ہر سٹیج پر ٹیسٹ ہے، ہمارا مریض ہمارا ٹیسٹ ہے، ہمارا مریض ہمارا انٹری ٹیسٹ ہے۔ میں یہاں پر ایک نام لوں گا کہ پرنسپل جو کالج آف فزیشن اینڈ سرجن پاکستان کے صدر رہے ہیں، ان کے بیٹے کو ضیاء الحق کے دور میں 17 گولڈ میڈل دیئے گئے ہیں۔ کس وجہ سے دیئے تھے وہ اسی طرح ہی دیئے تھے۔ آج وہ شخص امریکہ میں، کیلیفورنیا میں ٹیکسی چلا رہا ہے۔ غریبوں کے حق پر اگر کسی طاقتور نے ڈاکا ڈالا تو جب وہ فیلڈ میں آئیں گے تو ان کی اولادوں کو عوام مسترد کر دیں گے۔ یہ جو تین سال پچھلے گزرے ہیں یہاں پر ایک مافیا دوبارہ active ہو گیا ہوا ہے اور یہ غریب لوگوں کی محنت کو چرا رہے ہیں، ڈاکا ڈال رہے ہیں۔ اس کو روکنے کے لئے ان کو چاہئے کہ ڈاکٹروں کی بہتری کے لئے یہ اس ہاؤس کے ڈاکٹروں کی ایک Select Committee بنائیں اس میں Professors of ample integrity and professionalism کو شامل کریں اور پھر جو وہ رائے دیں اس کو مقدم رکھیں۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: میں بھی oppose کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میں نے صرف مختصر بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا وقت مزید آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ سمیع اللہ صاحب! جلدی wind up کریں پھر ہی بحث ختم ہو گی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! ڈاکٹر اسد اشرف نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ چونکہ یہ محرومی کا سارا معاملہ ہے کہ پنجاب کا ایک حصہ محروم ہے اور اس وجہ سے ان کے بچے کم داخل ہوتے ہیں۔ میں صرف oppose اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر ایک دو چیزوں کا بندوبست کر لیا جائے تو پھر بے شک اس کو ختم کر دیا جائے۔ ہم سب اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ جو پیپر بناتا ہے وہ بھی پنجاب کا ہی حصہ ہے، جنوبی پنجاب کا حصہ ہے، جو مارکنگ کرتا ہے وہ بھی اسی پنجاب کا حصہ ہے۔ محرومی کے احساس کی میں مثال دے کر کہتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب پیپر کی چیکنگ کر رہے ہوں گے تو یقینی بات ہے کہ ان کے سامنے وہ پیپر آئے گا جو ملتان یا ڈی جی خان کے کسی طالبعلم کا ہو گا تو اس کو پتا ہو گا۔ اس نے اس کا لاہور کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے تو اس کی مارکنگ تھوڑی loose ہو جائے گی اس لئے میری تجویز ہے کہ ان بورڈوں کے جو پیپر سیٹ کئے جاتے ہیں اور پیپروں کی جو چیکنگ کی جاتی ہے

وہ اسی بورڈ میں نہ ہو وہ کسی دوسرے بورڈ میں ہو اس سے جنوبی پنجاب کے جو طالبعلم 900 نمبرز کو cross کرتے ہیں اور اسی calibre کے جو طالبعلم لاہور کے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ یہاں اکیڈمیاں بہت ہیں لیکن یہ بھی فرق ہے کہ جو ساڑھے سات سو نمبر لاہور کا طالبعلم لیتا ہے وہ اس 900 والے طالبعلم سے زیادہ ذہین ہوتا ہے۔ اس میں پیپر بھی loose سیٹ کیا جاتا ہے اور مارکنگ بھی loose کی جاتی ہے اس لئے پنجاب کے جو آٹھ بورڈ ہیں ان کے پیپر بھی دوسرے بورڈوں سے سیٹ ہوں اور چیکنگ بھی دوسرے بورڈوں سے ہو تو میرا خیال ہے کہ کافی حد تک اس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ پھر بے شک اس انٹری ٹیسٹ کو ختم کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو بات کر رہے ہیں میں یہ کہوں گا کہ کیا ہمارے دماغ کم ہیں اور یہ کوئی زیادہ قابل ہیں اور ان کے لئے یہ کوئی من وسلویٰ ہے، یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

(اذان عصر)

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئرمین! یہ جنوبی پنجاب کا شمالی پنجاب کا اور نہ ہی سنٹرل پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اس کو ایسا رنگ نہیں دینا چاہئے۔ میرے خیال میں یہ بات ہی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اس پر دو دفعہ پہلے بھی بات ہو چکی ہے۔ وزیر تعلیم کی اپنی رائے ہے اس پر میری اپنی بھی رائے ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ یہ معاملہ اخبارات میں آیا اور اس سال جو انٹری ٹیسٹ ہوا تھا اس پر کچھ بچوں نے سپریم کورٹ کو ایک خط بھی لکھا تھا۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے اس issue پر suo motu action لیا۔ اس کے بعد ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی ایک پیشی سات دن پہلے ہوئی۔ پی۔ این۔ ڈی۔ سی کے سیکرٹری کو بھی بلایا گیا اور سپریم کورٹ نے شکایات جو مختلف لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے ایک فیصلہ کیا کہ جن کو زیادہ نمبر دیئے گئے ہیں پہلے 25 پیپرز اور درمیان کے 25 پیپرز کو پنجاب سے باہر ایک مستند یونیورسٹی جس کا نام آغا خان یونیورسٹی ہے، کو بھیج دیئے جائیں۔ پھر ہمیں وقت دیا گیا اور سپریم کورٹ نے ہمیں 5۔ دسمبر کو دوبارہ بلایا ہے کہ وہ نتائج سپریم کورٹ میں پیش کئے جائیں۔ میرا خیال ہے کہ the matter is clearly subjudice۔ میں یہاں پر آپ کو

واضح طور پر اور حلفاً کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اگر ان پیپرز میں discrepancy نظر آئی۔ بے شک ایک fraction ہو تھوڑی percentage ہو تو بھی ہم اس examiner کے خلاف ایکشن لیں گے کیونکہ ہم اس کو out source کرتے ہیں۔ ہمارا میڈیکل کالج exams conduct نہیں کرتا یہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کرتی ہے۔اگر اس میں discrepancy ہوئی تو انٹری ٹیسٹ میں جس کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو اس کا ازالہ بھی کیا جائے گا اور پھر یہ بحث بھی بالکل جائز بنتی ہے۔ سپریم کورٹ نے ہمیں احکامات دیئے ہیں کہ اس کو مکمل طور پر investigate کریں انہوں نے فیصلہ کیا کہ پنجاب کے کسی میڈیکل کالج یا پروفیسر کو اس کی اجازت نہیں دیں گے بلکہ آغا خان میڈیکل یونیورسٹی اس کا analysis کرے گی۔اگر اس میں کوئی غلطی ہوئی تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اس انٹری ٹیسٹ میں اگر ایک بچے کے ساتھ زیادتی بھی ہوئی تو ہم سمجھیں گے کہ پورے کا پورا سسٹم فرسودہ ہے۔اسی چیز کی انکوائری کے لئے سپریم کورٹ نے ہمیں آرڈر دیا ہے۔5۔دسمبر کو سپریم کورٹ میں پیش کیا جائے گا اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہم اس پر فیصلہ کریں گے۔اس وقت پنجاب حکومت کے پاس اس انٹری ٹیسٹ کو ختم کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جبکہ کیس سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔

جناب چیئرمین: اس قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی قرارداد محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے۔

جہیز فنڈ پانچ ہزار روپے سے بڑھا کر پچیس ہزار روپے کرنے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جہیز فنڈ کی رقم پانچ ہزار روپے فی کس سے بڑھا کر کم از کم 25 ہزار روپے کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جہیز فنڈ کی رقم پانچ ہزار روپے فی کس سے بڑھا کر کم از کم 25 ہزار روپے کر دی جائے۔"

وزیر بیت المال: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: میں بھی اسے oppose کرتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم آج یہاں پر انسانیت کی بات کریں یا ہم کسی کا ساتھ دینے کی بات کریں تو جن لوگوں نے oppose کیا ہے میں ان سے یہ جاننا چاہوں گی کہ کیا ہم اپنی کسی بچی کی شادی پانچ ہزار روپے میں کر سکتے ہیں؟ بیت المال کے ذریعے جو رقم جہیز فنڈ کے لئے دی جاتی ہے پہلے تو اس میں بہت سی بے قاعدگیاں ہیں۔ اس پانچ ہزار روپے کے لئے غریب لوگوں کو بیت المال کے دفتروں کے کتنے چکر لگانے پڑتے ہیں۔ ذلت اور خواری کے بعد یہ پانچ ہزار روپیہ کئی لوگوں کو ملتا ہے اور کئی لوگوں کو نہیں ملتا اور جن کو ملتا ہے ان کو بھی سفارشوں کے تحت ملتا ہے۔ اس پانچ ہزار روپے کے لئے غریبوں کو بہت بڑی بڑی سفارشیں ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پانچ ہزار روپے سے جس طرح کہ ہم مہنگائی کا رونا روتے ہیں، میں نہیں سمجھتی کہ کسی ایک بچی کے لئے جہیز کی کوئی ایک آئیٹم بھی لی جا سکتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ 25 ہزار روپے بھی ناکافی ہیں لیکن 25 ہزار روپے پھر بھی ایک ایسی رقم ہے کہ جس سے بہت زیادہ تو نہیں ایک دو اشیاء تو خریدی جا سکیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کو اس کو oppose کرنے کی بجائے اس پر ہمدردانہ غور کرنا چاہئے اور اس جہیز فنڈ کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لئے انتظامات کرنے چاہئیں۔ شکریہ

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ جناب چیئرمین! میں پہلے بھی ہمیشہ ہی یہ کہا کرتی ہوں اور اب بھی یہی کہہ رہی ہوں کہ پاکستان کے ساتھ وفاداری کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ساتھ وفاداری کریں۔ میں اس میں آپ لوگوں کی باتوں سے نہیں بھاگوں گی کیونکہ میرے اوپر میرے رب کی رحمتیں ہیں اور میں اپنے رب سے ڈرتی ہوں اور مجھے کبھی کسی کا خوف نہیں آیا اور میں اس کے آگے جھکتی ہوں لیکن آپ کو میں گریبانوں سے پکڑتی ہوں۔ (اللہ اکبر کا نعرہ)

اس لئے کہ پاکستان بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا۔ اس کی بنیادوں میں قربانیاں ہیں، اس میں خون ہے، اس کے ساتھ آپ بے وفائی نہ کریں۔ میں سسٹم کی بات کر رہی ہوں اور تمام اداروں کی

بات کر رہی ہوں۔ اس کے لئے آپ کا خلوص ہونا چاہئے، دیانت داری ہونی چاہئے، مشاورت ہونی چاہئے، نیک نیتی ہونی چاہئے اور سب مل جل کر پاکستان کے استحکام اس کی بقاء اور اس کی سلامتی کے لئے نیک نیتی سے کام کریں۔ آپ ان اداروں پر ایسے کریکٹرز کو لے کر آئیں جو اپنے رب کو جواب دہ ہوں اور اس معاشرے کو بھی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک لحاظ سے تو یہ مثبت قرارداد ہے کیونکہ موجودہ rate of inflation کے مطابق 10 ہزار روپے بہت ناکافی ہیں اور میں جس پہلو کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ ہم فیلڈ کے اندر ہیں اور آپ بھی فیلڈ کے اندر ہیں اور آپ کو بھی معلوم ہے اور ہمیں بھی معلوم ہے کہ کتنے غریب لوگ ہمیں اس کام کے لئے approach کرتے ہیں کہ ہماری بچیوں کے جہیز کے لئے کچھ کروائیں اور اگر ایک کمیٹی کے پاس 50 درخواستیں آتی ہیں تو بمشکل اس کے پاس تین یا چار یا پانچ بچیوں کے لئے جہیز فنڈ موجود ہوتا ہے، وہ انہیں دے دیتے ہیں اور باقی 45/46 بچیاں کس طرح اپنے اس معاملے کو حل کر سکتی ہیں اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ trend ڈال رہے ہیں یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے اور اس حوالے سے پہلے بھی قانون سازی ہوئی یہ جو wasteful expenses کے حوالے سے آپ کو یہ قانون سازی کرنی چاہئے کہ جہیز کے سلسلے کو بالکل ختم کیا جائے اور اگر یہ ختم نہیں کر سکتے تو صد فیصد applicants کو verification کے بعد دیں۔ اتنا فنڈ آپ کے پاس ہوگا نہیں، اتنے فنانسز آپ کے پاس نہیں ہوں گے اس لئے یہ جو سلسلہ ہے کہ 40 فیصد سے زائد پاپولیشن خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے وہ تو پانچ ہزار بھی afford نہیں کرتی اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلے کی حوصلہ شکنی کی جائے اور یہ قانون سازی کی جائے کہ شادی یا نکاح کے موقع پر کوئی جہیز کا لین دین نہیں ہوگا اس کو ensure کیا جائے۔ یہ غریبوں کی خدمت ہوگی۔ یہ خدمت نہیں ہوگی کہ آپ اس کو بڑھاتے چلے جائیں اور اس حوالے سے کبھی کوئی limit نہیں آئے گی اور ابھی یہ انہوں نے 25 ہزار روپے suggest کیا ہے تو آپ دیکھیں کہ جو صورتحال بن رہی ہے اس کے مطابق تو 50 ہزار روپے بھی کر دیں گے تو پھر بھی بات نہیں بنے گی اور پھر یہ 25 ہزار روپے سے بھی گزارا نہیں ہوتا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس trend کو ختم کیا جائے اور اس میں صحیح قانون سازی کر کے جہیز کی اس لعنت کو ختم کیا جائے یہی غریبوں کی خدمت ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی قرارداد کی مکمل سپورٹ کرتی ہوں یہ حقیقت ہے کہ آج کل کے اس مہنگائی کے دور میں پانچ ہزار روپے سے کچھ نہیں بنتا اور انہوں نے اپنی طرف سے ایک تجویز دی ہے کہ وہ 25ہزار روپے ہونا چاہئے اس کی full support ہے لیکن جیسے کہا جارہا ہے کہ جو قوانین پہلے ہی بن چکے ہیں، جس میں چاہے وہ شادیوں کے کھانوں کے قوانین ہوں یا وہ جہیز کی لعنت کو ختم کرنے والے قوانین ہوں، بنائے بہت سے جاتے ہیں لیکن اس پر implementation کا بہت بڑا مسئلہ ہے کہ اس پر نفاذ یا اس پر عمل کروانا، یہ عمل کیسے ہوگا؟ جب قانون بنتا ہے تو وہ سب کے لئے برابر ہے؟ صاحب حیثیت سے لے کر جو استطاعت نہیں رکھتا وہ بھی اس میں شامل ہے لیکن جو صاحب حیثیت لوگ ہیں وہ دو، دو ہزار لوگوں کا منگنی کے فنکشن پر کھانا کرتے ہیں اور جناب! میریٹس ہوٹل، پی۔ سی ہوٹل، آواری میں بڑے بڑے فنکشن ہوتے ہیں جس کو کہا جاتا ہے کہ میوزیکل ایوننگ رکھی گئی ہے شادی کے بعد اور اس میوزیکل ایوننگ میں اڑھائی ہزار بندہ invited ہے اور سنگرز بھی موجود ہیں اور طرح طرح کے lavish کھانے وہاں پر ہیں یہ نہیں کہ وہ کھانا تو دیا جارہا ہے شادی کا لیکن وہ کان ادھر سے پکڑا جائے یا دوسری طرف سے پکڑا جائے situation یہ ہے۔ اس میں implementation---

جناب چیئرمین: محترمہ! ان کو کون روک سکتا ہے کہ---

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئرمین! یہ Writ of Government ہے یہیں سے دیکھا جاتا ہے کہ جب ڈی۔ سی۔ او اس شادی اور اس کھانے میں موجود ہوگا، جب اس کھانے میں ڈی۔ پی۔ او موجود ہوگا، جب اس کھانے میں وزیر موجود ہوں گے اور جب اس کھانے میں سب بڑے لوگ جنہوں نے یہ نفاذ کرنا ہے، ججز شریک ہوں گے تو پھر اس قانون کا کون محافظ ہوگا اور اس پر عملدرآمد کون کروائے گا؟ اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ یہ سلسلہ اوپر سے شروع کیا جائے کیونکہ اگر ایک گاؤں میں ایک آدمی پچاس لوگوں کا کھانا کر دیتا ہے تو اس کے ناظم یا اس علاقے کا SHO اس کے خلاف پرچہ کاٹ کر ڈیڑھ دو لاکھ روپے کا fine کر دیتا ہے لیکن جب اڑھائی ہزار کی میوزیکل ایوننگ رکھنے والا سب کو invite کرتا ہے اور وہاں پر سارے موجود ہوتے ہیں تو اس کے خلاف پرچہ کاٹنے والا کوئی نہیں ہوتا اس کے لئے ایک سسٹم ایسا بنایا جائے کہ اس معاشرے کو درست کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ میں عابدہ جاوید صاحبہ کی بات کو بہت آگے بڑھا رہی ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں اس میں وضاحت کرتا چلوں کہ پنجاب بیت المال کونسل کی فنانس کمیٹی نے 2004-11-29 کو جہیز فنڈ کی رقم 5ہزار روپے سے بڑھا کر 10ہزار روپے کر دی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہماری کمیٹیوں میں جنہیں فنڈز allocate کئے جاتے ہیں پہلے ان فنڈز کی ratio جو کہ پہلے 6 فیصد تھی اب اس کو بڑھا کر 12 فیصد کیا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں نادار، بے سہارا، یتیم بچیاں وسائل کی کمی کی وجہ سے جن کے ہاتھ پیلے نہیں ہوتے، موجودہ حکومت کی یہ ڈیوٹی ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ facilitate کرے تو اس سلسلے میں ہم نے اس کو 6 فیصد سے بڑھا کر 12 فیصد کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے کہ اسے مزید بڑھایا جائے اور جس طرح ڈاکٹر وسیم صاحب نے کہا ہے کہ اس کو discourage بھی کرنا چاہئے تو میں یہاں یہ گزارش کرتا چلوں کہ آج کے مہنگائی کے دور میں واقعی یہ رقم کم ہے اور اس چیز پر ہم نے قانون سازی بھی کی ہے کہ اس کو discourage کیا جائے تو جہیز کو discourage کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سارے اور ایسے اخراجات ہوتے ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: جہیز کے اخراجات کے علاوہ چائے پلانا ہے اور مہمانوں کی تواضع وغیرہ ہے تو اس کا نام تبدیل کر دیں اور ان کی مالی امداد کریں۔ یہ جہیز فنڈ نہیں ہونا چاہئے۔

وزیر بیت المال: ٹھیک ہے۔ ہم نے پانچ سے دس ہزار روپے کر دیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو اور بھی بڑھا دیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئر مین! ڈاکٹر وسیم صاحب نے جیسے کہا ہے کہ ہمیں اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے، بالکل میں اس کو مانتی ہوں کہ اس کو discourage کرنا چاہئے لیکن یہ اوپر سے کرنا چاہئے۔ آج تک کتنے امیر لوگوں کی بیٹیوں کے جہیز جاتے ہوئے ضبط کئے گئے ہیں، کتنے لوگوں کے جہیز پکڑے گئے ہیں۔ ایسی لڑکیاں جن کی جہیز کی وجہ سے شادیاں نہیں ہو پاتیں کیا وہ بہتر ہیں یا یہ بہتر ہیں کہ ہم انتظار کریں کہ کب امیر بیٹیوں کو جہیز دینا بند کریں تو غریب کی بیٹی کی باری آئے گی اور جہاں تک یہ بات ہے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی بیٹی حضرت فاطمہ

الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی استطاعت کے مطابق جہیز دیا تھا یعنی یہ ٹھیک ہے کہ جس طرح سے جہیز شروع کر دیا گیا ہے تو اس کو discourage کرنا چاہئے لیکن میں categorically کہنا چاہتی ہوں کہ بیٹی کا اپنے باپ کے گھر سے اس کی استطاعت کے مطابق لے کر جانا کہیں بھی غیر شرعی نہیں ہے اور اس کی مخالفت کرنا میں سمجھتی ہوں کہ وہ غیر شرعی ہے کیونکہ حضور پاک صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کام کر چکے ہیں اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز دے چکے ہیں تو اس کی مخالفت کرنے والوں کا وہ غیر شرعی کام ہے۔

جناب چیئر مین: جی، طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ طاہرہ منیر: شکریہ۔ جناب چیئر مین! اسلام میں جہیز کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہ ایک ہندوانہ رسم ہے اور اس کو آہستہ آہستہ ختم کر دینا چاہئے۔ نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو سامان دیا گیا تھا ہم نے اس کا نام جہیز ڈال لیا ہے، اصل میں وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زرہ بیچ کر اسی سے یہ سارا سامان خرید اگیا تھا۔ ایک گھر بسانے کے لئے چونکہ اسلام میں مرد کا کہا گیا ہے کہ وہ گھر بنائے اور اپنی بیوی کو سامان مہیا کرے تو بہر حال میں عظمیٰ بخاری صاحبہ کی بات کی مخالف نہیں ہوں کہ غریبوں کو کچھ نہ دیا جائے، غریبوں نے جو کھانا کھلانا ہوتا ہے اس نام پر اس رقم کو بے شک پچاس ہزار روپے کر دیا جائے کیونکہ آج کل ان پیسوں سے بھی کچھ نہیں بنتا لیکن آہستہ آہستہ جو جہیز نام ہے اس پر قانون سازی ہونی چاہئے کہ جہیز ایک غیر اسلامی رسم ہے یہ ایک ہندوانہ رسم ہے اور ہمارے ہاں یہ بڑھتی ہی جا رہی ہے اس کو ختم کرنے اور آہستہ آہستہ کم کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: عظمیٰ بخاری صاحبہ! پھر آپ یہ تحریک واپس لے لیں کہ جہیز کا نام بدل کر۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: نہیں، جناب چیئر مین! حکومت کے کاغذوں میں اس کا نام جہیز فنڈ موجود ہے۔

جناب چیئر مین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جہیز فنڈ کی رقم۔۔۔۔۔

وزیر بیت المال: جناب چیئر مین! ہم نے اس کی assurance دے دی ہے کہ اس کو ڈبل کر دیا ہے

اور انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی بڑھادیں گے وہ تو ہم نے accept کر لی ہے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے، پھر اس کو withdraw کر لیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئر مین! چیکس کے بارے میں میری جو قرارداد ہے اس پر کل آپ بھی وہاں موجود تھے، گورنمنٹ نے ایک میٹنگ کی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کو ایک لیٹر لکھا ہے لیکن میری یہاں اس ایوان کے سامنے ایک استدعا ہے کہ جو public interest کے بہت اہم معاملات ہوتے ہیں ان کا یہاں واقعی فیصلہ ہو جانا چاہئے لیکن اگر ہماری پنجاب حکومت نے یہ لیٹر لکھ دیا ہے تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کا کوئی time limit کر لیں کیونکہ business community میں daily کہا جا رہا ہے کہ یہ انتہائی زیادتی ہے اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں بہت سی باتیں ایسی discuss ہوتی ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: شیخ صاحب! اگلے اجلاس میں یہ نہیں آئے گی تو آپ دوبارہ لے آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! پھر آپ اس کو pending کریں اور میں دوسری یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب چیئر مین: pending ہو یا نہ ہو آپ لے آئیں ہم accept کریں گے میری بات سنیں، جو بھی ہو گی آپ کو ٹائم دیا جائے گا ہم اس کو accept کریں گے، آپ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ شیخ صاحب! آپ کی جو بات ہے آپ ایوان میں موجود ہیں سب سن رہے ہیں، پریس گیلری سن رہی ہے اگر آپ کو مرکز accept نہیں کرے گا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! وہ قرارداد مسترد کر دی گئی ہے حالانکہ وہ pending تھی۔۔۔

جناب چیئر مین: وہ pending ہے۔

شیخ علاؤالدین: اب فنانس منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ کہہ دیں کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے اتنی دیر میں جواب لیتے ہیں اور اس کے علاوہ میں ایک اور بات آپ کی توجہ کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں یہاں اتنی باتیں ہوتی ہیں Monopoly Controlling Authority جو فیڈرل گورنمنٹ کی

ہے وہ پنجاب کے لئے کیا کر رہی ہے، سیمنٹ کی قیمتیں کہاں سے کہاں چلی گئی ہیں یہ بھی تو فنانس کا تعلق ہے۔ بات یہ ہے کہ public interest میں چھوٹی چھوٹی باتیں آتی ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! یہ عوام کا مسئلہ ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ یہ قرارداد منظور ہو گی، اگلے سیشن میں آجائے گی تو کر دیں گے آپ سے یہ وعدہ ہے۔ جناب سمیع اللہ خان اپنی قرارداد پڑھیں گے۔

غیر ترقی یافتہ علاقوں میں بنکوں کے قرضہ جات کے لئے اقدامات

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ تمام قومی بنک صوبہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کے غیر ترقی یافتہ علاقوں جن کو بنکوں کی اصطلاح میں Negative Area کہا جاتا ہے میں قرضہ کی مختلف سکیموں کے بارے میں سہولت دینے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب چیئرمین! میری اس میں ترمیم بھی ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

میری طرف سے پیش کی جانے والی قرارداد میں درج ذیل ترامیم کی جائیں۔

1۔ سطر نمبر 3 میں وارد ہونے والے لفظ "میں" کے بعد حسب ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں:۔

"صرف Commercial اور Consideration risk profile کی بنیاد پر"

2۔ قرارداد کے آخر میں درج ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں:۔

"اور کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہ کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ تمام قومی بنک صوبہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کے غیر ترقی یافتہ علاقوں

جن کو بنکوں کی اصطلاح میں Negative Area کہا جاتا ہے میں قرضہ کی مختلف سکیموں کے بارے میں سہولت دینے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

میری اس میں ترمیم بھی آئی ہوئی ہے کہ:

میری طرف سے پیش کی جانے والی قرارداد میں درج ذیل ترامیم کی جائیں۔

1۔ سطر نمبر 3 میں وارد ہونے والے لفظ "میں" کے بعد حسب ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں:۔

"صرف Commercial اور Consideration risk profile کی بنیاد پر"

2۔ قرارداد کے آخر میں درج ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں:۔

"اور کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہ کیا جائے "

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ تمام قومی بنک صوبہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کے غیر ترقی یافتہ علاقوں جن کو بنکوں کی اصطلاح میں Negative Area کہا جاتا ہے میں قرضہ کی مختلف سکیموں کے بارے میں سہولت دینے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

میری اس میں ترمیم بھی آئی ہوئی ہے کہ:

میری طرف سے پیش کی جانے والی قرارداد میں درج ذیل ترامیم کی جائیں۔

1۔ سطر نمبر 3 میں وارد ہونے والے لفظ "میں" کے بعد حسب ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں:۔

"صرف Commercial اور Consideration risk profile کی بنیاد پر"

2۔ قرارداد کے آخر میں درج ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں:۔

"اور کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہ کیا جائے "

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! جو قرارداد پیش ہوئی ہے میں اس کو oppose کرتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ نے اس وقت تو oppose کیا نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! آپ نے پوچھا کب ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں، ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میں اس میں شامل کروانا چاہتا ہوں کہ اس میں "غیر سودی" کا لفظ add کر دیں یہ جو غریبوں کو قرضے دیتے ہیں وہ سود کے نظام کے تحت ان کو نچوڑتے ہیں اس لئے اس میں "غیر سودی" کا لفظ add کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، اب ترمیم نہیں ہو سکتی، اب پڑھ دی گئی ہے۔ میرے خیال میں فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔ تحریک متفقہ طور پر منظور ہو چکی ہے۔

اب اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے اور اجلاس کل صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

795

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 23۔نومبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ایس اینڈ جی اے ڈی اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو ایوان میں متعارف ہو گا)

مسودہ قانون کریمینل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض

اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005

897

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیئیسواں اجلاس

بدھ، 23-نومبر 2005

(یوم الاربعاء، 20-شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 37 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَّيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ وَلَـٰكِنَّ ٱلۡبِرَّ
مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأَخِرِ وَٱلۡمَلَـٰٓئِكَةِ وَٱلۡكِتَـٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ وَءَاتَى
ٱلۡمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِى ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَـٰمَىٰ وَٱلۡمَسَـٰكِينَ وَٱبۡنَ ٱلسَّبِيلِ
وَٱلسَّآئِلِينَ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلۡمُوفُونَ
بِعَهۡدِهِمۡ إِذَا عَـٰهَدُواْۖ وَٱلصَّـٰبِرِينَ فِى ٱلۡبَأۡسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلۡبَأۡسِۗ
أُوْلَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُواْۖ وَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 177

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اور جب عہد کر لیں تو اس کو پورا کریں۔ اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیںo

وما علینا الا البلاغo

سوالات

(محکمہ جات ایس اینڈ جی اے ڈی اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ جات سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور اطلاعات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! کل کے اخبار میں ایک خبر لگی ہوئی تھی کہ ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کو وزیر خزانہ پنجاب نے پچاس لاکھ کی گرانٹ دی ہے جس سے وہ نئی گاڑی خرید سکیں گے۔بہاولپور ایک پسماندہ علاقہ ہے وہاں پر لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی دستیاب نہیں ہے۔ پہلے بھی ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس دس گاڑیاں موجود ہیں۔اگر فرد واحد کے لئے پچاس لاکھ خرچ کیا جاتا ہے تو ان غریبوں کا جن کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے---

جناب سپیکر: شکریہ۔یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf Q. No. 2262 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2262 دریافت کیا)

سرکاری رہائشوں کے الاٹیوں کے لئے Parent Scheme کا دوبارہ اجراء

*2262 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین ریٹائرمنٹ کے وقت اپنے ملازم بیٹی یا بیٹے کے نام سرکاری رہائش کی الاٹمنٹ منتقل کرا لیتے تھے جسے parent scheme کا نام دیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کو ختم کیا گیا ہے۔ جس سے ریٹائرڈ ملازمین رہائشی مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت parent scheme کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے لیکن اس سکیم میں صرف گریڈ ایک سے گریڈ تیرہ (13) کے ملازمین کو حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(ب) یہ سکیم اب بھی جاری ہے اسے ختم نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) یہ سکیم اب بھی جاری ہے۔ اسے ختم نہیں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے ملازم بیٹی یا بیٹے کے نام سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ منتقل کرا لیتے ہیں جسے parent scheme کا نام دیا جاتا ہے۔" میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت گریڈ 13 سے اوپر کے ملازمین کو یہ سہولت دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ سہولت اصل میں چھوٹے ملازمین کے لئے ہوتی ہے کیونکہ ان کو، ان کی اولاد اور ان کے بچے کو رہائش ڈھونڈنے میں بہت زیادہ مشکلات ہوتی ہیں۔ جہاں تک گریڈ 13 سے اوپر کے ملازمین کا تعلق ہے تو ان ملازمین کا بیٹا یا بیٹی جس کو مکان دینا ہوتا ہے اس کی eligibility دیکھی جاتی ہے، eligibility یہ ہوتی ہے کہ اگر والد گریڈ 13 میں ہے اور بیٹا چوتھے سکیل میں ہے تو اس کو مکان نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر سیکرٹری level کا بندہ ریٹائرڈ ہوتا ہے اور اس کا بیٹا گریڈ 11 میں ہے تو اس کو مکان تو نہیں دیا جا سکتا اس لئے بڑے افسران کو اس سکیم میں شامل نہیں کیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیسے گریڈ 22 کا ملازم ریٹائرڈ ہو تو اس کے گریڈ 11 کے بیٹے کو وہ مکان نہیں دے سکتے ہیں۔ صرف یہ وضاحت فرما دیں کہ جی او آر۔I میں کیا جتنے لوگ رہ رہے ہیں وہ اپنے entitled house میں رہ رہے ہیں، کیا کسی ایسے سرکاری افسر جو ریٹائر ہو گیا ہو اور اس کی بیگم گریڈ 19 میں تھی اس کو گریڈ 22 کا گھر نہیں ملا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا صاحب درمیان میں کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام چلا دیتے ہیں کہ جس کی کوئی relevancy ہی نہیں بنتی۔ بات تو parent scheme کی ہو رہی ہے کہ یہ سکیم جاری ہے یا نہیں ہے؟ اس کے تحت کسی کو مکان مل سکتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے درمیان میں ایسا پروگرام چلا دیا کہ جس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کا جواب تھا کہ گریڈ 20 کا ملازم ہو تو اس کے گریڈ 11 کے بچے کو مکان نہیں مل سکتا۔ میرا ابھی یہی سوال ہے کہ اگر گریڈ 22 کا ملازم ریٹائر ہو گیا ہے اور اگر اس کا بیٹا یا بیوی گریڈ 18 یا 19 میں ہے تو کیا آپ نے اس طرح کی کوئی الاٹمنٹ تو نہیں کی ہے؟

وزیر خوراک: اس قسم کا کوئی کیس اگر آپ کے ذہن میں ہے تو point out کریں میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چودھری صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سکیم کے تحت کتنے گھر parent سے ان کے بچوں کو منتقل ہوئے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! 20 لوگ ایسے ہیں جن کو اس سکیم کے تحت مکانات الاٹ ہوئے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! غریباں نال جیہڑی indiscrimination اے ایہہ گریڈ 18 تو یا 22 دے درمیان ای نہیں۔ رانا صاحب دا بڑا valid پوائنٹ سی کہ 13 گریڈ توں تھلے دے لوکاں نال زیادتی اے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ نشاندہی کر دیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ بیان فرما دیں کہ کیا ایسا نہیں ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: اگر یہ کہہ دیں کہ اس گریڈ میں کسی کو نہیں دیا گیا، اگر کہیں کہ دیا گیا ہے تو پھر یہ

خود بتائیں گے۔ میں کون سا یہاں پر ایف آئی اے میں لگا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تو پھر fresh question بنتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: سوال نمبر 3664

لاہور میں صحافیوں کے لئے رہائشی کالونی کے قیام
اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3664 **ڈاکٹر اسد اشرف:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں صحافیوں کے لئے کالونی بنانے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا مذکورہ کالونی کے قیام کے لئے جگہ حاصل کر لی گئی ہے تو کتنی اراضی کس جگہ مختص کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ کالونی میں کتنے اور کس کس سائز کے پلاٹ بنائے جائیں گے۔پلاٹوں کی تفصیل سائز وار فراہم کی جائے؟

(د) مذکورہ کالونی میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا کیا طریق کار ہو گا؟

(ہ) کیا اس کالونی کے لئے کوئی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے تو اس کمیشن میں شامل ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(و) اس کالونی میں فی مرلہ پلاٹ کی کتنی قیمت ہو گی؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں صحافی کالونی بنانے کا اعلان کیا تھا۔

(ب) صحافی کالونی کے قیام کے لئے موضع ہر بنس پورہ تحصیل کینٹ میں 1489 کنال اراضی مختص کی گئی ہے۔

(ج) کالونی میں کل 1699 پلاٹ بنائے جائیں گے، جن میں 1410 دس مرلہ اور 289 پانچ مرلہ کے پلاٹ ہوں گے۔

(د) پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی اہلیت کے لئے پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ کے تحت 3 کیٹیگریز مرتب کی گئی ہیں:۔

1۔ لاہور پریس کلب کے کونسل ممبرز
2۔ محکمہ اطلاعات کے ملازمین اور
3۔ الیکٹرانک میڈیا کے ملازمین شامل ہیں۔

(ہ) صحافی کالونی کے لئے پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہے، بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین وزیراعلیٰ پنجاب ہیں جبکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سیکرٹری اطلاعات وثقافت پنجاب (کنوینر)، اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب محمد اصغر چودھری، قیصر امین بٹ اور اپوزیشن کا نمائندہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب شامل ہیں۔ محکمہ اطلاعات وثقافت پنجاب نے اپوزیشن کے نمائندہ کی بطور ڈائریکٹر نامزدگی کے لئے سیکرٹری پنجاب اسمبلی اور اپوزیشن لیڈر محترم قاسم ضیاء سے درخواست کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپوزیشن کا نمائندہ نامزد کریں۔

(و) صحافی کالونی میں 10 مرلہ پلاٹ کی قیمت ساڑھے تین لاکھ روپے اور 5 مرلہ پلاٹ کی قیمت پونے دو لاکھ روپے رکھی گئی ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! پہلے بھی ایک دفعہ یہ سوال آیا تھا تو اس وقت جواب موصول نہیں ہوا تھا اس کے بعد یہ سکیم اناؤنس کی گئی۔ یہ اس حکومت کا اچھا عملی قدم ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوسائٹی ڈویلپمنٹ کی کس stage پر ہے اور کب تک یہ complete ہو گی اور possession letter ان پریس گیلری کے ارکان کو، انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کو اور دوسری کیٹیگریز کو کب تک مل جائیں گے کیونکہ شنید ہے کہ ڈویلپمنٹ کے لئے جو ٹینڈر ہوئے تھے وہ منسوخ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کا تمام lay out بن چکا ہے۔ اس پر جو انہوں نے سوال کئے ہیں ان کا جزوار جواب دے دیا گیا ہے۔ انہوں نے ڈویلپمنٹ کے بارے میں ضمنی سوال کیا ہے۔ ڈویلپمنٹ کے بارے میں یہ ہے کہ ایک سال کے اندر اندر ہم ڈویلپمنٹ کو مکمل کر دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق اس صحافی کالونی کے لئے ٹینڈر ہوئے تھے

جو کہ منسوخ ہو گئے ہیں تو میرا پہلا سوال ان سے یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اس صحافی کالونی کے لئے ہونے والے ٹینڈر منسوخ ہو چکے ہیں اور سب سے سفید پوش طبقہ صحافیوں کا ہے اور نظر تو آتا ہے کہ یہ بہت امیر لوگ ہیں لیکن یہ بے چارے سب سے سفید پوش ہیں تو ایک سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ ٹینڈر منسوخ ہوئے تھے اور دوسرا یہ ہے کہ پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ انہوں نے منظور کروایا تھا تو یہ ایکٹ کب آپ نے اسمبلی سے منظور کروایا تھا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! پہلے سوال کا پہلا حصہ کہ یہ ٹینڈر منسوخ ہوئے ہیں تو یہ routine کی بات ہے۔ اگر منسوخ ہوئے ہیں تو وہ دوبارہ ٹینڈر ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسی وجوہات ہوتی ہیں کہ وہ compliance نہیں کر پاتے یا competition میں low standard companies آتی ہیں تو انہیں نہیں دیتے۔ اب یہ ٹینڈر دوبارہ ہو جائیں گے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ particular مجھے بتائیں کہ اس ہاؤسنگ کالونی۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ ٹینڈر منسوخ ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ٹینڈر کے بارے میں exact information اس وقت میرے پاس نہیں ہے کیونکہ جتنے جزہائے سوالات تھے ان کے بارے میں جواب دیا گیا ہے اور یہ بالکل علیحدہ ہے اس کے لئے مجھے تھوڑی سی مہلت دیں تو میں پتا کر کے بتا دوں۔ دوسرے سوال کا جواب ہے کہ یہ ایکٹ اسی اسمبلی نے پاس کیا تھا اور تاریخ کے بارے میں آپ اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھی پتا کر سکتے ہیں نہیں تو میں پتا کر کے exact date دے دیتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ٹینڈر میں competition ہوتا ہے اور کچھ کمپنیاں ایسی ہوتی ہیں جو substandard ہوتی ہیں تو کیا ایک رجسٹرڈ کمپنی جس کو ایک محکمہ نے رجسٹرڈ کر لیا ہے اس کمپنی کو اس میں رکھنا جائز ہے اگر نہیں تو یہ substandard companies کیسے رجسٹرڈ ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ میں نے کہا کہ ٹینڈر منسوخ ہونے کی کئی ایک وجوہات ہوتی ہیں اور جب تک competent کمپنی اور ان کے ایسے کوئی flows سامنے نہ آئیں تو اس وقت تک ان کو through کر دیا جاتا ہے ورنہ منسوخ کر کے دوبارہ کر دیئے جاتے ہیں اور یہ routine کا معاملہ ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! پریس کلب کے 923 ممبران ہیں جنہیں گورنمنٹ نے فارم issue کئے ہیں اور انہوں نے پہلی ہی فرصت میں ساڑھے چار کروڑ سے زائد رقم جمع کروادی ہے تو میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب تک انہیں possession letter دے دیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات نے on the floor of the House یہ commit کیا ہے کہ ایک سال تک یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! صحافی بھائیوں کے لئے یہ بڑی اچھی سکیم ہے اور اچھے کام کو آگے spread ہونا چاہئے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں یہ سکیم کب تک شروع کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ مرحلہ وار وسائل کی دستیابی پر دو تین اضلاع میں کیا جا رہا ہے اور ان میں یہ اضلاع بھی شامل کئے جائیں گے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی اس اہم issue پر بہت بڑی نظر ہے اور وہ اس پر کام کر رہے ہیں اور جیسے جیسے وسائل دستیاب ہوں گے تو کر دیئے جائیں گے اور ابھی ایک ضمنی سوال کہ ایکٹ کب پاس ہوا تھا تو یہ ایکٹ مارچ 2004 میں اسمبلی سے پاس ہوا تھا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں جبکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سیکرٹری اطلاعات و ثقافت پنجاب کنوینر اور اراکین کے نام ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے لکھا ہے کہ ایک ممبر اپوزیشن سے لیا جائے گا تو وزیر موصوف بتا دیں کہ وہ ممبر اپوزیشن سے لے لیا ہے with the consent of the Opposition Leader اور اگر لے لیا ہے تو ان کا نام بھی بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ہم نے اپوزیشن لیڈر سے درخواست کی ہوئی ہے کہ وہ nominate کریں تو جیسے ہی وہ nominate کریں گے تو notify کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3701 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری اشتہارات کی اشاعت کے لئے اخبارات، ادائیگیوں، بقایاجات اور ڈیفالٹرز کی تفصیلات

*3701 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک محکمہ اطلاعات کی وساطت سے کن کن اخبارات میں اشاعت کے لئے اشتہار جاری کئے گئے ہیں ان اخبارات کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) محکمہ ہذا نے اس وقت کن کن اخبارات کو ادائیگی بسلسلہ اشاعت اشتہار کرنا ہے۔ ان اخبارات کے نام اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت محکمہ اطلاعات نے اخبارات میں اشتہار کی اشاعت کی کتنی رقم کن کن محکمہ جات سے وصول کرنی ہے۔ ان محکمہ جات کے نام اور ان کے ذمہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ڈیفالٹر محکمہ جات سے رقم کی وصولی کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک محکمہ اطلاعات کی وساطت سے جن جن اخبارات و جرائد کو اشاعت کے لئے اشتہارات جاری کئے جاتے رہے ہیں ان کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ تمام اخبارات کو 60 یوم کے بعد ریگولر اشتہارات (آئی پی ایل) کی ادائیگی کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں جن اخبارات / جرائد کو ماہ نومبر 2003 میں چھپنے والے اشتہارات کی ادائیگی کرنی ہے۔ ان کی تفصیل مع رقم ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم خصوصی اشاعتوں میں چھپنے والے اشتہارات (ایس پی ایل) اس شرط پر جاری کئے جاتے ہیں کہ ان کی ادائیگی متعلقہ اشتہار کے بل کی رقم متعلقہ محکمہ سے وصول ہونے پر کی جائے گی۔

(ج) اس وقت محکمہ ہذا نے ایس پی ایل اشتہارات کی مد میں جن محکمہ جات سے بقایا جات وصول کرنے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ جات سے رقم کی وصولی کے لئے محکمہ ان سب اداروں کو اور ان کے سربراہوں کو یاد دہانی کے خطوط لکھتا رہتا ہے۔ محکمہ خزانہ کو بھی کیس بھجوایا ہے کہ ان محکمہ جات سے ریکوری کروادیں یا پھر سپیشل سپلیمنٹری گرانٹ جاری کر دیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال جز (ج) کے حوالے سے ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ محکمہ ہذا نے اس وقت S.P.L اشتہارات کی مد میں جن محکمہ جات سے بقایا جات وصول کرنے ہیں، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی جائے۔ اس میں صورتحال یہ ہے کہ یہ تفصیل بڑی لمبی چوڑی ہے۔ حکومتوں کے پاس یہ سب سے اہم حربہ ہوتا ہے کہ اگر اخبارات کا گلہ گھونٹنا ہو تو ان کے اشتہارات روک لئے جائیں یا ان کی payment روک لی جائیں اور پچھلے دنوں اخبارات میں بھی آیا کہ "نوائے وقت" کے اشتہارات روک لئے گئے ہیں، اسی طرح "جنگ" کے بھی کسی وقت اشتہارات روک لئے گئے تھے۔ یہ 2003 کی رپورٹ انہوں نے مجھے دی ہے اور پرسوں اس ہاؤس میں یہ پاس ہوا تھا کہ latest information دیا کریں گے تو یہ 2003 کے مطابق "نوائے وقت" کی رقم 12 لاکھ 61 ہزار اور روزنامہ "جنگ" کی 11 لاکھ 86 ہزار روپے انہوں نے دینے ہیں جو کہ

سال 2003 کا مختلف محکموں کے ذمے واجب الادا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2004 اور 2005 کی صورتحال کیا ہے اور کتنے پیسے ان اخبارات روزنامہ ''جنگ'' اور روزنامہ ''نوائے وقت'' کے مختلف محکمہ جات کے ذمے ہیں اور حکومت کے ذمے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ figures پوچھ رہے ہیں کہ کتنے پیسے ہیں اور کن اخبارات کے ہیں تو یہ اگر figures سے related ہو تو میرا خیال ہے کہ یہ fresh question بنتا ہے اور ویسے جو انہوں نے فرمایا ہے کہ اتنی لمبی چوڑی تفصیل لکھ کر رکھ دی ہے تو جو ہمارے پاس تفصیل تھی ہم نے وہی رکھنی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے دو اخبارات کا نام لے کر کہا ہے کہ ان کی اتنی رقم بنتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جو تفصیل انہوں نے مجھے دی ہے وہ پڑھ لیں اور چلیں یہ بتادیں کہ یہ رقوم 2003 کی ہیں، 2004 کی ہیں یا 2005 کی ہیں۔ یہ رقوم آپ کب تک ان اخبارات کو دیں گے اس چیز کی یقین دہانی کروادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس بارے میں ہم نے لکھ دیا ہے اور یہ ہمارا routine کا معاملہ ہوتا ہے جن محکموں سے recovery نہیں ہوتی تو اس کے لئے ہم محکموں کو reminders بھیجتے رہتے ہیں اور اس میں بھی ڈیفالٹر محکمہ جات کے سربراہان کو جو ان کے Heads ہیں انہیں یاد دہانی کے لئے لیٹر لکھ دیئے ہیں اور محکمہ خزانہ کو بھی ہم نے یہ کیس بھجوادیا ہے کہ اگر recovery کے لئے صورتحال ایسی گھمبیر ہے تو اس کے لئے سپیشل سپلیمنٹری گرانٹ ہمیں عطا کر دی جائے۔ جیسے ہی گرانٹ ملتی ہے تو انہیں ادائیگی کر دی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چودھری صاحب! ماشاء اللہ ماہر آدمی ہیں اور یہ سوال کو گول کر جاتے ہیں۔ Highlight کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سوال کیا جائے تو اس پر کوئی عملدرآمد ہو جائے تو میرا ان سے سوال ہے یہ کہ یقین دہانی کروادیں کیونکہ لیٹر تو گورنمنٹ لکھ رہی ہے اور ایک سال پہلے بھی یہاں بات ہوئی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم لیٹر لکھ رہے ہیں تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ یہ کب تک محکمہ جات سے انہیں رقوم دلوادیں گے، یہ کوئی ٹائم بتادیں کہ دو ماہ، تین ماہ یا چار ماہ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! محکمہ کا اپنا ایک process ہے اس کے لئے ہمارے پاس جیسے ہی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے رقم موصول ہوتی ہے تو بغیر کسی توقف کے ان کو pay کر دی جاتی ہے، process on ہے اور اس میں جیسے ہی رقم ہمارے پاس آئے گی تو ہم ان کو دے دیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ان کا سوال ہے کہ کب تک دے دیں گے، اسی سال payment ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس کو vigorously pursue کریں گے اور جلد سے جلد کروا دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پچھلے دنوں "نوائے وقت" کے اشتہارات بند رہے جس سے حکومت نے کوئی نیک نامی نہیں کمائی۔ ایک طرف تو پریس کی آزادی کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اور دوسری طرف اس طرح کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں کافی عرصہ تک "نوائے وقت" کے اشتہارات بند رہے تو وہ کس بنیاد پر بند کئے گئے تھے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ سوال محکمہ جات کے بارے میں تھا اور میرے بھائی نے اس سے تھوڑا سا ہٹ کر سوال کیا ہے کیونکہ یہ بہت کم سوال کرتے ہیں اس لئے میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اخبارات کو اشتہارات دینے کا ایک set process ہے اور اس میں اشتہارات دینا کسی بھی حکومت کی discretion ہے، اس میں کسی اخبار کا استحقاق نہیں ہے اور اس پالیسی کو victimization کرنے کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا گیا۔ ان کی میڈیا لسٹ ہوتی ہے اور سٹال ویلیو لگا کر اور لوگوں کی acceptance لگا کر اس کے حساب سے دیتے ہیں۔ victimization کی بات اس میں کوئی نہیں ہے اور یہ گورنمنٹ پالیسی ہوتی ہے اور گورنمنٹ پالیسی میں اس کی discretion ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس پالیسی سے متعلق چوہدری صاحب بیان دے رہے تھے وہ ان سے بالاتر ہے وہ ان سے متعلق ہے ہی نہیں۔ وہ اشتہارات کیوں بند کئے گئے تھے ان کو بند کرنے کی سیاسی وجوہات تھیں اس بات کا سارے ملک کو علم ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس رقم کا ذکر ہو رہا ہے تو اگر یہ misprint نہیں ہے تو یہ تقریباً 3 کروڑ 9 لاکھ 65 ہزار 4 سو 29 روپے بنتے ہیں یہ صرف گیارہ اور بارہ لاکھ کی بات نہیں ہے اس میں باقی اخبارات بھی شامل ہیں اور ہو سکتا ہے کہ باقی جو چھوٹے اخبارات ہیں ان کی مالی حالت ان دو بڑے اداروں سے بہتر نہ ہو۔ تو یہ 3 کروڑ 9 لاکھ 65 ہزار 4 سو 29 روپے کی رقم جو ہے یہ انہوں نے 2004-01-26 کو جواب دیا ہے تو اس کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں تو یہ فرما دیں کہ یہ تین کروڑ کی خطیر رقم کی اس وقت کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ اشتہارات جو محکمہ جات کی طرف سے آتے ہیں میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ continuous process ہے اس میں رقم accumulate ہونے کا سلسلہ نہیں ہے کہ تین کروڑ ہو جائے، پانچ کروڑ ہو جائے یا چھ کروڑ ہو جائے اور یہ اخبارات کو بھی پتا ہے کہ جو اشتہارات ہمارے پاس آ گئے ہیں اب یہ pay ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ ہے کہ یہ جواب 2004 میں دیا گیا تھا تو کیا اس کے بعد کوئی progress ہوئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کے بعد اس میں سے کچھ payment ہو چکی ہے اور اگر یہ exact چاہتے ہیں تو اس کے لئے مجھے مہلت چاہئے میں ان کو exact figures لے کر دے سکتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس مہلت کا تقاضا چیئر سے کر رہے ہیں جب یہ رات یا ایک دن پہلے ان سوالات کی تیاری کے لئے بیٹھے تو کیا ان کا یہ کام نہیں تھا کہ 2004-01-26 کو آپ نے بتایا کہ تین کروڑ روپے کی رقم بقایا ہے اب یہ تین سے پانچ ہو گئی ہے یا تین سے پچاس لاکھ رہ گئی ہے؟ کیا یہ ان کا کام نہیں تھا یہ تو بالکل relevant بنتا ہے یہ اس کی information لیتے اور آج ہاؤس کو اس بات سے آگاہ کرتے یہ فرمائیں یا پھر یہ کہیں کہ یہ proper تیاری نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ تیاری کے بارے میں انہوں نے اپنے ضمنی سوال کے پہلے حصے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ پالیسی ان سے بالا ہے تو جو ہم سے بالا چیزیں ہیں ان کا سوال ہی ان کو نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سوال ہی کچھ چیزوں کو تہ و بالا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ پالیسی ان سے بالا ہے لیکن یہ ان سے بالا نہیں ہے۔ انہوں نے ہاؤس کو یہ جواب دیا ہے کہ answer-sheet پر موجود ہے۔ اس پر تاریخ 26-01-2004 لکھی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ تو relevant question ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ relevant question ہے اس کا یہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ملک محمد اقبال چنڑ کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3714 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں سال 2003 میں درج مقدمات کی تمام تر تفصیلات

*3714 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں سال 2003 میں کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے ان کی ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز اس ریجن میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے اور کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں۔ ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ج) عدالتوں میں پیش ہونے والے کتنے مقدموں کے فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر التواء ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(د) کتنے مقدمات میں جن کے فیصلے ہو چکے ہیں ملزمان کو سزا ہوئی اور کتنے ملزمان بری ہوئے ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے مقدمات میں ملزمان کو جرمانہ کی سزا ہوئی اور جرمانہ کی رقم کس کس کھاتہ میں جمع ہوئی؟

(و) ان مقدمات کی پیروی پر حکومت نے کتنی رقم کن کن وکلاء کو ادا کی ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) انٹی کرپشن ملتان ریجن میں سال 2003 کے دوران درج ہونے والے مقدمات کی ضلع وار تفصیل نیز اس ریجن میں شامل اضلاع کے نام درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	108
2۔	خانیوال	33
3۔	لودھراں	37
4۔	وہاڑی	54
5۔	ساہیوال	40
6۔	پاکپتن	32
7۔	مظفر گڑھ	74
8۔	لیہ	20
9۔	ڈیرہ غازی خان	35
10۔	راجن پور	34
11۔	بہاولنگر	53
12۔	رحیم یار خان	107
13۔	بہاولپور	72
	میزان	699

(ب) سال 2003 میں عدالت میں پیش کئے جانے والے اور زیر تفتیش مقدمات کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	06
2۔	خانیوال	01
3۔	لودھراں	02
4۔	وہاڑی	03
5۔	ساہیوال	08
6۔	پاکپتن	06
7۔	مظفر گڑھ	02
8۔	لیہ	—
9۔	ڈیرہ غازی خان	04
10۔	راجن پور	04
11۔	بہاولنگر	12
12۔	رحیم یار خان	05
13۔	بہاولپور	04
	میزان	57

زیر تفتیش مقدمات

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	102
2۔	خانیوال	32
3۔	لودھراں	35
4۔	وہاڑی	51
5۔	ساہیوال	32
6۔	پاکپتن	26
7۔	مظفر گڑھ	72
8۔	لیہ	20
9۔	ڈیرہ غازی خان	31
10۔	راجن پور	30
11۔	بہاولنگر	41
12۔	رحیم یار خان	102
13۔	بہاول پور	68
	میزان	642

(ج) سال 2003 میں عدالت ہائے انٹی کرپشن ملتان ریجن سے چار مقدمات کا فیصلہ ہوا جن کی ضلع وار تفصیل اور زیر التواء مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2003 میں عدالتوں سے فیصلہ شدہ مقدمات

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	1
2۔	مظفر گڑھ	1
3۔	ڈیرہ غازی خان	1
4۔	بہاولپور	1
	میزان	4

زیر التواء مقدمات

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات
1۔	ملتان	5
2۔	خانیوال	1
3۔	لودھراں	2
4۔	وہاڑی	3
5۔	ساہیوال	8
6۔	پاکپتن	6
7۔	مظفر گڑھ	1
8۔	لیہ	_
9۔	ڈیرہ غازی خان	3
10۔	راجن پور	4
11۔	بہاولنگر	12
12۔	رحیم یار خان	5
13۔	بہاولپور	3
	میزان	53

(د) عدالت ہائے انٹی کرپشن ملتان ریجن سے سال 2003 میں 4 مقدمات کے فیصلے ہوئے اور تمام مقدمات میں ملزمان بری ہوئے جن کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد مقدمات	بری	سزا
1۔	ملتان	1	1	۔
2۔	مظفر گڑھ	1	1	۔
3۔	ڈیرہ غازی خان	1	1	۔
4۔	بہاولپور	1	1	۔
	میزان	4	4	۔

(ہ) سال 2003 کے فیصلہ شدہ مقدمات میں کسی ملزم کو سزا نہ ہوئی ہے۔
(و) انٹی کرپشن کے مقدمات کی پیروی اسسٹنٹ ڈائریکٹر پراسیکیوشن کرتے ہیں اور کسی وکیل کو ان مقدمات کی پیروی کے سلسلے میں کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کا جواب 2004-03-03 کو موصول ہوا ہے انہوں نے اپنے جواب کے جز (ب) میں یہ بتایا ہے کہ 642 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ کیا یہ مقدمات چالان ہوئے ہیں یا خارج ہوئے ہیں ان میں سے کتنے مقدمات خارج ہوئے ہیں اور کتنے مقدمات چالان ہوئے ہیں اور جو چالان ہوئے ہیں ان کا گریڈ اور عہدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انہوں نے جس طرح سے تفصیل پوچھی ہے کہ زیر تفتیش مقدمات کتنے ہیں اور باقی جو مقدمات کی تفصیل ہے ضلع وار وہ بتائیں وہ ساری دی گئی ہے۔ اگلے سوال میں وہ تفصیل آ رہی ہے یہ اس کو پڑھ لیں، میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چنڑ صاحب کا بڑا relevant سوال تھا کہ زیر تفتیش مقدمات 642 ہیں یہ 2004-03-03 کو تھے اب نومبر 2005 ہے اب ان 642 میں سے کتنے مقدمات ہیں جن کی تفتیش ہو گئی ہے ان کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جو 642 مقدمات زیر تفتیش ہیں ان کی تفصیل اس وقت جو پوچھی گئی اس کے مطابق تو بتا دیا ہے۔ اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان میں سے کتنے مقدمات کا مکمل چالان چلا گیا ہے اور کتنے مقدمات کا نہیں گیا چونکہ وہ تفصیل سوال میں انہوں نے پوچھی نہیں ہے لہذا وہ اس وقت نہیں بتائی جا سکتی۔ اس کے لئے یہ fresh question دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کو چاہئے تھا کہ جواب کو update کرتے۔ آج 23۔نومبر ہے۔ 23۔نومبر پر 642 مقدمات کی کیا پوزیشن ہے، یہ آپ نے محکمے سے پوچھ لینا تھا، آپ نے یہی

پوچھنا تھا کہ 642 جو زیر تفتیش مقدمات تھے ان میں سے کتنے آگے عدالت میں چلے گئے ہیں یا ان کے پاس ابھی under investigation ہیں وہ کس stage پر ہیں؟ یہ دو سال بعد جواب آ رہا ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں اس پر آپ پھر رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں آگے وہ تفصیل پوچھی ہے کہ کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ اس میں انہوں نے اتنا ہی پوچھا ہے وہ سوال کے مطابق بتا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اس کی تفصیل کیا آگے اگلے سوال میں آ رہی ہے؟

وزیر خوراک: جی، اگلے سوال میں تفصیل آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلے سوال میں تفصیل ہے۔ ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کے جو rules & regulations ہیں اس کے مطابق ہوتا یہ ہے کہ اگر کوئی چھوٹا اہلکار کرپشن کرتا ہے تو فوراً مجسٹریٹ اور پولیس کا محکمہ جاتا ہے اور گرفتار کر لیتا ہے اور حوالات میں بند کر دیتا ہے لیکن یہ بات بھی ہم سب کو معلوم ہے کہ جو سینئر افسران ہیں، ڈی پی او ہیں، ڈی آئی جی ہیں، سیکرٹری ہیں، ایڈیشنل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری ہیں یہ بھی کوئی پوتر نہیں ہیں، ان میں بھی کرپشن ہے۔ ان لوگوں کی کرپشن کو چیک کرنے کے لئے محکمہ انٹی کرپشن کے پاس کیا اختیارات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن میں شاید پہلے صورتحال اتنی بہتر نہ ہو جب سے ہماری حکومت آئی ہے اگر آپ دو منٹ دیں تو میں آپ کو اس کی تفصیل بتاؤں کہ کس طرح ہماری حکومت نے محکمہ انٹی کرپشن کو streamline کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہم نے اس میں بڑی انقلابی تبدیلیاں کی ہیں، پہلے یہ محکمہ dead ہوا تھا اس کو دوبارہ revive کیا ہے اس لئے جو کام اچھا ہو اس کی تعریف بھی ہونی چاہئے۔ چیف منسٹر پنجاب کی ہدایت پر محکمہ انٹی کرپشن کو دو سال کے عرصے میں یہ سہولتیں دی ہیں جن میں تین نئے ریجن

بہاولپور، سرگودھا اور گوجرانوالہ کا قیام عمل میں آیا، اس میں ضلعی سطح پر ڈپٹی ڈائریکٹر اور اضافی عملہ کی تعیناتی کی ہے اور ضلعی دفاتر کو مؤثر بنایا گیا ہے۔ 40فیصد سپیشل الاؤنس برائے انٹی کرپشن عملہ سٹاف، عملہ کو بہتر کارکردگی کا موقع دیا جاتا ہے اس لئے ان کو 40فیصد سپیشل الاؤنس دیا گیا ہے۔ کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کمپیوٹر فراہم کئے گئے ہیں اور محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کو عملہ کی تعیناتی کے لئے خصوصی ہدایات دی گئی ہیں اور اندرونی وسائل جس کو Vigilance Wing کہتے ہیں اس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس کے بعد ڈپٹی ڈائریکٹر کو آرڈینیشن ہیڈکوارٹر جو کہ بلاواسطہ ڈائریکٹر انٹی کرپشن کو جواب دہ ہے اس کے ذمے اندرونی اور بیرونی کرپشن کے متعلقہ معاملات کی نشاندہی اور اہم مقدمات میں مشاورت، تعاون اور امداد ہے۔ اس میں یہ چیزیں نئی شامل کی گئی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تو پوری رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب نے progress پوچھی تھی وہ progress بتا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو چودھری صاحب فرما رہے ہیں یہ irrelevant ہے۔ انہوں نے جو جواب دیا ہے اس کی تاریخ 2004-03-03 ہے۔ اب یہ سوال 2003 کے مقدمات سے متعلق تھا۔ اب کارکردگی کا حال یہ ہے کہ انہوں نے 2003 میں جو مقدمات درج ہوئے ان کی تعداد 699 بتائی ہے اور پورے پنجاب میں کل 57 مقدمات کے چالان پیش ہوئے ہیں یعنی 699 مقدمات درج ہوئے اور صرف 57 کا چالان پیش ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس وقت پیش ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، اس وقت پیش ہوا یعنی 2004 میں اور باقی مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ویسے تو انٹی کرپشن رولز کے مطابق چودھری صاحب اس بات کو سمجھتے ہیں کہ after inquiry مقدمہ درج ہوتا ہے اس کی پہلے preliminary inquiry ہوتی ہے اس کے بعد مقدمہ درج ہوتا ہے، straight away ایف آئی آر نہیں ہوتی پھر اس کے بعد تفتیش کا مرحلہ بڑا مختصر سارہ جاتا ہے اور جو C.R.P.C کے رولز ہیں اس کے مطابق چالان within 15 days or one month سپیشل کورٹ میں پیش ہونا ہوتا ہے لیکن اس تفتیش کے مرحلے کو سالہا سال اس لئے لٹکایا جاتا ہے کہ ملزمان کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ مدعیوں کو یا complainant کو pressurize کریں اور اس کے بعد صلح ہو جائے اور اس کی کارکردگی اب یہ بتا رہے ہیں کہ ان کو کمپیوٹر فراہم کئے ہیں یہ کیا

ہے، وہ کیا ہے۔اب یہ آگے جا کر دیکھیں کہ سال 2003 کے فیصلہ شدہ مقدمات میں کسی ملزم کو سزا نہ ہوئی ہے ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں ٹوٹل 4 مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے اور چاروں مقدمات کے ملزمان بری ہوئے ہیں یہ ان کی کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی on the floor of the House اس بات کو concede کیا ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن کے حالات پہلے بہت بہتر نہیں تھے۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ اب progress کیا ہوئی ہے وہ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے رانا صاحب بھی کبھی کبھی ذرا جلد بازی میں آ جاتے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتانے دیں کہ progress کیا ہوئی ہے میں facts and figures کے ساتھ بتا رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب نے اگر progress بتانی ہے تو جو relevant information اس سوال میں پوچھی گئی ہے اس سے متعلق یہ progress بتائیں۔ یہ بتائیں کہ 699 مقدمات میں سے اب تک کتنوں کا چالان پیش کیا جا چکا ہے اور اس میں سے کتنوں کا فیصلہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے تھے کہ آگے سوال آنے والا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: وہ تو کمپیوٹر کا بتا رہے تھے کہ کمپیوٹر دے دیئے ہیں، تنخواہیں بڑھا دی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ جو آپ بات کر رہے ہیں اس کا آگے تفصیل کے ساتھ جواب آیا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ relevant information دے دیں۔

وزیر خوراک: میں عرض کر رہا ہوں کہ latest information یہ جو ساری سہولتیں تھیں اس سے progress کیا ہوئی ہے، وہ اگر یہ سن لیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! 307 مقدمات میں 9321 ملین روپے کیش ریکوری ہوئی ہے اور 254 مقدمات میں 6107 ملین روپے کی ریکوری ہوئی ہے اور 2894 مقدمات میں سے 1565.89 لاکھ روپے کی ریکوری ہوئی ہے اور 21 فیصد ریکوری پہلے سے زیادہ ہوئی ہے، جو بہتری ہوئی ہے وہ بتا رہا ہوں۔ شکایات سیل میں 05-2004 میں 18188 شکایات موصول ہوئیں جو پچھلے مالی سال سے

4 فیصد زیادہ ہیں۔ انکوائری جو ہوئی ہیں وہ 05-2004 میں 9019 انکوائریاں شروع کی گئیں جو پچھلے سال سے 40 فیصد زیادہ ہیں۔ مقدمات جو 05-2004 میں ہیں وہ 2436 مقدمات درج ہوئے جو کہ پچھلے مالی سال سے 9 فیصد زیادہ ہیں۔ ریڈ جو 05-2004 میں ہوئے ہیں وہ 179 کئے گئے جو پچھلے مالی سال سے 143 کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ ملزمان جو 05-2004 میں گرفتار ہوئے وہ 1525 ہوئے جن میں گزیٹڈ افسران کا بھی یہ پوچھ رہے تھے کہ ان کو ہاتھ ڈالا ہے یا نہیں وہ 117 گزیٹڈ افسران اس میں شامل ہیں۔ اشتہاری ملزمان کی جو گرفتاری ہوئی ہے، arrest of the PO'S وہ موجودہ ڈائریکٹر جنرل محمد اسلم گھمن صاحب نے اپنی تعیناتی کے فوراً بعد جولائی 2003 میں اشتہاری ملزمان کو پکڑنے کی مہم شروع کی، وہ اپنے محکمہ کو باقاعدہ پلان کر رہے تھے اس کے نتیجہ میں آج تک 521 اشتہاری ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور اے، سی عدالتوں میں جو چالان 2004-05 میں بھجوائے گئے ہیں وہ 1082 مقدمات کے چالان عدالتوں میں بھجوائے گئے ہیں جو پچھلے سال سے 40 فیصد زیادہ ہیں۔ اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ اچھے اقدامات کرنے سے کوئی بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔ جی، آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں گے؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ابھی میرے اسی سوال سے متعلقہ ایک دو ضمنی سوال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک بڑا اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آگے اور سوال بھی ہیں، اور لوگوں نے بھی کرنے ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اس سے مختلف ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 3724 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن ملتان میں تعینات ملازمین کی تفصیل

*3724 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے اضلاع کے نام اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، عرصہ تعیناتی اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں اور کرپشن کی انکوائریاں چل رہی ہیں ؟

(د) ان ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی پر ماہانہ کتنی رقم خرچ ہوتی ہے اور انہوں نے سال 2003 میں کرپشن کے سلسلہ میں کتنی رقم برآمد کی ہے ؟

وزیر خوراک:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں 13 اضلاع ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں نیز ان اضلاع میں تعینات ملازمین کی تفصیل مع نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، عرصہ تعیناتی اور پتاجات کی تفصیل (Annex A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام ضلع
1۔	ملتان
2۔	خانیوال
3۔	لودھراں
4۔	وہاڑی
5۔	ساہیوال
6۔	پاکپتن
7۔	مظفر گڑھ
8۔	لیہ
9۔	ڈیرہ غازی خان
10۔	راجن پور
11۔	بہاولنگر
12۔	رحیم یار خان
13۔	بہاولپور

(ب) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے اضلاع میں 31 ملازمین عرصہ 3 سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات ہیں جن کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے کسی ملازم کے خلاف محکمانہ انکوائری یا کرپشن کی انکوائری زیر کارروائی نہ ہے۔

(د) ہر ضلع کے ملازمین کی ماہانہ تنخواہ کے خرچ کی تفصیل اوران اضلاع میں سال 2003 میں کرپشن کی جو رقم برآمد ہوئی ہے اس کی ضلع وار تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ان کے اپنے جواب میں ہے کہ 31 ملازمین تین سال کے زائد عرصہ سے ملتان ڈویژن میں posted ہیں، کیا یہ ان کو مزید وہاں رکھنا چاہتے ہیں یا ان کا تبادلہ کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ اگر تفصیل جاننا چاہیں تو میں عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں بہت چھوٹے low grade کے جو ملازمین ہیں، کوئی ایک آدھ انسپکٹر اور ایک سے تین تک کی تعداد ہے۔ باقی سارے کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل رینک کے بندے ہیں۔ ان کو ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں ٹرانسفر کرنا ان کے مالی حالات بھی خراب کرنے کے مترادف ہوتا ہے اور وہ بیچارے کام بھی تندہی سے کر نہیں سکتے۔ وہ چھوٹے ملازمین ہیں جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں، اس میں بڑا ملازم کوئی نہیں ہے، انسپکٹر ایک، دو یا تین ہیں جن کا عرصہ تعیناتی زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے اس میں میرا علم یہ ہے کہ جو انسپکٹر کے رینک کے لوگ انٹی کرپشن میں خدمات سرانجام دیتے ہیں انہیں پولیس سے لیا جاتا ہے۔ وہ زیادہ تر پولیس ملازم ہوتے ہیں۔ ان کا اس ضلع سے ٹرانسفر کیا جانا جو ہے یہ اس میں امر مانع نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے آتے ہیں اور اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ہی واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ لوگ وہاں پر آ کر جو مختلف معاملات میں involve ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد پھر ان کا وہاں سے واپس جانے کو جی نہیں چاہتا تو یہ چونکہ ایک سروس rule ہے کہ کسی محکمے میں یا کسی ایک ہی جگہ پر اگر کوئی ملازم تین سال سے زیادہ تعینات رہے تو اس سے بے شمار قسم کی خرابیاں جنم لیتی ہیں تو اس میں یہاں پر تین

انسپکٹر ہیں اور تینوں تقریباً زائد از پانچ سال وہاں پر تعینات ہیں۔ تینوں کا عرصہ جو ہے وہ ایک کا سات سال ہے، ایک کا پانچ سال ہے اور پھر ایک کا سات سال ہے۔ اس کے بعد جو کانسٹیبلان صاحبان ہیں وہ پندرہ پندرہ سال، دس دس سال سے وہاں پر ان کی تعیناتی ہے تو یہ جو خلیفے وہاں پر انھوں نے بٹھائے ہوئے ہیں جنھوں نے لوگوں کے ساتھ وہاں پر مک مکا کیا ہوا ہے اور لوگوں کو انفارمیشن مہیا کرتے ہیں، لوگوں کو بلیک میل کرتے ہیں، منتھلیاں لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

رانا ثناء اللہ خان: ان لوگوں کو یہ ٹرانسفر کریں۔ کیوں نہیں یہ ان کو ٹرانسفر کرتے؟ انھوں نے یہ جو جواز پیش کیا ہے کہ وہ اسی ضلع سے ہیں اور ان کو اس ضلع سے باہر نکالنا بڑا مشکل ہے۔ باہر نکالنے والی تو بات ہی نہیں ہے۔ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں واپس جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کانسٹیبل level کے بندے کو اب دوسرے ضلعوں میں بھجوانا ان کی مالی مشکلات میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے۔ انھوں نے جو افسران کی بات کی ہے تو اس میں اس وقت صرف دو آفیسرز ہیں، انسپکٹر level کے صرف دو بندے ہیں جن کی تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے، باقی 99 فیصد ہم تبدیل کرتے رہتے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، چودھری صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ جو لوگ دوسرے محکموں سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں، پولیس سے اگر کوئی کانسٹیبل آیا ہوا ہے اور اس کو دس یا پندرہ سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے تو وہ واپس اپنے محکمے میں چلا جائے، دوسرا اس کی جگہ پر محکمے میں آ جائے گا۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کوئی نہ کوئی کانسٹیبل ہی آئے گا اور وہ ادھر کا ہی رہنے والا ہو گا تو اگر یہ اس کو نامناسب سمجھتے ہیں تو اس پر عمل کروایا جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو نیا کانسٹیبل آئے گا اسے منتھلی والی جگہ تلاش کرنے کے لئے کم از کم چھ ماہ تو لگیں گے۔ چھ ماہ کا عرصہ جو ہے اس میں محکمے کی کارکردگی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو اس پر سوچ بچار کر لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں مناسب میرے یا چودھری صاحب کے سمجھنے کی بات نہیں

ہے۔یہ باقاعدہ سروس rule ہے، یہ قانون ہے کہ کوئی آدمی ایک جگہ پر تین سال سے زیادہ تعینات نہیں رہ سکتا۔یہ انسپکٹر صاحبان جو ہیں، دو سات سال سے ہیں اور ایک پانچ سال سے ہے۔یہ جو آپ نے information ہمیں مہیا کی ہے۔یہ 88 کانسٹیبلان 1993,94 سے وہاں پر بیٹھے ہیں، یہ سارے جو ہیں یہ اس محکمے کی کارکردگی میں مانع ہیں اس لئے یہ فرمائیں کہ یہ جو متعلقہ قانون اور ضابطہ ہے اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے ان کو کتنی دیر میں اپنے محکمے میں واپس بھجوائیں گے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع سے باہر نہیں، یہ اسی ضلع کی پولیس سے یہاں پر ڈیپوٹیشن پر آئے ہیں، یہ اپنے محکمے میں واپس اسی ضلع میں چلے جائیں گے، یہ ضلع سے باہر ٹرانسفر نہیں ہوں گے۔ یہ بتائیں کہ یہ کتنی دیر میں exercise complete کر لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں نے تو بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔پھر بھی میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر کوئی بہتری، یہاں کوئی بحث برائے بحث کی بات نہیں ہے۔اگر سمجھتے ہیں کہ اس سے محکمے کی کارکردگی میں کوئی بہتری آ سکتی ہے تو ان کی تجویز پر غور ہو سکتا ہے۔ میں ان کی پوری recommendation ان کو بھجواؤں گا کہ جو بھی افسران اگر دو بھی ہیں اور وہ زیادہ عرصہ سے بیٹھے ہیں تو ان کو وہاں سے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ 99 فیصد جو ہیں وہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔اگر دورہ گئے ہیں اور ان کو نظر آتا ہے کہ اس سے کوئی بہتری آئے گی اور کانسٹیبل بدلنے سے کوئی بہتری آتی ہے تو اس میں کوئی آڑے آنے والی بات نہیں ہے۔ان کو ہدایت کی جا سکتی ہے کہ اس میں بہتری لانے کے لئے جو بھی اقدامات ہو سکتے ہیں وہ انشاء اللہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: سوال نمبر 3865

جناب سپیکر: سوال نمبر 3865، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

جناب سمیع اللہ خان: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

حکومتی کارکردگی پر مبنی اشتہارات اور اخراجات کی تفصیل

*3865 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ایک سال مکمل کرنے پر اپنی کارکردگی کے بارے میں اخبارات ورسائل میں اشتہارات دیئے ہیں؟

(ب) اگر درج بالا درست ہے تو ماہ نومبر، دسمبر 2003 کو جاری کئے گئے، اشتہارات کی تفصیل مع اخراجات بیان کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں۔ مختلف محکموں نے اپنی ایک سالہ کارکردگی کے بارے میں اشتہارات اخبارات میں دیئے۔

(ب) مختلف محکموں کی طرف سے شائع کروائے گئے، اشتہارات کی تفصیل مع اخراجات درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عنوان	محکمہ	اخراجات
1۔	خوشحال کسان پاکستان۔۔۔مضبوط	زراعت	811212/-
2۔	صحت سہولت عام نہیں کام۔۔۔وعدے	صحت	1123975/-
3۔	انفارمیشن ٹیکنالوجی کا فروغ	انفارمیشن ٹیکنالوجی	906988/-
4۔	مویشی پال کسانوں کی بہبود کے لئے	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ	496410/-
5۔	صحیح سمت میں کام میں تعلیم عام۔۔۔پنجاب	تعلیم	1368227/-
6۔	مال کینال انڈر پاس	کمیونیکیشن اینڈ ورکس	553746/-
7۔	نہروں میں آخر تک پانی خوشحالی کی نشانی۔۔۔ہر سو	آبپاشی	586161/-
8۔	جس بستی میں اپنا گھر چاند گھر۔۔۔وہ بستی	ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ	518653/-
	ٹوٹل		63,65,372/-

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تقریباً 63 لاکھ روپے کے اشتہارات پنجاب حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے دیئے گئے ہیں تو میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کس قانون کے تحت کوئی حکومت اپنی کارکردگی پر اشتہار دے سکتی ہے؟ چونکہ awareness کے لئے تو اشتہارات دیئے جا سکتے ہیں۔ اگر کوئی ڈیپارٹمنٹ اپنی کوئی سکیم شروع کرتا ہے تو عوام کو awareness دینے کے لئے تو دیئے جا سکتے ہیں لیکن حکومت ایک سال، دو سال یا پانچ سالہ کارکردگی پر اشتہارات کے لئے دے سکتی ہے۔ وہ پارٹی تو اپنی کارکردگی پر اشتہار اپنے پارٹی فنڈ سے دے سکتی ہے کہ ہماری پارٹی کی حکومت نے یہ کیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔آپ کا ضمنی سوال ہو گیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: لیکن یہ حکومتی خزانے سے اپنی کارکردگی کے حوالے سے کس قانون کے تحت یہ اشتہار دیئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! کس قانون کے تحت یہ اشتہار دیئے گئے ہیں؟اشتہار دینے کے لئے کوئی بندش والا قانون نہیں ہے۔ جہاں پر کوئی بندش کا قانون نہ ہو وہاں پر کوئی بیریئر نہیں ہوتا،آپ بتادیں کہ کس قانون کے تحت اشتہار نہیں دیئے جا سکتے تو پھر میں اس کا جواب گزارش کر دیتا ہوں۔ کوئی قانون بندش کا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا منسٹر صاحب اس طرح سے سوال کا جواب دے سکتے ہیں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اب یہ ان کی حالت کا اندازہ لگالیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ جب یہ بجٹ رکھا جاتا ہے تو اس میں واضح ہوتا ہے کہ اس کو عوام کی awareness کے لئے اشتہار دیئے جائیں گے۔ اس میں واضح ہے، اگر یہ قانون کا پوچھتے ہیں۔ اس میں کہیں performance کا لفظ نہیں ہے۔ یعنی کہیں یہ لفظ نہیں ہے کہ کوئی حکومت اپنی performance میں یہ بجٹ untilize کرے گی۔ آخر حکومت کے خزانے میں عوام کے ٹیکسوں کا پیسا ہے۔ اس پر آپ کی پوری بجٹ دستاویز میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ آپ حکومت کی performance پر اشتہار نہیں دے سکتے تو اگر یہ حکومت کو، پرویز الٰہی صاحب کو یا پرویز مشرف صاحب کو اخبارات میں اپنے تصویروں والے اشتہار دینے کا شوق ہے تو وہ اپنی پارٹی مسلم لیگ (ق) کے فنڈ سے وہ تصویروں والے اشتہار دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ تمام قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اشتہارات دیئے گئے ہیں، اس میں کوئی violation نہیں ہے۔ میں یہ statement on the floor of the House دے رہا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری جو achievement ہے، جو کچھ ہم نے کیا ہے اس بابت لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے مشتہر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ ہماری حکومت نے مفت تعلیم مہیا کرنے، missing facilities, improvement, new recruitment، نئے کالجوں اور نئے سکولوں کے لئے 7۔ارب روپے لگائے ہیں۔ اس 7۔ارب روپے کے against لوگوں کی آگاہی کے لئے تاکہ وہ اس سے صحیح استفادہ کر سکیں 1.368 million روپے لگا دیئے جاتے ہیں تو کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارے خلاف جو disinformation پھیلائی جاتی ہے لوگوں کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنے لئے یہ ہمارے لئے ضروری ہے۔ یہ سب کچھ قواعد و ضوابط کے اندر رہتے ہوئے کیا گیا ہے، اس میں کوئی violation نہیں ہے۔ اگر کوئی violation انھیں نظر آئی ہے تو اسے point out کریں، اس پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ کیا ہے اور وہ جواب کچھ دے رہے ہیں۔ میں مثال دے کر کہتا ہوں کہ لاہور کا ایک انڈر پاس ہے، یہاں بہت پسماندہ اضلاع ہیں جہاں پینے کے لئے صاف پانی بھی میسر نہیں ہے۔ لاہور کا ایک انڈر پاس ایک کروڑ روپے میں بنا ہے جبکہ اس بابت ساڑھے پانچ لاکھ روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔ اپنے لیڈروں کی تصویریں لگا کر اشتہار دیئے گئے ہیں۔ میرا سوال کارکردگی کے حوالے سے تھا۔ میں نے awareness کے بارے میں نہیں پوچھا۔ دوبارہ اسی پوائنٹ پر آتا ہوں کہ جس کا جواب ان کے پاس نہیں ہے۔ حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے اگر کوئی اشتہارات دینے ہیں تو وہ مسلم لیگ اپنے پارٹی فنڈز سے دے، قوم کے ٹیکسوں سے اپنی کارکردگی کے حوالے سے یہ اشتہارات نہیں دے سکتے اگر دے سکتے ہیں تو کس قانون کے تحت؟ اب یہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں قانون خاموش ہے۔ جب قانون خاموش ہو تو پھر جنگل راج والی بات تو نہیں ہونی چاہئے۔ انھوں نے کہا ہے کہ قانون خاموش ہے اگر قانون خاموش ہو تو یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں؟ اس قوم کے خزانے سے جس طرح جی چاہے کھیل سکتے ہیں۔ یہ ان کی statement ہے آپ نکلوالیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ اس میں کوئی barrier نہیں ہے۔ اس کی بندش کے لئے کوئی قانون نہیں ہے کہ یہ نہیں دیئے جا سکتے۔ Categorically یہ قانون نہیں ہے۔ یہ حکومت کے کارنامے ہیں، حکومت کی کارکردگی ہے لہذا حکومت کے خزانے سے

اشتہارات دیئے گئے ہیں۔ مسلم لیگ اپنی سیاسی کارکردگی کے حوالے سے علیٰحدہ اشتہارات دیتی ہے۔ حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے قواعد وضوابط کے مطابق اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں پر کوئی بندش نہیں ہے، کوئی barrier نہیں ہے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ جہاں پر کوئی بندش نہ ہو، کوئی barrier نہ ہو تو وہاں پر کوئی اخلاقی ضابطہ بھی لاگو ہوتا ہے یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! وہاں پر تمام اطراف کے اخلاقی ضابطے لاگو ہوتے ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ہم بچوں کو سکولوں میں داخل کروانے کی مہم کے حوالے سے بی بی سی اور سی این این میں اشتہارات دے سکتے ہیں؟ دوسرا یہ جواب 28-04-2004 میں آیا ہے اس کے بعد جتنے اشتہارات دیئے گئے ہیں کیا ان کی تفصیل وزیر صاحب کے پاس موجود ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہمارے خزانے سے جو ادائیگی ہوئی ہے اس کے بارے میں تفصیل دے دی گئی ہے۔ دوسرا بی بی سی اور سی این این میں ہماری طرف سے کوئی اشتہار نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال فیض اللہ کموکا صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3947-اس کا جواب پڑھا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے جناب فیض احمد کموکا کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3947 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماتحت عدلیہ کے لئے بیرونی امداد اور ماتحت عدلیہ کے جج صاحبان کی تنخواہ / سہولیات میں اضافہ کا مسئلہ

*3947 جناب فیض اللہ کموکا: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بیرونی مالیاتی اداروں نے پنجاب میں ماتحت عدلیہ کی بہتری کے لئے کوئی امداد یا قرض دیا ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں یا نہ میں ہے تب بھی کیا حکومت ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں اور دیگر سہولیات میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں! ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے اپنے Access to Justice پروگرام کے تحت پنجاب ماتحت عدلیہ کی بہتری کے لئے سال 03-2002 میں 140.212 ملین، سال 04-2003 میں 370.276 ملین اور سال 05-2004 میں 741.112 ملین روپے پنجاب حکومت کو وفاقی حکومت کے ذریعے فراہم کئے ہیں۔ علاوہ ازیں سال 06-2005 میں اب تک اس مد میں 988.263 ملین روپے پنجاب کو فراہم کئے جا چکے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے سال 2001 میں ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں دیگر صوبائی ملازمین کے مقابلہ میں ایک Judicial Allowance بحساب 2000 روپے ماہانہ کا اضافہ کیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک اور خصوصی اضافہ Judicial Allowance کے نام سے سال 2004 میں کیا گیا ہے۔ جس کی نسبت ڈسٹرکٹ، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن ججز کو ماہانہ 5000 روپے اور سول ججز کو ماہانہ 4000 روپے اضافی الاؤنس ادا کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو ایک مشہور quote version کروں گا کہ Justice delayed is justice denied انھوں نے جواب میں بتایا ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے عدلیہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے 988.263 ملین روپے فراہم کئے ہیں۔ اس وقت پوری قوم عدلیہ کی کارکردگی کے حوالے سے شاکی ہے۔ سول کے مقدمات کئی سالوں تک چلتے رہتے ہیں تو انصاف کی جلد فراہمی کے لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات تجویز کئے ہیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جس فنڈ کی معزز رکن نے بات کی ہے اس سے حکومت پنجاب نے سال 2001 میں ماتحت عدلیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں دیگر صوبائی ملازمین کے مقابلہ میں ایک Judicial Allowance بحساب 2000 روپے ماہانہ شروع کیا تھا۔ اس میں ایک اور خصوصی اضافہ جس کو ہم AJP کہتے ہیں 2004 میں کیا گیا ہے جس کی نسبت ڈسٹرکٹ، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن ججوں کو ماہانہ 5000 روپے اور سول ججوں کو ماہانہ 4000 روپے اضافی الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ یہ

ساری مالی سہولتیں اس لئے دی جا رہی ہیں کہ جج صاحبان پاکستان کی عوام کو، خصوصاً پنجاب کی عوام کو بہترین انصاف مہیا کر سکیں۔ اگر آپ جج صاحبان کو facilitate کریں گے تو تب ہی وہ یہ کر سکیں گے۔ اس فنڈ کا استعمال بالکل صحیح ہوا ہے۔ میرے فاضل دوست نے دوسری بات عدالتوں پر اعتماد کے حوالے سے کہی ہے تو میں عرض کروں گا کہ عدالتوں پر اعتماد ہی ملک کی ساکھ ہوتی ہے اور یہ اعتماد قائم رہنا چاہئے اور اعتماد کے ساتھ انھیں عزت دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال محترمہ فرح اقبال خان صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فرح اقبال خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4137 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صحافیوں کی فلاح و بہبود اور سہولیات کے حکومتی منصوبہ جات کی تفصیل

*4137 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں صحافیوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے تو ان منصوبہ جات کی تفصیلات بیان فرمائیں؟

(ب) حکومت نے صوبہ میں صحافیوں کے لئے کس کس جگہ سرکاری زمین پر کالونیاں بنائی ہوئی ہیں؟

(ج) کیا صوبہ میں کسی صحافی کو سرکاری زمین الاٹ کی گئی ہے۔ تفصیل 1980 سے آج تک کی بیان فرمائیں اگر ہاں تو اس صحافی کا نام اور سرکاری اراضی مع جگہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) حکومت پنجاب کے پیش نظر صحافیوں کی فلاح و بہبود کے متعلق کئی منصوبے زیر غور ہیں ان میں سے اہم ترین منصوبہ لاہور میں صحافیوں کی رہائشی کالونی کی تعمیر کے لئے اراضی کا بندوبست اور خرید شامل ہے۔ اس مقصد کے لئے پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں صوبائی اسمبلی کے قانون کی حتمی توثیق کر دی ہے۔ یہ فاؤنڈیشن لاہور اور اس کے باہر راولپنڈی، ملتان اور دوسرے دیگر اضلاع میں

بھی ایسی ہاؤسنگ سکیمیں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہاؤسنگ سکیموں کے علاوہ حکومت پنجاب مستحق صحافیوں کو وقتاً فوقتاً مالی امداد بھی مہیا کرتی رہتی ہے۔

(ب) صحافیوں کے لئے پہلی رہائشی کالونی لاہور میں ہی بنائی جا رہی ہے۔

(ج) 1980 سے لے کر اب تک صوبہ پنجاب میں محکمہ اطلاعات وثقافت وامور نوجواناں حکومت پنجاب کی زیر نگرانی کوئی سرکاری زمین صحافیوں کو الاٹ نہیں کی گئی۔ البتہ حکومت پنجاب زمین خرید کر رہائشی کالونی بنانے اور پریس کلبوں کی معاونت سے صحافیوں کو آسان اقساط پر پلاٹ الاٹ کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فرح اقبال خان: جناب سپیکر! جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ 1980 سے لے کر اب تک صوبہ پنجاب میں محکمہ اطلاعات وثقافت وامور نوجواناں حکومت پنجاب کی زیر نگرانی کوئی سرکاری زمین صحافیوں کو الاٹ نہیں کی گئی۔ البتہ حکومت پنجاب زمین خرید کر رہائشی کالونی بنانے اور پریس کلبوں کی معاونت سے صحافیوں کو آسان اقساط پر پلاٹ الاٹ کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے اب اس جواب کی وصولی کو ڈیڑھ سال ہونے کو آیا ہے تو کیا اس عرصے میں کالونی کے لئے کوئی پلاننگ کی گئی ہے اور اگر نہیں کی گئی تو یہ کب تک ہو گی؟

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے اسی نوعیت کا ایک سوال کیا گیا تھا اور وزیر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دے دیا تھا۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال نمبر 4377 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2000 تا 2004۔ ملازمین کے بچوں کو جاری کردہ ملکی وغیر ملکی تعلیمی وظائف کی تفصیلات

*4377 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے جنوری 2000 سے جنوری 2004 تک کتنے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے۔ Year Wise بتائیں؟

(ب) کتنے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو بیرون ملک تعلیمی وظائف پر بھیجا گیا۔ ضلع وار بتائیں؟

(ج) کیا باہر بھیجنے والے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو میرٹ پر بھیجا گیا اور میرٹ کیا ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بینوولینٹ فنڈ سے صوبائی دفتر بہبود فنڈ لاہور اور ڈویژنل / ضلعی بہبود فنڈ بورڈز نے جنوری 2000 سے جنوری 2004 تک گزیٹڈ ملازمین کے 13,866 بچوں DM کو اور نان گزیٹڈ ملازمین کے 59,206 بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے۔ ان کی Year wise تفصیل درج ذیل ہے:۔

تعلیمی سال / عرصہ	گزیٹڈ ملازمین کے بچے	نان گزیٹڈ ملازمین کے بچے
1999-2000	2,696	13,577
2000-2001	1,928	12,763
2001-2002	3,665	13,171
2002-2003	5,577	19,695
کل میزان	13,866	59,206

(ب) بہبود فنڈ قوانین میں کسی سرکاری ملازم (گزیٹڈ یا نان گزیٹڈ) کے بچوں کو تعلیمی وظائف پر بیرون ملک بھیجنے کی گنجائش نہ ہے اس لئے بہبود فنڈ سے تعلیمی وظائف پر کسی سرکاری ملازم کے کسی بچے کو بھی بیرون ملک نہیں بھیجا گیا۔

(ج) بہبود فنڈ سے کسی بھی گزیٹڈ یا نان گزیٹڈ سرکاری ملازم کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک تعلیمی وظیفہ پر نہیں بھیجا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ حکومت پنجاب نے جنوری 2000 سے جنوری 2004 تک کتنے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے اس کے جواب میں جو تفصیل دی گئی ہے اس میں صرف 13,866 بچوں کو جو کہ ہماری آبادی کا 80 فیصد ہیں تعلیمی وظائف دیئے گئے ہیں۔ میرا ان سے پہلا سوال یہ ہے کہ تعلیمی وظائف دینے کی شرائط اور

معیار کیا ہے؟اور دوسرا کیا حکومت بہبود قوانین میں تبدیلی لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر کوئی گزیٹڈ یا نان گزیٹڈ ملازم کا بچہ intelligent ہے، وہ اس قابل ہے کہ اسے foreign میں اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجا جائے تو کیا حکومت اس بہبود فنڈ میں سے اس بچے کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا اس حوالے سے کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے بیک وقت دو ضمنی سوال پوچھے ہیں۔ ایک انھوں نے فرمایا کہ اہلیت برائے تعلیمی وظائف کیا ہے، اس میں کچھ نمبروں کی حد بھی رکھی ہوئی ہے، حاضر سروس اور ریٹائرڈ ملازمین کے جو بچے 50 فیصد تک نمبر لیتے ہیں ہم انھیں یہ سہولت دیتے ہیں، جو ملازمین دوران سروس انتقال کر جاتے ہیں ان کے بچوں کو جماعت اول سے مابعد جتنی بھی کلاسیں ہوں یہ سہولت دی جاتی ہے اور ان میں نمبروں کی کوئی حد نہیں رکھی گئی تاکہ یتیم بچوں کی پرورش ہو سکے۔ جو ملازمین معذوری کی بناء پر ریٹائر ہوتے ہیں ان کی بھی یہی صورتحال ہے۔ سرکاری ملازمین کے جو سپیشل بچے ہوتے ہیں خدا نخواستہ کوئی بچہ disable ہے تو اس میں بھی جماعت اول سے لے کر مابعد کی کلاسوں میں دیتے ہیں اور اس میں بھی نمبروں کی شرط نہیں رکھی گئی۔ وظفیہ دینے کی یہ شرائط ہیں اور میرے فاضل دوست نے جو figures پڑھے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ وہ بچوں کی تعداد ہے روپوں کی تعداد نہیں ہے۔ بے شک ذرا دوبارہ پڑھ لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، ٹھیک ہے۔ یہ سالانہ تقریباً تین ہزار بچوں کو وظائف دیتے ہیں۔ اب آپ پنجاب کی آبادی دیکھ لیں اور اس میں غریب ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے بچوں کے وظائف کی حالت بھی دیکھ لیں۔ چودھری صاحب میرے دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیں کہ کیا گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کی 2 فیصد کٹوتی ہے۔ اس میں پول کے اندر جو فنڈ ہوتا ہے اس کی بھی گنجائش دیکھنی پڑتی ہے۔ سرکاری ملازمین سے جو 2 فیصد کٹتا ہے اور جو رقم پول میں جمع ہوتی ہے اس سے تو ان غریب بچوں کو مشکل سے اپنے ملک کے اندر ہی پڑھایا جا

سکتا ہے۔ انھیں باہر نہیں بھیجا جا سکتا، باہر تو بڑی فیسیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح گزیٹڈ افسر کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ جن کے پاس وسائل ہیں وہ تو باہر بھجوا سکتے ہیں لیکن یہاں پر بچوں کی پرورش کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اگر اضافی وسائل ہوں تو پھر لگائے جا سکتے ہیں لیکن اضافی وسائل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، اگلا سوال۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کافی سوال ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! مختلف categories کی جو اعلیٰ تعلیم ہے اس میں ایک بچے کو کتنا وظیفہ دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کلاسوں کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ بیرون ملک کے لئے تو میں نے عرض کر دیا ہے کہ ہم دیتے ہی نہیں ہیں لیکن lower classes کے لئے تھوڑا اور باقی کے لئے زیادہ دیا جاتا ہے۔ جس طرح ان کی کلاسیں ہوں انہی کے مطابق انھیں وظیفہ دیا جاتا ہے تاکہ یتیم اور غریب بچے پڑھ سکیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ کیا ریٹ ہے۔ میرا سوال بالکل specific ہے کہ انجینئرنگ کے لئے کتنا دیتے ہیں، میڈیکل کے لئے کتنا دیتے ہیں اور پوسٹ گریجوایشن کے لئے کتنا دیتے ہیں، وہ ذرا specific بتا دیں کیونکہ میری معلومات کے مطابق وظیفہ اتنا کم ہوتا ہے کہ اس سے ان کا گزارا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5260 اور میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور سے جاری ہونے والے اخبارات و جرائد
اور سرکاری اشتہارات کے اجراء کی پالیسی کی تفصیل

*5260: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور سے جو اخبارات و جرائد شائع ہوتے ہیں ان کے پبلشرز کی تفصیل نیز ان میں سے کتنے اخبارات و جرائد باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں اور کتنے ڈمی ہیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) اخبارات کو سرکاری اشتہارات کے اجراء کی پالیسی کیا ہے نیز صوبائی حکومت نے یکم جنوری 2003 تا 30۔جون 2004 کتنی مالیت کے اشتہارات جاری کئے ہیں۔ ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) لاہور میں باقاعدگی سے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد 1975 ہے۔ ان کے پبلشرز کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں ڈمی اخبارات و جرائد کی تعداد 188 ہے۔ تفصیلی فہرست بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) وہ اخبارات و جرائد جو وفاقی حکومت کی مرتب کردہ میڈیا لسٹ میں شامل ہیں ان کو سرکاری اشتہارات، ان کی سرکولیشن، سٹال ویلیو اور حکومت کی جانب سے مرتب کردہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے جاری کئے جاتے ہیں۔ صوبائی حکومت نے یکم جنوری 2003 تا 30۔جون 2004 جتنی مالیت کے اشتہارات جاری کئے ہیں ان کی تفصیل بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! صرف ایک سال کے اشتہارات کے متعلق سوال پوچھا گیا تھا۔ صوبائی حکومت نے جو اشتہارات دیئے ہیں یہ صرف ان کی مالیت ہے۔ اس میں روزنامہ "جنگ" کو 7 کروڑ 43 لاکھ 3 ہزار 888 روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں "نوائے وقت"

اور ''خبریں'' کو تقریباً آدھی رقم کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح سے نیوز "ڈان" اور "نیشن" میں بھی یہی صورتحال ہے کہ ایک گروپ کے اخبارات کے اشتہارات کی رقم دوسرے سے تقریباً double ہے۔ تو حکومت کی کیا پالیسی ہے جس بنیاد پر اخبارات کو اشتہارات دیتے ہیں۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ یہ رقم حکومت کو ٹیکسوں سے حاصل ہوتی ہے لیکن حکومت خود کو محفوظ رکھنے اور اخبارات کو بلیک میل کرنے کے لئے اس رقم میں اتار چڑھاؤ کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں پہلے تو رانا صاحب کے آخری فقرے پر معترض ہوں کہ حکومت کے کسی Act سے بلیک میلنگ کا کوئی رخ نکلتا ہے یا ایسی نیت ہے۔ اب میں گزارش کرتا ہوں کہ اخبارات میں اشتہارات دینے کی یہ پالیسی ہے کہ وہ اخبارات وفاقی حکومت کی مرتب کردہ میڈیا لسٹ میں شامل ہوں اور میڈیا لسٹ وفاقی حکومت بناتی ہے۔ سرکاری اشتہارات ان اخبارات کی سرکولیشن، stallvalue اور حکومتی کی مرتب کردہ پالیسی اور discretion کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ پالیسی کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہمارے بندے on the spot جا کر stallvalue and circulation value کو assess کرتے ہیں اور اس assessment report کے مطابق اشتہارات دیئے جاتے ہیں ممکن ہے ان میں تھوڑا بہت فرق پڑ جاتا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تھوڑا سا فرق نہیں ہے بلکہ یہ تو بہت فرق ہے۔ میں نے جن اخبارات کا ذکر کیا ہے سب کو پتا ہے کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق ان کی stallvalue اور سرکولیشن میں کوئی خاص فرق نہیں ہے لیکن ان کے حساب سے فرق ایک اور دو کا ہے۔ انھوں نے جو stallvalue and circulation value کا کہا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہا ہے کہ حکومت کی جانب سے مرتب کردہ پالیسی کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ان کے سوال کو سمجھ نہیں پایا کہ انھیں ''جنگ'' کو زیادہ ملنے پر اعتراض ہے یا دوسروں کو کم ملنے پر اعتراض ہے۔ میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ یہاں پر

تمام اخبارات کی تنظیمیں ہیں۔ حکومت کے ساتھ ان کے مذاکرات ہوتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی representation دیتے رہتے ہیں اور ہم ان کے grievances کو forward کرتے ہیں اور انھیں redress کرتے رہتے ہیں۔ ہماری پالیسی یہ ہے کہ circulation on the spot اور خصوصاً ہم stallvalue دیکھتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے ذہن میں کسی بھی اخبار کے ساتھ victimization والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ کسی کو کم یا زیادہ ملنے پر ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ میرا version یہ ہے کہ "نوائے وقت" اور "جنگ" کی سرکولیشن اور stallvalue تقریباً ایک جیسی ہے اسی طرح سے "ڈان" اور "نیوز" کی stallvalue and circulation تقریباً ایک جیسی ہے لیکن ان کی مرتب کردہ پالیسی کی وجہ سے ایک اور دو کا فرق ہے یعنی double اور کروڑوں روپے کا فرق ہے تو یہ حکومت کی مرتب کردہ پالیسی کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ان کی statement کو صحیح نہیں سمجھتا کہ سرکولیشن بالکل ایک جیسی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سرکولیشن میں بہت فرق ہے اور اس کے مطابق اشتہارات جاری کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کافی سوال ہو گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کے پاس figures ہیں تو بتادیں کہ "ڈان" کی سرکولیشن کیا ہے اور "نیوز" کی کیا ہے۔ "جنگ" کی سرکولیشن کیا ہے اور "نوائے وقت" کی کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ان کا اگلا سوال یہ ہو گا کہ ان کے کتنے ملازمین کے پاس موٹر سائیکل ہیں اور کتنے loan پر ہیں اس کے لئے تو نیا سوال چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ سرکولیشن ایک جیسی نہیں ہے۔ It means کہ ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے، ان کے پاس کوئی figures نہیں ہیں۔ انھوں نے

ہاؤس میں اندازے سے یہ بات کہہ دی ہے کہ فلاں کی سرکولیشن زیادہ ہے اور فلاں کی کم ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنی گفتگو اور جواب میں یہ فرمایا ہے کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

شیخ اعجاز احمد: ہم stallvalue اور سرکولیشن چیک کرتے ہیں، دوسرا ہم اپنے بندے بھجواتے ہیں تو میں ان سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بندے بھجواتے ہیں کیا ان کو recruit کرتے ہیں یا کون سے بندے بھجواتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ہم ڈیپارٹمنٹ کے آدمیوں کو بھیجتے ہیں لیکن اگر یہ ڈیپارٹمنٹ کے آدمیوں کو بندے نہیں سمجھتے تو یہ علیحدہ بات ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے بندے بھیجتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈیپارٹمنٹ کے لوگ جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ادھر ملاحظہ فرمائیں کہ وزیر قانون وزارت اطلاعات کے افسروں کو جھاڑیں مار رہے ہیں۔ آپ خود ملاحظہ فرمالیں۔

جناب سپیکر: وہ واپس آرہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ وہ کھڑے ہو کر افسران کو جھڑکیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محترم آغا صاحب ہمارے ساتھی ہیں میں ان سے بات کر رہا تھا لیکن مجھے بڑا افسوس ہے اور مجھے اس کی تھوڑی سی تحقیق کرنا پڑے گی کہ ان دنوں بگو صاحب کو میرے ساتھ کوئی خصوصی محبت ہو رہی ہے کیونکہ یہ میری ہر بات پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ میں انتہائی احترام کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے محترم ساتھی سے بات کر رہا تھا اور ابھی بھی ان کی درخواست میرے ہاتھ میں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہاں پر میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ راجہ صاحب کے ساتھ مجھے بڑی محبت ہے یہ بات میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔ مجھے ان سے بڑی محبت ہے۔ جب سرکولیشن کی بات ہوئی تھی تو رانا صاحب نے سوال پوچھا کہ کتنی سرکولیشن ہے۔ وزیر قانون صاحب نے آفیسرز گیلری میں اشارہ کیا کہ کتنی سرکولیشن ہے۔ یہ وہاں پر وہ سرکولیشن لینے گئے اور آپ نے ملاحظہ کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ کاغذ میرے ہاتھ میں موجود ہے آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے۔ میں تو معزز رکن کے پاس گیا تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: بس میری ان سے یہ تھوڑی سی گزارش ہے کہ یہ غصے میں نہ آیا کریں۔ یہ تھوڑا سا غصے میں آ جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بگو صاحب اور راجہ صاحب کی جو محبت ہے ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن اس محبت میں rules کو violate نہیں کرنا چاہئے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا کوئی منسٹر یا کوئی معزز ممبر جب House in session ہو تو گیلری میں جا کر کسی سے رابطہ کر سکتا ہے یا کوئی گفتگو کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: لیکن وہ فرما رہے ہیں کہ وہ تو معزز رکن کے پاس گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: معزز رکن تو گیلری میں بیٹھ ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، گیلری میں نہیں وہ سامنے گل آغا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ گیلری میں گئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 5468۔

ملازمین بہاولپور میوزیم کی تنخواہوں اور مراعات کا مسئلہ

5468 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور کا میوزیم حکومت کے کنٹرول میں ہے اور اس کے ملازمین پر گورنمنٹ کے تمام قواعد وضوابط لاگو ہوتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو قواعد وضوابط کے مطابق تنخواہیں، پنشن اور دیگر سرکاری مراعات سے محروم رکھا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میوزیم کے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں، پنشن، دیگر سرکاری الاؤنس اور مراعات بہاولپور میوزیم کے ملازمین سے کہیں زیادہ ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تفاوت کی وجہ بتانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) بہاولپور میوزیم ایک خود مختار ادارہ ہے جس کا قیام "دی پنجاب گورنمنٹ ایجوکیشنل اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ آرڈیننس 1960 (XI of 1960) کے تحت عمل میں آیا۔ بہاولپور میوزیم کے ملازمین پر بہاولپور میوزیم ریگولیشن 1998 لاگو ہوتے ہیں۔

(ب) بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو پنشن نہیں مل رہی تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے دورہ بہاولپور میوزیم مورخہ 11-06-2004 کے موقع پر اس بات کا نوٹس لیا اور پنشن جاری کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس مقصد کے لئے سمری برائے اجراء پنشن جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو چٹھی نمبری SO(B&A)(INF)3-18/96-215 بتاریخ 09-09-2004 کو ضروری

کارروائی کے لئے بھیج دی گئی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)مزید برآں ملازمین کو تنخواہیں قواعد وضوابط کے مطابق ادا کی جاتی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ لاہور میوزیم کے ملازمین کو پنشن مل رہی ہے جبکہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین اس سہولت سے محروم ہیں تاہم سرکاری الاؤنسز اور تنخواہیں قواعد و ضوابط کے مطابق دی جاتی ہیں۔

(د) تنخواہیں ومراعات قواعد وضوابط کے مطابق دی جارہی ہیں۔پنشن کے اجراء کے لئے سمری وزیراعلیٰ پنجاب کو بھیج دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے بعض دوست یہاں پر بڑے ناراض ہوتے ہیں کہ جب ہم اپنے علاقہ کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کے بارے میں بات کرتے ہیں تو وہ ناراض ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تعصب کی بات کرتے ہیں حالانکہ ہم تو اس علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں اور یہ حکومت کی بہتری میں ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس طرح کا امتیازی سلوک ہے---

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جو امتیازی سلوک ہے وہ ختم ہو جائے۔اب اس سوال کے جواب میں آپ دیکھ لیں۔جز(ج) کے اندر انہوں نے یہ کہا ہے کہ

(ج) یہ درست ہے کہ لاہور میوزیم کے ملازمین کو پنشن مل رہی ہے جبکہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین اس سہولت سے محروم ہیں تاہم سرکاری الاؤنسز اور تنخواہیں قواعد و ضوابط کے مطابق دی جاتی ہیں۔

یعنی یہ کتنی بڑی disparity ہے اسی لئے ہم یہاں پر چیخ وپکار کرتے ہیں کہ اس طرح کا رویہ آپ اختیار نہ کیا کریں۔اس سے ہمارے علاقے کے اندر محرومیاں پیدا ہوتی ہیں۔بہر حال اس پر میں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب تشریف لائے، بہاولپور ڈویژن میں گئے یہ بات ان کے نوٹس میں آئی---

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں ضمنی سوال یہ کر رہا ہوں کہ یہ جو سمری بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو پنشن دینے کے حوالے سے انہوں نے 2004-09-09 کو بھجوائی تھی اس کا جواب 2004-12-24 کو آیا ہے۔ کم و بیش ایک سال ہو گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ سمری منظور ہو گئی ہے اور کیا آئندہ بہاولپور میوزیم کے ملازمین کو پنشن ملا کرے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ضمنی سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو انہوں نے محرومیوں کے بارے میں qualifying statement دی ہے کہ یہ بات کرنے سے ناراض ہوتے ہیں میں اس کو on the floor of the House clear کرنا چاہتا ہوں کہ اس بات سے بالکل ناراض نہیں ہوتے۔ جناب کی وساطت سے نشاندہی کرنا ان کا حق ہے اور ہمارا بھی فرض ہے کہ اگر کسی جگہ پر ناانصافی ہو تو اس کو redress کیا جائے۔ میں اس سمری کے بارے میں گزارش کرتا چلوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب جب دورہ بہاولپور کے دوران میوزیم میں گئے تو اس وقت ان کو پتا چلا اور اس کی وجوہات بھی یہ ہیں کہ بہاولپور میوزیم ایک autonomous body ہے۔ اس کے اپنے rules and regulations ہیں جو انہوں نے خود فریم کئے ہیں۔ اسی جگہ پر رہنے والے لوگوں نے جو بھی rules frame کئے ان کی compliance ہونی تھی۔ پنشن کا نہ ہونا یا جو کچھ بھی ہے انہوں نے اپنے رولز خود فریم کئے ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی جو personality ہے اس کی وجہ سے یہ ہوا۔ ان کو جب یہ بتایا گیا تو انہوں نے اس کو suo moto لیا اور انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہونا چاہئے حالانکہ وہ rules اس autonomous body نے خود بنائے ہوئے ہیں۔ اب جبکہ یہ سمری ہم نے move کر دی ہے تو اس کے لئے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو refer کیا ہے اور اس کے pros and cons اور finances کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس لئے میں ڈاکٹر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں بہت جلد اس سمری کو اس کے اپنے positive انجام تک پہنچانے کے لئے پایہ تکمیل تک پہنچا دوں گا۔ آج میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے تو اس کو میں بہت جلدی کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے refer date کی ہے کہ 2004-12-24

کو اس سوال کا جواب اسمبلی میں آ گیا تھا۔ کم و بیش ایک سال اس معاملے کو ہو گیا ہے اس میں راجہ ظہیر صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ اس کو time limit کر دیں۔ مثلاً تین مہینے میں کروالیں گے، چھ مہینے میں کروالیں گے یعنی چھ مہینے کا ٹائم بھی ہم دینے کے لئے تیار ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اس معاملے کو ایک دفعہ settle ہو جانا چاہئے۔ چھ مہینے کا بھی آپ کہہ دیں ہمیں منظور ہے۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ نہایت ہی قابل احترام بھائی ہیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی دی ہوئی مدت جو چھ ماہ انہوں نے فرمائی ہے اس مدت کے اندر اس سمری کو approve کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی ہم نے یہاں پر دیکھا کہ 2004 میں وزیر اعلیٰ صاحب بہاولپور میں تشریف لے گئے تھے اور مجمع اکٹھا کر کے، کیونکہ الیکشن کے لئے وہ گئے تھے اور وہاں جا کر اس کی announcement کر کے آ گئے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو commitment پوری نہیں کی جا سکتی کیا عوام کے ساتھ ایسی commitment کرنا اور ایک سال سے زیادہ اس کو لٹکا دینا اور اب چھ مہینے کا اور ٹائم بھی دیا جا رہا ہے کیا عوام کے ساتھ زیادتی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مسئلہ حل ہو رہا ہے اسے ہونے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کیا یہ زیادتی نہیں ہے یعنی اس کو کرنے کے لئے ابھی ڈیڑھ سال اور چاہئے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ کام نہیں ہو سکتا تھا تو مجمع لگا کر اس کو announce کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

جناب سپیکر: محترمہ! وزیر موصوف نے on the floor of the House یقین دہانی کروا دی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! الیکشن کے سلسلے میں گئے تھے اور وعدہ کر کے آ گئے جو وہ پورا

نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! محکمہ اطلاعات کے بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع راولپنڈی میں سول، سیشن و ایڈیشنل سیشن ججز کی تعداد اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4058. جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت کتنے سیشن و ایڈیشنل سیشن جج اور سول ججز تعینات ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت راولپنڈی میں ایک ڈسٹرکٹ سیشن جج 16 یڈیشنل سیشن ججز، ایک سینئر سول جج اور 29 سول ججز کی اسامیاں ہیں۔ ان میں سر دست 4 اسامیاں ایڈیشنل سیشن ججز اور اسامیاں سول ججز صاحبان کی خالی ہیں۔

(ب) ماتحت عدلیہ سول ججز خالی اسامیوں کی بھرتی کے سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے براہ راست رابطہ کرتی ہے۔ مزید برآں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن ججز کی خالی اسامیوں کے لئے ہائی کورٹ خود امتحان و انٹرویو لینے کی مجاز ہے۔

جون2003تاحال،S&GADمیں بھرتی کی تفصیل

*4851لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جون2003 سے آج تک سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سول سیکرٹریٹ لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتا جات، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی اخبارات میں اشتہار کے بعد ہوئی تو ان اخبارات کی نقل مع تاریخ اور نام بیان فرمائیں؟

(ج) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ تشکیل دینے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر مذکورہ بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام وغیرہ کی تفصیل الگ دی جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یکم جون2003 سے آج تک سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سول سیکرٹریٹ لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کی بھرتی بذریعہ اخبار اشتہار ہوئی۔ یہ اشتہار روزنامہ "نوائے وقت" اور روزنامہ "دن" مورخہ 10۔جون 2003 کو شائع ہوئے۔ (منسلکہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) بھرتی ہونے والے افراد کی میرٹ لسٹ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرٹ بنانے کا طریق کار ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ میرٹ تشکیل دینے والے افراد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے جونیئر کلرک

1۔	مظفر محمود	ایڈیشنل سیکرٹری (ایڈمن)	ایس اینڈ جی اے ڈی (گریڈ19) (حال تعینات ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ جنگلات)
2۔	وسیم رضا جعفری	ڈپٹی سیکرٹری (ریگولیشن)	ایس اینڈ جی اے ڈی (گریڈ18)

3- محمد اسلم ڈپٹی سیکرٹری (پرسانل) ایس اینڈ جی اے ڈی (گریڈ18) حال تعینات محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے نائب قاصد

1- محمد اسلم (بی ایس18) ڈپٹی سیکرٹری (پرسانل) ایس اینڈ جی اے ڈی، حال تعینات محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور

2- شہنشاہ فیصل عظیم (بی ایس17) سیکشن آفیسر (ویلفیئر-ون) ایس اینڈ جی اے ڈی

3- محمود جاوی د(بی ایس17) سیکشن آفیسر (پی- (III) ایس اینڈ جی اے ڈی

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے ڈرائیور

1- اعظم سلیم ایڈیشنل سیکرٹری (گریڈ19) پروکیورمنٹ اینڈ ٹرانسپورٹ، ایس اینڈ جی اے ڈی (حال تعینات ڈی سی او چکوال)

2- ملک محمد وارث ڈپٹی سیکرٹری (موٹر ٹرانسپورٹ) گریڈ18، ایس اینڈ جی اے ڈی

3- غلام صغیر شاہد موٹر ٹرانسپورٹ آفیسر، گریڈ17، ایس اینڈ جی اے ڈی، حال تعینات محکمہ مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل

ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے چوکیدار، ڈسپیچ رائڈر، ویٹر

1- عارف انور بلوچ ایڈیشنل سیکرٹری (ویلفیئر) گریڈ19، ایس اینڈ جی اے ڈی

2- شہنشاہ فیصل عظیم سیکشن آفیسر (ویلفیئر-ون) گریڈ17، ایس اینڈ جی اے ڈی

3- مسز عائشہ احمد سیکشن آفیسر (ویلفیئر- فور)، گریڈ17، ایس اینڈ جی اے ڈی

(د) اس سوال کا جواب شق (ج) کے جواب میں درج ہے۔

(ہ) کسی بھی شخص کو قواعد میں نرمی کرکے بھرتی نہیں کیا گیا۔

پالیسی کے خلاف، بلا استحقاق و میرٹ الاٹمنٹس کا جواز اور حکومتی اقدامات

*5953 رانا آفتاب احمد خان اور محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الاٹمنٹ پالیسی آف ایس اینڈ جی اے ڈی 1997 کے مطابق سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ صرف صوبائی اسمبلی پنجاب، سول سیکرٹریٹ اور لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین کو ہی ان کے گریڈ/استحقاق کے مطابق خالصتاً میرٹ پر کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق کسی بھی ملازم کو سرکاری رہائش کی temporary allotment نہیں کی جا سکتی، اگر جواب ہاں میں ہے تو فلیٹ

نمبر FA-6، فلیٹ نمبر FN-90 اور کوارٹر نمبر E-48 وحدت کالونی لاہور کی الاٹمنٹ محکمہ بلڈنگ اور محکمہ ایجوکیشن کے ملازمین کو کون سے میرٹ اور پنجاب حکومت کی کون سی پالیسی کے مطابق کی گئی اور آیا BPS-11 کو Three four room اور BPS-I کو two room junior الاٹ ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو فلیٹ نمبر FA-6 اور FN-90 کن حالات کے تحت کن بنیادوں پر الاٹ کئے گئے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت جز(ب) میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کو حکومت کی الاٹمنٹ پالیسی کے برعکس out of turn اور عارضی الاٹمنٹ کرنے والے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ویلفیئر ونگ کے ذمہ دار افسران و اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے۔ تاہم بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین جو ہمہ وقت فرائض منصبی الاٹیوں کی شکایات کو رفع کرتے ہیں ان کے لئے بھی سرکاری کوارٹر مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ الاٹمنٹ پالیسی میں ایسی کوئی provision نہ ہے البتہ چونکہ مذکورہ ملازمین کی تعیناتی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سرکل 13 وحدت کالونی میں ہے اور وحدت کالونی میں ان کی موجودگی الاٹیوں کی شکایات کو بروقت رفع کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ لہذا ان کے ہمہ وقت فرائض منصبی کو مدنظر رکھتے ہوئے الاٹمنٹس کی گئیں۔ یہ ملازمین اپنی تنخواہ سے فلیٹ کی کیٹیگری کے مطابق ماہانہ کرایہ بھی کٹوا رہے ہیں۔ مزید برآں عمومی طور پر ملازمین independent گھروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ جہاں تک کوارٹر E-48 وحدت کالونی کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے۔ اس کا الاٹی محکمہ تعلیم میں ملازم نہ ہے بلکہ بورڈ آف ریونیو میں تعینات ہے، جس کا نام اسٹیٹ آفس میں رجسٹرڈ ہے اور اس کو الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 7 کے تحت اس کے استحقاق کے مطابق کی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ الاٹمنٹس مفاد عامہ کے تحت کی گئی ہیں۔ یہ الاٹمنٹس مجاز اتھارٹی کی منظوری سے کی گئیں۔ لہذا کسی کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا۔

لاہور میں سرکاری رہائشوں کے مالکانہ حقوق کا مسئلہ

*6065 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے لاہور اور صوبہ کے دیگر شہروں میں سرکاری رقبہ پر قابض عوام کو مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں سرکاری ملازمین جن مکانوں میں بطور الاٹی رہائش پزیر ہیں، ان کا کرایہ ہر ماہ ادا کرتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان مکانوں کے الاٹیوں کو بھی مکان کے مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سوال محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) نہیں، کیونکہ یہ مکانات سرکاری ملازمین کو دوران ملازمت رہائشی سہولت کے طور پر الاٹ کئے جاتے ہیں اس لئے رواں ضرورت کے پیش نظر ان مکانات کو مالکانہ حقوق پر نہیں دیا جا سکتا۔

سرپلس پول، ایس اینڈ جی اے ڈی، سروس رولز اور ملازمین کی مستقل تعیناتی کا مسئلہ

*6352: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن پنجاب میں سرپلس پول کا سیکشن موجود ہے جس میں گزشتہ دس سالوں سے افسران اپنی مستقل تعیناتی کے منتظر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرپلس پول کے کوئی سروس رولز نہ ہیں؟

(ج) سرپلس پول میں موجود افسران کی تعداد کیا ہے۔ کس تاریخ سے سرپلس پول سے تنخواہ لے رہے ہیں؟

(د) حکومت نے ان کی مستقل تعیناتی یعنی absorption کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔ وہ اس وقت کن کن محکموں میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی پروموشن کیوں نہیں ہوتی؟

(ہ) سرپلس پول کے سروس رولز کیوں نہیں بنائے گئے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جی ہاں! محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن پنجاب میں سرپلس پول کا سیکشن موجود ہے۔ جہاں پر ان ملازمین اور افسران کی تقرری اور مستقل تعیناتی کی جاتی ہے جو کہ مختلف محکمہ جات سے وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری سے سرپلس ہو کر آتے ہیں۔

(ب) وہ تمام ملازمین اور افسران جو سرپلس ہو کر سرپلس پول میں آتے ہیں۔ ان کی عارضی تقرری پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔ ملازمین کی مستقل تعیناتی absorption کمیٹی کی سفارش پر پنجاب سول سرونٹس (اپوئنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروسز) رولز 1974 کے سیکشن 3.1 کے تحت کی جاتی ہے جبکہ بی ایس 16 اور اس سے اوپر کی اسامیوں پر مستقل تعیناتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر عمل میں لائی جاتی ہے۔ جس کے لئے متعلقہ سرپلس افسران کے کوائف اور سروس ریکارڈ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ان کی مستقل تعیناتی کے لئے موزونیت کا جائزہ لینے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔

(ج) سرپلس پول میں موجودہ افسران کی تعداد 85 ہے اور یہ تمام کے تمام کسی نہ کسی محکمہ میں پی سی ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ البتہ سرپلس پول میں آنے کے بعد افسران کچھ عرصہ تقرری کے منتظر رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ملازمین متعلقہ محکمہ میں اسامی نہ ہونے کی وجہ سے تنخواہیں سرپلس پول سے ہی لیتے ہیں۔

(د) سرپلس ملازمین کو مختلف محکمہ جات میں کھپانے (absorption) کے لئے مجاز اتھارٹی نے خالی اسامیوں پر بغیر اجازت نامہ (NOC) بھرتی پر 24۔نومبر 1998 سے پابندی لگا رکھی ہے۔ مزید برآں سرپلس افسران اور دیگر ملازمین کے کوائف تمام محکمہ جات کے انتظامی معتمد صاحبان اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن افسران کو بھیجے ہوئے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ ان ملازمین کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف

اسامیوں پر کھپانے کے لئے اپنی رائے بھجوائیں۔ جن محکمہ جات سے این او سی وصول ہوئے ہیں۔ ان اسامیوں کے لئے موزوں ملازمین کا کیس مستقل بنیادوں پر تعیناتی کے لئے پنجاب سول سرونٹس (اپوئنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروسز) رولز 1974 کے سیکشن 3.1 کے تحت absorption کمیٹی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ منظوری حاصل کی جائے جبکہ بی ایس 16 اور اس کے اوپر کے ملازمین کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن کو برائے جانچ پڑتال اور سفارش کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ تمام افسران کے نام اور عہدہ جات (گریڈ) اور ان کو کس کس محکمہ سے سرپلس کیا گیا ہے اور اس وقت وہ کن کن محکمہ میں کام کر رہے ہیں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس سوال کے جواب میں گزارش ہے کہ کسی محکمہ سے سرپلس افسران اور ملازمین سرپلس پول میں عارضی بنیادوں پر آتے ہیں اور موجود سروس رولز کے تحت کام کرتے ہیں جہاں ان کو عارضی اور مستقل بنیادوں پر تعیناتی دی جاتی ہے۔

وحدت کالونی لاہور، رقبہ، ناجائز قابضین
اور حکومتی اقدامات سے متعلقہ تفصیل

*6520: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق وحدت کالونی (سرکاری کوارٹرز) کا کل رقبہ کتنا ہے۔ کتنے پر کوارٹرز تعمیر کئے گئے ہیں۔ کتنے رقبہ پر گراؤنڈ وغیرہ بنائے گئے ہیں اور کتنا رقبہ بقایا ہے جو کہ خالی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ کالونی جو کہ سرکاری ہے پر سینکڑوں افراد نے کئی ایکڑ رقبہ پر قبضہ کر کے تعمیرات کر رکھی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے اعلان اور دعویٰ کے باوجود آج تک وحدت کالونی کی سرکاری زمین قبضہ گروپ سے واگزار نہیں کرائی گئی جبکہ حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ وحدت کالونی کی کچھ اراضی پر قبضہ ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وحدت کالونی کی سرکاری زمین واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو ان وجوہات سے ایون کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) وحدت کالونی کا کل رقبہ 300ایکڑ ہے 50ایکڑ رقبہ پر سرکاری کوارٹرز تعمیر شدہ ہیں اور 101ایکڑرقبہ پر پارک اور گراونڈز ہیں۔دیگر تفصیل منسلکہ (الف)ایوان کی میزپر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کے تقریباً5-1/2ایکڑرقبہ پر مختلف افراد نے قبضہ کررکھا ہے۔جس کی تفصیل منسلکہ(ب)ایوان کی میزپر رکھ دی گئی ہے۔حکومتی پالیسی کے مطابق مورخہ 23-03-1985سے قبل جو قابضین اس جگہ پر آباد تھے،حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 03-01-2004اس جگہ کو کچی آبادیاں قرار دے دیا ہے۔ جس کے سیریل نمبر43اور44کے تحت یہ جگہ اتفاق کالونی نمبر1اور اتفاق کالونی نمبر2 کے نام سے لوکل گورنمنٹ کے ماتحت چلی گئی ہے۔کاپی منسلکہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب)میں درج ہے۔

(د) جیسا کہ جز(ب)میں درج ہے۔

ملازمین کے بہبود فنڈ کی کٹوتی اور جاری امدادی سکیموں سے متعلقہ تفصیل اور مسائل

*6580 محترمہ فرزانہ راجہ:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2003-04میں گزیٹڈ ملازمین سے کتنی رقم بہبود فنڈ میں جمع ہوئی اور کتنی رقم ان کی بہبود کے لئے انہیں فراہم کی گئی نیز نان گزیٹڈ ملازمین سے کتنی رقم بہبود فنڈ میں جمع ہوئی اور کتنی رقم ان کی بہبود کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہبود فنڈ کے پرانے ریٹس کے مطابق تمام گرانٹس/وظائف بلاتفریق گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے تقریباً برابر تھے۔جون 2002میں دیئے گئے نئے ریٹس کے مطابق گزیٹڈ ملازمین کی گرانٹس میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا،جبکہ نان گزیٹڈ ملازمین کی قطعی حق تلفی کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہبود فنڈز کی کٹوتی جاری تنخواہ کے 2 فیصد کے حساب سے ہوتی ہے۔ جس میں زیادہ مدت ملازمت رکھنے والے نان گزیٹڈ سکیل 16-15 کے ملازمین کم سروس رکھنے والے گزیٹڈ گریڈ 17-16 کے ملازمین سے زیادہ کٹوتی کرواتے ہیں لیکن گرانٹس جو کہ سکیل کے مطابق دی گئی ہیں بہت کم وصول کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام یونیورسٹیوں/کالجوں میں تمام طالب علموں کے لئے فیس یکساں ہوتی ہے لیکن بہبود فنڈز میں گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف میں زمین وآسمان کا فرق رکھا گیا ہے۔ وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھوٹے ملازمین کے بچے اکثر اوقات کالجوں/یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم سے محروم رہتے ہیں، اس طرح ان کے بہبود فنڈز بھی اعلیٰ گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف کے کام آتے ہیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزیٹڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر ایک جاری تنخواہ بطور الوداعی گرانٹ دی جاتی ہے جب کہ نان گزیٹڈ ملازمین کو کوئی الوداعی گرانٹ نہیں دی جاتی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بہبود فنڈ آرڈیننس 1960 کے مطابق بہبود فنڈ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول برائے گزیٹڈ سرکاری ملازمین اور حصہ دوئم برائے نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین، ان دونوں کی آمدن اور خرچ ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ سال 2003-04 میں گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی آمدن اور خرچ کی تفصیل الگ الگ درج ذیل ہے:۔

(i) گزیٹڈ ملازمین کا بہبود فنڈ (رقم کروڑوں میں)

سال	آمدن	خرچ	بچت/خسارہ
2003	55.34	36.26	21.08
2004	42.81	40.13	2.68

(ii) نان گزیٹڈ ملازمین کا بہبود فنڈ (رقم کروڑوں میں)

سال	آمدن	خرچ	بچت/خسارہ
2003	56.55	54.27	2.28
2004	56.17	57.43	(-)1.26

(ب) گزیٹڈ ملازمین کو پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بینوولینٹ فنڈ پارٹ۔1، disbursement رولز1965 اور نان گزیٹڈ ملازمین کو پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بینوولینٹ فنڈ پارٹ۔II disbursement رولز1966 کے مطابق بہبود فنڈ سے مختلف گرانٹس دی جاتی ہیں۔ ان قوانین کے مطابق سال2002 سے پہلے گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے ماہانہ امداد (بیوگان وغیرہ کے لئے) کے پرانے ریٹس برابر نہ تھے۔ تاہم شادی گرانٹ، تجہیز و تکفین گرانٹ اور بچوں کے تعلیمی وظائف کے ریٹس گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے برابر تھے۔

گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ disbursement رولز1965 اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ disbursement رولز1966 ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ دونوں کی مالی پوزیشن بھی الگ الگ ہے۔ نان گزیٹڈ ملازمین کی تنخواہوں سے ہونے والی بہبود فنڈ کی کٹوتی نان گزیٹڈ ملازمین کے فنڈ میں جاتی ہے اور اسی فنڈ سے ان کو گرانٹس دی جاتی ہیں۔ گزیٹڈ ملازمین کی تنخواہوں سے ہونے والی کٹوتی گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ میں جاتی ہے اور اسی فنڈ سے ان کو مختلف گرانٹس حسب قواعد دی جاتی ہیں۔ قانون کے مطابق ان دونوں بہبود فنڈ کی آمدن و خرچ کو آپس میں ملایا نہیں جا سکتا۔ گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی آمدن کو نان گزیٹڈ ملازمین پر خرچ نہیں کیا جا سکتا اور نان گزیٹڈ ملازمین کی بہبود فنڈ کی آمدن کو گزیٹڈ ملازمین پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی مالی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبائی بہبود فنڈ بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ 2002-02-07 اور 2002-05-18 میں گزیٹڈ ملازمین اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے مختلف گرانٹس کی شرح جات الگ الگ مقرر کیں اور گزیٹڈ ملازمین کے لئے ریٹائرمنٹ کے موقع پر بنیادی تنخواہ کے برابر الوداعی گرانٹ نئی شروع کی گئی۔ گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ میں مالی گنجائش زیادہ ہے، جب کہ نان گزیٹڈ ملازمین کے فنڈ میں مالی گنجائش کم ہے۔ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے مختلف گرانٹس کی شرح میں صرف اتنا اضافہ ہو سکا ہے جتنا ان کے متعلقہ بینوولینٹ فنڈ کی مالی پوزیشن نے اجازت دی۔ اندریں حالات کسی بھی ملازم کی حق تلفی نہ ہوئی ہے۔

(ج) قانون کے مطابق ہر سرکاری ملازم (گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ) کی جاری ماہانہ تنخواہ سے 2 فیصد کی شرح سے بہبود فنڈ کی کٹوتی ہوتی ہے۔اس طرح سرکاری ملازم کی جتنی زیادہ جاری بنیادی تنخواہ ہوگی اس میں سے 2 فیصد کی شرح کے حساب سے بہبود فنڈ کی کٹوتی کی جائے گی۔ جہاں تک گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے بہبود فنڈ کی کم یا زیادہ کٹوتی کا تعلق ہے تو قانون کے مطابق گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین کا بہبود فنڈ الگ الگ ہے۔ نان گزیٹڈ ملازمین کی کٹوتی گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ اکاؤنٹ میں جمع نہیں ہوتی اور نہ ہی گزیٹڈ ملازمین نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ سے گرانٹس لیتے ہیں چونکہ گزیٹڈ ملازمین اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کے disbursement rules الگ الگ ہیں جن کے مطابق ان کو گرانٹس ملتی ہیں۔ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین اپنے اپنے متعلقہ بہبود فنڈ سے قانون کے مطابق مقررہ شرح پر گرانٹس حاصل کرتے ہیں۔

(د) مختلف یونیورسٹیوں / کالجوں میں مختلف کورسز کے لئے فیس مختلف ہوتی ہے تاہم اس تمام فیس / تعلیمی اخراجات کی ادائیگی بہبود فنڈ سے کرنا ممکن نہیں۔ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کو ملنے والے وظائف کی رقم میں فرق اس لئے ہے کہ گزیٹڈ ملازمین کے بینوولینٹ فنڈ (حصہ اول) میں مالی گنجائش زیادہ ہے اور نان گزیٹڈ ملازمین کے بینوولینٹ فنڈ (حصہ دوئم) میں مالی گنجائش کم ہے۔ قانون کے مطابق نان گزیٹڈ اور گزیٹڈ سرکاری ملازمین کا بہبود فنڈ الگ الگ ہے اور ان دونوں کے بہبود فنڈ disbursement rules بھی الگ الگ ہیں۔ اس وقت نان گزیٹڈ ملازمین کے بہبود فنڈ کی کل سالانہ آمدنی سے بھی زائد رقم نان گزیٹڈ ملازمین کی بہبود کی مختلف گرانٹس یعنی ماہانہ گرانٹ، شادی گرانٹ، تجہیز و تکفین گرانٹ اور بچوں کے تعلیمی وظائف کی مدات میں خرچ کی جارہی ہے۔ یونیورسٹی / کالجوں میں لاگو فیس بینوولینٹ فنڈ سے دیئے جانے والے وظیفہ کی شرح پر اثر انداز نہ ہوتی ہے۔ بلکہ بینوولینٹ فنڈ کی مالی گنجائش / استطاعت کے مطابق ہی وظیفہ کی شرح جات مقرر کی گئی ہیں۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کیونکہ چھوٹے ملازمین (نان گزیٹڈ ملازمین) اپنی استطاعت اور بچے کی تعلیمی کارکردگی کی بناء پر اپنے بچوں کو کالجوں / یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے داخل کرواتے ہیں۔ بہبود فنڈ کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہے اور یہ بھی قطعاً درست نہ

ہے کہ چھوٹے ملازمین (نان گزیٹڈ ملازمین) کے بہبود فنڈ اعلیٰ گزیٹڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف کے کام آتے ہیں۔

(و) ہاں۔ یہ درست ہے۔ اس کی وجوہات جز (ب) کے جواب میں تفصیلاً بیان کی گئی ہیں۔

PPSC کے اشتہار بابت اسامیاں ضلعداران

*6672 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اپنے اشتہار نمبری 2004/7 کے تحت درخواستیں برائے اسامیاں ضلعداران، محکمہ آبپاشی و برقیات طلب کی تھیں؟

(ب) ان اسامیوں کے لئے کل کتنی تعداد میں درخواستیں موصول ہوئی ہیں؟

(ج) درخواستیں 24۔ مئی تا 21۔ جون 2004 طلب کی گئی تھیں، آٹھ ماہ گزر جانے کے باوجود تحریری امتحان وانٹرویو کیوں نہیں منعقد ہوئے، اس کوتاہی کا کون ذمہ دار ہے؟

(د) اگر پنجاب پبلک سروس کمیشن مذکورہ اسامیوں کے لئے بھرتی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، تو ہزاروں بے روزگاروں سے فی درخواست تین صد روپے کی وصولی علاوہ درخواست کی تیاری وڈاک خرچ کی واپسی کے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اپنے اشتہار نمبری 2004/7 کے تحت درخواستیں برائے اسامیاں ضلعداران محکمہ آبپاشی و برقیات طلب کی تھیں۔

(ب) ان اسامیوں کے لئے کل 5820 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ درخواستیں 23۔ مئی تا 21۔ جون 2004 طلب کی گئی تھیں، پنجاب پبلک سروس کمیشن ان درخواستوں کی جانچ پڑتال کے بعد اگست 2004 میں ان اسامیوں کے لئے امیدواران کا تحریری امتحان منعقد کروانا چاہتا تھا، کہ حکومت پنجاب نے بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SOR-III(S&GAD)1-14/75 مورخہ 24-08-2004 مذکورہ بالا اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے دائرہ اختیار سے واپس لے لیں، جس کی وجہ سے کمیشن کو ان اسامیوں کے لئے بھرتی کا کام روکنا پڑا۔ کمیشن نے مورخہ 10-08-2004 کو بذریعہ نمبر PSC-RE-11-2004/530-RE

سیکرٹری آبپاشی و برقیات پنجاب سے درخواست کی کہ کمیشن کو ضلعدار کی اسامیوں کے لئے بھرتی مکمل کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ حکومت نے ان اسامیوں کو پر کرنے کا کام مذکورہ بالا نوٹیفکیشن جاری ہونے سے پہلے کمیشن کے حوالے کیا تھا، بصورت دیگر ضلعدار کے امیدواروں میں بے چینی و اضطراب پیدا ہونے کا خطرہ ہے، جس کے نتیجے میں حکومت پنجاب نے مورخہ 2004-11-05 کو بذریعہ چٹھی نمبری SO(E-11)1-129/96 ضلعدار کی موجودہ اسامیوں پر بھرتی مکمل کرنے کا اختیار دوبارہ کمیشن کو سونپ دیا۔اس کے ساتھ ہی محکمہ آبپاشی و برقیات نے ضلع لیہ کو سرگودھا آبپاشی زون میں شامل کرنے کی تجویز بھیجی جسے پہلے غلطی سے سرگودھا زون میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔

جس کی وجہ سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ضلع لیہ کے امیدواروں سے درخواستیں طلب کرنے کے لئے بذریعہ جزوی ترمیم اشتہار نمبر 2004/7 درخواستیں وصول کرنے کی تاریخ مورخہ 2004-12-20 تک بڑھانا پڑی۔ کیونکہ کمیشن دیگر اسامیوں کے لئے بھی امتحان منعقد کرتا ہے اور اتنی زیادہ تعداد میں امیدواران کا امتحان منعقد کروانے کے لئے اپنا کوئی امتحانی سنٹر نہیں ہے اس لئے ضروری انتظامات کے بعد تحریری امتحان 29۔مارچ 2005 کو ملتان اور لاہور میں منعقد ہوا۔

(د) پنجاب پبلک سروس کمیشن نے ضلعدار کی اسامیوں کے لئے تحریری امتحان 29۔مارچ 2005 کو منعقد کروا دیا ہے، تحریری امتحان میں کامیاب امیدواران کے انٹرویو کے بعد ان اسامیوں پر تقرری کے لئے اپنی سفارشات محکمہ آبپاشی و برقیات حکومت پنجاب کو جلد ارسال کر دی جائیں گی۔

فیصل آباد، محکمہ انٹی کرپشن کی چائے کا کاروبار کرنے والوں کی چیکنگ، کارروائی اور شکایات سے متعلقہ تفصیل

*6715 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند روز قبل ڈاکٹر ریاض چدھڑ، اسلم کلرک اور شہزاد ارشد فوڈ انسپکٹر فیصل آباد میں چائے کا کاروبار کرنے والی دکانوں کی چیکنگ کے دوران کروڑوں روپے کی چائے اور نقدی اٹھا کر لے گئے؟ جن کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد کو وسیم مجید ٹی کمپنی فیصل آباد نے درخواست دی کہ وہ ان کی دکان سے 5,50,000 اور چائے وغیرہ

اٹھا کر لے گئے ہیں؟

(ب) اگر محکمہ انٹی کرپشن نے اس سلسلہ میں کوئی تحقیقات کروائی ہیں تو انکوائری آفیسر کا نام، عہدہ، گریڈ اور اس نے اپنی تحقیقات میں جو رپورٹ دی ہے، اس کی نقل اور اس رپورٹ میں جن جن ملازمین کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر محکمہ انٹی کرپشن نے اس کے ذمہ دار سرکاری ملازمین کے خلاف ایف آئی آر درج کی ہے تو اس کی نقل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ وسیم مجید کی طرف سے ایک درخواست برخلاف ڈاکٹر ریاض چدھڑ D.H.O(B.S.18) شہزاد ارشد فوڈ انسپکٹر (B.S.14) اور اسلم کلرک B.S.7 موصول ہوئی جس میں الزام لگایا گیا تھا کہ مورخہ 09-02-2005 کو وسیم مجید ٹی کمپنی واقع سمن آباد پر مذکورہ اہلکاران محکمہ صحت نے ریڈ کیا اور دوران کارروائی ارشد صدیقی ناظم یونین نمبر B-260 بھی موقع پر پہنچ گیا مزید یہ کہ دوران چیکنگ مبلغ 5,50,000 روپے نکالنے کے علاوہ 25 بوری چائے بھی بلاجواز اور غیر قانونی طور پر لے گئے۔

(ب) درخواست موصول ہونے پنجاب انٹی کرپشن رولز 1985 کے تحت ابتدائی انکوائری آفتاب اللہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن فیصل آباد (گریڈ 16) کے سپرد ہوئی انکوائری کے نتیجہ میں انکوائری آفیسر نے مورخہ 11-04-2005 کو ہر چہار کس الزام علیہان مندرجہ بالا کے خلاف اپنے عہدہ و اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے کی بنیاد پر مقدمہ درج کرنے کی سفارش کی۔

(ج) انکوائری آفیسر کی سفارش پر مندرجہ بالا الزام علیہان کے خلاف مقدمہ نمبری 55 مورخہ 02-05-2005 تھانہ انٹی کرپشن فیصل آباد بجرم 161PPC,PCA5(2)47 درج ہو چکا ہے۔ نقل FIR ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں شاہی قلعہ میں منعقدہ ڈرامے اور ڈنر سے متعلقہ تفصیل

*6728: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 16-مارچ 2005 کو شاہی قلعہ میں "انار کلی" ڈرامہ دکھانے کا اہتمام کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈرامہ دیکھنے والے مدعوئین کو حضوری باغ میں ایک پر تکلف ڈنر بھی دینے کا انتظام کیا گیا تھا اور ڈنر کا انتظام ایک مقامی فائیو سٹار ہوٹل کو دیا گیا۔ اس کا کیا نام ہے اور اس نے فی کس کے حساب کتنی رقم وصول کی۔ اس ڈنر میں کتنے لوگوں کو مدعو کیا گیا، تعداد بتائی جائے اور ڈنر پر کل لاگت بتائی جائے اور یہ رقم کس کس محکمے نے کون سی مد میں سے خرچ کی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مورخہ 16-مارچ 2005 کو شاہی قلعہ میں "انار کلی" ڈرامہ دکھانے کا اہتمام کیا تھا۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور نے محکمہ اطلاعات وثقافت پنجاب کی طرف سے بھارتی وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کے ہمراہ وفد کے اعزاز میں حضوری باغ کے مقام پر ایک ڈنر کا اہتمام کیا۔ ڈنر کا انتظام مقامی فائیو سٹار ہوٹل "پرل کانٹینینٹل" اور مقامی کیٹررز نے مل کر کیا۔ کل 1400 افراد کو اس ڈنر میں مدعو کیا گیا۔ جن میں وفاقی وصوبائی وزراء، سینٹرز، سفارتکار، صنعتکار، صحافی، 25 ادیب سرکاری افسران و دیگر ممتاز شخصیات شامل تھیں۔ 600 افراد کا انتظام "پرل کانٹینینٹل" ہوٹل و افراد کا انتظام مقامی کیٹررز نے کیا۔ پرل کانٹینینٹل لاہور نے 1300 روپے فی کس اور ٹیکس شامل کر کے 8,34,000 روپے اور مقامی کیٹررز نے 450 روپے فی کس اور ٹیکس شامل کر کے 4,12,000 روپے چارج کئے۔ ڈنر کا انتظام "پرل کانٹینینٹل" ہوٹل اور مقامی کیٹررز کے درمیان تقسیم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اخراجات کو کم سے کم رکھا جائے۔ اس موقع پر مدعو کئے گئے مہمانان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر سارا انتظام پرل کانٹینینٹل ہوٹل کے سپرد کیا جاتا تو اخراجات بہت بڑھ جاتے۔ مدعو کئے گئے مہمانوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری تھا کہ بہتر سروس اور ایک خاص معیار رکھا جاتا اس

لئے زیادہ تر وہ مہمان جو کہ غیر ملکی تھے اور دوسرے شہروں سے آئے تھے۔ان کے لئے "پرل کانٹیننٹل" ہوٹل سے علیحدہ کیٹرنگ کرائی گئی۔ ڈنر پر کل اخراجات 12,46,000 روپے کئے گئے۔ محکمہ اطلاعات وثقافت پنجاب نے حکومت سے ڈرامہ "انار کلی" دکھانے اور ڈنر کا اہتمام کرنے کی باقاعدہ منظوری حاصل کی تھی۔ ڈنر کا انتظام ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر (DCO) لاہور کے توسط سے کیا گیا تھا۔

محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن، تھانہ جات، سٹاف اور درج مقدمات سے متعلقہ تفصیل

*6795: سردار پرویز حسن نکئی: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن میں کتنے تھانہ جات ہیں اور کہاں کہاں کام کر رہے ہیں۔ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، ولدیت، عہدہ جات، گریڈ، تعلیمی قابلیت، عرصہ تعیناتی اور ڈومیسائل سے متعلقہ تفصیلات مہیا کی جائیں؟

(ب) لاہور ریجن میں جنوری 2002 تاحال کتنے کرپشن کے مقدمات رجسٹرڈ ہوئے، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں نیز کتنے ملزمان کو سزائیں ہوئیں، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن لاہور میں کل سات تھانہ جات ہیں۔ جن میں ایک ریجن / ہیڈکوارٹر لاہور جبکہ دیگر چھ عدد ضلعی سطح پر قائم ہیں اور یہ لاہور، قصور، شیخوپورہ، اوکاڑہ، ساہیوال اور پاکپتن اضلاع میں کام کر رہے ہیں۔ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے مطلوبہ کوائف تھانہ وار فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) لاہور ریجن میں جنوری 2002 سے اپریل 2005 تک کل 976 مقدمات درج ہوئے۔ اسی عرصہ کے دوران 381 مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے اور 111 مقدمات تاحال زیر تفتیش ہیں۔ عدالتوں کے ذریعے 39 ملزمان کو سزائیں ہوئیں۔ جن کی تفصیل فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یکم جنوری2004تااپریل2005، میرج گرانٹ کی درخواستوں اورادائیگی کی تفصیل

*6833:انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیاوزیراعلیٰازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) بینوولینٹ فنڈ بورڈ کو یکم جنوری2004 سے اپریل2005 تک میرج گرانٹ کی ادائیگی کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں۔درخواست دہندگان کے نام مع عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) کتنے درخواست دہندگان کو میرج گرانٹ کے سلسلہ میں کتنی کتنی مالیت کے چیک جاری کئے گئے اور جن کو ابھی تک چیک جاری نہیں کئے گئے،ان کی تفصیل اور وجوہات بیان کی جائیں ؟

وزیراعلیٰ:

(الف) بہبود فنڈ بورڈ کو یکم جنوری2004 سے اپریل2005 تک کل3060 درخواستیں میرج گرانٹ کی ادائیگی کے لئے موصول ہوئیں جن کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا3060 درخواستوں میں سے 2866 درخواست دہندگان کو جن کی درخواستیں مکمل تھیں ان کو چیک جاری کر دیئے گئے۔مالیت کی تفصیل منسلکہ (الف) میں دے دی گئی ہے۔ جہاں تک بقایا194 درخواست دہندگان کو چیک جاری نہ کرنے کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ امیدواروں کی یا تو درخواستیں نامکمل تھیں یازائد المیعاد تھیں یاان کا تعلق ڈسٹرکٹ بینوولینٹ بورڈ سے تھا۔ جس بناء پر ان کے کیس منظور نہ ہوئے اور چیک جاری نہ کئے گئے۔ تفصیل منسلکہ (الف) میں دے دی گئی ہے۔ لہذا تقریباً98 فیصد درخواست دہندگان کو میرج گرانٹ کے چیک جاری کر دیئے گئے اور جنہیں چیک جاری نہ کئے گئے ان کا تناسب تقریباً2 فیصد ہے جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے تاہم جب مسترد کئے گئے امیدوار اپنے کیس مکمل کر لیں گے تو ان کو بھی مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

جنوری 2004 تا حال، سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس
اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*6869 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک جن سرکاری ملازمین کو لاہور میں حکومت کی طرف سے سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں کتنی رہائش گاہیں، میرٹ پر، کتنی انفارمر سکیم کے تحت اور کتنی بغیر باری کے الاٹ کی گئیں؟

(ج) اس وقت کون کون سی سرکاری رہائش گاہیں خالی پڑی ہیں اور ان کی الاٹمنٹ کب متوقع ہے؟

(د) اس وقت جن سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، محکمہ اور تاریخ جس سے وہ ناجائز قابض ہیں کی تفصیل فراہم کی جائے، ان سے یہ رہائش گاہیں کب تک خالی کروالی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک جن سرکاری ملازمین کو لاہور میں حکومت کی طرف سے سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں 188 رہائش گاہیں میرٹ پر، 21 انفارمر سکیم کے تحت اور 40 بغیر باری کے الاٹ کی گئی ہیں۔

(ج) اس وقت GOR-IV میں غزالی-12، خوشنما-49,29,20,19 اور GOR III شادمان میں جی اے 46,38,37 اور بی-او-ایف 50,37 او 68 خالی پڑے ہیں۔ ان خالی گھروں کی الاٹمنٹ مستحق ملازمین کو پالیسی کے مطابق باری پر کی جائے گی۔

(د) اس وقت جن سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین ہیں انکی مکمل تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ناجائز قابضین نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں۔ مجاز عدالتوں کے فیصلے آنے پر حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

فیصل آباد، گزشتہ تین سالوں کے دوران اخبارات کو جاری سرکاری اشتہارات اور مالیت کی تفصیل

*7009 شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشن (DGPR) پنجاب نے فیصل آباد کے اخبارات کو گزشتہ تین سالوں میں ماہانہ کتنے اشتہارات جاری کئے نیز تین سالوں میں ادا کی گئی رقم کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) فیصل آباد کے کتنے اخبارات دیگر اور شہروں سے چھپتے ہیں گزشتہ تین سالوں میں ان کو جاری کردہ ماہانہ اشتہارات اور مالیت کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشن پنجاب نے فیصل آباد سے شائع ہونے والے اخبارات کو گزشتہ تین سالوں میں 2,80,62,260.00 روپے کے اشتہارات جاری کئے ہیں ان کی ماہانہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز مارچ تک کے بلوں کی ادائیگی اخبارات کو کر دی گئی ہے۔

(ب) فیصل آباد کے چار اخبارات دیگر اور شہروں سے بھی شائع ہوتے ہیں۔ گزشتہ تین سالوں میں ان اخبارات کو جاری ہونے والے اشتہارات کی ماہانہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد انٹی کرپشن کے عملہ اخراجات اور کیسوں سے متعلقہ تفصیل

*7091 بیگم نورالنساء ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں انٹی کرپشن کے عملہ کی تعداد سکیل وار کیا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر ماہانہ اخراجات کیا ہیں؟

(ج) متذکرہ محکمہ نے 05-2004 میں کتنے رشوت ستانی کے کیس رجسٹر کئے؟

(د) کتنے رجسٹرڈ کیسوں میں ملزموں کو سزا ہوئی، کتنے بری ہوئے، کتنے کیس زیر التواء ہیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز جن جن افراد کے خلاف رشوت ستانی کے

کیس رجسٹر ہوئے، ان کے نام، عہدہ جات اور جائے تعیناتی بھی تحریر کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) واضح ہو کہ ضلع فیصل آباد میں علیحدہ سے کوئی ضلعی انٹی کرپشن کا دفتر موجود نہ ہے کیونکہ مروجہ حکومتی پالیسی کے تحت جہاں ریجنل آفس قائم ہے۔ وہاں ضلعی دفتر نہ بنائے گئے ہیں۔ لہذا مطلوبہ کوائف بابت فیصل آباد ریجن حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	سکیل نمبر	تعداد
1۔	19	1
2۔	18	6
3۔	17	12
4۔	16	6
5۔	15	1
6۔	12	8
7۔	11	3
8۔	9	5
9۔	7	13
10۔	5	31
11۔	4	5
12۔	1	20
	کل تعداد	111

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ضلع فیصل آباد میں کوئی علیٰحدہ سے دفتر قائم نہ ہے۔ لہذا فیصل آباد ریجن میں عملہ کی ماہانہ تنخواہیں و دیگر اخراجات 16,73,434 ہیں۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 2004 سے 30۔جون 2005 کے دوران کل 302 مقدمات درج رجسٹر کئے۔

(د) عدالت سپیشل جج انٹی کرپشن فیصل آباد سے جنوری 2004 تا 30۔جون 2005 کے عرصہ کے دوران فیصلہ شدہ مقدمات میں۔

1۔ 70 ملزمان کو سزا ہوئی۔

II۔ 104 ملزمان بری ہوئے۔

III- 30-جون 2005 تک کی عدالتی رپورٹ کے مطابق 128 مقدمات زیر التواء ہیں جن کی تفصیل فلیگ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

IV- یکم جنوری 2004 سے 30-جون 2005 تک کے عرصہ کے دوران جن افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے ان کے عہدہ جات اور جائے تعیناتی کی فہرست فلیگ (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات کو ملنے والے اشتہارات کی تفصیل

20 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

اخبارات کو سرکاری اشتہار دیتے وقت ان کی اشاعت کو مدنظر رکھا جاتا ہے یا کسی اور معیار کو اور اگر کوئی اور معیار بھی ہے تو وہ کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات کو جاری کردہ اشتہارات کی تفصیل از یکم جنوری تا 21-دسمبر 2002 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جی ہاں! اخبارات کو سرکاری اشتہارات ان کی (تصدیق شدہ) تعداد اشاعت کو مدنظر رکھ کر دیئے جاتے ہیں نیز اس کے ساتھ ساتھ اخبار کی باقاعدہ اشاعت، سٹال ویلیو، پالیسی اور اس میں چھپنے والے میٹریل کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

اہم اخبارات کو اشتہارات دینا حکومت کا صوابدیدی اختیار ہے، اخبار کا استحقاق نہیں۔

ضلعی سطح پر جاری اخبارات اور سرکاری اشتہارات کی تقسیم کی تفصیل

225 چودھری اصغر علی گجر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اضلاع اخبارات کل کتنے ہیں؟

(ب) کتنے میڈیا لسٹ پر ہیں؟

(ج) کتنے اخبارات و جرائد کو اشتہارات جاری کئے جا رہے ہیں؟

(د) سرکاری اشتہارات کی تقسیم پر حکومتی کنٹرول اور اشتہارات کی تقسیم کو منصفانہ بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں یا آئندہ کیا لائحہ عمل ہے؟

(ہ) جو اضلاع اخبارات و جرائد شرائط پورے کرتے ہیں انہیں اس ضلع کے اشتہارات دینے کے لئے کوئی ہدایات جاری کی گئی ہیں یا نہیں ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) صوبہ پنجاب میں ضلعی اخبارات کی کل تعداد 3508 ہے۔

(ب) کل 286 اخبارات و جرائد پنجاب حکومت کی میڈیا لسٹ پر ہیں۔

(ج) کل 113 ضلعی اخبارات و جرائد کو اشتہارات جاری کئے جاتے ہیں۔

(د) ضلعی اخبارات و جرائد جو وفاقی حکومت کی مرتب کردہ میڈیا لسٹ میں شامل ہوں، ان کے علاقائی دفاتر کے سرکاری اشتہارات ان کی سرکولیشن و سٹال ویلیو اور حکومت کی جانب سے مرتب کردہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے جاری کئے جاتے ہیں۔

(ہ) جی ہاں! جو ضلعی اخبارات و جرائد قواعد و ضوابط پورے کرتے ہیں، انہیں ضلعی اداروں کے اشتہارات باقاعدگی سے جاری کئے جاتے ہیں۔

فروغ تعلیم کے لئے پریس و دیگر میڈیا پر اشتہارات سے متعلقہ تفصیلات

292 رانا تجمل حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فروغ تعلیم کے سلسلہ میں محکمہ اطلاعات کے ذریعہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام سے اخبارات، رسائل اور پی ٹی وی میں اشتہارات دیئے گئے ؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو اخبارات و رسائل اور پی ٹی وی کو یکم جنوری تا 20۔ مئی 2004 کل کتنی رقم کے اشتہارات دیئے گئے اور اب تک کتنی ادائیگی کی گئی۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں! محکمہ تعلیم کے فروغ تعلیم کے سلسلہ میں عوامی آگاہی کے لئے محکمہ اطلاعات کے ذریعہ اخبارات و رسائل اور پی ٹی وی میں اشتہارات دیئے ہیں۔

(ب) اخبارات و رسائل اور پی ٹی وی کو اس اشتہاری مہم کے یکم جنوری سے 20۔ مئی 2004 تک مندرجہ ذیل مالیات کے اشتہارات جاری کئے گئے اور ان کی ادائیگی کی گئی۔

			رقم(روپے)
ا۔	اخبارات ورسائل	:	2,49,34,772
II۔	پی ٹی وی	:	2,16,15,207
III۔	پی ٹی ورلڈ	:	38,94,512
	ٹوٹل	:	5,04,44,491

ریٹائرڈ سیشن ججوں کی کنٹریکٹ پر تعیناتی کا جواز اور پیدا شدہ مسائل

309 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب گزشتہ عرصہ کے دوران 30 سے زائد ریٹائرڈ سیشن ججز کنٹریکٹ پر مختلف عدالتوں میں تعینات کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا اس سے ججز کی ترقی متاثر نہیں ہوگی اور کیا اس سے subordinate judciary میں ان اقدامات سے مایوسی پیدا نہیں ہوگی؟

(ج) کیا یہ درست نہ ہوگا کہ ریٹائرڈ سیشن ججز کی سفارش پر تقرری کی بجائے ججز کو ریٹائر نہ کیا جائے اور ان کی retirement age میں اضافہ کر دیا جائے تاکہ سفارشات نہ رکھنے والے بھی فائدہ اٹھا سکیں:

وزیر اعلیٰ:

(الف) نہیں، یہ درست نہ ہے۔ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے صوبہ پنجاب میں گزشتہ عرصہ کے دوران صرف ایک ریٹائرڈ سیشن جج بنام آزاد محمد اعوان کو کنٹریکٹ پر ممبر، پنجاب سروس ٹربیونل، لاہور تعینات کیا ہے۔

(ب) آزاد محمد اعوان کے کنٹریکٹ پر بطور ممبر، پنجاب سروس ٹربیونل، لاہور تعیناتی سے ججز کی ترقی متاثر نہیں ہوگی کیونکہ ممبر، پنجاب سروس ٹربیونل، لاہور کی اسامی ججز کی ترقی کے لئے استعمال نہیں کی جاتی۔

(ج) اگر ججز کی retirement age میں اضافہ کر دیا جائے تو اس سے subordinate judiciary کی ترقی پر برے اثرات پڑیں گے اور ان کو زیادہ عرصہ تک ایک ہی سکیل میں تعینات رہنا پڑے گا۔ اس وجہ سے ان میں مایوسی پھیلے گی جس کا اثر براہ راست ان کے فیصلوں پر بھی پڑے گا۔

31-دسمبر 2004 تک سرپلس پول میں موجود ملازمین کی تفصیلات

353 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرپلس پول پر 31-دسمبر 2004 تک موجود عملے میں کتنے افسران اور اہلکاران شامل ہیں؟

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور سرکاری ملازمت کی مدت کیا ہے؟

(ج) مذکورہ افسران اور اہلکارن اس وقت کس کس پوسٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(د) اب تک کتنے افسران اور اہلکاران کس کس محکمے میں مستقل بنیاد پر تعینات کر دیئے گئے ہیں؟

(ہ) حکومت سرپلس عملہ کی جلد از جلد مستقل تعیناتی کے حوالے سے کیا جامع اقدامات کر رہی ہے نیز کب سارے سرپلس افسران اور اہلکاران کو مستقل کر دیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) سرپلس پول پر 31-دسمبر 2004 تک موجود عملے میں افسران کی تعداد 85 تھی جبکہ اہلکاران کی تعداد 570 تھی۔

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور دیگر معلومات کے لئے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ تفصیل بھی مذکورہ بالا لسٹ میں دستیاب ہے۔

(د) سرپلس ملازمین کو کھپانے کے لئے وقتاً فوقتاً absorption Committee کی میٹنگ کروائی جاتی رہتی ہے۔ جولائی 2000 کے بعد سے لے اب تک سرپلس ملازمین کو مستقل بنیادوں پر مختلف محکموں میں تعینات کیا جا چکا ہے جبکہ 20 افسران پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر مختلف محکموں میں absorb ہو چکے ہیں۔

(ہ) سرپلس ملازمین کو مختلف محکموں میں کھپانے کے لئے مجاز اتھارٹی نے خالی اسامیوں پر بغیر اجازت نامہ بھرتی پر 24-نومبر 1988 سے پابندی لگا رکھی ہے۔(Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے (مزید برآں سرپلس افسران و دیگر ملازمین کے کوائف تمام محکموں کے انتظامی معتمد صاحبان اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن افسران کو بھیجتے ہوتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں تاکہ ہو ان ملازمین کی تعلیمی قابلیت اور تجربے کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف اسامیوں پر کھپانے کے لئے اپنی رائے بجھوائیں اور این او سی کے موصول ہونے پر ان

ملازمین /افسران کی مستقل بنیادوں پر تعیناتی زیر غور لائی جاتی ہے۔

سرپلس اور مستقل سرکاری ملازمین کی مراعات سے متعلق تفصیلات

354 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرپلس پول پر 31۔دسمبر 2004 تک موجود عملے میں کتنے افسران اور اہلکاران شامل ہیں؟

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور سرکاری ملازمت کی مدت کیا ہے؟

(ج) اگر سرپلس پول میں موجود ملازمین اور مستقل سرکاری ملازمین کی سروس سے متعلق حقوق میں کوئی فرق ہے تفصیل سے بیان فرمایا جائے؟

(د) کیا سرپلس پول میں موجود ملازمین کو ان کے گریڈ اور مدت ملازمت کے مطابق ذاتی تنخواہ کا حق دیا جارہا ہے؟

(ہ) کیا یکساں گریڈ میں یکساں عرصہ ملازمت مکمل کرنے والے مستقل سرکاری ملازمین کے مقابلے میں سرپلس ملازمین کو یکساں مالی مراعات حاصل ہو رہی ہیں اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) سرپلس پول پر 31۔دسمبر 2004 تک موجود عملے میں افسران کی تعداد 85 تھی جبکہ اہلکاران کی تعداد 570 تھی؟

(ب) ان کی تعلیم، گریڈ، عہدہ اور دیگر معلومات کے لئے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریگولیشن ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی کی رائے (تجویز) کے مطابق ایک سرپلس ملازمین کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو کہ ایک مستقل /ریگولر سرکاری ملازم کو حاصل ہوتے ہیں۔ صرف ان کی مختلف محکموں میں مستقل تعیناتی پنجاب سول سرونٹس (اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروس) رولز 1974 کے سیکشن کے تحت کی جاتی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) سرپلس ملازمین کی عارضی تقرری پنجاب سول سروسز ایکٹ 1974 کے سیکشن 9 کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اس عارضی تقرری کے دوران ان ملازمین ان ملازمین کی سنیارٹی تعیناتی کے محکمے میں اس

وقت تک consider نہیں ہوتی، جب تک وہ ملازمین وہاں پر مستقل absorb نہیں ہو جاتے۔اس کے علاوہ سرپلس پول میں موجود ملازمین کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو کہ ایک مستقل سرکاری ملازم کو حاصل ہوتے ہیں۔

(د) پی سی ایس ایکٹ 1974 کے رول 9 کے تحت سرکاری ملازمین کی تنخواہ کبھی بھی اس تنخواہ سے جو وہ سرپلس قرار پانے سے پہلے وصول کر رہا تھا کم نہیں ہو سکتی۔اگر کسی ملازم کو کم سکیل میں absorb کر بھی دیا جائے تو اس کا پرسنل سکیل محفوظ کر دیا جاتا ہے اور وہ تنخواہ اپنے سکیل میں وصول کرتا رہتا ہے۔

(ہ) سرپلس ملازم کی تعیناتی کے محکمے میں سنیارٹی اس کی absorption کے بعد ہی consider ہوتی ہے۔ پہلے اگر کسی ملازم کو اس کے موجودہ سکیل سے کم سکیل میں کر دیا جاتا تھا تو اس کی تنخواہ محفوظ protect کر دی جاتی تھی لیکن اب ان کے پرسنل سکیل کو جو وہ اپنی absorption سے پہلے لے رہے تھے۔protect کرنے کا حق دے دیا گیا ہے۔ جس سے سرپلس ملازمین کو مستقل سرکاری ملازمین کے مقابلے میں یکساں مالی مراعات حاصل نہ ہونے کی شکایت کا ازالہ ہو گیا ہے۔

جی او آر۔1 لاہور، سرکاری رہائشوں کے قابضین ریٹائرڈ آفیسرز اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

359 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی او آر۔1 لاہور میں جو ریٹائرڈ آفسران ناجائز طور پر رہائش پذیر ہیں ان کے نام، عہدے اور تاریخ ریٹائرمنٹ کی تفصیل دیں؟

(ب) ان کے خلاف قانون حرکت میں کیوں نہیں آ رہا، کیا ان سے رہائش خالی کروانے کے لئے نوٹس دیئے گئے یا نہیں، ان کے محکمہ جات کے ہیڈز کو کارروائی کے لئے لکھا گیا یا نہیں تفصیل دیں؟

(ج) ان میں کتنے افسران سے پینل رینٹ وصول کیا جا رہا ہے اگر نہیں تو کیوں، کیا یہ مارکیٹ ریٹ کے برابر ہے؟

(د) اگر کوئی سابق وزیر مکان خالی نہ کرے تو اس کے خلاف قانون اتنی جلدی کیوں حرکت میں آتا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی او آر ون میں جو افسران ریٹائرمنٹ کے بعد ناجائز طور پر سرکاری رہائش گاہوں میں رہ رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ILLEGAL / UNAUTHORIZED OCCUPANTS OF GOR-I, AFTER RETIREMENT

SR. NO.	HOUSE NO.	NAME OF ALLOTTEE	DESIGNATION	DEPARTMENT	DATE OF RETIREMENT	STATUS
1.	8-B, Club Road, GOR-1, Lahore	Mr. Hafeez Akhtar Randhawa	Ex-Chief Secretary Punjab (BS-22)		25-12-2003	Re-employed as Chairman, Bank of Punjab w.e.f 02-01-04 till 13-04-04 Unauthorized since 14-04-04
2.	15 Danepure Lane, GOR-I, Lahore	Dr. Rehana Mehmood Malik	Ex-Professor Health of Obstract Gynae (BS-20)		15-08-2003	Re-employed up to 13-04-05 Unauthorized since 14-04-05

(ب) ان ریٹائرڈ افسران کے خلاف قانون / پالیسی کے مطابق ضروری کارروائی کی جارہی ہے، مجاز اتھارٹی کے فیصلے کے بعد مزید ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں ہے تاہم قواعد کے مطابق پینل رینٹ بنیادی تنخواہ کا، فیصد ہوتا ہے اس کا مارکیٹ ریٹ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔سب کے ساتھ قانون کے مطابق برتاؤ کیا جاتا ہے۔

دوران سروس فوت ہونے والے ملازمین کے بچوں کے لئے عمر میں رعایت اوراضافی نمبروں کا مسئلہ

361 محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیادرست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین جو دوران سروس وفات پاجائیں ان کے بچوں کے لئے پنجاب Civil Servants Act 1974 Esta Code کی دفعہ 17-A کے تحت پنجاب پبلک سروس کمیشن اور ڈیپارٹمنٹ سلیکشن کمیٹی / بورڈ کے ذریعے recruitment میں دس سال کی age relaxation ہے، جبکہ یہ رعایت P.P.S.C کے ذریعے Civil Judge Cum Jud. Magistrate recruitment کے لئے نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ A-17 کے تحت ایسے امیدواروں کو دس اضافی نمبر تحریری امتحان اور انٹرویو کے پاس کرنے کے بعد aggregate میں دیئے جاتے ہیں اور وہ بھی صوابدیدی اختیارات ہیں؟

(ج) کیا حکومت یہ اضافی نمبر تحریری امتحان پاس کرنے والے امیدواروں کے انٹرویو کے نمبروں میں شامل کر کے میرٹ بنانے اور کمیشن کے صوابدیدی اختیارات ختم کرنے کو تیار ہے؟

(د) دوران سروس وفات پا جانے والے سرکاری ملازمین کی بیواؤں کو صوبائی بینوولینٹ فنڈ بورڈ ماہانہ مالی امداد فراہم کرتا ہے، ضلع اوکاڑہ میں یہ امداد پچھلے نو ماہ سے بند ہے، یہ امداد کب تک جاری کر دی جائے گی؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ تاہم اصل صورتحال یہ ہے کہ ایسے امیدواران جو A-17 دفعہ کے تحت، ملازمت کے لئے درخواست دیں ان کو Punjab Civil Servants Recruitments Rules, 1976 (relaxation of upper age limit کے تحت عمر کی بالائی حد میں پانچ سال کی رعایت پہلے سے حاصل ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے پانچ سال کی رعایت بلا تخصیص تمام درجوں کی اسامیوں کے لئے دی ہوئی ہے۔ یہ پانچ سال کی بلا تخصیص رعایت P.P.S.C کے ذریعے سول ججز کم جوڈیشل مجسٹرٹ کی بھرتی کے لئے نہیں ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(ب) یہ درست نہیں ہے تاہم اصل صورتحال یہ ہے کہ دفعہ A-17 کے تحت پے سکیل 6 اور اوپر بھرتی کے لئے امیدوار کو ٹیسٹ یا انٹرویو پاس کرنے کے بعد دس اضافی نمبر دیئے جاتے ہیں۔ یہ نمبر صوابدیدی نہیں ہیں بلکہ قانونی طور پر بلا تخصیص دیئے جاتے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ اضافی نمبر P.P.S.C کے صوابدیدی اختیارات نہیں ہیں لہذا ان کو ختم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) دوران سروس وفات پا جانے والے گزیٹڈ سرکاری ملازمین کی بیواؤں کو صوبائی بنیوولیٹ فنڈ بورڈ کی جانب سے ماہانہ امداد جاری کی جاتی ہے جبکہ نان گزیٹڈ سرکاری ملازمین کی بیواؤں (بشمول گزیٹڈ ایس ایس ٹی، اے ای او، ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس) کو متعلقہ ضلعی بہبود

فنڈ بورڈ جس کا چیئرمین ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ہوتا ہے۔ مالی امداد جاری کرتا ہے۔ تمام ضلعی بہبود فنڈ بورڈز کو صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کی جانب سے چار اقساط میں فنڈز جاری کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ضلعی بہبود فنڈ بورڈ اوکاڑہ کا تعلق ہے اس بورڈ کو فنڈز جاری کئے جا چکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

دوران سال 2004 میں جاری ہونے والے فنڈز کی تفصیل

نمبر شمار	چیک نمبر	تاریخ	رقم
1۔	8237649	20-03-04	Rs: 23,39,675.00
2۔	12975041	22-06-04	Rs: 50,00,000.00 (دو اقساط)
3۔	12975071	13-10-04	Rs: 25,00,000.00

دوران سال 2005 میں جاری ہونے والے فنڈز کی تفصیل

نمبر شمار	چیک نمبر	تاریخ	رقم
1۔	14444105	05-04-05	Rs: 63,03,600.00 (دو اقساط)
2۔	14444161	08-07-05	Rs: 30,66,000.00
3۔	14444179	08-08-05	Rs: 25,79,000.00

پوائنٹ آف آرڈر

سوالات کے جوابات کا ایوان میں تاخیر سے پیش کیا جانا

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ دیکھیں کہ وقفہ سوالات تو ختم ہو گیا ہے۔ اگر آپ chapter-I میں سوالات کے متعلق دیکھیں تو اس میں اس کی پوری detail ہے اور اگلا سوال نمبر 5600 جو لالہ شکیل الرحمٰن کا تھا اس کو ایک سال چار ماہ ہو گئے ہیں لیکن اس کا جواب ابھی تک آپ کے سیکرٹریٹ میں نہیں آیا۔ میں اس کی نشاندہی اس لئے کر رہا تھا کہ This is mandatory on the part of the Department to submit reply of the question. اس پر آپ کی کئی دفعہ direction بھی جاری ہوئی ہیں۔ آپ نے اس پر رولنگ بھی دی ہے۔ اس لئے متعلقہ وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ اس کا جواب آنے میں کیا problems تھیں اور اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

جناب سپیکر: جی، میں متعلقہ وزیر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کے متعلق بتائیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ویسے تو وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لیکن آپ محکمے کو ہدایت جاری کر دیں۔

وزیر خوراک: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کا جواب آ چکا ہے۔ میں الیکشن کے سلسلے میں مصروف رہا ہوں، یہ پرنٹ نہیں ہوا لیکن اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: آئندہ احتیاط کریں۔

وزیر خوراک: ٹھیک ہے جناب! شکریہ

جناب سپیکر: آئندہ کے لئے محکمے کو ہدایت کر دیں کہ جواب بروقت آنے چاہئیں۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھ دیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز اراکین کی رخصت کی تین درخواستیں ہیں۔ پہلی درخواست جناب محمد عظیم گھمن صاحب کی ہے۔

جناب محمد عظیم گھمن

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محمد عظیم گھمن صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is requested that I have to sit for 'Aitqaf' so I cannot attend Assembly session from 27th October 2005 till the end. Please grant me leave for the said days.''

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"I am going out of country from November 13, 2005 till November 26, 2005. I request leave may be granted to me."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ میمونہ نبیل ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is respectfully submitted that due to some personal reasons I am busy and unable to attend the current 23rd Assembly session. Leave for the same may kindly be granted."

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: شکریہ۔

رپورٹیں (توسیع)

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری جاوید احمد صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1. The Punjab Ministers Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.22 of 2004);
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70;
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.28 of 2004) moved by Ms Shaheena Asad, MPA; and
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. The Punjab Ministers Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.22 of 2004);
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70;
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.28 of 2004) moved by Ms Shahina Asad, MPA; and
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر2005تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. The Punjab Ministers Salaries, Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.22 of 2004);
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70;
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2004 (Bill No.28 of 2004) moved by Ms Shahina Asad, MPA; and
4. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2005 (Bill No.3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, MPA/PP-70

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔دسمبر2005تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ مصباح کوکب مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر72 to 57-60-65 to 52-47-41-5بابت سال 2003 اور71-53-32اور 72بابت سال 2004اور32-27-14-11-50-47-40-38اور60بابت سال2005کے بارے میں مجلس استحقاقات کی میعاد میں مورخہ28۔فروری2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 5-41-47-52 to 57-60-65 to 72 بابت سال 2003 اور 32-53-71 اور 72 بابت سال 2004 اور 11-14-27-32-38-40-47-50 اور 60 بابت سال 2005 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-فروری 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 5-41-47-52 to 57-60-65 to 72 بابت سال 2003 اور 32-53-71 اور 72 بابت سال 2004 اور 11-14-27-32-38-40-47-50 اور 60 بابت سال 2005 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-فروری 2006 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔ محترمہ ثمینہ نوید مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill, 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Ms Humaira Awais Shahid, MPA/W-315

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill, 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Ms Humaira Awais Shahid, MPA/W-315

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill, 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Ms Humaira Awais Shahid, MPA/W-315

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی اور اشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2005 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ کا میعاد میں توسیع کے لئے بار بار ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھنا تھا کہ honourable Speaker جناب محمد افضل ساہی صاحب یہاں بیٹھے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ Give a time-frame for my Bill. میرا خیال ہے کہ اس بل کی یہ 9th or 10th extension ہے تو اس سلسلے میں I wanted کہ ابھی تک what directions have been given to the Committee.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 31-دسمبر 2005 تک ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! پھر 31-دسمبر کے بعد والی بھی extension آجائے گی۔
We have already taken eleven extensions on this. I wanted that...

MR DEPUTY SPEAKER: But the House has already granted it now.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: Sir, I have to make a point. I have lost faith in the working of the Committee. I would rather not have the recommendations of the Committee and I want my Bill to be sent back to the House.

MR DEPUTY SPEAKER: That's why the extension has been given. You can again go to the Committee and discuss it over there.

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب! وہ بیکار ہے۔ پھر وہی ہوگا کہ ڈیڑھ مہینے بعد ویسے ہی آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 31-دسمبر کو جب آئے گی then I will give you the answer on this.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: Alright!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبداللہ یوسف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میں ان کی بات endorse کروں گا۔ کمیٹیوں کو جو indefinite extensions ملتی ہیں I think this should be curtailed or stopped ان کو کوئی time-frame دینا چاہئے جس میں They should be completed.

جناب ڈپٹی سپیکر: .But this is not indefinite یہ 31-دسمبر تک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! یہ ہر دفعہ extend ہو جاتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: It is up to the Committee to finalize the proceedings according to the procedure. You should complete it and you should not ask for the extension then.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! یہی تو بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر یہ خود extensions نہ مانگیں۔

It is the prerogative of the Chairman of the Committee that he should not ask for the extension.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! آپ ان کو directions تو دے سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! The honourable member has raised a very valid point. جو یہاں پر discuss ہوا تھا۔ آپ extension کے لئے ٹائم مانگ رہے ہیں، اگر ہاؤس اس کو oppose کر رہا ہے تو That should be put before the House. آپ کہتے ہیں ہم oppose نہیں کر سکتے ہیں، یہاں پر رولنگ آ گئی ہے۔ اگر ایک فاضل رکن ایک ٹاسک پر کمیٹی کو assign کرتے ہیں اس کو definite date دے دیں کہ اس پر کریں، اگر وہ نہیں کرتے تو آپ اس کی extension نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری رائے یہ ہے کہ Chairman of the Committee is fully Empowered. وہ اس کی extension نہ مانگیں اور اپنا کام مکمل کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! As she has shown her concern! انہوں نے اپنا concern show کیا ہے She has no confidence in that Committee. وہ کہتی ہیں کہ کمیٹی پر مجھے اعتماد نہیں ہے جبکہ آپ اس کو extension دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے 31۔ دسمبر تک extension دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں 31 کو اس کا جواب دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Do you think there is any rational? کہ آپ ان کو ہر وقت ٹائم دیتے جائیں۔ You want to spend this money on their TA/DA.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا I don't want to give further extension.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ یہ direction دے دیں کہ:

This is the last limit given and they will not be given any further extension.

MR DEPUTY SPEAKER: I am advising to the Assembly that they should not ask for extension again and again.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! Sir, you are not advised by them. You can direct them.

MR DEPUTY SPEAKER: Yes, if I feel that they are asking for too much time then I will do something but not at this stage. Let the time come, I will give a ruling at that time.

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب والا! ایک دوسری چیز جس پر میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ پچھلے دو اجلاسوں میں انہوں نے جو extension لی ہے، extension لینے کے بعد ایک دفعہ بھی میٹنگ نہیں ہوئی۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ بے شک ان سے پوچھ لیں کہ اس extension کا فائدہ ہی کیا جب اس کے بعد اس پر میٹنگ ہی نہیں کرنی۔

MR DEPUTY SPEAKER: Bibi, your point has been registered to me and on 31st day I will give you ruling on that.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: So that is the last limit.

MR DEPUTY SPEAKER: I will give you ruling on that day. Your point has been registered to me. This is what I am saying. But at this stage I can't give a categorical reply but I will give a reply on that day.

MRS HUMAIRA AWAIS SHAHID: OK.

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب بھی extension مانگی جاتی ہے تو ہاؤس ہی اس کی extension دیتا ہے اور ہاؤس کی اکثریت extension دیتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سپیکر کی بھی discretion نہیں ہے۔ قطعاً سپیکر کی discretion نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کوئی اپنی discretion استعمال نہیں کی۔ میں نے یہی کہا ہے کہ اگر انہیں کوئی اعتراض ہے تو میں اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ میں discretion استعمال نہیں کر رہا۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ سپیکر کی بہت بڑی discretion ہے لیکن جہاں ووٹنگ ہونی ہے وہاں سپیکر کی بھی discretion نہیں ہے کہ کوئی ووٹنگ کسی کے خلاف آ جائے، انہیں وہ اپنی discretion سے ناں کر دیں یا ناں والے کو ہاں کر دیں کیونکہ جب بھی کوئی کمیٹی ٹائم کی extension مانگتی ہے تو اس کو صرف ہاؤس میں put کیا جاتا ہے اور ہاؤس اس کی منظوری دیتا ہے اور ہاؤس کی اکثریت کی رائے سے اس کو منظور کیا جاتا ہے۔ اس پر نہ کوئی discretion ہے اور نہ کوئی اور چیز ہے۔ اگر کوئی آدمی اس کو چیلنج کرتا ہے تو اس کا یہ ہے کہ اس پر پھر ووٹنگ ہو جائے۔ otherwise اس کا کوئی اور طریق کار نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! نوانی صاحب نے بڑی صحیح بات کی ہے۔ issue یہ نہیں ہے میرے خیال میں خان صاحب اس کو سمجھ نہیں سکے۔ issue یہ ہے کہ کمیٹی کو آپ ایک task assign کر رہے ہیں۔ کمیٹی کو meet کرنا چاہئے اور اس پر کوئی decision لینا چاہئے۔ جیسے فاضل رکن نے کہا ہے کہ کمیٹی نے meet ہی نہیں کیا ہے تو اس کی time extension کا فائدہ ہی کیا۔ آپ direction دیں کہ یہ کمیٹی 31۔دسمبر تک meet کرے ان کی جو بھی recommendations ہیں وہ ہاؤس میں آ جائیں۔ باقی جو بات رہی آپ sense of the House بھی دیکھ لیں کہ:

> They are not interested in giving further time to different Committees to decide the issues.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یوسف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جب اس طرح کی extension move ہوتی ہے تو وہ کمیٹی یہ چیز بیان کرے کہ اس بل کو کتنے period سے take up کیا ہوا ہے، سال ہو گیا ہے، چھ مہینے ہو گئے ہیں یا دو سال ہو گئے ہیں۔ جتنا period انہیں دیا ہے That should also be placed before the House. تاکہ پتا چلے کہ وہ کتنا delay کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو وہی تو عرض کیا ہے کہ:

Basically it is the prerogative of the Chairman to decide about the Committee's issues and the Chairman should not ask for further extension. But if the House feels that they are prolonging, the House can give a verdict against them. It is always put to the House. It is for the House to take the issue on its own and decide against it.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہاؤس کو بتایا تو جائے کہ اتنے period سے extension ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی لئے

I am saying that we are going to put that to the House. I have also given directions to the concerned Chairman that he should look that minimum time is utilized and not maximum time.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ شاید میں اپنی بات آپ کو clear نہیں کر سکا۔ میری suggestion یہ ہے کہ جب ہاؤس کے سامنے extension put کی جائے تو بتایا جائے کہ یہ second, third or fourth یا کتنی extension ہے تاکہ اس کا بھی تو پتا چل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: اس میں یہ ہے کہ کسی بھی کمیٹی کا جب بھی آپ time extend کرتے ہیں اور ہاؤس منظور کرتا ہے۔ سپیکر اس کو direct کر سکتا ہے کہ آپ نے اتنے دنوں میں اسے مکمل کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اس میں وہ اس کی وجہ بتائیں کہ انھیں کیوں extension دی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات: اس کے لئے رولز میں ترمیم کرنا پڑے گی کہ ساتھ وجہ بھی بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہماری جو استحقاق کمیٹی ہے، نذر فرید کھوکھر صاحب اس کے چیئرمین ہیں اس کمیٹی کے اختیارات کے بارے میں بھی کوئی وضاحت کر دی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سال سے زائد ہو گیا ہے کہ ایک تحریک استحقاق ائیرپورٹ سکیورٹی فورس کے حوالے سے میں نے ایوان میں پیش کی تھی، اس ایوان نے اسے منظور کیا اور اس کمیٹی کی چار پانچ meetings ہو چکی ہیں۔ اس معاملے میں کمیٹی بالکل بے بس ہے کہ ائیرپورٹ سکیورٹی فورس کا کرنل کمیٹی کی ہدایات پر میٹنگ میں آنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگر میں پچھلی چار پانچ proceedings کی تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کروں تو وہ بڑی مضحکہ خیز ہیں۔ جب یہ ان کے ہیڈ کوارٹر کو refer کیا گیا تو انھوں نے unsigned letter اس کے جواب میں بھیج دیا۔ اس طرح ہر میٹنگ میں کچھ نہ کچھ کرتے رہے اور آخری میٹنگ میں انھوں نے کوئی جواب دینا بھی پسند نہیں کیا۔ ملک نذر فرید کھوکھر صاحب نے مجھے کہا کہ وہ تو آتے نہیں ہیں تو آپ بھی خاموش ہو جائیں۔ اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ یہ بات بھی clear ہو کہ یہ ہماری استحقاق کمیٹی ہے، اس کا اختیار کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا اس وقت اٹھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک general consensus ہاؤس میں build ہو رہا ہے کہ جو کمیٹی سسٹم سے لوگوں کی dissatisfaction ہے۔ ہمارے ہاں کمیٹی سسٹم کوئی صحیح طریقے سے نہیں چل رہا۔ جن کمیٹیوں کے

اجلاس ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ ہوتا نہیں ہے اور بہت سی کمیٹیاں ہیں جن کے اجلاس ہی نہیں ہوتے اس لئے مہربانی کر کے اس بارے میں ہم ہاؤس میں کچھ کریں کہ اس کمیٹی والے نظام کو چلانا ہے یا یہ صرف ایک showpiece ہے کہ فلاں ممبر فلاں کمیٹی میں ہے اور فلاں ممبر فلاں کمیٹی میں ہے۔ جب کمیٹی کے اجلاس ہوتے ہیں تو لوگ نہیں آتے، کورم پورا نہیں ہوتا اس لئے اس کو سنجیدگی سے لینا چاہئے کہ کمیٹی سسٹم کو ہم اس ہاؤس میں affective بنائیں۔ آپ دیکھیں کہ کتنے سارے لوگوں نے اٹھ کر اسی چیز کے اوپر کہا ہے، جن میں حکومتی اراکین اور اپوزیشن کے اراکین بھی شامل ہیں۔ جنھوں نے کہا ہے کہ یہ کمیٹی سسٹم چل نہیں رہا۔ ابھی ہاؤس کے اندر ایجوکیشن کمیٹی والا معاملہ چل رہا ہے۔ جس میں یہ ہے کہ میٹنگ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے، جس میں ایک بل پاس کر دیا گیا ہے اس لئے کمیٹی سسٹم کو مہربانی کر کے affective بنائیں اور اس کو تقویت بخشیں۔

مجلس استحقاق کا رکن اسمبلی کو مطمئن کئے بغیر اور عدم موجودگی میں تحریک استحقاق کا فیصلہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے ایک تحریک استحقاق نمبر 8 دی تھی۔ جب اس کی میٹنگ call کی گئی تو میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس لئے میں نہ آ سکی لیکن میں دوسری میٹنگ میں آئی تھی۔ اس میٹنگ میں ڈاکٹر صاحب نے جو بیان دیا تھا میں اس سے مطمئن نہیں تھی۔ آپ ثبوت کے طور پر اس میٹنگ کی کارروائی دیکھ سکتے ہیں۔ اس میٹنگ کی صدارت رانا ثناء اللہ صاحب کر رہے تھے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحب کے بیان سے مطمئن نہیں ہوں لہذا ہوا یہ کہ انھوں نے مجھے بتائے بغیر، آپ اس کی کارروائی دیکھیں کہ میں نے اس میں agree نہیں کیا تھا لیکن مجھے نہیں پتا کہ کس وقت، کس میٹنگ میں اور کس نے وہ فیصلہ دیا کہ اس تحریک کو dispose of کر دیا گیا۔ میں نے دوبارہ application کمیٹی کے چیئرمین کو دی ہے کہ آپ اس کو reopen کریں کہ جب میں مطمئن نہیں تھی تو پھر یہ فیصلہ کیسے ہوا؟ آپ اس کمیٹی کی پروسیڈنگ نکال کر دیکھیں اور مجھے یہ بتائیں کہ مجھے بتائے بغیر، مجھے بلائے بغیر اس کو dispose of کس نے اور کیسے کیا؟ اگر اسی طرح سے کمیٹیوں کی کارروائی چلتی رہی تو میرا خیال

ہے کہ پھر استحقاق کمیٹی کا کوئی فائدہ ہے اور نہ اس تحریک کا کوئی فائدہ ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس کو re-open کیا جائے اور دوبارہ میٹنگ بلائی جائے اور بیان دیکھا جائے کہ میں نے کیا بیان دیا تھا اور اس پر کیا فیصلہ ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نذر فرید صاحب آپ اس کی کچھ وضاحت کر دیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر!۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس دن کا حوالہ محترمہ دے رہی ہیں اس دن نذر فرید کھوکھر صاحب صدارت نہیں کر رہے تھے۔ اس دن میٹنگ کو میں نے Chair کیا تھا۔ اس میں متعلقہ ڈاکٹر صاحب کا بیان اور ان کا بیان لیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس دن جو کمیٹی کے ممبران موجود تھے وہ ڈاکٹر صاحب کے بیان سے fully satisfied تھے اس کے مطابق اس تحریک کو dispose of کیا گیا تھا۔ اب تحریک کو dispose of کرنے کا فیصلہ کرنے میں کمیٹی کے ممبران محرک کی اجازت کے محتاج نہیں ہیں۔ انھوں نے اس معاملے کو بہتر سمجھا اور فیصلہ دے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس وقت صدارت کر رہے تھے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی، میں نے صدارت کی تھی اور consensus کے ساتھ اس کو dispose of کیا گیا تھا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ آپ کارروائی نکال کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی، اگر majority نے اس کو dispose of کر دیا ہے تو۔۔۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ صرف اس کی کارروائی دیکھ لیں۔ اس کے بعد آپ جو فیصلہ کریں۔ گے وہ مجھے منظور ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کوئی بھی act of ex-party ہو that is an Act of injustice کبھی قرین انصاف نہیں ہوتا۔ ویسے بھی precedents بھی یہی ہیں، traditions بھی یہی ہیں کہ mover جب ہو تو mover must be informed اگر رانا

صاحب کی صدارت میں کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا تو وہ further extend ہو سکتا تھا۔ یعنی mover کے علم میں لائے بغیر dispose of کرنا کوئی اچھی tradition نہیں ہے۔اس طریقہ سے injustice You will be opening the front gate for another کہ جب بھی کسی کا دل کرے گا اور specially this will happen to opposition people کہ ان کی majority نہیں ہو گی، وہ mover نہیں ہو گا تو اس کو dispose of کر دیں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اپنے اختیارات خصوصی اختیار میں لاتے ہوئے mover کو اس میں بالکل رکھیں کیونکہ ex-parte کا جو بھی act ہے وہ کبھی انصاف پر مبنی نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس وقت mover موجود ہوں گی جب یہ فیصلہ ہوا ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شاید اپنی بات کی پوری طرح وضاحت نہیں کر سکا۔ اس تحریک استحقاق کی باقاعدہ سماعت ہوئی۔ محترمہ نے اپنا بیان ریکارڈ کروایا اور جو اس میں respondent تھے انھوں نے بھی اپنا بیان ریکارڈ کروایا۔ اس کی مکمل سماعت کے بعد کمیٹی نے for further consideration رکھ لیا۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ نے کوئی فیصلہ کرنا ہے تو کوئی اتنا مناسب نہیں ہوتا کہ آپ دونوں پارٹیوں کو سامنے بٹھا کر اس کو announce کریں۔ For further Consideration کمیٹی نے اس کو pending کیا تھا اور on that day after the consideration اس کو dispose of کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے دونوں فریقوں کی پوری سماعت ہو چکی تھی اور ریکارڈ موجود تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، رانا صاحب کے سامنے discuss بھی ہوا مگر میری گزارش یہی ہے کہ precedent بھی ہے، tradition بھی یہی ہے کہ mover جو ہوتا ہے، جب فیصلہ ہوتا ہے تو He has to be present تو اس دن محترمہ present نہیں تھیں۔اس لئے ان کو further extend کر دینا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب، اصولاً جب بھی کوئی کیس put up ہو چاہے، مدعی ہو یا مدعا علیہ ہو۔ وہ موجود ہوں تو ان کے سامنے فیصلہ دینا چاہئے۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHSH: This is my submission

جناب ڈپٹی سپیکر: اصولاً یہ ہونا چاہئے کہ moved کو حاضر ہونا چاہئے۔ آپ اس کے خلاف فیصلہ دیں لیکن اسے حاضر ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جیسے کورٹ نے ایک کیس کو سننا ہے، evidence record کرنی ہے اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کرنا ہے۔ اس میں ایسی پوزیشن نہیں ہوتی۔ اس میں یہ ہے کہ کمیٹی نے تو صرف ایک رپورٹ اس ہاؤس کو refer کرنی ہے۔ جب کمیٹی دونوں فریقین کو سن لیتی ہے تو اس کے بعد اس نے ہاؤس کو refer کرنے کے لئے اپنی جو رپورٹ form کرنی ہے تو at that time کمیٹی کو دونوں فریقوں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ رپورٹ تو کمیٹی نے دینی ہے۔ وہ dispose of بھی کر سکتی ہے اور otherwise report بھی دے سکتی ہے اور اس پر فیصلہ ہاؤس نے کرنا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! کیا ہاؤس کے اندر کمیٹی کا رویہ بغیر چیئرمین آف دی کمیٹی کی رپورٹ کے موضوع بحث بن سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بن سکتا لیکن انہوں نے تو پوائنٹ اٹھایا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب چیئرمین موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب چیئرمین کی موجودگی کے بغیر رپورٹ موضوع بحث نہیں بن سکتی تو اس میں یہ فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے کہ mover بھی موجود نہیں ہے، چیئرمین بھی موجود نہیں ہے اس لئے میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ یہ غلط precedent نہ بنائیں کیونکہ اگر یہ precedent ایک دفعہ بن گیا تو It will be opened for everybody اس لئے جو بھی فیصلہ ہے چونکہ وہ ex-parte فیصلہ ہے That is not act of justice میری یہ گزارش ہے کہ ex-parte کا کبھی بھی، کسی بھی کورٹ میں دیکھ لیں کہ جب بھی ex-parte فیصلہ ہو جاتا ہے تو جو aggrieved پارٹی ہوتی ہے اور وہ جب بھی application دیتی ہے تو وہ کیس re-open ہو جاتا ہے۔ یہاں کمیٹی میں mover بھی نہیں ہے، چیئرمین بھی نہیں ہے۔ آپ اسمبلی کا مجھے ایک بھی، سابقہ precedent دکھا دیں کہ جس میں mover نہ ہو اور اس کے خلاف فیصلہ دے دیا گیا ہو۔

آپ یہاں بیٹھے ہیں آپ کا ایک ایک لفظ will become history; will become a precedent. اب آپ یہاں ایک history مرتب کر رہے ہیں تو اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ایسی history مرتب نہ کریں جو اس ہاؤس کے لئے اور آنے والے لوگوں کے لئے بھی وبال جان بن جائے۔ شکریہ

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نذر فرید کھوکھر صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ. Let me ask the Chairman of the Committee.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ جو سماں صاحب نے پوائنٹ raise کیا ہے وہ واقعی valid ہے۔ اب اس پر اعتراض شاہ صاحب یا محترمہ کو ہے وہ تو یہی ہے کہ کمیٹی نے جو رپورٹ بھیجی ہے کہ اس تحریک کو dispose of کر دیا جائے۔ اب فیصلہ کس نے کرنا ہے، فیصلہ ہاؤس نے کرنا ہے۔ جب وہ رپورٹ پیش ہو گی، شاہ صاحب اور محترمہ اس کو oppose کر لیں۔ اگر ہاؤس کہے کہ اس کو دوبارہ re-consider کیا جائے تو کمیٹی reconsider کر لے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نذر فرید کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! اکثر کمیٹی کے پاس جو تحاریک استحقاق پیش ہوتی ہیں ان میں mover موجود ہوتا ہے، mover کی غیر موجودگی میں آج تک کبھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اگر کوئی mover کسی respondent کو معاف کر دے تب بھی کمیٹی کا یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ جب تک mover خود موجود نہیں ہوگا اس کے لکھے ہوئے پر بھی عمل نہیں ہوگا۔ اس کیس میں یہ ہوا کہ چونکہ محترمہ اپوزیشن کی ممبر ہیں تو ہم نے رانا صاحب سے preside کروایا، محترمہ نے بیان دیا اور اس کے بعد respondent نے بیان دیا پھر ساری کمیٹی نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس نے apologize کیا ہے تو اس کو accept کر لیا جائے، ایک فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد محترمہ نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے کہا کہ میں satisfied نہیں ہوں۔ میں نے کہا آپ مجھے application دے دیں ہم دوبارہ اس respondent اور آپ کو بلا کر، آپ دونوں کو سن کر فیصلہ کر دیں گے۔ پرسوں محترمہ سے میری یہ بات ہوئی اور میں نے انہیں کہا کہ آپ جب بھی مجھے application دیں گی، رانا صاحب نے بھی کہا

کہ یہ جائز بات ہے وہ application دے دیں ہم اس کے مطابق اس کو دوبارہ reconsider کر لیں گے۔ ہاؤس بھی ہمیں دوبارہ refer کر سکتا ہے۔ اگر یہ ہمیں درخواست دے دیں تو ہم اس کو دوبارہ consider کر لیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ابھی کچھ معزز ممبران نے یہ کہا ہے کہ کچھ کمیٹیوں کی meetings ہی نہیں ہوتیں تو اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اگر ممبر صاحبان اسمبلی میں کوئی ایسے معاملات لائیں گے، ہر ڈیپارٹمنٹ کی ایک کمیٹی ہے اس ڈیپارٹمنٹ سے متعلق جب کوئی ممبر یہاں پر قانون سازی سے متعلق کوئی معاملہ اٹھائیں گے تو وہ کمیٹی کو refer کیا جائے گا۔ اگر کوئی ممبر یہاں پر ایسا معاملہ نہیں لائے گا تو پھر اس کمیٹی کے پاس کوئی کام نہیں جائے گا۔ جب کمیٹی کو یہ ہاؤس کوئی کام refer نہیں کرے گا تو ہاؤس کے ریفرنس کے بغیر کمیٹی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ میٹنگ کرے یا کسی معاملے کو suo moto take up کرے۔ اس لئے جو اعتراض لغاری صاحب نے یہاں پر کیا کہ کچھ کمیٹیوں کی اتنے سالوں میں میٹنگ ہی نہیں ہوئی تو اس میں میری یہی گزارش ہے کہ اگر لغاری صاحب یا کوئی دوسرے دوست ان ڈیپارٹمنٹس کے متعلق کوئی قانون سازی لائیں گے تو وہ معاملہ کمیٹی کو refer ہو گا اور کمیٹی اس پر میٹنگ کرے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کے متعلق آپ جواب دیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: وہ میں نے جواب دے دیا ہے کہ ہم ان کی application پر reconsider کر لیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! انہوں نے approval دے دی ہے تو میری request یہی ہے کہ آپ اس کو reconsider کر دیں کیونکہ چیئرمین کمیٹی بھی اس پر agree ہیں اور ہاؤس کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جب چیئرمین اس بات پر متفق ہیں تو اس لئے محترمہ کی request پر اس کو آپ reconsider کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ابھی تو ہاؤس میں یہ معاملہ نہیں آیا۔ جس طرح نذر فرید کھوکھر صاحب نے کہا ہے کہ محترمہ نے انہیں application دے دی ہے وہ خود ہی اس کو review کر لیں گے۔ ابھی ہاؤس میں تو معاملہ آیا ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ ایک معاملہ جو ایک سٹینڈنگ کمیٹی میں پیش ہوا تو اس وقت جو صاحب متعلقہ کمیٹی کو preside کر رہے تھے ان کو وہی اختیارات حاصل تھے جو ایک چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی کو ہوتے ہیں۔ انہوں نے ضابطے کے مطابق ایک issue dispose of کر دیا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کے پاس دو راستے ہیں، ایک تو اسی کمیٹی کے پاس یہ دوبارہ درخواست دیں اور چیئرمین کمیٹی اگر اس کو قواعد و ضوابط کے مطابق re-open کر سکتے ہیں تو وہ کر لیں گے۔ دوسرا راستہ ان کے پاس یہ ہے کہ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ کمیٹی کی رپورٹ ابھی ہاؤس میں آنی ہے اس وقت محترمہ اس پر اعتراض کریں۔ جس طرح ہاؤس کا sense نظر آ رہا ہے کہ سارے دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا معاملہ re-open ہو تو اس کو واپس کمیٹی کے پاس بھیجا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے طریق کار یہ ہے کہ جب معاملہ ہاؤس میں آئے تو اس وقت ہاؤس اس کو refer back کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کسی individual کے کہنے پر کمیٹی کے سارے معاملات کو re-open کرنے کا سلسلہ چل پڑا تو وہ ایک غلط precedent ہو گا اس لئے جناب سے استدعا ہے کہ محترمہ کی grievances ضرور حل ہوں گی لیکن وہ مناسب وقت ہے اور وہ انتظار کریں۔ اس پر ان کا معاملہ reconsider کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ اچھی تجاویز ہیں۔ جس وقت یہ معاملہ ہاؤس میں آئے تو اس وقت دوبارہ یہ پوائنٹ raise کریں and the House will consider it at that time.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک بات یہ ہے کہ یہ محترمہ applicaiton دے دیں، ایک بات یہ ہے کہ ہاؤس میں put کر دیا جائے۔ اگر محترمہ application دے دیں تو پھر بھی re-open ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہتر یہ ہے کہ جب یہ ہاؤس میں آئے تو it will be decided by the House and will be referred back.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کا جو فیصلہ ہو گا ہم مانیں گے لیکن میری گزارش صرف اتنی ہے کہ Generousity breeds attachment. آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں یہاں پر فراخدلی کا مظاہرہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: اگر وہ محترمہ application دے دیتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان سے disagree نہیں کر رہا، میں آپ کے point of view کو سمجھ رہا ہوں لیکن جو آپ اور محترمہ کہہ رہی ہیں It can be reconsidered اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو اس دن کی میٹنگ تھی آپ اس کے minutes نکال کر دیکھ لیں اس میں یہ بات نہیں ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ہمیں آپ سے ہمدردی ہے آپ نے اور شاہ صاحب نے جو پوائنٹ raise کیا ہے وہ ٹھیک کیا ہے لیکن جو لاء منسٹر صاحب نے suggestion دی ہے وہ بھی صحیح ہے۔ Let it come to the House

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے انہیں application دے دی ہے لیکن میرے کہنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ minutes دیکھیں کہ اس میں کیا فیصلہ ہوا تھا اور جو انہوں نے dispose of کیا ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ابھی تک تو ہاؤس میں وہ معاملہ نہیں آیا۔ جب ہاؤس میں آئے گا تو دیکھ لیں گے۔

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! جو ابھی بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں اس سلسلے میں دھاندلی کا ذکر آتا ہے اس میں، میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا کہ آج کے دور میں انٹرنیشنل کرائسز مینجمنٹ۔۔۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی آپ اس کو pending کر لیں۔ میں ابھی تحریک استحقاق لے لوں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 60 کی بابت جناب عبدالرشید بھٹی کی درخواست آئی ہے کہ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جائے۔ لہذا اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 62 ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 674/05 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ فائزہ احمد اور جناب سمیع اللہ خان صاحب کی ہے، یہ move ہو چکی ہے اور اس کو 23 تاریخ تک کے لئے pending کیا گیا تھا۔ وزیر صحت نے اس کا جواب دینا ہے۔

محکمہ صحت کی لیڈی ہیلتھ سپر وائزروں، ورکروں اور ڈرائیوروں کی تنخواہ میں ایک ماہ کی ناجائز کٹوتی

(۔۔۔جاری)

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ملتان آرڈر نمبر ANP/229790 مورخہ 26-09-05 لیڈی ہیلتھ ورکرز، 3 لیڈی ہیلتھ سپر وائزر اور ایک ڈرائیور کی تنخواہ کی کٹوتی کے احکامات مختلف وجوہات جن میں ملازمت سے غیر حاضری اور ناقص کارکردگی شامل ہے کی بنیاد پر جاری کئے گئے تھے۔ ستمبر کا جو pay role اسی بنیاد پر تیار کیا گیا۔ یہ جو کارروائی کی گئی یہ اس محکمے کی

کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کی گئی۔ جن کی تنخواہ میں کٹوتی کی گئی ان میں سے دو نے استعفیٰ دے دیا۔14 ڈیوٹی سے غیر حاضر رہیں،9 نے اپنی کمیونٹی چھوڑ دی اور ایک ورکر نے مڈوائفری میں داخلہ لے لیا۔ ملتان میں ماہ ستمبر 2005 میں 1271 لیڈی ہیلتھ ورکرز اور 46 لیڈی ہیلتھ سپروائزرز اور 23 ڈرائیوروں کو 24 لاکھ 38 ہزار 9 سو 24 روپے ادائیگی کی گئی جبکہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تنخواہ سے 68 ہزار 2 سو 50 روپے اور لیڈی ہیلتھ سپروائزر کی تنخواہ سے 5 ہزار 4 سو 26 روپے اور ڈرائیور کی تنخواہ سے 26 سو روپے منہا ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تنخواہ کی کٹوتی سے پہلے جو محکمانہ کارروائی کا ایک طریق کار ہوتا ہے ان کو نوٹس دینے کا اور ان کو سننے کا کیا اس کو follow کیا گیا تھا اور دوسری بات یہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاس پہلے کتنی زیادہ کمی ہے اور ہسپتالوں میں کارکردگی پر فرق پڑتا ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا کہ اس طرح کئی لوگوں نے استعفیٰ دے دیا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس پر کوئی محکمانہ کارروائی کی گئی، ان کو سنا گیا اور ان کو نوٹس وغیرہ دیئے گئے اور اگر دیئے گئے تو کیا یہ کام صرف لیڈی ہیلتھ ورکرز اور سپروائزرز پر ہوا؟ ڈاکٹرز جو اکثر غیر حاضر رہتے ہیں اور باقی افسران کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ڈرائیوروں کی تنخواہ کاٹ لینے سے efficiency میں کوئی بڑا فرق آ جائے گا؟ اس میں، میں سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب کو سوچنا چاہئے۔ میری اطلاع کے مطابق ان پر کوئی محکمانہ کارروائی نہیں کی گئی تھی اور اچانک ان کی تنخواہ میں کٹوتی کر دی گئی تھی میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناانصافی ہے۔ کم از کم ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جانی چاہئے تھی اس کے بعد یہ طریق کار اپنایا جانا چاہئے تھا۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! محترمہ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جب یہ ایکشن لیا گیا تو تمام ضابطے رولز اینڈ ریگولیشنز کو follow کر کے، procedures کو adopt کر کے یہ کارروائی کی گئی۔ میرے پاس ان کی تفصیلی لسٹ بھی ہے میں آپ کو صرف ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک خاتون آر ایچ سی میں لیڈی ہیلتھ سپروائزر ہے اور وہ تین ماہ سے ڈیوٹی پر نہیں آئی اس کو پہلے وارننگ دی گئی، پھر اس کو لیٹر بھیجا گیا، جب تین ماہ لگاتار وہ ڈیوٹی سے غیر حاضر رہی تو پھر ہم نے سمجھا کہ کم از کم اس کی ایک ماہ کی تنخواہ تو روک لی جائے۔ This is just a part of the process for making the efficiency of the department better میرا خیال ہے کہ اگر ہم ایسے لوگوں کے خلاف

جو inefficient ہیں، جو poorly perform کرتے ہیں، ایکشن نہیں لیں گے تو wrong message will be delivered to other members of the Health Department انہوں نے کہا ہے کہ کیا ڈاکٹروں یا سینئر آفیسروں کے خلاف بھی کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر ہمارے پاس کوئی بھی شکایت آئے یا ہم اپنے روٹین وائز چھاپے مارتے ہیں تو کوئی ڈاکٹر غیر حاضر ہو تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں پہلا وزیر صحت ہوں کہ جس نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں ایک 20ویں گریڈ کے نیوروسرجن کو غیر حاضری کی بنیاد پر اسی وقت معطل کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ابھی یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی بڑا ڈاکٹر، پروفیسر یا اسسٹنٹ پروفیسر ڈیوٹی سے غیر حاضر ہو تو ان پر ایکشن لیا جاتا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے لیا بھی ہے تو اسی شہر لاہور کے سب سے بڑے ہسپتال میں ایک پروفیسر صاحب پچھلے تین سالوں سے کنٹریکٹ پر appoint ہوئے ہیں اور وہ پاکستان میں نہیں ہیں اور ان کے پاسپورٹ سے verify کیا جا سکتا ہے کہ وہ فرانس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ نے ایک سینئر رجسٹرار کو کنٹریکٹ پر AP لگایا اور انہوں نے وارڈ چلایا، کیا ہوا، پروفیسر صاحب فرانس سے آئے، آ کر ان کا کنٹریکٹ کینسل کر دیا اور اب وہ وارڈ تقریباً بند ہے۔ یہ واقعہ اسی شہر میں سب سے بڑے ہسپتال کا ہے تو میں ڈاکٹر صاحب سے کہوں گا کہ کیا یہ اس ہسپتال میں visit کرنا پسند کریں گے؟ ان کے بھی knowledge میں ہے کیونکہ اس appointment میں ہمارے ارباب اختیار، جو حکومت میں ہیں کا بھی ہاتھ ہے۔ جناح ہسپتال میں کارڈیک سرجری کے پروفیسر ہیں جو کہ سال میں صرف تنخواہ لینے آتے ہیں اور آفس میں بیٹھ کر پہلا کام ان کا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پی اے کو بلا کر کہتے ہیں کہ دیکھیں جی میرے بنک میں کتنی تنخواہ جمع ہو گئی ہے اور وہ تنخواہ لیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور آج بھی وہ ریکارڈ میں on duty ہوں گے، verify کیا جا سکتا ہے، میڈیا والے بیٹھے ہوئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ جا کر اس یونٹ کا visit کریں اور پتا کریں کہ کیا facts ہیں اور پنجاب کے عوام کو بتائیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں میرا ابھی ایک سوال ہے اور اس کا بھی جواب اکٹھا ہی آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار دی گئی ہے یہ 40 سے اوپر تقریباً ان لوگوں کے بارے میں ہے جو گریڈ 1,2,3,4,5 کے ہیں یعنی نچلے طبقے کے لوگ ہیں اوران کی ایک ایک ماہ کی تنخواہ کاٹ لی گئی ہے تو کیا ہیلتھ منسٹر یہ بتا سکتے ہیں کہ بڑے گریڈ کے لوگوں میں سے کسی کی آج تک ان کے دور حکومت میں تنخواہ کٹی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا کوئی یہ ایسی assurance دیں گے کہ ان کی بحالی یاان کی وہ سزا واپس ہو جائے جو انہیں دے دی گئی ہے اوراب انہیں نوکری پر بحالی کی کوئی assurance منسٹر صاحب دینا پسند فرمائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ ابھی ستمبر کا واقعہ ہے، اکتوبر کی date کا ایکشن ہے اور ستمبر کی تنخواہ تھی اور ہم personally investigate کر رہے ہیں، ان میں سے کسی کو بھی ہم نے terminate نہیں کیا، کسی کو ہم نے suspend نہیں کیا اور ہم نے صرف تنخواہ روکی ہے اور کٹوتی کی ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایسا شخص ہوگا جو ڈیوٹی پر ریگولر تھا اور خوامخواہ اس کے خلاف ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ نے ایکشن کیا ہے تو اسے اس کی تنخواہ بھی دی جائے گی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ If it is proved that he did this in a way which was not according to the law لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اسمبلی میں ہم لیجسلیٹر بیٹھتے ہیں تو ہم چاہتے ہیں اور ہم تو اکثر یہ گلے کرتے ہیں کہ وہاں پر ہسپتال میں نرس موجود نہیں تھی اور ڈاکٹر موجود نہیں تھا اور جب ایکشن لیا جاتا ہے تو پھر یہ اس کے خلاف بات کریں۔ I think کہ کوئی بھی شخص اگر ڈیوٹی پر موجود نہیں ہوتا and this goes for everybody in Pakistan, I think including the Members of the Assembly جو باقاعدہ اپنا کام نہیں کرتے تو ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ انہیں تنخواہ دی جائے۔ یہ public money ہے اس کی accountability ہماری ڈیوٹی ہے لیکن اگر کسی کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے تو میں ذمہ دار ہوں کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم بالکل سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر طاہر صاحب ایک قابل انسان ہیں اور وہ ٹھیک کام کرتے ہیں لیکن میں طاہر صاحب کی توجہ چاہتی ہوں کہ انہوں نے accountability کی بات کی ہے تو یہ اس سسٹم پر بات آتی ہے یعنی ان لیڈی ہیلتھ ورکروں، ڈرائیوروں اوران سب کی

رپورٹ تو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ یا وہ concerned high grade officers کرتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! کوئی ایسی بے ضابطگی ہوتی ہے تو سب کے خلاف پر ایکشن لیا جاتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! پہلے جن کی طرف سے تحریک التوائے کار پیش ہوئی ہے ان کا حق ہے کیونکہ انہوں نے ایک سوال raise کیا ہے اور اس کا جواب وہ لے رہے ہیں تو اس کے بعد اگر وہ مطمئن ہوں تو پھر اس کے بعد آپ بات کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ نذیر ہماری ہیلتھ کی پارلیمانی سیکرٹری ہر ہسپتال کا visit کرتی ہیں تو میرا خیال ہے کہ ایمرجنسی کے علاوہ ان کو وارڈز میں بھی جانا چاہئے تو میں ان کے لئے کہتا ہوں کہ یہ کارڈیک سرجری کے وارڈ میں جائیں اور اس پروفیسر کا پتا کریں کہ وہ کتنے سالوں سے غیر حاضر ہے جو کہ leave پر بھی نہیں ہے اور صرف اپنی تنخواہ لے رہا ہے تو اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ہمارے پاس پہلے ہی کارڈیک سرجن بہت کم ہیں اور بڑی مشکل سے یہاں آتے ہیں۔ let them go to any international country یہاں اگر وہ آتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑا اچھا کام کرتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہی میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اگر کوئی کارڈیک سرجن آپ کے ملک میں آتا ہے تو اس کو کام کرنے دیں اور اگر ہم ان پر اعتراضات کریں گے تو they can go to any other country.

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں بھی یہی عرض کر رہا ہوں کہ جس ڈاکٹر کارڈیک سرجن نے آکر وارڈ چلایا He is a proper qualified Cardiac Surgeon working in a very prestigious international hospital اس نے آکر ہسپتال چلایا تو سفارشی پروفیسر نے آکر بند کیا جو خود چھٹی پر ہے اور پاکستان میں نہیں ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ وہ کارڈیک سرجن جو باہر سے آسٹریلیا سے آیا اور ڈاکٹر صاحب کو پتا ہے کہ وہ کتنا قابل ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کی اس سے دوستی بھی ہے لیکن پتا نہیں ان کی کیا مجبوری ہے کہ وہ کارڈیک سرجن یہاں سے واپس جا رہا ہے تو میں انہیں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ وہ جو machine for heart surgery اور

volvesوغیرہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ ان چیزوں کو پیک کر کے واپس جا رہا ہے۔ خدارا!اس کارڈیک سرجن کو روکیں اور جو سفارشی so called Cardiac Surgeonبنا ہوا ہے اور وہاں پر فرانس میں لیدر گارمنٹس کا کام کر رہا ہے جبکہ یہی ڈاکٹر تین سال سے یہاں جناح ہسپتال میں کارڈیک سرجری کا پروفیسر بنا ہوا ہے، چھٹی پر بھی نہیں ہے لیکن اس کے پاسپورٹ سے verifyکیا جا سکتا ہے تو اس کا جواب آنا چاہئے کیونکہ یہ لاہور اور پنجاب کے شہریوں کی صحت کا معاملہ ہے اور آپ کو پتا ہے کہ دل کے مریضوں کے پاس کوئی facilityنہیں ہے،ان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے تو اس کا جواب آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ابھی تو پہلے تحریک التوائے کار نمبر680کی بات ہونے دیں اور دیکھیں I should first complete that and then I shall go to the other وہ جواب دیں گے لیکن پہلے عظمیٰ زاہد بخاری کی تحریک التوائے کار کو تو ختم کرنے دیں or she should withdraw and then I shall move to the other side. Do you want to withdraw it?

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:.NO. NOجناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح ڈاکٹر اسد اشرف صاحب نے کارڈیک ڈاکٹر صاحب کے بارے میں توجہ دلائی ہے تو یہ تمام گریڈ کے آفیسر جو ہیں،پیرا میڈیکل سٹاف جو ہے ان سب کی efficiencyکے ساتھ ہی سسٹم چلتا ہے یعنی ہسپتال ڈاکٹر کے بغیر بھی نہیں چل سکتا اور ہسپتال پیرا میڈیکل سٹاف کے بغیر بھی نہیں چل سکتا تو جہاں تک ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کی بات ہے وہ بڑی validہے اس پر میں سمجھتی ہوں کہ وزیر موصوف کو جواب دینا چاہئے۔ دوسری بات جو کہ میری تحریک التوائے کار کی ہے تو یہ وہ سب لوگ ہیں جن کی رپورٹیں ایم ایس صاحب نے یا وہاں کے concernedایڈمنسٹریٹو آفیسر نے بنائی ہوتی ہیں اور وہاں ان کی پسند ناپسند چلتی ہے۔ اس ملک میں تمام بڑے سے بڑے عہدوں کے اوپر پسند اور ناپسند چلتی ہے تو یہ غریب تو ویسے ہی چھوٹے چھوٹے لوگ ہیں کہ جن کو اگر ایم ایس صاحب کے گھر میں یا میں یہاں پر بالکل categoricallyکہنا چاہتی ہوں کہ جن لوگوں کی یہاں پر بات کی گئی ہے تو ان میں سے mostlyوہ خواتین وہاں کے ڈاکٹروں کے گھروں پر privatelyکام کرتی ہیں اور ان عورتوں سے اپنے گھروں میں کام لیا جاتا ہے اور جب وہ خواتین گھروں میں کام کرنے کے لئے نہ آ سکیں تو ان کے اوپر یہ allegationلگا کر ان کی تنخواہیں کاٹ لی گئیں۔ بالکل ڈیپارٹمنٹ کی efficiencyکے اوپر

ڈاکٹر صاحب کو غور کرنا چاہئے اچھی بات ہے لیکن جو ground facts ہیں، جو ایک reality ہے اس سسٹم میں کرپشن کی اور accountability کی اس کو بھی دیکھیں کہ یہ کارروائی ان کے خلاف کس نے کی ہے اور اس میں پسند و ناپسند اور چہیتے لوگ کون تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے آپ کو جو وضاحت پیش کی ہے کہ اس میں ابھی ان کی ایک مہینے کی تنخواہ روکی ہے لیکن اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو آپ ان سے مل لیں اور وہ اس کو دور کر دیں گے انشاء اللہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: He has an open arm آپ کے point of view کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی نہ کوئی فیصلہ کریں گے۔ آپ ان سے مل لیں تو اس سلسلے میں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بات کیسے کروں بتائیں ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ بس کریں اور اس کو چلنے دیں۔ بی بی اب آپ بیٹھیے، جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Adjournment Motion کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ حکومت کے علم میں یہ بات لائی جائے۔ ڈاکٹر طاہر صاحب ماشاء اللہ بڑے کوالیفائیڈ آدمی ہیں، آپ نے بالکل صحیح بات کی ہے کہ ملک میں Cardiac Surgeon نہیں آ رہے ہیں اگر ایک ڈاکٹر جس کو یہ پروفیسر بتا رہے ہیں کہ فرانس میں گارمنٹس کا کاروبار کر رہا ہے اس کی illegal appointment اور irregular ہے تو ڈیپارٹمنٹ میں اس کی appointment کیوں ہوئی ہے؟ اگر ہو گئی ہے تو He is not present in the Jinnah Hospital اور جو ایسوسی ایٹ کام کر رہا ہے اس کو کام نہیں کرنے دیا جا رہا ہے اب وہ واپس جا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ verify کریں کہ اس نے جناح ہسپتال میں کتنی دیر، کتنے آپریشن کئے ہیں؟ کیا اس کی appointment legal تھی through proper channel ہوئی ہے، تیسرا یہ کہ کیا وہ پاکستان میں رہتا ہے یا نہیں رہتا؟ ان تین چیزوں کی تحقیق کے بعد منسٹر صاحب جواب دے دیں کیونکہ یہ بڑا اہم issue ہے آپ نے خود فرمایا ہے کہ پہلے تو اچھے ڈاکٹر لاہور سے باہر نہیں جاتے۔ اگر لاہور میں ایک Cardiac Surgeon appoint کیا گیا ہے جو بغیر کسی کام کے تنخواہیں لے رہا ہے تو کیوں؟ آج تک اس نے یہ معلوم کیا کہ کتنے آپریشن کئے ہیں؟ اس طرح یہ آپ کے ریکارڈ میں بات آ جائے گی تو میں چاہوں گا کہ وزیر صحت اس پر ذرا

وضاحت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! سوال تو ملتان کی ایل ایچ ڈبلیو لیڈی سپر وائزر کے متعلق تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جواب آپ نے دے دیا، آپ اس سلسلے میں جو بھی ان کی help کر سکتے ہیں تو کر دیں and it is being disposed of on the assurance by you that you will look into it.

وزیر صحت: جناب سپیکر! جہاں تک Cardiac Surgeon کے بارے میں ڈاکٹر اسد اشرف صاحب نے پوچھا ہے تو I would like to have some details ڈاکٹر اسد اشرف صاحب میرے بھائی، ہیں ہماری ملاقات ہر دوسرے تیسرے دن ہوتی رہتی ہے تو میں انہیں invite کرتا ہوں اور ان کو record پیش کر دیا جائے گا جس ڈاکٹر یا پروفیسر کا ذکر بھی کر رہے ہیں ان کی appointment کیسے ہوئی اور کتنے آپریشن کئے؟ یہ سب specialists ہیں Cardiac Surgery, Neuro Surgery, Oncolgy ان میں acute shortage ہے public sector میں اور I think ہمیں تو out of the way ہو کر ایسے لوگوں کو invite کرنا چاہئے۔ میں welcome کرتا ہوں ان young doctors کو جن کی یہ بات کر رہے ہیں۔

To join the Government service and work over here but at the same time we do not want to force people who are not willing to work in our conditions.

گورنمنٹ سروس میں کوئی bondage کا سسٹم تو ہے نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم دولاکھ، تین لاکھ یا چار لاکھ نہیں دے سکتے لیکن بہت سارے لوگ کم پیسوں پر بھی وہ ڈیوٹی دے رہے ہیں اور اگر ہم یہ create discrepancies کرنا شروع کر دیں تو ٹھیک ہے کیونکہ ایک شخص کی ڈیمانڈ ہی اتنی high ہے اور دوسرا جو اسی level کا کوالیفائیڈ ہے وہ دس ہزار روپے میں کام کر رہا ہے اور ایک کہہ رہا ہے کہ مجھے یہ بھی دیں عہدہ بھی دیں تو تب میں یہ کام کروں گا تو حکومت کیسے discrepancies create کر سکتی ہے؟ یہاں بہت بہت کوالیفائیڈ لوگ ہیں جنہوں نے ڈبل ڈبل F.R.C.S کیا ہوا ہے اور وہ ہمارے گریڈ میں رہ کر کام کرتے ہیں۔ پندرہ بیس ہزار روپے کی تنخواہ سے کام کرتے ہیں اور ہم نے ان کو پرائیویٹ پریکٹس کی کھلی چھٹی دی ہوئی ہے but we cannot go by the

کہ مجھے یہ عہدہ دیا wishes and demands of each and every specialist جائے تو میں کام کروں گا۔ جہاں تک وہ پروفیسر صاحب کا تعلق ہے۔
I welcome Dr. Asad Ashraf in my Chamber. I will bring the files and put the record before him
کہ اس کی appointment کیسے کی گئی، اس کی شرائط کیا تھیں، اس کے بعد اگر کوئی اعتراض ہوا تو He can bring it on the floor of the House.

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون کریمینل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی، اب Adjournment Motion ختم کی جاتی ہے۔ جی، وزیر قانون!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I introduce:

> The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill, 2005.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill, 2005 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under rule 94 read with rule 187 of the constitution it is referred to the Special Committee consisting of the following members with the direction to submit its report by 31-11-2005.

1. Ch Abdullah Yousaf
2. Mr Muhammad Azeem Ghumman

3. Mr Abid Hussain Chatha
4. Mr Sibqatullah Chaudhry
5. Ch Waheed Asghar Dogar
6. Ch Javed Ahmad
7. Ms Misbah Kokab
8. Mrs Saba Sadiq
9. Malik Ibrar Ahmad
10. Raja Riaz Ahmad
11. Syed Ihsan Ullah Waqas
12. Mr Muhammad Riaz Shahid

Ch Javed Ahmad shall be the Convener of the Committee.

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ بل جو introduce کیا گیا ہے میں اس پر وزیر قانون کی وضاحت چاہوں گا کہ Does it hit by the 6th Schedule? جو 6th Schedule میں constitutional پابندی ہے کیا وہ اس پر لاگو ہوتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ ذرا دوبارہ فرما دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کچھ legislations ایسی ہیں جن پر پابندی لگائی گئی ہے کہ without prior permission of the President ان پر legislation نہیں ہو سکتی جب ایسی legislation ہو گی تو اس میں amendment بھی نہیں دی جا سکتی تو وہ 6th Schedule میں cover ہے یہ جو کر رہے ہیں to establish a Criminal Prosecution Service in Punjab کیا یہ covered by the Police Orders ہے؟ اگر یہ 6th Schedule میں cover ہے تو اس میں prior permission of the President amendment نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش ہے کہ یہ Schedule 6th میں covered نہیں ہے یہ ایک ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی requirement تھی اور چاروں صوبے اپنے ہاں independent prosecution service establish کر رہے ہیں اور اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے پنجاب میں بھی یہ independent prosecution service establish کی جا رہی ہے اور اب چونکہ کمیٹی کو refer ہو چکا ہے، کمیٹی کی رپورٹ آئے گی جو معزز اراکین اس میں amendment دینا چاہیں وہ دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں تھوڑی سی

Please correct, it is "to submit its report by 31-12-2005" and not 31-11-2005

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 24۔نومبر 2005 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

902

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔نومبر 2005

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات صنعت، کانکنی و معدنیات اور زکوٰۃ و عشر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

904

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تئیسواں اجلاس

جمعرات،24۔نومبر 2005

(یوم الخمیس،21۔شوال 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 36 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَـٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِoٱلَّذِى خَلَقَكَ فَسَوَّٰكَ فَعَدَلَكَo فِىٓ أَىِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَoكَلَّا بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِo وَإِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحَـٰفِظِينَo كِرَامًا كَـٰتِبِينَoيَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَoإِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِى نَعِيمٍo وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِى جَحِيمٍ oيَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِoوَمَا هُمۡ عَنۡهَا بِغَآئِبِينَoوَمَآ أَدۡرَٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِoثُمَّ مَآ أَدۡرَٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِoيَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا‌ۖ وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلَّهِo

سُوۡرَۃُ الانفِطار آیات 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں o عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔o اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo

وما علینا الا البلاغo

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ منتخب رکن اسمبلی جناب محمد ناصر چیمہ پی پی۔97 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں ان سے استدعا ہے کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لے لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے نو منتخب رکن اسمبلی جناب محمد ناصر چیمہ سے حلف لیا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چیمہ صاحب! اب آپ حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر رکن اسمبلی جناب محمد ناصر چیمہ نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائے)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ ایک نہایت ہی اہم بات ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت یہاں پر ممبران سول بیوروکریسی کی بات کرتے ہیں تو بیوروکریسی میں ایک بہت ہی بے چینی سی پائی جاتی ہے۔ لوگ ملازمت اختیار کرتے ہیں کہ ہماری ترقی ہو گی، ہمیں عہدے ملیں گے۔ اب آپ دیکھیں کہ سول سروسز میں جو سول سرونٹس ریٹائرڈ ہوئے ہیں وہ اپنے بچوں کو ملازمت میں نہیں لا رہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے حکومت کنٹریکٹ پر ٹھیکیداری نظام پر چلتی ہے۔ کل کی اخبار میں تھا کہ راجن پور اور ڈی جی خان کے دو سگے بھائی جو ریٹائرڈ ہو گئے تھے ان کو کنٹریکٹ پر ڈی سی او لگا دیا گیا ہے۔ ایک ایڈمنسٹریٹو پوسٹ پر ڈی سی او کو لگا رہے ہیں اس طرح کوئی آدمی بھی qualify کر سکتا ہے، کل آپ مجھے کہہ سکتے ہیں کہ تم کنٹریکٹ پر آئی جی لگ جاؤ۔ اس کے لئے میں راجہ بشارت صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ سول بیوروکریسی کو ان خدشات سے بچانے کے لئے کچھ کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے سن لیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے سن لیا ہے۔ آپ نے ان کے گوش گزار کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ کیا کوئی پاکستان کی تاریخ میں ایسا precedent ہے کہ جس میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر یا ڈپٹی کمشنر کنٹریکٹ پر لگا ہو؟

سوالات (محکمہ جات صنعت کان کنی و معدنیات اور زکوٰۃ و عشر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ جات صنعت، کان کنی و معدنیات ترقی اور زکوٰۃ و عشر سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! جی، بریگیڈیئر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ گوجر خان تحصیل میں چار جگہ سے گیس نکلتی ہے۔ آج سے پندرہ سولہ سال پہلے جس وقت پہلی دفعہ انہوں نے مختلف جگہ پر گیس کو لے جانے کے لئے پائپ لائن بچھائی تو لوگوں کو کہا گیا کہ ہم آپ کی زمینوں سے گیس نکالیں گے اور آپ کو گیس دی جائے گی۔ بعد میں اس وعدے کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ ان لوگوں کو سو، دو سو روپیہ، جن کی زمینوں سے پائپ لائن گزری ہے compensation دے دی گئی ہے۔ ابھی محکمہ نے یا حکومت نے دوبارہ ایک اور اس سے بڑی پائپ لائن گزارنے کا کام شروع کیا ہے اور اس وقت حکومت نے بلڈوزر چلانے شروع کئے ہیں جس پر گوجر خان کے لوگ احتجاج پر اتر آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بریگیڈیئر صاحب! پنجاب حکومت کام کر رہی ہے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے، لوگ اس وقت سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور احتجاج کر رہے ہیں۔ جب احتجاج کر رہے ہیں تو اس میں پنجاب حکومت کا بھی معاملہ بن جاتا ہے۔ اس میں میری گزارش ہے کہ اگر ہماری پنجاب حکومت کی طرف سے ان لوگوں کے ساتھ کوئی افہام و تفہیم کی بات ہو، انہوں نے مجھے آج صبح ٹیلیفون کیا ہے کہ ہم باہر نکل کر امن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم بلڈوزر کو نہیں چلنے دیتے۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ دیکھ لیں۔

بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: لاء منسٹر صاحب کو بھی میں floor پر یہی گزارش کروں گا کہ ان کی بات آگے پہنچائی جائے تاکہ اگر ان سے گیس کا وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ وعدہ پورا کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ پہلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3447۔

ضلع بہاولنگر میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس، سٹاف، طلباء اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3447۔ محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ اداروں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد، موجودہ تعداد، خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے۔ نیز مذکورہ اداروں میں طلباء وطالبات کی تعداد فی ادارہ بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ اداروں میں کون کونسے کورس پڑھائے جاتے ہیں ان کی داخلہ فیس اور سالانہ فیس فی کورس کیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اداروں کو ٹیوٹا کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اداروں کو جب سے ٹیوٹا کے کنٹرول میں دیا گیا ہے۔ سالانہ فیس میں کئی گنا اضافہ کر دیا گیا ہے؟

(و) اگر جزو (د،ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فیس میں اضافے کو واپس لینے اور خالی اسامیاں پر کرنے کو تیار ہے، نہیں تو وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع بہاولنگر میں 6 کمرشل، 5 ووکیشنل اور 1 ٹیکنیکل کل 12 ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ اداروں میں اسامیوں کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	کل اسامیاں	موجودہ تعداد	خالی اسامیاں
کمرشل	77	61	16
ووکیشنل	36	22	14
ٹیکنیکل	36	20	16

تعداد طلباء

	بہاولنگر	منچن آباد	ہارون آباد	فورٹ عباس	چشتیاں	خواتین بہاولنگر
کمرشل کالج	425	148	134	120	80	14
ووکیشنل	52	14	18	15	26	--
ٹیکنیکل	185	--	--	--	--	--

(ج) اداروں میں درج ذیل کورس پڑھائے جاتے ہیں:۔

ادارہ	تفصیل کورس	داخلہ فیس	سالانہ فیس
کمرشل	ڈپلومہ ان کامرس اکاؤنٹنگ،انگریزی،شارٹ ہینڈ	50روپے	2434روپے
ووکیشنل	ووکیشنل سرٹیفکیٹ،ڈپلومہ	50روپے	1240روپے
ٹیکنیکل	الیکٹریشن،ویلڈنگ،سول ڈرافٹسمین،ریڈیو،ٹی وی، جنرل فٹر، RAC	50روپے	1205روپے

(د) ہاں یہ درست ہے کہ اداروں کو T.E.V.T.A کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ T.E.V.T.A کے کنٹرول کے بعد صرف ووکیشنل کے اداروں میں فیسوں میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔

(و) فیسوں میں اس معمولی اضافہ کے ساتھ پرنسپل حضرات کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ مستحق طلبہ کو فیس میں رعایت دیں۔T.E.V.T.A خالی اسامیوں کو مرحلہ وار پر کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(الف) کا جواب دیا ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں چھ کمرشل کالج، پانچ ووکیشنل کالج اور ایک ٹیکنیکل کالج ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ دیکھا یہ جائے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں پانچ تحصیلیں ہیں تو پانچ تحصیلوں کی آبادی کتنی ہوگی اور ایک ٹیکنیکل کالج کیا اتنی بڑی آبادی کی ضروریات پوری کر سکتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جو محترمہ نے سوال کیا ہے۔ تقریباً تین سال پہلے اس کالج میں جو enrollment تھی وہ 50 فیصد سے بھی کم تھی۔ اس وقت اللہ کا فضل ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کی

وجہ سے یہاں پر enrollment تقریباً پوری ہو گئی ہے اور جب تین سال پہلے یہاں سٹاف بھی پورا نہیں تھا لیکن اب تقریباً سٹاف بھی پورا ہو گیا ہے اور سٹاف کی جو تھوڑی سی کمی ہے اس کے لئے پورا عمل مکمل ہو چکا ہے، انٹرویو ہو چکے ہیں اور ان لوگوں کو چند دنوں تک تقرری لیٹر مل جائیں گے۔ موجودہ ضرورت کے مطابق وہ کالج اس وقت کافی ہے کیونکہ ابھی اسی سال ہی اس کی enrollment پوری ہوئی ہے، ابھی وہاں کوئی زیادہ درخواستیں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسے منسٹر صاحب فرما رہے ہیں اور انہوں نے جز (ب) کا جواب دیا ہے اس میں آپ دیکھ لیں کہ کمرشل کالج میں خالی اسامیاں 16 ہیں، پھر ووکیشنل کالج میں 14 ہیں جو کہ تقریباً 35 فیصد بنتی ہیں اور ٹیکنیکل کالج کی خالی اسامیاں تقریباً 40 فیصد بنتی ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ اسامیاں کتنے عرصے سے خالی ہیں اور آپ کب تک ان خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ زیادہ اسامیاں پر ہو چکی ہیں اب تھوڑی اسامیاں رہ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ خالی اسامیاں کب تک پر کر لیں گے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس کے لئے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ انٹرویو ہو چکے ہیں جو انسٹرکٹر یا لیکچرار select ہوئے ہیں ان کو کسی وقت بھی appointment letter مل جائیں گے۔

جناب سپیکر: کیا اس سال پُر ہو جائیں گی؟

وزیر صنعت: جناب والا! اسی سال پُر ہو جائیں گی۔

محترمہ ثمینہ نوید: جناب سپیکر! مجھے وہ تاریخ بتائیں کہ کب تک یہ اسامیاں پُر ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: محترمہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی سال ہو جائیں گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سال تو ایک ماہ بعد ختم ہو جائے گا اس کا مطلب ہے کہ اسی مہینے کریں گے؟

جناب سپیکر: سال جون تک ہوگا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوچھ رہی ہوں کہ کتنے عرصے سے خالی ہیں اور اس کو fill کیوں نہیں کر رہے ہیں اور اس کی reasons کیا ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! جواب آگیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی سال یہ اسامیاں fill up کر دی جائیں گی۔ جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز (ج) میں انہوں نے فیس کی تفصیل بتائی ہے۔ یہ سوال 2003 میں کیا گیا تھا اس میں انہوں نے بتایا کہ ڈپلومہ ان کامرس کی سالانہ فیس 2434 روپے ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2004 اور 2005 میں اب اس کی سالانہ فیس کتنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پہلے سالانہ فیس جو تھی اس میں صرف 400 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کا اضافہ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، صرف چار سو روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر صاحب سے میری گزارش یہ ہے کہ جن ملکوں نے ترقی کی ہے وہاں پر چھٹی جماعت سے ٹیکنیکل ایجوکیشن بطور مضمون پڑھائی جاتی ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ہمارے تمام سکولوں میں چھٹی جماعت سے ٹیکنیکل ایجوکیشن کا ایک مضمون پڑھانا شروع کرا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ان کی درخواست پر اس وقت تک کام شروع ہو چکا ہے۔ حکومت پنجاب جتنی بھی لیبر کالونیاں بنا رہی ہے لیبر کالونیوں کے ساتھ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے جو ادارے ہیں وہ بھی قائم کرنے کا پروگرام ہے۔ اسی میں جو عام لوگ ہیں ان کے لئے سکول بنانے کا بھی پروگرام ہے۔ جہاں بھی نئی لیبر کالونیاں بن رہی ہیں ان کے ساتھ یہ جگہ رکھی جا رہی ہے اور انشاء اللہ پلان یہی ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن چھٹی سے اگر نہ بھی ہو تو کم از کم میٹرک کے فوراً بعد ٹیکنیکل ایجوکیشن کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر: حکومت already اس پر سوچ بچار کر رہی ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ بہاولنگر میں پانچ تحصیلیں ہیں تو ہر تحصیل لیول پر یہ ٹیکنیکل کالج ہونا چاہئے وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ کیا ان کا ایسا پروگرام ہے کہ وہ تحصیل لیول پر ایسے کالجز بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! فی الحال ہمارا ایسا کوئی پروگرام نہیں کہ تحصیل لیول پر ٹیکنیکل کالجز بنائے جائیں کیونکہ ان کی اتنی ڈیمانڈ نہیں ہوتی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گی کہ مجھے بھی پتا ہے کہ فی الحال ان کا کوئی ایسا پروگرام نہیں ہے میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ ہم اس طرف دلائیں کہ ان شہروں، ان تحصیلوں میں ایسے ٹیکنیکل کالجز کی ضرورت ہے اور اس طرف یہ توجہ دیں اور اس کو زیر غور لائیں۔ اس سلسلے میں جو پالیسی بناتے ہیں اس میں اس کو mention کریں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم اسمبلی میں سوال اٹھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم آپ کو inform کریں کہ فلاں جگہ پر یہ deficiency ہے۔ مجھے بھی پتا ہے کہ وہاں پر کوئی ایسے کالجز نہیں ہیں اور فی الحال گورنمنٹ کی پالیسی میں یہ چیز نہیں ہے اور مجھے یہ بتادیں کہ فیسوں میں جو معمولی اضافہ ہے اس بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ پرنسپل حضرات کو اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اس میں کمی کر سکتے ہیں تو مجھے یہ بتائیں کہ 2003 سے لے کر اب تک پرنسپل حضرات نے فیس کے حوالے سے طلبہ کو زیادہ سے زیادہ کتنا ریلیف دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ بالکل fresh question ہے کیونکہ میں نے ابھی معلوم نہیں کیا کہ پورے صوبے میں پرنسپل صاحبان نے فیسوں میں کتنی کمی کی ہے؟ پورے صوبے میں 402 کالجز ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ fresh question بنتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سوال پر ہم ہر قسم کا ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ وزیر صاحب بجائے جواب دینے کے کہہ رہے ہیں کہ fresh question دیں وہ تو چار سال کے بعد آئے گا جیسا کہ یہ تین سال کے بعد آیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ fresh question دیں گی تو جواب انشاء اللہ آ جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی وزیر صاحب نے جز (ب) کا جواب دیا ہے اور یہ جو خالی اسامیاں گنی ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ایک سال پرانا جواب ہے اور اب کافی اسامیاں پر ہو چکی ہیں۔ وزیر صاحب تعداد بتا دیں کہ کتنی اسامیاں اس سال پر ہو چکی ہیں اور کتنی رہ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جواب میں خالی اسامیاں لکھی تو ہوئی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ جواب ایک سال پرانا ہے وزیر صاحب جواب کو ذرا update کر دیں کہ کتنی اسامیاں پُر ہو چکی ہیں؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ان کی تفصیل تو ایوان کی میز پر بھی رکھ دی گئی ہے اور میں بھی بتا دیتا ہوں۔ کمرشل انسٹیٹیوٹ میں 77 sanctioned posts ہیں، ان میں سے 74 پُر ہو چکی ہیں اور تین خالی رہ گئی ہیں۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ میں 39 خالی ہیں ان میں سے 23 پر ہو چکی ہیں اور 16 اسامیاں باقی رہ گئی ہیں۔ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں 38 اسامیاں خالی ہیں ان میں سے 18 پُر ہو گئی ہیں اور 20 باقی رہ گئی ہیں۔ اس وقت ٹوٹل 39 اسامیاں خالی ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ان کے انٹرویو ہو چکے ہیں ان کے لئے لوگوں کو بلایا جا چکا ہے۔ اب ان کو appointment letters ملنے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ اعجاز احمد

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے قبل بھی ایک مرتبہ جب T.E.V.T.A پر سوالات کئے گئے تھے تو اس میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ اس میں اسامیوں کو پُر کرنے کی تعداد میں زیادہ تر آرمی کے ریٹائرڈ کرنل اور میجر لئے گئے ہیں۔ اب انہوں نے جو اسامیاں پُر کی ہیں اس میں ذرا یہ فرما

دیں کہ جو انہوں نے تناسب بتایا ہے کہ اتنی رہ گئی ہیں اور اتنی پُر کر دی گئی ہیں تو ان میں سویلین کتنے ہیں اور ریٹائرڈ آرمی کے لوگ کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میرے پاس اس وقت جن اسامیوں پر appointment letters دیئے ہیں ان کے نام ابھی فائنل نہیں ہوئے اور نہ ہی مجھے یہ پتا ہے کہ وہ آرمی سے ریٹائرڈ ہیں یا نہیں۔ اگر ان کو نام چاہئیں تو وہ نام میں provide کر سکتا ہوں لیکن یہ fresh question دوبارہ کر دیں تو میں ان کو نام مہیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: on his behalf سوال نمبر 3652 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3652 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

این۔ جی۔ اوز "عورت فاؤنڈیشن" اور "سیپ" کے ممبران، عہدیداران اور ذرائع آمدن کی تفصیلات

***3652 سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) عورت فاؤنڈیشن سوسائٹیز ایکٹ کے تحت ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ اس کے کل کتنے ممبران ہیں اور اس کے عہدے داران کی تعداد کیا ہے، اس کے عہدیداران کتنے عرصہ سے مسلسل عہدیدار چلے آ رہے ہیں؟

(ب) سیپ (SAP) کے کل کتنے ممبران ہیں اور ان ممبران میں سے عہدیداران کی تعداد کیا ہے؟ اور یہ عہدیدار کتنے عرصہ سے مسلسل عہدیدار ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چند افراد کے پاس ہی ان دونوں سوسائٹیز کے بیشتر عہدے ہیں اور انہوں نے مختلف ناموں سے سوسائٹیز صرف بیرون ممالک سے فنڈز وصول کرنے کے لئے بنا رکھی ہیں؟

(د) ان دونوں سوسائٹیز کے مقاصد کیا ہیں، صوبہ پنجاب میں ان کا کہاں کہاں نیٹ ورک ہے؟ ان کے ذرائع آمدنی ان کے منظور شدہ قواعد و ضوابط میں کیا کیا بتائے گئے ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) بمطابق ریکارڈ عورت فاؤنڈیشن 1986 سے سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے بروئے فہرست عہدیداران برائے سال 2003 عہدیداران کی تعداد 3 ہے جبکہ ممبران کی تعداد 10 ہے۔

تفصیل عہدیداران و ممبران مع عہدہ ومدت درج ذیل ہے:۔

	نام	عہدہ	مدت
1۔	عارف حسین	صدر	3سال
2۔	ثمینہ رحمٰن	سیکرٹری	4سال
3۔	بیگم نگار احمد	ایگزیکٹو ڈائریکٹر	18سال
4۔	قاضی عظمت	ممبر	8سال
5۔	مس انیس ہارون	ممبر	3سال
6۔	آئی اے رحمٰن	ممبر	4سال
7۔	ڈاکٹر ایس۔ایم نسیم	ممبر	12سال
8۔	شعیب سلطان خان	ممبر	12سال
9۔	تسنیم صدیقی	ممبر	5سال
10۔	ڈاکٹر معصومہ حسن	ممبر	1سال
11۔	ڈاکٹر رفعت معظم	ممبر	1سال
12۔	جسٹس (ر) کے ایم صمدانی	ممبر	1سال
13۔	مسز شاہین سردار علی	ممبر	1سال

(ب) ہر رجسٹرڈ شدہ سوسائٹی ایکٹ کی دفعہ (4) کے تحت اپنے ڈائریکٹر یا عہدیداران کی سالانہ فہرست عہدیداران رجسٹرار کے پاس پیش کرنے کی پابند ہوتی ہے لیکن مذکورہ سوسائٹی نے رجسٹریشن کے بعد سالانہ فہرست عہدیداران باقاعدگی سے جمع کروائی اور نہ ہی تجدیدی سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے۔ تاہم محکمہ کی درخواست پر مذکورہ بالا سوسائٹی نے اپنے عہدیداران کی تفصیل مہیا کی ہے جس کے مطابق سیپ کا ایک عہدیدار ہے، جبکہ ممبران کی تعداد 10 ہے۔ تفصیل عہدیداران و ممبران مع عہدہ ومدت درج ذیل ہے:۔

	نام	عہدہ	مدت
1۔	مسٹر آئی اے رحمٰن	چیئرمین	1سال
2۔	نعمت اللہ	ممبر	4سال
3۔	ذوالفقار گیلانی	ممبر	4سال
4۔	ڈاکٹر قرۃ العین بخاری	ممبر	4سال

5۔	مسٹر روشی رام	ممبر	5سال
6۔	سلمان اکرم راجہ	ممبر	6سال
7۔	مسز پروین سکندر	ممبر	1سال
8۔	ایم بی نقوی	ممبر	1سال
9۔	میاں حامد ممتاز	ممبر	5سال
10۔	مس انیس ہارون	ممبر	1 سال
11۔	بشریٰ گوہر اور آئی اے رحمن	ممبر	1سال

(ج) بمطابق فہرست عہدیداران مذکورہ سوسائٹیز برائے سال 2003 محترمہ انیس ہارون اور آئی اے رحمن 37 مشترکہ ممبران ہیں۔ مزید برآں سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے مطابق آمدن واخراجات کے گوشوارے رجسٹرار کے پاس جمع کروانا ضروری نہ ہیں۔

(د) مذکورہ بالا سوسائٹیز کے رجسٹر شدہ مقاصد کی تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ایکٹ کے مطابق تفصیل نیٹ ورک جمع کروانا ضروری نہ ہے تاہم محکمہ کی درخواست پر مذکورہ سوسائٹیز نے نیٹ ورک کی تفصیل مہیا کی ہے جو درج ذیل ہے:۔

عورت فاؤنڈیشن: 1۔ بہاولپور 2۔ ڈی۔ جی۔ خان 3۔ فیصل آباد 4۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ 5۔ جھنگ 6۔ خانیوال 7۔ ملتان 8۔ سرگودھا 9۔ پاکپتن 10۔ مظفر گڑھ 11۔ رحیم یار خان 12۔ راجن پور 13۔ وہاڑی

سیپ (SAP) 1۔ سوشل ویلفیئر کمیٹی 2۔ ڈومیال تحصیل چواء سیدن شاہ 3۔ الفلاح ویلفیئر سوسائٹی سیال کالونی ڈسٹرکٹ لیہ 4۔ سٹریٹ نمبر 1 اصلاح رحمت راہوالی گوجرانوالہ 5۔ میاں سٹریٹ نزد جامع مسجد محلہ رحمانیہ خوشاب 6۔ وومن رائٹ ایسوسی ایشن زمان سٹریٹ چوک قذافی خانیوال روڈ ملتان، 7۔ خواتین ویلفیئر ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین 8۔ انٹی کینسر سوسائٹی بھکر 9۔ سپیکٹر وداداشوگر مل لیہ 10۔ بھکر ویلفیئر کونسل بھکر 11۔ سیور آرگنائزیشن بہاولپور 12۔ اپوا آرگنائزیشن ملتان 13۔ روی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن راجن پور 14۔ غلہ منڈی ڈسکہ 15۔ مشاورتی ویلفیئر سوسائٹی گوجرانوالہ 16۔ چاند ویلفیئر سوسائٹی شیخوپورہ 17۔ انجمن فلاح نسواں ساہیوال 18۔ اتحاد فاؤنڈیشن قصور 19۔ رستہ فاؤنڈیشن بلدیہ روڈ بہاولنگر

جناب ارشد محمود بگو: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں عورت فاؤنڈیشن اور سیپ فاؤنڈیشن کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔ اس اسمبلی میں کئی ایسی social قسم کی سوسائٹیز بنی ہوئی ہیں، این جی اوز بنی ہوئی ہیں جو اس ملک کی بدنامی کا باعث بنی ہوئی ہیں ان کے متعلق سوالات بھی آتے ہیں، بحث بھی ہوتی ہے لیکن ان کو کنٹرول کرنے کے لئے ہم نے حکومت سے یہ درخواست کی تھی کہ ان کے اکاؤنٹ

چیک کرنے کے لئے جوان کو سرمایہ باہر سے آتا ہے اس کے لئے کوئی قانون سازی کریں لیکن ابھی تک حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی تو میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سوسائٹی یا عورت سوسائٹی کے بائی لاز کے مطابق 18 سال تک عہدہ رکھا جا سکتا ہے۔ کیا کسی بائی لاز کے تحت ایک سوسائٹی میں 18 سال تک ایک عہدہ رکھا جا سکتا ہے اور اگر رکھا جا سکتا ہے تو کس قانون کے تحت؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے، اسمبلی میں واقعی یہ سوالات اٹھائے گئے ہیں کہ این جی اوز غلط کام کر رہی ہیں یا اپنے فنڈز کا غلط استعمال کر رہی ہیں اور پچھلی دفعہ بھی یہ عرض کیا گیا تھا کہ گورنمنٹ اس پر کوئی ایکشن نہیں لے سکتی جب تک کہ اس پر کوئی شکایت نہ کی جائے اور میں نے پچھلی دفعہ بھی جب احسان اللہ وقاص صاحب نے سوال کیا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ براہ مہربانی کسی کے بارے میں کوئی نشاندہی کریں کہ یہ این جی او غلط کام کر رہی ہے یا اپنے فنڈز غلط استعمال کر رہی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم فوراً ایکشن کریں گے لیکن انہوں نے ابھی نہیں بتایا، ہم نے دو تین کام خود ذاتی طور پر کئے۔ میں نے ان سے لسٹ منگوائی ہے کہ ان کے عہدیدار بتائیں کون سے ہیں کیونکہ انہوں نے کافی دیر سے اپنی لسٹ جمع نہیں کروائی تھی اور یہ بائی لاز کی بات کر رہے ہیں تو ان اداروں کے اپنے اپنے بائی لاز ہیں اور ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ جو بھی بائی لاز بناتے ہیں وہ خود ہی بناتے ہیں اس پر ہم کنٹرول نہیں کر سکتے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی توجہ صفحہ تین کے جز (ب) پر دلاؤں گا اور پڑھوں گا کہ "ہر رجسٹرڈ شدہ سوسائٹی ایکٹ کی دفعہ (4) کے تحت اپنے ڈائریکٹر یا عہدیداران کی سالانہ فہرست عہدیداران رجسٹرار کے پاس پیش کرنے کی پابند ہوتی ہے لیکن مذکورہ سوسائٹی نے رجسٹریشن کے بعد سالانہ فہرست عہدیداران باقاعدگی سے جمع کروائی اور نہ ہی تجدیدی سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے۔" آپ کے کوآپریٹو ایکٹ جو کہ سوسائٹی کا ہے کے تحت انہوں نے اس کی information دی ہے اور نہ ہی اس کی renewal ہوئی ہے تو اگر یہ دونوں laid down pre-conditions ہیں، اگر پوری نہیں کی گئی ہیں تو اس سوسائٹی کا اس وقت وجود کیسے ہے؟

اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر!اس کا جواب اس میں موجود ہے کہ ہم نے خود ہی ان سے request کی تھی کہ جب اس کی تفصیل ہمارے پاس نہیں آئی تھی تو ان سے request کی تھی کہ اپنی تفصیل جمع کروائیں تو انہوں نے عہدیداران کی latest تفصیل جمع کروادی ہے جو اس میں درج ہے اور ایوان کی میز پر بھی موجود ہے۔آپ اس کی پوری latest statistic position دیکھ سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ سوسائٹی کی طرف سے ہمیں شکایات موصول نہیں ہوتیں اور جو شکایات اس میں موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے گوشوارے داخل نہیں کروائے،انہوں نے اپنے عہدیداروں کی سالانہ لسٹ داخل نہیں کی اور انہوں نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قانون ہی نہیں ہے تو ہم ان کو کیسے پکڑ لیں؟ان کے گوشوارے کیسے چیک کرنے ہیں؟ان کے بائی لاز کے متعلق میں نے کہا تھا کہ اگر بائی لاز کے تحت 18 سال تک ایک آدمی ایک عہدے پر قائم رہ سکتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ان کے اپنے بائی لاز ہیں پھر حکومت ان کے خلاف کارروائی کیسے کر سکتی ہے، ان کوآپریٹوز سوسائٹیوں، یا جو فاؤنڈیشن یا جو این جی اوز بنتی ہیں تو حکومت ان کے خلاف کیسے کارروائی کرتی ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا رجسٹرار کے پاس آمدن اور خرچ کے گوشوارے جمع کروانے کے لئے کوئی ترمیم حکومت کے زیر غور ہے یعنی کہ وہ جو گوشوارے جمع کرواتے ہیں تو انہیں چیک کرنے کے لئے حکومت کے زیر غور کوئی تجویز ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر!اس وقت ہمارے پاس کسی پروگرام کا وجود نہیں ہے کہ ہم انہیں کہیں کہ وہ اپنے گوشوارے جمع کروائیں۔ پچھلے قانون کے مطابق بھی ہمارے پروگرام میں شامل نہیں تھا کہ وہ سارے گوشوارے خود جمع کروائیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جب تک کوئی

شکایت نہ آئے اور اگر کسی کی شکایت آئے تو ہم سیکشن 16-A کے تحت اس تنظیم کو ایک سال کے لئے معطل کر سکتے ہیں اور وہاں پر اپنی انتظامیہ بٹھا سکتے ہیں تا کہ اس کا پورا حساب کتاب چیک کیا جا سکے لیکن وہ حساب کتاب چیک کرنے ہوتے ہیں، ان کی آڈٹ کمپنی جو کہ این جی اوز نے مقرر کی ہوتی ہے وہی ان کا آڈٹ کرتی ہے، گورنمنٹ ان کا آڈٹ نہیں کرتی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کی توجہ صفحہ 4 کے جز (د) پر دلانا چاہتا ہوں کہ جواب میں ہے کہ "مذکورہ بالا سوسائٹیز کے رجسٹرڈ شدہ مقاصد کی تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ایکٹ کے مطابق تفصیل نیٹ ورک جمع کروانا ضروری نہ ہے تاہم محکمہ کی درخواست پر مذکورہ سوسائٹیز نے نیٹ ورک کی تفصیل مہیا کی ہے جو درج ذیل ہے۔

جناب سپیکر! اسی بات پر یہاں پر بہت زیادہ بحث ہوئی ہے کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیاں جنہیں منی اسمبلی کہا جاتا ہے، وہ بالکل functional نہیں ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ اگر ان کے پاس درخواست کر کے انہوں نے ان کے نیٹ ورک کا پتا کروانا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم یہاں پر لیجسلیشن کریں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا شتر بے مہار کی طرح یہ این جی اوز run کر رہی ہیں تو ان کو کنٹرول کرنے کے لئے، ان کے نیٹ ورک کو size میں لانے کے لئے اور ان کے اکاؤنٹس کو چیک کرنے کے لئے گورنمنٹ کے پاس کوئی لیجسلیشن موجود ہے، کوئی اس کا plan کہ انہوں نے کیا لیجسلیشن کرنی ہے؟ یہ ذرا وزیر موصوف بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ہمارے یہ دوست اپنی کوئی تجویز دیں کہ اس طرح کا law بننا چاہئے اگر ان کی تجویز اچھی ہو گی تو اس پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ عمل کر کے اس کے متعلق لاء بنانے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: on his behalf sir سوال نمبر 3791 (معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3791 دریافت کیا)

جناب سپیکر: آپ سوال کا نمبر پکاریں حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3791 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

PSIC کے قرضہ جات پر شرح سود، ڈیفالٹرز کے تعین اور بعد میں کی جانے والی کارروائی کی تفصیلات

*3791 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اس وقت قرض کی ادائیگی پر کم از کم کیا شرح سود وصول کرتی ہے؟

(ب) اس وقت ضلع لاہور میں ڈیفالٹرز کی تعداد کیا ہے، ڈیفالٹر کتنا عرصہ تک اقساط ادا نہ کرنے والے کو قرار دیا جاتا ہے اور ڈیفالٹر قرار دینے کے بعد کارپوریشن کیا کارروائی شروع کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈیفالٹرز کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اس وقت 8 فیصد شرح سے سود سالانہ نئے منصوبہ جات پر 9 فیصد برائے توسیع منصوبہ جات پر اور 12 فیصد برائے ورکنگ کیپیٹل پر لے رہی ہے جبکہ ڈی جی خان، بہاولپور، ملتان اور سرگودھا ڈویژن میں شرح مارک اپ 7 فیصد اور توسیع منصوبہ کے لئے 8 فیصد اور ورکنگ کیپیٹل کے لئے 11 فیصد ہے۔

(ب) اس وقت لاہور میں ڈیفالٹرز کی تعداد 484 ہے اور اگر کوئی قرض دار مقررہ مدت تک مسلسل دو اقساط کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس کو ڈیفالٹر قرار دے دیا جاتا ہے۔ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں آتی ہے اور اگر پھر بھی وصولی نہ ہو تو مروجہ قوانین کے تحت جائیداد کی نیلامی کی جاتی ہے۔

(ج) ڈیفالٹرز کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے کیونکہ محکمہ ہذا نے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں سپیشل ریلیف پیکج دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ الحمد للہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہائش پذیر ہیں اور اس میں یہ سود کا کہا گیا ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز قرضہ دیتی ہے تو اس پر سود لیتی ہے تو سود کے اس سسٹم کو ہم حرام قرار دیتے ہیں تو کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کوئی ایسا planان کے ذہن میں ہے کہ اسے ختم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ مذہبی سوال زیادہ ہے اور میں تو وہی کام کر سکتا ہوں جو اس وقت ہمارے قانون میں درج ہے اور PSIC کے بائی لاز کے مطابق ہی ہم عمل کر سکتے ہیں۔ اس وقت ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ پاکستان میں بنکنگ سسٹم یا انٹرنیشنل بنکنگ سسٹم کے تحت ہم جو loan دے رہے ہیں تو اس میں بہت زیادہ loan اس طرح کے ہیں کہ ہم لوکل بنکوں سے پیسے borrow کرتے ہیں، کچھ اس میں گورنمنٹ subsidize کرتی ہے اور لوگوں کو relent کرتے ہیں۔ اس وقت اگر کوئی فیڈرل لاء بنے گا کہ یہ بغیر interest کے دینا ہے یا اس پر موجودہ سود کے نظام کو ختم کر کے دینا ہے تو ہم یقیناً اس پر عمل کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور میں نے چند دن پہلے بھی یہاں پر گزارش کی تھی کہ کوئی قانون قرآن و سنہ کے خلاف اس ملک میں نہیں بن سکتا ہے اور یہ آئین میں لکھا ہوا ہے اور اس ٹائٹل میں لکھا ہوا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب فیڈرل قانون بنے گا تو ہم اس کو یہاں پر نافذ کریں گے۔ صوبہ سرحد میں کوئی پابندی نہیں بلکہ انہوں نے وہاں پر islamic spirit کی بنیادوں پر ایک بنک قائم کیا ہے جو بلا سود قرضے دیتا ہے تو میرا کہنا یہ ہے کہ ان کا اس طرح کہہ دینا تو یہ بطور مسلمان کوشش تو کریں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سود لیتا ہے، دیتا ہے، اس پر تحریر کرتا ہے سب سے کم گناہ اس کا آپ نے فرمایا کہ اپنی سگی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے۔ اب ہمیں یہ سوچ لینا چاہئے اور قرآن کہتا ہے کہ جو سود لیتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہاں پر معذرت خواہانہ رویہ نہیں ہونا چاہئے اس پر وزیر کو یہ کہنا

چاہیئے تھا کیونکہ اسلام کا یہ حکم ہے اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اس حکم پر عملدرآمد ہو۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح دوسرے بنک خاص طور پر زرعی بنک ڈیفالٹرز کو ایک پیکج دیتا ہے کہ جو لوگ ڈیفالٹرز ہیں وہ بلا سود قرضہ کی رقم واپس دے دیں، کبھی کہتے ہیں کہ آدھا قرضہ واپس دے دیں تو تمام معاملات ان کے صاف کر دیئے جاتے ہیں تو کیا سمال انڈسٹریز بھی کبھی defaulters کو پیکج دیتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دوسرے بنکوں کی طرح سٹیٹ بنک کے تحت نہیں آتا۔ یہ جو پیکج کا بتا رہے ہیں وہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کا announce شدہ پیکج ہے کہ جو بھی defaulter ہوتے ہیں ان کو یہ قرضے معاف بھی کر سکتے ہیں یا مارک اپ معاف کر سکتے ہیں لیکن پنجاب گورنمنٹ کی جو موجودہ پالیسی ہے اس کے مطابق یہی ہے کہ جو بھی دوست کسی مشکل میں پھنس جاتا ہے یا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو اس کا اصل زر تو ہر حالت میں واپس کرنا پڑتا ہے لیکن اس کے سود کے بارے میں ہم discuss کر کے معاف کر سکتے ہیں یہ اختیارات میرے پاس بھی ہیں اور وزیر اعلیٰ کے پاس بھی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے۔ ان کے اصول یہ ہیں کہ جتنا آپ قرضہ لیتے ہیں اس سے ڈبل قیمت کی جائیداد سمال انڈسٹری کے نام رجسٹری ہوتی ہے جب ہم پہلے ڈبل کی شکل میں رقم دے چکے ہوتے ہیں اگر سود کی شکل میں بھی قسطیں short ہو کر یہاں تک پہنچ جائیں تو ان کے پاس ایک process ہے کہ اگر کوئی بندہ قسطیں ادا نہ کرے تو اس کی زمین آپ لے لیں۔ کیا کوئی آدمی ڈیفالٹر ہو تو یہ اس کو کس قانون کے تحت گرفتار کر سکتے ہیں وہ rules اور قانون ہمیں بتا دیں کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے میں یہاں Constitution کے دو آرٹیکلز کا حوالہ دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ وہ قانون بتادیں جس کے تحت یہ ڈیفالٹرز کو گرفتار کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جو لوگ دو اقساط نہیں دیتے ان کو ہم نوٹس دیتے ہیں کہ آپ کی دو اقساط جمع نہیں ہوئی ہیں، جب ان کی دو اقساط جمع نہیں ہوتیں اس کے بعد جب ان کو نوٹس ملتا ہے تو ہم تین ماہ تک انتظار کرتے ہیں کہ اس کا جواب آجائے اگر تین ماہ تک جواب نہیں آتا تو اس کی جائیداد کو auction کیا جاتا ہے اگر جائیداد میں کوئی غلطی نکل آئے، کہیں لوگوں نے اس طرح کے بھی documents جمع کروائے ہوتے ہیں جو legal ضروریات پوری نہیں کرتے یا اس وقت جب انہوں نے پیسے borrow کئے ہوتے ہیں تو اس وقت انہوں نے غلط documents دیئے ہوتے ہیں اگر ان پر پوری طرح ہمارا کنٹرول نہ ہو تو پھر محکمہ پولیس کے ذریعے کارروائی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ ہے کہ کس قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ہمارے محکمے کے بائی لاز ہیں اس قانون کے تحت ہم گرفتاری عمل میں لاتے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہاں Constitution کے آرٹیکل 9 اور 13 کا حوالہ دوں گا اس میں بڑا واضح لکھا ہے۔

1. No person shall be deprived of life or liberty in accordance with law.

جناب سپیکر! کوئی بھی rules کی کتاب ایسی نہیں ہے، یہ یہاں پیش کریں تب تک کے لئے اس کو pending فرمادیں جس میں یہ لکھا ہو جو آدمی defaulter ہو اس کو arrest کیا جا سکتا ہے، جو بات منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں وہ ایک different بات ہے کہ جس شخص کو کورٹ میں لایا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے documents جعلی دیئے ہیں تو وہ ایک different matter ہے وہ defaulter ہونے پر گرفتاری کا معاملہ نہیں ہے۔ Constitution کے آرٹیکل 13 کے اندر بڑی

واضح بات لکھی ہوئی ہے۔

13. No person shall a be prosecuted or punished for the same offence more than once;or

جناب سپیکر! double punishment بھی Constitution کے اندر منع ہے۔ یہ اس طرح کرتے ہیں کہ ایک آدمی defaulter ہوتا ہے تو جو آدمی پچاس ہزار کا defaulter ہے اس کو گرفتار کر لیتے ہیں اور جو پچاس ارب کھا جائے اس کے لئے کسی قسم کا کوئی rule اور قانون نہیں ہے۔ حقیقت میں جتنے بھی financial institutions ہیں defaulter ہونے کی بنیاد پر یہ کسی فرد کو نہیں پکڑ سکتے اس میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے بھی ہیں کہ ایک آدمی اگر defaulter ہے تو آپ نے اس کو loan دینے سے پہلے اس کی security کے طور پر آپ نے جائیداد اپنے محکموں کے نام رجسٹری کروالی ہے اور اگر آپ نے کروالی ہے تو آپ کے پاس Cival Procedure Law کے اندر وہ چیزیں رجسٹری کے لئے موجود ہیں کہ جو چیز آپ کے پاس contract کسی فرد نے پورا نہیں کیا تو آپ اس جائیداد کو سیل کر کے وہ رقم تو پوری کر سکتے ہیں Citizen of Pakistan اس کو گرفتار نہیں کر سکتے۔ to the point منسٹر موصوف مجھے اس بات کا جواب دیں کہ وہ کون سا Constitution کا آرٹیکل ہے، کون سے سمال انڈسٹریز کے rules ہیں وہ کون سی CRPC کے اندر ایسی بات ہے یہ صرف to the point ایک بات کا جواب دیں کہ defaulter کو کوئی بھی کارروائی کئے بغیر گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم تب تک گرفتاری عمل میں نہیں لاتے جب تک ایک ریونیو ایکٹ ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ اگر کاغذات غلط دیئے گئے ہیں تو اس وقت گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے ویسے میں موصوف اور باقی ہاؤس کے دوستوں کو بتا دوں کہ اللہ کے فضل سے جو سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے اس وقت تک حالات ہیں وہ اتنے اچھے ہو چکے ہیں کہ ہمارے 88 فیصد کے قرضہ جات واپس آ گئے ہیں اور اس وقت ان قرضہ جات کو دوبارہ بھی دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! پلیز تشریف رکھیں کافی ہو گیا۔ ضمنی سوال پر کوئی discussion تو نہیں ہوتی ہے۔ جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ defaulters کی تعداد 484 ہے۔ یہ بتائیں کہ اس میں سے کتنے defaulters کو انہوں نے آج تک گرفتار کیا یا ان کی جائیداد نیلام کی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ابھی تک کسی بھی defaulter کو گرفتار نہیں کیا گیا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جو ہمارے محکمے کا طریق کار ہے اس کی وجہ سے یہاں چھوٹے چھوٹے۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! پلیز تشریف رکھیں کافی ہو گیا ہے۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہمارے بائی لاز میں ہے کہ ہم گرفتار کر سکتے ہیں کیا کوئی محکمہ یہ Criminal Procedure یا Civil Procedure کو از خود بائی لاز میں add کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ہمارے بائی لاز میں درج ہے کہ اگر کوئی آدمی غلط قسم کے کاغذات جمع کرواتا ہے اور اس پر loan لیتا ہے اگر وہ ثابت ہو جائے کہ اس کے کاغذات غلط ہیں تو ریونیو ایکٹ کے تحت اس کی گرفتاری عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! issue یہ ہے کہ جو لوگ loan واپس نہیں کرتے اس میں ان کی پراپرٹی mortgage ہو جاتی ہے جیسے انہوں نے کہا کہ double of the price آپ اس کی پراپرٹی as arrears of the land revenue cover کریں گے مگر انہوں نے خود کہا ہے بے شک آپ ٹیپ چلوا لیں انہوں نے کہا کہ ہم arrest کر سکتے ہیں۔ یہاں لاء منسٹر تشریف فرما نہیں ہیں یہ مجھے بتا دیں کہ کوئی ایسا قانون جس میں آپ اپنے بائی لاز میں arrest کرنے کا اختیار رکھ سکتے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بھی یہی بات تھی۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ میری بات سنیں، کافی ضمنی سوال آ گئے ہیں۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جتنے بھی financial institutions ہیں وہ پبلک کو ہراساں نہ کریں۔۔۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! نولاٹیا صاحب آپ کے چیمبر میں تشریف لائیں گے آپ ان کی ذرا تسلی کروا دینا۔ نولاٹیا صاحب، پلیز آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں صرف آخری بات کرنے لگا ہوں، انہوں نے جواب دیا ہے کہ قانون کے تحت گرفتاری عمل میں آتی ہے اور اگر پھر بھی وصولی نہ ہو تو مروجہ قوانین کے تحت جائیداد کی نیلامی کی جاتی ہے، کہ لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر، پہلے تو بندے کو گرفتار کرتے ہیں اس کی liberty کو، injure کرتے ہیں، اس کی honour کو injure کرتے ہیں اور اس سے زمین پہلے لے چکے ہوتے ہیں اور جب اس کی liberty کو اس کی honour کو injure کر چکے ہوتے ہیں، اس میں کورٹس کے فیصلے بھی موجود ہیں سپریم کورٹ وہائی کورٹ نے فیصلے دیئے ہیں کہ according to the Constitution of Islamic Republic of Pakistan double punishment is prohibited, آپ اس کے خلاف نہ کریں تو یہ ہے کہ قرضہ دیتے ہیں تو زمین پہلے منتقل کرواتے ہیں پھر جب defaulter ہوتا ہے اس کو گرفتار کرتے ہیں اور جب وہ گرفتاری پر بھی نہیں دیتا تو پھر ان کے قوانین حرکت میں آتے ہیں۔ آپ اس پر یہ رولنگ دے دیں کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے جو فیصلے دیئے ہیں ان کے مطابق کسی فرد کو گرفتار نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4759 ہے۔

کامرس کالج بہاولنگر، میں ایم۔اے اور ایم۔بی۔اے کلاسز کا اجراء

*4759 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت کامرس کالج بہاولنگر میں ایم۔کام اور ایم۔بی۔اے کی کلاسز کا اجراء کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

حکومت سے اجازت اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے الحاق کے بعد بی۔کام کی کلاسز کا اکتوبر 2003 سے اجراء ہو چکا ہے جبکہ SNE کی منظوری کا تاحال گورنمنٹ سے انتظار ہے۔ جہاں تک ایم۔کام اور ایم۔بی۔اے کی کلاسز کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں، میں نے ایک ہی سوال کیا ہے جس میں ڈیمانڈ کی گئی تھی کہ بہاولنگر کامرس کالج میں ایم کام اور ایم بی اے کی کلاسز کا اجراء کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں لیکن اس میں وہ بات بتائی گئی ہے جو میں نے پوچھی ہی نہیں ہے کہ حکومت سے اجازت اور اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے الحاق کے بعد بی کام کی کلاسز کا اکتوبر 2003 سے اجراء ہو چکا ہے۔ حالانکہ میں نے یہ بات نہیں پوچھی جبکہ SNE کی منظوری کا تا حال گورنمنٹ کی طرف سے انتظار ہے۔ جہاں تک ایم، کام اور ایم بی اے کی کلاسوں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے"۔ مجھے ذرا یہ بتا دیں کہ Education Policy کے تحت اگر کوئی اس میں شرائط ہیں جن کے تحت کامرس کالج جب تک وہ شرائط پورے نہ کرے وہاں پر ایم، کام یا ایم بی اے کی کلاسیں نہیں لگ سکتیں تو وہ مجھے ذرا قانون بتا دیں یا وہ rule بتا دیں جس کے تحت وہاں پر ان کلاسوں کا اجراء نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! کسی ادارے کی کلاسیں اس وقت تک شروع نہیں کی جاتیں جب تک کہ وہاں پر سہولیات پوری نہ ہوں۔ اگر سہولیات پوری ہوں اور وہاں ضرورت ہو تو پھر TEVTA وہاں پر اپنی نئی کلاسیں شروع کر سکتا۔ اس وقت وہاں پر جو حالات ہیں ان کے تحت یہی لکھا ہے کہ SNE یعنی sanction of new expenditure جو ہے ان کی اگر اجازت مل گئی تو پھر وہاں پر یہ کلاسیں شروع کی جا سکتی ہیں۔ اس وقت وہاں اتنی سہولیات نہیں ہیں کہ وہاں پر بی کام اور ایم کام کی کلاسیں شروع کی جا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے وہ rule پوچھا ہے کہ جس کی وجہ سے وہاں پر ایم بی اے یا ایم کام کی کلاسیں نہیں لگ رہیں۔ میں نے وہ rules پوچھے ہیں جو ایجوکیشن کے تحت ہیں، جن کی وجہ سے وہاں پر ان کلاسوں کا اجراء نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: rules یہی ہیں کہ اس وقت وہاں پر مناسب سہولیات موجود نہیں ہیں۔ اس لئے وہاں پر یہ کلاسیں شروع نہیں کی جا رہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پالیسی کا تعلق قانون سے نہیں ہے۔ پالیسی آپ نے خود بنانی ہوتی ہے، آپ کی کیبنٹ نے بنانی ہوتی ہے۔ میں نے وہ rules پوچھے ہیں جو ایجوکیشن کے تحت ہیں، جو مانع ہیں اس بات میں کہ وہاں پر یہ کلاسیں نہیں لگ رہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بی بی! کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ جی، اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): On his behalf سوال نمبر 5234 ہے۔ (معزز رکن نے ملک اصغر علی قیصر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5234 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 5234، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

سمال انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور سے متعلقہ معلومات

*5234 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور کب اور کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے خالی پڑے ہیں؟

(د) فی مرلہ پلاٹ کی قیمت کیا وصول کی گئی تھی؟

(ہ) کل کتنی رقم ان پلاٹوں کی نیلامی سے حاصل ہوئی؟

(و) اب یہ انڈسٹریل اسٹیٹ محکمہ کے زیر انتظام ہے یا پھر اس کو متعلقہ انڈسٹریل اسٹیٹ کی یونین کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ لاہور 62-1961 میں قائم کی گئی اور اس کا رقبہ 9.75 ایکڑ ہے۔

(ب) دو کنال کے 12، ایک کنال کے 19 اور 10 مرلے کے 9 پلاٹس بنائے گئے ہیں۔ ان کی تعداد 40 ہے۔

(ج) الاٹ شدہ پلاٹس 40 ہیں اور کوئی خالی نہیں ہے۔

(د) ابتدائی قیمت فی مرلہ 250 روپے مقرر کی گئی تھی۔

(ہ) کوئی نیلامی نہیں کی گئی تھی، سب پلاٹ الاٹ ہوئے تھے۔ البتہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ سے 1.382 ملین روپے حاصل ہوئے تھے۔

(و) یہ اسٹیٹ محکمہ کے زیر انتظام ہے اور اس کو متعلقہ یونین کے حوالے نہیں کیا گیا ہے۔ کیونکہ کوئی باضابطہ رجسٹرڈ یونین نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں یہ جو کہا گیا ہے کہ "10۔ایکڑ رقبے پر سمال انڈسٹریل سٹیٹ قائم کی گئی ہے۔" اس میں جو پلاٹس بنائے گئے ہیں ان کی تعداد 40 بتائی گئی ہے لیکن اگر ان کو علیحدہ علیحدہ figure میں دیکھا جائے تو وہ تعداد ان کی 51 ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): اس کی صحیح تعداد کیا ہے، ایک۔ دوسرا یہ 40 پلاٹس کتنے رقبے پر بنائے گئے ہیں اور جو باقی رقبہ بچتا ہے کیا اس کی نیلامی کی گئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ جب یہ سمال انڈسٹری اسٹیٹ بنی تو یہ 62-1961 میں بنی تھی کہ اس کا ٹوٹل تقریباً 10 ایکڑ رقبہ تھا۔ اس میں دو کنال کے 12 پلاٹ تھے۔ ایک کنال کے 19 پلاٹ تھے اور 10 مرلے کے 9۔ پلاٹ تھے، ٹوٹل 40 پلاٹ تھے۔ یہ ٹوٹل کے ٹوٹل 40 پلاٹ اس وقت fill ہیں۔ اس میں کوئی بھی کسی کو آکشن نہیں کیا گیا۔ یہ سب کے سب پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب !

چودھری اصغر علی گجر: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ انڈسٹریل سٹیٹ بنانے کے لئے کون سا criteria ہے جس کو آپ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹس بنائی جائیں؟ کس ضلع کے اندر، کس جگہ پر وہ کون سا criteria ہے جس کو مدنظر رکھ کر آپ یہ انڈسٹریل اسٹیٹس بناتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر!سب سے پہلے تو علاقے کی ضروریات دیکھی جاتی ہیں کہ وہاں انڈسٹری اسٹیٹ بننی چاہئے یا نہیں۔اس سے پہلے بھی پنجاب گورنمنٹ نے بہت جگہ انڈسٹری اسٹیٹس بنائی ہوئی ہیں۔بہت سی انڈسٹری اسٹیٹس کامیاب ہیں اور بہت سی انڈسٹری اسٹیٹس ناکام بھی ہیں۔اب جو ہمارا criteria ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ کہاں کہاں لوگوں کی اس وقت ضروریات ہیں۔ کہاں کہاں نئی jobs create کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں،ان کا سوال ہے کہ criteria کیا ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر!میں criteria ہی بتا رہا ہوں کہ وہاں پر ہی انڈسٹریل اسٹیٹس بنائی جاتی ہیں جہاں پر اس طرح کے حالات ہوں کہ وہاں انڈسٹری بنائی جائے، مثال کے طور پر کسی جگہ پر کپاس کی کاشت زیادہ ہے، کپاس کی فصل زیادہ ہے تو وہاں ٹیکسٹائل مل نہیں ہے،اس طرح جو کاٹن سے متعلقہ انڈسٹری ہے وہ لگائی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی criteria نہیں ہے۔ کئی لوگوں کی درخواستیں آتی ہیں کہ یہاں پر انڈسٹری اسٹیٹ بنائیں، ہم ان کو یہی درخواست کرتے ہیں کہ براہ مہربانی بتائیں کہ وہاں کس قسم کی ضروریات ہیں اور کون کون سے لوگ ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ یہاں ہم یہ انڈسٹری لگانا چاہتے ہیں تو گورنمنٹ وہاں پر انڈسٹری سٹیٹ لگانے کے لئے تیار ہوتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ طارق کیانی: ضمنی سوال۔جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ پنجاب میں یہ جو انڈسٹریل ڈویلپمنٹ اسٹیٹس کی پریکٹس چلی ہوئی ہے کہ تمام کی تمام زمین کو یہ نیلام عام کی بجائے دوسری طرح سے الاٹمنٹ کرتے ہیں تو کیا یہ وجوہات اور اسباب بتائیں گے کہ محکمے کی وہ کون سی مجبوری ہے کہ حکومت کی زمین کو نیلام عام کے ذریعے اگر یہ فروخت کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ دس بیس یا پچاس گنا زیادہ آمدنی آ سکتی ہے تو اس کی بجائے یہ جو ریوڑھی بانٹ کا عمل جس کو ہم الاٹمنٹ کہتے ہیں وہ کن اسباب یا وجوہات کی بناء پر ان کا محکمہ نیلامی کی بجائے الاٹمنٹ کرتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت: دیکھیں جی!سب سے پہلے تو یہ پنجاب گورنمنٹ کا کوئی پروگرام نہیں ہے کہ وہ انڈسٹری اسٹیٹ جب بنائیں تو اس سے کوئی آمدن حاصل کریں۔ نئے انڈسٹری اسٹیٹس بنانے کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو بہترین سہولیات مہیا کی جائیں۔ابھی ہم نے ایک سندر انڈسٹری اسٹیٹ لاہور میں

بنائی ہے جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس علاقے میں بلکہ پورے ایشیا میں ایک مثالی انڈسٹری اسٹیٹ ہو گی۔ اس کی جو زمین لی گئی ہے، اس پر جو ڈویلپمنٹ چارجز آئے ہیں وہی صرف انڈسٹری والوں سے چارج کئے گئے ہیں۔ اس پر نہ کوئی منافع کا پروگرام ہے اور نہ ہی کبھی منافع کے بارے میں گورنمنٹ نے سوچا ہے کہ اس پر منافع کمایا جائے۔

راجہ طارق کیانی: میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف یا تو میرا سوال سمجھ نہیں سکے یا میں سمجھانے سے قاصر ہوں۔ سوال یہ ہے کہ انڈسٹریل اسٹیٹس کی جو بھی requirements یا rules regulations ہیں وہ تو آپ کے بن جاتے ہیں، یہ rules regulations یا criteria کو بروئے کار لانے کے باوجود اگر آپ کے وہ پلاٹس نیلام عام کے ذریعے آسانی سے فروخت ہو سکتے ہیں تو پھر وہ کون سا امر مانع ہے کہ آپ نیلام کی بجائے الاٹمنٹ کے چکر میں پڑ جاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ الاٹمنٹ جو ہوتی ہے یہ only for those people who want to take a plot in the Industrial Estate.، عام نیلام نہیں ہو سکتے۔

وزیر صنعت: میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہمارے انڈسٹریل پلاٹ کو دینے کا مطلب ہوتا ہے کہ facilities کر دینا ہے نہ کہ گورنمنٹ اس سے پیسے کمائے۔ ان کو بہترین اور سستی سے سستی قیمتوں پر پلاٹ فراہم کئے جائیں، نہ کہ ہم ان سے پیسے کمائیں۔ یہ مقصد گورنمنٹ کا انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا نہیں ہے۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ انڈسٹریل پلاٹس فطرتی بات ہے کہ انڈسٹری میں دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے پاس جائیں گے۔ اس کے لئے یہ ایک criteria یا ایک اصول یا قواعد بنا دیتے ہیں کہ اس کیٹیگری کے لوگ صرف نیلام عام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ محکمہ کو کوئی آمدن کا سبب بن سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو الاٹمنٹ کی بجائے نیلام عام کے ذریعے مخصوص لوگوں کے لئے یہ نیلام کریں تو محکمہ کو اس میں بدرجہ آمدن کا ایک اضافے کا موجب بن سکتے ہیں اور اس پر ان کو غور فرمانا چاہیئے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! حکومت اس وقت یہ سوچ رہی ہے کہ کوئی بھی اگر foreigner بیس ملین ڈالر تک investment پاکستان میں کرتا ہے تو ہم ان کو مفت زمین دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ

کہہ رہے ہیں کہ ہم الاٹاز مین کو نیلام کریں اور زیادہ سے زیادہ پیسے کمائیں۔ ہم تو یہ سہولت دینا چاہ رہے ہیں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ پنجاب میں آئیں اور آ کر انڈسٹری لگائیں، تب ان کو انڈسٹری لگانے کے لئے پیسے خرچ کرنے کی ضرورت پڑے تاکہ نئی job create ہو سکیں۔ اس طرح کا پنجاب گورنمنٹ کا اس وقت کوئی پروگرام نہیں ہے کہ ہم انڈسٹری کے پلاٹس فروخت کرکے ان سے آمدن حاصل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب !

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ایک سوال اس کے بعد ہے اگر آپ اسے out of turn لے لیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ابھی دیکھتا ہوں۔ اگلا سوال نمبر 5234 ملک اصغر علی قیصر کا ہے--- تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال نمبر 5235 ملک اصغر علی قیصر کا ہے--- تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال نمبر 5624 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf سوال نمبر 5624۔ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

(معزز رکن نے انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5624 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کر کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، 2002 تا 2004، گزارہ الاؤنس سکیم سے متعلقہ تفصیلات

5624 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں گزارہ الاؤنس کی مد میں ضلع رحیم یار خان کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) گزارہ الاؤنس کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کتنے افراد کی اس مد میں امداد کی گئی؟

(د) کتنے افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(ہ) ان کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اس مد سے مالی امداد کے لئے کن کن Documents اور ان کی تصدیق درخواست دہندہ کو کروانا ضروری ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر:

(الف) ضلع رحیم یار خان کو مذکورہ مدت میں گزارہ الاؤنس کی مد میں فراہم کی جانے والی رقم کی سال وار تفصیل درج ہے:۔

سال	رقم
2002-03	5,16,12,000 روپے
2003-04	5,25,80,000 روپے

(ب) اس عرصہ کے دوران 26553 درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) اس مد میں 19,780 افراد کی مدد کی گئی۔

(د) اس مد میں 6,753 افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں۔

(ہ) گزارہ الاؤنس کی منظوری ہر مقامی زکوٰۃ کمیٹی اتفاق رائے سے دیتی ہے ہر زکوٰۃ کمیٹی ایک چیئرمین اور دو خواتین سمیت 9 ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔یہ کمیٹی بغیر کسی معاوضہ کے رضاکارانہ طور پر کام کرتی ہے۔لہذا اس کا کوئی عہدہ، گریڈ نہیں ہوتا۔

(و) گزارہ الاؤنس حاصل کرنے کے لئے مستحق کو تحریری درخواست دینی ہوتی ہے کہ وہ کیوں ماہانہ گزارہ الاؤنس حاصل کرنا چاہتا ہے۔اس درخواست کے ساتھ اسے اپنے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی لف کرنا ہوتی ہے۔یہ درخواست وہ اپنی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو ہی دیتا ہے اور وہ ہی ماہانہ گزارہ الاؤنس کے لئے منظوری دینے کی مجاز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو گزارہ الاؤنس کی رقم ضلع رحیم یار خان کو اس میں لکھا ہوا ہے کہ فراہم کی گئی، اتنے لوگوں کو دی گئی، اتنے منظور ہوئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ضلع وار allocation ہوتی ہے یہ کس بنیاد پر کی جاتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر زکوٰۃ وعشر: جناب سپیکر! یہ آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی جاتی ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری زاہد پرویز: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ "کتنے افراد کی اس مد میں امداد کی گئی ہے"۔ تو اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس سوال پر ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 5624 پر ضمنی سوال کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے یہ ماہانہ بنیادوں پر دیا جاتا ہے، تین مہینے بعد یا چھ مہینے بعد دیا جاتا ہے اور ایک فرد کو کتنا گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! پانچ سو روپے فی ماہ مقرر کیا گیا ہے۔ قسط سال میں دو دفعہ آتی ہے۔ ہر چھ مہینے کے بعد ہم یہ دیتے ہیں یعنی ہر ماہ پانچ سو روپے دیتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جنرل الیکشن کے دوران ضلع لیہ کے اندر ایک ماہ میں تقریباً ایک کروڑ روپے کی زکوٰۃ بطور رشوت تقسیم کی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آپ اس مہینے کا آڈٹ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں، اس کی انکوائری کروائیں کہ آیا وہ بطور رشوت دی گئی ہے یا کہ مستحق لوگوں کو دی گئی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: میں فاضل ممبر سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ سوال relevant ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے It does not pertain to this question.

چودھری اصغر علی گجر: ضلع لیہ کے اندر ایک کروڑ روپے کی زکوٰۃ بطور رشوت تقسیم کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔

چودھری اصغر علی گجر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب اس ماہ کا آڈٹ کروانے اور اس بابت تحقیقات کروانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! اصل سوال تو ضلع رحیم یار خان کے حوالے سے ہے جبکہ معزز رکن ضلع لیہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ ان کا ضمنی سوال relevant تو نہیں ہے بہر حال معزز رکن اس بارے میں تحریری طور پر کوئی شکایت کریں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ضروری کارروائی کریں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2003 سے لے کر اب تک انہوں نے ضلع بہاول نگر میں گزارہ الاؤنس کی مد میں کتنی رقم دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال relevant نہیں ہے کیونکہ اصل سوال تو ضلع رحیم یار خان کے حوالے سے ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمہ کا تعلق تو پورے پنجاب سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے آپ کو fresh question دینا ہوگا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ اس مد میں 6,753 افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں یہ درخواستیں اس وجہ سے مسترد ہوتی ہیں کہ ان علاقوں میں زکوٰۃ کمیٹیاں بنتی ہی نہیں ہیں۔ جب اس بابت پوچھا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ جی ابھی یونین لیول پر ان کے الیکشن نہیں ہوئے۔ اسی طرح پورا سال گزر جاتا ہے اور درخواستیں پڑی رہتی ہیں پھر بعد میں کہا جاتا ہے کہ دوبارہ سے درخواستیں دیں۔ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ اس مد میں جو رقم بچ جاتی ہے وہ کہاں جاتی ہے اور دوبارہ سے درخواستیں کیوں لی جاتی ہیں، پہلے سے موجود درخواستوں کو کیوں recommend نہیں کیا جاتا؟

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! اس مد میں کوئی رقم ضائع نہیں ہوتی، نہ ہی واپس ہوتی ہے۔ تمام رقم مستحق لوگوں تک پہنچائی جاتی ہے۔ ایک لوکل زکوٰۃ کمیٹی ہوتی ہے جو افراد کو منتخب کرتی ہے۔ بیوگان، ضعیف یا مالی طور پر کمزور لوگوں کو منتخب کرتی ہے۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی ہی اس بات کا فیصلہ کرتی ہے۔ بہر حال کوئی رقم واپس نہیں جاتی بلکہ تمام کی تمام رقم مستحق لوگوں تک پہنچائی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 5625 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 6036۔ جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2001تا 2004 T.E.V.T.A کے رجسٹرڈ کردہ اداروں اور مالکان کے ناموں کی تفصیل

*6036جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں فنی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن T.E.V.T.A کر رہا ہے؟

(ب) جولائی 2001 سے جولائی 2004 تک T.E.V.T.A نے جن فنی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کی، ان کے نام مع مالکان کے نام بیان کئے جائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بعض اداروں کو T.E.V.T.A کے قواعد وضوابط کو نظر انداز کر کے رجسٹرڈ کیا اور بعد میں ان اداروں کو ڈی رجسٹرڈ کر دیا گیا۔ڈی رجسٹرڈ کئے گئے اداروں کے نام مع مالکان کے نام بتائے جائیں؟

(د) کیا قواعد وضوابط کو نظر انداز کر کے فنی تعلیمی اداروں کو رجسٹرڈ کرنے والے T.E.V.T.A کے حکام کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صنعت:

(الف) جی ہاں! پنجاب میں فنی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن T.E.V.T.A کر رہا ہے۔

(ب) 2001 سے 2004 تک کل 105 ادارے رجسٹرڈ کئے گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قواعد وضوابط کو نظر انداز کر کے کسی ادارے کو رجسٹرڈ نہیں کیا گیا تاہم بعد ازاں پرائیویٹ اداروں کی رجسٹریشن کے قانون کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قانونی تقاضوں کی بے ضابطگی کی بناء پر ادارہ قائد اعظم انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، خانیوال کو ڈی رجسٹرڈ کیا گیا۔ادارہ کے مالک کا نام وقار مقصود ہے جبکہ پرنسپل کا نام اشتیاق احمد پراچہ ہے۔

(د) اس سوال کا جواز ہی نہیں بنتا کیونکہ کسی ادارہ کو قواعد وضوابط کو نظر انداز کر کے رجسٹریشن نہ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز (د) میں جواب دیا گیا ہے کہ اس سوال کا جواز ہی نہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ کسی ادارہ کو قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے رجسٹریشن نہ دی گئی ہے بڑی مختصر گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی کو ویسے ہی مذاق بنایا گیا ہے۔ ہر محکمہ غلط جواب دیتا ہے۔ میں ان کے محکمہ کے documents لے کر آیا ہوں۔TEVTA کے جو registration and recognization standards ہیں، صفحہ نمبر 4 میں لکھا گیا ہے کہ:

(a) Complete infrastructure for the entire course;

(b) For B.A.E. Cources - the equipment for two years

آگے صفحہ نمبر 13 پر بلڈنگ کی specification دی گئی ہے۔ اس میں کلاس روم کا سائز 9 Sq.Ft. per student اور لیب ورکشاپ کا سائز 15 sq.ft. per student ہے۔ یہ T.E.V.T.A کا جو standard of registration and recognization ہے اس کی کتاب ہے۔ انہوں نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کسی ادارہ کی رجسٹریشن نہ کی گئی ہے۔ چونکہ میں پورے سوال کو اس ہاؤس میں challenge کر رہا ہوں لہذا میں اب ایسے اداروں کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ واہ کینٹ میں Vision College ہے وہاں نہ تو اس specification کا سامان ہے اور نہ ہی بلڈنگ ہے۔ واہ کینٹ میں Wah British کے نام سے ایک ادارہ ہے وہاں منظوری صرف first year کی ہے جبکہ وہاں پر آج بھی third year کی کلاسیں چل رہی ہیں۔ وزیر موصوف اگر چیک کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی کمیٹی دو بار وہاں Wah British میں چیکنگ کے لئے گئی۔ دونوں بار انہوں نے آکر پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے چیئرمین کو کہا کہ یہ ادارہ specification پر پورا نہیں اترتا لیکن تیسری بار چیئرمین بورڈ نے اپنے خصوصی اختیار استعمال کئے، وہ کیوں استعمال کئے وہ ایک الگ سٹوری ہے۔ چیئرمین نے اپنے خصوصی اختیار استعمال کرتے ہوئے first year کی منظوری دی۔ اس کے علاوہ واہ انسٹی ٹیوٹ واہ کینٹ میں بھی third year کی کلاسیں چل رہی ہیں اور یہ وہ کالج ہے کہ جس کے متعلق دو بار T.E.V.T.A کہہ چکا ہے کہ یہاں کے طالب علم کہیں اور شفٹ کئے جائیں۔ ہم نے ان کو منظوری نہیں دینی ہے۔ دو بار وہاں سے طالب علم shift بھی ہوئے ہیں لیکن آج پھر وہاں third year کی کلاسیں چل رہی ہیں۔ اسی طرح ساہیوال پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ ہے

وہاں بھی first year کی منظوری ہے لیکن کلاسیں third year کی چل رہی ہیں۔ وہاں پر تو اس specifications کے مطابق بلڈنگ ہے اور نہ ہی سامان ہے۔ میرے پاس ایسے اداروں کی ایک لمبی فہرست ہے جو کہ T.E.V.T.A کے سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں ہیں۔ اگر وزیر صاحب کے پاس اس بات کا کوئی جواب ہے تو دیں کہ یہ کیوں، کیسے سارا فنی تعلیم کا نظام چل رہا ہے؟ اسی تعلیم پر کسی بھی قوم کی ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جیسا کہ معزز رکن نے کہا ہے کہ انہوں نے خود جا کر دو انسٹیٹیوٹ چیک کئے ہیں اور وہاں as per specifications سہولیات موجود نہیں ہیں یا ان کی عمارت اس قابل نہیں ہے۔ دوسرا ان کے پاس صرف first year کی منظوری ہے جبکہ کلاسیں third year کی پڑھائی جا رہی ہیں۔ میں ان سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ وہاں چلے چلیں، اگر واقعی اسی طرح ہو رہا ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب نے جو point raise کیا ہے اس میں clear ہو گیا ہے کہ The department has not given a proper answer اور جواب غلط دیا گیا ہے۔ This is a breach of privilege of the House. دوسری بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ Rule 61 کے تحت this discussion on a matter of public important arising out of the answer of a question. ہم اس کا notice دیتے ہیں اور آپ اس کے لئے ٹائم مقرر کریں۔ چونکہ اب documents کے ساتھ یہ prove ہو گیا ہے کہ registration and recognization کی standard violation ہوئی ہے اور انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ اس کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اب آپ کو یہ clear ہو گیا ہے۔ ہم اس کے لئے notice دیتے ہیں اور آپ اس پر عام بحث کے لئے ٹائم مقرر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جی، درست ہے۔ مجھے منظور ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں سمیع اللہ خان صاحب نے جو facts and figures پیش کئے ہیں منسٹر صاحب نے انھیں چیلنج نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان کا ضمنی سوال غلط ہے۔ واقعی یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے without requisite facilities and infrastructure یعنی پورے صوبے میں باتھ رومز میں کالجز اور بیڈ رومز میں یونیورسٹیز بنائی جا رہی ہیں جس سے پوری نسل کا بیڑا غرق کیا جا رہا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اس سوال کو public importance matter قرار دیتے ہوئے اس پر بحث رکھ لیں اور وزیر موصوف اپنے محکمے سے update جواب لے کر آئیں کہ آیا سمیع اللہ خان صاحب نے جو حقائق بیان کئے ہیں واقعی وہ درست ہیں اور اگر درست نہیں ہیں تو پھر انہوں نے جواب کس طرح سے دیا ہے کہ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ چلیں اگر ثابت ہو کہ واقعی یہ غلط بنایا ہے یا وہاں پر غلط کام ہو رہا ہے، سٹینڈرڈ کے مطابق کام نہیں ہو رہا تو پھر ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔ ابھی تو کوئی چیز prove نہیں ہوئی کہ واقعی وہاں غلط کام ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں خود وہاں گیا ہوں لیکن جب تک یہ چیز میں نہ دیکھوں یا مجھے ثابت نہ ہو جائے تو اس پر کیسے action لے سکتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ خود جائیں۔ محکمے نے کہا ہے کہ ایسے نہیں ہے لیکن سمیع اللہ خان صاحب نے کہا ہے کہ میں وہاں پر گیا ہوں اور وہاں پر requisite facilities and infrastructure نہیں ہے۔ یا تو وزیر موصوف یہاں پر یہ فرمائیں کہ ان کی بات غلط ہے اور میں محکمے کے جواب کو بالکل درست مانتا ہوں اور ایسے ہی ہے۔ وہ ان کی بات کی تردید بھی نہیں کرتے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ میرے ساتھ چلیں تو یہ کس بات کی تنخواہ لیتے ہیں؟ کس بات کا ٹی اے / ڈی اے لیتے ہیں؟ ان کے پاس کس بات کی منسٹری ہے؟ یہ جائیں اور جا کر دیکھیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ جب اس سوال کے جواب کی تیاری کر رہے تھے تو اس وقت اس بات کو ensure کرتے کہ آیا یہ بات درست ہے۔ اب یا تو یہ محکمے کی طرف سے موقف اختیار کریں کہ یہ جواب درست ہے۔ اگر یہ درست نہیں ہے تو پھر آپ کو اس کا نوٹس دے دیا گیا ہے اور آپ اس پر بحث کے لئے ٹائم مقرر کر دیں۔ اسی دوران یہ وہاں جا کر دیکھ آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! میرے خیال میں ان کا اعتراض صحیح ہے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ محکمے کا جواب درست نہیں ہے جب تک کہ مجھے پتا نہ چل جائے۔ جب مجھے پتا چل جائے گا کہ واقعی وہاں پر باقاعدگی سے کام نہیں ہو رہا یا غلط کام ہو رہا ہے تو اس کے بعد میں توثیق کر سکتا ہوں اس سے پہلے تو نہیں کر سکتا۔

MR DEPUTY SPEAKER: Do you want to visit the site yourself first?

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! منسٹر صاحب معزز ممبر کے ساتھ joint visit کر لیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: I am coming back to your point. I am pending this question and you along with the Minister visit the site and if it is true then it will go to the Public Accounts Committee.

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ visit کر لیں and they should submit the report under Rule 61 as this question is of public importance پھر اس پر یہاں عام بحث کریں کہ ---

MR DEPUTY SPEAKER: I am sending it to the Public Accounts Committee. You should visit the site and if it is proved the way you are saying then it will go directly to the Public Accounts Committee and action will be taken against him.

جناب ارشد محمود بگو: پہلے یہ فیصلہ کر لیں کہ سمیع اللہ صاحب ہی ان کے ساتھ جائیں یا منسٹر صاحب خود visit کر کے رپورٹ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سمیع اللہ خان صاحب! Do you want to go along with the minister?

جناب سمیع اللہ خان: جی، جناب! میں ساتھ جاؤں گا اور ثابت بھی کروں گا لیکن آپ اس پر عام بحث رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کے ساتھ سمیع اللہ خان صاحب اور ارشد محمود بگو صاحب visit کریں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: لیکن اس پر عام بحث ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ایک چیز prove ہو جاتی ہے تو پھر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی۔
We will send it to the Public Accounts Committee. That's it.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, what has the Public Account Committee get to do with it?

MR DEPUTY SPEAKER: Public Accounts Committee is the main force to take action against any body.

رانا آفتاب احمد خان: نہیں، جناب! نہیں۔ آپ اس کے rules پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مسئلہ مجلس استحقاقات کا نہیں ہے بلکہ
If the department is going beyond its purview and the misconduct is proved then it will go to the Public Accounts Committee.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! If there are financial irregularities یا misappropriations ہیں تو Public Accounts Committee میں جائے گی
But if it relates to the violation of the rules or regulations the department concerned can take the notice.

اس کی بھی کمیٹی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ:
This is going to be the property of the House. We will like to discuss in the House as to why such irregularities have happened?

یہ issue ہم نے raise کیا ہے اور ہم 61 rule کے تحت نوٹس دیں گے اور آپ کو اس پر بحث کروانی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں submit کر دیں اور وہ رپورٹ یہاں دے دے تو پھر اس پر بحث ہو گی۔

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, what has the Public Accounts Committee to do with it. What has the financial matters got to do with the administrative matters?

MR DEPUTY SPEAKER: There must be some financial matter behind that. I think to let it go to the Public Accounts Committee.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ابھی اس سوال کو pending فرمالیں منسٹر صاحب سمیع اللہ خان اور بگو صاحب کے ساتھ visit کر لیں اور اپنی رپورٹ ہاؤس میں submit کریں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے تو پھر یہ پورے ہاؤس کا breach of privilege ہے اس کے متعلق بھی کارروائی کی جائے۔ دوسری بات یہ کہ T.E.V.T.A کے جو متعلقہ حکام ہیں جنھوں نے انسٹیٹیوشنز کی غلط منظوری دی ہے اور غلط جواب دیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ ان کے خلاف action لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! جب یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پاس جائے گی تو ان کے پاس یہ powers ہیں اور وہ ان کے خلاف action لے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے پاس ایسی کوئی power نہیں ہے۔ یہ power ہاؤس کے پاس ہے، ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے۔ in case of breach of privilege بھی پھر ہاؤس کے پاس ہی آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کمیٹی بھی تو ہاؤس کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو وہ بھی ہاؤس کی طرف سے ہے۔ میں تو یہی سمجھوں گا کہ

Let the Public Accounts Commitee take up it.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کی رپورٹ ہاؤس میں آنے دیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اصل مسئلہ یہ ہے کہ محکمے نے اس کا غلط جواب دیا ہے۔ اس لئے یہ privilege breach ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو refer ہوگا۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب آپ نے کمیٹی form کر دی ہے۔ کمیٹی جائے گی and under the rules اور they will submit a report to the House. جو رپورٹ ہاؤس میں آئے گی that can be put for discussion اس پر بحث کے بعد آپ نے جہاں بھیجنا ہے بھیج دیں۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس کا بہتر حل یہ ہو گا کہ جب ہمارے فاضل ممبران اپوزیشن اور منسٹر صاحب جائیں گے اور joint visit ہو جائے تو پھر پتا چل جائے گا کہ اصل صورتحال کیا ہے۔ اس ساری صورتحال سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے Then you are the best judge آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں چاہے وہ تحریک استحقاق بنتی ہو یا جو بھی فیصلہ فرمائیں گے وہ ٹھیک ہو گا لیکن اس سے پہلے فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ درست بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، جیسے آپ سب کی رائے ہے، ٹھیک ہے۔

Let it come to the House and then it will be decided at that time. In the meantime this question is kept pending.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تو یہ سوال pending ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ نے ابھی یہ سوال pending فرما دیا ہے۔ آپ بے شک سوال کو dispose of کر دیں لیکن کمیٹی کی جو رپورٹ ہو گی آپ اس پر جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں گے اس پر عملدرآمد ہو جائے گا لیکن اگر آپ اسے pending فرمائیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ معزز رکن کا جو موقف ہے وہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور جو محکمے کا موقف ہے وہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور آپ کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال زیر بحث ہے اور ابھی اس پر فیصلہ نہیں ہوا اگر میں یہ سوال dispose of کرتا ہوں تو پھر اس پر کیا فیصلہ کروں گا؟

وزیر قانون پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک سوال ہاؤس میں آیا۔اس میں معزز رکن نے ایک سوال کیا محکمے نے اس کا جواب دیا۔ڈیپارٹمنٹ کبھی بھی اور کسی بھی وقت اس بات کے لئے تیار ہوگا اور نہ ہی متعلقہ منسٹر اس بات کے لئے تیار ہوں گے کہ انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔۔۔ He insisted. کہ۔۔(قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں، میں پہلے اپنی بات کرلوں۔یہ insist کرتے ہیں کہ میں نے جواب صحیح دیا ہے۔ معزز رکن اس سے اتفاق نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ جواب حقائق کے منافی ہے۔اس پر جناب نے یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ معزز وزیر متعلقہ کے ساتھ جاکر visit کرلیں اور جو بھی رپورٹ آئے وہ معزز ایوان میں پیش کردیں اور اس پر جو آپ حکم صادر فرمائیں گے اس کی تعمیل ہوگی۔اگر محکمے نے غلط جواب دیا ہوا ہوگا تو محکمے کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔اگر معزز رکن کا استدلال غلط ثابت ہوا تو وہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اگر آپ سوال کو pending رکھیں گے تو اس کا تو کوئی فائدہ نہیں۔سوال کو آپ dispose of کردیں۔چونکہ معزز رکن جو چاہتے ہیں وہ تو ہو چکا ہے۔اس لئے سوال کو بے شک آپ dispose of کردیں۔کارروائی وہی ہوگی جو حالات کے مطابق اور موقع کے مطابق ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جو محترم وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ question کو dispose of کردیا جائے اور اس کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں آجائے۔اس رپورٹ کو دیکھتے ہوئے جو بھی ہاؤس کی sense ہو یا آپ جو حکم فرمائیں یہ بات ان کی درست ہے لیکن اس میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ آپ کمیٹی کی رپورٹ منگوا رہے ہیں اس کے لئے کوئی time limit کردیں۔question کو dispose of کردیں لیکن اس کے لئے کوئی time limit کردیں۔

معزز اراکین اسمبلی: اگلے اجلاس تک کے لئے کردیں۔(قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس پر آپ کوئی time limit فرمادیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔question کو dispose of کیا جاتا ہے اور اس کو اگلے سیشن میں پھر put up کیا جائے اور with the report, put up کیا جائے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

رپورٹ

(جو ایوان میں پیش ہوئی)

سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے رب نواز صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رائے رب نواز: جناب والا! میں ایوان میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

وزیر صنعت کان کنی و معدنی ترقی: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ساہیوال سے متعلقہ معلومات

*5235 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ساہیوال کب کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس میں کس کس سائز کے کتنے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے خالی پڑے ہیں؟

(د) فی مرلہ پلاٹ کی قیمت کیا وصول کی گئی تھی؟

(ہ) کل کتنی رقم ان پلاٹوں کی نیلامی سے حاصل ہوئی؟

(و) اب یہ انڈسٹریل اسٹیٹ محکمہ کے زیر انتظام ہے یا پھر اس کو متعلقہ انڈسٹریل اسٹیٹ کی یونین کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، ساہیوال 76-1975 میں قائم کی گئی اور اس کا رقبہ 416 کنال ہے۔

(ب) چار کنال کے 2، 27 کنال کے 58، ایک کنال کے 70 اور پانچ مرلہ کے 32 پلاٹ بنائے گئے تھے جو الاٹ ہو چکے ہیں۔ 17 پلاٹ خالی ہونے کی وجہ سے کینسل ہو چکے ہیں۔

(ج) کل پلاٹ 187 تھے اور کوئی پلاٹ خالی نہیں ہے۔

(د) ابتدائی قیمت فی مرلہ 7250 روپے اور تجدید شدہ قیمت 12500 روپے رکھی گئی ہے۔

(ہ) کوئی پلاٹ نیلام نہیں کیا گیا۔ بلکہ الاٹمنٹ سے کل 2,15,75,405 روپے وصول ہوئے۔

(و) یہ اسٹیٹ محکمہ کے پاس ہے اور صنعتکاروں کی رجسٹرڈ ایسوسی ایشن و محکمہ اس کی دیکھ بھال مشترکہ اکاؤنٹس کے تحت کر رہے ہیں۔

ضلع رحیم یار خان، 2002 تا 2004، دینی مدارس کو دی گئی امداد سے متعلقہ تفصیل

*5625 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں دینی مدارس کی امداد کے لئے ضلع رحیم یار خان کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ج) کتنے افراد کی اس مد میں امداد کی گئی؟

(د) کتنے افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(ہ) ان کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اس مد سے مالی امداد کے لئے کن کن documents اور ان کی تصدیق درخواست دہندہ کو کروانا ضروری ہے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر:

(الف) ضلع رحیم یار خان کو مذکورہ مدت میں دینی مدارس کی مد میں فراہم کی جانے والی رقم کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	رقم
2002-03	68,82,000
2003-04	70,11,000

(ب) دینی مدارس کی مد سے امداد کے لئے 5288 طلباء کی درخواستیں موصول ہوئیں۔

(ج) 5288 طلباء کی اس مد میں مدد کی گئی۔

(د) کوئی درخواست مسترد نہ کی گئی ہے۔

(ہ) دینی مدارس کے طلباء کے وظائف کی منظوری ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کی سفارش پر صوبائی زکوٰۃ کونسل دیتی ہے۔ مذکورہ بالا مدت میں ان وظائف کی منظوری دینے والی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی اور صوبائی زکوٰۃ کونسل کے ارکان کی مطلوبہ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) دینی مدارس کے طلباء کو مالی امداد کے لئے مرکزی زکوٰۃ کونسل کے وضع کردہ فارم پر درخواست دینا ہوتی ہے۔ یہ فارم طالبعلم کے مستقل رہائشی علاقہ یا وہ علاقہ جہاں مدرسہ واقع ہو اس کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے تصدیق کروانا ضروری ہوتا ہے۔ مقامی زکوٰۃ کمیٹی مذکورہ فارم کے ساتھ اپنے اجلاس کی کارروائی کی کاپی بھی لف کرتی ہے۔ بعد ازاں درخواستوں کی بنیاد پر دینی مدرسہ مستحق طلباء کی درجہ بندی کے لحاظ سے فہرست تیار کرکے اپنی تصدیق کے بعد ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کو برائے مزید کارروائی ارسال کرتا ہے۔

دینی مدارس کے طلباء کے لئے مرکزی زکوٰۃ کونسل نے وظائف کی شرح مقرر کر رکھی ہے جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور میں بسکٹ تیار کرنے والی فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیل

*6446 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں بسکٹ فیکٹریوں کی تعداد، محکمہ صنعت سے جن بسکٹ فیکٹریوں کو N.O.C جاری ہو چکے ہیں۔ جن کو N.O.C آج تک جاری نہیں ہوئے فیکٹریاں چلانے والے مالکان کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) ہر بسکٹ فیکٹری کا نام، مالک کا نام بیان فرمائیں؟ یہ بھی بیان فرمائیں کہ فوڈ کی کس لیبارٹری سے سال 2003 تا 2004 کس کس بسکٹ فیکٹری کا لیبارٹری ٹیسٹ ہوا۔ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت:

(الف) ریکارڈ کے مطابق لاہور میں بسکٹ بنانے والی فیکٹریوں کی تعداد (9) ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کے مطابق انڈسٹری قائم کرنے کے لئے N.O.C کی ضرورت نہ ہے۔

(ب) بسکٹ بنانے والی فیکٹریوں کی تفصیل درج ذیل ہے جب کہ لیبارٹری ٹیسٹ کی کارروائی محکمہ صنعت سے متعلقہ نہ ہے:۔

لاہور میں بسکٹ بنانے والی فیکٹریوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام و پتا	مالک کا نام
1۔	سن شائن بسکٹ فیکٹری، جی ٹی روڈ داروغہ والا، لاہور	شیخ راحیل اصغر
2۔	اے جی این فوڈز، 13۔کے ایم ملتان روڈ لاہور	جناب اجمل سلیم
3۔	یونیک بسکٹ، ڈی۔2 گلشن راوی بند روڈ لاہور	جناب خالد
4۔	بگ (MAK) فوڈز لمیٹڈ، 137، انڈسٹریل ایریا کوٹ لکھپت لاہور	جناب جاوید حسین
5۔	ڈان بریڈ، 39 انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور	جناب فدا حسین
6۔	میری گولڈ پرائیویٹ لمیٹڈ، 334 انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور	جناب سلمان سید
7۔	بنی پرائیویٹ لمیٹڈ، پلاٹ نمبر 86، انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور	جناب ہارون
8۔	ویٹا فوڈ انڈسٹریز، 12 کے ایم ملتان روڈ آف کٹار بند روڈ لاہور	جناب نوشاد علی حاجی
9۔	دربار والا انڈسٹریز 153، ایم قائد اعظم ٹاؤن، ٹاؤن شپ لاہور	شیخ منیر حسین

2004 تاحال، دفتر مائنز ویلفیئر کمشنر میں بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6668 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر کان کنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر کے ماتحت جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز rules میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر کان کنی و معدنی ترقی:

(الف) 12۔افراد بھرتی کئے گئے جن کی لسٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ بنانے کا طریق کار حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق تیار کیا گیا۔ طریق کار معہ میرٹ لسٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نوٹیفکیشن برائے ممبران ریکروٹمنٹ کمیٹی اور موجودہ تعیناتی ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) rules میں نرمی کر کے کسی اہلکار کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی بھی اہلکار کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) روزنامہ "خبریں" اور "ایکسپریس" مورخہ 03-05-30 اور 03-06-05 نقول ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

بہاولپور، چار کنال کے پلاٹس، ان کی موجودہ صورتحال اور انڈسٹری سے متعلقہ تفصیل

*6688 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سمال انڈسٹری اسٹیٹ بہاولپور میں چار کنال کے کتنے پلاٹ تھے؟

(ب) یہ پلاٹ کن افراد کو کتنی مالیت میں اور کون کون سی انڈسٹری لگانے کے لئے الاٹ کئے گئے تھے؟

(ج) ان میں سے کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے اور کون کون سے ابھی تک الاٹ نہ ہوئے ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے پلاٹوں پر الاٹیوں نے انڈسٹری قائم کی ہے اور کن کن الاٹیوں نے ابھی تک انڈسٹری نہیں لگائی؟

(ہ) جن الاٹیوں نے ابھی تک انڈسٹری قائم نہ کی ہے کیا حکومت ان کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے دیگر پارٹیوں کو یہ پلاٹ انہی مقاصد کے لئے الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں چار کنال کا کوئی پلاٹ نہیں بنایا گیا۔ چار کنال کا کوئی پلاٹ ہی نہیں ہے۔

(ب) جواب لاگو نہ ہے۔

(ج) جواب لاگو نہ ہے۔

(د) جواب لاگو نہ ہے۔

بہاول پور، سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں چالو اور بند یونٹوں سے متعلقہ تفصیل

*6732 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولپور میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے یونٹ چل رہے ہیں اور کون کون سے یونٹ کب سے بند پڑے ہیں اور کیوں بند پڑے ہیں؟

(ب) حکومت پنجاب کب تک ان یونٹس کو چلانے کا بندوبست کرے گی تاکہ علاقہ میں بیروزگاری کے خاتمہ میں مدد مل سکے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، بہاولپور میں 49 مختلف صنعتی منصوبے مکمل شدہ ہیں جبکہ 15 صنعتی منصوبے چالو ہیں۔ کل 27 یونٹس بند پڑے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کچھ یونٹس تو بوجہ سیزنل بند ہیں یعنی آئل ملز جو ماہ ستمبر و اکتوبر میں اپنا کام شروع کریں گے۔ کچھ یونٹس مالکان و حصہ داران خانہ جات کی ذاتی (قانونی) وجوہات کی وجہ سے بند ہیں اور کچھ یونٹس بنکوں سے حاصل کردہ قرضوں کی نادہندگی اور بین الاقوامی مارکیٹ کی مشکلات کی بدولت بند ہیں۔ حکومت پاکستان / پنجاب کی طرف سے کوئی رکاوٹ یا بندش نہیں ہے بلکہ ہر طرح سے بند یونٹس کی تعمیر نو و چلانے کے لئے امداد کر رہی ہے، کارپوریشن کی جانب سے قرضہ کی سہولیات مبلغ 30 لاکھ روپے تک نیز BMR/Advisory Services موجود ہیں جس سے تمام متاثرین کارخانہ دار قانونی ضروریات کی تکمیل کے بعد استفادہ کر سکتے ہیں۔ دو کارخانوں نے یہ سہولت استعمال کرتے ہوئے مبلغ 32 لاکھ روپے قرضہ منظور کروایا جس میں سے 25 لاکھ روپے کارخانہ دار وصول کر چکے ہیں۔ کارپوریشن ہذا اپنے وسائل اور اختیارات کے مطابق عملدرآمد کر رہی ہے اور صنعتی میدان میں نئے سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

ضلع پاکپتن، چیئرمینز زکوٰۃ کمیٹی کے یونین کونسل وار نام اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل

*6918 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع پاکپتن شریف میں جو چیئرمین زکوٰۃ وعشر منتخب کئے گئے ہیں، ان کا تعلیمی معیار کیا تھا، ان تمام چیئرمینوں کے نام و یونین کونسل کے نام اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل سے ایوان کو

آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

ضلع پاکپتن شریف میں منتخب کئے گئے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات کا تعلیمی معیار میٹرک ہے۔یونین کونسل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین صاحبان کے نام اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع پاکپتن، سال05-2004،زکوٰۃ فنڈز کی رقم اور یونین کونسلز کو جاری فنڈز کی تفصیل

*6919 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع پاکپتن میں سال05-2004 میں زکوٰۃ و عشر کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع کی کتنی یونین کونسلز کو کتنی کتنی رقم فراہم کر دی گئی ہے اور کتنی ایسی یونین کونسلز ہیں، جن کو ابھی تک زکوٰۃ کی مد میں رقم فراہم نہیں کی گئی،ان کے نام سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) ضلع پاکپتن میں سال05-2004 کے دوران661,62,768روپے کی رقم مختص کی گئی۔

(ب) ضلع زکوٰۃ کمیٹی یونین کونسلز کی بجائے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو زکوٰۃ فنڈز کا اجراء کرتی ہے، ضلع پاکپتن کی تمام مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو قواعد و ضوابط کے مطابق رقوم کا اجراء کر دیا گیا ہے۔ یونین کونسل وار مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو فراہم کردہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں کوئلہ کی نکاسی، پٹہ جات اور آمدن سے متعلقہ تفصیلات

*6930 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر کان کنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کوئلہ کن کن مقامات سے نکالا جا رہا ہے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں کوئلہ کی نکاسی کے پٹہ داروں کی تعداد کیا ہے ان پٹہ داروں کو کن شرائط پر پٹہ دیا گیا ہے۔ کتنے پٹہ دار ایسے ہیں جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے مسلسل پٹہ

حاصل کئے ہوئے ہیں؟

(ج) سال 2004 سے آج تک کوئلہ کی نکاسی کو پٹہ پر دینے سے حکومت پنجاب کو کیا آمدنی ہوئی اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

وزیر کان کنی و معدنی ترقی:

(الف) صوبہ پنجاب میں سالٹ رینج میں واقع کئی مقامات سے کوئلہ نکالا جا رہا ہے، جن میں ڈنڈوت، چواء سیدن شاہ، آڑا، بشارت، ڈھلوال، ضلع چکوال، جوگی ٹلہ، غریب وال، ضلع جہلم، کٹھہ، دہی وال، نلی، پڈھرار، ضلع خوشاب، گلہ خیل اور مکڑوال ضلع میانوالی قابل ذکر ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں کوئلہ کے پٹہ جات پنجاب معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 2002 کے تحت عطا کئے جاتے ہیں، جو کہ دو مراحل پر مشتمل ہوتے ہیں:۔

I) پراسپیکٹنگ لائسنس:

یہ لائسنس معدن کی تلاش کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اولاً یہ تین سال کے لئے عطا جاری کئے جاتے ہیں، تین سال کے بعد یہ لائسنس کارکردگی کی بنیاد پر ہر سال تجدید کیا جاتا ہے۔ پراسپیکٹنگ لائسنس کی کل میعاد پانچ سال ہوتی ہے، اس تمام عرصہ میں لائسنس ہولڈر اپنے سرمائے اور محنت سے کوئلہ تلاش کرتا ہے اور کامیابی کی صورت میں مائنز لگاتا ہے۔

ii) مائننگ لیز:

پراسپیکٹنگ لائسنس پانچ سال کی مدت پوری کرنے کے بعد کارکردگی کی بنیاد اور مائنز کمیٹی کی سفارشات پر مائننگ لیز میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ لیز کی میعاد تیس سال تک ہو سکتی ہے اور پھر کارکردگی کی بنیاد پر قابل تجدید ہے۔

قانون کے تحت لیزوں کی عمومی شرائط ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ صوبہ بھر میں اس وقت کوئلہ کے پراسپیکٹنگ لائسنسوں کی تعداد 106 ہے، جب کہ کوئلہ کی مائننگ لیزیں جن میں لیز ہولڈر پانچ سال سے زائد عرصہ سے مائننگ کر رہے ہیں، ان کی کل تعداد 397 ہے۔

(ج) پنجاب حکومت کی جانب سے کوئلہ پر 35 روپے فی ٹن رائلٹی مقرر ہے، گزشتہ سال 2004 (جنوری تا۔ 7 دسمبر) میں محکمہ کو کوئلہ کی نکاسی سے مبلغ 1,88,90,550 روپے آمدنی ہوئی، مزید یکم جنوری 2005 تا 30۔ جون 2005 مبلغ 1,01,84,895 روپے آمدن ہوئی۔ کوئلہ کی پیداوار اور آمدنی بڑھانے کے لئے ایک طرف پرائیویٹ سیکٹر

کو موجودہ کانوں سے پیداوار کے لئے اور مزید نئے علاقوں میں کوئلہ کی تلاش کے لئے راغب کیا گیا ہے جب کہ دوسری طرف حکومت اپنے ذرائع سے ایسی کانیں جو عرصہ دراز سے اضافی پانی یا دیگر تکنیکی مسائل کی وجہ سے بند ہیں ان کو دوبارہ پیداوار کے لئے کارآمد بنانے کی سکیم پر سالانہ ترقیاتی پروگرام(ADP) کے تحت عمل کیا جا رہا ہے، مزید سنٹرل سالٹ رینج میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت کوئلہ کے نئے ذخائر بھی تلاش کئے جا رہے ہیں۔

صوبہ میں نمک کی نکاسی، پٹہ جات اور آمدن سے متعلقہ تفصیلات

*6931 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر کان کنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں نمک کن کن مقامات سے نکالا جا رہا ہے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں نمک کی نکاسی کے پٹہ داروں کی تعداد کیا ہے، ان پٹہ داروں کو کن شرائط پر پٹہ دیا گیا ہے، کتنے پٹہ دار ایسے ہیں جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے مسلسل پٹہ حاصل کئے ہوئے ہیں؟

(ج) سال 2004 سے آج تک نمک کی نکاسی کو پٹہ پر دینے سے حکومت پنجاب کو کیا آمدنی ہوئی اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

وزیر کان کنی و معدنی ترقی:

(الف) صوبہ پنجاب میں نمک سالٹ رینج میں واقع کئی مقامات سے نکالا جا رہا ہے جن میں جوتانہ، وڑھالہ، کھیوڑہ، للہ ضلع جہلم، پیر کھارا، نیلاواں، ضلع چکوال، دہی وال، بل مچھ، کوڑیاں، واڑچھا، گولے والی ضلع خوشاب، کالاباغ ضلع میانوالی قابل ذکر ہیں۔

(ب) سب سے پہلے محکمہ نے پبلک سیکٹر میں پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو نمک کے پٹہ جات عطا کئے تھے۔ اس کے بعد محکمہ نے پرائیویٹ سیکٹر میں بھی نمک کے پٹہ جات عطا کئے۔ بعد ازاں حکومت پنجاب کی سالٹ پالیسی 1991 کے تحت محکمہ نے پرائیویٹ سیکٹر میں نمک کے مزید پٹہ جات عطا کرنے بند کر دیئے۔ اب صرف صنعتی بنیاد پر نمک کے پٹہ جات عطا کئے جا سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں حال ہی میں خالصتاً برآمدی مقصد کے لئے سالٹ کے 5 پٹہ جات بذریعہ نیلام عام عطا کئے گئے ہیں۔ صوبہ بھر میں اس وقت نمک کے پراسپیکٹنگ لائسنسوں کی

تعداد 12 ہے اور مائننگ لیزوں کی تعداد 18 ہے جو پانچ سال سے زائد عرصہ کے لئے ہیں۔ پٹہ داروں کو نمک کے پٹہ جات پنجاب معدنی مراعاتی قوانین 2002 کے تحت الاٹ کئے جاتے ہیں اور پراسپیکٹنگ اور مائننگ لیز کی عمومی شرائط ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب نے نمک پر 20 روپے فی ٹن رائلٹی مقرر کی ہوئی ہے۔ سال 2004 (جنوری تا دسمبر) میں محکمہ کو نمک کی نکاسی سے مبلغ 3,06,43,000 روپے آمدنی ہوئی۔ مزید یکم جنوری 2005 تا 30۔ جون 2005 مبلغ 1,65,65,220 روپے آمدن ہوئی۔ نمک کی پیداوار اور آمدنی بڑھانے کے لئے حال ہی میں برآمدی مقاصد کے لئے پانچ بلاک نیلام عام کے ذریعے عطا کئے گئے ہیں۔ مزید براں نمک پر پہلی دفعہ 5 روپے فی ٹن ایکسائز ڈیوٹی عائد کی گئی ہے جو مائنز لیبر کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کی جائے گی۔

پی پی۔12، راولپنڈی، 04-2003، زکوٰۃ کمیٹیوں، فنڈز اور تقسیم سے متعلقہ تفصیل

*7221 محترمہ ثمینہ جدون: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت حلقہ پی۔پی 12 راولپنڈی میں کتنی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔12 میں 04-2003 میں زکوٰۃ کی مد میں کتنی رقم کمیٹی وائز فراہم کی گئی ہے؟

(ج) کمیٹی وائز زکوٰۃ حاصل کرنے والے افراد کے نام مع ولدیت بتائے جائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر:

(الف) اس وقت حلقہ پی پی۔12 میں 64 مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں تاہم 04-2003 میں ان کی تعداد 47 تھی۔

(ب) حلقہ پی پی۔12 میں 04-2003 میں زکوٰۃ کی مد میں 62,71,000 روپے کی رقم فراہم کی گئی، تفصیل تتمہ ("الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کمیٹی وائز زکوٰۃ حاصل کرنے والے افراد کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ساہیوال 2002تا2004 شادی گرانٹ سے متعلقہ تفصیل

*7224 محترمہ منور صغیر: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں شادی گرانٹ کی مد میں ضلع ساہیوال کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس گرانٹ سے کتنے افراد کی مدد کی گئی؟

(ج) کتنے افراد کی درخواستیں مسترد ہوئیں؟

(د) ان کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ وعشر:

(الف) مالی سال 03-2002 میں 20,16,150 روپے اور 03-2002 میں 20,37,950 روپے شادی گرانٹ کی مد میں ضلع ساہیوال کو فراہم کئے گئے۔

(ب) مالی سال 03-2002 کے دوران 403 مستحقین جبکہ 04-2003 میں 405 مستحقین کی امداد کی گئی۔

(ج) مالی سال 03-2002 کے دوران 214 مستحقین جبکہ 04-2003 میں 85 مستحقین کی درخواستیں مسترد ہوئیں۔

(د) ان درخواستوں کی منظوری ضلع زکوٰۃ کمیٹی ساہیوال نے دی تھی، کمیٹی کے عہدیداران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	پروفیسر نسیم احمد چیمہ	(چیئرمین)
2۔	شیخ محمد یونس	(ممبر)
3۔	وسیم اختر	۔ایضاً۔
4۔	پروفیسر (ر) محمد اکرم خورشید	۔ایضاً۔
5۔	حاجی فیاض علی خان	۔ایضاً۔
6۔	چودھری عبدالحق	۔ایضاً۔
7۔	مسز خورشید فقیر محمد	(خاتون ممبر)
8۔	مسز طاہرہ طاہر	۔ایضاً۔
9۔	ڈی او (آر) ساہیوال	(سرکاری ممبر)

10۔ ضلع زکوٰۃ آفیسر ساہیوال ۔ایضاً۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: ابCall Attention Noticesکوtake upکرتے ہیں۔توجہ دلاؤ نوٹس نمبر478چودھری اصغر علی گجر، جناب ارشد محمود بگواور محترمہ طاہرہ منیر کا ہے۔

فیصل آباد میں شہری کے بہیمانہ قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

478چودھری اصغر علی گجر، جناب ارشد محمود بگو اور محترمہ طاہرہ منیر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 7-11-05 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ نوجوان مزمل ولد قاری محمد اکرم نعیمی سکنہ نشاط آباد فیصل آباد کی نعش یکم نومبر صبح 6 بجے مسلم بازار حاجی مقبول ٹینٹ والے کی دکان کے سامنے ایک بوسیدہ قالین میں لپٹی ہوئی ملی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرافہ ایسوسی ایشن نے مطالبہ کیا ہے کہ اس بہیمانہ قتل کے ملزمان کو جلد گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے، اگر ہاں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے کہ وقوعہ ہذا کے بارے میں مقدمہ نمبر454زیر دفعہ 302/201/404 ت۔پ تھانہ سٹی چنیوٹ ضلع جھنگ مورخہ 01-11-2005 درج ہوا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) گو یہ ایک اندھا قتل تھا اس میں مدعی اور نہ ہی ملزمان کا پتا تھا۔پولیس کے سامنے یہ ایک دوہرا ٹاسک تھا اس نے مدعی بھی تلاش کرنا تھا اور ملزمان کا پتا بھی لگانا تھا۔مدعی کو تلاش کرکے مقتول کی شناخت کروائی گئی۔ملزمان جو پہلے نامعلوم تھے ان کو تلاش کیا گیا۔مقتول مزمل کی جیب سے 93 گرام سونا ملا۔ملزمان خرم شہزاد ولد شکیل۔عمران ولد محمد بخش اور ساجد ولد گلزار احمد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔آلہ قتل بھی برآمد ہو چکا ہے۔ملزمان خرم شہزاد عمران اور ملزم ساجد جو ہیں وہ اس قتل میں ملوث پائے گئے ہیں اور ان کا چالان کیا جا رہا

ہے۔

مزید برآں میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آلہ قتل کے ساتھ ساتھ ملزمان، خرم شہزاد سے 710 گرام اور عمران سے 117 گرام اور سونا بھی برآمد ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں مقامی پولیس نے اس سلسلے میں انتہائی تندہی کے ساتھ کام کیا ہے کیونکہ یہ ایک blind murder تھا اور انہیں ملزمان کا پتا تھا اور نہ ہی اس بات کا پتا تھا کہ جو مقتول ہلاک ہوا ہے وہ کون ہے لیکن پولیس نے دن رات محنت کرکے مدعی بھی trace کئے پھر ملزمان کو بھی trace کیا اور برآمدگی بھی کر لی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کے خلاف چالان جلد مکمل کرکے عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں صرف وزیر قانون سے on the floor of the House یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ کب تک اس کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس وقت جو جرائم کی صورتحال ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور روزانہ اس پر بحث ہوتی ہے۔ میں ایک بڑے اہم پوائنٹ کی طرف بھی جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اسی اسمبلی کے باہر ہمارے نیشنل بنک کے ایک قاصد ہیں ان کی موٹر سائیکل 22 تاریخ کو چوری کر لی گئی۔ وہ موٹر سائیکل بھی نہ ملی اور بڑی مشکل سے پولیس نے پرچہ درج کیا ہے اور بعد میں کیمروں سے یہ detect ہوا کہ نیشنل بنک کے غریب ملازم کی جو نئی موٹر سائیکل چوری ہوئی ہے وہ پولیس ملازمین نے اٹھائی ہے اور ابھی تک اس پر کارروائی نہیں ہوئی۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا کہ اس مسئلے پر بھی غور کریں کیونکہ وہ اس اسمبلی کا نیشنل بنک میں غریب قاصد ہے اس کے ساتھ اس کا بھی خیال کریں۔ میں آپ کی وساطت سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ گزارش بھی کروں گا کہ اس کا چالان جلد از جلد عدالت میں پیش کر دیا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! وزیر قانون اس کا جواب دے دیں، میں بعد میں گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتے کے اندر اندر اس مقدمے کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ فرمائیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اسی پرانی بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ آپ دیکھ لیں کہ جیسے ہی اسمبلی سیکرٹریٹ نے وزیر قانون صاحب کا سپیکر اونچا کیا ہے تو ہم ان کی بات کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر باقی بھی یہاں پر جتنے سپیکر لگے ہوئے ہیں ان کو بھی ٹھیک کر دیا جائے۔ اس پر کوئی زیادہ خرچہ نہیں آتا یعنی یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ اس پر دو کروڑ روپے خرچہ آتا ہے تو میرے خیال میں اس پر زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس روپے خرچہ آیا ہوگا۔ اس کا صرف پائپ ہی بڑا کیا گیا ہے تو اس کا پندرہ بیس روپے خرچہ آیا ہوگا۔ اگر تمام ممبران کے سپیکر اس طرح سے ٹھیک ہو جائیں تو میرے خیال میں یہ problem solve ہو جائے گی۔ This is my point of order and I just want to draw your attention.

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! شاہ صاحب میرے انتہائی قابل احترام اور محسن ہیں۔ میں ان سے تھوڑی سی استدعا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ سپیکر خراب ہے۔ یہ اگر کہہ دیا کریں کہ مائیک خراب ہے یا ساؤنڈ سسٹم خراب ہے۔ جب یہ کہتے ہیں کہ سپیکر خراب ہے تو اس سے ابہام سا ہو جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ "سپیکر" خراب نہ کہا کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں ان کا مشکور ہوں اور Thanks for the correction.

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر بھی آپ کا ہے، اگر سپیکر خراب ہوا تو آپ خراب ہوئے۔

سید ناظم حسین شاہ: ٹھیک ہے۔ اس لئے میری یہی گزارش ہے کہ اس پر اگر یہ توجہ دے دیں تو میرے خیال میں within a day or two this problem will be solved.

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اپنا ارشاد فرمانے کے بعد ان کا زور ہوتا ہے کہ سپیکر کو درست کیا جانا ضروری ہے۔ یہ بڑا عجیب سا لگتا ہے سپیکر کا درست کیا جانا۔

سید ناظم حسین شاہ: میں آئندہ یہ کہوں گا کہ چودھری صاحب کو درست کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب کی بات بالکل صحیح ہے۔ میں بھی ابھی اس سلسلے میں سوچ رہا تھا کہ

سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ مائیک کا جو دوسرا سسٹم ہے، جو قمیض کے ساتھ attach کیا جاتا ہے۔اگر وہ یہاں پر لگا دیا جائے تو اس سے آواز بہتر آئے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! جس طرح انہوں نے وزیر قانون صاحب کا مائیک اونچا کیا ہے حالانکہ یہ ماشاء اللہ tall and handsome ہیں اور اگر یہ اور اونچا ہو جاتا تو کارکردگی اور زیادہ بہتر ہو جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! سب کے اسی طریقے سے اسی سائز میں مائیک اونچے کر دیں۔آپ دیکھیں ان کے مائیک کو اونچا کرنے کے لئے انہوں نے پائپ کا joint لگایا ہے۔یہی joint اگر ادھر بھی لگا دیں تو میرے خیال میں یہ problem solve ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ویسے تو سارے ملک میں ہی ہے لیکن پنجاب میں آئے دن روز بروز نت نئے انداز سے چوری کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کی جانب میں جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا۔ہم نے ایک حلقے کے چوری کے اعداد و شمار نکالے ہیں۔اعجاز احمد سماں صاحب کے حلقے کے اعداد و شمار نکالے ہیں تو ایک سال میں 10 کروڑ روپے کے مویشی چوری ہوئے ہیں۔کل کے "جنگ" اخبار میں جناب سپیکر صاحب کے حلقے چک جھمرہ کی ایک تصویر شائع ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی Call Attention Notices کا ٹائم ہے۔

This will be no point of order at this stage.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! عرض سن لیں۔انہوں نے ہنڈا سوک میں دو بھینسیں ڈالی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے Call Attention Notices لے لیں اس کے بعد اس اخباری خبر کو

take up کرلیں گے۔479۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سوال put کرنے سے پہلے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ وزیر اعلیٰ موصوف کو ہماری طرف سے اور اپنی طرف سے کہیں کہ وہ کم از کم سیشن میں کسی ایک دن آکر Call Attention Notices کا خود جواب دے دیا کریں اس سے ان کے اعتماد میں بھی اور ہمارے اعتماد میں بھی اضافہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

مناواں لاہور، دیوار کی ناجائز تعمیر روکنے پر شہری کے قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

479: سید احسان اللہ وقاص اور ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ بیان فرمائیں گے:۔

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 2005-11-20 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ لاہور مناواں کے علاقے میں جی ٹی روڈ پر ناجائز دیوار بنانے سے منع کرنے پر اخلاق احمد گڈو کا قریبی عزیز اور سٹیل ملز کا مالک قتل ہو گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان بھولا، ملنگی اور مولا، مقتول علی تاج کی سٹیل ملز کے پیچھے مل کا راستہ روک کر ناجائز دیوار تعمیر کرا رہے تھے۔ جب علی تاج گیا تو ملزموں نے فائرنگ کر دی اور مقتول ہسپتال میں جانبر نہ ہو سکا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اگر ہاں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ نیز ایسے واقعات کے انسداد کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 2005-11-20 مدعی مقدمہ صفی الدین تاج نے تحریر کروایا ہم نے ایک ملز نعیم سنز کے نام پر بنک سٹاپ جی ٹی روڈ مناواں بنائی ہوئی ہے۔ حسب معمول میں اور میرا چھوٹا بھائی علی تاج ملز کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریباً 9 بجے دن چوکیدار نے آکر بتایا کہ ملز کی پچھلی دیوار کے ساتھ مسمی بھولا بٹ اپنے آدمیوں کے ہمراہ راستہ کو

روک کر ملزم کی دیوار کے ساتھ ناجائز دیوار بنا رہا ہے۔ میرا بھائی علی تاج ہمراہ امجد شریف قاضی، سلمان بشیر، میاں محمد اسلم، مسمی بھولا بٹ سے بات کرنے کے لئے ملزم کے پیچھے جہاں وہ دیوار بنا رہے تھے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ میں اپنے بھائی سے تھوڑے فاصلے پر تھا کہ میں نے دیکھا کہ مسمیان بھولا بٹ، ملنگی بٹ اور تین نامعلوم مسلح آتشیں اسلحہ کھڑے تھے۔ یکدم آتشیں اسلحہ سے میرے بھائی پر سیدھا فائر کیا جو فائر لگنے کی وجہ سے شدید مضروب ہو کر گر پڑا اور ملزمان فرار ہو گئے۔ میرا بھائی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا جس پر مقدمہ نمبر 2005/325 مورخہ 2005-11-19 بجرم 149/148/302 ت پ تھانہ مناواں درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مقدمہ درج رجسٹر ہو کر تفتیش انوسٹی گیشن تھانہ مناواں سپرد ہوئی۔ تلاش ملزمان جاری ہے۔ ملزمان اپنے گھروں کو تالے لگا کر فرار ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ محمد اسحق انسپکٹر انوسٹی گیشن اس مقدمے کی تفتیش کر رہے ہیں اور اس وقت تک متعدد جگہوں پر جہاں کہیں سے بھی ہمیں معلومات ملی ہیں ہم ریڈز کر چکے ہیں لیکن ملزم تاحال گرفتار نہیں ہو سکے لیکن ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ کچھ لوگوں نے آ کر بتایا ہے کہ ملزم پولیس کے پاس پیش ہونا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ملزم پیش ہو جائیں گے اور انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ بہر حال اس سلسلے میں پولیس کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی جا رہی ہے اور جلد از جلد ملزموں کو گرفتار کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں تک میرے بھائی نے یہ فرمایا کہ اس سلسلے میں آئندہ کے لئے اس قسم کے واقعات کو روکنے کے لئے پولیس کیا اقدامات کر رہی ہے تو میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ذاتی مخالفت کا شاخسانہ ہے۔ خدانخواستہ اس میں کوئی ایسا element نہیں ہے کہ جو کسی مخصوص حالات کے تحت وقوع پذیر ہوا ہو۔ یہ واقعہ all of sudden ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا واحد حل یہی ہے کہ ان لوگوں کو جتنا جلد از جلد پراسیکیوٹ کیا جائے گا میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اتنا جلد deterrence affect ہو گا اور ہم اس کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کوشاں ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے ایک بات تو یہ پوچھنی ہے کہ بھولا،

ملنگ اور مولا، ان کے ناموں سے ہی ظاہر ہے کہ یہ پروفیشنل لوگ ہیں ورنہ عام شریف لوگ اس قسم کے ناموں سے مشہور نہیں ہوئے ہوتے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ان لوگوں کے خلاف پہلے بھی مختلف نوعیت کے مقدمات درج ہیں؟

جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھنا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ پولیس تلاش کر رہی ہے یہ تو روایتی سا جواب ہے اور یقیناً پولیس تلاش کر رہی ہوگی۔ گزارش یہ ہے کہ جب اس طرح کا کوئی سنگین معاملہ ہوتا ہے اور اگر پولیس کسی کام کو کرنے میں interested ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے سارے خاندان کو پکڑ کر لے آتی ہے اور ایسے حربے پولیس اختیار کرتی ہے جس کے نتیجے کے اندر ملزمان پیش ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں پولیس کی طرف سے بالکل deliberate کوتاہی ہے اور پھر میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا جب کوئی معاملہ کیا جاتا ہے تو اس میں اس طرح کے پروفیشنل لوگ متعلقہ تھانے سے بھی ملی بھگت کرتے ہیں اور اس کے بعد پھر اس طرح کے قبضے کے کام ہوتے ہیں۔ میں اس حوالے سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ اس میں delay ہو رہا ہے۔ میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ اس حوالے سے پولیس کو کوئی time limit دیں کہ اتنی limit کے اندر ملزمان گرفتار ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو محترم رکن نے یہ پوچھا ہے کہ یہ ملزمان جو اس مقدمہ میں ملوث ہیں کیا سابقہ ریکارڈ یافتہ ہیں یا اس سے پہلے ان کے خلاف پولیس میں کوئی مقدمہ کسی بھی نوعیت کا درج ہے تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ سابقہ ریکارڈ یافتہ نہ ہیں۔ میرے محترم بھائی نے دوسری بات یہ کی ہے کہ وہ اس مقدمے کی تفتیش سے مطمئن نہ ہیں۔ یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ ہے اور جیسے میں نے پہلے اپنے جواب میں گزارش کی ہے کہ اس مقدمہ میں مدعی موجود ہے اور وہ باقاعدہ مقدمے کی پیروی میں interest لے رہا ہے۔ ہمارے ساتھ اس کا باقاعدہ رابطہ ہے اور ان کی تسلی کی مطابق ہم تفتیش کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اس لئے میرے بھائی کا یہاں پر جو عدم اطمینان ہے وہ اپنی جگہ پر لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پولیس کی طرف سے اس مقدمے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ فی الحال ہمارے پاس کوئی ایسی شکایت نہیں ہے کہ مدعی پولیس کی کارروائی سے مطمئن نہ ہو۔ بہر حال میں اس کے باوجود آپ کی تفتیش کے باعث متعلقہ انوسٹی گیٹنگ ایجنسی کے انچارج سے کہوں گا کہ ذاتی دلچسپی لے کر ملزموں کو جلد از جلد

گرفتار کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔ محترمہ انجم سلطانہ--- Not present, disposed of.

پوائنٹ آف آرڈر

کرسچن کمیونٹی کی جانب سے کرسمس ڈے پر حکومت پنجاب سے سرکاری سطح پر تین یوم کی چھٹی کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مطالبہ

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پرویز صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ، اس ایوان کی، راجہ بشارت صاحب کی اور مینارٹی منسٹر کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے یہ یقین دلایا تھا کہ یہاں پر تمام minorities کو equal rights دیئے جائیں گے۔ میں یہاں پر کرسمس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ 25۔دسمبر کو قائد اعظم ڈے اور کرسمس ڈے ہوتا ہے اور اس کی چھٹی ہوتی ہے۔ میری یہاں پر دو گزارشات ہیں۔ اگر حکومت اس پر تھوڑا سا عمل کرلے تو میں سمجھتا ہوں کہ minorities کے لئے اور خاص کر Christian Community کے لئے ان کا ایک بڑا معرکہ ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو آئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں تو اس حکومت نے minorities کے لئے ابھی تک کچھ نہیں کیا تو میری درخواست یہ ہے کہ 24,25 اور 26۔دسمبر کو حکومت پنجاب نوٹیفکیشن جاری کرے کہ مسیحیوں کو چھٹی ہوگی اور دوسری گزارش یہ ہے کہ تمام مسیحی سرکاری اور نیم سرکاری ملازمین کو 15۔دسمبر تک ان کی تنخواہیں مل جائیں گی تو میں یہ چاہوں گا کہ راجہ صاحب on the floor of the House Christian Community کے لئے کرسمس کے حوالے سے جو International and religious festival ہے اور Christian Community کا سب سے بڑا تہوار ہے اس کے حوالے سے سرکاری سطح پر نوٹیفکیشن جاری کیا جائے کہ 24, 25 اور 26 دسمبر کو چھٹی ہوگی۔ بہت شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Minorities.

وزیر اقلیتی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی اپنے فاضل رکن سے بہت دفعہ کہا ہے اور

پنجاب میں سب جانتے ہیں کہ انہوں نے Minority Ministery بنائی۔اس کے علاوہ چودھری پرویزالٰہی نے اقلیتوں کے لئے دس سے تیس کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ جس سے ہم ڈویلپمنٹ کا کام کرواتے ہیں اور مسیحی کمیونٹی کے لئے انہوں نے یہاں پر نشستیں مقرر کی ہیں۔ جہاں تک کرسمس کا تعلق ہے چودھری پرویزالٰہی نے پہلی دفعہ سی ایم ہاؤس کے اندر کرسمس ملن پارٹی کا رواج شروع کیا ہے اور پچیس لاکھ روپے کرسچئن کمیونٹی کو ہر کرسمس پر دیئے جاتے ہیں۔ غرباء میں ان کو بانٹا جاتا ہے اور یہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ جہاں تک چھٹی کا تعلق ہے تو ہم یہ تجویز وزیراعلیٰ صاحب کے سامنے ضرور رکھیں گے۔ شکریہ

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!میں نے راجہ بشارت صاحب سے کہا تھا۔ It is not a matter of minority یہ پالیسی گورنمنٹ نے declare کرنی ہے، گورنمنٹ نے نوٹیفکیشن جاری کرنا ہے۔ یہ Minority Minister نے جاری نہیں کرنا ہے۔ میں نے آپ کے حوالے سے گورنمنٹ کو humble submission کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی گورنمنٹ کی وزیر ہیں۔

جناب پرویز رفیق: منسٹر صاحبہ تو وزیراعلیٰ نامہ لے کر بیٹھ گئی ہیں۔انہوں نے ہمارے مطالبے پر توجہ نہیں دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ وزیراعلیٰ صاحب کو put up کریں گی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ یہ جو سیٹیں ہیں، یہ وزیراعلیٰ صاحب نے announce کی ہیں۔ یہ آئین پاکستان 1973 اٹھا کر دیکھیں اور اب PCO کے تحت ترمیم ہوئی ہے اور ان کی byfircation ختم ہوئی ہے۔اقلیتوں کی آٹھ سیٹیں پہلے بھی تھیں اور آٹھ اب بھی ہیں۔ یہ وزیراعلیٰ صاحب کا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔

جناب والا!انہوں نے جو پچیس لاکھ دینے کا کہا ہے یہ انہوں نے بات کر کے میری توجہ اس طرف دلا دی ہے تو میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پچیس لاکھ روپے کی جس طرح سے بندر بانٹ پانچ حکومتی اراکین میں ہوئی ہے۔ وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ ہم نے پریس کانفرنس بھی کی تھی۔ ہم نے وزیراعلیٰ کو fax بھی کی کہ آپ تمام کرسچئن ممبرز میں اس کو یکساں تقسیم کریں تا کہ وہ اپنے لوگوں کو کرسمس گفٹ دے سکیں لیکن اقلیتی منسٹر نے اور جو حکومت کے اقلیتی اراکین ہیں

انہوں نے اس کو تقسیم کیا ہے۔ میں اس ایوان میں راجہ بشارت صاحب کی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ وہ on the behalf of the Government کہ وہ Government کو reprsent کر رہے ہیں۔ وہ ہمیں announce کریں، ہمیں assure کریں کہ 25,24 اور 26 کو حکومت پنجاب مسیحیوں کے لئے سرکاری سطح پر چھٹی کا نوٹیفکیشن جاری کرے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جیسا کہ Minister Minorities نے فرمایا ہے کہ چھٹی سے متعلقہ معاملہ کی وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری کے بعد ہی اس کی announcement کی جا سکتی ہے۔ بہر حال معزز ممبر نے جو تجویز دی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے رکھی جائے گی۔ انہوں نے دوسری بات تنخواہوں کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ 15۔دسمبر سے پہلے جو minority کے ہمارے بھائی ہیں ان کو ادا کر دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ہدایت متعلقہ محکمہ جات کو جاری کر دی جائے گی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ 15۔دسمبر سے پہلے ان کو تنخواہیں مل جائیں۔ دوسرے معاملے پر انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری کے بعد announce کیا جائے گا۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

چوہدری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ حکومت صوبہ سرحد نے ایک قرارداد کے ذریعے سے مرکزی حکومت سے یہ گزارش کی ہے کہ ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔ وہ قرارداد اتفاق رائے سے پاس ہوئی ہے۔ متحدہ مجلس عمل جن کی گورنمنٹ ہے انہوں نے قرارداد پیش کی اور اس پر (ق) لیگ، پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ نے بھی تعاون کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ ڈیزل کی قیمتوں کی وجہ سے پورے پاکستان کے اندر مہنگائی کا ایک بہت بڑا ہنگامہ برپا ہے اور خاص طور پر کسانوں کی حالت زار بہت بری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم پورے پاکستان کے آدھے سے زیادہ حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر صوبہ سرحد نے یہ ineciative لیا ہے تو ہم ان سے بہت زیادہ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے ہم انھیں lead کریں، ان کو گائیڈ کریں۔ اس لحاظ سے میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ

حکومت پنجاب کو بھی یہ قرارداد پیش کرنی چاہئے اور ہم سب لوگ اس کی حمایت کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز رکن نے جو بات کی ہے میں ذاتی حیثیت میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ایک مناسب تجویز ہے۔ چونکہ یہ معاملہ ہماری پوری جماعت کا ہے۔ اس لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مثبت پیشرفت ہماری طرف سے ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

My Privilege Motion No 8 was referred to Privilege committee on 28th March 2005. The Committee held its meeting regarding this Privilege Motion on 16th April and 11th July 2005 and the meeting of 11th July......

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ کیا پوائنٹ آف آرڈر کر رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟ You can't read it

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں آپ کو ویسے بتا دیتی ہوں۔ میری تحریک استحقاق نمبر 8 تھی۔ آپ نے مہربانی کی کہ وہ متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دی۔ اس کی ایک میٹنگ ہوئی، جس میں، میں نہیں آسکی۔ دوسری میٹنگ 11 جولائی کو ہوئی۔ اس میں، میں آئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی میں نے کل فیصلہ کر دیا ہے۔ You can't take up that issue

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پلیز میری بات سن لیں۔ میں Rule 75 کے تحت بات کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔

Rule 75has been discussed every thing that has been decided yesterday.That is no point of order. I have already decided that.

بی بی! میں نے اس کو dispose of کر دیا ہے۔ You can't take up again

جناب افضل سلطان ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈوگر صاحب!

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! اسی اجلاس کے دوران ارشد محمود بگو صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر "کہ ایجوکیشن کمیٹی کی جو میٹنگ ہوئی تھی وہ غیر قانونی تھی اور جو بل پاس ہوا تھا وہ غیر قانونی ہے۔ سپیکر صاحب نے ایک سکروٹنی کمیٹی بنائی تھی میں بھی اس کا ممبر تھا۔ آج اس کی رپورٹ آ گئی ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں لگی کہ پہلے ایک کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اس پر ممبرز کہہ رہے ہیں کہ غیر قانونی ہے کہ ہمیں بلایا نہیں گیا۔ آج جو رپورٹ آئی ہے وہ اس سے بھی زیادہ غیر قانونی طریقے سے پیش کی گئی ہے۔ اس سکروٹنی کمیٹی میں یہ ثابت ہوا تھا کہ:

That was not in continuation of the meeting of 14th November.

کیونکہ جوزف حاکم دین صاحب اور پروین سکندر گل صاحبہ نے یہ بتایا تھا کہ ایک ممبر کو corridor میں اطلاع دی گئی تھی کہ 15-نومبر کو میٹنگ ہے اور دوسرے ممبر کو فون پر اطلاع دی گئی تھی کہ آج میٹنگ ہے۔ اگر وہ 14-نومبر کی میٹنگ کی ہی continuity ہوتی تو ان کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں تھی اور وہ تین ممبر جو اپوزیشن کے تھے ان کو بھی اطلاع دی جانی تھی۔ دوسری illegality اس میں یہ ہوئی ہے کہ پرسوں چار بجے رائے رب نواز صاحب کے پاس میں گیا کہ آج آپ نے دوبارہ تین بجے میٹنگ call کی تھی، سیشن ہو رہا ہے اب کیا کریں تو انہوں نے کہا کہ جب میں میٹنگ کروں گا تو آپ کو بلالوں گا۔ کل مجھے ارشد صاحب نے کہا کہ آپ کے جانے کے بعد میٹنگ ہو چکی تھی اور اس کی یہ رپورٹ بھی ہاؤس میں آ گئی ہے۔ یہ تو ایک غلطی پر دوسری غلطی ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ جو ممبرز اٹھ کر کہتے ہیں کہ ہمیں inform نہیں کیا گیا اور اس میں یہ اطلاع دے دی گئی کہ میٹنگ بالکل صحیح ہوئی ہے اور یہ لوگ مانتے ہیں کہ

The meeting was not in continuation of that meeting of 14th November

انہوں نے یہ رپورٹ میں لکھ دیا ہے کہ 14 کو جو میٹنگ ہوئی تھی اس سے اگلے دن کی یہی میٹنگ continue ہوئی ہے۔ اگر اس illegal میٹنگ کو کسی اور طریقے سے sabotage کرنا ہے تو کر لیں

مگر یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ سب آدمیوں نے agree کیا ہے۔ ہم تین آدمیوں نے agree نہیں کیا ہے، ہمارا نوٹ لکھ لیں کہ یہ رپورٹ بھی غلط ہے۔ میں نے تو یہ plea لی تھی کہ میٹنگ convene ہی نہیں ہوئی تو held کیسے ہو گی؟ میٹنگ کا کسی کو پتا ہی نہیں ہے۔ 12 ممبرز میں سے صرف تین ممبرز کو بلا لیں اس سے میٹنگ تو نہیں ہو جاتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے چند دوستوں نے یہ attitude اپنا لیا ہے کہ جس وقت ان کا جی چاہے اٹھ کر جو ان کے جی میں آتا ہے وہ کہہ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ نامناسب ہے اور اس سے اسمبلی کی عزت میں اضافہ ہونے کی بجائے کمی ہو رہی ہے۔ میں اس رویہ کو condemn کرتا ہوں۔ ایک کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اس پر ممبران نے اعتراض کیا، جناب سپیکر نے سپیشل کمیٹی بنائی، آج اس کی رپورٹ آئی ہے اب اس پر اعتراض ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ درست نہیں ہے۔ ایک ممبر جو چاہے وہ ہو۔ اگر یہ معزز ممبر اس کمیٹی کی رپورٹ سے اتفاق نہیں کرتے تو یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے لیکن یہ کس طرح پوری کمیٹی کو اس بات پر مجبور کر سکتے ہیں کہ انہی کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے، یہ dictation دینے والے کون ہوتے ہیں اور فیصلہ اپنی مرضی سے کروانے والے؟ ہم اس کی exception لیتے ہیں اور اس کمیٹی کی findings کے مطابق اور قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی بنے گی اور جھوٹ بولنے کی جو کارروائی بنے گی ہم اس ایوان میں وہ بھی لے کر آئیں گے اور اس کے بعد معزز ممبر نے جو رویہ اور الفاظ سپیشل کمیٹی constituted by the Speaker کے خلاف استعمال کئے ہیں اس پر بھی ہم Privilege Motion لے کر آئیں گے۔ ہم نے اب اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ ہاؤس کو ہم نے کسی individual کی dictation پر نہیں چلنے دینا بلکہ قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ کھڑے ہو کر کہہ دیا جائے کہ رائے رب نواز صاحب نے جھوٹ بول دیا ہے، راجہ بشارت نے جھوٹ بول دیا ہے اور جب حقیقت سامنے آئے تو پھر اس سے انحراف کیا جائے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کے ماحول کو قائم رکھنے کے لئے قواعد و ضوابط کے مطابق چلانے کے لئے اس قسم کے attitude کو condemn کرنا چاہئے اور ہمیں اس مسئلے کو قواعد و ضوابط کے مطابق ہی حل کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ یہ matter سپیکر صاحب کے سامنے پیش ہوا تھا، میں اس وقت ہاؤس میں موجود تھا۔ سپیکر صاحب نے سپیشل کمیٹی بنائی تھی اور سپیکر صاحب نے اس کا فیصلہ دینا ہے۔

> I cannot overrule the Speaker. He has to give a decision. Let the thing come in front of the Speaker and he will give it. At this stage I can't give a ruling on that.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس معاملے میں سپیکر صاحب ہی فیصلہ کریں گے، میں اس بات کی تائید کرتا ہوں اور اسے افضل سلطان ڈوگر صاحب نے بھی accept کر لیا ہے لیکن میں محترم راجہ صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس بات کے لئے بالکل ان کے ساتھ ہیں کہ کسی بھی individual کی dictation پر اس ہاؤس کو نہیں چلانا چاہئے اور یہ ہاؤس نہیں چلنا چاہئے لیکن میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بھی ہمارا ساتھ دیں کہ اس ملک کو بھی کسی فرد واحد اور individual کی dictation پر نہیں چلانا چاہئے۔

اسمبلی کے اجلاسوں کے لئے سال بھر کا شیڈول بنانے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جہاں تک ہماری معلومات ہیں کہ آج اجلاس ختم ہو جائے گا۔ مسلسل بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی meetings میں یہ بات آتی رہی ہے اور پورا ہاؤس بھی اس بات کو چاہتا ہے کہ پورے سال کا ایک روسٹر آ جانا چاہئے اور اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی میٹنگ میں وزیر قانون صاحب نے ایڈیشنل سیکرٹری کے ذمے لگایا بھی تھا کہ پورا روسٹر بنا کر دے دیں۔ یقیناً وہ فائنل نہیں ہوتا لیکن کم از کم تمام ممبران کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان ایام میں سیشن ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرے زیر صدارت ایک سپیشل کمیٹی بنی تھی جس میں ہم نے

رولز اینڈ ریگولیشن کو consider کیا تھا اس میں یہ بھی take up کیا گیا تھا اور ہم نے سپیکر صاحب کو recommend کیا ہے جو رولز آف بزنس میں تبدیلی لانی ہے وہ عنقریب آپ کے سامنے پیش کی جائے گی۔ اس میں یہ چیز بھی لائی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں سال کا ٹائم ٹیبل ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ٹائم ٹیبل اور پارلیمانی لیڈر کے ریفرنسز سے متعلق جو ابہام ہے ان دونوں matters سے متعلق راجہ صاحب نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اگلی میٹنگ جو غالباً اس Monday کو ہونی تھی کہ ہم شیڈول بھی لے کر آ جائیں گے اور اس سے متعلقہ اگر rules میں ترمیم کرنی ہے اور کس طرح سے کرنی ہے تو اس میں بھی مشورہ کر کے آپ کو جواب دوں گا۔ راجہ صاحب اس بارے میں فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو آپ بات کر رہے ہیں وہ دوسرے پوائنٹ کی بات کر رہے ہیں۔ ٹائم ٹیبل کی بات پر بھی ہم نے discuss کیا تھا اور ہم نے recommend کیا تھا کہ سال کا پورا chalk out کیا جائے۔ اس کے ساتھ question hours کے بارے میں بھی تھا اور مختلف رولز اینڈ ریگولیشنز سے متعلق بھی discuss ہوا تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جس دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی وہ بہت پہلے کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ وہ دوسری بات ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: راجہ صاحب فرمادیں ساری بات سامنے آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ دوسرا پوائنٹ تھا جس کو وہ بیان کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب اس بارے میں وضاحت فرمادیں۔ ان دونوں معاملات پر انہوں نے جواب دینا تھا

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جب دوبارہ ہماری میٹنگ ہوئی تھی اس میں پہلے تو ہم نے اصولی طور پر ایک بات طے کر لی تھی کہ آئندہ جو آج سے ہمارا نیا پارلیمانی سال شروع ہو چکا ہے اس کے لئے ہم نے ایک شیڈول طے کرنا ہے اس کے لئے ہم نے ایک

proposal بنائی تھی اس میں تھوڑا سا confusion ہے، میرا ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ ہم نے سیکرٹریٹ کو بھجوادی ہے لیکن اسمبلی سیکرٹریٹ کو شاید موصول نہیں ہوئی لیکن اس کی نئی کاپی ہم انہیں دے دیتے ہیں۔اس کے بعد میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ جب چاہیں کمیٹی کی میٹنگ رکھ لیں تاکہ اس میں یہ دونوں امور ہم طے کرلیں۔بے شک آج رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

محکمہ تعلیم میں کنٹریکٹ ٹیچروں کی تبادلہ پالیسی پر نظر ثانی کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے کے بعد ٹیچرز کے تبادلے پر پابندی 15 سے 30۔دسمبر تک اٹھائی جارہی ہے لیکن اس میں پالیسی بنانے میں بہت ساری زیادتیاں کی گئی ہیں۔اب جو نئی ٹرانسفر پالیسی انہوں نے بنائی ہے اس کے مطابق S.T, E.S.T,P.T.C,G.P.T ٹیچروں کا ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں تبادلہ نہیں ہو سکتا یہ انتہائی زیادتی ہے۔ایسا ممکن ہے کہ جو بچی فیصل آباد کی ہے اور اس کی شادی راجن پور میں ہو جاتی ہے اب انہوں نے تبادلہ روک دیا ہے کہ اس کی ٹرانسفر ہو ہی نہیں سکتی۔سابقہ ادوار میں یہ پالیسی تھی کہ اگر کوئی بچی شادی کرکے کسی دوسرے ضلع میں چلی جاتی ہے تو اس کی ٹرانسفر ہو جایا کرتی تھی اور وہ وہاں پر سنیارٹی کے اندر سب سے نیچے رکھ دی جاتی تھی۔اس طرح ایک معاملہ باحسن خوبی حل ہو جاتا تھا اب انہوں نے اس کو روک دیا ہے۔

دوسرا انہوں نے ایک اور زیادتی اس حوالے سے کی ہے کہ کنٹریکٹ ٹیچرز کے بارے میں یہ پالیسی بنائی ہے کہ ایک دفعہ ٹرانسفر ہو گی اور وہ بھی جو ان کا place of domicile ہو گا وہاں پر اس کا تبادلہ ہو سکے گا یہ بھی ہم سمجھتے ہیں کہ یہ زیادتی والی بات ہے۔اگر ایک بچی کی شادی راولپنڈی میں ہو گئی ہے اور وہ رہنے والی لاہور کی ہے تو اب اگر یہ تبادلہ کریں گے تو کہتے ہیں کہ لاہور جاؤ یا پھر وہ شادی رکوائے، طلاق لے لے یا وہ شادی نہ کرے۔یعنی اس حوالے سے اس طرح کے خاندانی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔وزیر تعلیم بیٹھے نہیں ہیں لیکن وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں میں آپ کی وساطت سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پالیسی 15 سے 30۔دسمبر تک لاگو ہو جائے گی تو میری

انتہائی دردمندانہ التماس ہے کہ یہ زیادتی نہ کریں۔ اصل میں جو بیوروکریسی کے لوگ ہیں تو کسی سیکرٹری کی بچی نے E.S.Tیا P.T.C تو بھرتی نہیں ہونا اور نہ ہی انہوں نے ان مسائل کا سامنا کرنا ہے۔ یہ مسائل غریب غرباء نے face کرنے ہیں۔ ہم ان کے نمائندے ہیں مہربانی کر کے اس کو review کریں اور اس پر بالکل ٹھیک طریقے سے انسانی حقوق اور آئین کے مطابق پالیسی بننی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! یہ جو معزز ممبر ایجوکیشن سے متعلق request کر رہے ہیں as a special case اس کو دیکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ایجوکیشن منسٹر اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ بہر حال میں ان کے نوٹس میں لے آؤں گا اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ وہ کوئی مناسب کارروائی کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری یہ التماس ہے کہ اس وقت راجہ صاحب گفتگو میں مصروف تھے اور انہوں نے شاید میری پوری بات سماعت نہیں کی۔ یہ کوئی روٹین نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نے ٹرانسفر سے متعلقہ معاملہ اٹھایا ہے۔ میں نے سنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ جو بچیاں شادی شدہ ہو گئی ہیں ان کے لئے پابندی نہ ہو کہ وہ اسی جگہ پر ملازمت کریں۔ ورنہ ان میاں بیوی کے آپس میں اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ یہ بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: فنانس منسٹر سے بھی کہیں کہ وہ بھی اپنا کوئی اثر ورسوخ اس معاملے میں استعمال کریں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک نمبر 680 حاجی محمد اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر کی ہے یہ move ہو چکی ہے اور اس کو pending کیا گیا تھا۔ منسٹر انڈسٹری اس کا جواب دیں گے۔ جی، وزیر صنعت!

لاہور میں قائم ٹینٹ فیکٹری کی جانب سے الخدمت فاؤنڈیشن کو ناقص ٹینٹوں کی فراہمی

(۔۔۔جاری)

وزیر صنعت: جناب سپیکر! الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ نے Messrs Area Tentage Industry جی ٹی روڈ شاہدرہ موڑ سے اپنے طور پر خیمے خریدے تھے، خیموں کی خرید وفروخت کسی بھی حکومتی محکمے کے ذریعے نہ کی گئی تھی اور نہ ہی الخدمت فاؤنڈیشن نے خیموں کے ناقص ہونے کی صورت میں متعلقہ محکمہ سے رابطہ کیا ہے۔ مرزا داؤد بیگ صدر الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست گزاری ہے کہ الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ نے Messrs Area Tentage Industry سے تقریباً ایک لاکھ کے خیمے آرڈر پر بنوائے ہیں۔ جس کی منہ مانگی قیمت ادا کی گئی ہے۔ معاہدے کے مطابق خیمے معیاری اور واٹر پروف ہونے چاہئیں تھے مگر ناقص خیمے فراہم کئے گئے۔ درخواست موصول ہونے پر رشید چودھری مینجنگ پارٹنر Messrs Area Tentage Industry جی ٹی روڈ شاہدرہ موڑ لاہور کو بذریعہ شوکاز نوٹس مورخہ 10۔نومبر 2005 کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے واٹر پروف خیمے الخدمت فاؤنڈیشن کالا خطائی موڑ جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور کو فی الفور مہیا کریں اور دو یوم کے اندر وجہ بیان کریں کہ کیوں نہ ان کے خلاف قانون کے مطابق تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ شوکاز نوٹس مورخہ 10۔نومبر 2005 کے جواب میں چودھری رشید احمد مینجنگ پارٹنر، عمران رشید مینجر ایکسپورٹ، Messrs Ara Tentage Industry خود محکمے کے پاس تشریف لائے اور آکر جواب دیا کہ انہوں نے یہ tentage کبھی بھی ان کو فروخت نہیں کئے گئے کیونکہ انہوں نے ایک cutting sample of tentage محکمے کو دی تھی لیکن جب وہ تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ وہ supply tentage نہیں کئے اگر یہ ثابت ہو جائے یا کسی بھی tentage پر یہ دکھا دیا جائے کہ اس پر ان کے محکمے کی مہر ہے یا یہ ثابت کیا جائے کہ واقعی ان کی کمپنی کے بنائے گئے ہیں تو وہ ہر قسم کی کارروائی کے لئے تیار ہیں۔ میں نے خود ان دونوں لوگوں کو بلا کر خود تحققیات کی ہیں وہ ہر حالت میں اس چیز سے انکاری ہیں کہ یہ خیمے انہوں نے سپلائی کئے ہیں اگر واقعی یہ ثابت ہو جائے کہ خیمے انہوں نے سپلائی کئے ہیں تو وہ ہر قسم کی کارروائی کے لئے تیار ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جیسا کہ ناظم شاہ صاحب کئی دفعہ اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ ہاؤس کا مائیک سسٹم ٹھیک کروایا جائے۔ وزیر موصوف نے جو کچھ بھی پڑھا ہے وہ کم ہی سمجھ آیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ tents انہوں نے سپلائی نہیں کئے۔ اگر وہ ثابت ہو جائیں تو ان کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ ایکشن ضرور لیا جانا چاہئے کیونکہ ملک کے ایک بہت بڑے حصے پر آفت آئی ہے اور یہ ٹینٹ ان لوگوں کے لئے بھجوائے جا رہے ہیں اور پہلی ہی بارش میں خراب ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سپلائی نہیں کئے جس نے سپلائی کئے ہیں آپ ان کا بتائیں تو یہ ان کے خلاف ایکشن لیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جن لوگوں نے سپلائی کئے ہیں، جن فیکٹری والوں نے سپلائی کئے ہیں آیا اس بات کا پتا کرنا چاہئے کہ درمیان میں جو middlemen ہیں انہوں نے کمیشن تو نہیں لیا۔ جس طرح کہ سارے ملک میں ہوتا ہے کہ ترقیاتی کاموں میں 35/40 فیصد کمیشن لے لیا جاتا ہے۔ اس طرح اس کی خرید و فروخت پر ممکن ہے ایسا کام چل گیا ہو۔ یہ چیزیں ان لوگوں کو بھجوائی جا رہی ہیں جو واقعی رحم کے مستحق ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ کے کہنے پر یہ دوبارہ تحقیق کر لیتے ہیں۔ وزیر صاحب! آپ اس کو دوبارہ دیکھ لیں۔ اب تحریک نمبر 690/05 ہے۔

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے انٹری ٹیسٹ میں جنوبی پنجاب کے طلبہ وطالبات کی اکثریت کا بورڈ کے امتحان میں زیادہ نمبر لینے کے باوجود فیل ہونا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب

کے میڈیکل کالجوں میں انٹری ٹیسٹ لیا جاتا ہے۔ جہاں پر انٹری ٹیسٹ کی تیاری کے لئے اکیڈمیاں ہیں وہاں کے طلباء زیادہ تعداد میں پاس ہو جاتے ہیں۔ remote بالخصوص جنوبی پنجاب، میانوالی، بھکر جیسے اضلاع کے طلباء باوجود بورڈ میں اچھی پوزیشن لینے والے رہ جاتے ہیں اور لاہور، راولپنڈی، گوجرانوالہ، فیصل آباد وغیرہ بورڈ کے طلباء باوجود کم نمبر کے زیادہ تعداد میں میڈیکل کالجوں میں داخل ہو جاتے ہیں نیز انٹری ٹیسٹ کے مختلف مراحل میں کرپشن کی شکایات بھی ہر سال اخبارات میں آتی ہیں جس سے طلباء اور عوام میں کافی بے چینی پائی جاتی ہے اور یہ انٹری ٹیسٹ کا نظام بورڈ کے امتحانی نظام پر عدم اعتماد کے بھی مترادف ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پرسوں بھی ایک قرارداد کے ذریعے یہ معاملہ اسمبلی میں آیا تھا تو چیئرمین صاحب نے اس کو pending کر دیا تھا کیونکہ یہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ اس کو بھی pending کر دیں تاکہ بعد میں take up ہو جائے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے جناب سپیکر سے ان کے چیمبر میں جا کر ایک درخواست کی تھی کہ ایک انتہائی اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے اس پر تین تحاریک التوائے کار ہیں۔ اس پر سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ کل ان کو ہاؤس میں لے آئیں تو میں ان کو out of turn take up کر لوں گا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ چونکہ آج اجلاس ختم ہونے کو ہے۔ آپ شفقت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا سپیکر صاحب نے اجازت دی ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پروین سکندر گل صاحبہ جو کہ سپورٹس کی چیئرپرسن ہیں وہ تشریف فرما ہیں ان سے پوچھ لیں کہ کیا یہ معاملہ سپیکر صاحب کے ساتھ discuss ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! کیا سپیکر صاحب نے کل اس کی اجازت دی تھی؟

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! کل یہ پیش کر رہے تھے تو سپیکر صاحب نے مجھے بلوایا تھا کہ یہ نیوز آئٹم ہے اس کا کیا کریں؟ میں نے کہا کہ جناب نیوز آئیٹم پر کوئی مسئلہ نہیں ہو سکتا تو پھر انہوں نے ان کو اجازت دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا انہوں نے کل اس کی اجازت دی تھی؟

محترمہ پروین سکندر گل: جی، جناب سپیکر! انہوں نے کل اس کی اجازت دی تھی کہ آپ اس کو پیش کریں اور اسے take up کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی شیخ صاحب!

محکمہ سپورٹس کے بنائے گئے نئے سپورٹس رولز کے باعث ٹیکنیکل سٹاف کی مشکلات میں اضافہ

SHEIKH EJAZ AHMAD: Thank you, Mr Speaker. I move that the proceeding of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. According to a news item published in the daily DAWN dated November 18, 2005, the post of Director General in the Punjab Sports Directorate is likely to become redundant after the introduction of new rules formed by the Punjab Sports Department. The rules have been submitted to the Punjab Government for approval. The new rules will hinder the progress of technical people. Earlier, the Punjab Government had seen the bad results of holding sports events through newly instituted sports department, comprising nontechnical people. Therefore, my motion be declared in order for discussion in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے اس تحریک کو ابھی پیش کیا ہے اس پر گورنمنٹ نے جواب دینا ہے۔ یہ چونکہ ابھی پیش ہوئی ہے اس کا جواب ہمارے پاس نہیں ہے اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما لیا جائے تو ہم اس کا جواب لے آئیں گے۔

اتھلیٹ کی کھلاڑیوں کو اعلان کردہ انعامات کی عدم فراہمی

SHEIKH EJAZ AHMAD: Thank you, Mr Speaker. This is my second Adjournemnt Motion. I move

> That the proceedings of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. According to a news article published in the daily 'DAWN' dated October 26, 2005- Promising Athletes Madiha Latif and Nazia Naz who obtained eleven gold medals in the first Punjab Chief Minister inter-school athletic competition are still awaiting their prizes in clause. These Competitions were held from September 26/28 this year by the Punjab Chief Minister Parvez Elahi. Some two years ago the Chief Minister had announced a total cash prizes of rupees 8.5 million with the winning school to be honoured with rupees 5.0 million, runners up with Rs.2.5 million and third position holders Rs.1.0 million. Talking to 'DAWN' Madiha and Nazia were disappointed for not being rewarded with cash prizes. We have contacted the Sports Department through our teacher Anjum Riaz to know about the fate of our prizes but we didn't receive...

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میرا خیال ہے یہ تحریک التوائے کار بنتی بھی نہیں ہے کیونکہ آپ personal چیزوں کو لے آئے ہیں تو یہ---

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ cash prize جو ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار ایسی چیز ہے جو کہ بڑی اہم ہوتی ہے۔ اب آپ ان detail cases کو لیتے ہیں تو... how can you

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no Adjournment Mortion…

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان بچیوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات بجا ہے لیکن ایسے تو پھر ہر کسی کا اخبار میں آئے تو آپ اس کو take up کریں تو آپ ان سے مل لیں اور request کر لیں۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ ملنے والی بات نہیں ہے۔ آپ دیکھیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ اسمبلی کا matter تو نہیں ہے۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں پہلے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی بات بجا ہے لیکن آپ نے جو مجھے کل کہا تھا that was some thing different اور آج کوئی اور پیش کر رہے ہیں۔ یہ personal چیز ہے اور آپ اس کو Call Attention Notice بنائیں۔

I think this is no Adjournment Motion. You can take it up personally. I would not admit this.

میں اس کو admit کرتا ہی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا اور مجھے موقع دیں تاکہ میں بل introduce کروا سکوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری بھی بات۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی ایک تحریک التوائے کار accept ہو گئی ہے اور ایک۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے یہ پڑھنے تو دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ ماشاءاللہ خود بھی جانتے ہیں۔

You are a parliamentarian and you know it.

اب انفرادی صورت میں انسان کیا کرے؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب پیش کریں۔

MINISTER FOR LAW: Sir, I introduce

"The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005."

MR DEPUTY SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report up to 31st December 2005.

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں نے اور سید احسان اللہ وقاص صاحب نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس کے بارے میں جی؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ جو بل پیش ہوا ہے یہ تو ون ویلنگ کے بارے میں تحریک تھی۔ اس بارے میں لاء ڈیپارٹمنٹ اور گورنمنٹ نے ہمیں ایک خط کے ذریعے inform کیا تھا کہ ہم بل کی

شکل میں لا رہے ہیں لہذا ہم اس میں آپ کو شامل کر لیں گے تو میری درخواست ہے کہ کیونکہ ہماری تحریک pending پڑی ہوئی ہے لہذا اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اور احسان اللہ وقاص کو اس کمیٹی میں شامل کر لیں کیونکہ جو ہماری طرف سے تجاویز ہوں گی وہ اس میں شامل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ون ویلنگ پر پرائیویٹ ممبرز ڈے کے موقع پر ان کی طرف سے ایک بل بھی آیا تھا اور motion بھی تھی اور اس میں گورنمنٹ نے کہا تھا کہ چونکہ ہم خود legislation لا رہے ہیں تو ان بھائیوں کو اس میں شامل کر لیں گے۔ میری آپ سے استدعا ہو گی کہ جس کمیٹی کو یہ refer کیا جا رہا ہے تو اس کمیٹی میں بطور ممبر ارشد بگو صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب کو بھی co-opt کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان دونوں کو co-opt کیا جائے۔ on invitation ٹھیک ہے جی۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(106)/2005/778. Dated. 24th Nobember, 2005 The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly w.e.f. November 24, 2005 on the conclusion of sitting on that day.

Dated: Lahore, the 24th November 2005

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB"